U 55777 15-12-9

Title - KITAB MARQAUM - MASNAVI MAULANA RAUM (Part-2).

Creator - Jalal Uddin Raumi; Shareh Raasikh Mohd. Abdur Rehman.

Publisher - Matba Ahsan Al matabs (Delhi).

Date - 1315 H

Pages - 1092

Subjects - Farsi Shayari - Masnavi Manavi. Shireh Urdu.

(دونوں حصے رجسٹری شدہ ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

واضح رہے کہ آئندہ پیر چنگی کی داستان شروع ہونے والی ہے اِس داستان مین حدیث نفحات رحمانی
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور قصہ شب تعریس اور اثر برد ربیع و برد خریف آور باران
نالہ ستون حنانہ اور کنکریون کے کلام اور حضرت عمر کے الہام اور پیر چنگی کی ہدایت کے متعلق عجیب و غریب اسرار بیان
ہوے ہین ان سب کی تشریح و تفصیل عنقریب ملاحظہ سے گزرے گی خاکسار شارح کو بعض اشعار کے [illegible] کرنے مین
نہایت دقت اُٹھانی پڑی اور اسکا سبب یہ ہے کہ اس شرح مین التزام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان [illegible] کے تمام اشعار
کے مطالب اس ترکیب سے بیان کیے جائین کہ ظاہر شرع کے خلاف نہون - داستان پیر چنگی کو قصہ طوطی و سوداگر
سے یہ ربط ہے کہ اس قصہ مین موتوا قبل ان تموتوا یعنے مرگ اختیاری کی ہدایت کیگئی ہے اسکے طفیل طوطی نے قفس تاجر
اور تاجر نے قفس جسم عارضی سے نجات پاکر ابدی زندگی حاصل کی ہے اور پیر چنگی کو بھی اسی فانی ہونے کے باعث
گناہون سے نجات اور اُسکی نیک نیتی کے سبب حیات جاودانی حاصل ہوی - چنانچہ یہ باتین اس داستان مین اچھی
طرح ذہن نشین ہو جائینگی - نیز پیر چنگی کے حالات اور اُسکی امداد کے متعلق حضرت عمرؓ کے الہام سے معلوم ہو جائیگا کہ خدا
اُس شخص کی دو نو جہان مین مدد کرتا ہے جو اُسپر پورا بھروسہ رکھے اور جسکی نیت درست اور اعتقاد مضبوط ہو - ایک حدیث
کے یہ الفاظ ہین اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ یعنے اے خدا تو مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر مطلب کہ میرے تمام کامون مین میرا
سچا مددگار بن اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کی مدد اُنھین کامون مین ہوتی ہے جو نیک نیتی سے محض خدا کے واسطے ہون -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان پیر چنگی کہ در عہد عمرؓ از بہر خداوند تعالےٰ در گورستان در روز بینوائی چنگ بیزد

ترجمہ ایک بوڑہے چنگ بجانیوالے کی داستان جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بحالت مفلسی گورستان مین بیٹھکر اللہ کے واسطے چنگ بجاتا تہا

	این شنیدستی کہ در عہد عمر	بود چنگی مطربی با کر و فر
ترجمہ	سُنتے ہین یہ قصۂ عہد عمر	مطرب چنگی تہا اک با کر و فر

شرح یہ پیر چنگی پہلے بڑا باساز و سامان تہا جب اسپر تنگی آئی تو گورستان مین جا بیٹھا اور یہ نیت کرلی کہ مین لوگون کو بلا لیے مزدوری یسے چنگ سنایا کرونگا یہ شخص گو اپنے فعل کی بُرائی سے جاہل تہا مگر چونکہ نیت اچھی رکھتا تہا اسیلئے اللہ تعالےٰ نے اسپر رحم کیا مفصل قصہ آگے آتا ہے۔

	بلبل از آواز او بیخود شدے	یک طرب ز آواز خوبش صد شدے
ترجمہ	مست بلبل اُسکی اک آواز سے	اک طرب صد چند اُسکے ساز سے

شرح یعنے اسکی آواز سے بلبل (یا وصف خوشنوائی) بیخود ہوجاتا تہا اور ایک حصہ ذوق و شوق اُسکی خوش الحانی سے سو حصہ تک بڑہ جاتا تہا مطلب یہ کہ وہ نہایت خوش آواز اور نغمہ سنج تہا۔

	مجلس و مجمع دمش آراستے	وز نوائے او قیامت خاستے
ترجمہ	باعثِ زیبائش ہر بزم تہا	تہی قیامت خیز اُسکی ہر نوا

شرح دم بمعنے آواز یعنے اُسکی آواز باعث آرایش انجمن تہی، جو محفلون مین قیامت برپا کردیتی تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ جسطرح قیامت کے دن روحین نئے سرے سے جسمون مین آجائینگی اسیطرح اُسکی آواز دلون مین نئی طرح کے ذوق و شوق پیدا کرتی تہی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قیامت کے دن ہر روح اپنے خاص جسم کو ڈہونڈ لیگی۔ اسیطرح اُسکی آواز کے اثر سے ہر طالب اپنے مطلوب کو اور ہر عاشق اپنے معشوق کو ڈہونڈتا تہا۔ کیونکہ سماع اور خوش آوازی مین مطلوب کے یاد دلانے کا اثر بالخاصہ ہے جسکی تفصیل ابتدائے کتاب ہذا مین در بیان سماع گزر چکی ہے

	ہمچو اسرافیل کاوازش بفن	مردگان را جان در آرد در بدن
ترجمہ	صور اسرافیل آواز اُسکی تہی	جان دیتی تہی جو مردون کو نئی

شرح فن بمعنے صنع قدرت الٰہی۔ یعنے جسطرح حضرت اسرافیل کی آواز فعل قدرت الٰہی کے باعث صور پہونکنے کے وقت تمام مردون کی روحون کو جسمون مین داخل کردیگی اسیطرح اُسکی آواز مردہ دلون کو زندگی اور افسردہ خاطرون کو تازگی دیتی تہی۔ سینون مین مسرت تازہ اور دلون مین جدید شوق پیدا کرتی تہی۔

یار سائل بود اسرافیل را　کز سماعش پر برستے فیل را

ترجمہ: یا وہ تھے پیغام اسرافیل کے　پر نکل آتے تھے جس سے فیل کے

شرح: لفظ رسائل یا تو جمع رسالت ہے بمعنے مکتوبات و نامہ ہا و پیغامہا یعنے اُسکی آواز مُردون کے زندہ کرنے مین گویا اسرافیل کے پیغام تھے جسکے سننے سے ہاتھی کے پر نکل آتے تھے یعنے ذوق وشوق صد چند ہوجاتا تہا۔ یا یہہ سمجھیے کہ لفظ یار موصوف ہے اور سائل اُسکی صفت یعنے اُسکی آواز اسرافیل کا یار سوال کنندہ تہی مطلب یہ کہ اُسکی آواز نے مُردون کے زندہ کرنے کی صفت کو اسرافیل سے بطور مستعار مانگ رکہا تہا۔ یا لفظ سائل سیلان سے مشتق ہے یعنے اُسکی آواز اسرافیل کا ہمدم اور اُسکے پاس آنے جانے والا یار تہا۔ اور زندہ کردینے کی صفت اُسمین از صحبت اسرافیل سے پیدا ہوگئی تہی بعض نسخون مین یار سیلے بود اسرافیل را ہے اُسصورت مین سیلے بمعنے ظاہر ہین کیونکہ سیلی بمعنے ہمزبان ہے

ساز د اسرافیل روزی نالہ را　جان دہد پوسیدۂ صد سالہ را

ترجمہ: ہونگے اسرافیل حسب دم نالہ کن　جی اُٹھین گے اُستخوانہائے کہن

شرح: پوسیدہ بمعنے کہنہ و فرسودہ۔ دراصل ببائے فارسی ہے مگر بائے عربی کے ساتہ مشہور ہوگیا ہے۔ یعنے جسطرح اسرافیل کی آواز ایکدن پُرانی اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالدیگی اسیطرح اُسکی آواز کا حال تہا۔ ان اشعار مین بیرنگی کی آواز کی صفت مین شاعرانہ مبالغہ کیا گیا ہے۔

اولیا را در درون ہم نغمہاست　طالبان را زان حیاتے بیبہاست

ترجمہ: نغمہائے اولیا ہین باطنی　ملتی ہے لوگون کو جن سے زندگی

شرح: یعنے اولیاء و انبیاء کے ظاہری نغمے (اقوال واحادیث وملفوظات) تو موجود ہی ہین جنپر مخلوق کی ہدایت منحصر ہے مگر اِس سے قطع نظر اُنکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے باطنی نغمے (اسرار معارف) بہی عنایت ہوئے ہین جنسے طالبان حقیقت کو جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے ظاہری نغمے سے کلام لفظی اور باطنی سے کلام نفسی مراد ہے جسکی شرح پہلے گذرچکی ہے۔ بعض نسخون مین اولیاء کی جگہ انبیا ہے۔

نشنود آن نغمہا را گوش حس　کز ستمہا گوش حس باشد نجس

ترجمہ: سُن نہین سکتا ہے اُنکو گوش حس　ہے بُری باتون سے گوش حس نجس

شرح: یعنے اولیاء انبیاء کے باطنی نغمون کو ظاہری کان نہین سُن سکتے کیونکہ یہ کان دنیوی باتین اور ناجائز نغمے سُنتے سُنتے نجس ہوگئے ہین کلام نفسی جو سراسر پاک ہے ناپاک کانون مین نہین سماتا۔ بعض نسخون مین ستمہا کی جگہ سخنہا ہے اور ستم سے مراد سخن بد ہے

نشنود نغمۂ پری را آدمی　کو بود ز اسرار پریان اعجمی

ترجمہ: کیا سُنے نغمہ پری کا آدمی　کیونکہ یہہ اسرار سے ہے اعجمی

شرح۔ اعجمی۔ نادان و نافہم و غیر فصیح۔ یعنے چونکہ آدمی پریون کے اسرار سے نافہم ہے اسلیئے اُنکے نغمون کو نہین سُن سکتا علیٰ ہذا القیاس نافہم شخص سے یہ توقع رکھنی بالکل بعید ہے کہ اولیاء کے اسرار اور اُنکے باطنی نغمون سے واقف ہوسکیگا۔ یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے بطور تمثیل۔

گرچہ ہم نغمۂ پری زین عالم است — نغمۂ دل برتر از ہر دو دم است

ترجمہ — گرچہ اس عالم مین ہے بانگ پری — نغمۂ دلکو ہے سب سے برتری

شرح۔ اس شعر کا پہلا مصرع گزشتہ شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے اگرچہ نغمۂ پری بھی اسی جہان دنیا مین موجود ہے۔ لیکن عدم جنسیت کے باعث آدمی اُسے ہرگز نہین سُن سکتا۔ پھر نغمۂ باطنی تو ان دونو نغمون یعنے آدمی اور پری کی باتون سے برتر ہے۔ ایسے انسان کب سُن سکیگا نکتہ انسان کامل کا نغمہ چونکہ عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے اسلیئے نغمۂ پری سے برتر ہے یہ بھی یاد رہے کہ نغمہ باطنی کی کیفیت گوش دل سے اور گوئندہ کی حقیقت نور باطن سے معلوم ہوسکتی ہے۔ گوش حسی اور عقل انسانی ان اسرار کے سمجھنے سے قاصر ہے۔

کہ پری و آدمی زندانیند — ہر دو در زندان این نادانیند

ترجمہ — ہین پری و آدمی ہر دو اسیر — جہل کے محبس مین دونو جائے گیر

شرح یعنے نغمۂ اولیا نغمۂ انسان و پری سے اسلیئے برتر ہے کہ یہ دونو قیدخانۂ وجود عارضی مین محبوس اور اسیر غفلت اور اس نادانی دفریب دنیا کے زندان مین مقید اور آخرت سے غافل ہین اور اولیاء اللہ ان تمام قیدون سے آزاد ہوکر صرف اُسی ایک کے ہو لئے ہین ع بریدہ ز ہمہ با خدا گرفتار است۔ اسلیئے اُنکے نغمے اعلے درجہ کے ہین جنکے مطالب ہر شخص نہین سمجھ سکتا۔

معشر الجن سورۂ رحمن بخوان — تستطیعوا تنفذوا را باز دان

ترجمہ — سورۂ رحمن پڑھ اے نیک خو — معشر الجن۔ تستطیعوا۔ تنفذو

سورۂ رحمن بخوان اے مبتدی — تا شوی برسر پریان مہتدی

ترجمہ — سورۂ رحمن پڑھ اے مبتدی — بھید سے پریون کے تا ہو آگہی

شرح۔ یہ مضمون سابق یعنے نغمہائے اولیاء کی برتری پر قرآنی حجت ہے۔ سورۂ رحمن مین یہ آیت ہے۔ یمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان یعنے اے جن و انسان کی جماعت اگر تم آسمانون اور زمین کے کنارون سے باہر نکلجانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ یا تمام علوم علویات و سفلیات حاصل کرنے پر قادر ہو تو حاصل کرلو۔ لیکن بلا قوت و غلبہ تم ہرگز ایسا نہ کرسکوگے حالانکہ تم مین نہ قوت ہے نہ غلبہ البتہ خدا کی مشیت سب کچھ کرسکتی ہے۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کررہی ہے کہ جب ماسوائے بعض تمام جسمانیات کا

علم بلا انعام الٰہی نہ کسی انسان کو ہوسکتا ہے نہ جن وپری کو۔ تو نغمۂ اولیاء وانبیاء اُنکے کانون تک کب پہنچ سکتا ہے۔ جو محض روحانی او کیفیت غیبی ہے۔ اور جب انسان نغمۂ پری کو جو اِسی دنیا مین موجود ہے نہین سُن سکتا تو نغمۂ باطنی کو کیونکر معلوم کرسکتا ہے نتیجہ یہ کہ انسان گوش ظاہری کو معطل کرکے گوش باطنی پیدا کرے اور خدا سے روحانی قوت کا طالب رہے ورنہ نغمۂ اندرونی سے محروم رہے گا۔

نغمہائے اندرون اولیا ۔۔۔ اوّلا گوید کہ اے اجزائے لا

ترجمہ: نغمہائے جان پاک اولیا ۔۔۔ پہلے کہتے ہین کہ اے اجزائے لا

ہین ز لائے نفی سرہا برزنید ۔۔۔ دین خیال و وہم بیرون افگنید

ترجمہ: سر نکالو۔ لاسے سنلو خا فلو ۔۔۔ اِس خیال و وہم کو بس چھوڑدو

شرح یعنے اولیاء اللہ کے باطنی نغمے زبان معنوی سے سب سے پہلا سبق یہ دیتے ہین کہ اے اجزائے لا یعنے اے مردمان خالی از معرفت یا ہمقاران عدم وہمقربان فنا لائے نفی یعنے خلو معرفت کی قباحت سے نکلو اور اپنی ہستی کے مستقل اور دائمی ہونے کے خیال کو چھوڑدو تاکہ دوئی جاتی رہے اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔ مگر اُنکے نغمے وہی سنتا ہے جسکے باطنی کان بہرے نہون۔

اے ہمہ پوسیدہ در کون وفساد ۔۔۔ جان باقی تان نروئید ونزاد

ترجمہ: تم ہو محو عالم کون و فساد ۔۔۔ جان باقی سے ہو بالکل نا مراد

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کے نغمون کا مضمون یہ ہے کہ اے آدمیو تم سب کے سب دنیا مین پھنسکر عالم کون وفساد کے صدمے سہتے سہتے بوسیدہ اور نکمے ہو گئے ہو گو باطنی نغمے تمہاری پُرانی ہڈیون مین جان ڈال سکتے ہین لیکن تم انہین سُن ہی نہین سکتے بس تو وُہ روح جو ہمیشہ باقی رہنے والی تہی گویا تم مین ڈالی ہی نہین گئی۔ اور اہل اللہ کے نزدیک تم ہنوز پیدا ہی نہین ہوی۔

کار ایشانست زان سوے بری ۔۔۔ گر دوت روشن جو جوئی رہ بری

ترجمہ: جانب حق سے ہین سارے اُنکے کام ۔۔۔ جستجو کرتا کہ ہون روشن تمام

شرح یعنے اولیاء اللہ کے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین۔ اور جانب الٰہی تمام عیوب سے بری ہے (لفظ بری صفت اُنسو ہے) جب تو اِس رستہ کو ڈہونڈیگا اور اِس منزل مین پرواز کریگا تو تجپر بہی اولیا کے اسرار ظاہر ہو جاوینگے (پری جوئی پر معطوف ہے بحذف حرف عطف) نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین پری بیائے فارسی ہو اور دوسرے مین بیائے عربی یعنے اولیاء کا کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پرواز کرتا ہے یعنے وُہ عالم ملکوت سے اسرار معرفت لیکر ہر وقت دنیا کے طرف آتے ہین مطلب یہ کہ اللہ اُنکے دلمین الہام کرتا ہے تو بہی اگر اُنکے اسرار کو بجستجوے قلبی سے ڈہونڈیگا تو

تو راستہ کو منزلِ مقصود تک لیجائیگا۔ اسصورت مین پری بمعنے پرواز حاصل بالمصدر ہے۔

گر بگویم شمۂ زان نغمہا	جانہا سر بر زنند از دخمہا
ترجمہ ہو جو اُن نغمون کا اک شمہ بیان	مُردے ہون قبرون سے باہر بے گمان

شرح۔ دخمہ بالفتح بمعنے گنبد مدفن۔ وگورخانہ آتش پرستان۔ یہان مطلق قبر مراد ہے یعنے اگر نغمۂ اولیاء کا تہوڑا سا حال کہدیا جائے تو مردے زندہ ہوکر قبرون سے نکل آئین مطلب یہ کہ ہر مُردہ دل اولیاء اللہ کے نغمون سے نئی زندگی اور جہالت کی موت کے بدلے مین حیات علمی حاصل کرسکتا ہے۔

گوش را نزدیک کن کان دور نیست	لیک نقل آن بتو دستور نیست
ترجمہ کان لا بانین ہین گوشِ عقل کی	پر نہین ہرگز اجازت نقل کی

شرح گوش سے گوشِ دل اور نزدیک کرنے سے صاف کرنا مراد ہے۔ اسصورت مین معانی غیب سے گوشِ دل قریب ہوجاتے ہین مطلب یہ کہ نغمہ اسرار گوشِ دل کو صاف کرکے سن فی الواقع یہ نغمے کچھ بعید نہین صرف کدورت کا پردہ بیچ مین ہے ہان ظاہری اور جسمی کان اسکے سننے کی طاقت نہین رکھتے۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کو تیرے کانون تک یا بتجھے بعد واقفیت غیرون کے کانون تک اِس نغمہ کے نقل کرنے کی اجازت نہین ہے اِسکی وجہ اوپر گذر چکی ہے کہ اسرارِ غیبی گوشِ حسی مین نہین سما سکتے لفظ دستور بمعنے قاعدہ و آئین و رخصت و اجازت یہان سب طرح صحیح ہے

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا	مردہ را زیشان حیاتست و نما
ترجمہ سچ ہے اسرافیل ہین سب اولیا	بخشنے ہے مُردون کو صد نشو و نما

شرح یعنے اولیا اسرافیل وقت ہین جو مردگان غفلت و جہل کو علم معرفت کی زندگی عنایت فرماتے ہین اور درحقیقت حقیقی زندگی یہی ہے۔ جو بطفیل اولیاء اللہ طالبان حقیقت کو ملتی ہے۔

جانہائے مردہ اندر گورتن	بر جہد ز آواز شان اندر کفن
ترجمہ دفن ہے جو روح زیرِ گورتن	جی اُٹھے اُنکے سخن سے بے سخن

شرح جانہائے مردہ سے مُردگان جہل اور کفن سے غفلت مراد ہے یعنے اولیا کی آواز سُنکر وہ روحین جو جہالت کی موت مرکر جسم کی قبر مین دفن ہین کفن سے باہر نکل آتی ہین۔ اور غفلت کو چھوڑکر نئی زندگی حاصل کرلیتی ہین۔

گوید این آواز ز آواہا جداست	زندہ کردن کار آواز خداست
ترجمہ اور کہے یہ نغمہ ہے سب سے جُدا	کر گیا جو کار آوازِ خدا

شرح۔ گوید کا فاعل وہی مردۂ جہل ہے جو زندہ ہوگیا ہے۔ آواہا مخفف آوازہا یعنے جو شخص کلمات اولیا سے زندہ ہوے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ یہ آواز جسنے ہمکو زندہ کردیا ہے انسانی آواز سے جُدا ہے۔ کیونکہ زندہ کرنا آوازِ خدا یعنی کلمہ کُن

کا کلام ہے۔ پس تو گویا انبیا اور اولیار کا کلام فی الواقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ کلام نفسی ہے جس سے حس گوش ظاہری بے بہرہ ہے۔

	بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم	ما بمردیم و بکلی کاستیم
ترجمہ	بخشتی ہے آواز حق سنے زندگی	چہائی تہی ہمپہ بالکل مردنی

شرح یہ بہی اُنہین زندہ ہونیوالون کا کلام ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم اضطراری موت سے پہلے۔ اختیاری موت کے باعث بفحوائے موتوا قبل ان تموتوا فنا ہوگئے تہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمکو حیات ابدی عطا فرمائی اور بفضل کلمات کاملین از سر نو زندہ کردیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمین کلمات کاملین نے جہالت کی موت سے بچا لیا ورنہ ہمارے مرجانے مین کچھ شک نہ تہا۔

	آن دہد کو داد مریم را ز جیب	بانگ حق اندر حجاب و بے حجیب
ترجمہ	دیتی ہے جو کچھ کہ مریم کو دیا	ظاہر و باطن ندائے کبریا

شرح حجیب امالۂ حجاب ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی آواز اور کلام منزہ عن الحرف و الصوت باحجاب اور بے حجاب دو نو طرح قلوب انبیا و اولیا مین وارد ہوتا ہے اور یہ کلام وہ برکت عطا فرماتا ہے جو حضرت مریم کو عطا فرمائی گئی تہی یعنے جسطرح حضرت مریم کے قلب کو نور نبوت عیسوی اور شکم مبارک کو مولود مسعود سے پر نور کیا گیا تہا۔ اسیطرح انبیا اور اولیا کے قلوب کو کلام نفسی سے منور اور مخزن اسرار و معارف بنا یا جاتا ہے بانگ حق باحجاب وہ کلام حق جو بواسطۂ غیر کسی نبی یا ولی تک پہنچے۔ مثلاً توریت و انجیل و زبور و قرآن جو بواسطہ حضرت جبریل انبیا تک پہنچے ہین اور بانگ حق بے حجاب وہ کلام الٰہی جو بلا واسطہ ہو۔ مثلاً احادیث قدسی۔ اور الہامات۔

	بازگردید از عدم ز آواز دوست	اے فنا تان نیست کردہ زیر پوست
ترجمہ	زندہ ہوجاؤ سنو۔ آواز دوست	اے فنا گردیدگان زیر پوست

شرح یعنے انبیا و اولیا کی آواز کے صحیفے اور الہامات جو فی الواقع کلام الٰہی ہین یہ کہتے ہین کہ اے غافلو تمکو فنائے جہل کے پردے مین معدوم کردیا ہے فنا سے مراد وہی خلو معرفت ہے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اب تم اس جہل کی موت سے حیات علم کی طرف پہر آؤ۔ اور اپنے دوست یعنے خدا کی آواز کو جو اولیا کی زبان سے نکل رہی ہے۔ پہچانو۔ تان بمعنے شماہے۔

	گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود	مطلق آن آواز خود از شہ بود
ترجمہ	گرچہ ہے حلقوم عبد اللہ سے	وہ ندائے مطلقہ ہے شاہ سے

شرح شہ سے اللہ تعالیٰ اور عبد اللہ سے انبیا و اولیا مراد ہین۔ اور مطلق آواز بمعنے کلام نفسی ہے جو حرف و صوت کی

قید سے آزاد ہے مطلب یہ کہ انبیاء، واولیا جو کچھ کہتے ہین وہ اپنی طرف سے نہین ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہر مقولہ کلام الٰہی ہے۔

	گفت او را من زبان وچشم تو	من حواس ومن رضا وخشم تو
ترجمہ	کہدیا ہے۔ مین زبان وچشم ہوں	مین حواس اور مین رضا وخشم ہون

شرح یعنے شاہِ حقیقی نے اپنے بندۂ خاص سے کہدیا ہے کہ مین تیری زبان اور آنکھہ ہون۔ اور مین ہی تیرے حواس اور تیری رضا وخشم بنجاتا ہون۔ تیرے تمام افعال میری طرف منسوب ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ انبیا واولیا کی مہربانی خدا کی مہربانی اور اُنکا غضب بیشک خدا کا غضب ہے۔

	رَو کہ بی یسمع وبی یبصر توئی	سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی
ترجمہ	جا کہ بی یسمع وبی یبصر ہے تو	عین سر ہے اور صاحب سر ہے تو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اے انسان جا اور طلب معرفت مین کوشش کر کیونکہ تو جامع صفات اور مصداق بی یسمع وبی یبصر ہے۔ یہ حدیث قدسی پہلے بھی نقل ہو چکی ہے کہ لایزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ بی یسمع وبی یبصر وبی یمشی وبی یبطش وبی ینطق۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان تو سرّ الٰہی ہے کیونکہ جائے صاحب اسرار ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ مین مومنون کے ٹوٹے ہوے دلون مین رہتا ہون بلکہ تو عین سر ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے کہ الانسان سرّی من اسراری۔ انسان میرے اسرار مین سے ایک بھید ہے۔ انسان مین قوت محرکہ اور آخذہ اور متکلمہ اور سامعہ وغیرہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین لیکن انسان کامل اسکو عین قوائے حقیقت جانتا ہے اور اپنے آپ کو فانی سمجھتا ہے اور ناقص چونکہ مشاہدہ عین سے محروم ہے اسلیئے اِس قوت کو طبعی اور اعضائی خیال کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ اسکا باطن عین حق ہے۔

	تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ وبیان آن
ترجمہ	اِس حدیث کی تفسیر کہ جو خدا کا ہو جائے خدا اُسکا ہو جاتا ہے اور اُسکا مفصل بیان

	چون شدی من کان للہ از وَلہ	حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ
ترجمہ	عشق سے جب تو خدا کا ہو گیا	یہ سمجھ اللہ تیرا ہو گیا

شرح وَلہ یعنے حیرت واستغراق وجنون وسرگشتگی وعشق یعنے اے انسان جب تو عشق حقیقی حیرت واستغراق کے باعث مصداق مضمون من کان للہ ہو گیا یعنے تو نے اپنے تمام امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیئے تو یا درکھہ کہ اللہ تعالےٰ تیرا ہو گیا۔ بعض نسخون مین حق ترا باشد کی جگہ من ترا باشم ہے۔ اسصورت مین یہ شعر گویا کلام قدرت ہے بزبان مولانا یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے بندہ جب تو مصداق من کان للہ ہو گیا تو مین تیرا ہو گیا کیونکہ مینے اپنے رسول کی زبانی خبر دیدی ہے کہ من کان للہ کان اللہ لہٗ۔ چونکہ انبیا علیہم السلام عموماً اور رسول مقبول خصوصاً اور اُنکے خلفا،

مصداق من کان للہ ہین اِسلیے اِس حدیث سے انبیا اور اولیا کا اتحاد ذاتی من وجہ ثابت ہے مگر عبدین چونکہ من وجہ شانِ عبدیت بہی ہے اِسلیئے اللہ تعالے کبہی اُنکو باعتبار اتحاد خطاب کرتا ہے اور کبہی باعتبار عبودیت۔

گہ توئی گویم ترا گاہے منم	ہرچہ گویم آفتاب روشنم
ترجمہ: گہ توئی گا ہے منم کہتا ہون مین	جو کہون اُسکے لیے زیبا ہون مین

شرح یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے خاص بندے۔ مین کبہی تو تیرا نام توئی رکہتا ہون اور تجکو اپنا غیر سمجہتا ہون اور کبہی منم کہتا ہون۔ یعنے اتحاد کا قائل ہون اور توئی کا اعتبار نہین کرتا چنانچہ انک لاتہدی من احببت اور واللہ یعلم انک لرسولہ مغایرت پر دلالت کرتا ہے اور مارمیت اذرمیت اتحاد پر بلکہ اسمین اثبات مغایرت اور وحدت دونو پائے جاتے ہین۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ مین کہون میرے لایق ہے کیونکہ مین آفتاب روشن ہون پرتو مہ شہود کثرت مانع شہود وحدت نہین ہوسکتا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیا کا اللہ کی طرف بلانا گویا اللہ تعالے ہی کا بلانا ہے کیونکہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے واللہ یدعوا الی دار السلام اور اتحاد حقیقی پر یہ آیت بہی دلالت کرتی ہے۔ انّ الّذین یبایعونک انّما یبایعون اللہ یعنے اے پیغمبر جو لوگ تمسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین اِس سے اتحاد کے معنے صاف ظاہر ہین اور پہلی آیتون کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی تم جسکو چاہو ہدایت نہین کرسکتے البتہ خدا جسکو چاہے ہدایت دیسکتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم اُسکے رسول ہو۔ اِن آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور چیز ہے اور نبی اور شے۔

ہرکجا تابم زمشکاتے دمے	حل شد آنجا مشکلات عالمے
ترجمہ: جلوہ گر ہون جسجگہ مین ایک دم	مشکلین ہوتی ہین حل سب یک قلم

شرح مشکات بمعنے طاق و دریچہ سے مراد مظہر ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین جس مظہر مین اپنے اسمائے صفات کے ساتہ تہوڑی دیر کے لیئے تجلی کرتا ہون تو اُسکی تمام مشکلین حل ہوجاتی ہین۔ حل مشکلات عالم کے یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعالے صفت محیی کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو زمین سے نباتات پیدا ہوتے اور بچہ پر ماں کے پیٹ سے صحیح و سالم نکلنے کی مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ اور جب صفت ممیت کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو جانکنی کی اور جب صفت ودود کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو عشق کی اور جب صفت رزاق کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو فقر و احتیاج کی مشکلین حل ہوتی ہین وعلے ہذا القیاس۔

ہرکجا تاریکی آمد ناسزا	از فروغ ما شود شمس الضحے
ترجمہ: ناسزا ظلمت کی ہو جسجا گہٹا	ہو ہمارے جلوہ سے شمس الضحے

شرح لفظ ناسزا ترکیب مین لفظ تاریکی کی صفت واقع ہے اور لفظ شمس الضحے بمعنے آفتاب نیمروز ہے۔

ظلمتے را کآفتابش بر نداشت		از دمِ ما گردد آن ظلمت چو چاشت
ترجمہ: وہ اندہیرے جنہین ہو خرشید عرق		ہون ہمارے دم سے سب مانند شرق

شرح تاریکی اور ظلمت سے کفر و عصیان اور جہالت کے اندہیرے مراد ہین جنکو آفتاب فلک کی روشنی زائل نہین کرسکتے اور فروغ ما اور دم ما بمعنے ارشادات انبیا و خلفا و ملفوظات اولیا و کلمات انسان کامل ہے کیونکہ یہ لوگ کامل طور پر مظہر اسمائے صفات اور آفتاب توحید ہین۔ انکا قول مقولۂ حق ہے اِسصورت مین یہ معنے ہین کہ انبیا کے ارشادات اور اولیاء کے ملفوظات اندہیرون کو آفتاب سے روشن اور ظلمت کو سراسر نور بنا دیتے ہین۔ اور اگر ان دونو شعرون کو مقولۂ حق کہا جائے تو مطلب خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کی ادنے تجلی تمام ظلمتون کو دفع اور اُسکا دم یعنے کلام تمام اندہیرون کو زائل کرنے والا ہے۔

آدمی را او ز خویش اسما نمود		دیگران را ز آدم اسما میشود
ترجمہ: اُسنے آدم کو سکہائے اپنے نام		اور سیکہا سب نے آدم سے کلام

شرح یعنے اللہ تعالے نے حضرت آدم (انسان کامل) کو اپنے اسمائے حسنے بذاتہ معلوم کرائے (زخویش بمعنے بنفسہ ہے) اور انسان غیر کامل کو اُسی انسان کامل کے ذریعہ سے بتائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام رسول اور اُنکے سچے جانشین یعنے خلفاء و اولیاء خلیفۃ اللہ اور حق و خلق کے مابین بمنزلۂ برزخ ہین تو انسان کامل کا مقولہ گویا فرمان الٰہی ہوتا ہے اگرچہ انسان کامل یعنے اولیا و انبیا صورت مین مختلف اور متعدد ہین مگر حقیقت مین سب متحد ہین سب کا کلام کلام الٰہی ہے اِسلئے ایک نبی کا منکر گویا سب کا منکر ہے کیونکہ خاتم النبیین تک تمام انبیا نے وہی کلام الٰہی سُنایا ہے جو اوّل اول حضرت آدمؑ نے سُنایا تہا۔ کلام الٰہی مین اگر اُمتیون نے تصرف نہ کیا ہو تو خواہ اُسکا نام توریت ہو یا انجیل۔ زبور ہو یا قرآن سب کو یکسان ہدایت کرسکتا ہے۔ کیونکہ حقیقت انبیا باعتبار اشاعت توحید و ہدایت بالکل متحد ہے اور اسی اتحاد معنوی کو آیندہ دو شعرون مین بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو		کاین سبو را ہم مدد باشد ز جو
ترجمہ: نہر اور تہلیا کا پانی سب ہے ایک		اِسمین ہے اُسکی مدد اے مرد نیک
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور		نور مہ ہم ز آفتابست اے پسر
ترجمہ: چاند کا ہو نور یا خرشید کا		ایک ہین دونو سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے کوئی شخص نہر مین سے پانی پیئے یا تہلیا مین سے ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ تہلیا نہر ہی کے پانی سے بہری جاتی ہے۔ علے ہذا القیاس چاند سے روشنی حاصل کیجائے یا آفتاب سے نتیجہ متحد ہے کیونکہ چاند آفتاب سے روشنی لیتا ہے۔ اسیطرح کلام الٰہی بذریعہ وحی کسی نبی کی زبان سُنا جائے یا بذریعۂ الہام کسی ولی کی زبان سے سب کا

ما حصل ایک ہے کیونکہ اولیا۔ انبیا علیہم السلام تابع فرمان ہوتے ہین اور انبیا خدا سے ہمکلامی کا شرف رکھتے ہین اسیلئے رسول علیہ الصلوٰۃ نے یہ حدیث فرمائی ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

مقتبس شو زود چون یابی نجوم	گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
ترجمہ گرستادن طلب نور علوم	قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم

شرح حدیث شریف مین ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ یعنے میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین۔ اے لوگو تم انہین سے جس کسیکی پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ یہان سے خود یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آنسرور کائنات آفتاب ہدایت اور دیگر انبیا اولیا اس آفتاب سے روشنی حاصل کرنیوالے ہین۔ انکا اتباع گویا اتباع پیغمبر ہے مگر چونکہ اس زمانہ مین صحابہ موجود نہین ہین اسیلئے لفظ نجوم سے اولیا مراد لیکر مولانا قدس سرہ عموماً تاکید فرماتے ہین کہ اے شخص جہان کہین تجھے اولیا ملجایا کرین اُنسے فی الفور نور باطنی حاصل کیا کر۔ کیونکہ اولیا، صحابہ کے تبع ہوتے ہین۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ اہل باطن کے نزدیک چونکہ اولیا، روحانی طور پر حاضران محفل نبوت مین سے ہین اسیلئے صحابہ کا حکم رکھتے ہین۔ ان معنون کی تائید اِس حدیث سے ہوتی ہے کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَکَاَنَّمَا رَآنِیْ فِی الْیَقْظَۃِ رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ جسنے مجھے خواب مین دیکھہ لیا گویا اُسنے بیداری مین دیکھا۔ اہل تصوف کے نزدیک خواب سے مراقبہ اور استغراق مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیا، حالت مراقبہ مین زیارت حبیب رب العالمین سے مشرف ہوے ہین۔ نتیجہ یہ کہ آپ کا دیکھنے والا مرتبۂ صحابیت حاصل کرلیتا ہے خواہ بیداری مین دیکھے یا خواب مین البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ صحابہ فضیلت صحبت جسمانی و روحانی دونون سے مستفیض ہوتے ہین اور اولیا کو صرف فضیلت صحبت روحانی نصیب ہوتی ہے۔

خواہ از آدم گیر نورش خواہ ازو	خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
ترجمہ نور لے آدم سے یا اُس سے عزیز	بادۂ خم و کدو ہے ایک چیز

شرح یعنے اے مخاطب تو خواہ انسان کامل سے بالواسطہ نور خداوندی حاصل کرے۔ یا بلا واسطۂ غیر بذریعہ رجوع الی اللہ خود اللہ تعالےٰ سے مستفیض ہو۔ دونو باتین برابر ہین اسمین اسمین کچھہ فرق نہین کیونکہ دونونکا مقصود اور نتیجہ ایک ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تشبیہ ہے یعنے کوئی شخص مٹکے مین سے شراب نکالکر پیئے یا تونبے مین سے دونو مساوی ہین کیونکہ کدو خم ہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یعنے اولیا انبیا جو کچھ کہتے ہین وُہ خدا ہی کا مقولہ ہوتا ہے خم سے مراد ذات الٰہی ہے جو منبع جود و احسان ہے اور کدو سے مراد انبیا و اولیا، ہین جو اُس خم سے فیض یاب ہین۔

کین کدو با خم بہ پیوست است سخت	نے چو تو شادان کدوے نیکبخت
ترجمہ ہے کدوے و خم مین ایک پیوند سخت	ہان نہین سمجھا کدوے نیکبخت

شرح یعنے جسطرح یہ ظاہری کدو، شراب خم کے ساتھ اتصال محکم رکھتا ہے اور اُسی سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ اسیطرح

ولی کامل بہی اُس خم حقیقی منبع الجود والاحسان سے فیضیاب ہے تو ہکو اُس سے جُدا نسمجہ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے
کہ کدو تیری طرح لذائذ جسمانی سے خوش نہین ہے بلکہ فنا ہو گیا ہے اور خم وحدت مین غرق ہے بس تو اس کدو سے
شراب صحبت حاصل کرنی گویا خم حقیقی کے حاصل کرنے کے ماننا ہے

	گفت طوبے من رآنی مصطفٰے		والذی یبصر لمن وجہی رآ ے	
ترجمہ	مصطفٰے کہتے ہین طوبے ہے اُسے		مجکو جو دیکھے کہ بار ون کو مرے	

شرح۔ حدیث مین ہے طوبےٰ لمن رآنی۔ وآمن بی وطوبےٰ لمن رأی من رآنی یعنے اُسکے لیے خوشحالی ہے جسنے مجکو
یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا علمائے ظاہر نے اس حدیث سے رویت چشم اور صحبت مراد لی ہے لیکن باطنی معنے یہ
ہین کہ خوشحالی ہے اُسکو جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو چشم قلب سے دیکھا اور روحانی صحبت حاصل کی یعنے یہ خوشخبری
وخوشحالی صحابہ کی طرح اولیاء اللہ کو بہی شامل ہے کیونکہ اولیاء اللہ اتباع صحابہ کے باعث بمنزلہ صحابہ ہین۔ گو رسول
علیہ الصلوٰۃ سے ظاہر صحبت نہین رکہتے۔

	چون چراغے نور شمعے را کشید		ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید	
ترجمہ	شمع سے جو نور لیتا ہے چراغ		شمع اُسکو کہتے ہین روشن دماغ	

شرح چراغ سے فتیلہ اور شمع سے موم یا روغن مراد ہے۔ یعنے جبکہ فتیلہ نے مادۂ نور موم یا روغن سے لیکر اپنی طرف
کہینچا تو فتیلہ کو جو دیکھے گا وُہ بہی سمجھے گا کہ یہ نور موم یا روغن کی طرف سے آیا ہے علےٰ ہذا القیاس انبیا کا نور ہے انبیا
اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور صحابہ کا پیغمبر کی جانب سے اور اولیا کا صحابہ کی طرف سے۔ حاصل یہ کہ تمام انوار اُسی
ایک شمع حقیقی سے حاصل ہوتے ہین اور سب کی اصل ایک ہے۔

	ہمچنین تا صد چراغ ار نقل شد		دیدن آخر لقائے اصل شد	
ترجمہ	سو چراغ اُس سے ہوے روشن اگر		اصل ہی کی دید ہے پیش نظر	

شرح یعنے اِسیطرح اگر چراغ مین سو فتیلے لگا دیے جائین تو آخر کا دیکھنا گویا اوّل کا دیکھنا ہے یعنے معلوم ہو جاتا ہے
کہ تمام فتیلون مین مادۂ نور ایک ہی شمع یا ایک ہی جگہہ سے آیا ہے نیز یہ معنے بہی ہین کہ مثلاً ایک چراغ کو ایک شمع سے
جلایا یا سو چراغون کو ایک سے روشن کیا مادۂ نور سب نے ایک ہی سے حاصل کیا ہے اور دیکھنے والا بہی کہہ سکتا کہ ان
چراغون مین اُسے ایک شمع سے روشنی حاصل ہوی ہے۔ اِس صورت مین چراغ اور شمع کی تاویل بمعنے فتیلہ و موم
غیر ضروری ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور ہدایت خواہ بذاتہٖ توفیق شمع حقیقی سے حاصل ہو یا انبیا کے ارشادات سے یا
تابعین و تبع تابعین کے کلمات سے یا اولیاء اللہ کے ملفوظات سے سب کی اصل ایک ہے۔ اور اولیا کا تابع گویا انبیا
کی شمع ہدایت سے نور حاصل کرنیوالا ہے اور انبیا کا نور گویا نور الٰہی کا جزو ہے

خواہ از نور پسین بستان تو آن	ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع جان
ترجمہ　پہلا پچھلا نور ہے سب ایکسان	ایک ہے نور پسین و شمع جان

شرح نور پسین (پچھلے نور) سے اولیاء اُمت محمدی اور شمع جان سے شمع ذات الٰہی یا خود شمع نور محمدی مراد ہے یعنے ایمخاطب تو ذات الٰہی سے نور ہدایت حاصل کرے یا شمع محمدی سے یا پچھلی شمع یعنے اولیاء اللہ سے سب ایکسان ہے اس نور اور اُس نور میں کچھ فرق نہین۔ نور محمدی

خواہ بین نور از چراغ آخرین	خواہ بین نورش ز شمع غابرین
ترجمہ　خواہ پچھلی شمع سے حاصل ہو نور	خواہ پہلی شمع سے لے پُر شعور

شرح نور آخرین سے وہی اولیاء اور شمع غابرین سے وہی شمع نور محمدی مراد ہے اور غابر بمعنے سابق و ماضی ہے چونکہ نور محمدی نور اولیائے محمدی سے سابق تھا اسلیئے اُسے غابر کہا گیا مطلب وہی ہے جو گزشتہ شعر کا تھا یعنے فتیلون یا چراغون کی کثرت اتحاد نور کو منع نہین کرسکتی۔ چراغ ہزار ہوا کرین مگر نور ہر حالت مین ایک ہی ہوگا اسی مناسبت کے لیئے آئیندہ حدیث منقول ہوی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نفحات الٰہی (خدا کی رحمتین یعنے اولیائے کامل) ہر زمانہ مین موجود ہین اُنکا اتباع گو یا پیغمبر کا اتباع ہے۔

تفسیر حدیث انّ لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا الیہا

ترجمہ یعنے تحقیق تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانہ کے دنون مین نفحات ہین تم تعظیم سے پیش آؤ اور اُن نفحات کو قبول کرو

شرح نفحات بمعنے بوہائے خوش ہے و نفحات بمعنے وزمید تہاے باد یعنے کلام یہان دونو لفظ درست ہین اور نفحات یا نفحات سے مراد یا تو دعوت انبیا اور ارشاد اولیا ہے یعنے ہر زمانہ مین ہر وقت دعوت انبیا و ارشاد اولیا موجود ہے اُسکو قبول کرو۔ یا نفحات سے مراد نعمتین ہین۔ نعمتون کا قبول کرنا اُنکا شکر یہ اور انتقال از مشاہدہ قدرت حق بسوئے حق ہے یا نفحات سے مراد وہ کیفیت ہے جو قلب پر وارد ہوتی ہے (جسکو الہام سمجھنا چاہیئے اور جو موصل بمعرفت ہے) اور اُس کا قبول کرنا اُس سے متاثر ہونا اور واردات رحمانی و شیطانی مین تمیز کرنا ہے نفحات کے یہ پچھلے معنے آئیندہ ابیات سے نہایت مناسبت رکھتے ہین۔

گفت پیغمبر کہ نفحہائے حق	اندرین ایام مے آرد سبق
ترجمہ　نفحت حق کو یہ کہتے ہین رسول	آتا رہتا ہے ہمیشہ لے جھول

شرح۔ یہان اندرین ایام سے زمانہ خاص مراد نہین بلکہ یہ لفظ بمعنے جمیع اوقات ہے اور سبق آوردن بمعنے ظاہر و غالب شدن ہے یعنے رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ نفحات الٰہی یعنے خدا کی رحمتین (اولیائے کامل) یا اُسکی نعمتین یا دعوات انبیاء اولیاء یا واردات قلبیہ ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہین اور رہر دم تمام زمانے پر برسنے والی گھٹا کی طرح چھائے

ہوسے ہین۔ لیکن یہ باطنی کیفیتین ہر شخص کو معلوم نہین ہوسکتین۔

	در ربائید این چنین نفحات را		گوش ہش دارید این اوقات را	
	تھام لو جانے ندو نفحات کو		تم غنیمت جانو ان اوقات کو	ترجمہ

شرح یعنے اے طالبین نفحات آلہی اپنی ان اوقات عزیز کی طرف گوش عقل کو متوجہ کرو اور نفحات کو قبول کرلو کیونکہ نفحات الٰہی جو ہر وقت پائے جاتے ہین گوش عقل ہی سے معلوم ہوتے ہین۔ اگر اوقات کو رائگان کہو دوگے تو نفحات سے محروم رہجاؤگے **فائدہ** اگر حسب تشریح سابق نفحات سے ارشاد اور دعوت مراد ہے تو معنے یہ ہونگے کہ انبیا کے دعوت اور اولیا کے ارشادات کو قبول کرو اور کسی وقت کو اُنکے اتباع سے خالی نہ جانے دو۔ اور اگر نعمتین مراد ہین تو معنے یہ ہونگے کہ بعض نعمتین گوش عقل یعنے سُننے سے تعلق رکھتی ہین مثلاً وعظ اور قرآن اُنسے کسی وقت کو خالی نجانے دو اور اگر مراد واردات قلب ہین تو گوش ہوش بمعنے گوش دل ہے۔ یعنے دلکو کسی وقت تمیز نفحات سے غافل نہ رکھو۔ اور یہ جانچ لیا کرو کہ یہ نفحہ رحمانی ہے یا وسوسۂ شیطانی۔

	ہر کرا میخواست جان بخشید ورفت		نفحہ آمد مر شمارا دید ورفت	
	جسکو چاہا دی اُسے جان دگر		نفحہ آیا چلدیا کر کے نظر	ترجمہ

شرح یعنے نفحۂ الٰہی آتا ہے مگر تمہین غافل دیکھکر چلا جاتا ہے۔ اور اپنے طالب کو معنوی روح (علم معرفت) عنایت فرمایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفحات الٰہی پے درپے آتے جاتے رہتے ہین مگر غافل کو اُس سے حصہ نہین ملتا اور یہ بہی ظاہر ہوگیا کہ نفحات سے مراد واردات قلبیہ ہی ہین جنپر آنے جانے کا اطلاق بے تکلف ہوسکتا ہے نیز دعوات وارشادات اولیا بہی ہر وقت اللہ کی طرف سے آتے ہین لیکن آدمی کو غافل پاکر دل سے نکلجاتے ہین اور جو مقبول بارگاہ ہین اُنکو روح تازہ عنایت فرماتے ہین لیکن یہ معنے واردات قلب کے مطلب سے قریب قریب ہین ہان اگر نفحات سے مراد نعمتین ہین تو آنا جانا درست ہے کیونکہ نعمائے الٰہی ہر وقت آتے ہین اگر بندے کو شکر سے غافل پاتے ہین چلے جاتے ہین۔ اور اگر شاکر پاتے ہین تو اور زیادہ ہوکر زندگی تازہ عنایت کرتے ہین۔ قرآن مجید مین ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَأَزِیْدَنَّکُمْ اور اگر نفحہ بمعنے رحمت الٰہی سے مرشد کامل مراد ہے تو بہی آنے جانے کے معنے درست ہین کیونکہ مرشد کامل اگر طالبین کو مستعد اور قابل تلقین پاتا ہے تو راز معرفت سے آگاہ کرکے اُنہین نئی زندگی عطا فرما دیتا ہے ورنہ جہان خدا لیجائے چلا جاتا ہے۔

	تا ازین ہم وانمانی خواجہ تاش		نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش	
	تا نہو محروم اُس سے ہر زہ کار		نفحہ آیا دوسرا۔ رہ ہوشیار	ترجمہ

شرح یعنے اے طالب نفحات افسوس تونے پہلے ارشادات ودعوات یا نعمتون کو قبول نہ کیا اور نہ کیفیت قلبی

مین تمیز کرسکا لیکن چونکہ نفحات متواتر آتے ہین اسلئے دوسرے نفحہ کو قبولکر ورنہ اس سے بہی محروم رہیگا۔ خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ۔ حرف ندا خواجہ تاش سے پہلے محذوف ہے یہ مولانا قدس سرہٗ نے طالب کو ترغیب دی ہے یعنے اے بندۂ خدا یا اے شریک اُمت محمدی۔ یا اے مُرید مُرشد کامل تو تو خواجہ تاش ہے یعنے جسطرح اور طالب خدا کے بندے اور رسول کی اُمت اور مُرشد کے مُرید ہین اسیطرح تو بہی ہے۔ پہر یہ کیا سبب کہ دیگر طالبین کی طرح تو نفحات کو قبول نہین کرتا اب بہی ہوشیار ہوا ور مُرشد کامل کا اتباع کرنا کہ تجہے نفحات الٰہی کا حصہ ملجائے۔

جان آتش یافت زان آتش کشے ۔۔۔ جان مردہ یافت از وے جنبشے

ترجمہ: جان آتش کے لیئے ہے شعلہ کش ۔۔۔ جان مردہ اُس سے ہو جاتی ہے خوش

شرح۔ بعض نسخون مین جان آتش کی جگہ جان ناری ہے۔ جس سے وہ جان مراد ہے جو آتش شہوت و غضب کی طرف منسوب ہے۔ یا وہ جان جو مجسم آتش نفسانی ہے مطلب یہ کہ ارشادات انبیاء اور دعوات اولیا سے جان آتش نفسانیہ کو ایک ایسا لقمہ ملگیا جو آتش کش تہا یعنے اُسنے نار غضب و شہوت کو بالکل بجہا دیا۔ اور وُہ نار گویا نور بنگئی اور روح جو معاصی کے باعث مُردہ ہوگئی تہی وُہ متحرک فی امور الدین ہوگئی اور اسکے تمام ظلمانی صفات نورانی اور روحانی صفات سے بدل گئے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ جو شخص گرفتار آتش نفسانی تہا اسکو اس نفحہ نے ہلاک کر دیا۔ کیونکہ گرفتار آتش نفس ارشادات کو قبول نہین کرسکتا اور یہ عدم قبول اسکے حق مین ہلاکت ہے اور اُس شخص کو جو اوصاف نفسانی کی طرف سے مُردہ تہا حیات ابدی اور حرکت لبوسے معرفت عنایت فرمائی اشارہ ازان اور از وے بجانب نفحات الٰہی ہے

جان ناری یافت ازوی انطفا ۔۔۔ مردہ پوشید از بقائے او قبا

ترجمہ: جان ناری اُس سے بالکل بجہگئی ۔۔۔ پہنی مُردے نے قبائے زندگی

شرح۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی طرح وہی دو معنے رکہتا ہے اور اُسی مطلب کی توضیح ہے قبا بمعنے لباس حیات ابدی اور انطفا بمعنے بجہنا ہے یعنے نفحۂ الٰہی جان ناری کو بجہانیوالا ہے اور اُسکی بقا یا لقا مُردون کو قبائے زندگی پہناتی ہے۔

تازگی و جنبش طوبیست این ۔۔۔ ہمچو جنبش ہائے خلقان نیست این

ترجمہ: تازگی و جنبش طوبا ہے یہہ ۔۔۔ کب مثال گلشن دنیا ہے یہہ

شرح بعض نسخون مین تازگی کی جگہ نازکی ہے بمعنے لطافت۔ اس شعر مین اُس حرکت فی الدین کی تشریح ہے جو اگلے شعر سے معلوم ہوئی تہی یعنے نفحات الٰہیہ سے جو حرکت فی الدین حاصل ہوتی ہے۔ وُہ گویا حرکت طوبے لطافت یا نازکی طوبےٰ ہے جو ہر حالت مین باعث مسرت ابدی ہے یہ حرکت درختان مخلوق کی حرکت نہین کہ بہار مین سبز خزان مین پیلے نہین

گر در افتد در زمین و آسمان ۔۔۔ زہرہ شان آب گردد در زمان

ترجمہ: گر زمین و آسمان پر گر پڑے ۔۔۔ پانی سب ہوجائے پتہ خوف سے

شرح گفتہ کی ضمیر نفحات کی طرف ہے لیکن اگر نفحات سے واردات قلبیہ مراد لیے جائیں تو یہ شعر اُس سے انطباق تمام رکھتا ہے۔ کیونکہ معرفت اور ورود نور ذات حق واردات قلبیہ میں سے ہے جسکی گنجایش نہ زمین میں ہے نہ آسمان مین البتہ مومن کے دلمین ہے۔ اور اگر دعوات مراد لیے جائیں تب بہی معنے درست ہو سکتے ہین۔ کیونکہ دعوات انبیا کی سمائی بہی زمین و آسمان مین کہین نہین ہو سکتی۔ یہ انبیاء علیہم السلام ہی کے دل ہین کہ کلام الٰہی جیسی عالیقدر چیز کے متحمل ہو سکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ یعنے اگر ہم اِس قرآن کو بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے دیکھنے والے تو اُس پہاڑ کو خدا کے خوف سے ترس ناک اور رنجیدہ دیکھتا۔ لیکن غور کیا جائے تو دعوت کے یہ معنے واردات قلبیہ ہی سے ملتے جلتے ہین۔ البتہ آیندہ ابیات مین نفحات کو بمعنے دعوات لینا تکلف اور ذوق سلیم سے بعید ہے اسلیئے ہم آیندہ نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی لینگے چونکہ تقریر بالا ذرا باریک بات ہے اسلیئے غور سے سمجھنی چاہیے

خود ہیم این دم بے منتہا		بازخوان فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا	
ترجمہ	ہے انہین خوف دم بے منتہا		دیکھے فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا

شرح۔ دم بے منتہا سے وہی نفحات الٰہی مراد ہین جنکی انتہا ہی نہین ہوتی اور جو متواتر آتے جاتے ہین نکتہ لفظ دم سے صاف ظاہر ہے کہ نفخات اور نفحات کے ایک ہی معنے ہین۔ کیونکہ خوشبو دم یعنے سانس سے تعلق رکھتی ہے در نفخہ خود دم ہے اور لفظ بے منتہا اشارہ کر رہا ہے کہ نفحات واقعی طور پر بمعنے واردات قلبیہ ہے۔ کیونکہ دعوت انبیا و اولیا غیر منتہی نہین ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ آج مینے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اِس آیت سے دعوت کی انتہا صریح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ واردات قلبیہ بیشک غیر متناہی ہین۔ اسلیئے نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور انہین واردات قلبیہ یعنے وحی و الہامات کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا یعنے بیشک ہمنے آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے سامنے اپنی امانت پیش کی مگر ان سب نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور ڈر گیئے اور انسان نے اسکو برداشت کر لیا بیشک انسان ظالم اور جاہل ہے کہ جس بوجھ کو زمین آسمان اور پہاڑ نہ اُٹھا سکے اُسنے اُٹھا لیا لفظ امانت کی تفسیر مین اختلاف ہے علمائے ظاہر نے امانت کو بمعنے امانت معروف و بمعنے عبادت لیا ہے اور زمین و آسمان و جبال کے انکار کرنے اور ڈر جانے سے عبادات اور امانت کی تعظیم اور عظمت شان مراد ہے اور علمائے باطن مین سے بعض نے امانت سے عشق الٰہی مراد لیا ہے۔ کہ یہ ازل مین ہر نوع مخلوق کے سامنے پیش ہوا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اختیار کر لیا اگرچہ تمام موجودات مین عشق الٰہی موجود ہے مگر اور دن مین اضطراری ہے اور انسان مین اختیاری۔ کیونکہ لفظ حمل اختیار کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعض نے

امانت سے جامعیت مراد رکہی ہے۔ کیونکہ انسان باغلب مظہر جامع اسمار صفات الٰہی ہے اور اسکو تمام مخلوقات سے وہ نسبت ہے جو قلب کو تمام جسم سے اور بعض نے امانت سے تمام عالم مراد لیا ہے کیونکہ انسان جہان مین خلیفۃ اللہ ہے عالم یا اسکا کوئی حصہ اسکے سپرد کیا گیا ہے تاکہ یہ ہر ایک کے حقوق ادا کرے اور نیز حقوق الٰہی کا لحاظ رکہے مولانا قدس سرہ نے امانت سے نفحات یعنے واردات قلبیہ مراد رکہے ہین جنمین عشق الٰہی اہم النفحات اور سب سے بڑا الہام ہے اور جسکی برداشت آسمان وزمین اور پہاڑ نہین کرسکتے۔ ظلوم وجہول انسان کی مدح بہی ہے اور مذمت بہی۔ کیونکہ جسوقت ظلوم بمعنے ظالم برنفس خود بسبب قبول عشق و فنا رخود درعشق الٰہی۔ اور جہول بمعنے جاہل ازغیرحق یا جاہل ازنفس خود کہ باوجود حاجت اکل وشرب یعنے قوت بہیمیہ عشق کو اختیار کربیٹہا تو مدح ہوگی اور اگر ظلوم سے یہ مراد ہے کہ انسان نے وجود اشیا کو اپنی طرف نسبت کرلیا ہے اور جہول سے یہ مراد کہ وہ خدا کو بہول گیا ہے جو موجد اور اشیا کا مالک حقیقی ہے تو مذمت ہوگی۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنے مخلوقات پر حسب استعداد خود افاضۂ خیر کیا اور حق اللہ وحقوق مخلوق پورے طور پر ادا کیے وہ ممدوح ہے اور جنے اسمین کمی کی وہ ظالم اور جاہل ہے ظلوم بمعنے من یظلم نفسہٗ وجہول بمعنے من یجہل بنفسہ بہی آیا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ یہ دم بے منتہا یعنے نفحات یا الہامات اور عشق الٰہی ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ آسمان وزمین اور پہاڑ اسکی برداشت سے انکار کرگئے اور اس سے ڈر گئے اے انسان تونے اگر قبول کرلیا ہے تو اسکے حقوق پوری طرح ادا کر۔ ورنہ تیرا خطاب ظلوم وجہول ہوگا۔

	ورنہ خود اشفقن منہا چون بدے	گرنہ از بیمش دل کہ خون شدے
ترجمہ	ورنہ ہے اشفقن منہا کیلئے	کوہ کا دل خون ہے اس خوف سے

شرح یعنے اگر زمین وآسمان اور پہاڑ اس امانت کو اٹہا سکتے تو قرآن مجید اشفقن منہا نازل نہوتا اور پہاڑونکا دل خوف سے خون ہوکر نہ بہ جاتا۔ یہ شعر گزشتہ مطلب اور پہلی آیت کی اقتباس کا تتمہ ہے۔

	دوش دیگر گونہ این میداد دست	لقمۂ چندے درآمد رہ ببست
ترجمہ	سامنے تہا کل یہ باطرز دگر	کرد یا لقمہ نے لیکن بند در

شرح این کا مشار الیہ نفحہ ہے۔ اور یہ شعر بجز اسکے کہ نفحہ بمعنے واردۂ قلبیہ لیا جائے دوسرے معنون پر منطبق ہی نہین ہوسکتا۔ مصرع دوم مین لقمہ سے مراد واردۂ نفسانی ہے جو لذات جسمانی کی طرف کہینچتا ہے اگرچہ مولانا کی طرف ایسے واردہ کو نسبت کرنا انکے کمالات سے بعید ہے مگر انہون نے صرف تنبیہ طالبین کے لیے اپنی طرف منسوب کرکے انکو حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی اور کثرت اکل سے منع کیا ہے کیونکہ عارفین کا مقولہ ہے لا تمیتوا القلوب بکثرت الاکل یعنے کثرت غذا سے اپنے دلون کو مردہ نہ بناؤ مگر چونکہ مولانا کا قال بعینہٖ انکا حال ہے اسیلئے ممکن ہے کہ کبہی انپر بہی ایسا واردہ آیا ہو مطلب شعر یہ ہے کہ کل رات نفحۂ رحمانی نئی طرح سے آیا کہ اسکے ہمراہ واردۂ نفسانی بہی تہا جسنے

مجھے لذائذ جسمانی کی طرف کہنچلیا اور اِس واردہ نفسانی کی شامت سے باب افادت واردہ رحمانی بند ہو گیا۔

	بہر لقمہ گشت لقمانی گرو	وقت لقمانی ست اے لقمہ برو
ترجمہ	بجنسے لقمانی مین آیا ہے خلل	وقت لقمانی ہے اے لقمے نکل

شرح یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے واردہ نفسانی کے آتے ہی میری تمام لقمانی (دانائی) مفید لذات جسمانی ہو گئی۔ لیکن پہر واردہ دیگر یعنے الہام رحمانی نے یہ کہا کہ یہ (عمرو وزوزہ) دانائی کا وقت ہے اے واردہ نفسانی نکل اور حریم دل سے باہر چلا جا کیون نیکیان بدیون کو دفع کر دیتی ہین۔

	از ہوائے لقمہ این خارخار	از کفِ لقمان برون آرید خار
ترجمہ	ہے ہوائے لقمہ سے رنج و ملال	پانو سے لقمان کے کانٹا نکال

شرح۔ پہلے مصرع مین خارخار بمعنے رنج والم و کشمکش ہے اور دوسرے مین بمعنے کانٹا۔ اِسلیئے قافیہ درست ہو گیا لقمہ کے بعد حرف ربط (رست) محذوف ہے اور لقمان بمعنے روح ہے جو حضرت لقمان کی طرح فی ذاتہ دانا ہے۔ یعنے یہ رنج والم اور یہ دنیوی کشمکش فقط خواہش حظ نفسانی کے لیئے ہے جو ہرگز نہونی چاہیئے۔ اے لوگو روح کی کف پا سے اِس کانٹے کو نکال ڈالو۔ تاکہ وہ عالم ملکوت تک پرواز کر جائے۔

	در کف او خار و سایش نیز نیست	لیک تان از حرص آن تمییز نیست
ترجمہ	سست ہے کانٹے سے سایہ اے عزیز	حرص سے لیکن نہین تمکو تمیز

شرح یعنے چونکہ روح کے کفِ پا مین کانٹا ہے اِسلیئے اُسکا سایہ تیز نہین ہے یعنے جسم جو سایۂ روح ہے محبت الٰہی کی طرف نہین دوڑتا۔ کیونکہ منظل یعنے روح جب پابند خار ہو گئی تو ظل یعنے جسم مین سرعت کہان رہی مثلاً جب آفتاب ابر مین ہو تو دہوپ زمین پر نہین دوڑسکتی لیکن اے لوگو تمکو بسبب حرص لذائذ نفسانی اِسبات کی تمیز نہین کہ روح کے پانو مین کانٹا ہے یا نہین بعض نسخون مین بجائے تیز لفظ تمیز موجود ہے یعنے تمہاری روح کے پانو مین کانٹا ہے حالانکہ کانٹا تو درکنار کانٹے کا سایہ بہی بپائے روح کے نہ چاہیئے مناسب نہین گویا خطوط نفسانی کے متعلق تمام مشغلون کے چہوڑ دینے کو بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے

	خار دان آن را کہ خرما دیدۂ	زانکہ بس نان کور و بس نا دیدۂ
ترجمہ	جسکو خرما جانتا ہے خار ہے	حرص کا لیکن بجھے آزار ہے

شرح۔ یعنے ایمخاطب تو جس لذت نفسانی کو خرما جانتا ہے اُسکو روح کے حق مین خار سمجہ اور اِس بات کو جان کہ تو نہایت درجہ نان کور (کافر نعمت و ناشکر گذار) ہے کہ روح جیسی چیز کی قدر نہین جانتا اور اُسے کانٹے کہلا رہا ہے اور نہایت ندیدہ اور حریص ہے کہ خار کو خرما سمجہ رہا ہے یا نان کور کے یہ معنے ہین کہ تجہے روٹی یعنے کہانے کی چیزین

نہین دکھائی دیتے بلکہ تو خار کو نان سمجھکر لذات نفسانی پر جان دیتا ہے۔ اور غذائے روح یعنے معرفت کو چھوڑ بیٹھا ہے

جان لقمان کہ گلستان خداست	پائے جانش خستۂ خار چراست
ترجمہ: جان لقمان ہے گلستان خدا	پائے جان مین کیون ہے کھٹکا خار کا

شرح۔ جان لقمان مین یا تو اضافت توصیفی ہے یا اس سارے لفظ سے مراد انسان ہے یعنے روح یا انسان جو دانائی مین بمنزلۂ لقمان ہے بیشک اسرار و معارف خداوندی کا باغ ہے اسمین کانٹے کا کیا کام یہ لذات نفسانی کے کانٹون سے زخمی کیون ہے اسکو تو سراسر مورد تجلیات الٰہی اور مصدر واردات روحانی ہونا چاہیئے۔

اشتر آمد این وجود خار خوار	مصطفیٰ زادے برین اشتر سوار
ترجمہ: شکل اشتر ہے وجود خار خوار	مصطفیٰ زادہ اک اسپر ہے سوار

شرح اشتر خار خوار (کانٹے کھانے والے اونٹ) سے جسم کثیف مراد ہے جو لذات نفسانی کے کانٹے کھاتا رہتا ہے اور ادھر ہی مائل ہے اور مصطفیٰ زاد (اولاد مصطفیٰ) سے مراد روح مومن ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے انا من نور اللہ والمومنون من نوری یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین خدا کے نور سے پیدا ہوا ہون اور مومن میرے نور سے

اشترا تنگ گلے بر پشت تست	کز نسیمش در تو صد گلزار رست
ترجمہ: پیٹھ پر خروار گل ہے اے شتر	جسکی خوشبو سے ہے پیدا سو گلزار پر

شرح تنگ بالفتح بمعنے خروار۔ یہان تنگ گل سے وہی روح اور شتر سے وہی جسم مراد ہے اور گلزار بمعنے گلشن اسرار و معارف ہے

میل تو سوے مغیلانست و ریگ	تا چہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
ترجمہ: تجکو رغبت ہے مغیل و ریگ کی	اور انمین گل نہین کھلتے کبھی

شرح مغیلان و ریگ سے خطوط نفسانی اور لذائذ جسمانی مراد ہین اور مردہ ریگ اس ریگ شور کو کہتے ہین جسمین سے نباتات تو کیا پانی بھی نہین نکلتا۔ یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے جسم تجہپر ایک مصطفیٰ زاد یعنے روح سوار ہے یا پھولون کی ایک خروار (وہی روح) تیری پیٹھ پر لدی ہوئی ہے۔ اور ان پھولون کی خوشبو سے گویا تیرے پاس سو گلزار موجود ہین۔ باایہمہ افسوس ہے کہ تو گلزار کو چھوڑکر کانٹون (لذات نفسانی) کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے اور تیرے پا نوریت (خطوط جسمانی) مین دھسے جاتے ہین۔ اس سے تجھے اور تیرے سوار کو تکلیف پہنچتی ہے یہ تو بتا کہ جس ریگ شور یا خارزار (لذات جسمانی) کی طرف ترا میلان طبع ہے اس سے تو کس قسم کے پھول چننے کی امید رکھتا ہے ہرگز نہین۔ بلکہ اس سے بجز زحمت خار و ریگ خاک حاصل نہوگا۔

اے بگشتہ در طلب از کو بکو	چند گوئی آن گلستان کو و کو
ترجمہ: پھر رہا ہے کیون طلب مین کو بکو	تا کجا اس بوستان کی جستجو

شرح کو بکو بمعنے از جائے بجائے دیگر۔ اور دوسرے مصرع مین کو بمعنے کجا ہے یعنے ایمخاطب اگر صفت تو جو گلستان معرفت کو جگہ جگہ ڈھونڈتا پھرتا ہے یہ تیری غلطی ہے تو لوگون سے کب تک پوچھتا پھریگا کہ گلستان الٰہی کہان ہے۔ ارے کمبخت کف پائے روح سے لذات نفسانی کا کانٹا نکال کے دیکھ لے گلستان الٰہی صاف نظر آتا ہے

ہین ازان کین خار پا بیرون کنی	چشم تاریکست جولان چون کنی
ترجمہ: پائے جان سے جلد کانٹے کو نکال	ورنہ ہوگا دوڑنا بالکل محال

شرح یعنے جب تک تو روح کے پانو سے لذت نفسانی کا کانٹا نہ نکال لیگا گلستان الٰہی کی طرف ہرگز نہین دوڑ سکتا کیونکہ جب تجھے اپنے پانو کا کانٹا ہی نہین سوجھتا تو گلستان الٰہی کیا خاک نظر آئیگا۔ البتہ کانٹا نکلنے کے بعد تیری آنکھین کھلجائینگی اور یہ معلوم ہوجائیگا کہ گلستان معرفت خود تیری ذات مین پنہان تہا۔

آدمی کو مے نگنجد در جہان	در سر خارے ہمیگردد نہان
ترجمہ: اس جہان مین جو سما سکتا نہین	حیف زیر خار ہو وہ مردین

شرح۔ چونکہ انسان جامع حقیقت انسانی اور مظہر اسمائے الٰہی ہے اسلیئے بجائے خود عالم اکبر ہے اور دنیا اسکے مقابلہ مین عالم اصغر اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اکبر عالم اصغر مین نہین سما سکتا مطلب شعر یہ ہے کہ باوجودیکہ انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے عالم صغر مین نہین سما سکتا مگر بایں ہمہ نہایت تعجب ہے کہ لذت نفسانی کے ایک کانٹے نے اسکو اپنے اندر چھپا کر یا اُلجھا کر عالم ملکوت کی پرواز سے روک رکھا ہے اور خار لذات اسکے لیئے باعث حجاب معرفت ہوگیا ہے۔ فائدہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب عالم اکبر (انسان کامل) عالم اصغر یعنے دنیا مین نہین سما سکتا تو پیغمبر آخر الزمان کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ گو حقیقت محمدیہ فی الواقع کون و مکان مین ہرگز نہین سما سکتی تہی۔ مگر صرف ارشاد و ہدایت کیلیئے صفت بشریت دی گئی ہے۔ اور الدنیا سجن المؤمن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو دنیوی تعلقات ہرگز پسند نہ تھے۔ چنانچہ اسی مضمون کی طرف مولانا آئندہ شعر مین اشارہ فرماتے ہین۔

مصطفٰے آمد کہ سازد ہمدمی	کلمینی یا حمیرا کلمی
ترجمہ: مصطفٰے آئے جو بہر ہمدمی	بول اُٹھے یا حمیرا کلمی
اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل	تا ز نعل تو شود این کوہ لعل
ترجمہ: اے حمیرا آگ مین رکھدے یہ نعل	نعل سے ہو جائے تا یہ کوہ لعل

شرح۔ حمیرا تصغیر حمرا بمعنے زن سرخ رنگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کا لقب ہے نیز حسب محاورہ اہل عرب شفقت کے وقت عموماً عورتین اس لفظ سے مخاطب ہوا کرتے ہین شعر قطعہ بند ہین اور

دونو شعرون کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین **اوّل** یہ کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم عالم دنیا مین اسلیئے آئے کہ کسیکو اپنا مصاحب وہمدم بنائین۔ اور کسی بشر سے تعلق وہمدمی پیدا کرین کیونکہ آپ کا عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف آنا اسیلئے تہا کہ متعلق بالبشریت ہون، ورنہ ارشاد اور ہدایت عالم امر غیر ممکن ہوجاتا۔ کیونکہ بشر بشر ہی کے ساتہ مانوس ہوتا ہے اور اُسکا کلام سمجہ سکتا ہے اسیلئے آپنے تعلق بشریت پیدا کرنے کے لیئے حضرت عائشہ صدیقہ سے کلمی کلمی کہا یعنے اے عائشہ مجہسے کلام کر کیونکہ تیرا کلام میرے لیے باعث جذب وتسخیر ہوگا اور میرے جبل وجود کو جو عالم لاہوت مین مستغرق تجلی ذات ہے عالم ناسوت کی طرف لے آئیگا۔ اور اس سے لعل بدخشان معرفت اور اسرار حقیقت الفاظ اور عبارات کے رنگ مین ظاہر ہونگی۔ کیونکہ اگر مین عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف تنزل کرکے تعلقات بشری پیدا نہ کرونگا تو عالم کی ہدایت محال ہوجائیگی۔ اس صورت مین تفضیل عائشہ بر رسول لازم نہین آتی۔ البتہ دوسرے معنون مین یہ شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اُسکا جواب وہین مذکور ہوگا۔ **دوم** یہ کہ رسول اللہ صلعم نے جب ذات حق سے ہمدمی اور اُسکا مشاہدہ چاہا تو حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ تو مجہسے کلام کر کیونکہ ام المومنین کے مظہر مین ذات حق بوجہ کمال ظاہر تہی۔ اور آپ کا کلام گویا آواز نفحات آلہیہ تہا۔ دوسرے شعر مین نعل اندر آتش نہادن بمعنے گرمے ہنگامہ وبیقرار ساختن ہے کیونکہ اہل ولایت کا قاعدہ تہا کہ جب کوئی غلام بہاگجاتا تہا تو کسی چارپایہ کا نعل لیکر اور اُسپر کچہ لکہکر آگ مین دبادیتے تہے۔ اُسکی تاثیر سے غلام کے دلکو مولا کی طرف کشش ہوتی تہی اور وہ واپس آجاتا تہا۔ بعدہ اس لفظ کی اصطلاح جذب اور تسخیر اور بیقراری کے معنون مین ٹہر گئی۔ حاصل یہ کہ اے عائشہ ہمارے شوق کو گرم کر اور ہمین اپنے کلام سے جو فی الواقع نفحۂ الٰہی ہے بیقرار کرڈے تاکہ تیرے جذب اور تسخیر سے کوہ بدن لعل ہوجائے اور جلوۂ حق بوجہ اتم متجلی ہو۔ بلحاظ ایمعنے ان اشعار کو پہلے اشعار سے یہ ہی ربط ہوگا کہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ خار حظوظ نفسانی کے دور کرنے سے گلستان حق جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور اب یہ معلوم ہوا کہ رسول ؐ مین گنجایش خار محالات سے تہے اور بہ برکت رسول ؐ حضرت عائشہ سے بہی یہ خار دور ہوگئے تہے اور نور حق بجمیع اسما وصفات ام المومنین مین جلوہ گر تہا۔ اور رسول ؐ اسکا مشاہدہ کیا کرتے تہے تا زنعل تو شود [illegible] ین کوہ لعل سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ رسول ؐ پر حضرت عائشہ کے کلام اور گرمی ہنگامۂ شوق سے پہلے جلوۂ حق [illegible] تام متجلی نہین ہوتا تہا۔ حالانکہ یہ محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رسول ؐ ہر وقت مستغرق بحر تجلی تہے جسکو عائشہ [illegible] وریشیر کلام سے کچہ تعلق نہین مگر آپکا کلمی کلمی فرمانا حضرت عائشہ کے مرتبہ کا اظہار ہے اور اس بات کو [illegible] ا ہے کہ اُنمین حق بجمیع اسما وصفات جلوہ گر ہے اور اُنکا کلام نفحۂ الٰہی ہے۔ بعض شارحین نے مصطفے [illegible] اور حمیرا سے باعتبار تانیث روح مراد رکہی ہے اور ابیات سابقہ سے ان شعرون کو یون ربط دیا ہے کہ [illegible] خار کب تک کہائیگی۔ دیکہ نفحۂ حق دوسرے بار یہ کہتا ہوا آیا ہے کہ اے روح مجہسے کلام کر یعنے مجہسے

مونس ہو اور مجھے قبول فرما اس صورت مین دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ لئے روح اس نفخۂ الہی کے قبول کرنے کو تیار رہ اور اُسکے لیئے بیقرار ہوجا تاکہ تیری اس بیقراری اور قبول نفخہ کے باعث کوہ جسم سے معرفت کے لعل پیدا ہونے لگین نفخۂ الہی کا دوسری بار آنا گذشتہ شعر نفخۂ دیگر رسید آگاہ باش سے ظاہر ہے۔ اس آخری مطلب نے آئندہ اشعار زیادہ مربوط ہوتے ہین۔ گو یہ مطلب خود بعید الفہم ہے۔

	این حمیرا لفظ تانیث ست وجان		نامِ تانیثش نہند این تازیان
ترجمہ	یہ حمیرا ہے مؤنث اور جان		کہتے ہین عورت اسے اہل زبان

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین لفظ جان کی طرف راجع ہے اور تازی بمعنے اہل عرب ہے۔ مطلب یہ کہ لفظ حمیرا مؤنث ہے نیز اہل عرب جان یعنے روح کو مؤنث کہتے ہین۔ اور اُسے نام تانیث ہی کے ساتھ موسوم کرتے ہین صرف اتنا فرق ہے کہ حمیرا مؤنث حقیقی ولفظی ہے اور روح مؤنث سماعی۔ لیکن روح کی تانیث صرف باعتبار لفظ ہے ورنہ باعتبار معنے روح کو لاکھہ مردون کا ایک مرد سمجھنا چاہیئے اور علےٰ ہذا القیاس حضرت عائشہ روح مصوّرہ ہین جسکی تانیث اُنکو عرفان سے باز نہین رکھہ سکتے۔ اور نہ ادراک اسرار حقیقت مین کچہ ضرر پہنچا سکتی ہے یہ شعر معترض کے وہمی اعتراض کا جواب ہے جو یہ کہتا تہا کہ حمیرا اور روح دونو مؤنث ہین انسے میدان عرفان مین کیا مردانگی ہوسکتی ہے؟ مولانا صاحب نے جواب دیدیا کہ لفظی تانیث معنے مین کچہ اثر نہین رکھتی۔ نیز اس شعر کے معنے دوسری طرح بہی ہوسکتے ہین وُہ یہ کہ مولانا لفظ جان اور روح اور جان جان سے ذاتِ حق مراد لیتے ہین اس قاعدہ کے اعتبار سے یہان بہی جان سے ذاتِ حق مراد ہے چونکہ پہلے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ حمیرا مین ذات حق کا ظہور بوجہ اتم ہے۔ اسلیئے یہ مصرع نئی توجیہ کے ساتھ اُس مضمون کی شرح ہے اور لفظ جان حمیرا پر معطوف ہے یعنے حمیرا اور ذات دونو مؤنث ہین اور چونکہ جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہے اسلیئے حمیرا (عائشہ صدیقہ) بوجہ اکمل مظہر ذات ہین۔ اور اطلاق لفظ مذکر و مؤنث ذات کے حق مین برابر ہے کیونکہ وُہ دونو سے بری ہے۔ یہان یہ اعتراض وارد نہین ہوسکتا کہ ہر مؤنث قاعدۂ الجنس الی الجنس یمیل کے مطابق مظہر ذات ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ہر مؤنث مین اثر مجالست ومکالمت ومخالطت رسولؐ کہان ہے اور دیگر ازواج مین فضیلت مناکحت سہی۔ مگر وُہ شرف نظر خاص نہین ہے جو حمیرا کو ملا تہا۔

	لیک از تانیث جان را باک نیست		روح را با مرد و زن اشراک نیست
ترجمہ	جان عورت ہونے سے بے باک ہے		روح وصف مرد و زن سے پاک ہے

شرح اس شعر مین لفظ جان یا تو بمعنے روح ہے یعنے ہمنے مانا کہ روح لفظاً مؤنث ہے مگر اس سے اُسے کچھ ضرر نہین پہنچتا۔ کیونکہ روح کو مرد و زن کے ساتھ شرکت نہین ہے یعنے ایسا نہین ہوتا کہ روح مرد مین ہو تو مرد کہلائے

اورعورت میں بھی تو عورت بلکہ روح تو ایک امر ربی اور دونو صفتون سے عاری ہے نہ مرد ہے نہ عورت اسپر جو لفظ جان ہو طلاق کرو کیونکہ اطلاق سے فقط تعبیر مقصود ہے نہ کہ اثبات تذکیر و تانیث یا جان سے مراد ذات حق ہے جو تذکیر و تانیث سے پاک ہے یا لفظ جان سے روح مصورہ ہونے کے سبب حمیرا یعنے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جنکا مؤنث ہونا اُنکے مرتبۂ عرفان کو ہرگز نقصان نہین پہنچا سکتا۔

از مؤنث وز مذکر برتر است	این نہ آن جانست کز خشک و تر است
ترجمہ: ہے مؤنث اور مذکر سے الگ	کیونکہ ہے یہ خشک اور تر سے الگ

شرح یعنے جس روح کا ہم ذکر کر رہے ہین اُس سے روح ملکوتی یا ذات حق مراد ہے جو تذکیر و تانیث سے عاری ہے۔ نہ کہ روح حیوانی جو رطوبت و یبوست اور حرارت و برودت۔ اور لطافت اخلاط کے اجتماع اور اعتدال سے حاصل ہوتی ہے یہ روح ادنے درجہ کی ہے اور اسکے وسیلہ سے مرتبۂ عرفان حاصل نہین ہو سکتا۔

این نہ آنجان است کافزاید زنان	یا گہے باشد چنین گاہے چنان
ترجمہ: یہ نہین وُہ جو بڑھے ہے کھا کھا کے نان	یا کہ ہوگا ہے چنین گاہے چنان

شرح یعنے یہان جان سے وُہ روح حیوانی مراد نہین جو غذا کی کمی بیشی سے گھٹتی بڑھتی یا حوادث زمانہ سے متغیر ہوتی رہتی ہے بلکہ جان سے یا روح ملکوتی مراد ہے یا ذات حق جسمین تغیر و تبدل اور کمی بیشی کو ہرگز دخل نہین۔

خوش کنندہ ست و خوش و عین خوشی	بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی
ترجمہ: ہے خوش و خوش ساز و خود عین خوشی	بے خوشی کب ہے خوشی اے مرتشی

شرح ضمیر ست جان کی طرف ہے اور جان سے مراد اگر ذات حق ہے تو یہ معنے ہین کہ ذات حق اپنا جلوہ دکھا کر عشاق کو اور اسباب زندگانی عطا فرما کر عموماً تمام عالم کو خوش کرنے والی ہے اور یہ خود بھی خوش یعنے حسن اور جمیل بلکہ عین حسن و جمال ہے کیونکہ صفات حق عین ذات ہین اور اگر جان سے روح مراد ہے تو یہ مطلب ہوا کہ روح ملکوتی اکتساب معرفت کے باعث عاشقان الٰہی کو مسرت بخشنے والی ہے اور اِس اکتساب سے خود بھی اِسقدر خوش ہے کہ عین مسرت بنگئی ہے۔ دوسرے مصرع مین اول لفظ خوشی بمعنے مسرت یعنے حاصل مصدر۔ اور دوسرا بمعنے خوش بودن ہے اور مرتشی بمعنے رشوت ستان سے عام مخاطب مراد ہے جو شب و روز حظوظ نفسانی اور لذات جسمانی حاصل کرنے مین منہمک ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے پابستۂ لذات جسمانی۔ ذات حق یا روح ملکوتی خوش کنندہ عالم اور عین خوشی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک کسیکے دلمین مسرت نہو اُسکا خوش ہونا غیر ممکن ہے چنانچہ اولیا اللہ تعالٰے کی باطنی مسرت کا باعث وہی عین خوشی یعنے ذات الٰہی یا روح ملکوتی ہے۔ اور تو گو بظاہر خوش معلوم ہوتا ہے مگر تیرے دلمین عین خوشی (روح ملکوتی یا ذات حق) نہین ہے اِس سے معلوم ہوا کہ تونے حظوظ نفسانی کو عین خوشی سمجھ رکھا ہے چنانچہ آیندہ اشعار مین اِسکی تصریح موجود ہے

چون تو شیرین از شکر باشی بود — کان شکر گاہے ز تو غائب شود

ترجمہ: کہاں کے شکر تو اگر ہو با طرب — تجھسے غائب ہو شکر خود کیا عجب

شرح شیرین بمعنے خوش و شکر بمعنے حظوظ نفسانی ہے اور لفظ بود مصرع ثانی سے متعلق ہے۔ یعنے المخاطب جب تو حظوظ نفسانی کے حاصل ہونے سے خوش ہوگا تو اسکا نتیجہ ناخوشی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہہ شکر (حظ نفسانی) کا ہے گاہے تجھسے غائب ہوجائے اسلیئے کہ جسمانی لذتین سراسر فانی ہین بس تو فنا ہونے والی چیز سے خوش نہو۔ بلکہ اس آیندہ شعر پر عمل کر۔

چون شکر گردی ز تاثیر وفا — پس شکر کے از شکر گردد جدا

ترجمہ: جب شکر تو خود ہوا اے مرد خدا — پس شکر سے کب شکر ہوگی جدا

شرح وفا سے وفائے عہد الست اور طاعات و عبادات الٰہی اور دوسرے مصرع مین اول لفظ شکر سے حلاوت روحانی اور دوم سے عبادت یزدانی مراد ہے یعنے المخاطب حظ نفسانی کی شکر کو چھوڑکر وفائے عہد الست اور طاعات کے باعث سراسر شکر بنجا۔ پس جبکہ تو مجسم شکر بنگیا تو شکر تجھسے جدا نہین ہوسکتی کیونکہ کسی شئے کا اپنے نفس سے جدا ہوجانا محال ہے یا یہ معنے ہین کہ جب تو شکر بنجائیگا تو لذت روحانی تیری عبادت سے جدا نہوگی

زہر محض ست آنکہ باشد بے وفا — ہب لنا یا ربنا نعم الورا

ترجمہ: سربسر ہے زہر جو ہے بیوفا — یا الٰہی دے ہمین نعم الورا

شرح بیوفا سے بندۂ لذات جسمانی اور نعم الورا (بہترین مخلوق) سے مرشد کامل مراد ہے۔ یعنے بیوفا آدمی خالص زہر ہے۔ یا الٰہی اسکی صحبت سے بچا اور ہمین مرشد کامل عنایت فرما۔ بعض نسخون مین نعم الولا ہے ولا بمعنے دوستی ہے یعنے الٰہا ہمین بہترین دوستی (اپنی محبت) عطا کر۔

عقل جزوی عشق را منکر بود — گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود

ترجمہ: عقل منکر عشق کی ہے سربسر — صاحب سر گرچہ آتی ہے نظر

شرح یعنے عقل جزئی (عقل معاش) عشق حقیقی کی منکر ہے اور اسکو محالات سے سمجھتی ہے یا جنون جنا لکرتی ہے یہی باعث ہے کہ اطبا نے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے حالانکہ یہ غلط خیال ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ عقل جزئی ظاہر مین صاحب سر اور واقف راز معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع بالکل ناواقف ہے ورنہ اس سے انکار عشق سرزد نہوتا۔

زیرک و داناست اما نیست نیست — تا فرشتہ لا نشد اہرمنیست

ترجمہ: زیرک و دانا ہے لیکن ہست ہے — لا نہین ہے جو وہ دیو پست ہے

شرح - اوّل لفظ نیست بمعنے فانی اور دوسرا کلمہ نفی ہے یا یہ سمجھیئے کہ نفی النفی مفید اثبات ہے یعنے عقل جزئی زیرک و دانا تو ضرور ہے مگر فانی یا منیست نہین ہے بلکہ ہست یعنے مدعی انانیت ہے - اور یہی سبب ہے کہ اپنی ہستی کے مقابلہ مین عشق کو نیست جانتی ہے - اگر یہ اپنے آپ کو فانی سمجھتی تو عاشق باقی ہوکر وصل ذات ہو جاتی - کیونکہ بقائے الٰہی کے سامنے فنا ہوئے بغیر قرب کی جگہ بُعد حاصل ہوتا ہے - اور فرشتہ شیطان بنجاتا ہے - دیکھ لیجے ابلیس فقط انانیت اور اپنے دعوے (اَنَا خَیرٌ مِّنہُ یعنے مین حضرت آدم سے بہتر ہون) کے سبب معلم الملکوت ہوکر ملعون کیا گیا - دوسرے مصرع مین اسطرف اشارہ ہے کہ عقل فرشتہ کے مانند یا خود فرشتہ سہی مگر چونکہ فانی نہین ہے اسلیئے شیطان ہے -

	او بقول و فعل یار ما بود	چون بحکم حال آئی - لا بود
ترجمہ	سارے قول و فعل مین گو یار ہے	اعتبار عشق سے ہے ہیچ سے

شرح یعنے عقل جزئی گو اقوال و افعال مین ہماری مددگار ہے اور اس سے اکثر اقوال و افعال مطابق شرع صادر ہوتے ہین - لیکن بحکم حال (یعنے باعتبار عشق حقیقی) بالکل ہیچ اور سر بسر معدوم ہے - ورنہ ہر شخص عاشق ذات ہوتا - لا بمعنے لا شئے و معدوم ہے عشق کے متعلق عقل کی باتونکا کچھ اعتبار نہین

	لا بود چون او نشد از ہست نیست	زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بیست
ترجمہ	جو نہین ہے نیست یا رب کیا ہے وہ	گر نہین طوعاً تو کرہاً لا ہے وہ

شرح یعنے جو عقل جزئی ہست سے نیست یعنے فنا فی اللہ نہوئی وہ بالکل لا شئے اور ناقابل اعتبار ہے - کیونکہ جو چیز اپنی خوشی سے لا اور فنا نہوگی وہ ایکدن جبراً لا یا معدوم ہو جا ئیگی یعنے جو عقل عاشق ذات نہین ہے وہ مفت ہلاک ہوگی عقل سے مراد صاحب عقل ہے یعنے صاف عقل جزئی مرنیکے بعد بالکل معدوم ہو جائیگا - اور عاشق الٰہی مر کر حیات ابدی حاصل کریگا - لفظ بیست ضرورت قافیہ کے لیے امالہ لفظ لا ہے بمعنے منیست - بعض نسخون مین لیست کی جگہ بیست ہے یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز رنی خوشی سے فنا نہین ہوتی وہ جبراً فنا ہو جاتی ہے - مطلب یہ کہ جو لوگ عشق الٰہی مین اختیاری موت کو پسند نہین کرتے وہ اضطراری موت کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتے ہین اور اسکے بعد انہین ابدی زندگانی نصیب نہین ہوتی -

	جان کمال ست و ندائے او کمال	مصطفےٰ گویان کہ اَرِحنا یا بلال
ترجمہ	روح ہی کامل ندا اُسکا کمال	کہتے ہین حضرت ارحنا یا بلال

شرح یعنے انسان کامل کی روح فی الحقیقت کامل بلکہ عین کمال ہے کہ اپنی ذات مین مشاہدۂ حق کرتی رہتی ہے - اسلیئے اسکی ندا بھی جو در اصل ندائے حق ہے کمال سے خالی نہین ہوتے اسکا سبب یہ کہ روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فی ذاتہٖ سراسر کمال ہے اور غلبۂ قوائے جسمانی جو کبھی کبھی اُسکے کمال کو نقصان پہنچاتا ہے وہ مجاہدۂ ریاضت کے باعث

مغلوب ہوکر خود کمال پہنچاتا ہے پس تو جب روح عین کمال ہے تو اسکی ندا بہی کمال یعنے ندائے حق۔ اور نفخۂ الٰہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جان عشق الٰہی کے باعث کامل ہے اور اسکی ندا چونکہ ندائے عاشق ہے اسلیئے با اثر اور عین کمال یعنے ندائے خداوندی اور نفخۂ رحمانی ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ حضرت بلال کے روح عین کمال اور انکی آواز نفحات الٰہیہ مین سے تہی اسلیئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم انقباض طبع کیوقت انکو حکم دیا کرتے تہے کہ ارحنا یا بلال۔ یعنے اے بلال ہمکو اپنے آواز اور اذان سے راحت پہنچا اور اسکا یہ سبب تہا کہ حضرت بلال عاشق کامل تہے اور انکی آواز گویا آواز حق تہی جسکے سننے سے آنحضرت علیہ الصلوۃ کو اندرونی راحت پہنچتی تہی۔ اس آواز اور اذان کی شرح قصۂ شب تعریس مین آنیوالی ہے۔

	اے بلال افراز بانگ سلسلت	زان دمے کاندر دمیدم در دلت
ترجمہ	دل سے اپنے بانگ مدہوشی نکال	یعنے جو پہونکی ہے تجہہ مین اے بلال

شرح۔ سلسل مخفف سلسال بمعنے آب شیرین وخنک یہان بمعنے خوشگوار ہے۔ یعنے اے بلال اپنی خوشگوار آواز کو اس نفخۂ الٰہی کے ساتہ بلند کر جو مینے تجہمین دم کیا ہے اس دم سے نفخۂ رحمانی یا سرّ معرفت حق یا نکتۂ وحدت مراد ہے جو بذریعۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے قلب مبارک مین جاگزین تہا اور جسکی برکت سے بلال کو مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل تہا۔ ایسی حالت مین بمقتضائے بی یسمع وبی ینطق بلال کی آواز گویا آواز حق تہی اور یہی باعث تہا کہ رسول مقبول انکی آواز کے مشتاق تہے۔

	اے بلال این گلبنت را جان بجا	خیز بلبل وار جان میکن نثار
ترجمہ	دیکہہ اس گلبن کی اس گل کی طرح	نالہ کر الفت مین بلبل کی طرح

شرح۔ گلبن (درخت گل) سے گلبن عشق الٰہی مراد ہے۔ یعنے اے بلال اس گلبن عشق پر بلبل کی طرح اپنی جان نثار کردے اسمین یہ اشارہ ہے کہ جسطرح بلبل عشق گل مین نالان رہتا ہے اسیطرح تو بہی زمزمہ اللہ اکبر اور نغمۂ اشہد ان لا الٰہ کے ساتہ نالہ کر تیرے آواز خود تیرے اور دیگر سننے والون کے لیئے باعث مدہوشی ہوگی۔

	زان دمے کادم ازو مدہوش شد	ہوش اہل آسمان بیہوش شد
ترجمہ	دم نہین مدہوشی آدم ہے یہ	باعث بیہوشی عالم ہے یہ

شرح۔ مدہوش بمعنے حیران عربی اور بیہوش بمعنے مستقل فارسی لفظ ہے اسلیئے قافیہ جائز ہوگیا۔ دم سے وہی نفخۂ الٰہی۔ اور آدم سے انسان کامل اور خلیفۃ اللہ یعنے ابو البشر حضرت آدم مراد ہین۔ اور احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے کہ حضرت آدم نفخۂ حق یعنے استفاضۂ معنے نفخت فیہ من روحی کے بعد اپنی ذات مین صفات متضادہ (ملکوتی و ناسوتی) کو مجتمع دیکہکر اور اپنے آپ کو جامع اسمائے صفات پاکر ایک مدت تک متحیر اور نفخۂ حق یعنے روح کی

حقیقت اور عجائبات کے معلوم کرنے مین ایک عرصہ تک حیران رہے اور کچھ حضرت آدم ہی پر منحصر نہین بلکہ حقیقت روح کے معاملہ مین اہل آسمان یعنے ملائکہ اور جمیع پیغمبران غرق دریائے حیرت ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے بلال اپنے خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتھ بلند کر جسکے اثر سے حضرت آدم حیران ہے اور فرشتے بے عقل اور اُسکی حقیقت سے ناواقف ہین۔ چونکہ حضرت بلال نے اپنی ہستی کو نور محمدی مین فنا کردیا تھا اسلیئے آواز بلال صوت محمدی۔ اور صوت محمدی نفخۂ ذات الٰہی تھے اور اسکو ہم ابھی ثابت کرچکے ہین کہ نفخۂ ذات الٰہی حضرت آدم کی مدہوشی اور اہل آسمان و زمین کی بیہوشی کا باعث ہے۔

	مصطفی بیخویش شد زان خوب صوت		شد نمازش در شب تعریس فوت
ترجمہ	مصطفی نے جب سُنی آواز زار		ہوگئی اُس شب قضا بالکل نماز

شرح تعریس لغت مین آرام کرنے کے لیئے آخر شب مین مسافر کے سواری وغیرہ سے اُتر پڑنے کو کہتے ہین اور شب تعریس کا قصہ احادیث مین اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ خیبر سے آتے وقت تمام شب رستہ چلے اور آخر شب مین استراحت کے لیے اُتر پڑے۔ اور بلال سے یہ فرمایا کہ تم وقت کی نگہبانی کرتے رہنا تاکہ نماز صبح فوت نہو جائے۔ حضرت بلال نماز تہجد مین مشغول ہوگئے اور جب صبح قریب ہوئی تو بلال نے اونٹ کے کاٹھی سے تکیہ لگایا اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھے۔ لیکن پھر بلال پر نیند غالب آگئی اور فجر ہوگئی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا دہوپ کے اثر سے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوے اور نماز قضا ہوجانے کے سبب گھبرائے اور بلال سے اسکا سبب پوچھا اُنہون نے یہ جواب دیا کہ مجھپر بھی وہی خواب غالب آگیا تھا جو آپ پر مسلط تھا یعنے مین بھی اُسی مشاہدہ حقیقی مستغرق تھا جسمین آپ تھے۔ نکتہ مولانا قدس سرہ نے بیہوشی اور استغراق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث بلال کے خوشگوار آواز کو گردانا ہے۔ حالانکہ احادیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بلال نے تہجد یا فجر کی اذان کہے تھی۔ جس سے رسول اللہ اور صحابہ رضہ بیہوش ہوگئے تھے پس تو ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ رسول م اور صحابہ بلال کے روحی آواز سے بیہوش ہوئے۔ چونکہ آپ بلال کے آواز پہلے بارہا سُن چکے تھے اور اُسوقت بسبب قرب نماز فجر اُنہی کے آواز کا خیال تہا اور آواز بلال فی الواقع آواز ذات حق تھے اسیلئے آپ اُس آواز کے خیال سے بیہوش ہوئے۔ اور بلال کی آواز چونکہ نفخۂ حق تھے اسیلئے اُنکو خود بھی بیہوش ہونا پڑا بعض روایات مین یہ بھی ہے کہ اُسوقت رسول اللہ نے فرمایا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈالدیا۔ گو یہ روایت بسبب ظاہر نفخۂ حق اور استغراق کی منافی ہے مگر اسکا جواب یہ ہے کہ بلال ابتدائے خواب مین تنزل بمرتبۂ بشریت کرکے انتہا مین مرتبۂ استغراق تک پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ استغراق بعد تنزل بمرتبۂ بشریت ہوتا ہے ورنہ استغراق کی کیفیت

ظاہر نہو لتعرف الاشیاء باضدادہا۔ اور بعض روایتون مین آپنے اُس وادی کو جہان نماز فوت ہوگئی تہی۔ وادی
شیطان بہی کہا ہے۔ لیکن اُسکا وادی شیطان ہوتا منافی استغراق نہین ہے رسولون پر شیطان کا تسلط کبہی نہین ہوتا
ہان شاید آپ کو اُسکا وادی شیطان ہونا بطور وحی کسی اور باعث سے معلوم ہوا ہو۔ البتہ یہان ایک اور شبہ ہے
رسول اللہ نے فرمایا ہے تنام عینی و لاینام قلبی یعنے میری آنکھین سویا کرتی ہین مگر دل نہین سوتا۔ اِس سے یہہ
نکلتا ہے کہ جب آپکا دل بیدار تہا تو نماز کے فوت ہو جانے کا کیا باعث ؟ اِسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ کے دونو
حالتین تہین البتہ حالت خواب چشم اور بیداری قلب اکثر تہی۔ شاید سب تعریس مین یہ نہو۔ بلکہ دوسری حالت ہو
بالجملہ رسول اللہ نے مع صحابہ اُس وادی سے کوچ کیا اور تہوڑی دور جاکر بلال کو اذان اور اقامت کا حکم دیا
اِس سے معلوم ہوا کہ صلوۃ فائتہ کے اذان واقامت ثابت اور قضاے فائتہ واجب ہے۔

	در شب تعریس پیش آن عروس		یافت جان پاک ایشان دستبوس
ترجمہ	تہی شب تعریس مین پیش عروس		جان اصحاب و پیمبر دست بوس

شرح۔ عروس استعارہ ذات حق ہے۔ کیونکہ اُسکا وصال عروس (نئی دلہن) سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور دستبوس
رہا تہہ چومنا یہان بمعنے عجز و نیاز ہے۔ یعنے شب تعریس مین رسول اللہ صلعم اور بلال اور دیگر تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم کی روحین
بحر مشاہدہ مین غرق۔ اور ذات حق کے سامنے محو عجز و نیاز تہین۔ اسیلئے نماز صبح قضا ہوگئی۔

	عشق و جان ہر دو نہان و ستیر		گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
ترجمہ	عشق و جان و دونو ہین پنہان جانئن		کیا ہوا گر کہہ دیا مینے دولہن

شرح ستیر بمعنے پوشیدہ و مستور۔ اور لفظ عشق سے مراد معشوق حقیقی ہے۔ یعنے روح اور معشوق حقیقی دونو مخفی
اور مستور ہین اور ہماری مراد انکے مخفی ہونے سے یہ نہین کہ یہ عورت یا مرد ہین۔ بلکہ معشوق حقیقی کو بطریق استعارہ
تمثیلیہ اگر مینے عروس کہدیا ہے تو مجکو معیوب نسمجہ کیونکہ میری مراد عروس سے اُسکے معنے لازم ہین یعنے ستر
اور خفا اور یہ اسیلئے کہ اللہ تعالے ردائے کبریائی مین مخفی ہے اور اپنے لطافت کے باعث نظر سے پنہان
ہے۔ قرآن مجید مین موجود ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر۔

	از ملال یار خامش کردمے		گر ہمو او مہلت بدادے یکدمے
ترجمہ	رنج سے ہوتا مین دقف خامشی		گر نہوتی وسمین خود اسکی خوشی

شرح یعنے اگر یار (ذات حق) مجکو اپنے استغراق اور جذب سے ایک دم کی مہلت دیتا۔ تو مین خوف ملال
یار کے سبب اِس کلمہ (یعنے اسکو عروس کہنے سے) خاموش ہو جاتا۔ لیکن مین کیا کرون کہ یہ تمثیل اُسکی رضا کے
موافق ہے اور وہ اِس سے ملول نہین ہوتا۔ البتہ اگر مجہسے جذبات آلہیہ تہوڑی دیر بہی جدا ہو جاتے اور

مین مرتبۂ عقل مین ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہتا نکتہ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا غوث اور قطب زمانہ تھے اور ہر دم غرق بحر وحدت رہتے تھے اور اُنکا کلام حالت استغراق کا خلاصہ ہے۔

	لیک میگوید بگو ہین عیب نیست	جز تقاضائے قضائے غیب نیست
ترجمہ	وہ مگر کہتا ہے یہ کیا عیب ہے	یہ تقاضائے قضائے غیب ہے

شرح یعنے مین تو اُسے عروس نہ کہتا مگر معشوق حقیقی خود یہ کہتا ہے کہ تیرا ہمکو عروس کہنا عین تقاضائے حکم غیبی ہے۔ اگرچہ مُنکر قضا کے نزدیک عیب ہو۔ کیونکہ جو لوگ بحر وحدت مین غرق ہین وہ عیب جوئی سے کام نہین لیتے بلکہ اُنکے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہین نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا قدس سرہ کا شاہ غیبی کو عروس کہنا اپنی طرف نہین بلکہ تقاضائے حکم غیبی تھا اسلیئے اُنپر اعتراض نہین ہو سکتا۔

	عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب	عیب کے بیند روان پاک غیب
ترجمہ	عیب بینون کی نظر مین ہے یہ عیب	عیب مین کب ہے روان پاک غیب

شرح یعنے ایسے کلمات اُس شخص کے نزدیک عیب ہین جو بجز عیب اور کسی چیز کو نہین دیکھتا اور جسکی روح پاک اور عالم غیب تک وصل ہے اُسکے نزدیک عیب نہین۔ روان پاک وغیب سے جان عارف مراد ہے دوسرے سعنے یہ ہین کہ مولانا جان اور روان سے ذات حق مراد لیا کرتے ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ ایسے کلمات ظاہر پرستون، نا واقفون۔ اور عیب بینون کے نزدیک عیب ہین اللہ تعالےٰ کے نزدیک عیب نہین ہین۔ بلکہ اُسکی مرضی کے مطابق ہین کیونکہ اولیا اور عارفان کامل کے زبان سے جسقدر الفاظ نکلتے ہین وہ سب نفحات آلٰہیہ مین سمجھتے ہین

	عیب شد نسبت بمخلوق جہول	نے بہ نسبت با خداوند قبول
ترجمہ	عیب ہے نزدیک مخلوق جہول	عیب مین کب ہے خداوند قبول

شرح یعنے مخلوق البتہ عیب کو عیب جانتی ہے مگر اللہ تعالےٰ نہین جانتا۔ کیونکہ جب وہ عیوب دیکھکر اُنکو ڈہانک لیتا ہے اور عفو کر دیتا ہے۔ تو گویا عت اُسکے نزدیک عیب ہی نہین۔ ہان جاہل مخلوق اسقدر اندہی ہے کہ عیب تو عیب ہی ہے ہنر کو بھی عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ عارفان کامل کسیکے عیب کو عیب نہین خیال کرتے بلکہ یہ سمجھیے کہ اُنکی نگاہ عیب پر پڑتی ہی نہین۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور عارفان کامل خداوند قبول ہین یعنے لوگون کے عیبون کو ہنر کی طرح قبول کر لیتے ہین۔ لفظ خداوند قبول سے ذات آلٰہی اور عارفان کامل دونو مراد ہو سکتے ہین

	کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت است	چون بما نسبت کنی کفر آفت است
ترجمہ	کفر مین بھی ہین نہان کچھ حکمتین	ہمسے ہو منسوب تو ہین آفتین

شرح یعنے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف خلق کفر کو منسوب کرو۔ اور یون کہو کہ اللہ تعالےٰ خالق کفر ہے تو کچھ عیب نہین کیونکہ علم عقائد مین تصریح موجود ہے کہ افعال کا خالق اللہ ہے۔ اور کاسب بندے ہین۔ منجملہ افعال کے کفر بھی

ایک فعل ہے اللہ تعالے خود فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا بَاطِلاً۔ چونکہ کفر بہی مابین آسمان وزمین موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا پیدا کرنا بہی خالی از حکمت نہین۔ بہت بڑی حکمت تخلیق کفر مین یہ ہے کہ اگر کفر نہوتا تو ایمان اور عرفان مین تمیز نہوتی۔ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ دوسرے یہ کہ کفر نہوتا تو دوزخ کا پیٹ جو مخلوق الٰہی ہے کسچیز سے بہرا جاتا؟ البتہ اگر کفر ہماری طرف منسوب ہو تو موجب آفت اور دوزخ ہے

	ور یکے عیبے بود با صد صفات		بر مثال چوب باشد در نبات
ترجمہ	ایک ہو گر عیب اور ہون صد صفات		ہے یہ ایسا جسطرح چوب نبات

شرح۔ بعض شارحین کے نزدیک نبات بمعنے نبات شکر یعنے نیشکر (گنّا) اور چوب بمعنے گرہ نیشکر ہے لیکن فی الواقع نبات بمعنے قند مصفا ہے جسکو اُردو مین مصری کہتے ہین۔ اور چوب سے مراد تنکے ہین جو بعض اوقات بناتے وقت مصری مین ملجاتے ہین۔ یعنے اگر کسی شخص مین بہت سی صفتون کے ساتہ ایک آدہ عیب بہی ہے تو اسکے ایسی مثال ہے جیسے مصری مین تنکا۔ کہ فی الواقع عیب نہین گنا جاتا۔ اور اس تنکے کے باعث کوزۂ نبات کی قیمت کم نہین ہوتی۔ علےٰ ہذا القیاس اگر غلبۂ شوق اور مرتبۂ وجد واستغراق مین کسینے ذات حق کو عروس کہدیا تو ہرگز عیب کی بات نہین اور اگر ہے تو قائل مین بہت سی صفتین بہی تو موجود ہین۔ کیونکہ ایسے الفاظ اولیا اللہ ہی کی زبان سے نکلا کرتے ہین جو ہمہ صفت موصوف ہین۔

	در ترازو ہر دو را یکسان کشند		زانکہ آن ہر دو چو جسم و جان خوشند
ترجمہ	تلتے ہین کانٹے مین دونو ایکسان		متحد ہین دونو مثل جسم وجان

شرح۔ یعنے ترازو یا کانٹے مین مصری اور اُسکے تنکے کو ایکسان اور ایک چیز سمجہکر تولتے ہین۔ یہ نہین ہوتا کہ تنکے کے وزن کی برابر مصری کی قیمت کم ہو جائے۔ یا تنکے نکالکر مصری تولی جائے کیونکہ مصری اور تنکا شدت آمیزش کے باعث ایک جان ہو گئے ہین۔ جنکا انفصال نہین ہو سکتا۔ لفظ ترازو سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے شعر مین نبات بمعنے قند یعنے مصری ہے کیونکہ گنّا ترازو مین نہین تُلتا۔ نسخہ کتب فقہ مین ایک مسئلہ موجود ہے کہ غالب الفضۃ فضۃ وغالب الذہب ذہب یعنے جس زیور یا برتن یا کسی اور شے مین کہوٹ کم ہو اور سونا یا چاندی زیادہ ہو تو وہ چیز ساری کی ساری خالص سونے یا چاندی ہی کی ہے اور اُسکی زکوٰۃ خالص سونے یا چاندی ہی کے حساب سے دیجائے گی۔ کیونکہ للاکثر حکم الکل۔ اسیطرح مصری مین ایک آدہ تنکا یا ڈورہ رہگیا ہے تو وہ خالص مصری کے حکم مین ہے۔ اور اولیاء اللہ مین کوئی عیب ہے تو بمنزلہ ہنر ہے

	پس بزرگان این نگفتند از گزاف		جسم پاکان ہمچو جان افتاد صاف
ترجمہ	قول یہ سچ ہے نہین ہے یہ گزاف		جسم ہے پاکونکا مثل روح صاف

شرح یعنے جب تجھے یہ معلوم ہوگیا کہ ایک آدہ عیب بہت سے ہنرون مین شامل ہوکر ہنر ہی ہو جاتا ہے تو بزرگونکا یہ قول غلط یا لغو یا بیحی نہین ہے کہ پاک لوگونکا جسم انکی روح کی طرح پاک ہوتا ہے۔ بلکہ یہ خیال فی الواقع درست اور بالکل بجا ہے۔ پاکون کے جسم روح کے مانند پاک وصاف ہوتے ہین۔

	گفت شان و فعل شان و ذکر شان		جملہ جان مطلق آمد بے نشان	
ترجمہ	انکا قول و فعل و ذکر اے میری جان		جان مطلق ہے سراسر بے نشان	

شرح یعنے پاکونکا ہر قول و فعل اور انکا ذکر اللہ جان مطلق (سربسر روح) اور بے نشان (فنا فی الذات یا فنا فی رضاء اللہ) ہے کیونکہ انکا جسم مع صفات مرتبہ فنا مین ہے۔ بعض نسخون مین گفت شان و نفس شان و نقش شان ہے یعنے پاکون کے جمیع حرکات و سکنات اور انکا نفس اور نقش جسمی بسبب صفائے قلب روح مطلق بنگیا ہے۔ اور روح مطلق عین حق ہے بمقتضائے الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ پس تو پاکون کے حرکات و سکنات اسکی حرکات و سکنات ہین۔ انپر عیب گیری بیجا ہے۔ ایک صاحب نسبت صوفی کا قول ہے اور فی الواقع نہایت درست ہے۔ وہ یہ کہ ارواحنا اجسادنا و اجسادنا ارواحنا۔ یعنے ہمارے جسم بمنزلہ ارواح ہین اور ہماری روحین بمنزلہ اجسام مطلب یہ کہ اولیاء اللہ فنا فی الذات ہوتے ہین۔

	جان دشمن وارشان جسمی ست صرف		چون زیاد از نرد او اسمی ست صرف	
ترجمہ	جان ہے انکے عدو کی جسم صرف		شکل زائد نرد ہے اک اسم صرف	

شرح۔ دوسرا مصرع پہلے کی توضیح ہے یعنے دشمن اولیا کے ایسی مثال ہے جیسا کوئی قصیر اور کوتاہ قامت آدمی اپنا نام اپنی طرف سے زیاد رکھلے۔ تو وہ فقط نام ہی نام ہے۔ لفظ زیاد مترادف افزدن و افزدن شدن کے معنے وہان نہین پائے جاتے۔ نیز ممکن ہے کہ نرد کیجگہ نرد ہو۔ نرد شطرنج کے مقابلہ مین ایک قسم کی کھیل کا نام ہے۔ جو سات طرح کھیلا جاتا ہے اور زیاد جسکی سات بازیون مین سے ایک بازی کو کہتے ہین۔ وہ اسطرح ہے کہ کھیلتے وقت کعبتین کا جو نقش پڑے اس سے ایک زیادہ شمار کرتے ہین۔ مثلاً گیارہ کو بارہ اور سترہ کو اٹھارہ جانتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اولیاء کا دشمن ایسا ہے جیسا نرد کے کھیل مین زیاد کی بازی کہ اسکا نام ہی نام ہے فی الواقع خال ہائے کعبتین مین وعدہ نہین ہوتا۔ نرد کے سات بازیون کے نام یہ ہین۔ اول۔ فاد۔ دوم۔ زیاد سوم ستارہ۔ چہارم۔ خانہ گیر۔ پنجم طویل۔ ششم ہزارہ۔ ہفتم منصوبہ۔

	آن بخاک اندر شد و کل خاک شد		این نمک اندر شد و کل پاک شد	
ترجمہ	خاک مین جاکر وہ بالکل خاک ہے		یہ نمک مین جاکے بالکل پاک ہے	

شرح یعنے اولیاء اللہ کا دشمن خاک مین گیا اور کل کا کل خاک ہوگیا۔ اور اسکو مرنے کے بعد حیات ابدی نملی اور یہ یعنے

یعنے ولی کامل جو سراسر روح ہے انتقال کے بعد گویا نمک مین گیا اور کل کا کل نمک مین گیا۔ کیونکہ ہر چیز یکہ در کان نمک رفت نمک شد۔ جو شئے نمک مین جاتی ہے وہ خود نمک بنجاتی ہے۔ نمک سے مراد نمک اسرار ہے جو باعث اصلاح غذاہائے روحانی ہے۔ مطلب یہ کہ اولیا بعد مرگ سراسر اسرار بنگئے اور قید جسم ظاہری سے گو پہلے ہی پاک اور طاہر تھے مگر اب بالکل اطہر ہوگئے۔ کیونکہ نمک کی خاصیت پاک کرنے اور قلب ماہیت کی ہے۔ چنانچہ شراب حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمک سے پاک ہوجاتی ہے پھر جس حالت مین ناپاک چیز نمک سے پاک ہوجاتی ہے تو اولیا جو پاک تھے اور بھی پاک اور اطہر ہوجائینگے۔ انہین معنون کی طرف اس حدیث مین اشارہ ہے کہ انا املح من اخی یوسف و یوسف اجمل منی یعنے مین اپنے بھائی یوسف سے زیادہ ملیح اور یوسف مجھسے زیادہ جمیل ہین۔

	آن نمک کز وے محمد املح است	زان حدیث با نمک او افصح است
ترجمہ	وہ نمک جس سے محمد ہین ملیح	ہے حدیث با نمک اُنکی فصیح
	آن نمک باقی است از میراث اُو	با تو اند آن وارثان او ۔ بجو
ترجمہ	اُنکی میراث آجتک ہے وہ نمک	ڈھونڈلے وارث ہین اُنکے آجتک

شرح۔ یعنے اولیا جس نمک مین جاتے ہین وہ یہ نمک ظاہری نہین ہے بلکہ وہ نمک ہے جس سے رسول اللہ املح ہین اور جس نمک سے آپ کی حدیث با نمک افصح ہوگئی ہے اور یہ نمک اسرار و معرفت آپ کی میراث ہمیشہ باقی رہیگا ایخاطب اُس نمک کے وارث تجھین یعنے تیری جنس مین موجود ہین مگر جستجو شرط ہے۔ کیونکہ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ ورثا سے مراد علماء ظاہر و باطن ہین۔ جو قیامت تک موجود رہین گے۔

	پیش تو شستہ ترا خود پیش کو	پیش ہست جان پیش اندیش کو
ترجمہ	دیکھ لے بیٹھے ہین تیرے روبرو	تو مگر کرتا نہین کچھ جستجو

شرح۔ لفظ شستہ مخفف نشستہ ہے یعنے وارثان حقیقت محمدی تیرے آگے بیٹھے ہین۔ لیکن تجھین پیش بینی نہین ہے کہ اُنکو اپنے روبرو بیٹھا دیکھ سکے۔ یعنے تو اُنکی جستجو مین سعی نہین کرتا۔ اور وہ وارث تیرے حضور مین موجود ہین مگر تیرے جان پیش اندیش رہنما کردساعی اور اپنا آگا سوچنے والی نہین ہے۔ یہی باعث ہے کہ وارثان نمک محمدی اور واقفان اسرار سرمدی تجھے نظر نہین آتے۔

	گر تو خود را پیش و پس کردی گمان	بستۂ جسمی و محرومی ز جان
ترجمہ	پیش و پس کا کر گیا تو نے گمان	رہگیا بس قید تن مین میری جان

شرح اس شعر کو اور اسکے مابعد اُن تمام اشعار کو جنمین لفظ پس و پیش ہے گزشتہ اشعار سے کچھ تعلق نہین بلکہ بہ تقریب لفظ پس و پیش مطلب دیگر کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ یعنے اگر تو نے اپنی نسبت پیش و پس کا گمان

کیا اور یہ کہا کہ جو شخص باعتبار صورت مقدم تہا وہ باعتبار معنے بہی مقدم ہے اور جو باعتبار صورت مؤخر ہے وہ باعتبار معنے بہی مؤخر رہیگا اور اسکا نتیجہ تو نے یہ نکال لیا کہ مجاہدہ اور عرفان سے کچہ حاصل نہین کیونکہ جب مین باعتبار صورت مؤخر ہون۔ تو لاکہہ مجاہدہ کرون باعتبار معنے بہی مؤخر رہونگا۔ تو اس قسم کے خیال کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تو ہمیشہ مقید جسم رہیگا۔ کیونکہ پیش وپس اور جہات جسم کی صفتین ہین روح کو اس سے کچہ تعلق نہین ایمخاطب تو اپنے اس خیال فاسد کے باعث حقیقت روح کے ادراک سے محروم رہیگا۔ کیا تو یہ نہین جانتا کہ رسول اللہ باعتبار صورت جمیع انبیاء سے مؤخر تہے مگر باعتبار معنے سب سے مقدم ہین۔ کیونکہ معنے اور جان کو پیش وپس اور جہات سے کیا علاقہ اے شخص قید جسم سے نکلجا اور سر بسر روح بن۔

	زیر و بالا پیش وپس وصف تن است	بے جہت ہا ذات جان روشن است
ترجمہ	زیر و بالا پیش وپس ہے وصف تن	بے جہت ہے ذات جان بیجان من

شرح یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے زیر و بالا یا پیش ہونا صفات جسمیہ مین سے ہے۔ نیچے اوپر یا آگے پیچھے وہی شئے ہوسکتی ہے۔ جو صاحب جسم ہو۔ روح جو ایک جوہر روشن ہے ان اوصاف سے بالکل پاک ہے۔ تو اگر پیش وپس اور زیر و بالا کو مدنظر رکہے گا تو ہمیشہ قید جسم مین گرفتار رہیگا۔ حالانکہ تجہے قید جسم سے آزاد ہوکر روح روشن بننا چاہیئے۔ بعض نسخون مین بے جہت ہا آن جہان روشن ست ہے۔ اس صورت مین جہان روشن سے وہی عالم جان مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہا مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	برکشا از نور پاک شہ نظر	تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر
ترجمہ	نور پاک شاہ سے دیکہہ اے بشر	ہے غلط یہ وہم اے کوتہ نظر
	کہ ہمینی در غم و شادی وبس	اے عدم کو مر عدم را پیش وپس
ترجمہ	کہ فقط ہے شادی و غم مجکو بس	اے عدم کب ہے عدم کو پیش وپس

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین کاف سر مصرع پنداری کا بیان ہے شہ سے بادشاہ حقیقی اللہ تعالے ہے اور نور پاک شہ سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے غافل مرشد کامل کے ذریعے سے جو فی الواقع بادشاہ حقیقی کا نور ہے اپنی حقیقت کو دیکہہ اور مرشد کامل یا نور پاک شہ اسلیئے ضروری ہے کہ تو کوتہ نظر شخص کی طرح یہ گمان نہ کرے کہ مین فقط مقید غم وشادی ہون یعنے محبوس ادبار غم یا اقبال مسرت ہون۔ بلکہ جب مرشد کامل کے نور پاک سے دیکہیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ تو سراسر عدم اور فانی ہے اور عدم کے لیئے اقبال وادبار اور پیش وپس کچہ نہین ہوتا آخر مصرع مین لفظ کو بمعنے کجا یا تو مفید استفہام انکاری ہے یا گو مشتق از گفتن صیغہ امر ہے۔ یعنے اے شخص فانی ہمین عدم کا پیش وپس بتا کہ کسطرف اور کہان ہوتا ہے مطلب یہ کہ نہین ہوتا۔

از وجود و از عدم گر بگذری — از حیات جاودانی برخوری

ترجمہ: اس وجود اور اس عدم سے در گزر — زندگانی سے ہو تو تا بہرہ ور

شرح۔ یعنے اگر تو وجود (ہستی فانی) اور عدم (مرتبۂ فنا) سے گزر کر مرتبۂ بقا ربعد الفنا حاصل کریگا تو ابدی زندگانی ملیگی

روز باران است میرو تا بشب — نے ازین باران از ان باران رب

ترجمہ: دن ہے یہ مینہہ کا چلا چل تا بشب — اور سمجھ اس مینہہ کو تو باران رب

شرح۔ باران سے باران واردات رحمانی و فیوض الٰہی۔ اور شب سے تاریکی موت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باران فیوض الٰہی دنیوی باران نہین ہے۔ جس سے بسا اوقات بہل اور غلتے پیدا ہوتے ہین جو اکثر حالتون مین باعث غفلت ہین۔ بلکہ وہ باران معنوی ہے جس سے قلوب زندہ اور روح بالکل صاف و پاک ہو جاتی ہے۔ اور معرفت کے پہول کہلتے ہین۔ مطلب یہ کہ اے مخاطب۔ یہ موسم زمانۂ زندگی گویا برسات کا موسم ہے ہر طرف فیوض الٰہی کا مینہہ برس رہا ہے تو مرتے دم تک اسی مینہہ کا طالب رہ

ہست بارانے جزین باران ابان — کہ نمے بیند ورا جز چشم جان

ترجمہ: ہے وہ باران غیر باران جہان — سو جھتا ہے کسکو غیر چشم جان

شرح یعنے واردات رحمانی اور فیوض الٰہی کا مینہہ اس دنیوی مینہہ سے الگ ہے۔ جو ان ظاہری آنکھون سے نظر نہین آتا بلکہ اسکے ملاحظہ کو ایسی باطنی چشم درکار ہے جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ملی تہی اور جسکا قصہ عنقریب آنے والا ہے۔

چشم جان را پاک کن نیکو نگر — تا ازان باران عیان بینی خضر

ترجمہ: دیکھہ اسے اور چشم جانکو پاک کر — تا کہ سبزہ سے لبریز آئے نظر

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ خِضر بالکسر ہے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ معرفت الٰہی کو باعتبار بلندی مرتبہ حضرت خضر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر خَضَر بفتحتین ہے تو بمعنے سبزہ زار عرفان ہے۔ اور مطلب دونوںکا ایک ہے۔ یعنے اے مخاطب چشم باطن کو معائنہ اسباب دنیوی سے پاک کرکے اچھی طرح دیکھہ تجکو باران فیوض الٰہی اور سبزہ زار عرفان ظاہر طور پر نظر آجائے گا۔ اور اسکے ظہور مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہیگا۔

سوال کردن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا از حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امروز باران بارید و جامۂ مبارک تو چون ترنشد

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ اسکا کیا سبب کہ آج مینہہ تو برسا۔ مگر آپ کے کپڑے نہ بہیگے

شرح - چونکہ پہلے واردات الہی اور فیوض ربانی کے ذکر مین مولانا قدس سرہ فرما چکے ہین کہ فیوض رحمانی ہر ایک آنکھہ کو نہین بلکہ خاصان حق کو نظر آتے ہین اس قصہ مین اُس ولیۂ حق (حضرت عائشہ صدیقہؓ) کا ذکر ہے جسکو وُہ باران فیوض ظاہر طور پر نظر آتے تھے۔

	مصطفیٰ روزے بگورستان برفت		باجنازہ مردے از یاران برفت
ترجمہ	پہنچے گورستان مین اکدن مصطفا		بہر دفن نعش یار با صفا
	خاک را در گور او آگندہ کرد		زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد
ترجمہ	اُنکی تُربت کو گِل آگندہ کیا		خاک مین دانے کو زندہ کر دیا

شرح - اِس شعر کے یا تو یہ معنے ہین کہ پیغمبر صلعم نے اُسکو دفنا کر از سر نو زندہ کر دیا اور اپنے ہاتہہ سے مٹی دیکر اپنے صحابی کو حیات ابدی عنایت فرمائی - کیونکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یُنْقَلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰی الْبَقَاءِ یعنے مومن مرتے نہین بلکہ دار فنا سے دار بقا کی طرف انتقال کر جاتے ہین - یا یہ معنے ہین کہ اُسکو دانہ کی طرح زمین مین مدفون کر دیا اور اِس سے دیگر صحابہ پر اِس بات کا اظہار منظور تہا کہ یہ شخص حشر کے دِن اِسطرح زندہ ہوگا جسطرح دانہ زمین سے اُگتا ہے - مگر پہلے معنے نہایت عمدہ اور بلیغ ہین - دانہ سے مراد دونو صورتون مین جسم ہے اِس سے آگے مولانا قدس سرہ نے اثباتِ حشر و نشر کے لیئے اشجار دنیا کو اجسام سے تشبیہ دی ہے - تاکہ کوتاہ نظر اور عوام اچھی طرح سمجھ لین کہ اشجار کی طرح اجسام بہی محشر کے دِن زمین سے نکلینگے۔

	این درختانند ہمچو خاکیان		دستہا بر کردہ اند از خاکدان
ترجمہ	خاکیون کی شکل ہین یہ سارے درخت		ہاتہہ اُٹہا کر خاک سے اے نیکبخت

شرح خاکیان سے اجسام خاکی اور دستہا (جمع دست بمعنے ہاتہہ) سے درختون کی شاخین مراد ہین اور خاکدان بمعنے زمین ہے یعنے یہ دنیوی درخت زمین مین سے اپنے ہاتہہ (شاخین) نکالکر اشارہ کر رہے ہین کہ جسطرح ہم زمین سے نکل آئے ہین اِسیطرح حشر کے دِن تمام اجسام خاکی زمینون قبرون - خاکستر اور راکہہ کے ڈہیرون سے ضرور نکلین گے - اور اللہ تعالےٰ کے روبرو حساب و کتاب کے لیے پیش ہونگے۔

	سوئے خلقان صد اشارت میکنند		وانکہ گوشستش عبارت میکنند
ترجمہ	جانب مخلوق اشارت کرتے ہین		کان مین نقل عبارت کرتے ہین

شرح گوش ست کے بعد شین ضمیر لفظ آنکہ کیجانب راجع ہے اور اشارت سے اشارہ بزبان حال و زبان ہر گا مراد ہے یعنے تمام درخت زمین سے نکلکر زبان حال سے یہ اشارہ کر رہے ہین کہ اے غافلو ہماری طرح مرنے یا دفن ہونے کے بعد تم بہی ایک دن ضرور زمین سے نکلوگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ درختون کے

اِس اشارہ کو تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے لیکن ولی کامل اور اُس شخص سے جو باطنی گوش رکھتا ہے۔ تمام درخت زبان مقال سے یہی مضمون کہتے ہین۔ کیونکہ انبیا اور اولیا کے ساتھ درختون کا ہمکلام ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ کے ساتھ ایک درخت کا ہمکلام ہونا صحیح حدیث مین موجود ہے۔

	بازبان سبز و با دست دراز	از ضمیر خاک مے گویند راز
ترجمہ	سب زبان رکھتے ہین اور دستِ دراز	اور ضمیر خاک کا کہتے ہین راز

شرح۔ زبان سبز سے سبز پتے۔ اور دست دراز سے لمبی لمبی ٹھنیان اور اندرون زمین کے راز سے حشر کے دن مردون کا اُٹھنا مراد ہے یعنے درخت پتون کی زبان حال۔ اور شاخون کے ہاتھون سے حالات حشر و نشر کی طرف اشارہ کر رہے ہین۔

	تیز گوشان راز ایشان بشنوند	غافلان آواز ایشان نشنوند
ترجمہ	تیز گوش آگاہ ہین اُس راز سے	اور غافل بے خبر آواز سے

شرح تیز گوش۔ وہ شخص جسکی شنوائی نہایت تیز ہو۔ یہان اِس لفظ سے عارف مرفوع الحجاب مراد ہے جو اِسی ظاہری کان سے درختون کے راز سُنتا ہے۔ اور غافلون کے روبرو اگر درخت فی الواقع بولنے لگے تب بھی اُنکو آواز سُنائی نہین دیتی۔ مطلب یہ کہ عارف درختون کے راز سے واقف ہین اور غافلون کو آواز تک نہین سُنائی دیتی

	ہمچو بطان سر فرو بردہ بآب	گشتہ طاؤسان و بودہ چون غراب
ترجمہ	شکل بط رہ رہ کے گویا زیر آب	بنگئے طاؤس وہ جو تھے غراب

شرح درخت بوئے جانے کے زمانہ مین بط کی طرح پانی کے نیچے ہوتے ہین۔ اور زمین سے نکلنے کے بعد موسم ربیع مین طاؤس کی طرح مزین اور سرسبز ہوجاتے ہین اور ربیع سے پہلے جاڑون مین خشک اور کوّے کی طرح سیاہ اور بے رونق رہتے ہین۔ اِسیطرح مردے دفن ہوتے وقت گویا دانہ کی طرح زیر زمین ہوتے ہین بعدہ اُنکی ہڈیان اور گوشت پوست سب خاک مین ملکر گویا خزان آجاتی ہے اور بدن بے رونق ہوجاتا ہے مگر تمام اجسام محشر مین طاؤس کی طرح مزین یعنے کامل وصحیح وسالم ہوکر نکلنے والے ہین یعنے بدن کے اجزا جو خاک کے ذرون مین ملکر منتشر اور بظاہر لاشے یا معدوم ہوگئے ہین۔ سب جمع ہوکر اسی صورت مین اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہین جس صورت مین مرنیسے پہلے دنیا مین موجود تھے۔ حدیث شریف مین یہ الفاظ موجود ہین۔ یُحشر النّاس حُفَاۃً عُرَاۃً غُرلاً۔ یعنے تمام آدمی حشر کے دن ننگے پانؤ ننگے بدن اور غیر مختون اُٹھائے جائینگے اور قبرون سے اُسیطرح نکلینگے جسطرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ یہانتک کہ ختنہ کی کھال اپنی جگہ چسپان ہوجائیگی۔

	در زمستان شان اگر محبوس کرد	آن غرابان را خدا طاؤس کرد
ترجمہ	گورستان مین کیا محبوس اُنہین	کردیا پہر بعد ازان طاؤس اُنہین
	در زمستان شان اگرچہ داد مرگ	زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
ترجمہ	کردیا جاڑون مین اُنکو صید مرگ	اور بہاران مین عطا فرمائے برگ

شرح ان دونو شعرون مین اُسی گزشتہ مطلب کی توضیح ہے نیز طاؤس بمعنے مور ہے اور غراب بمعنے کوا۔ یعنے اگرچہ جاڑون اور خزان کے موسم مین اللہ تعالےٰ درختون کو اسیر رنج خزان اور کوونکی طرح بے رونق کردیتا ہے لیکن پہر موسم بہار مین طاؤس کی طرح بارونق اور سرسبز کرکے نکالتا ہے اور اُنکی خزانی موت موسم بہار مین نئی زندگی سے بدلجاتی ہے۔ اسیطرح موت اجسام کے حق مین خزان اور حشر اُنکے لیئے بمنزلۂ بہار ہے قیامت کے دن تمام اجسام اسطرح زندہ ہوجائینگے جسطرح بہار مین سوکے ہوئے درخت یا تخم سرسبز ہوجاتے ہین۔

	منکران گویند ہست این خود قدیم	این نہ بندیم بر رب کریم
ترجمہ	کہتے ہین منکر کہ یہ خود ہے قدیم	یہ نہین ہے صنعت رب کریم

شرح یہان سے منکران حشر و نشر اور حکمائے ملحدین کا رد شروع ہوا ہے یعنے اہل فلاسفہ اور دہریئے یون کہتے ہین۔ کہ یہ درختون کا بو یاجانا اور سرسبز ہونا اور پہر خشک ہوجانا۔ اور پہر سبز ہوجانا اور علےٰ ہذا القیاس دیگر تمام اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل ازلی و ابدی ہے ہر شے کے افراد انواع ازل سے ابد تک ضمن اشخاص مین باقی رہینگی یعنے زید مرگیا تو کیا ہوا اُسکے نوع یعنے انسان کے افراد مثلاً خالد و محمود و حامد وغیرہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اسیطرح جانورون اور دیگر اشیا کو خیال کرنا چاہیئے یہ رہٹ ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور ہمیشہ یونہی چلتا رہیگا نیز اُنکا مقولہ ہے کہ اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل تغیر فصول کے باعث ہے اور چونکہ دہریئے عالم کو فانی نہین مانتے اسلیئے حشر و نشر کے بہی منکر ہین۔ مگر قرآن مجید کے بہت سی آیتین اُنکے اس قول کی تکذیب کرکے اُنپر کفر کا فتوے دیتی ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ یعنے کافر از راہ تعجب یہ کہتے ہین کہ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی مین مٹی ہوکر پہر زندہ کیئے جائینگے۔ یعنے حشر ہرگز نہوگا اسلام کے علمائے ظاہر کے نزدیک ذات الٰہی کے سوا سب چیزین حادث اور مسبوق ہین۔ مگر اتنی بات ہے کہ اُسکے اسماء صفات مسبوق بہ سبقت زمانیہ نہین ہین بلکہ متصل واقع ہین۔ نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات۔ اور چونکہ تمام اجسام فانی ہین۔ اسلیئے اُنکا حشر و نشر اور حساب و کتاب ضرور ہے۔ اور علمائے صوفیۂ اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالےٰ مع اپنے اسماء حسنے کے قدیم ہے۔ اور دیگر تعینات متصل واقع ہین۔ اور عالم اُنکے نزدیک قدیم نہین بلکہ متجدد ہے یعنے ایک شے فانی ہوکر اُسی قسم کے دوسرے نئی شے اُسکی جگہ جہان مین آجاتی ہے۔

اور فانی پر حشر و نشر اور حساب و کتاب ضروری ہے اہل فلاسفہ کی یونتو بہت سے فرقے ہین مگر تین جماعتین بڑی بڑی ہین ۔ **اول** دہریون جنہین اصطلاح مین دہریہ کہتے ہین یہ لوگ صانع حقیقی اور خالق کل کے منکر ہین ۔ اور عالم کو غیر فانی ولا یزال اور موجود بنفسہ جانتے ہین ۔ نیز نطفہ کو حیوان سے اور حیوان کو نطفہ سے ہمیشہ باقی رہنے والی چیز سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ کیفیت عالم ہمیشہ اسیطرح رہیگی جسطرح اب موجود ہے **دوم** طبیعیون ۔ جو اکثر طبیعت حیوانی سے بحث کرتے ہین یہ لوگ عجائبات قدرت رب العالمین دیکھکر صانع کے تو قائل ہین ۔ مگر چونکہ انکا بحث اکثر طبیعت سے ہے اسلیئے انکا یہ گمان ہے کہ قوت انسانی مزاج کے تابع ہے جب مزاج اور عنصر باطل ہوگیا تو قوت بہی باطل ہوجائیگی ۔ اور چونکہ اعادۂ معدوم محال ہے اسلیئے نفس کا اعادہ سمجھ مین نہین آتا ۔ اور حشر و نشر و حساب و کتاب کچھ نہین ہے ۔ علے ہذا القیاس طاعت کا ثواب اور معصیت کا عذاب بہی موہوم ہے **سوم** الٰہیون ۔ جو متاخرین فلاسفہ سے ہین مثلاً سقراط استاد افلاطون ۔ اور افلاطون استاد ارسطا طالیس ۔ جنہون نے پہلے دو نو فرقون کا رد کیا ہے ۔ مگر انمین بہی کفر کی بعض خصلتین موجود تہین سب سے زیادہ افسوس اسپر ہے کہ اسقدر دانا ہوکر مذکورۂ بالا تینون فرقے مرنیکے بعد حشر و نشر کے یکسان منکر ہین اور یہ کہتے ہین کہ اشیاء کا تغیر و تبدل اور ہر ذی روح کی موت و حیات گردش فلک اور تغیر فصول کے باعث ہے ۔ قدیم سے اسیطرح ہوتی آئی ہے ہم ان تغیرات کو خدا کی طرف منسوب نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ خدا ایسا کرتا ہے بلکہ خود زمانہ اور اسکی تاثیر سے یہ تغیرات ظاہر ہوتے ہین ۔

جملہ پندارند این خود دائم است	وز قدم این جملہ عالم قائم است

ترجمہ ہے گمان سب کا کہ خود دائم ہے یہ ۔ اور قدم سے اپنے خود قائم ہے یہ

شرح یعنے تمام حکما و فلاسفہ کا گمان یہ ہے کہ عالم بالتحقیق یا بذاتہ قدیم اور حالت قدم مین ہمیشہ قائم رہنے والا ہے ۔ افلاک اپنی خاص شکلون کے ساتھ اور زمینی اشیا اپنے اجناس و انواع کے ساتھ ازلی و ابدی ہین اور اسکو نہین سمجھتے کہ عالم حادث و فانی اور متحد الامثال ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنے بجز ذات الٰہی دیگر تمام چیزین ہلاک اور فنا ہونے والی ہین ۔

کوری ایشان درون دوستان	حق برویانید باغ و بوستان

ترجمہ ہین وہ اندہے اور قلب دوستان ۔ لطف خالق سے ہے رشک بوستان

شرح کوری ایشان مبتدا ہے اور اسکی خبر حسب قرینہ محذوف ہے یعنے کوری ایشان ثابت ست مطلب یہ کہ ان منکران حشر کا اندہاپن ظاہر ہے کیا یہ اتنا نہین سمجہتے کہ جو شے قدیم ہوتی ہے وہ تغیرات سے محفوظ رہتی ہے اور عالم چونکہ متغیر ہے اسلیئے حادث ہے اور حادث فانی ہوتا ہے اس لحاظ سے انسان بہی

فانی ہے۔ اِس فانی کو جزا و سزا کے لئے صور محشر کے دن زندہ کیا جائے گا اور حقوق العباد و حقوق الٰہی کے متعلق اِس سے بیشک سوال ہوگا۔ ورنہ عدالتِ خداوندی قایم نہین رہتی۔ اِسلئے منکرین کا اندہا ین ظاہر ہے اور اُنکے برخلاف اولیاء اللہ کے دلمین باغ معرفت کہل رہا ہے اور وہ عالم کو فانی سمجہکر مرتبۂ بقا باللہ حاصل کیے ہوے ہین۔ یا اُسکے لیئے کوشش کر رہے ہین یا پہنچے ہین کہ اُنکے اندہے پن کے سبب اولیاء کے دلمین اللہ نے بوستان معرفت شگفتہ کر دیا ہے یعنے اُنکے باطنی عقل زائل ہوکے اولیا کے حصہ مین آگئی ہے۔ اِس صورت مین ہر مصرع اول مین از سببیہ محذوف ہے۔

	ہر گلے کاندر درون بویا بود		آن گُل از اسرار کُل گویا بود
ترجمہ	سچ یہ ہے باطن مین بویا ہے جو گل		ہے وہ گُل گوئیدۂ اسرار کل

شرح یہان اسرار کُل سے اسرار ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ یعنے اسرار ذات الٰہی مراد ہین مطلب یہ کہ معرفت کا پہول جو عارفون کے دل مین شگفتہ ہوکر گلشن حقیقت کی خوشبو پہیلا رہا ہے وہ فی الواقع چپکے چپکے گویا اسرار الٰہی کہہ رہا ہے یعنے معرفت کا پہول اِس بات کی خبر دیتا ہے کہ بجز ذات الٰہی ہر شے حادث اور فانی ہے کیونکہ جبتک جمیع ماسوے اللہ کو فانی نا نا جائے عرفان حاصل ہی نہین ہوتا۔ یا کل بمعنے ہر چیز ہے یعنے معرفت کا پہول اپنی خوشبو سے ہر چیز کے اسرار بیان کر دیتا ہے۔ اور اِسی نے عارفون کو یہ بتا دیا ہے کہ ماسوے اللہ ہر شئے حادث اور فانی ہے۔

	بوے ایشان رغم انف منکران		گرد عالم مے پرد پردہ دران
ترجمہ	اُنکی بو برعکس قول منکران		گشت کرتی پہرتی ہے گرد جہان

شرح۔ رغم انف لغت مین بمعنے مالیدن بینی بخاک ناک کا خاک آلودہ ہونا ہے اور مجازاً کسی کام کو برعکس کرنے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین بمعنے ذلت آتا ہے۔ یعنے اولیاء اللہ کے بوئے معرفت جو برعکس اعتقاد ملحدان اور باعث ذلت منکران حشر و قائلان قدم عالم ہے شکوک اور غفلت کے پردے پہاڑکر گرد عالم تک پہنچ گئی ہے اور تمام جہان کو معلوم ہوگیا ہے کہ ذات الٰہی کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے اور عدالت خداوندی قایم رکہنے کے لیے مر نیکے بعد زندہ ہونے یعنے حشر و نشر کا سچے دل سے جاننا فرض ہے

	منکران ہمچون جُعل زان بوئے گل		یا چو نازک مغز از بانگ دُہل
ترجمہ	بنگئے کرم نجاست منکرین		یا دُہل سے جسطرح اِک نازنین

شرح لفظ جُعل عربی ہے۔ ایک سیاہ رنگ اور پردار جانور کو کہتے ہین جو زنبور کا ہمشکل ہوتا ہے اور سرگین وغیرہ بدبو کی چیزون مین رہتا ہے اور خوشبو سے بہت ایذا پاتا ہے۔ یہانتک کہ مرجاتا ہے مطلب یہ کہ علوم انبیا

واولیا کے باعث جو مانند بوے گل ہے منکرین اسطرح ہلاک ہو جاتے ہین جسطرح جعل خوشبو پاتے ہی مرجاتا ہے یا اُنکا حال ایسا ہو جاتا ہے جیسا کنی نازک دماغ آدمی کا کہ ڈہول کی آواز کا متحمل نہین ہوتا۔ حالانکہ حدوث عالم اور قدم ذات الہی کی آواز بانگ دُہل کی طرح تمام عالم مین پہنچ گئی ہے۔

خویشتن مشغول مے سازند وغرق — چشم مے دوزند از لمعان برق

ترجمہ: اپنے بیہودہ مشاغل میں ہیں غرق — دیکھ سکتے ہی نہیں لمعانِ برق

شرح یعنے منکرین اپنے آپ کو اسیلئے دنیوی احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام شرعیہ نہ سُن لین اور لمعان برق معنوی اور علم لدنی سے آگاہی حاصل ہو جاوے۔ بلکہ اُنکا مشغلہ صرف خطوط نفسانی کے لیئے ہے وہ لمعان برق (بجلی کی چمک) ہے یعنے علم الہی اور فرمان انبیا سے آنکھین چراتے ہین۔ اُنپر نظر ہی نہین ڈالتے یہی سبب ہے کہ وہ کفر والحاد کی تاریکیون سے ایمان کی روشنی مین نہین آسکتے۔

چشم مے دوزند وآنجا چشم نے — چشم آن باشد کہ بیند مامنے

ترجمہ: بند آنکھیں ہوں تو کب ہاتھ آئے امن — آنکھ وہ ہے دیکھ لے جو جائے امن

شرح۔ یعنے یہ کیون کہا کہ منکرین۔ احکام شرعیہ اور علوم معنویہ سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہین بلکہ یون کہنا چاہیئے تہا کہ وہ آنکھین ہی نہین رکھتے۔ کیونکہ آنکھہ تو وہی کام کی ہے جو امن یعنے نجات اور فلاح دارین کا راستہ دکہائے جو منکرین کو نصیب نہین قرآن مجید مین ہے فَاِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ یعنے آنکھین اندہی نہین ہوتین۔ بلکہ دل اندہے ہو جاتے ہین۔

چون ز گورستان پیمبر باز گشت — سوئے صدیقہ شد وہمراز گشت

ترجمہ: ہوکے واپس آپ گورستان سے — حضرتِ صدّیقہ کی جانب گئے

شرح نصیحت کے بعد قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کو دفنا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ پاس تشریف لائے۔

چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد — پیش آمد دست بر وے مے نہاد

ترجمہ: عائشہ کی جب پڑی اُنپر نظر — آگے آکے ہاتھ رکھا چہرہ پر

بر عمامہ و روئے او و موئے او — بر گریبان و بر و بازوے او

ترجمہ: اور ٹٹولا بالوں کو دستار کو — جیب و بازوئے شہ ابرار کو

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے جب سرور کائنات اپنی صحابی کو دفنا کر گورستان سے دولتخانہ مین واپس

تشریف لائے تو حضرت عائشہ آپ کے عمامے اور چہرۂ مبارک اور بالون۔ اور گریبان اور بغل۔ اور بازو پر ہاتھہ پہیر کر یہ معلوم کرنا چاہتی تہین کہ آج مینہہ برسا ہے شاید آپ کے کپڑے بہیگ گئے ہونگے۔

گفت پیغمبر چہ میجوئی شتاب ۔۔ گفت باران آمد امروز از سحاب

ترجمہ ۔ بولے پیغمبر کہ ہے کیا جستجو ۔۔ وہ یہ بولین مینہ تہا آج اے نیک خو

شرح۔ لفظ شتاب پہلے گفت سے بہی متعلق ہو سکتا ہے۔ اور دوسرے سے بہی۔ یعنے یہ حالت دیکھکر یا تو پیغمبر نے جلدی سے پوچہا کہ اے عائشہ تم کس چیز کی جستجو مین ہو یا پیغمبر نے جب یہ کہا کہ اے عائشہ کیا ڈہونڈہ رہی ہو تو حضرت عائشہ نے جلدی سے جواب دیا کہ آج مینہہ برسا تہا مین یہ دیکھہ رہی ہون کہین آپ کے کپڑے نہ بہیگ گئے ہون۔

جامہایت مے بجویم در طلب ۔۔ تر نمے بینم ز باران یا عجب

ترجمہ ۔ آپکے کپڑون کو کرتی ہون طلب ۔۔ کیون نہین بہیگے یہ ہے جائے عجب

شرح یہ شعر تتمۂ جواب حضرت عائشہ ہے۔ یعنے صدیقہ نے یہ فرمایا کہ یارسول اللہ مین آپ کے کپڑون کو ٹٹول رہی ہون مگر یہ تعجب ہے کہ باوجود جستجو جامۂ مبارک کو تر نہین دیکہتی۔ حالانکہ آج مینہہ برس چکا ہے اسکا کیا سبب ہے کہ مینہہ برسا اور آپ کے کپڑے نہ بہیگے۔

گفت چہ بر سر فگندی از ازار ۔۔ گفت کردم آن ردائے تو خمار

ترجمہ ۔ بولے وہ کیا سر پہ ڈالا تہا بتا ۔۔ بولین یہ وہ آپ ہی کی تہی ردا

شرح۔ ازار بمعنے تہبند سے یہان مطلق جامہ مراد ہے اور خمار چادر یا اوڑہنی کو کہتے ہین یعنے حضرت عائشہ کے اس سوال کے جواب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ تو نے جب مینہہ دیکہا تہا تو سر پر کیا کپڑا ڈالا تہا۔ کیونکہ مینہہ کے وقت بہیگنے کے خوف سے آدمی کپڑا سر پر ڈال لیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عرب مین اسوقت تک چہتری کا رواج نہ تہا حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ یعنے آپ کی ردا ار چادر مبارک کو اپنی اوڑہنی بنا کر سر پر ڈال لیا تہا۔

گفت بہر آن نمود اے پاک جیب ۔۔ چشم پاکت را خدا باران غیب

ترجمہ ۔ پہر کہا حضرت نے سن اے پاک جیب ۔۔ ہے یہ چادر مظہر باران غیب

شرح۔ یہ شعر تتمۂ جواب رسول اللہ ہے یعنے آپ نے حضرت عائشہ سے یہ سنکر کہ انہون نے مینہہ دیکہکر آپ کی چادر اپنے سر پر ڈال لی تہی یہ فرمایا کہ اے پاکدامن بی بی اس چادر ہی کی برکت سے تجکو باران غیب معلوم ہوا ورنہ آج مینہہ نہین برسا شکستہ رسول اللہ کے فرمانے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو

باران غیب چادر مبارک آنحضرت سر پر ڈالنے کے بعد معلوم ہوا اور حضرت عائشہ کا قول اسباب پر دلالت کرتا ہے کہ چادر مبارک مینہہ برسنے کے بعد سر پر ڈالی۔ کیونکہ مینہہ سے پہلے اسکا بچاؤ کوئی نہین کرتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ شاید اُسدن ابر ہو۔ اور حضرت عائشہ نے مینہہ کی آمد دیکھکر سر پر چادر ڈال لے ہو ہان یہ ضرور ہے کہ اُسدن باران آب نہ تہا۔ بلکہ باران رحمت تہا صرف منبع فیوض الٰہی اور سحاب واردات رحمانی یعنے آنسرور کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو باران غیب برستا معلوم ہوا۔ **فائدہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جسطرح سرور کائنات کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو اسرار غیب ظاہر طور پر نظر آگئے۔ اسیطرح ہر مرشد کامل کے فیض صحبت اور برکت ارشاد و ہدایت سے اسرار معارف معلوم ہو سکتے ہین مگر دیکھنے والا چشم باطن اور نور معرفت رکھتا ہو۔ ورنہ بجز محرومی و ناکامی کچہ بہی حاصل نہو گا

	نیست آن باران ازین ابر شما	**ہست ابر دیگر و دیگر سما**
ترجمہ	وہ مگر اس ابر کا باران نہین	ہے وہ ابر چرخ دیگر بالیقین
	اینچنین باران ز ابر دیگر ست	**رحمت حق در نزولش مضمر است**
ترجمہ	ہے یہ دیگر ابر سے اے مہربان	رحمت حق جسمین رہتی ہے نہان

شرح - یہ اشعار قول آنسرور کائنات بہی ہو سکتے ہین اور مقولہ مولانا قدس سرہ بہی۔ یعنے یہ باران غیبی اس تمہارے آسمانی ابر سے نہین برسا۔ بلکہ اسکا ابر اور آسمان کچہ اور ہی ہے جسکے نزول مین سراسر رحمت پوشیدہ ہے بخلاف باران آبی کہ اسمین کبہی رحمت پوشیدہ ہوتی ہے اور کبہی زحمت۔ اس باران غیب اور آسمان غیبی وغیرہ کی شرح۔ آئندہ تفسیر قول سنائی مین آنیوالی ہے۔ اور اسیلئے مولانا قدس سرہ نے آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ کے سوال و جواب کو چہوڑ کر حکیم سنائی کی قول کی تفسیر لکہی ہے۔

	تفسیر قول حکیم سنائی	
ترجمہ	حکیم سنائی کے قول کی تفسیر	

آسمانہاست در ولایت جان ٭ کارفرمائے آسمان جہان ٭ در رہ روح پست و بالاہاست ٭ کوہہائے بلند و دریاہاست

ترجمہ روح کی ولایت مین ایسے آسمان مین جو آسمان دنیا کے حاکم ہین اور روح کے رستے مین پستی و بلندی۔ اور کوہ و دریا سب موجود ہین

شرح - یہ دونو شعر حکیم سنائی کے ہین یعنے روح کی ولایت یا عالم روح مین ایسے آسمان موجود ہین جنکا تصرف آسمان دنیا پر ثابت ہے۔ بلکہ آسمان دنیا کو آسمانہائے روح کا عکس اور فرمان پذیر سمجہنا چاہئے کیونکہ آسمانہائے روح سے عالم الٰہی مراد ہین اور اس آسمان دنیا مین اُسیکے آثار اور شیون ظاہر ہوتے رہتے ہین نیز روح کے رستہ مین پستی اور بلندیان اور کوہ ہائے بلند اور دریا ہین۔ یعنے مراتب تعینات موجود ہین جنکے پستے مرتبہ عالم ناسوت اور بلندی مرتبہ

عالم لاہوت اور کوہ بلند مراتب معرفت اور دریا بحر تجلی کا استغراق ہے۔ انسان جسقدر تعلق عالم جسمانی کو کم کرتا جائے گا اُسکے بدلے مین کیفیت عالم روحانی حاصل ہوتی جائے گی۔ یہانتک کہ مرتبہ استغراق نصیب ہو جائیگا۔ چنانچہ آیندہ اشعار مین مولانا قدس سرہٗ بھی اشارہ کرتے ہین۔

	بشنو از قول سنائی در رموز		معنئی تا واقف آئی بر کنوز
ترجمہ	نکتۂ قول سنائی سن ضرور		واقفِ معنی ہوتا اسے پُر شعور

شرح یعنے اے مخاطب ہمارے اس قول کی تائید مین کہ غیبی ابر اور معنوی آسمان کچھ اور چیز ہے حکیم سنائی کے اُس قول کے معنے سن رکھہ جو اُسنے بیان رموز الٰہی کے متعلق کہا ہے۔ تاکہ تو باطنی خزانون کے حالات سے واقف ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معنئے ناواقف مین اضافت مقلوب اور آئی بشنو پر معطوف ہو یعنے اے ناواقف معنے حکیم سنائی کا قول سن اور علم کے خزانون کی طرف آ۔

	گر تو بگشائے ز باطن دیدۂ		زود یابی سرمہ بگزیدۂ
ترجمہ	دیدۂ باطن اگر تو پائے گا		سُرمہ نایاب ہاتھ آجائیگا

شرح یعنے اگر تو چشم باطن کھولکر دیکھے تو تجھے ایسا سرمہ (جلائے بصارت معنوی) ملجائے جسکو اولیاء اللہ کی آنکھین پسند کرتی ہین اور جسکے آنکھون مین لگانے سے اہل عرفان کو اسرار غیبی نظر آجاتے ہین۔

	پیر دانا اندرین رمزے کہ گفت		در حقیقت زین صدف دُرّے بسفت
ترجمہ	پیر دانا کا جو کچھ فرمان ہے		درحقیقت گوہر عرفان ہے

شرح یعنے اُس عقلمند بوڑھے (حکیم سنائی) نے اس قول مین جو اُسکی زبان سے نکلا ہے فی الحقیقت اس صدف (صدف معرفت) سے نکالکر ایک بیش قیمت موتی پرو دیا ہے یعنے حکیم سنائی کا یہ قول جواہر سے تولنے کے قابل ہے

	غیب را ابرے و آبے دیگرست		آسمان و آفتابے دیگرست
ترجمہ	معنوی ہے ابر دیگر۔ دیگر آب		آسمان دیگر ہے۔ دیگر آفتاب

شرح یعنے عالم غیب کا ابر و آب اور آسمان و آفتاب اِس ظاہر ابر و آب اور آسمان و آفتاب سے جُدا ہے جو خارج مین نظر آتا۔ ان چیزون کو صرف چشم حقیقت بین دیکھہ سکتی ہے۔ مثلاً معنوی ابر سائبان رحمت الٰہی ہے جو عاشقان حقیقی کے لیئے باعث راحت ہے یا ظلمت معاصی کی کالی گھٹا ہے جو غافلون کے دلونپر چھائی ہوی ہے اور معنوی مینہہ نیکون کے لیئے متواتر توفیق حسنات اور بدون کے لیئے پے در پے ارادۂ سیئات ہے علیٰ ہذا القیاس باطنی آسمان نیکون کے لیئے بلندی مرتبۂ عرفان ہے اور بدون کے لیئے تکبر و نخوت و خودستائی اور تعلّی اور باطنی آفتاب نیکون کے حق مین روشنضمیری اور نور عقل ہے اور بدون کے حق مین ظاہری چمک دمک اور دنیوی معاملات مین دلسوزی ہے

نا ید آن الا کہ بر خاصان پدید | باقیان فی لبس من خلق جدید

ترجمہ: خاصگان حق پہ ہوتا ہے پدید | باقیوں کو شبہ خلق جدید

شرح یعنے ابر و آب باطنی اور آسمان و آفتاب معنوی دیگر شے ہے اور ظاہری دیگر شے۔ معنوی ابر و آب وغیرہ سوائے خاصان حق کے اور کسی پر ظاہر نہین ہوتا۔ عوام اور غیر خاصان حق اِس نئی مخلوق سے شبہ مین ہین یعنے چونکہ انکو غیب کا ابر اور آفتاب وغیرہ نظر نہین آتا۔ اِسلیئے اُنکے وجود مین شبہ کرتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید یعنے کیا ہم مخلوق کو اول بار پیدا کرنے کے باعث تھک گئے ہین ہرگز نہین تھکے (یہ استفہام انکاری ہے) بس تو علے ہذا القیاس ہم دوبارہ پیدا کرنے سے بھی نہ تھکینگے علمائے ظاہر نے اِس آیت سے حشر و نشر کا اثبات کیا ہے اور علمائے باطن نے تجدد امثال کا۔ جو کہ ہر آن مین ایک جدید مخلوق کی طرح ظاہر ہوتا ہے (تجدد امثال کی شرح مفصل طور پر پہلے گذر چکی ہے) اور مولانا نے اِس آیت سے دونو مطلب ثابت کیئے ہین آپ کا مدعا یہ ہے کہ عالم غیب مین جو کچھ مخلوق ہو چکا ہے یا ہو گا غافل اور منکر اُسکی نسبت شک مین ہین خواہ وہ حشر ہو یا تجدد امثال یا عالم معنوی جسمین باران و آسمان معنوی موجود ہے اور اِس انکار و شک کا یہ سبب ہے کہ اُنہین چشم حقیقت بین نہین ملی۔ اِسلیئے جو شے ظاہر مین نظر نہین آتی اُسکے معنوی وجود سے بھی انکار کرتے ہین یا اُسکی نسبت شک مین پڑے ہوے ہین۔

ہست باران از پئے پروردگی | ہست باران از پئے پژمردگی

ترجمہ: ایک مینہہ ہے از پئے پروردگی | ایک مینہہ ہے از پئے پژمردگی

شرح یعنے جسطرح اس باران ظاہری مین نفع اور پروردگی (پرورش نباتات) کا مادہ مخفی ہے اسیطرح ضرر اور پژمردگی (نباتات کو پژمردہ کرنے اور اُنکی جڑون کو گلا دینے) کا مادہ بھی موجود ہے علے ہذا القیاس باران غیبی مین ہم دونو باتین موجود ہین معاصی جو باران غضب آلہی کے قطرے ہین باعث ضرر اور روح کو پژمردہ کرنے والے ہیں۔ اور طاعات جو باران رحمت کی بوندیان ہین موجب نفع اور دلون کو پرورش کرنے والی ہین۔

نفع باران بہاری بوالعجب | باغ را باران پائیزی چو تب

ترجمہ: سودِ باراں بہاری ہے عجب | اور بارانِ خزان ہے شکل تب

شرح پائیز بیائے معروف بروزن تا تیز۔ موسم خزان کو کہتے ہین یعنے فصل بہار کا مینہہ نہایت تعجب انگیز اور خوشگوار ہوتا ہے کہ برستے ہی تمام باغ اور جنگل سرسبز ہو جاتے ہین۔ اور ہزار ہا طرح کے پھول بوٹے شگفتہ ہو کر نمونۂ قدرت الٰہی دکھا دیتے ہین۔ لیکن اِسکے مقابلہ مین فصل خزان کا مینہ باغ کے لیئے ایسا ہے جیسا کہ ذی روح کے حق مین تپ یا بخار۔ کہ وہ ہی دن مین پژمردہ کر دیتا ہے علے ہذا القیاس باران غیبی کو خیال کرنا چاہیئے۔

آن بہاری نازپرور دش کند | وین خزانی ناخوش وزردش کند

ترجمہ: اُسکو خوش کرتا ہے باران بہار | اور خزانی زرد کر دیتا ہے یار

شرح لفظ بہاری اور خزانی مین یائے نسبت ہے یعنے موسم بہار کا مینہہ باغ کو نازپروردہ (خوش وخرم) اور فصل خزان کا ناخوش اور زرد کر دیتا ہے۔ مینہہ بصورت ظاہر ایکسان معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکی تاثیر الگ ہے اور اُسکی الگ

ہمچنین سرما و باد و آفتاب | بر تفاوت دان و سر رشتہ بیاب

ترجمہ: ہے اُسی صورت سے سرما مہر باد | فرق ہے ان سب مین رکھہ نکتے کو یاد

شرح یعنے جسطرح مینہہ کی دو حالتین ہین (کبھی نافع۔ کبھی ضرر رسان) اسیطرح جاڑے اور ہوا۔ اور سورج کی بہی دو حالتین ہین۔ اے مخاطب تو ان تینون کو بہی پُر تفاوت جان اور سر رشتہ مدعا کو سمجہ یعنے یہ بات بدیہی ہے کہ ان چیزون کے اثر متفاوت ہین۔ ہوا کبھی نقصان پہنچاتی ہے اور کبھی نفع علے ہذا القیاس جاڑے اور آفتاب کو سمجہنا چاہیئے نتیجہ یہ ہے کہ ان ظاہری ابر وآب وآفتاب وغیرہ کی طرح باطنی ابر وآب وآفتاب کی بہی دو حالتین ہین اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے

ہمچنین در غیب انواع ست این | در زیان و سود و در ربح وغبین

ترجمہ: اور اسی صورت سے ہے سُن میری جان | غیب مین ربح وغبین سود و زیان

شرح یعنے جسطرح ابر وآب وآفتاب ظاہری کی دو حالتین ہین۔ اسیطرح باران وآفتاب غیبی وغیرہ کی حالت بہی نفع اور نقصان رسانی مین متفاوت ہے۔ مثلاً نماز و ذکر و روزہ اور تمام نیکیان باران بہاری اور باعث نفع ہے اور غیبت وشرک وکفر وکبر و نخوت اور محبت دنیائے فانی باران خریف اور باعث ضرر ہے نیکیون کا ابر رحمت الٰہی کا مینہہ برساتا ہے اور گناہون کی کالی گھٹاؤن سے سانپ بچہو برستے ہین۔ آفتاب تجلی رحمت دیگر شے ہے اور آفتاب تجلی غضب دیگر چیز۔ شعر مین سود بمعنے فائدہ اور غبین بمعنے غبن وخسارہ ہے۔

این دم ابدال باشد زان بہار | در دل وجان روید از وے سبزہ زار

ترجمہ: ہے دم ابدال ایک جنس و بہار | جس سے اُگتا ہے دلون مین سبزہ زار

شرح یعنے یہ ابدال اور اولیا کا دم یا کلام گویا اس بہار (باران بہاری) سے مخلوق ہوا ہے جو سراسر فائدہ مند ہے اور اسکے فیض سے طالبین کے دلمین سبزہ زار معرفت اور علم وحکمت اُگتا ہے۔

فعل باران بہاری با درخت | آید از انفاس شان بانیکبخت

ترجمہ: کرتی ہے گلشن سے جو باد بہار | ہان وہ کرتا ہے دم مردان کار

شرح یعنے جو تاثیر باران بہاری کی درخت کے ساتہ ہوتی ہے وہی تاثیر اولیا کے انفاس متبرکہ سے طالب مین آجاتی

ہے لسبتر طلکیہ طالب نیک بخت اور ازل مین صاحب نصیب ہو۔

گر درختِ خشک باشد در مکان	عیبِ آن از بادِ جان افزا مدان
ترجمہ: ہو کبھی گھر مین اگر سوکھا درخت	اسمین عیب باد کیا اے نیکبخت

شرح طالب کے مستعد وغیر مستعد ہونے کو تشبیہ مین بیان کیا گیا ہے یعنے اگر کسی مکان مین کوئی ایسا خشک درخت ہو کہ اسمین نشو ونما کی استعداد ہی نہ رہی ہو تو یہ درخت ہی کا عیب ہے اسمین باد جان افزا کا کچھ قصور نہین بلکہ درخت ہی مین قابلیت اور استعداد قبول باد جان افزا نہو تو ہوا کیا کر سکتی ہے۔ یہی حال طالب کا ہے۔ اگر اسمین استعداد نہین ہے تو انفاس اولیا کچھہ اثر نہین کر سکتے۔

باد کارِ خویش کرد و بر وزید	آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ترجمہ: کر گئی ہے کام سب اپنا ہوا	مُردہ بے جان کی ہے کیا دوا
وانکہ جامد بود خود واقف نشد	وائے آن جانے کہ او عارف نشد
ترجمہ: اُس سے جو بہتر ہے وہ واقف نہین	حیف ہے اُسپر کہ جو عارف نہین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور اُسی گزشتہ مضمون کی تشریح ہین وزیدن بمعنے ہوا چلنا۔ اور گزیدن بفتح کاف فارسی بمعنے ڈنک مارنا اور اثر پہنچانا مطلب یہ کہ ہوا نے اپنا کام کیا اور درختون پر چلی اور جو درخت کہ جان لا استعداد نشو ونما رکھتا تھا اسکی جان پر اثر پہنچایا۔ یعنے سرسبز کر دیا اور جو درخت کہ پتھر کے مانند جامد (افسردہ یا نا قابل نشو ونما) تھا اُسے خبر بھی نہوی۔ کہ باد جان افزا کسلیئے چلی تھی۔ یہی حال طالبان معرفت کا ہے۔ صاحبان استعداد کو مرشد کامل کے انفاس متبرکہ نئی زندگی عطا فرماتے ہین۔ اور نا قابلان استعداد کسی قسم کا فائدہ نہین اُٹھا سکتا۔ اسیلیے مولانا قدس سرہ نے آخر مصرع مین افسوس کرکے یہ فرمایا ہے کہ اُس شخص کی حالت پر صد حیف جو مرشدان کامل کے انفاس متبرکہ سے فیضیاب ہوکر بھی عارف نہ بنا۔ نیز گزید بضم کاف فارسی بمعنے اختیار کرنا بھی درست ہے۔

در معنی حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم واجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

ترجمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو کیونکہ یہ تمہاری بدنونکے ساتھہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتہ اور فصل خزان کی ٹھنڈک سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمہارے بدنون کے ساتہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتہ یعنے برد ربیع درختون اور بدنون کو سرسبز اور تر و تازہ کر دیتی ہے۔ اور برد خریف افسردہ

شرح۔ مطلب یہ کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے جسمون کو پوشیدہ نہ رکھا کرو۔ کیونکہ یہ جسطرح درختون مین نشو ونما کا مادہ پیدا کرتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون مین خون طاقت اور تازگی و مسرت کو بڑھا دیتی ہے۔ اور فصل

خریف کی ٹھنڈک جسطرح درختوں کو پژمردہ اور زرد کر دیتی ہے اسیطرح تمہارے جسموں کو افسردہ کرنے والی ہے یہ حدیث شریف کے ظاہر معنے ہیں باطنی تفسیر عنقریب مولانا قدس سرہ خود بیان فرمائینگے۔ چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظاہری اور معنوی جاڑے کی دو حالتیں ہیں اسلیئے حدیث مذکور گویا مولانا قدس سرہ کے دعوے کی روشن دلیل ہے۔

	قول پیغمبر شنو اے جان من	دور کن از خویشتن انکار و ظن
ترجمہ	قول پیغمبر کا سُن لے جانِ من	دور کر دے دل سے سب انکار و ظن

شرح یعنے ہم جو یہ کہہ چکے ہیں کہ ہمچنین در غیب انواع است این۔ یعنے ظاہری ابر و آب و آفتاب وغیرہ کیطرح عالم غیب میں بھی یہ چیزیں موجود ہیں اسکی دلیل پیغمبر خدا کی حدیث ہے۔ اسکو سُن۔ اور موجودات عالم غیب کا انکار یا شک اپنے دل سے دور کر۔

	گفت پیغمبر ز سرمائے بہار	تن مپوشانید یاران زینہار
ترجمہ	زندگی افزا ہے سرمائے بہار	تن نہ ڈھانکو اس سے یارو زینہار
	زانکہ با جان شما آن میکند	کان بہاران با درختان میکند
ترجمہ	کیونکہ یہ جانوں سے کرتی ہے وہ کام	جو شجر سے کرتی رہتی ہے مُدام

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے بدن نہ ڈھانکا کرو کیونکہ یہ جسموں کے ساتھ وُہ کام کرتی ہے جو درختوں کے ساتھہ کیا کرتی ہے۔

	پس غنیمت باشد آن سرمائے او	در جہان بر عارفان وقت جو
ترجمہ	پس غنیمت ہے یہ سرمائے بہار	عارفوں کے واسطے اے ہوشیار

شرح ضمیر او بہار کی جانب راجع ہے اور عارفان وقت جو سے عارفان الٰہی نہیں بلکہ وُہ لوگ مراد ہیں جو ہر کام موسم کی شناخت اور وقت کے لحاظ سے کیا کرتے ہیں یعنے موسم بہار کی ٹھنڈک وقت کا لحاظ رکھنے والوں کے حق میں نہایت غنیمت ہے۔

	در بہاران جامہ از تن بر کشید	تن برہنہ جانب گلشن روید
ترجمہ	ان بہاروں میں برہنہ تن چلو	تن برہنہ جانب گلشن چلو

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ کے اس قول سے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس موسم میں ننگے بدن باغوں میں جایا کرو تاکہ صحت اور مسرت حاصل ہو۔ کیونکہ اس موسم کی ٹھنڈک جسطرح درختوں کو نشو و نما دیتی ہے۔ اسیطرح بدنوں کو تر و تازہ کر دیتی ہے

لیک بگریزید از باد خزان ... کان کند کان کرد با باغ و رزان

ترجمہ: برخلاف اسکے مگر بادِ خزاں ... باغ کو اور جان کو ہے نقصان رساں

شرح یعنے پیمبر علیہ الصلوۃ نے اسکی ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ موسم خزان کی ٹھنڈک سے بچتے رہا کرو کیونکہ یہ درختوں کی طرح جسمون کو بھی افسردہ کر دیتی ہے۔ باغ سے مطلق درخت مراد ہین۔ اور رزان جمع رز ہے یعنے درخت انگور

راویان این را بظاہر بردہ اند ... ہم بران صورت قناعت کردہ اند

ترجمہ: راویوں نے حمل ظاہر پہ کیا ... یعنے جو ظاہر تھا وہ مطلب لیا

بیخبر بودند از سِرِّ آن گروہ ... کوہ را دیدہ ندیدہ کان بکوہ

ترجمہ: بے خبر اسرار سے تھا وہ گروہ ... کوہ میں جسکو نہ سوجھی کانِ کوہ

شرح یعنے راویان حدیث مذکور اور علمائے ظاہر نے اس حدیث کو ظاہری معنون پر محمول کیا ہے اور لفظ ربیع و خریف کے انہی ظاہری معنون (یعنے بہار و خزان) پر قناعت کی ہے یہ گروہ (علمائے ظاہری) اس حدیث کے سِر (باطنی معنے) سے بیخبر ہے اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی شخص کو پہاڑ تو دکھائی دیتا ہے مگر لعل و جواہر کی وہ کانین جو پہاڑ مین ہوتی ہین نظر نہین آتین یعنے یہ لوگ ظاہر الفاظ سے ظاہر معنے سمجھ لیتے ہین اور باطنی معنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے چنانچہ انہون نے اس حدیث سے روح کے باطنی موسم (ربیع و خریف) کو نہین سمجھا۔ مولانا باطنی معنے آئندہ اشعار مین بیان فرماتے ہین۔

آن خزان نزد خدا نفس و ہواست ... عقل و جان عین بہارست و بقاست

ترجمہ: وہ خزان نفس و ہوا ہے۔ مردکار ... اور بقا و عقل و جان عین بہار

شرح یعنے وہ معنوی برد خریف جسکا نام ہمارے نزدیک خزان ہے خدا کے نزدیک اسکا نام نفس امارہ اور ہوا (خواہش بد) ہے اور جسکو برد ربیع یا موسم بہار کہا گیا ہے معنوی دفتر مین اسکا نام عقل اور روح ہے بُری خواہشون سے پرہیز کرنا اور عقل و روح سے فائدہ اُٹھانا لازم ہے۔ جو شخص بُری باتوں سے بچنے کے لیئے عقل سے کام نہیں لیتے سو وہ جانوروں کی مانند بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ عقل جیسی نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتے دوسرے مصرع مین یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ روح و عقل عین بہار اور عین بقا ہین اسکا سبب یہ ہے کہ روح امر ربی ہے اور امر ربی ہنبتک ہمیشہ رہنے والا ہے اور عقل اسلیئے عین بقا ہے کہ اس سے جو کچھ افعال صادر ہونگے انکی جزا و سزا ہمیشہ باقی رہیگی نیز عقل و روح کا عین بہار ہونا خود ظاہر ہے کیونکہ بے عقل اور بے روح شے معرفت الٰہی حاصل نہین کر سکتے جو عین بہار ہے نفس و ہوا خریف اسلیئے ہے کہ انکے غلبہ کے وقت عقل و روح کے ادراکات اسطرح جلتے رہتے ہین جسطرح خریف مین پتے۔ بعض نسخون مین عین بہار کیجگہ ہمچون بہار ہے

گر ترا عقلیست جزوے در نہان ‌‌ ‌ کامل العقلے بجو اندر جہان

ترجمہ: عقل جزوی ہے اگر تجھین نہان ‌ ڈھونڈ کامل عقل والے کو میان

شرح: یعنے اگر تجھے عقل جزوی دیگئی ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور دیگئی ہے) تو جہان مین کسی کامل العقل اور مرشد کامل کو ڈھونڈ صرف عقل جزوی کے ذریعہ سے اسرار الٰہی حاصل نہین ہوسکتے جب تک مرشد کامل کے وسیلہ سے عقل جزوی عقل کلی نہو جائے۔

جزو تو از کل او کلّے شود ‌ عقل کل بر نفس چون غُلّے شود

ترجمہ: جزو تیرا اُس سے ہو جائے گا کل ‌ عقل کل ہے نفس کی گردن کا غُل

شرح: کلّے اور غُلّے مین یائے وحدت برائے تعظیم ہے اور غُل بمعنے طوق یعنے اے مخاطب تیری عقل جزوی مرشد کامل کے عقل کامل کے باعث عقل کل ہو جائے گی اور عقل کل ایسی چیز ہے جو نفس امارہ کی گردن مین طوق کے مانند ہے یعنے اُسے لذائذ جسمانی اور شہوات سے روکتی ہے۔

جزو کل از کل او گردد پدید ‌ آنچنان کہ مستی عقل از نبید

ترجمہ: جزو ہو جائیگا کُل ہو کر عیان ‌ مے سے جیسے مستی عقل نہان

شرح: لفظ جزو بلا اضافت ہے اور کل بمعنے کل شدہ نیز دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے اور نبید بمعنے شراب جسکے باعث نشہ کل ہو کر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ شراب مین اصل شے نشہ ہے اور وہ نشہ ہی کے سبب پینے والون کو محبوب ہے۔ اگر نشہ نہو تو شراب اور پانی برابر ہے۔ پس تو معلوم ہوا کہ مرشد بادۂ عرفان ہے اُسکی مصاحبت ضرور طالب مین نشۂ توحید و معرفت پیدا کردیگی۔ بعض نسخون مین یہ شعر نہین پایا جاتا۔ مستی عقل بمعنے نشہ ہے۔

پس بتاویل این بود کانفاس پاک ‌ چون بہارست و حیات برگ تاک

ترجمہ: پس یہ معنے ہین کہ کل انفاس پاک ‌ ہاین بہار و زندگی برگ تاک

شرح: یعنے جب یہ معلوم ہو گیا کہ عقل و روح حین بہار یا مانند بہار ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عقل جزئی اولیاء اللہ کے انفاس متبرکہ کے باعث عقل کل ہو جاتی ہے تو حدیث مذکور کی تاویل (باطنی معنے) یہ ہوئے کہ اولیاء کے انفاس پاک بر در ربیع اور ابر بہاری اور باعث زندگانی برگ تاک (قلوب طالبان حقیقت) ہین نیز اس تقریر سے بطور مفہوم مخالف یہ خود معلوم ہو گیا کہ انفاس شیطان اور نفس امارہ فصل خریف ہین جنسے ضرر مضرت پہنچتی ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

از حدیث اولیا نرم و درشت ‌ تن مپوشان زانکہ دینت راست پشت

ترجمہ: اولیا کا ہر سخن نرم و درشت ‌ ہے برائے دین بناء خاص و پشت

شرح یہ تو پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ معنوی طور پر ربیع (موسم بہار) سے عقل و جان اور برد خریف (فصل خزان) سے نفس و ہوا مراد ہے۔ اب ثابت کرنا مقصود ہے کہ برد ربیع کے لیئے بدن کو وقف کر دینے اور برد خریف سے جسم کو بچانے کے کیا معنے ہین اسلیئے ارشاد ہوتا ہے کہ اولیا اللہ کی نرم و سخت باتین بمنزلۂ برد ربیع ہین اُنکے سُننے سے بدن نہ ڈھانک بینے پہلو تہی نکر بلکہ اُنکی بتائی ہوئی ریاضت و محنت کو غنیمت سمجھ اور مرشد کامل خواہ صفت جمالی کے ساتھ پیش آئے خواہ جلالی کے ساتھ سب کو بسر و چشم قبول کرلے۔ کیونکہ اس سے تیری روح کو صفائی حاصل ہوگی۔ اور اُنکا حکم تیرے دین کا پشت و پناہ اور محافظ بنجائے گا۔ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نفس و ہوا بمنزلۂ برد خریف ہے اسکا مطلب ادس سے اپنے بدن کو ڈھانک یعنے اعضا کو نفس امارہ اور بُری خواہشون کے احکام بجالانے سے بچا

	گرم گوید سرد گوید خوش بگیر	تا ز گرم و سرد بجہی وز سعیر
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے بالکل دلپذیر	ہے پناہ دوزخ و نار سعیر

شرح یعنے اولیا کی گرم و سرد (سخت و نرم) باتونکو رضامندی کے ساتھ قبول کرتا کہ تو قید گرم و سرد (قید عناصر و زندان وجود عناصری) سے رہائی پاکر انجام کار سعیر (آتش دوزخ) سے نجات پاجائے۔

	گرم و سردش نو بہار زندگی ست	مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے جانِ زندگی	مایۂ و صدق و یقین و بندگی

شرح یعنے مرشد کامل کی نرم و سخت باتین ابر رحمت اور نو بہار زندگی اور سرمایۂ صدق و یقین و بندگی ہین جنسے اسرار غیب کی تصدیق اور حشر و نشر پر یقین اور خدا کی عبادت و بندگی کا سید ہارستہ ملتا ہے۔

	زانکہ زان بستان جانہا زندہ است	زان جواہر بحر دل آگندہ است
ترجمہ	باغ جان اُنکی ہوا سے زندہ ہے	سو تیون سے بحر دل آگندہ ہے

شرح یعنے اگر مرشد کامل تجھپر خفا یا گرم ہو تو اُس سے رضامند رہ۔ کیونکہ بزرگونکے یہ [illegible] ہوتی ہے جس سے گلہار باغ مشہور ہے۔ اسیطرح مرشد کامل گرمی و درشتی کے بعد نرمی کے ساتھ قلب کو فیوضات الٰہی سے سرسبز کریگا اور اُسکی باتون سے جو بمنزلۂ جواہر ہین دریائے دل پُر ہوجائے گا۔ پہلے مصرعہ مین زان سببیہ اور کاف بیانیہ ہے اور کلمۂ زان ثانی مین اشارہ آن مرشد کامل کے گرم و سرد کی طرف ہے۔ بعض نسخون مین زان کرو ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بر دل عاقل ہزاران غم بود	گر ز باغ دل خلالے کم شود
ترجمہ	عاقلون کے دلکو گھیرین لاکھ غم	ایک تنکا ہو جو باغ دل سے کم

شرح یعنے نیکون کے باغ دل مین علوم و معرفت الٰہی کے سیکڑون درخت لگے ہوئے ہین یا ایمہمہ اس باغ مین سے

ایک تنکا یعنے مراتب علوم معرفت مین سے ایک ادنے مرتبہ بہی کم ہوجاتا ہے توصاحبدل کو بہت بڑا غم ہوتا ہے بس تو اینجا طب افسوس کہ تیرا باغ دل بالکل اوجڑ ہے اور اسپر صد حیف کہ تو اولیا کے انفاس متبرکہ سے جو بمنزلہ نفخہ الٰہی اور باد جان افزا اور ابر رحمت ہے اس باغ کے سرسبز کرنے کی کوشش نہین کرتا اور تجکو کبھی اسکا غم نہین ہوتا کہ میرا باغ دل ہمیشہ پامال خزان کیون رہتا ہے۔

	پرسیدن عائشہ صدیقہ کہ یارسول اللہ سر باران امروزینہ چہ بود
ترجمہ	حضرت عائشہ صدیقہ کا آنحضرت سے یہ پوچہنا کہ آج مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی

شرح باران سے وہی باران غیب مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چادر کی برکت سے برستا معلوم ہوتا تہا اور جسکی شرح گذر چکی ہے۔

	پس سوالش کرد صدیقہ زصدق	باخشوع و باادب از جوش عشق
ترجمہ	اُن سے صدیقہ نے پہر پوچھا سبب	باوداد و باخشوع و باادب

شرح یہان سے حضرت عائشہ کے قصۂ باران غیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال و جواب کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے باران غیب دیکہکر حضرت عائشہ کا جوش عشق الٰہی اور بڑہگیا اور نہایت عاجزی وادب کے ساتہ جناب رسالت مآب سے یہ سوال کیا کہ آج کے دن مینہہ برسنے یعنے نزول باران غیب کا خاص سبب کیا ہے

	کای خلاصۂ ہستی و زبدۂ وجود	حکمت باران امروزی چہ بود
ترجمہ	اور کہا اے انتخاب روزگار	آج کیوں برسا ہے یہ ابر بہار

شرح یعنے حضرت عائشہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ سے یہ عرض کیا کہ اے خلاصۂ ہستی (منتخب روزگار) و اے زبدۂ وجود (پسندیدۂ عالم) حضور کی چادر کی برکت سے مجہے باران غیب تو معلوم ہوگیا مگر یہ فرمایئے کہ آجکے دن اس مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی۔ امروزی مین یائے معروف نسبتی اور یائے مجہول وحدت اور یائے تحتانی کی جگہ ہائے ہوز تینون نسخے صحیح ہین

	این ز باران ہائے رحمت بود یا	بہر تہدیدات و عدل کبریا
ترجمہ	بارش رحمت ہے یہ لطف مصطفا	یا کوئی تہدید و عدل کبریا

شرح یہ اور آیندہ شعر تتمۂ سوال حضرت عائشہ ہین - یعنے یارسول اللہ یہ فرمایئے کہ یہ مینہہ اللہ تعالے کے دریائے رحمت مین سے تہا یا دریائے غضب و تہدید مین سے اور آپکے فضل و مہر سے متعلق تہا یا غضب و قہر سے - کیونکہ مینہہ ظاہری ہو یا غیبی رحمت و زحمت دونون سے متعلق ہوسکتا ہے - چنانچہ اسکی مفصل تشریح ابہی ابہی گزر چکی ہے - نکتہ اس شعر کے دوسرے مصرع مین - لفظ عدل کو تہدید پر اسلیئے معطوف کیا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے

ہین اور اللہ تعالیٰ اگر اپنے اور اپنے بندون کے حقوق کا انصاف کرے یہ انصاف بمنزلہ تہدید ہے۔ کیونکہ بندون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ امتحان انصاف مین پورے اُترسکین کسیکا یہ مقولہ بالکل سچ ہے کہ عدل کرے تو لٹیان فصل کرے تو جہٹیان یعنے اگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیجگہ صرف انصاف اور عدل سے کام لیا یعنے بندون کو اُنکے اعمال کے مطابق سزا دینی چاہی تو یہ سمجھیے کہ بندے لُٹ گئے غارت ہوگئے جہنمی بنگئے کیونکہ اعمال بندگان سراسر ناقابل ہین۔ اور اگر اُسنے عدل کیجگہ اپنا فضل وکرم کیا تو جنتی اور دوزخ سے بالکل نجات ہوگئی

	این از ان لطف و بہارات بود		یا ز پائیزی پر آفات بود
ترجمہ	کیا یہ تھا لطف و بہار باب سے		یا خزانِ سربسر آفات سے

شرح یہ گزشتہ شعر سے قریب المعنے اور اسکی توضیح ہے یعنے یا حضرت علیک الصلوۃ یہ مینہہ دریائے لطف الٰہی اور ابر بہاری (احسانات خداوندی) مین سے تہا یا ابر خزانی (قہر یزدانی) مین سے یہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ پائیز بمعنے فصل خزان ہے۔

	گفت این از بہر تسکین غم ست		کز مصیبت بر نژاد آدم ست
ترجمہ	بولے حضرت۔ تھا پے تسکین غم		کیونکہ آدم نژاد ہے وقف الم

شرح یعنے آپ نے حضرت عائشہ کو یہ جواب دیا کہ یہ مینہہ نہ تو تہدید اور غضب کو ساتہ لیے ہوئے ہے۔ اور نہ اس سے قلوب عارفین پر افاضۂ رحمت معنوی دکمالات باطنی مقصود ہے بلکہ صرف تسکین غم کے لیئے ہے۔ کیونکہ مصیبت کے وقت غم کرنا ابن آدم کی خلقت مین رکہا ہوا ہے مطلب یہ کہ جو لوگ اُس مرحوم صحابی کے وفات سے مغموم تھے اُنپر اللہ تعالیٰ نے باران غیب برسایا یعنے اُنکے دل مین صبر وتسلی کو جگہ دی اور فنائے عالم کے معنے اچہی طرح ذہن نشین کردئے جس سے اُنکے غم کی کیچڑ ڈہلگئی سختہ دل کو مسرت اور روح کو فرحت پہنچانے والے سامان (مثلاً ابر و باران یا زن و فرزند یا مال وجاہ) بندون کو عالم غیب سے اِسلیئے عنایت ہوتے ہین کہ اُنکے لیئے باعث تسکین اور اُنکے غم کا نعم البدل ہوجائین اور دنیا قایم رہے کیونکہ اِن چیزون سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور غفلت باعث قیام دنیا ہے۔ اِس اعتبار سے اگر سالکین اور متوسط درجہ لوگون کے حق مین۔ ان چیزون کو ابر رحمت کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔ ہان عوام اور اہل غفلت کے لیے یہ سامان حرص لذات دنیوی بڑہانے اور خدا سے بالکل غافل کرنے والے ہین۔ چنانچہ اہل غفلت شادیون مین ناچ رنگ کو عبادت اور اسراف کو سخاوت جانتے ہین برسات آتے ہی باغون مین خلاف شرع جلسون کی تیار ہوجاتی ہین شراب کی بوتلون کے کاگ کوّون کی طرح اُڑتے ہین۔ یاران جلسہ کے چہچہے اور بازاری عورتون کے قہقہے نغمہائے عندلیب کی یاد دل سے بہلا دیتے ہین امرئون مین جہولے پڑے ہین باغ مین کڑاہی چڑہ رہی ہے نگاہ سبزۂ خودرو سے اُٹھکر جب کسیکے دہانی دوپٹے

جاتی ہے تو ساون سے لے ہے کو ہرا ہی ہرا سوجہتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ابر بہاری کو السیون کے حق مین ابر خزانی کہا جائے تو بالکل ٹہیک ہے۔ یہان سے یہ بات بہی نکلتی ہے کہ حسب مضمون شعر بسہت باران از پے پرورد گی ؛ بسہت باران از پے پژمردگی۔ یہی ظاہری مینہہ عارفون کے لیئے باران رحمت ہے اور غافلون کے لیے سر اسر زحمت

	گر بدان آتش بماندے آدمی	بس خرابی اوفتادے و کمی
ترجمہ	آتش غم مین جو رہتا آدمی	ہوتی دنیا مین خرابی و کمی

شرح۔ یعنے اگر آتش غم اور نار فکر و مصیبت ہی مین آدمی گرفتار رہتا تو دنیا اُجڑ جاتی۔ اور دنیوی حرص دلو سے نکلجاتے حالانکہ منظور خدا یہ ہے۔ کہ دنیا جب تک اُسکی عمر ہے اسیطرح قایم رہے۔ دنیا بامید قایم بہت ٹہیک مقولہ ہے۔ اسلیئے اللہ تعالے مصیبت کے بعد راحت اور غم کے بعد فرحت دیدیتا ہے تاکہ اہل دنیا غافل ہوکر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون۔ بعدہ تنبیہہ کے لیے پہر مصیبت آجاتی ہے اور اُسکے بعد پہر راحت ہوتی ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

	این جہان ویران شدے اندر زمان	حرصہا بیرون شدے از مردمان
ترجمہ	ایک لحظہ مین اُجڑ جاتا جہان	دل سے ہوجاتی برون حرص نہان

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمی اگر ہمیشہ گرفتار غم اور نا بہجہ رنج و الم ہی رہتا تو سارا جہان فی الفور ویران ہوجاتا کیونکہ دنیوی حرص و اُمید ہرگز باقی نہ رہتی جو باعث قیام عالم ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے کی دلیل ہے

	استن این عالم ایجان غفلت است	ہوشیاری این جہان را آفت است
ترجمہ	عین غفلت اس جہان کا ہے ستون	ہوشیاری اسکو کرتی ہے زبون

شرح لفظ اُستن بمعنے عمود و ستون و آلۂ قیام ہے یعنے غفلت قیام دنیا کے حق مین ایسی چیز ہے جیسا چہت کے حق مین ستون اگر غفلت نہو تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے کیونکہ تمام مخلوق شب و روز طاعات و عبادات الٰہی مین مصروف رہکر دنیا و مافیہا کو بالکل بہول جائے۔ اور خوف قیامت و ہیبت جلال آلہی سے روحین قید جسم سے فوراً نکلجائین۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہوشیاری (خواب غفلت سے بیداری اور ذکر آلہی) اس جہان دنیا کے لیئے موجب آفت ہے۔ یہی باعث ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک بجز ذات الٰہی دنیا و مافیہا سب لاشے ہے اور وُہ ہر چیز کو معدوم و فانی جانتے ہین۔

	ہوشیاری زانجہانست و چو آن	غالب آید پست گردد اینجہان
ترجمہ	ہوشیاری اس جہان کی ایسی ہے	یہ فنا ہے جب وُہ غالب آتی ہے

شرح زانجہان سے عالم ملکوت اور اینجہان سے عالم دنیا مراد ہے یعنے بیداری قلب و معنوی ہوشیاری عالم

ملکوت سے نازل ہوتے ہی اور جب یہ ہوشیاری غفلت پر غالب آجاتی ہے یعنے عالم شہادت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو یہ جہان اس ہوشیار آدمی کے نزدیک خراب اور لاشے ہوجاتا ہے۔

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ ــ ہوشیاری آب و این عالم وسخ

ترجمہ ہوشیاری مہر ہے اور حرص برف ــ وہ ہے آب اور یہ ہے میل اے نیک ظرف

شرح یعنے معنوی ہوشیاری حرص دنیا کو اسطرح فنا کر دیتی ہے جسطرح آفتاب برف کو اور پانی میل کچیل کو زایل کردیتا ہے یخ برف وسخ میل۔ دونون مصرعون مین ہوشیاری و غفلت کو بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔

زانجہان اندک ترشح مے رسد ــ تا نخیزد درجہان حرص و حسد

ترجمہ اُس جہان سے کچھ ترشح ہوتی ہے ــ سر بسر حرص و حسد کو کھوتی ہے

شرح اندک ترشح سے تھوڑی سی مصیبت مراد ہے یعنے عالم الٰہی سے تھوڑی سی مصیبت اسلیئے پہنچتی ہے کہ آدمی بالکل دنیا مین حرص و حسد کا ہی پابند ہورہے۔ اور بنظر انجام یہ مصیبت ہی رحمت ہے۔ کیونکہ جب آدمی کو تھوڑا سا صدمہ پہنچ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع ہوکر نیکیون مین مصروف ہوجاتا ہے۔

گر ترشح بیشتر گردد زغیب ــ نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب

ترجمہ گر ترشح بیشتر ہو غیب سے ــ پاک ہو عالم ہنر سے عیب سے

شرح یعنے اگر مصیبت اور غضب الٰہی زیادہ نازل ہو تو دنیا مین اچھا برا کچھ نہ رہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اگر سالک پر ترشح مصائب کثرت سے ہو اور وہ اسکو قبول بھی کرلے۔ تو آثار بشریت سے فنا ہونے کی باعث نجات پاجائے اور عالم تمیز من و تو سے الگ ہوجائے۔ اور ہنر یعنے طلب معرفت اور عیب یعنے حجاب ظلمانی سے رہائی پائے

این ندارد حد سوئے آغاز رو ــ سوئے قصۂ مرد چنگی باز رو

ترجمہ ہے یہ بیحد سوئے اول کر رجوع ــ مرد چنگی کا ہو اُدھر قصہ شروع

شرح یعنے اسرار غیبی کی کچھ انتہا نہین۔ کوئی کہانتک بیان کرے۔ اسلیئے اے مخاطب اسکو چھوڑکر پیر چنگی کا قصہ شروع کر

بقیۂ قصۂ پیر چنگی در زمان عمرؓ و خلاص آن

ترجمہ پیر چنگی کے قصہ کا بقیہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین تھا۔ اور اُسکے نجات پانے کا حال

شرح پیر چنگی کی مخلصی سے بطفیل ہدایت حضرت عمرؓ اسکا عشق ماسوائے اللہ سے نجات پانا مراد ہے جسکا مفصل بیان عنقریب آنیوالا ہے۔

مطربے کز وے جہان شد پر طرب ــ رستہ زاوازش خیالات عجب

ترجمہ پیر چنگی سے جہان تھا پر طرب ــ ہر نوا مین تھے خیالات عجب

شرح خیالات عجب سے تاثیر باطنی مراد ہے جو پیر چنگی کے آواز سے لوگون کے دلون مین پیدا ہوکر انہین بیتاب کردیتی

از نوایش مرغ دل پران شدے — وز صدایش ہوش جان حیران شدے

ترجمہ باعث پرواز دل اُسکی نوا — ہر صدا تھی بہر جاں حیرت فزا

شرح یعنے اُسکی آواز سے مرغ دل بازوے شوق کی مدد سے آشیانۂ عشق کی طرف اُڑجاتا تہا۔ اور ہوش جان حیران و مدہوش ہوکر رہجاتا تہا۔ مطلب یہ کہ اُسکی آواز اپنے فطرتی قاعدہ کے مطابق اہل عشق کے دلون مین ذوق وشوق پیدا کردیتی تہی۔

چون بر آمد روزگار و پیر شد — باز جانش از عجز پشہ گیر شد

ترجمہ ہوگیا بعد جوانی جب وہ پیر — اور باز جان مطرب پشہ گیر

شرح۔ باز مشہور شکاری جانور اور پشہ گیر کنایہ از عاجز ہے یعنے وہ باز جو پہلے مثلاً کبوتر کا شکار کیا کرتا تہا اب مچھر پکڑنے لگا۔ مطلب یہ کہ ضعیفی مین مطرب چنگی کی آواز اُس زور وشور کی نرہی جیسی کہ پہلے تہی۔ اب یہ حال ہوگیا گویا باز مچھر کا شکار کر رہا ہے۔ پشہ گیر اسم فاعل ترکیبی ہے لیکن اگر اسکو اسم مفعول (بمعنے گرفتار پشہ) کہا جاے تو معنے زیادہ بلیغ ہونگے یعنے ضعیفی مین پیر چنگی کی جان اسقدر ناتوان ہوگئی کہ ایک مچھر اُسپر غالب آسکتا تہا۔ غرض کہ وہ بڑہاپے مین اپنے جان سے عاجز ہوگیا۔

باز گرچہ پیل باشد بے گمان — پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان

ترجمہ باز رشک پیل ہے گو بے گماں — پشہ کردیتا ہے اُسکو ناتواں

شرح یہ مقولۂ مولانا ہے بطور پند و عبرت۔ یعنے اگرچہ عالم جوانی مین بازمست ہاتھی کی مانند ستہ زور ہوتا ہے مگر بڑہاپے مین اسکو ایک مچھر مغلوب کرسکتا ہے۔ ایمخاطب اپنی جوانی اور طاقت پر نازان نہو زمانہ ہمیشہ ایکسان نہین رہتا

پشت او گردید ہمچون پشت خم — ابروان بر چشم ہمچون پاردم

ترجمہ ہوگئی پشت اُسکی شکل پشت خم — اور بہویں بڑہ بڑہ کے شکل پاردم

شرح۔ پشت خم۔ مٹکے کی پیٹھ۔ پاردم گہوڑے کی دمچی۔ یعنے وہ رسی یا تسمہ جو دُم کے نیچے ہوتا ہے یعنے بڑہاپے مین اُس مطرب کی پیٹھ پشت خم کی طرح جُہک گئی اور اُسکی بہوین گہوڑے کی دُمچی بنگئیں یعنے بڑہتے بڑہتے ٹیڑہی ہوگئین۔

گشت آواز لطیف و جانفزاش — ناخوش و نا کردہ زشت و دلخراش

ترجمہ پہلے تھی اُسکی جو آواز لطیف — ہوگئی اب سربسر زشت وضعیف

شرح یعنے اُسکی آواز جو نہایت باریک - پُر لطف اور جانفزا تہی بڑہاپے مین نہایت مکروہ بہدّی اور دل کو پراگندہ کرنے والی ہوگئی یعبض نسخون مین دوسرا مصرع اس طرح سے زشت درنزد کس نیرزیدے بلاش - یعنے اُسکی آواز ایسی بُری ہوگئی کہ اُسکو کوئی لاشئے کے بدلے مین بہی نہین خریدتا تہا لاش بمعنے لاشئے - وہ یہ ہے

آن نواکہ رشک زہرہ آمدہ — ہمچو آواز خرپیرے شدہ

ترجمہ: وہ نوا جو رشک زہرہ تہی کبھی — اب صدا بڈہے گدہے کی بنگئی

شرح یعنے اس مطرب کی وہ آواز جو رشک زہرہ تہی بڈہے گدہے کی آواز کے مشابہ ہوگئی - اللہ تعالے فرماتا ہے - اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ یعنے آوازون مین سب سے زیادہ مکروہ گدہون کی آواز ہے اُسپر بڈہے گدہے کی آواز اور بہی بُری ہوتی ہے -

خود کدامین خوش کہ آن ناخوش نشد — یا کدامین سقف کان مفرش نشد

ترجمہ: کون وُہ خوش تہا جو اب ناخوش نہین — کونسی چہت تہی جو اب مفرش نہین

شرح یہ بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یعنے وُہ کونسی چیز ہے جو ہمیشہ خوش رہی ہو - اور اُسپر کبھی ناخوشی نہ آئی ہو اور وہ کونسی چہت ہے جو گر کر فرش زمین نہوگئی ہو - اِسی سے عالم کا حادث اور فانی ہونا ثابت ہے مفرش یا تو بمعنے مفروش ہے یا مصدر میمی ہے بمعنے فرش واُفتادہ برزمین -

غیر آواز عزیزان در صدور — کہ بود عکس دمِ شان نفخ صور

ترجمہ: غیر آواز عزیزان حضور — عکس ہے جنکی صدا کا نفخ صور

شرح صدور یا تو جمع صدر ہے بمعنے سینہ یا مصدر ہے بمعنے ظہور - اور عزیز بمعنے ارجمند و مرغوب و کمیاب سے مراد ولی ہے - مطلب یہ کہ سب آوازین متغیر ہو جاتے ہین مگر اولیا کے آواز جو سینون مین ہے (یعنے وہ نفخۂ الٰہی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور جسکو حرف وصوت ظاہری سے کچھ علاقہ نہین یا یہہ کہ اولیا کے آواز جو اُنکے مُنہ سے صادر اور ظاہر ہوتی ہے ہرگز متغیر نہین ہوتی - کیونکہ یہ ایسے پاک اور زندگی بخش آواز ہے کہ نفخ صور جس سے مردے زندہ ہونگے اسی آواز کا عکس ہے اس آواز سے قلوب مُردہ زندہ ہوتے ہین - اور چونکہ قلوب کا زندہ کرنا اجسام کے زندہ کرنے سے اشرف اور اعلےٰ درجہ کا ہے اسلیے نفخ صور اُنکی آواز کا عکس اور اُس سے کم مرتبہ کا ہے -

اندرونے کاندرونہا مست ازوست — نیستے کاین ہستہامان ہست ازوست

ترجمہ: یہ وُہ دل ہین جنسے سب دل مست ہین — نیست ہین ایسے کہ ہم سب ہست ہین

شرح یعنے اولیا کے قلوب ایسے قلوب ہین کہ تمام قلوب اُن سے مست بادۂ عرفان ہین اور اولیا اس قسم کے

قائم ہین کہ تمام زمانہ کی ہستیان اُنہی کی بدولت ہین۔ کیونکہ اولیا مظہر اسما وصفات ہین اور اسما وصفات کا تصرف جمیع موجودات مین ہے اسلیئے اولیا کا تصرف بہی اسیطرح کا ہے۔

	کہربائے فکر ہر آواز او	لذت الہام ووحی وساز او
ترجمہ	سخت دلکش اُسکی ہر آواز ہے	لذت الہام ووحی وساز ہے

شرح کہربا سے مراد جذب ہے یعنے ولی اور انسان کامل کی ہر آواز فکر وعقل اور قلب انسانی کو اپنی طرف کہربا کی طرح کہینچتی ہے مصرع دوم یعنے لذّت الہام ووحی وساز او آواز پر معطوف ہے بحذف حرف عطف مطلب یہ کہ اُسکی آواز اور لذت الہام اور وحی (نکتہ اسرار) اور ساز یعنے نغمۂ آلہی سب کے سب جذب قلوب کے حق مین مانند کہربا ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اولیا کی آواز اور الہام ووحی اور ساز غم رُبائی (دفع غم دنیوی) کے حق مین کہربا کا اثر رکہتی ہے اور غم ماسوے اللہ کو دلون سے کہینچ لیتی ہے بعض نسخون مین ساز او کی جگہ راز او ہے۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہے کہ اولیا کی ہر آواز کہربائے فکر اور لذت الہام اور وحی اور راز الٰہی ہے۔ کیونکہ الہام وراز الٰہی کی حلاوت بلا تکلم اولیا ہرگز نہین حاصل ہوسکتی۔

	چونکہ مطرب پیر تر گشت وضعیف	شد زبے کسبی رہین یک رغیف
ترجمہ	ہوگیا جب پیر جنگی ناتوان	اور پہر افلاس سے محتاج نان

شرح رغیف بمعنے روٹی اور بے کسبی بمعنے بے روزگاری اور رہین بمعنے گرو یعنے وُہ مطرب بڑہاپے مین بیروزگاری اور کس مپرسی کے سبب ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہوگیا۔ کوئی ایک روٹی پر اُسے رہن رکہہ لیتا تو وُہ خوشی سے رہجاتا ہے۔ یہ اُسکی انتہا درجہ کی مفلسی کا بیان ہے۔

	گفت عمر ومہلتم دادی بسے	لطفہا کردی خدایا باخسے
ترجمہ	یہ لگا کہنے کہ یاربّ العلا	عمر ومہلت تو نے کی مجکو عطا

شرح آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب سب طرف سے جواب ملجاتا ہے تو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے چنانچہ مطرب نے مجبور ہوکر بارگاہ مجیب الدعوات مین مناجات شروع کی ہے۔ گفت کا فاعل مطرب ہے اور لفظ یارب حسب قرینہ محذوف اور لفظ خس بمعنے خاشاک وزبون وناکس ہے یعنے اے خدا تو نے مجھے بہت بڑی عمر اور فرصت عنایت کی اور مجہ جیسے ایک شخص ناچیز وناکس اور عاجز پر بڑی بڑی مہربانیان کین۔

	معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال	باز نگرفتی زمن روزے نوال
ترجمہ	کی ہے مینے معصیت ہفتاد سال	پہر بہی روزی تو نے دی یا ذوالجلال

شرح اگر روزے بیائے مجہول ہے تو یہ معنے ہین کہ اے خدا مینے ستر برس تک گناہ کیے مگر تو نے اپنی عطا و

بخشش کو واپس نہین لیا۔ اور اگر بیائے معروف ہے تو روزی نوال مین اضافت مقلوب ہے یعنے باوجود معاصی تونے عطائے روزی کو واپس نہین لیا۔

	نیست کسب امروز مہمانِ توام	چنگ بہر تو زنم کانِ توام
ترجمہ	آج ہون مفلس ترا مہمان ہون	چنگ زن تیرا ہون تیری آن ہون

شرح کسب بمعنے مزدوری ہے اور لفظ کان کہ آن سے مرکب ہے کاف تعلیلیہ ہے اور آن بمعنے ملک یعنے ایخدا اب مجھے کہین سے مزدوری نہین ملتی۔ آج سے مین تیرا مہمان یعنے تجہپر متوکل ہوکر بیٹھتا ہون۔ اور فقط تیرے نام پر چنگ بجاتا ہون۔ کیونکہ مین تیرا مملوک ہون۔ مملوک جب مالک کا کام کریگا تو ضرور ہے کہ مالک اسکے روزی کا خبرگیران رہیگا۔ اس سے پہلے جنکے لیئے مین چنگ بجاتا تہا اُنہین سے روزی ملتی تہی۔ اب محض تیرے لیئے گورستان مین بیٹھکر چنگ نوازی کرتا ہون۔ اور اسکا اُمیدوار ہون کہ تو مہمان نوازی کریگا۔

	چنگ را برداشت شد اللہ جو	سوے گورستان یثرب آہ گو
ترجمہ	چنگ اُٹہاکر اُسکا طالب ہوگیا	اور گورستان یثرب کو گیا

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور اللہ جو بمعنے طالبِ خدا و متوکل علے اللہ ہے۔ یعنے خدا سے مناجات کرکے پیر چنگی نے اپنا چنگ اُٹہایا اور طالب خدا بنکر آہین کرتا ہوا گورستان یثرب (مدینہ منورہ) کیطرف چلا گیا

	گفت خواہم از حق ابریشم بہا	کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا
ترجمہ	اور کہا ہون طالب ریشم بہا	یعنے حق دیتا ہے بد لیکر بہلا

شرح ابریشم بہا بمعنے قیمت ابریشم۔ اِس سے معلوم ہوا کہ چنگ مین ریشم کے تار بہی ہوتے ہین یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اپنے دل سے یہ کہا کہ مین چنگ بجاکر اللہ تعالے سے صرف ریشم کے قیمت طلب کرونگا اور اگرچہ میرے یہ طلب خلاف شریعت ہے مگر اللہ تعالے کبہی کبہی قلب یعنے کہوٹی چیز کو بہی اپنے لطف سے قبول کرلیتا ہے۔ اور بدلے مین کہرا مال عنایت فرمایا ہے۔

	چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد	چنگ بالین کرد و بر گورے فتاد
ترجمہ	چنگ شدت سے بجایا ہوکے زار	گر پڑا اک قبر پر انجام کار

شرح یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اول تو بہت دیر تک چنگ بجایا۔ اور پہر بحالت گریۂ وزاری چنگ کو تکیہ کو بناکر اسپر سر رکہلیا اور ایک قبر پہ گر پڑا اور اسی عالم مین اُسے نیند آگئی روتے روتے سو گیا۔

	خواب بردش مرغ جانش از حبس رست	چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
ترجمہ	آگئی نیند اور اُسکا مرغ جان	اُڑ گیا سوے فرازِ لامکان

شرح یعنے جبکہ پیر چنگی کو نیند آگئی تو اُسکا مرغ روح قید جسم عارضی سے رہا ہوگیا اور چنگ وچنگی آلۂ طرب ومطرب دونونکو عالم دنیا مین چھوڑ گیا۔

گشت آزاد از تن ورنج جہان | در جہان سادهٔ وصحرائے جان
ترجمہ چلدیا سب چھوڑکر رنج جہان | اِس جہان سے جانب صحرائے جان

شرح یہ اُسی گذشتہ شعر کی توضیح ہے۔ یعنے پیر چنگی نیند کے سبب ہر قسم کے رنج وتعب سے چھٹکر صحرائے جان یعنے عالم ارواح مین چلا گیا جو سر بسر عالم راحت ہے کیونکہ النوم اُخت الموت والموت راحۃ المومن نیند موت کی بہن ہے اور موت مومن کے لیے راحت رسان مطلب یہ کہ مطرب کو نیند نے عالم دنیا سے فارغ کردیا اور اُسے خواب مین عجائبات عالم ارواح نظر آئے چنانچہ آئیندہ شعر انہین معنون کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

جان او آنجا سرایان ماجرا | کاندرینجا گر بماندے مرا
ترجمہ روح کہتی تہی کہ رب العالمین | کاش مجکو کچہ جگہ ملتی یہین
خوش بدے جانم ازین باغ وبہار | مست این صحرائے غیب ولالہ زار
ترجمہ دیکہتی رہتی ہمیشہ یہ بہار | مست رہتی دیکہکر یہ لالہ زار

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ماندے بمعنے گزاشتندے وجا دادندے ہے یعنے پیر چنگی کی روح حسرت یا عجائبات عالم ارواح کو خواب مین دیکہکر یہ راگ لائی یعنے یہ کہنے لگی کہ اگر کارکنان قضا وقدر مجھے یہین چھوڑدیتے اور اِس ... ان کو تہوڑی سی جگہ یہین دیدیتے تو مین ہمیشہ اِس باغ وبہار کی سیر سے نہایت خوش اور اِس صحرائے غیب کی فضا اور لالہ زار معنوی کے نظارہ سے مدام سرمست شادمانی رہتی بعض نسخون مین مست این صحرا وغیبی لالہ زار ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

بے پر وبے پا سفر مے کردمے | بے لب ودندان شکر مے خوردمے
ترجمہ کرتی رہتی بے سر وبے پا سفر | کہاتی رہتی بے لب ودندان شکر

شرح یعنے مطرب عالم خواب مین یہ کہتا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ ملجاتی تو بے پر وبے پا سفر کرتا۔ اور بے لب ودندان شکر کہاتا پہرتا یعنے قید جسم سے آزاد ہوکر روحانی لذتین حاصل کرتا رہتا۔ کیونکہ معنوی سیر کے لیے نہ پر کی ضرورت ہے نہ پانوکی۔ اور باطنی شکر خوری نہ لب پر موقوف ہے نہ دندان پر۔ چنانچہ فرشتونکی سیر روحانی ہونے کے باعث بلا پر وپائے جسمی ہے

ذکر وفکرے فارغ از رنج ودماغ | کردمے با ساکنان چرخ لاغ
ترجمہ ذکر کرتی رہتی بے رنج دماغ | اور کرتی آسمان والون سے لاغ

شرح لاغ بمعنے ہزل وانبساط ہے اور باساکنان چرخ الخ سارا جملہ ذکر وفکر پر معطوف ہے بحذف حرف عطف۔ اور فارغ از رنج ودماغ ذکر وفکر سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور فکرتے مین یائے وحدت ہے یعنے مطرب خواب مین اس بات کی تمنا کر رہا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ دیجاتی تو مین ذکر وفکر اور ساکنان چرخ کے سات ہزل وانبساط کرتا۔ درانحالیکہ میرا ذکر وفکر رنج ومحنت اُٹھانے اور میرا ہزل وانبساط دماغی مشقت سے خالی ہوتا۔ کیونکہ عالم ارواح کے کاد بار رنج ومحنت اور دماغی مشقت سے کچہ تعلق نہین رکھتے۔ بعض نسخون مین ذکر فکری بلاعطف وبیائے نسبت ورنج دماغ بالاضافت ہے اسصورت مین ذکرِ فکری سے ذکر بر دحی مراد ہے جو بلا رنج دماغ محض روح کا فعل ہے اور باقی ترکیب اور مطلب شعر حسب سابق ہے۔

	چشم بستہ عالمے مے دیدمے		ورد وریحان بے کفے میچیدمے
ترجمہ	چشم بستہ دیکھتی مین اک جہان		پہول چنتی بے کف دست عیان

شرح یعنے کاش مین انکہین بند کرکے بلا احتیاج چشم سارے عالم کو دیکہتا۔ اور بلا احتیاج کف ودست عالم ارواح کے گل وریحان چنتا۔ کیونکہ عالم ارواح دنیوی اجسام یا دست لب ودندان اور آنکہ کان سے بالکل منزہ ہے اور گل وریحان چُننے سے حصول کیفیت عالم معنوی مراد ہے اور یہ شعر بہی عالم خواب مین مطرب کا قول اور اُسکی تمنا کا بیان ہے۔

	مرغ آبی غرق دریائے عسل		عین ایوبی شراب ومغتسل
ترجمہ	مرغ تہا اک غرق دریائے عسل		چشمۂ ایوب تہا وُہ مغتسل

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے یعنے مطرب کا مرغ روح جو آبی۔ یعنے ازلی استعداد کے سبب غرق بحر فیوضات الٰہی تہا۔ اسوقت غرق دریائے شہد معرفت ہوگیا۔ یعنے مطرب کی لذت روحانی پہلے سے زیادہ بڑہگئی اور یہ دریائے عسل گویا چشمۂ ایوبی تہا جو شراب یعنے شربت بہی تہا اور غسل کا پانی بہی یعنے شربًا وغسلًا مزیل امراض خارجی وباطنی تہا۔ حضرت ایوب اثر مس شیطان سے جسمی امراض مین مبتلا کیے گئے تہے یہانتک کہ اندر باہر تمام جسم سے پیپ نکلتی تہی۔ مگر دل پر شیطان کا قبضہ نہ تہا۔ کیونکہ شیطان انبیا کے دلکو مس نہین کرسکتا۔ جب مدت امتحان الٰہی پوری ہوگئی اور آپنے صبر واستقلال کے سات مصیبت کو جہیلا اور یہ دعا کی کہ ربنا اَنّی مَسَّنِیَ الشَّیطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ یعنے اے رب مجکو مس شیطان کے سبب یہ رنج اور یہ تکلیف پہنچی ہے تو میری حالت پر رحم فرما۔ تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ یعنے اے ایوب ہمنے تیری دعا قبول کرلی۔ تو زمین پر پاؤن مار۔ یہان سے ٹہنڈے پانی کا ایک ایسا چشمہ نکلیگا جو غسل کے لایق اور پینے کے قابل ہے۔ چنانچہ حضرت کے پاؤن مارتے ہی چشمہ نکل آیا۔ اور آپ کو اسمین غسل کرنے اور اسکا

پانی پینے سے کامل شفا حاصل ہوگئی - یہ شعر اسی آیت کا اقتباس ہے اور مطلب یہ ہے کہ مطرب کی روح غرق دریاے شہد معرفت ہوکر اور چشمۂ عرفان الٰہی کا پانی پیکر تمام جسمانی ونفسانی بیماریون اور ظاہری و باطنی مرضون سے تشفایاب اور پاک ہوگئی - مغتسل صیغہ اسم مفعول ہے بمعنے ظرف -

	کہ بدو ایوب از پا تا بفرق	پاک شد از رنجہا چون نور شرق
ترجمہ	حضرت ایوب پا سے تا بفرق	ہوگئے جسمین نہا کر نور شرق

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوب کے پانو مارنے سے اُنکے زیر قدم ایسا چشمہ پیدا کردیا تہا کہ وہ اُسمین نہا کر سر سے پانو تک تمام بیماریون سے پاک ہوکر نور شرق (آفتاب یا نور سحر) کی طرح نکھر گئے - اسیطرح مطرب چشمۂ معرفت مین غوطہ لگاکر اندرونی بیماریون سے پاک ہوگیا نکتہ مطرب کی نسبت چشمہ سے مراد توبہ اور رجوع الی اللہ ہے جو مزیل امراض معاصی ہے - کیونکہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وصار کیوم ولدتہ اُمّہ یعنے کسی گناہ سے توبہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے گویا اُسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا - اور وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اپنے مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے -

	گر بود این چرخ دہ چندیکہ ہست	پیش نزد آنجہان خرتنگ و پست
ترجمہ	ہو اگر دہ چند یہ چرخ بلند	روبرو اسکے ہے پست و مستمند

شرح یہ اور آئیندہ شعر مقولۂ مولانا قدس سرہ ہے یعنے اگر یہ آسمان دنیا اپنی موجودہ حالت سے دس حصے زیادہ بڑھ جائے تب بہی آنجہان (عالم ارواح) کی فراخی کے مقابلہ مین سراسر تنگ اور سراسر پست ہے کیونکہ عالم ارواح کی فراخی غیر متناہی ہے -

	مثنوی در حجم اگر بودے چو چرخ	در نگنجیدے درین ان نیم برخ
ترجمہ	مثنوی کا حجم اگر ہوجائے چرخ	سر وحدت کب سمائے نیم برخ

شرح حجم - بروزن بزم بمعنے سطبری وجسامت و برخ بروزن چرخ بمعنے پارۂ چیز ہے - مولانا فرماتے ہین کہ اگر یہ مثنوی معنوی بالفرض جسامت مین چرخ کے برابر ہوتی تب بہی اسمین اسرار معنوی نہ سما سکتے اور پورے اسرار کیا معنے انکا ایک چہوٹے سے چہوٹا حصہ بہی درج نہو سکتا - اسکا سبب یہ ہے کہ اسرار الٰہی بے انتہا ہین قلم اُنکے لکہنے کی طاقت اور دفتر اپنے اندر اُنکی گنجایش نہین رکہتا -

	کان زمین و آسمان بس فراخ	کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
ترجمہ	یہ زمین و آسمان ہین گو فراخ	انکی تنگی سے جگر ہے شاخ شاخ

شرح یہان سے پہر مطرب کا مقولہ شروع ہوا ہے اور یہ شعر ور در یہان بے کفے نے چیدہ سے متعلق

اور مضمون سابق کی دلیل اور تتمۂ خواب ہے - یعنے مطرب عالم ارواح کے فراخی دیکھکر اور اسکے نظارہ سے فیض یاب ہوکر یہ کہتا ہے کہ اُس ظاہری زمین وآسمان نے جو عالم دنیا مین تہا باوجود اس فراخی کے میرے دل کو پارہ پارہ کردیا ہے - کیونکہ اسرار عالم الٰہی عالم ظاہری مین نہین سما سکتے - اس ضیق کے باعث میرا سینہ اور دل چاک چاک ہوگیا ہے ۔

	وین جہانے کاندرین خوابم نمود	از کشایش پر و بالم را کشود
ترجمہ	یہ جہان جو خواب مین آیا نظر	روح کے کہولے ہین اسنے بال و پر

شرح - یہ شعر بہی اُسی مطرب کا مقولہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ عالم جو خواب مین ظاہر ہوا ہے اسنے اپنی کشایش کے سبب میرے عقل و روح کے پر و بازو کو کہولدیا ہے جو قیود دنیوی سے وابستہ اور زندان محبت دنیا مین پہنسی ہوی تہی - الحمد اب مینے اس جہان زندان نما کی قید سے نجات پائی ۔

	اینجہان و راہش ار پیدا بدے	کم کسے یک لحظہ در آنجا بدے
ترجمہ	اس جہان کی راہ گر ہوتی عیان	دم نہ لیتا ایک دم کوئی وہان

شرح - اُسی مطرب کا قول ہے اینجہان سے عالم معنے اور آنجا سے عالم دنیا مراد ہے یعنے مطرب عالم خواب مین کہہ رہا ہے کہ اگر یہ جہان (عالم ارواح و عالم باطن) اور اس جہان تک پہنچ جانے کا رستہ معلوم ہوجاتا تو کوئی شخص ایک لحظہ بہی عالم دنیا مین نہ ٹہیرتا - کیونکہ عالم معنوی نہایت وسیع اور اُسکی زندگی نہایت مسرتناک ہے - کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔

	مُول مُولے میزد آنجا جان او	در قضائے رحمت و احسان او
ترجمہ	جان اُسکی کہہ رہی تہی باش باش	کر فضائے رحمت و احسان تلاش

شرح - مُول بالضم بمعنے معشوق زن و حرامزادہ و نار است و درنگ و تاخیر و بمعنے تو بہ و ناز و غمزہ و صیغہ امر بمعنے باش و توقف کن یہان سب سے پچہلے معنے مراد ہین - مُول مُول تاکید کے لیئے مکرر لایا گیا ہے ثانی لفظ مولے مین یائے وحدت زائد ہے - اور یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ قضائے رحمت الٰہی (وسعت عالم ارواح) اور اُسکے احسانات دیکہکر مطرب کی روح عالم غیب مین اُسکو یہ خطاب کررہی تہی کہ اینجا باش اینجا باش - یعنے اے شخص اسی عالم ارواح مین ٹہیر جا اور یہین ڈیرے ڈالدے تیرا اصل مسکن یا وطن اصلی یہی ہے -

	امر مے آمد کہ ہین طامع مشو	چون ز پایت خار بیرون شد برو
ترجمہ	حکم آتا تہا اُدہر سے مردِ دین	پاؤن سے کانٹا ہے باہر چل کہین

شرح یعنے مطرب کی روح تو اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص یہین رہ پڑ۔ اِسی جگہ گہر بنالے اور عالم غیب سے یہ حکم آتا تہا کہ خبردار۔ بلا حصول مرتبۂ مرگ اختیاری (فنافی الذات) عالم بقا مین قیام کرنے کی ہرگز طمع نہ کر۔ البتہ تیری روح کے پانوسے چونکہ گناہون کی لذت اور محبت ماسوے اللہ کا کانٹا نکل گیا ہے اِسلیئے آیندہ عالم بقا تک پرواز کرجانا تجہپر آسان ہوجائے گا بالفعل یہان سے باہر نکلجا۔ اور دنیا مین رہکر مرگ اختیاری کا شکار ہو اُسوقت ہم خود تجہے عالم بقا کی طرف کہیچ لین گے **نکتہ** اسمین یہ اشارہ ہے کہ اے طالبان حقیقت بلا حصول مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا عالم معنے تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ عالم معنی اُنہین لوگونکا مسکن ہے جو مرنیسے پہلے مرچکے مین

درخواب گفتن ہاتف مرعمر را کہ چندین زر از بیت المال بآن مرد ہ کہ در گورستان خفتہ است

ترجمہ خواب مین حضرت عمرؓ سے ہاتف کا یہ کہنا کہ بیت المال مین سے اسقدر سونا اُس آدمی کو دیدو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے

شرح ہاتف بمعنے آواز دینے والا مشتق از ہتف بمعنے آواز دینا۔ اصطلاح مین ہاتف اُس فرشتے کو کہتے ہین جو عالم غیب سے دلمین آواز دے مطلب یہ کہ چونکہ مطرب خواب مین عالم معنوی کی سیر کرکے اپنے ازلی استعداد کے باعث مکرم اور تارک الدنیا ہوگیا تہا۔ اِسلیئے خدا نے غیب سے اُسکی مدد کا سامان مہیا کردیا کہ حضرت عمرؓ نے جو اُس زمانہ مین خلیفہ تہے اُسکے متعلق خواب دیکہا اور گورستان مین پہنچکر دینار اُسکے حوالے کیئے اور اپنے ارشادات کی برکت سے اُسے صاحب نسبت اور بالکل اللہ والا بنا دیا۔ چنانچہ آیندہ سے یہی قصہ شروع ہوتا ہے۔

آن زمان حق بر عمر خوابے گماشت ۔۔۔ تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت

ترجمہ ہوگئے اُسدم عمر مغلوب خواب ۔۔۔ کردیا جسنے اُنہین بے صبر و تاب

شرح یعنے جسوقت کہ پیر چنگی خواب مین عالم ارواح کے سیر کررہا تہا اُسیوقت اللہ تعالے نے حضرت عمرؓ پر بہی ایک ایسا خواب مسلط کیا کہ اپنے آپ کو سنبہال نہ سکے۔ اور سوتے ہی بن آئی۔ اور یہ فطرتی قاعدہ ہے کہ غلبہ خواب کے وقت آدمی بے قابو ہوجاتا ہے۔

در عجب افتاد کاین معہود نیست ۔۔۔ این ز غیب افتاد بے مقصود نیست

ترجمہ دلمین کہتے تہے یہ کب معہود ہے ۔۔۔ اسمین ہے کچہ راز کچہ مقصود ہے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو اِس طرح کے غلبۂ خواب سے تعجب ہوا کیونکہ ایسا خواب آپ کی مقررہ عادت کے خلاف تہا۔ اللہ والون کو نیند بہت کم آیا کرتی ہے اِس خلاف عادت خواب سے آپنے سمجہ لیا کہ یہ عالم غیب کیطرف سے ہے

سر نہاد و خواب بردش خواب دید ۔۔۔ کامدش از حق ندا جانش شنید

ترجمہ نیند مین دیکہا تماشا خواب کا ۔۔۔ یعنے آئی حق کی جانب سے ندا

شرح پہلا خواب بمعنے نیند ہے اور دوسرا بمعنے رؤیا یعنے وہ کیفیت جو روح کو نیند مین نظر آتی ہے یعنے حضرت عمر سر رکہکر سو رہے اور ایک خواب دیکہا یعنے اللہ تعالے کی طرف سے خواب مین ایک ندا آئی جسکو انکی روح نے سُنا مطلب یہ کہ آپ کو خواب مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عمرؓ تم ہمارے ایک خاص بندے کو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے بیت المال مین سے سات سو دینار خود جاکر دے آؤ۔ چنانچہ آئیدہ یہ قصہ مفصل طور پر آنیوالا ہے اور اگلے شعر سے مولانا قدس سرہ ندائے غیبی کی تعریف بیان فرماتے ہین

	آن ندائے کاصل ہر بانگ و نوا ست	خود ندا آنست و این باقی صدا ست
ترجمہ	وہ ندا ہے اصل ہر بانگ و نوا	ہے ندا وہ اور باقی ہے صدا

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے گوش روح مین وہ ندا آئی جو ہر بانگ و نوا کی اصل اور حقیقی ندا ہے اور دیگر آوازین اسکا عکس ہین (یعنے الہام روحی) اُسکے سوا اور تمام آوازین صدا ہین۔ جوہری نے اپنی صحاح مین لکہا ہے الصدا ہو الذی یجیبک بمثل صوتک فی الجبال۔ یعنے صدا وہ آواز ہے جو مثلاً پہاڑون مین سے کسیکے آواز کے جواب مین پلٹ کر آتی ہے اور جسکو گنبد کی صدا کہتے ہین۔ اس سے مولانا قدس سرہ کا یہ مطلب ہے کہ متکلم حقیقی اللہ تعالے ہے اور باقی آوازین یا لوگون کے کلام اُسکا عکس ہین جب اللہ تعالے اپنی صفت تکلم کے ساتہ تجلی کرتا ہے تو موجودات مین قوت کلام پیدا ہو جاتی ہے حسب مضمون السنة الخلق اقلام الحق۔ یعنے مخلوق کی زبانین گویا خدا کے قلم ہین جسطرح قلم بلا امداد کاتب کوئی حرف نہین لکہہ سکتا۔ اسیطرح مخلوق کی زبانین بلا تائید ربانی ایک حرف نہین بول سکتین۔

	ترک و کرد و پارسی گو و عرب	فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب
ترجمہ	ترک ہو یا پارسی گو یا عرب	سب نے سمجھی وہ ندا بے گوش و لب

شرح یعنے قوم ترک اور کرد اور فارس والون اور اہل حجاز مطلب یہ کہ تمام عرب و عجم نے بلا گوش خود و بلا لب متکلم ندائے الٰہی (خطاب الست بربکم) کو سن لیا ہے اور اُسکے معنے سمجھ لیے ہین حالانکہ اس سُننے کو حواس ظاہری یعنے کان سے کچہ علاقہ اور متکلم یعنے اللہ تعالے کو آلۂ نطق ظاہری یعنے لب سے کچہ سروکار نہ تہا۔ اگر مخلوق اس خطاب کو نہ سنتی۔ تو اپنے رب کو کسیطرح نہ پہچان سکتے۔ آیت اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی کے معنے پہلے بہی بیان ہوچکے ہین۔ یعنے جب اللہ تعالے نے بروز میثاق تمام روحون کو اپنے سامنے بلاکر یہ فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا مین تمہارا رب نہین ہون تو سب نے متفق ہوکر لفظ بلے کہا یعنے یہ جواب دیا کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ ندا سے مراد کلمۂ کن ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے جسکو تمام ذی روح یکسان سُنتے ہین اور فرمان ارشاد الٰہی کو بجالاتے ہین چنانچہ آئیندہ اشعار انہین مضمون کی طرف اشارہ

کرتے ہین۔ آیندہ شعر مین اسی مضمون کو ترقی دیگئی ہے۔

خود چہ جائے ترک و تاجیک ست و زنگ ۔۔۔ فہم کردستان ندا را چوب و سنگ

ترجمہ: ماسوائے ترک و تاجیک و زنگ ۔۔۔ اُس ندا کو جانتے ہین چوب و سنگ

شرح: زنگ بمعنے زنگی و حبشی اور تاجیک عرب زادہ جو عجم مین بڑا ہوا ہو اور وہ قوم جو عربی نہو۔ ترکی لغات مین اہل فارس کو تاجیک لکھا ہے۔ نیز تاجیک ایک ولایت کا نام ہے یعنے فہم ندائے الست بربکم یا آواز کلمۂ کن کچھ ذی روح ترک و زنگ و عرب و فارس وغیرہ پر ہی منحصر نہین بلکہ غیر ذی روح (نباتات و جمادات) نے بھی اس ندا کو سُنا ہے اور ہر وقت سُنتے رہتے ہین۔ کیونکہ جمادات وغیرہ کا مطیع حکم الٰہی ہونا اور وجود مین آجانا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُنہون نے ضرور خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُم اور ندائے کلمۂ کن کو سُنا ہے اگر جمادات وغیرہ خدائے واحد کو اپنا رب نمانتے یا خطاب کلمۂ کن نہ سُنتے تو ہرگز وجود حاصل نہ کرسکتے۔

ہر دمے از وے ہمی آید الست ۔۔۔ جوہر و اعراض میگردند ہست

ترجمہ: آتی ہے ہر لحظہ آواز الست ۔۔۔ جوہر و اعراض سب کہتے ہین ہست

شرح۔ یعنے الخطاب خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُم عشاق و عارفین کے گوش دل سے ابتک منقطع نہین ہوا۔ کیونکہ وہ جمیع مصنوعات الٰہی سے جو متجدد الامثال ہین اس خطاب کے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر دم تمام جوہر و اعراض کی طرف خطاب اَلَسْتُ آتا ہے اور یہ تمام اُسکے جواب مین ہست کہتے ہین یعنے اُنکا موجود ہوجانا۔ بلٰے یا ہست کہنے کے برابر ہے بعض نسخون مین میگردند مست ہے یعنے تمام جوہر و اعراض ندائے الٰہی کو سُنکر سرمست بادۂ توحید ہوجاتے ہین اور خلعت وجود پہنکر زبان حال سے اُسکی وحدت کا اظہار کرتے ہین۔ نیز بعض نسخون مین میگردند ہست دیکھا گیا ہے یعنے خدا کی طرف سے ہر دم ندائے اَلَسْتُ آتی ہے اور تمام جوہر و اعراض اسی ندا کو سُنکر ہست ہوجاتے ہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ ندائے غیبی کو ذی روح و غیر ذی روح سب سُنتے ہین اور اُسکے معنے سمجھکر ارشاد خداوندی بجالاتے ہین۔

فائدہ جوہر و عرض کے معنے پہلے حصہ مین بیان ہوچکے ہین۔ جوہر وہ شے ہے جو بذات خود قائم ہو اور عرض وہ جسکا قیام بواسطہ غیر ہو مثلاً کپڑا اور اُسکا رنگ اور جمیع اشیائے کائنات یا جوہر ہین یا عرض اسلئے اس شعر مین جوہر و عرض سے جمیع کائنات مراد ہے۔

گر بلٰے آید بلے زایشان ولے ۔۔۔ آمدن شان از عدم باشد بلے

ترجمہ: گو زبان سے خود نہین کہتے بلٰے ۔۔۔ اُنکا ہونا ہی بلٰے ہے بے خفا

شرح لطف بلٰے امالۂ بلٰے ہے اور اگر بمعنے اگرچہ یعنے جوہر و اعراض اور جمادات و نباتات وغیرہ کی زبان سے

گو لفظی بولے نہین نکلتا۔ لیکن انکا عدم سے وجود مین آنا بمنزلۂ بولے ہے گو یا یہ سب ندائے الٰہی کے معنے سمجھکر زبان حال سے بولے کہہ رہے ہین نتیجہ یہ کہ جمیع اشیا ازل سے ابد تک لفظ بلٰی سے ترزبان ہین جسطرح خطاب الست بربکم منقطع نہین ہوا اسیطرح جواب بلٰی بہی منقطع نہین ہوا۔ اس خطاب کے ازل سے ابد تک غیر منقطع ہونے کا سبب یہ ہے کہ الست بربکم اور لمن الملک الیوم کا مطلب ایک ہے۔ مگر اس خطاب کو وہی لوگ سُنتے ہین جو باطنی کان رکھتے ہین۔ کیونکہ وہ صاحب مقام جمع ہین اور اُنکے نزدیک ماضی و مستقبل سب حال ہے۔

	آنچہ گفتم زآگہی چوب و سنگ		در بیانش قصہ بشنو بے درنگ
ترجمہ	گر دلیل آگہی چوب و سنگ		چاہیئے تو سُن یہ قصہ بے درنگ

شرح یعنے ہمنے جو یہ دعوے کیا ہے کہ ذی روح کی طرح غیر ذی روح بہی ندائے الٰہی کو سُنتے اور اُسکے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور اللہ تعالے نے چوب و سنگ کو بہی فہم و آگاہی عنایت فرما رکھی ہے اسکے متعلق ستون حنانہ کا ایک سچا قصہ سُن لے۔ تاکہ تجھے ہماری بات کا یقین کامل طور پر ہوجائے۔ بعض نسخون مین آگہی کیجگہ آشنائی ہے جس سے واقفیت ندائے الٰہی مراد ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے

دربیان نالیدن ستون حنانہ از فراق پیغمبر علیہ السلام چون جماعت انبوہ شدو گفتند کہ ما روئے مبارک ترا بہنگام وعظ نمی بینیم و منبر ساختند و شنیدن رسول خدا و اصحاب نالۂ ستون را بصریح و مکالمات آنحضرت بآن

ترجمہ۔ فراق پیغمبر علیہ السلام کے باعث ستون حنانہ کے نالہ کرنے کا بیان جبکہ جماعت زیادہ ہوگئی۔ اور لوگون نے شکایت کی کہ ہم خطبۂ وعظ کے وقت آپ کا روئے مبارک نہین دیکھہ سکتے اور آپ کے لیئے منبر بنایا۔ اور پیغمبر و اصحاب کے مبارک کانون تک بصراحت نالۂ ستون حنانہ کے پہنچنے اور اُسکے ساتہ رسولخدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر

شرح۔ حنانہ مشتق از حنین بمعنے گریۂ بسیار۔ اِس ستون کا قصہ صحاح مین اِسطرح منقول ہے کہ رسول مقبول مدینہ مطہرہ مین اِس سے تکیہ لگاکر خطبہ اور وعظ فرمایا کرتے تہے جب مجمع صحابہ زیادہ ہوگیا اور حضور آپ ممبر پر تشریف لیگئے تو وہ ستون جو اس سے پہلے تکیہ گاہ حضور تہا۔ اِسطرح ٹہنک ٹہنک کر رویا جسطرح بچہ روتا ہے اُسکی آواز سنکر رسول اللہ ممبر سے اُترے اور اُس پر تسلی دینے کے لیئے اِسطرح ہاتہ رکہا جسطرح مان بچہ پر رکہتی ہے اور اپنے گلے سے لگالیا ستون مذکور اِس تسلی پانے کے سبب خاموش ہوگیا۔ بعدہٗ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ خطبۂ و وعظ کے جدائی اور میرے الگ ہوجانے سے رویا ہے یہ فرماکر آپنے ستون سے خطاب کیا کہ اگر تو کہے تو مین پہر تیرے پہلین سرسبز ہوجانے کی دعا کرون۔ تاکہ تجہسے لوگ فائدہ اُٹہائین اور تیرے میوے کہائین اور اگر یہ منظور نہین تو مین تیرے درخت جنت بنجانے کی دعا کرون۔ ستون نے پچہلی بات کو قبول کیا۔ یہ حدیث بخاری اور ابو داؤد مین جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے

ستون حنانہ کھجور کی لکڑیکا ستون تہا جو مسجد نبوی میں لگا ہوا تہا۔ اسکا نام حنانہ اُسی دن سے ہوا جبکہ فراق پیغمبر علیہ السلام مین رو یا ہے اِسمین منکرین کا یہ مذہب ہے کہ ستون حنانہ کا رونا واقعی رونا نہ تہا بلکہ زبان حال سے تسبیح کی آواز تہی اور اکثر اہل کلام یہ کہتے ہین کہ چونکہ جمادات مین روح نہین ہے اِسیلئے ستون حنانہ کا رونا معجزہ تہا۔ کیونکہ نطق کیلئے عقل اور حیات ضروری ہے۔ لیکن اہل تصوف کا یہ مذہب ہے کہ جمادات بزبان فصیح متکلم ہوتے ہین۔ مگر انکا کلام بجز خاصان حق اور کوئی نہین سُن سکتا۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ بہی یہی مذہب رکہتے ہین اور آئندہ اشعار مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔

	اُستن حنانہ از ہجر رسول	نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
ترجمہ	ہجر پیغمبر میں حنانہ سُتون	نالہ زن تھا شکل انسان زبون
	درمیان مجلس وعظ آنچنان	کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان
ترجمہ	وعظ میں وہ یوں ہوا نالہ کناں	جس سے واقف ہو گئے پیر و جواں

شرح۔ اُستن بضم الہمزہ بمعنے ستون ہے اور دوسرے شعر مین آنچنان۔ نالہ میزد کے متعلق ہے۔ یعنے جب رسولخدا منبر پر بیٹھکر وعظ فرمانے لگے تو حضور کی جُدائی مین ستون حنانہ باوجود غیر ذی روح ہونے کے ذی روح کی طرح اِسطرح ٹہنک ٹہنک کر رو یا کہ مجلس وعظ مین بیٹھنے والے تمام پیر و جوان صحابہ نے اُسکے رونے کی آواز اچھی طرح سُن لی۔

	در تحیر ماندہ اصحاب رسول	کز چہ می نالد ستون با عرض و طول
ترجمہ	تھے تعجب میں سب اصحاب رسول	یعنے روتا ہے ستون با عرض و طول

شرح لفظ با عرض و طول می نالد سے متعلق ہے یعنے ستون حنانہ کا نالہ سُنکر تمام صحابہ کو حیرت ہوئی کہ اسکے عرض و طول مین سے رونے کی آواز کیون آرہی ہے اور اسکے نالہ کا کیا سبب ہے۔ نکتہ یہان سے معلوم ہوا کہ ستون حنانہ کے طول و عرض یعنے ہر رگ و ریشہ اور ہر جگہ سے نالہ کی آواز آرہی تہی۔

	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم در فراقت گشت خون
ترجمہ	بولے پیغمبر یہ کیا ہے اے ستون	وہ یہ بولا جان ہے فرقت میں خون
	از فراق تو مرا چون سوخت جان	چون نہ نالم بے تو اے جان جہان
ترجمہ	آپکی فرقت میں ہے بیتاب جان	ہجر سے روتا ہوں اے جان جہاں

شرح یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سُنی تو یہ فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے اور تیرے نالہ کرنیکا کیا سبب ہے۔ ستون نے جواب دیا کہ میری جان آپ کے فراق مین خون ہو گئی ہے جلگئی

ہے ایسی حالت مین کسطرح نالہ نہ کردن۔

مسندت من بودم از من تاختی — بر سر منبر تو مسند ساختی

ترجمہ: تھا مین پہلے تکیہ گاہِ آنحضور — بیٹھے اب ممبر پہ کرکے مجھ کو دور

شرح مسند بضم المیم وہ شے جسپر بیٹھتے وقت پیٹھ لگائی جائے۔ اور مسند بفتح المیم بمعنے بالین وتکیہ گاہ اول معنی مین بالضم دوسرے مین بالفتح یا برعکس نیز دونون مین مفتوح یا مضموم غرضیکہ ہرطرح معنے درست ہین یعنے ستون نے یہ کہا کہ اس سے پہلے عرصہ تک مین آپ کا تکیہ گاہ رہا ہون۔ اب آپنے مجھے چھوڑکر ممبر کو تکیہ گاہ بنا لیا ہے۔ اور مجھے جدائی اختیار کرلی ہے۔ اسلئے غم فرقت مین رو رہا ہون۔

پس رسولش گفت کای نیکو درخت — ای شدہ با سرّ تو ہمراز بخت

ترجمہ: بولے پیغمبر کہ اے نیکو درخت — آج تجھسے ہے ترا ہمراز بخت

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے ستون کے جواب مین یہ فرمایا کہ اے نیک درخت تو اس مرتبہ کا ہے کہ تیرے بھید نہان کے ساتھ تیرا بخت بلند ہمراز ہے یعنے تیری بلند بختی نے تیرے دلمین اس سرّ نہان (نالہ) کا القا کیا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ تو محشر کے دن جنت کا درخت بنجائیگا۔

گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند — شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

ترجمہ: ہونا چاہے تو اگر نخل بریں — شرقی و غربی ہو تجھسے میوہ چیں

یا در آن عالم حقت سروے کند — تا تر و تازہ بمانی تا ابد

ترجمہ: سروِ جنت یا تجھے کردے صمد — تا تر و تازہ رہے تو تا ابد

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند خلاصۂ جواب پیغمبر علیہ السلام ہین اور پہلے شعر مین چنند مخفف چینند ہے مشتق از چیدن یعنے رسول علیہ السلام نے ستون مذکور کو تسلی دینے کے لیئے یہ بشارت دی کہ اے ستون دو باتون مین سے ایک کو اختیار کرلے۔ اگر تو ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے تو مین تیری دعا کرون جسکی برکت سے خدا از سر نو سرسبز کرکے تجھے کھجور کا ایک عالیشان درخت بنادے کہ تیرے میوہ سے تمام شرقی و غربی ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہین اور تو قیامت تک بیخوف خزان ہرا بھرا رہے۔ اور اگر یہ منظور نہین تو اسکو قبول کر کہ اللہ تعالے تجھکو قیامت کے دن سروِ جنت بنادے اور تو جنت مین تا ابد تر و تازہ رہے۔

گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش — بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

ترجمہ: بولا وہ منظور ہے دائم بہار — کم نہ ہو لکڑی سے اے غفلت شعار

شرح یعنے ستون نے دوسری بات (سروِ جنت ہونے) کو پسند کیا۔ اور دنیوی سرسبزی کو چھوڑکر بقائے دائمی

اختیار کی اور یہ کہا کہ مین سرو جنت ہونا چاہتا ہون جسکی بقا دائمی ہے۔ دوسرا مصرع بطور تنبیہ اہل غفلت مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایمخاطب غافل اس جماد نے دنیائے فانی اور اسکی بہار چند روزہ کو چھوڑکر عالم بقا کو اختیار کیا افسوس تو عاقل اور ذی روح ہوکر دار فنا کو اختیار کیے ہوے ہے۔ تو معلوم ہو تو جمادات سے بہی بدرجہا بدتر ہے

آن ستون را دفن کرد اندر زمین	تا چو مردم حشر گردد یوم دین
ترجمہ: اسکو گاڑا آپنے زیر زمین	شکل مردم تا وہ اٹھے یوم دین

شرح یعنے پیغمبر نے ستون کا جواب سنکر اسے زمین مین دفن کرا دیا تاکہ قیامت کے دن آدمیون کی طرح اسکا بہی حشر ہو اور داخل جنت ہو جائے۔ سبحان اللہ اس ستون کی کیا اچہی تقدیر تہی۔

تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند	از ہمہ کار جہان بیکار ماند
ترجمہ: تاکہ ظاہر ہو کہ مطلوب خدا	کام سے دنیا کے رہتا ہے جدا

شرح یہ شعر اس ستون کے زمین مین دفن کرنے کی علت ہے یعنے رسول اللہ نے اسلیئے اسکو دفن کرکے عالم برزخ مین پہنچا دیا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ جسکو اللہ تعالے نے اپنی طرف کہینچ لیا وہ عالم دنیا کے مشغلون سے فارغ ہو جاتا ہے اور عشق مین فنا کا مرتبہ حاصل کرلیتا ہے۔

ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار	یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
ترجمہ: ہو خدا کے ساتھ جسکا کار و بار	کام کار رہتا نہین انجام کار

شرح۔ کاروبار بمعنے شغل ہے اور بار بمعنے رخصت و دخل ہے یعنے جو شخص خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ عالم غیب مین دخل پا جاتا ہے اور دنیوی کام سے جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ اولیا کے حال کو دیکھ لیجے۔

وانکہ او را نبود از اسرار داد	کے کند تصدیق او نالۂ جماد
ترجمہ: اور جو ہے ناواقف اسرار دین	نالۂ بیجان یقین کرتا نہین

شرح داد۔ بمعنے حصہ و نصیب و عطائے الہی ہے۔ یعنے جس شخص کو فہم اسرار کا حصہ ازل سے نہین ملا وہ جمادات کی گویائی و فہم۔ اور انکے کلام و نالہ کی تصدیق نہین کرسکتا۔ بلکہ تکذیب یا جہوٹی سچی تاویل سے کام لیتا ہے

گوید آرے نے ز دل بہر وفاق	تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق
ترجمہ: وہ کہا کرتا ہے۔ ہان بہر وفاق	تا نہ کہہ بیٹھے کوئی۔ اہل نفاق

شرح یعنے جو شخص تکلم جماد کی قلبی تصدیق نہین کرتا وہ ذبی زبان سے یون کہا کرتا ہے کہ ہان تسبیح جمادات حق ہے اور اسکا یہ کہنا بہی لوگون کے ساتھ اتفاق کرنے کے لیے ہے تاکہ لوگ طعن نہ کرین اور منافق نہ کہین ورنہ وہ فی الواقع تسبیح قہری کا بہی قائل نہین۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

گر نبودے واقفان امر کن	در جہان رد گشتہ بودے این سخن
ترجمہ گر نہوتے واقفان امر کن	جہوٹ ہو جاتا جہان مین یہ سخن

شرح نبودے بمعنے نبودندے ہے اور ضمیر فاعل یا جمادات کی طرف راجع ہے یا واقفان خود اسکا فاعل ہے یعنے اگر جمادات و نباتات امر کن کو نہ سمجھتی اور اسکے سننے سے مطیع ہوکر موجود نہو جاتے۔ یا یہ کہ اولیاء اللہ اور عارف جو امر کن کے بہید سے واقف ہین دنیا مین موجود نہوتے اور جمادات وغیرہ کا کلام بطور کشف یا اخبار الٰہی کہ سنتے تو کلام جمادات وغیرہ کے متعلق عقیدہ رکہنا بالکل مردود اور باطل ہوجاتا مگر چونکہ جمادات خود امر کن سے واقف ہین اور مسخر حکم ہوکر موجود ہو جاتے ہین یا عارف جہان مین موجود ہین اسلیئے اجماد کلام کرنا مردود نہین ہوسکتا گو منکرین اور محجوب اس سے انکار کیا کرین بہت جمادات کا کلام کرنا بخاری اور ابو داؤد کی مذکورہ بالا حدیث سے (جو قصہ ستون حنانہ کے متعلق ہے) اچھی طرح ثابت ہوچکا ہے۔ اس سے قطع نظر قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنے کوئی شئے ایسے نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر اے لوگو تم جمیع اشیا کی تسبیح کو سمجھ نہین سکتے۔ چونکہ شئے کا اطلاق عموم سے کے سبب لاشئے پر بہی ہوسکتا ہے اس لیئے شئے تو شئے۔ لاشئے بہی خدا کی تسبیح کرتے ہو تو کچہ تعجب نہین دوسری آیت یہ ہے فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ہے وہ ذات جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہت ہے شیخ نجم الدین کبریٰ نے اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے کہ لفظ ملکوت بمعنے آخرت ہے اور آخرت کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ۔ یعنے دنیا کی زندگی ایک کہیل اور مشغلہ ہے اور دار آخرت البتہ واقعی زندگانی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ذرہ مین زندگی اور لسان ملکوتی موجود ہے۔ تیسری آیت یہ ہے فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے آسمان وزمین کو یہ حکم دیا کہ تم خوش ہو یا ناخوش۔ مگر دونون کے دونو عدم سے وجود مین آجاؤ۔ تو آسمان وزمین نے جواب دیا کہ ہم دونون نے خوشی سے تیرا حکم مان لیا اور عدم سے وجود مین آگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین وآسمان مین قوت ناطقہ موجود ہے

صد ہزاران ز اہل تقلید و نشان	افگند شان نیم وہمے در گمان
ترجمہ ہین ہزاردن اہل تقلید و نشان	وہم سے لئے جنکو کیا ہے بد گمان

شرح یعنے جمادات کا کلام اور فہم ندائے الٰہی حق اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن تاہم لاکہون اہل التقلید (اپنی نظر اور اپنے فکر کے پیرو) اور اہل نشان (علامات و اسباب کے قائل) ایسے موجود ہین جنکو تہوڑا سا وہم عقلی بدگمانی مین ڈالدیتا ہے اور وہ کلام جمادات کے منکر ہوجاتے ہین گمان سے گمان بد اہل نشان سے صاحب اسباب و علامات جو کسی مسبب کو بلا سبب اور معلول کو بلا علت اور مؤثر کو بلا اثر اور مدعا کو بلا دلیل نہین مانتے اور

اہل تقلید سے اپنی عقل و فکر کے مقلد مراد ہین البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نائبان پیغمبر کے مقلد اس بدگمانی سے نیچے ہوئے ہین ہان جنکی تقلید مضبوط نہین وہ پہسل جاتے ہین۔

	کہ بظن تقلید و استدلال شان	قائمست ۔ وجملہ پر و بال شان
ترجمہ	طرف ظنی اُن کا استدلال ہے	محض وہی جملہ پر و بال ہے

شرح یہ شعر گزشتہ مدعا کی دلیل ہے۔ یعنے یہ لوگ اسلیے گمان بد مین پڑجاتے ہین۔ کہ انکی تقلید اور انکا استدلال ظنی ہے یعنے اہنی کے گمان کا نتیجہ ہے اور تمام پر و بال یعنے انکا علم و قدرت بہی ظنی ہے۔ اسلیے مرتبہ یقین تک نہین پہنچی اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے یہ نہین ہوسکتا کہ گمان یقین کا قائم مقام ہوکر اُس سے بے پروا کردے بلکہ گمان اور یقین مین بہت بڑا فرق ہے۔ دوسری آیت یہ ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے بعض گمان کبیرہ گناہ کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

	شبہ مے انگیزد آن شیطان دون	در فتند این جملہ کوران سرنگون
ترجمہ	ڈالتا ہے ولمین شک شیطان دون	جس سے گر پڑتے ہیں اندہے سرنگون

شرح یعنے مقلدان فکر و عقل کے دلمین شیطان شبہ ڈالکران دل کے اندہون کو اوندہے مُنہ گمراہی کے کنوین میں دہکا دیدیتا ہے۔ اِسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص یون کہے کہ مین بینا ہون۔ اور دوسرا شخص جواب دے کہ تمہارے آگے کوان ہے ذرا بچے رہنا۔ پہر وہ کہے کہ تم غلط کہتے ہو۔ کنوان ہوتا تو مجہے نظر آتا۔ حالانکہ کنوان جہاڑیون مین چُہپا ہوا تہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص استدلال ہی کے بہروسے کنوین مین جا رہا۔

	پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود
ترجمہ	پائے استدلالیاں لکڑی کا ہے	پانو یا چالا کوئی لکڑی کا ہے

شرح یعنے پیروان عقل اور ہر مدعا کی دلیل ڈہونڈنے والے اور حجتی لوگ گویا لکڑ کا پانو لگا کر زمین پر چلتے ہین (جیسے بازیگر تماشا دکہانے کے لیئے لکڑی کے پانوسے چلا کرتے ہین) اور یہ ظاہر ہے کہ لکڑی کا بنا ہوا پانو نہایت ناپائدار ہوتا ہے جس سے آدمی صرف دوچار قدم چل سکتا ہے۔ اسیطرح استدلالیون کی حجتین دوچار قدم چلکر رہجاتی ہین کیونکہ بمقتضائے فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ایک عالم دوسرے عالم کی عقلی دلیلون کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ حکمائے الٰہیون نے دہریون اور طبیعیون کی اور علمائے متکلمین نے آلٰہیون کی اکثر دلیلون کو توڑ دیا ہے مطلب یہ عقلی استدلال مفید یقین نہین ہوسکتا۔ البتہ نقلی استدلال (وحی و الہام) کا پانو اسقدر مضبوط ہے کہ پہاڑ کی طرح ڈگمگاتا ہی نہیں جانتا۔ کیونکہ نقلی دلیل خدا اور اسکے رسولوں کا کلام ہوتا ہے۔ اور خدا اپنے کلام کی نسبت خود فرماتا ہے کہ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ۔ یعنے خدا کے کلمات کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

	غیر آن قطب زمان دیدہ ور	کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
ترجمہ	ماسوائے قطب دہر دیدہ ور	کوہ جسکے روبرو ہیں خیرہ سر

شرح یعنے عقلی دلائل پیش کرنیوالون کا پانو لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے مگر قطب زمان یعنے ولی کامل اور صاحب نظر باطنی کا پانو ایسا نہین ہوتا۔ بلکہ اسکی ثابت قدمی سے پہاڑ حیران ہین (خیرہ سر بمعنے حیرت زدہ) کیونکہ ولی کامل اور قطب زمانہ کا استدلال مشاہدہ حق سے ہوتا ہے۔ اسلئے پائے چوبین کے مانند نہین ہوسکتا۔

	پائے نابینا عصا باشد عصا	تا نیفتد سرنگون او بر حصا
ترجمہ	پائے نابینا عصا ہے بالیقیں	سنگریزوں پر نہ گرجائے کہیں

شرح یعنے محجوب (ناواقف اسرار) اور غیر صاحب کشف کے لیے جو مانند نابینا ہے دلائل کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا اندھے کے ہاتھہ مین لکڑی کہ بمنزلۂ پائے نابینا ہوجاتی ہے اگر لکڑی نہو تو اندھا سنگریزون پر منھ کے بل گرپڑے اسیطرح وہ دلائل جو اثبات مسائل شرعیہ کے لیے پیش کیے جاتے ہین عوام اور غیر صاحب کشف کے لیئے ہین۔ اگر دلائل نہون تو عام آدمی چاہ ضلالت مین گرجائے۔ البتہ عارفین کے لیئے دلائل کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہ مشاہدہ اور کشف سے ہر شئے کو معلوم کررہے ہین حَصَا بالفتح جمع حصات ہے بمعنے سنگریزہ ہا

	آن سوارے کو سپہ را شد ظفر	اہل دین را کیست سلطان بصر
ترجمہ	وہ سوار کہ سالار ظفر	اہل دیں میں کون ہے شاہ بصر

شرح۔ اہل دین را بدل ہے لفظ سپہ را کا۔ یعنے وہ سوار جو سپاہ اہل دین کے لیے ظفر اور پشت پناہ ہے کون ہے؟ یہان تک سوال ہے۔ اور لفظ سلطان بصر (بادشاہ بصیرت ظاہری و باطنی) اسکا جواب مطلب یہ کہ وہ سوار سلطان بصر یعنے حضرت خیر البشر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکے خلفائے راشدین۔ اور اولیاء اللہ ہین جو مخلوقات کے لیے بمنزلۂ چشم اور بادشاہ ملک معنوی ہین۔ جنہون نے اپنی رعایا (مخلوقات) کو مکر شیطان اور بدگمانیون سے بچنے کے طریقے بتائے ہین۔ اور جنکے دلائل پائے چوبی نہین بلکہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہین

	باعصا کوران اگر رہ دیدہ اند	در پناہ خلق روشن دیدہ اند
ترجمہ	دیکھتے ہیں کور گو لکڑی سے راہ	چاہئے پر آنکھ والوں کی پناہ

شرح پہلے مصرع مین لفظ دیدہ ماضی قریب ہے مشتق از دیدن۔ اور دوسرے مین روشن دیدہ وصف ترکیبی ہے بمعنے روشن چشم۔ اسلئے قافیہ معیوب نہین رہا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگرچہ عام اور ناواقف اسرار لوگ کسی دلیل کے ذریعہ سے راہ حق تک پہنچ جاتے ہین۔ مگر یون سمجھ لو کہ یہہ سب اُس مخلوق کی پناہ مین ہین جو روشن

بصر ہے یعنے اُنکو انبیاء علیہم السلام کے راہ بتانے سے سیدہا رستہ ملگیا ہے۔ کیونکہ مقدمات دلیل اگر قرآن و حدیث سے لے گئے تو اُنکا نتیجہ عین صواب اور حق ہے۔ چنانچہ فقہا اور ائمہ دین کے دلائل اسی قبیل سے ہین اور اگر قرآن و حدیث سے نہین لیے گئے تو دلائل اہل فلاسفہ کی طرح اُنکا نتیجہ فاسد اور اکثر جگہ مبنی بر خطا ہوتا ہے خلق روشن دیدہ سے انبیاء علیہم السلام کی طرح اُنکے پیرو یعنے اولیاء اللہ بہی مراد ہوسکتے ہین۔ نیز اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ اندہے لکڑی کے سہارے سے رستہ ڈہونڈ لیتے ہین مگر تاہم اُنہین آنکہون والون ہی کی پناہ مین رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر رستہ چلتے وقت کسی اندہے کو کوئی آنکہون والا ان الفاظ کے ساتہ متنبہ نہ کرے کہ میان نابینا لکڑی کے ہاتہ کو تو وہ جگہ جگہ ٹہوکر کہائے کبہی گڑہے مین گرے۔ اور کبہی گارے کیچڑ مین۔ اور اُسکی لکڑی بالکل بیکار ثابت ہو۔ ان معنون کے لحاظ سے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جہتی لوگ جو انبیاء اولیاء اور علمائے حقانی کی تنبیہ اور رہنمائی سے متنبہ نہین ہوتے اور اپنی لکڑی استدلال ضعیف ام کے بہروسہ پر چلتے ہین وہ ضرور ٹہوکرین کہاتے ہین۔

	گر نہ بینایان بدندی و جہان		جملہ کوران خود بمردندے عیان
ترجمہ	گر نہوتے دیدہ ور اے پُر شعور		جسقدر اندہے ہین مرجاتے ضرور

شرح اسی گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے اگر جہان مین آنکہون والے اور بادشاہان بصارت نہوتے تو یہ ظاہر ہے کہ تمام اندہے ٹکرا ٹکرا کے مرجاتے۔ اسیطرح اگر بینندگان عالم یعنے (اولیا) اور بادشاہان بصارت ظاہری و باطنی (انبیا علیہم السلام) دنیا مین تشریف نہ لاتے تو سب اہل ظاہر اور جہتی جہالت اور گمراہی کے کنوؤن مین گر کر مر رہتے۔

	نے ز کوران کشت آید نے درود		نے عمارت نے تجارتہا و سود
ترجمہ	اندہے کر سکتے نہین کچہ کہیت کیار		فائدے کا کام ہو یا بیوپار

شرح درود۔ حاصل مصدر بمعنے بریدن غلہ یعنے جسطرح اندہے بلا امداد غیری نہ کہیت کیار کر سکتے ہین نہ عمارت کے کام ہین نہ تجارت کے اور نہ کوئی زبردست فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔ اسیطرح عوام اور مجوبین بلا اتباع انبیا و اولیا و علمائے دین نہ طاعت سے فائدہ اُٹہا سکتے ہین نہ عبادت سے۔ نہ فرض ادا کر سکتے ہین۔ نہ نفل۔ نہ اُنکی خیرات قبول سے نہ صدقات۔

	گر نکردے رحمت و افضال شان		در شکستی چوب استدلال شان
ترجمہ	گر نہ خوگر ہوتے وہ افضال کے		ٹکڑے ہوتے چوب استدلال کے

شرح پہلے مصرع مین ضمیر شان بجانب انبیا۔ اور دوسرے مین استدلالیون کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر انبیا او

انکے خلفا کی نظر رحمت اور نظر فضیلت نہوتی تو استدلالیون کی عصا ٹوٹ جاتے اور وہ سب ہلاک ہوجاتے جسطرح نابینا بلا عصا ہلاک ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اگر انبیا نہوتے تو انپر احکام الٰہی بھی نازل نہوتے جو عین استدلال ہین۔ بلکہ قیاسات اور نظر فکری پر استدلال کا انحصار ہوجاتا (جیسا کہ اہل فلاسفہ کا مذہب ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ صرف عقلی استدلال جنسے راہ حق نہین ملسکتی باعث کفر و ہلاکت ہین دیکھیے حضرت عیسے اور آنسرور کائنات علیہما السلام کے مابین زمانۂ فترت مین صرف عقلی استدلال کے باعث کسقدر کفر و شرک تثلیث و بت پرستی اور بت پرستی پہیل گئی تہی۔ بعض نسخون مین شان کیجگہ تان (جمع تو) بمعنے تمہا ہے اور پہلے مصرع مین افضالتان بمعنے افضال بر شما ہے۔

	آن عصا کہ داد شان بینا جلیل		این عصا چہ بود قیاسات دلیل	
	دینے والا انکا ہے بینا جلیل		یہ عصا کیا ہے قیاسات اور دلیل	ترجمہ

شرح یعنے جس عصا کا ہم ذکر کر رہے ہین اور جو استدلالیون کو دیا گیا ہے یہ کونسا عصا ہے؟ یہ قیاسات اور دلائل ہین جو بمنزلۂ عصا یا اندہے کی لکڑی ہین اور جن سے الزام خصم مقصود ہوتا ہے اور یہ وہ عصا ہے۔ جو انکو بصیر اور جلیل (اللہ تعالے) نے اسلیئے عنایت فرمایا ہے کہ اسکی امداد یعنے عقلی دلائل کے سبب اثر سے موثر کو مخلوق سے خالق کو اور مصنوع سے صانع کو پہچانین۔ اور خالق و مخلوق کے مابین احکام الٰہی سُنانیکو ایک سفیر خاص یعنے پیغمبر کی ضرورت کو معلوم کرکے کلام الٰہی کی حقیقت پر ایمان لائین یہ استدلالی یا عقلی عصا اسلیئے نہین دیا گیا کہ انبیاء کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار کیا جائے۔

	آن عصا را خرد بشکن اے ضریر		چون عصا شد آلت جنگ و نفیر	
	توڑ دے تو اُس عصا کو اے ضریر		جب عصا ہو آلۂ جنگ و نفیر	ترجمہ

شرح یعنے چونکہ استدلال اور قیاسات آلۂ الزام خصم ہین اسلیئے انکا انجام اکثر نفسانیت کی طرف راجع ہوجاتا ہے۔ اسلیئے یہ عصا توڑنے یعنے استدلال اور قیاسات چھوڑنے کے قابل ہین کیونکہ جب نفسانیت غالب آگئی تو آدمی کسیکام کا نہ رہا۔ اسلیئے امام اعظمؒ نے متکلمین کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ متکلم دشمن پر غلبہ چاہتا ہے اور اکثر صفات حق مین استدلال کرتے وقت لغزش ہوجاتی ہے جسکا انجام کفر یا قریب کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اے اندہے جب تیرا عصائے عقل آلۂ جنگ (لڑنے جھگڑنے کا آلہ) اور آلۂ نفیر (قیل وقال و حجت بیمینے کا باعث) ہوگیا۔ اور تو احکام انبیاء اولیاء کے مقابلہ مین اپنے عقل سے دلیلین پیش کرنے لگا تو اس عصا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال نفیر یہان بمعنے آواز یعنے حجت و قیل وقال ہے۔ جو اکثر لڑنے جھگڑنے والون اور حجتین پیش کرنے والون باطل گویون کا شیوہ ہے

او عصاتان داد تا پیش آیید	آن عصا از خشم هم بر وی زدید
ترجمہ: اُس نے لکڑی دی کہ تم آگے چلو	تم نے مارا خود اُسی کو جابجا

شرح - تان یعنے شما سے اہل فلاسفہ اور تاویل باطل کرنے والون کی طرف خطاب ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے استدلال اور قیاسات کی قوت اور عقل کا عصا اسلئے دیا تہا کہ اسکے احکام اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو تم اسکے برخلاف اُسی عصا سے دینے والے کو مارنے لگے۔ یعنے احکام خدا اور رسول کا انکار کرکے اللہ تعالے کو ایذا پہنچانے لگے۔ حالانکہ یہ عصا اسلیئے نہین دیا گیا تہا **فائدہ** متقدمین فلاسفر نے خدا اور اُسکے رسول کے اقوال و احکام سے بالتصریح انکار کیا ہے۔ اور اہل اسلام کے فلسفیون اور بعض متکلمین نے لغو اور باطل تاویلین کرکے عصائے استدلال کو بری طرح استعمال کیا ہے سچے ایمان والون کا فرض ہے کہ احکام خدا و رسول کو بلا تاویل قبول کرین۔ اور عصائے استدلال کو کلام الٰہی اور حدیث کے مطابق استعمال مین لائین اور اِس نعمت یعنے عصائے عقل و استدلال کے دیئے جانے کا شکریہ ادا کرین جیسا کہ فقہائے اسلام اور ائمہ مجتہدین و محدثین نے کیا ہے

حلقۂ کوران بچہ کار اندرید	دیدبان را در میانہ آورید
ترجمہ: ہائے اندہو - کرتے ہو کیا واہیات	ایک بینا درمیان ہو تو ہے بات

شرح یعنے اے فلسفیو اے اندہون کی جماعت کیسے دیدبان (صاحب بصیرت قلبی) یعنے پیغمبر یا خلیفۂ نبی برحق کو درمیان لاؤ ورنہ محض استدلال سے تمہیں کچھ حاصل نہوگا۔ اور راہ حق ہرگز نہ ملیگی۔

دامن او گیر کو دادت عصا	درنگر کآدم چہا دید از عصے
ترجمہ: لکڑی دینے والیکے دامن کو تھام	حال آدم دیکھ لے اے فتنہ کام

شرح یعنے اے اندہے فلسفی اپنے عصائے عقلی کو توڑ دے اور متمسک بحبل اللہ ہو۔ یعنے جسنے تجہے عصائے عقل عنایت فرمایا ہے اُسی معبود برحق کا دامن پکڑ اور مطیع امر و نہی الٰہی رہ کیا تو نے حضرت آدم کا حال نہین دیکہا کہ استدلالی عصا سے اُنپر کیا کیا مصیبتین گذرین۔ حضرت آدم کا استدلال عقلی یہ تہا کہ اُنہون نے لاتقربا ہٰذہ الشجرۃ کی نہی تحریمی کو تنزیہی سمجہا۔ اور مورد عتاب ہوے دوسرے مصرع مین عصے فعل ماضی ہے اور اُس آیت کی طرف اشارہ ہے وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ یعنے حضرت آدم گیہون کہانے کے متعلق اپنے خدا کے فرمان کو بہول گئے اور شیطان کے بہکنے اور قسمین کہانے کے سبب بہک گئے قصۂ حضرت آدم کی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے

چون عصا شد مار و اُستن با خبر	معجزۂ موسے و احمد درنگر
ترجمہ: نالہ گر اُستن عصا تہا اژدہا	معجزہ یہ موسی و احمد کا تہا

شرح یہ شعر توضیح کے طور پر مضمون سابق کی تمثیل ہے جس سے غیر ذی روح اور جمادات کے زندہ ہونے اور کلام کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ اے فلسفی اپنے دلائل عقلیہ کو چھوڑ اور پیغمبروں کے معجزوں کو دیکھ کہ ما فوق طاقت بشری اور خلاف عقل اہل فلسفہ ظاہر ہو چکے ہیں لے بیٹے کے اندھے یہ بتا کہ حضرت موسٰے کا عصا کیونکر سانپ بن گیا اور ستون حنانہ نے پیغمبر آخر الزمان سے کلام کیا ہے۔ کیا تو اپنی عقل کے مطابق ایسے صریح معجزوں کا انکار یا اُنکی تاویل کریگا؟ نتیجہ یہ کہ عقلی دلائل کو چھوڑ دے اور معجزات کی طرف نگاہ کرتا کہ رسولوں کی تصدیق تیرے دلمیں جاگزین ہوکر تجھے سچا مومن بنا دے۔

	پنج نوبت میزنند از بہر دین		از عصا مارے و از اُستن حنین	
	دونوں ہیں نوبت زن دین متین		وہ عصائے موسوی اور یہ حنین	ترجمہ

شرح حنین بمعنے گریہ و نالہ۔ اور پنج نوبت زدن بمعنے اظہار جاہ و سلطنت کرنا اور پنج نوبت وہ نوبت و نقارہ جو شب و روز میں بادشاہوں کے دروازے پر بجتا ہے۔ نیز پنج نوبت۔ دُھل نقارہ۔ بانسلی، دمامہ۔ طاس یعنے بجانے کی پانچ چیزوں کو کہتے ہین اور پنجگانہ نماز کی اذان کا نام بھی پنج نوبت ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عصائے موسٰے کا سانپ بنجانا اور ستون حنانہ کا نالہ کرنا گویا نوبت و نقارہ بجا کر دین حق کا اظہار کر رہا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی عنایت کیے ہوے معجزے تصدیق رسالت کی روشن دلیلین ہین اور فلاسفہ یا منکرین کا نماننا یا اُن معجزوں کی باطل تاویلین کرنی علامت کفر ہے۔ کیونکہ معجزہ وہی ہے جو خلاف عادت و خلاف عقل حد طاقت بشری سے خارج ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹے کے ہاتھوں سے ہرگز معجزہ نہین دکھاتا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر اور اُنکے معجزے برحق ہین اور جو لوگ خلاف عقل ہونے کے سبب معجزات یا خرق عادات کو نہین مانتے وہ گمراہ اور کھلے کافر ہین نیز اگر پنج نوبت سے پانچ وقت کی اذان مراد ہے تو شعر ہذا کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اے کم عقل معترض اگر تو نے ستون حنانہ کا رونا اور عصا کا سانپ ہوجانا نہین دیکھا تو مسجدون کے ستون یعنے [illegible] دیکھ لے [illegible] یعنے اذان کی آواز پانچون وقت آتی ہے اور یہ معجزہ دائمی ہے۔ جو دیگر پیغمبر [illegible] کے معجزون کے [illegible] قیامت تک باقی رہیگا۔ غور سے دیکھا جائے تو فی الواقع اذان بہت بڑا معجزہ ہے [illegible] ہفت اقلیم میں پیغمبر آخر الزمان کی صداقت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جن مندرون مین سنکھ اور کلیساؤن مین ناقوس بجائے جاتے تھے اب وہان سے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہورہے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا رسول جسکے دین کی طرف مختلف ممالک مختلف [illegible] طبائع کے مخلوق۔ بلا طمع نفسانی اس زور شور کے ساتھ کھیچ آئے اور مسخر ہوجائے کہ دیکھنے والون [illegible]

بڑے عقلمندون کو حیرت ہو ہرگز چھوٹا نہین ہوتا۔

	گرنہ نامعقول بودے این مزہ	کے بدے حاجت بچندین معجزہ
ترجمہ	سچ ہے گر آتا سمجھ مین یہ مزہ	تو نہوتی حاجت صد معجزہ

شرح لفظ نامعقول سے اصطلاحی نہین بلکہ لغوی معنے مراد ہین یعنے خلاف عقل اور مزہ سے لذت شریعت الٰہی و طریقہ رسالت پناہی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت عقل پر مبنی نہین ہوتی بلکہ اسکے بہت سے احکام خلاف عقل ہوتے ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر احکام شرع عقل پر مبنی ہوتے تو موزونکا مسح پشت پا کی طرف سے نہین بلکہ کف پا کی طرف سے مشروع ہوتا کیونکہ چلتے پھرتے اور رستہ مین آتے جاتے تلوے ہی زمین پر ٹکا کرتے ہین۔ غرضیکہ شریعت کے اکثر احکام خلاف عقل ہوتے ہین۔ اگر خلاف عقل نہوتے تو ہر شخص مان لیتا اور سارے جہان مین کوئی نام کو بھی کافر نہ رہتا (کیونکہ تھوڑی بہت عقل ہر شخص کو دیگئی ہے) اور نہ پیغمبرون کو اسقدر معجزے دکہانے کی ضرورت پڑتی کیونکہ معجزے تصدیق کے لیئے ہوتے ہین احکام شریعت اگر ٹہیک عقل کے مطابق ہوتے تو لوگون کی عقل بلا تامل خود بخود انکو تسلیم کرلیتی۔ اس باب مین اصل نکتہ یہ ہے کہ رسولون پر دو نوطرح کے احکام نازل کیے گئے ہین۔ بعض مطابق عقل ہین اور بعض خلاف عقل۔ جو مطابق عقل ہین انکے ماننے مین توکچہ تامل ہی نچاہیئے۔ اور جو خلاف عقل ہین انمین اتباع رسول لازم ہے ورنہ انجام کفر ہے

	ہرچہ معقولست عقلت مے خرد	بے بیان معجزہ بے جز رود
ترجمہ	عقل مین آجاتی ہے معقول بات	معجزہ ہے کیا ضرور اے خوش صفات

شرح جزر و مد جوار بہاٹا یعنے دریا کے پانی کی کمی بیشی یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے یعنے جو چیز مطابق عقل ہے اسکو تیری عقل بلا اظہار معجزہ اور بلا کمی بیشی خود بخود قبول کرلیتی ہے۔ گفتگو تو ان احکام مین ہے جو خلاف عقل ہون۔ اے مخاطب ایسے احکام مین اتباع رسول اور تقلید علمائے حقانی لازم ہے۔

	این طریق نگر نامعقول بین	در دل ہر مقبلے مقبول بین
ترجمہ	یہ خلاف عقل رستہ ہیر بجان	ہے قبول خاطر کل مقبلان

شرح نگر بمعنے مکروہ و ناپسندۂ عقل بعض نسخون مین نگر کی جگہ بکر ہے بمعنے طریقہ نو۔ و خلاف عقل اور این طریق کا اشارہ دونون صورتون مین احکام شریعت کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ طریقۂ مکروہ و ناپسندۂ عقل یا یہ طریقۂ جدید و مخالف عقل (یعنے راہ شریعت) نامعقول یعنے خلاف عقل ہے اور معقولی نہین بلکہ منقولی ہے اسلیئے اتباع رسول اور تقلید نائبان پیغمبر واجب ہے۔ نتیجہ شعر یہ ہے کہ نطق جمادات عقل سے تعلق نہین رکھتا بلکہ کشف و کرامت سے معلوم ہوتا ہے اور اس طریقہ کو منکران نامعقول بڑا جانا کرین۔ مگر مقبولان بارگاہ خداوندی تہ دل

سے قبول کر چکے ہین - اور گردنین خلاف عقل احکام کے مان لینے کو جہکی ہوے ہین

انچنان کز بیم آدم دیو و دد — درجزائر در رمیدند از حسد

ترجمہ: جسطرح آدم کے ڈر سے دیو و دد — ہین جزیرون مین نہان بہر حسد

ہم ز بیم معجزات انبیا — سرکشیدہ منکران زیر گیا

ترجمہ: انبیا کے معجزون کا ہے یہ ڈر — گہاس مین چہپتے ہین منکر سر بسر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین - دیو و دد - جنات اور درندے - اور حسد بمعنے دشمنی و خوف ضرر - دوسرے شعر مین گیا مخفف گیاہ ہے بمعنے گہاس - اور گیاہ سے مراد حجاب عقل ہے جو نہایت ضعیف اور گہاس کی مانند ہے مطلب یہ جسطرح حضرت آدم اور اولاد آدم کے خوف اور ضرر رسانی کے خیال سے جنات اور درندے جزیرون مین بہاگ چہپے ہین - اسیطرح انبیا کے معجزون کے ڈر سے منکر حجاب عقل مین پنہان ہین - اور انکی مثال ایسی جانور کی سی ہے جو چرتے وقت گہاس مین منہ چہپا لیتا ہے یعنے منکرین اس خوف سے کہ کوئی انکو کافر نہ کہدے صریح طور پر تو معجزون کا انکار نہین کرتے لیکن درباطن منکر ہین یا تاویل باطل سے کام لیتے ہین - اور اسکا سبب حجاب عقل ہے یعنے انکی عقلی دلائل اور واہی تباہی قیاسات نے انکے آنکہون پر پردہ ڈالدیا ہے جس سے معجزون کی حقیقت نظر نہین آتی - اس شعر سے فلاسفۂ اہل اسلام (مثلا فرقہ نیچریہ) کا رد شروع ہوا ہے جو فی الواقع منکر معجزات ہین مگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیئے انکی لغو تاویلین کرتے ہین ۔

تا بناموس مسلمانی زیند — در تلبس تا ندانی کہ کیند

ترجمہ: تلبس مین اسلام کے فرعون ہین — تا نہ ظاہر ہو کسی پر کون ہین

شرح یعنے فلاسفۂ اہل اسلام جو بباطن منکر اور بظاہر دبی زبان سے بطور تاویل معجزات کے قائل ہو جاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ وہ اس پردہ فریب مین عزت اسلامی کے ساتہ زندہ رہنا چاہتے ہین تاکہ سچے مسلمانون کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کون ہین - کیا مذہب رکہتے ہین - اگر بالتصریح معجزات کے منکر ہون - تو انکو یہ خوف ہے کہین اسلامی سلطنت زبان تیغ سے یا اسلامی علما تیغ زبان سے ہلاک نکر دین تلبس بمعنے سالوسی دغابازی و فریبدہی

ہمچو قلابان برآن نقد تبا — نقرہ می مالند و نام پادشاہ

ترجمہ: شکل قلاب انکی نقدی سے تباہ — اب نقرہ پر لکہا ہے نام شاہ

شرح فلاسفۂ اہل اسلام (جنکا باطن خلاف ظاہر ہے) قلابون (جعلی سکہ یا کہوٹا روپیہ بنانے والون) کے مانند ہین جو نقد تباہ (ناکارہ نقدی) مثلا تانبا پیتل جست - یا رانگ وغیرہ پر چاندیکا پترہ یا پانی چڑہاکر اور بادشاہ وقت کا نام لکہکر اصلی سکہ کی قیمت مین چلا دیتے ہین - لیکن جعلسازون کا ڈہونگ ہمیشہ نہین چلتا بسا اوقات گرفتار ہوکر سزا

ہوجاتے ہین اور سخت سزائین بھگتتے ہین ۔ علے ہذاالقیاس فلاسفہ اہل اسلام انکار معجزات کو کتنا ہی چھپائین مگر ایک نہ ایک دن انکا عقیدہ ظاہر ہوکر رسوا کرا ہی دیتا ہے ۔

ظاہر الفاظش توحید و شرع	باطن آن ہمچو در نان تخم ضرع
ترجمہ ظاہر الفاظ انکے ہیں توحید و شرع	اور باطن نان میں ہے تخم ضرع

شرح ضرع بفتح صاد منقوطہ ایک نہایت بدمزہ گھاس ہوتی ہے جسکو تلخی کے باعث کوئی جانور نہین کہاسکتا ۔ اور صرع بصاد مہملہ ایک بیماری ہے جسکو مرگی کہتے ہین ۔ یہ شعر گویا گزشتہ شعر کی شرح ہے یعنے جسطرح کھوٹا سکہ حقیقت مین کچھ اور ہوتا ہے اور صورت مین کچھ اور اسیطرح فلاسفہ اہل اسلام منکرین معجزات کے ظاہر الفاظ تو مسائل توحید و شرع اور دبی زبان سے اقرار معجزات پر مبنی ہوتے ہین ۔ لیکن اُنکے باطنی عقیدے کی یہ مثال ہے جیسا روٹی مین تخم ضرع (بدمزہ گھاس کے بیج) یا ایسے تخم جنکا کہانا مرگی پیدا کرتا ہے ۔ مطلب یہ کہ اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے ۔ ایسون کے دائرہ اسلام کا کچھ اعتبار نہین ۔

فلسفی را زہرہ نے تا دم زند	دم زند ۔ دین حقش برہم زند
ترجمہ فلسفی دم مار سکتا ہے نہیں	ورنہ اُسکو مار ڈالے تیغ دیں

شرح زہرہ بمعنے قدرت ہے یعنے فلسفی مین اتنی طاقت نہین کہ مسائل شرعیہ مین کچھ کلام کرسکے یا دلائل عقلیہ سے اُنکا انکار کرے ۔ اور اگر دم مارے گا تو دین حق اُسکو لاشئے کردیگا کیونکہ الحق یعلو ولا یعلٰی حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب نہین ہوتا ۔ یا یہ معنے ہین کہ شریعت کی تلوار یعنے حاکم شرع اُسکو جان سے مار ڈالیگا اور اُسکو کفار مین شمار کریگا ۔ چنانچہ اکثر مرتدون کو بادشاہان اسلام نے تہ تیغ کردیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ گو فلسفی دلمین معجزات وغیرہ کے انکار کو مخفی رکھتے ہین مگر زبان سے ایک حرف نہین نکال سکتے ۔ دم نہین مار سکتے ۔ ورنہ تیغ بادشاہ اسلام ایسون کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے یا تیغ زبان علمائے حقانی جو سیف شریعت رسول اللہ ہے پرزے پرزے کردے فلسفی بمعنے دانائی و دانشمندی ۔

دست و پائے او جماد و جان او	ہرچہ گوید آن دو در فرمان او
ترجمہ دست و پا سارے کے سارے ہیں جماد	زیر حکم جان ہیں سب شاد شاد

شرح ۔ اس شعر مین مولانا قدس سرہ نے نطق و حرکت جمادات کی دلیل فلسفی ہی کے بدن سے نکالی ہے یعنے فلسفی کسی طرح انکار تکلم جماد معجزہ نہین کرسکتا ۔ کیونکہ اُسکے ہاتھ پانو جماد ہین مگر چونکہ تابع جان ہین اسلئے اُنکو جسطرف چاہتا ہے حرکت دیدیتا ہے ۔ اسیطرح اگر اللہ تعالے کی خواہش سے جمادات کو حرکت یا نطق کے ساتھ موصوف کردیا تو محال نہین ہوسکتا ۔ کیونکہ وہ روح الروح ہے اور ہر شے اُسکے زیر فرمان ہے علے ہذاالقیاس زبان ہی

جماد اور پارۂ گوشت ہے مگر دیکھئے خواہش روح کے سبب نطق کرتی ہے اسیطرح اگر جماد بھی مرضی حق سے ناطق ہو جائے تو کیا حرج ہے بس تو فلسفی کی زبان سے جو منکر جمادات کا انکار نکلتا ہے وہ خود بمنزلہ اقرار ہے کیونکہ زبان خود جماد ہے۔ اور پھر بحکم حق ناطق ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ چونکہ فلسفی قتل ہو جانے کے ڈر سے انکار معجزات کے متعلق دم نہین مار سکتے اسلیئے اپنے عقیدے کو دلمین پنہان رکھتے ہین اور ہاتہون پانو کو جو بمنزلہ جماد اور روح کے ریزہ فرماہین بظاہر اتباع شرع مین ہلاتے رہتے ہین مگر انکا باطن ظاہر کے خلاف ہے

با زبان گرچہ کہ تہمت می نہند	دست و پاہاشان گواہی می دہند
ترجمہ گو زبان سے رکھتے ہین تہمت مگر	دست و پا شاہد ہین بیشک سربسر

شرح یعنے اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح و نطق کی تہمت رکھتے ہین مگر انہین نطق جمادات کی حقیقت اُسوقت معلوم ہوگی جب کہ قیامت کے دن اُنکے ہاتہہ پانو اُنپر گواہی دینگے۔ قرآن مجید مین ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنے آجکے دن (روز قیامت) ہم اُن کافرین و منکرین کے منہ پر مُہر کر دینگے اور اُنکے ہاتہہ ہمارے ساتہہ ہمکلام ہونگے اور اُنکے پانو اُنکی کمائی یعنے اعمال کی گواہی دینگے کہ دنیا مین رہکر کیا کیا تہا۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح اور نطق کی تہمت لگاتے ہین اور معجزات کے منکر ہین مگر یہ خیال نہین کرتے کہ اُنکے ہاتہہ پانو خود نطق جمادات کا اثبات کر رہے ہین اور اسپر سچی گواہی دیتے ہین۔ کیونکہ ہاتہہ پانو کی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تابع روح ہین۔ اور اُسی کی حرکت دینے سے متحرک ہوتے ہین پھر اگر روح الارواح (اللہ تعالےٰ) کے اشارہ سے جمادات متحرک یا ناطق ہون تو ہرگز محال نہین ہو سکتا۔ تیسرے معنے یہ ہین کہ دست و پاسے اعضائے جسمی مراد ہین اور یہ ظاہر ہے کہ زبان بھی اعضا مین داخل ہے۔ اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ فلسفی جس زبان سے نطق جمادات کا انکار کرتے ہین وہی زبان اُنکے نطق پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ زبان خود جماد ہے اور پھر ناطق ہے غرض یہ کہ جس خدائے قادر و قہار نے انسان کے بعض اعضا (مثلاً دست و پا) کو زبان حال سے اور بعض اعضا (مثلاً زبان) کو لسان مقال سے گویائی کی طاقت عطا فرمارکہی ہے وہ جمادات کو نطق عطا فرمانے پر بھی قادر ہے ایخاطب تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی طرح صادق مومن بن۔ اور اہل فلسفہ کے خلاف ظاہر و باطن کو یکسان رکھ۔

اظہار معجزۂ پیغمبر علیہ السلام بسخن درآمدن سنگریزہ در دست ابوجہل و گواہی دادن برسالت آنحضرت صلعم

ترجمہ پیغمبر علیہ السلام کی معجزہ کا ظاہر ہونا اور ابوجہل کے ہاتہہ مین کنکریون کا کلام کرنا اور آنحضرت کی رسالت پر گواہی دینی

شرح یعنے ایک دن ابوجہل بطور امتحان صداقت دعوے رسالت پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور چند سنگریزے اپنی

مٹھی مین چھپاکر کہنے لگا کہ اے احمد جلد بتائیے میری اس مٹھی مین کیا چیز ہے۔ لفظ زود بگو سے متعلق ہے

	گر رسولی چیست در دستم نہان	چون خبرداری ز راز آسمان
ترجمہ	کہئیے کیا ہے میری مٹھی میں نہاں	ہے تمہیں گر علم راز آسماں

شرح یعنے اگر آپ رسول ہین اور آسمانی راز سے واقفیت رکھتے ہین تو فرمائیے کہ میرے ہاتہ مین کیا چیز ہے

	گفت چون خواہی بگویم کان چہاست	یا بگویند آن کہ ما حقیم و راست
ترجمہ	بولے پیغمبر بتادوں ۔ یا وہی	خود گواہی دے مرے حق ہونے کی

شرح چون حرف شرط ہے بمعنے اگر یعنے رسول اللہ نے ابوجہل کے جواب مین یہ فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جو چیز تیرے ہاتہ مین ہے وہ خود میرے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دے تو اللہ تعالے اسپر بہی قادر ہے نکتہ چہار۔ لفظ چہ کی جمع ہے بمعنے چہ بسیار۔ اور گویند خود صیغہ جمع ہے ان دونو لفظون سے صاف ظاہر ہے کہ ابوجہل کے سوال کرتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتائید الٰہی اُسکے ہاتہ مین سنگریزون کا ہونا تو درکنار اُنکی مجموعی حالت یعنے گنتی بہی معلوم ہوگئی تہی۔

	گفت بوجہل آن دوم نادر ترست	گفت حق آرے ازان قادر ترست
ترجمہ	وہ لگا کہنے یہ نادر ہے سوا	آپ بولے سب پہ قادر ہے خدا

شرح یعنے ابوجہل نے رسولخدا کو یہ جواب دیا کہ دوسری بات (یعنے میرے ہاتہ کی چہپی ہوی چیز کا آپکے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دینا) نہایت نادر (اور عجیب تر) ہے مین اسی بات کو پسند کرتا ہون۔ کیونکہ اس مین میرے سوال کا جواب بہی ہوجائے گا۔ اور آپنے جو ایک نہایت مشکل اور عجیب بات (میری ہاتہ کی بیجان کا چیز کے نطق) کا دعوے کیا ہے اُسکا ثبوت بہی آپ کو دینا پڑیگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی عجیب تر بات نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالے اس سے بہی زیادہ اظہار عجائبات پر قادر ہے۔

	گفت شش پارہ حجر در مشت تست	بشنو از ہر یک تو تسبیح درست
ترجمہ	اور کہا چہہ سنگریزے ہیں نہاں	حکم حق سے سب کے سب تسبیح خواں

شرح یعنے اس سوال وجواب کے بعد رسولخدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل تیرے ہاتہ مین چہہ عدد سنگریزے ہین اور چہئون درست اور فصیح الفاظ کے ساتہ خدا کی تسبیح کر رہے ہین۔

	از میان مشت او ہر پارہ سنگ	در شہادت گفتن آمد بے درنگ
ترجمہ	ہاتہ میں بوجہل کے ہر کنکری	دل سے کلمہ آپ کا پڑہنے لگی

شرح یعنے ابوجہل کی مٹھی مین ہر سنگریزہ کلمۂ شہادت پڑہنے لگا۔ اس کلمۂ شہادت کی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے

لا اِلٰہ گفت و الا اللہ گفت ‏ گوہر احمد رسول اللہ سفت

ترجمہ: لا اِلٰہ کہہ کے اِلَّا اللہ کہا ‏ اور پھر احمد رسول اللہ کہا

شرح یعنے ہر سنگریزے نے لا الہ الا اللہ کہا اور کلمۂ احمد رسول اللہ کا موتی پرویا۔ خدا کی وحدانیت اور پیمبر کی رسالت پر گواہی دی۔

چون شنید از سنگہا بوجہل این ‏ زد زخشم آن سنگہا را بر زمین

ترجمہ: یہ شہادت جب سُنی بوجہل نے ‏ پھینکی اک اک کنکری نا اہل نے

گفت نبود مثل تو ساحر دگر ‏ ساحران را سر توئی و تاج سر

ترجمہ: اور کہا بے مثل جادوگر ہے تو ‏ بلکہ ہر ساحر کا تاج سر ہے تو

شرح یعنے جب ابوجہل نے سنگریزون کی زبان سے تسبیح اور کلمۂ شہادت بگوش خود سُن لیا تو غصہ اور حسد کے باعث اُن سنگریزون کو زمین پر پھینکدیا۔ اور حسب قاعدۂ کفار و منکرین سابقین یہ کہا کہ اے احمد تم لاجواب جادوگر اور تمام جادوگرون کے سر بلکہ تاج سر ہو۔

چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت ‏ گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت

ترجمہ: دیکھ کر بوجہل ایسا معجزہ ‏ چلدیا غصہ میں ہو کر بے مزہ

شرح تفت۔ صیغۂ ماضی مشتق از تفتن بمعنے گرم و غضبناک شد یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر نہایت غضبناک ہوا۔ اور بحالت غضب اپنے گھر چلا گیا۔

رہ گرفت و رفت از پیش رسول ‏ او فتاد اندر چہ آن زشت و جہول

ترجمہ: چلدیا بوجہل۔ اپنی راہ لی ‏ ناخوش و جاہل نے راہِ چاہ لی

شرح یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر رسولخدا کے پاس سے چلا گیا اور چونکہ وہ ازلی بدبخت اور جاہل تھا اسلئے گمراہی کے کنوین مین جا گرا۔

معجزہ او دید و شد بدبخت و زفت ‏ سوے کفر و زندقہ سیر تیز رفت

ترجمہ: دیکھ کر بدبخت اعجاز رسول ‏ سخت کافر ہوگیا۔ ظالم جہول

شرح زفت بمعنے درشت و سخت دل ہے اور زندقہ بمعنے زندیق شدن یعنے کفر و الحاد زندیق اُسکو کہتے ہین جو دو صانعون (یزدان و اہرمن) کا قائل ہو۔ اور خدا و آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ یا وہ جو ظاہر مین مومن ہو اور باطن مین کافر ہو۔ بعض نے لفظ زندیق کو لفظ زن دین کا معرب کہا ہے یعنے وہ شخص جو عورتون کا سا بے اصل دین رکھتا ہو۔ مگر صحیح یہ ہے کہ زندیق زندی کا معرب ہے منسوب بسوے زند جو زرتشت آتش

پرست کی کتاب کا نام ہے۔ قاف آخر جب قاعدہ عرب زائد کیا گیا ہے اور بعض نے زندیق کو زندیک کا معرب کہا ہے اور زندیک مین کاف تصغیر تحقیر کے لیے ہے یعنے ابوجہل نے ایسا زبردست معجزہ دیکھا مگر چونکہ ازلی بدبخت تہا اسلیئے ایمان نہ لایا اور سر تیز (سرکش و جنگجو) اور سخت دل ہو کر کفر و الحاد کی طرف چلا گیا بعض نسخون مین زفت کیجگہ تفت ہے بمعنے تفتہ و غضبناک۔

	خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعین	چشم او ابلیس آمد خاک بین
ترجمہ	خاک اُسکے سر میں تھا کور و لعین	صورت ابلیس بالکل خاک بین

شرح یعنے ابوجہل کے سر پہ خاک ڈالدینی چاہیئے کہ وہ کمبخت اپنے کفر کے غرور اور دنیوی تکبر کے باعث شیطان کی طرح ازلی ملعون اور راندہا تہا کیونکہ جسطرح شیطان نے از راہ تکبر حضرت آدمؑ کو مٹی کا پتلا دیکھکر اور بمصداق خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ سمجھکر اُنکو سجدہ نہ کیا اسیطرح ابوجہل معجزہ دیکھکر پیغمبر ایمان نہ لایا مطلب یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کی فقط طینت اور خاک ہونے کو دیکھا اُنکے صرف ایک پہلو یعنے بشریت پر نظر کی اور روحانیت و صفات ملکوتیت کا خیال نہ کیا۔ اسیطرح ابوجہل نے رسول اللہ کے بشریت کو خیال کیا روحانیت کو نہ دیکھا۔ اور ایمان سے محروم رہا۔

	این سخن را نیست پایان اے عمو	قصۂ آن پیر چنگی باز گو
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے اسے چچا	سُنلے اب وہ جو فسانہ ہے بجا

	تمامی قصہ مطرب و پیغام رسانیدن امیرالمؤمنین عمرؓ باونچہ ہاتف آواز داد
ترجمہ	مطرب کے قصے کا بقیہ اور اُسکو عمر رضی اللہ عنہ کے پیغام غیبی پہنچانے کا ذکر

	باز گرد و حال مطرب گوش دار	زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار
ترجمہ	حال اُس مُطرب کا سُن لے نامدار	ہوگیا عاجز جو کرکے انتظار

شرح یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مطربؒ نے گورستان مین یہ کہا تہا۔ گفت خواہم از حق ابریشم بہا۔ یعنے مین خدا سے چنگ پر چڑہانے کے لیے صرف ریشم کے تارون کی قیمت چاہتا ہون۔ مجھے خدا اتنا دیدیا کرے کہ تار چنگ کے لیے ریشم خرید لیا کرون یہ پیر چنگی کی دلی دُعا تہی۔ اور اسی دعا کی قبولیت کے انتظار مین وہ بیچارہ عاجز آگیا تہا آخر اللہ تعالے نے اُس بیقرار کی دعا سُن لی اور حضرت عمر کو ہاتف نے یہ آواز دی

	بانگ آمد مر عمر را کاے عمر	بندۂ ما را ز حاجت باز خر
ترجمہ	غیب سے آواز آئی اے عمر	مشکل ایک بندے کی جلد آسان کر

شرح یعنے پیر چنگی قبولیت دعا کے انتظار ہی مین تہا کہ حضرت عمر کے کان مین غیب سے آواز آئی کہ اے

عمر ہمارے فلان بندہ کی حاجت برآری کر۔

بندۂ داریم خاص و محترم	سوے گورستان تو رنجہ کن قدم
ترجمہ: ایک بندہ ہے ہمارا محترم	تا بگورستان بڑھا اپنا قدم

شرح: یعنے اے عمر گورستانِ مدینہ کی طرف جاؤ وہان ضرور ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ آپ کو ملیگا۔ اسکی مدد کرنا

اے عمر برجہ ز بیت المال عام	ہفتصد دینار در کف نہ تمام
ترجمہ: اپنے بیت المال میں سے تو اُسے	گن کے پورے سات سو دینار دے

شرح: لفظ جہ جہیدن سے مشتق ہے بمعنے جلدی کرنا یعنے اے عمر جلدی کر اور بیت المال مین سے پورے سات سو دینار (اشرفیان) اُسکو دے آ۔

پیش او بر کاے تو مارا اختیار	اینقدر بستان کنون معذور دار
ترجمہ: اور کہہ تجھ پہ ہے خالق مہربان	اس قدر سے اور اب معذور جان
اینقدر از بہر ابریشم بہا	خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
ترجمہ: یہ رقم ہے بہر ابریشم بہا	صرف جبدم ہو چکے سب تو پھر آ

شرح: یعنے حضرت عمر کو خواب مین یہ بشارت دیگئی کہ ہمارے ایک بندۂ خاص کے پاس جو گورستان مین ہے سات سو دینار لیجا۔ اور اُس سے یہ کہہ کہ تو ہمارا (یعنے اللہ تعالے کا) مختار اور برگزیدہ بندہ ہے (اختیار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مختار) اور اے عمر اُس سے یہی کہدینا کہ اِسقدر (یعنے سات سو دینار) بالفعل قبول کر لیجے اور اس رقم قلیل کے پیش کرنے سے گو ہمین شرم آتی ہے مگر آپ معاف فرمایئے یا یہ معنے ہین کہ زیادہ سے بالفعل معذور سمجھیے۔ پہلے معنون مین لفظ کنون بستان سے متعلق ہے اور دوسری حالت مین معذور دار سے یہ آپ کا ابریشم بہا (ریشم کی قیمت) ہے اسکو خرچ کیجیے اور جب سب صرف ہو جائے تو پھر تشریف لے آیئے۔ اللہ تعالے مالک حقیقی اور مسبب الاسباب ہے لفظ اختیار مصدر بمعنے اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنے تو ہمین پسند کرنیوالا ہے۔

پس عمر از ہیبت آواز جست	تا میان را بہر این خدمت ببست
ترجمہ: ہیبت آواز سے چونکے عمرؓ	اُسکی خدمت کے لئے باندھی کمر

شرح: یعنے یہ آواز غیبی سُنکر حضرت عمرؓ خواب سے چونک پڑے۔ اور اُس بندۂ خدا کی خدمت کرنے (دینار دینے) کے لیے کمر باندہ لی۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ آدمی اہل اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے اور انکا حال معلوم ہونے کے بعد فی الفور خدمت گذاری کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔

سوئے گورستان عمر بنہاد رو | در بغل ہمیان۔ دوان در جستجو

ترجمہ: سوئے گورستان جھٹ پہنچے عمر | لے گئے زیر بغل ہمیان زر

شرح یعنے حضرت عمر خواب سے اُٹھکر اور بغل مین دیناروں کی تھیلی لیکر گورستان کی طرف گئے اور اُس شخص کی جستجو مین گورستان کے چار طرف رواں دواں رہے۔

گرد گورستان دوان شد او بسے | غیر آن پیر او ندید آنجا کسے

ترجمہ: گرد گورستان ڈہونڈا جابجا | وہاں بجز اُس پیر کے کوئی نہ تھا

شرح یعنے حضرت عمرؓ گورستان کی چار طرف بہت ڈہونڈتے پہرے۔ مگر بجز اُس پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آیا

گفت این نبود۔ دگر بارہ دوید | ماندہ گشت و غیر آن پیرے ندید

ترجمہ: دلمیں کہہ کر یہ نہ ہوگا وہ بشر | چار سو دوڑے دگر بارہ عمر

شرح یعنے جب کہ سوائے پیر چنگی کے گورستان مین اور کوئی نظر ہی نہ آیا تو حضرت عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ اُسکی جستجو مین دوبارہ مین گشت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ فرمایا ہے کوئی اور ہی ہوگا۔ یہ شخص یعنے پیر چنگی جو بظاہر خلاف شرع فعل کا مرتکب ہوتا ہے خدا کا خاص اور محترم بندہ نہین ہوسکتا۔ چنانچہ یہ سوچکر آپنے پہر گشت کیا یہانتک کہ تہک گئے اور دوسرے چکر مین بہی بجز پیر چنگی گورستان مین کوئی نظر نہ آیا

گفت حق فرمود۔ ما را بندۂ است | صافی و شایستہ و فرخندۂ است

ترجمہ: اور کہا وہ تو خدا کا بندہ ہے | صافی و شایستہ و فرخندہ ہے

پیر چنگی کے بود خاص خدا | حبّذا۔ اے سِرّ پنہان حبّذا

ترجمہ: کب ہے چنگی بندۂ خاص خدا | واہ وا اے سِرّ پنہاں واہ وا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جب دوسرے گشت مین بہی بجز پیر چنگی کے کوئی نہ دکہائی دیا تو حضرت عمرؓ نے دل ہی دل مین کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تو مجھے یہ بشارت دی ہے کہ گورستان مین ہمارا ایک خاص بندہ ہے جو گناہون سے پاک وصاف اور مقبول بارگاہ اور نہایت مبارک ہے حالانکہ یہان بجز پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آتا۔ اور پیر چنگی خدا کا خاص بندہ ہو نہین سکتا۔ اب کیا علاج ہو مصرع آخر اگر حضرت عمر کا قول ہے تو یہ معنے ہین کہ بظاہر تو یہ پیر چنگی مرد خدا معلوم نہین ہوتا۔ مگر اے سِرّ مخفی الٰہی تو بیشک قابل مدح ہے کہ معاصی کو طاعت اور عاصی کو عابد اور گنہگار کو قابل قبول حضرت ذو الکرم بنا دیتا ہے۔ شاید یہ پیر چنگی بہی اسی قبیل سے ہو حبذا کلمۂ مدح ہے یعنے خوبست و بہتر است اور اگر مولانا کا مقولہ ہے تو اہل غفلت کی تنبیہ اور ان معنون کے اظہار کیلئے ہے کہ اسرار الٰہی پوشیدہ ہین اللہ تعالےٰ دم بہر مین عاصی کو عابد اور عابد کو عاصی بنا دیتا ہے۔

	ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت	بار دیگر گرد گورستان بگشت	
	جسطرح شیر شکاری گرد دشت	پھر کیا اُس مقبرے میں ایک گشت	ترجمہ

شرح یعنے حضرت عمرؓ تیسری بار پھر گورستان کے گرد اسطرح پھرے جسطرح کوئی شکاری شیر تلاش صید میں جنگل کے گرد پھرا کرتا ہے۔

	گفت در ظلمت دلِ روشن بسے ست	چونکہ یقین گشتش کہ غیر پیر نیست	
	ہیں بہت ۔ ظلمت میں انوار خدا	پیر چنگی ، پر یقیں پھر ہو گیا	ترجمہ

شرح یعنے جب تیسرے گشت میں بھی بجز پیر چنگی کوئی نظر نہ پڑا تو حضرت عمر کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ کہا ہے یہی پیر چنگی ہے اور اپنے دل سے یہ کہا کہ جسم ظلمانی کے پردے میں بہت سے روشن دل اور ظاہر خراب و باطن آباد رکھنے والے بہت سے خدا کے بندے دنیا میں موجود ہیں شاید یہ پیر چنگی بھی اسی قبیل سے ہو۔ گو اسکی ظاہری حالت خلاف شرع اور خراب ہے مگر کیا تعجب باطنی حالت درست ہو اور دراصل وجہ یقین یہی ہے کہ ولی را ولی میشناسد۔

	بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست	آمد و با صد ادب آنجا نشست	
	اور اُنکی چھینک سے چونکا وہ پیر	با ادب بیٹھے وہاں آکر امیر	ترجمہ

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ بندۂ خدا یہی پیر چنگی ہے تو اسحالت میں کہ وہ ابھی سو ہی رہا تھا اُسکے پاس آکر مودبانہ بیٹھ گئے اور فرط ادب سے پیر چنگی کو جگا نہ سکے۔ ناگہاں آپ کو چھینک آئی اور اسکی آواز سے وہ بندۂ خدا چونک پڑا اور آنکھ کھل گئی۔ یہاں سے بندگان خدا کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیرالمؤمنین عمرؓ نے مطرب کے ادب کو کسقدر ملحوظ رکھا ہے۔ عطسہ عربی میں چھینک کو کہتے ہیں۔

	عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت	مر عمر را دید و ماند اندر شگفت	
	بھاگنا چاہا لرز کر سر بسر	چونک کر جب کی نظر سوئے عمر	ترجمہ

شرح یعنے پیر چنگی آنکھ کھولتے ہی حضرت عمر کو دیکھکر حیران اور متعجب ہو گیا۔ اور اُنکے خوف سے بدن کپکپانے لگا۔ آگے سے بھاگنا چاہا۔

	محتسب بر پیرک چنگی فتاد	گفت در باطن خدایا از تو داد	
	پیر پر ایک محتسب ہیں آپڑے	اور کہا دلمیں الٰہی داد دے	ترجمہ

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے خوف سے پیر چنگی نے اپنے دلمیں یہ کہا کہ یا الٰہی میں تجھسے داد چاہتا ہوں۔ تو میری فریاد کو پہنچ۔ آج (ایک نہایت فقیر و ذلیل پیر چنگی کو دینے مجھے) ایک زبردست محتسب (حضرت عمر) نے آلیا ہے

دیکھیئے کیونکر رہائی ہو۔ پیرک مین کاف تحقیر ہے محتسب بادشاہ اسلام کی طرف سے وہ شخص ہوتا ہے جو مخلوق کو ممنوعات شرعیہ کے استعمال سے روکتا اور علے الاعلان فسق وفجور کرنے والون کو سزائین دیتا ہے۔

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد ۔۔ دید او را شرمسار و روی زرد

ترجمہ: آنکھہ ڈالی جبکہ روئے پیر پر ۔۔ شرم سے رو زرد پایا سربسر

شرح۔ یعنے جب حضرت عمرؓ نے اُسکے چہرے پر نظر ڈالی تو اُسے شرمندہ اور خوف کے سبب زرد رو پایا۔

پس عمر گفتش مترس از من مرم ۔۔ کت بشارتہا ز حق آوردہ ام

ترجمہ: پس عمرؓ بولے نہ ڈر تو مجھہ سے اب ۔۔ مین تو لایا ہوں بشارتہائے اب

شرح۔ یعنے اُسے لرزان اور خوفناک دیکھکر حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص کچھہ خوف نکر اور میرے آگے سے ہرگز نہ بہاگ۔ کیونکہ مین تیرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک خوشخبری لیکر آیا ہون۔ مَرَم صیغہ نہی مشتق از رمیدن بمعنے بہاگنا۔ کِت بمعنے کہ ترا ہے مرکب از کاف تعلیل وضمیر مفعول۔

چند یزدان مدحت خوئے تو کرد ۔۔ تا عمر را عاشق روئے تو کرد

ترجمہ: محترم کہتا ہے خود خالق تجھے ۔۔ تیرا عاشق کر دیا اُس نے مجھے

شرح۔ یہ حضرت عمر کا قول ہے یعنے اے شخص تیری نیکخوئی کی مدح مین اللہ تعالےٰ نے چند کلمے میرے دل مین القا کیے ہین۔ یعنے تجھے اپنا بندہ۔ اور پھر بندۂ خاص اور محترم کہا ہے اور اُسی نے مجھے تیرے روئے مبارک کا عاشق اور تیری ملاقات کا شایق بنا دیا ہے۔

پیش من بنشین ومہجوری مساز ۔۔ تا بگوشت گویم از اقبال راز

ترجمہ: میرے آگے بیٹھ کیوں جاتا ہے دور ۔۔ تا کہوں اک راز مین لے پر شعور

شرح۔ مہجوری بمعنے دوری ہے اور اقبال، وبخت ودولت کا سامنے آنا۔ یعنے اے شخص تو مجھسے خوف زدہ ہوکر نہ بہاگ اور دور نہو بلکہ میرے پاس آکر بیٹھ مین تیرے کان مین بخت ودولت اور تیرے نصیبے کے سامنے آنے کا راز کہونگا اور تجھے خوشخبری دونگا کہ تیرا نصیبا یعنے بخت دینی ودنیوی تیرے سامنے آگیا ہے۔

حق سلامت میکند مے پرسدت ۔۔ چونی از رنج وغمان بے حدت

ترجمہ: پوچھتا ہے حق تجھے بعدِ سلام ۔۔ غم مین کیا حالت ہے اسے والا تمام

شرح۔ یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ تجھے سلام کہتا ہے اور تیری مزاج پرسی کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ہمارے سے دوری ہوئے رنج وغم بے حد (مفلسی وتنگی) کے باعث تیری کیا حالت ہے کیا تو اسے اپنے لیئے رحمت جانتا ہے یا زحمت خیال کرتا ہے

	نک تو اضعہ چند - ابریشم بہا	خرج کن این را و باز اینجا بیا
ترجمہ	ہیں یہ ٹکڑے بہر ابریشم بہا	خرچ کر اور پہر ہمارے پاس آ

شرح نک مخفف اینک ترکیب مین مفعول واقع ہواہے اور اسکا فعل (لفظ بگیر) محذوف ہے - یعنے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص یہ چند سونے کے ٹکڑے (سات سو دینار) ریشم کی قیمت حاضر ہے قبول فرمایئے اور جب یہ ہوچکین تو پہر آجایئے خدا اپنے خزانہ غیب سے اور کچھ عطا فرمائے گا۔

	پیر لرزان گشت چون این را شنید	دست میخائید و بر خود مے تپید
ترجمہ	پیر کانپ اُٹھا سُنی جدم یہ بات	بے تحاشا کاٹ کہائے اپنے ہات

شرح یعنے جب پیر چنگی نے یہ بشارت سُنی تو شدت حیا اور گزشتہ گناہون کی خجالت اور ناگاہ مرتبۂ کمال پر پہنچنے کے باعث کانپنے لگا اور عمر گزشتہ کے بیکار جانے پر جو لہو ولعب مین گزری تہی ہاتہہ کاٹنے اور سخت افسوس کرنے لگا - اور مضمون بشارت سنکر نہایت بیقرار ہوگیا۔

	بانگ مے زد کاے خداے بے نظیر	بس کہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
ترجمہ	اور کہا بس اے خدائے بے نظیر	پانی پانی ہو گیا خجلت سے پیر

شرح یعنے کمال شرم کے باعث پیر چنگی نعرے مار مار کر یہ کہتا تہا کہ اے خدائے بے نظیر وبے ہمتا - بس بس مجھ جیسے عاجز وگنہگار کو اپنے کرم سے اور زیادہ شرمندہ نہ کر تیرا یہ کرم کیا تہوڑا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو میری امداد کے لیے بہیجا اور باایںہمہ عصیان شعاری تو نے مجھے بندۂ خاص و محترم کے لقب سے یاد فرمایا مین تیرے اسی کرم فرمانے کی خجالت سے پانی پانی ہوا جاتا ہون یا یہ معنے ہین کہ اے بے مانند خدا - بس میرے گناہ حد سے بڑہ گئے ہین اب مجھے گرفتار معاصی نہ رکہہ - اور اپنی رحمت کی طرف کہینچ لے مین گذشتہ گناہون کی شرم اور عمر کے ضایع ہونے سے اسقدر شرمندہ ہون کہ عرق خجالت مین ڈوبا جاتا ہون۔

	چون بسے بگریست و از حد رفت درد	چنگ را زد بر زمین و خرد کرد
ترجمہ	درد و نالہ جب بڑہا حد سے پرے	چنگ کے مطرب نے ٹکڑے کر دیئے

شرح یعنے پیر چنگی پہلے تو بہت رویا - اور جب رو چکا تو رحمت الٰہی نے جو اُسکے گریہ کی صورت مین تہی اُسے اپنی طرف کہینچ لیا اور اُسنے چنگ کو جو آلہ لہو ولعب اور باعث غفلت تہا - زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

	گفت اے بودہ حجابم از الٰہ	اے مرا تو راہزن از شاہراہ
ترجمہ	اور کہا تو تہا حجاب بارگاہ	تو نے رہزن بنکے لوٹا شاہراہ

شرح یعنے پیر چنگی نے توڑنے کے بعد چنگ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ اے کمبخت تو میرے لیے خدا کے اور میرے

شرح۔ کشتِ دِل (دل کی کھیتی) سے یا تو خود دل مراد ہے۔ یا مادّۂ حسنات کیونکہ نیکیاں بلا تحریکِ دل کسی طرح صادر نہیں ہوسکتیں تری۔ جسکو ضرورت شعر کے لئے مشدّد باندھا گیا ہے۔ بمعنے تری و تازگی ولطف و خوبی ہے۔ اور ہم یہ پہلے بیان کرچکے ہیں۔ کہ زیر افگند خرد۔ اور زیر افگند بزرگ موسیقی کے شاخوں یا نغموں کے دو نام ہیں یعنے مُطرب کہتا ہے۔ کہ افسوس زیر افگند خرد کی خوبی و ترو تازگی۔ اور اسکی خدا سے غافل کرنے والی کیفیت نے میرے دِل کی کھیتی کو خشک کردیا۔ یعنے دل کو مُردہ بنادیا۔ کیونکہ جو دِل خدا سے غافل ہیں۔ وہ مُردہ دل سے بدتر ہیں **نکتہ**۔ دیگر خوبیوں سے قطع نظر اس شعر میں ایک خوبی یہ ہے کہ ظاھری کھیتی کے برخلاف یہاں تری سے کشتِ دل کے خشک ہوجانے کو ثابت کیا گیا ہے۔

	وائے کز آواز ایں بست و چہار	کارواں بگذشت و بیگہ شد نہار
ترجمہ۔	حیف اے کیفیّت بست و چہار	تو نے ضایع کردئے لیل و نہار

شرح - یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ موسیقی والوں نے بارہ راگ اور چوبیس راگنیاں ایجاد کی ہیں۔ جنکے فارسی نام ہم بیان کرچکے ہیں۔ اس شعر میں بست و چہار سے وہی چوبیس راگنیاں مراد ہیں۔ یعنے مُطرب یہ کہتا ہے کہ افسوس چوبیس راگنیوں کی آواز اور اُن کی لذّت نے مجھے خدا سے غافل کرکے اسقدر اپنی طرف محو کیا۔ کہ کاروانِ کعبۂ وصال حقیقی یا قافلۂ ایّام عمر دور نکلگیا۔ اور نہار یعنے طاعات و عبادات کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ وقت بیوقت ہوگیا ؂

	اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ	داد خواہم نے ز کس زیں داد خواہ
ترجمہ	اے خدا میں تجھسے ہوں داد خواہ	داد میری دے مجھے اے داد خواہ

شرح یہ شعر بھی مطرب کا قول ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا میں اس نفس فریاد خواہ کی طرف سے تیری عدالت میں استغاثہ کرتا ہوں۔ اور داد چاہتا ہوں۔ اور یہ میری داد و فریاد کسی غیر کیطرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اسی نفس داد خواہ کی جانب سے ہے۔ یا یہ معنے کہ میں تجھی سے داد چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کسی سے نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نفس داد خواہ کی داد تو ہی دیگا۔ یعنے میری توبہ تو ہی قبول فرمائیگا۔

	دادِ کس چوں من ندادم در جہاں	عمر شد ہفتاد سال از من جہاں
ترجمہ	میں کسیکا کب ہوا فریاد رس	عمر کے گذرے مرے ہفتر برس
	دادِ خود از کس نیابم جز مگر	زانکہ ہست از من بمن نزدیک تر
ترجمہ	داد دیگا بس وہی اک داد گر	جو رگِ گردن سے ہے نزدیک تر

شرح یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ پہلے مصرع میں جہاں بمعنی عالم۔ اور دوسرے میں جہاں بمعنے جہندہ و گذراں ہے یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ میری عمر کے ستر برس یوں ہی گذر گئے۔ چونکہ میں نے اپنی تمام عمر میں کسی کی داد نہیں دی۔ یعنے کسی سے نیک سلوک نہیں کیا۔ اسلئے آج میں اپنی داد بھی کسی سے نہ پاؤنگا۔ اور کوئی شخص مجھ سے نیکی کے ساتھ پیش نہ آئیگا

مگر مجھ سے نیکی وہی (اللہ تعالیٰ) کریگا۔ جو میری جان اور رگ گردن سے بھی زیادہ مجھ سے نزدیک اور ہر دم میرے ساتھ ساتھ ہے۔ یعنے بجز خدا کے اور کوئی توبہ قبول کرنے اور نیکیوں کی توفیق دینے والا نہیں ہے۔ اسلئے میں اُسی سے داد چاہتا ہوں۔ وہی میری دادخواہی کریگا اور فریاد سنکر توبہ قبول فرمالے گا۔

	کایں منی از وے رسد دم دم مرا	پس ورا بینم چو شد ایں کم مرا
ترجمہ	یہ خودی جو آرہی ہے دمبدم	اُسکو دیکھوں یہ اگر ہو جائے کم

شرح یہ شعر مضمون دادخواہی مطرب کا بیان ہے۔ یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے۔ کہ میں اس بات کی داد چاہتا ہوں کہ یہ منی (غرور خودی۔ وانانیت وتعین خاص) بوجود مبدم اُسی کیطرف سے مجھ تک پہنچتا ہے۔ آیندہ فنا۔ اور بالکل زائل ہوجائے کیونکہ جب تعین خاص اور انانیت محو ہوجائے گی۔ تو میں جلوہ حقیقی کو دیکھ سکونگا۔

	ہمچو آں کو با تو باشد زر شمر	سوئے خودداری نہ سوئے او نظر
ترجمہ	گن کے دے جو وقت کوئی تجھکو زر	ہوگی اُسدم اپنی جانب کو نظر
	ہمچنیں در گریہ و در نالہ او	مے شمر دے جرم چندیں سالہ او
ترجمہ	بس اسی صورت سے وہ باد رد و آہ	گن رہا تھا چند برسوں کے گناہ

شرح۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند اور مقولہ مولانا قدس سرہ ہیں۔ اور پہلا شعر دوسرے شعر کی تمثیل مقدم ہے۔ یعنے مطرب نے جب اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے روبرو شمار کیا۔ اور اُن پر نادم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اُسپر ہوئی۔ اور اُسکی ایسی مثال ہے جیساکہ اے مخاطب کوئی شخص سونا یا روپے گن گن کر تجکو دے۔ تو اُسوقت تیری نظر شمار کرنے یعنے دینے والے کیطرف ہوگی۔ اپنی طرف نہوگی۔ اسیطرح جب مطرب نے اپنے گناہ شمار کئے۔ تو اللہ کی نظر رحمت اُسپر ہوئی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال اور کبریائی کیطرف نہ دیکھا۔ بلکہ اُسکی فریاد وزاری پر نظر کرکے توبہ کو قبول فرمالیا۔

گردانیدن امیر المومنین عمرؓ او را از مقام گریہ کہ ہستی ست بمقام استغراق کہ نیستی ست

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیر چنگی کو مقام گریہ سے کہ مقام ہستی ہے مقام استغراق کیطرف متوجہ کرنا کیونکہ استغراق مقام نیستی ہے

شرح۔ بعض نسخوں میں لفظ نیستی کیطرح عنوان میں لفظ مستی ہے یعنے نشہ وحدت ومقام فنا اور مطلب دونوں کا ایک ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ کا مطرب کو مقام ہستی سے مقام مستی واستغراق کیطرف متوجہ کرنا

	پس عمر گفتش کہ ایں زاری تو	ہست ہم آثار ہشیاری تو
ترجمہ	پس عمر بولے کہ یہہ زاری تری	کرتی ہے اظہار ہشیاری تری

شرح یعنے پیر چنگی کی گریہ وزاری۔ اور توبہ واستغفار کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اُس سے یہ فرمایا۔ کہ یہ تیر اگریہ وزاری

تیری ہوشیاری (یا خودی وانانیت) کی دلیل ہے اور ہوشیاری (مرتبہ استغراق و فنافی اللہ سے دور رہنا) گناہِ طریقت ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے شخص تو گریہ وزاری وغیرہ سب کو چھوڑکر نشۂ وحدت اور دریائے عشق حقیقی میں غرق ہوجا ورنہ گریہ وزاری ایک قسم کی ہوشیاری ہے جو مقام استغراق سے دور رکھتی ہے۔

	راہِ فانی گشتہ راہِ دیگرست	زانکہ ہشیاری گناہ دیگرست
ترجمہ	راہ غرقابِ فنا ہے اور راہ	اور ہشیاری ہے خود دیگر گناہ

شرح فانی گشتہ بمعنے فانی شدہ یعنے جو شخص عشقِ حقیقے میں مرتبۂ فنا حاصل کئے ہوئے ہے اسکا رستہ اور ہے۔ وہ گریہ وزاری سے سروکار نہیں رکھتا۔ بلکہ دم بخود اور مستغرق بحر فنا رہتا ہے۔ کیونکہ اُسکے نزدیک ہوشیاری (یعنے گریہ وزاری) جو تعین خاص اور وجود کو ثابت کرتی ہے۔ گناہِ دیگر (دوسری طرح کا گناہ) یعنے گناہ طریقت ہے۔ گو شریعت کا گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ اولیاء اللہ کا یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ وُجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ یعنے تیری ہوشیاری اور ہستی ایسا گناہ ہے جسپر دوسرا گناہ قیاس ہی نہیں ہوسکتا۔ یعنے گناہِ عظیم ہے۔ دوسرے ہشیاری اِسلئے گناہ ہے کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ یعنے وقت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور ہشیاری جسکا ایک جزو توبہ اور گریہ وزاری بھی ہے اُسکو تفویض اور تسلیم کے مرتبہ سے گرادیتی ہے۔ اور توبہ میں گویا امتنان علی اللہ یعنی خدا پر احسان رکھنے کی بو آتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ یعنے اے پیغمبر مسلمانوں سے کہدو کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر اُس بات کا احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کا سیدھا رستہ دکھادیا۔

	ہست ہشیاری زیادِ ماضی	ماضی و مستقبلت پردۂ خدا
ترجمہ	یعنے ہشیاری ہے یادِ ماضی	ماضی و آیندہ پردہ ہے ترا

شرح یعنے ماضی اور مستقبل کا ذکر تیرے لئے حجاب الٰہی ہے۔ کیونکہ تذکرۂ گذشتہ کے سبب ہوشیاری موجود ہوجاتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ذکرِ مستقبل (جو بطور مفہوم مخالف ذکرِ ماضی سے سمجھہ میں آتا ہی) آدمی کے لئے بطور پیش بندی ہوشیاری کا باعث ہے اور یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ ہوشیاری گناہِ عظیم ہے۔

	آتشی بر زن بہر دو تا بکے	پرگرہ باشی ازیں ہر دو چو نے
ترجمہ	آگ دونوں میں لگادے تا بکے	پرگرہ اُن سے رہیگا مثل نے

شرح۔ یعنے لے پرچنگی ان دونوں (ماضی ومستقبل) کی یاد کے باعث تجکو مرتبہ عشق میں صفائی حاصل نہ ہوگی اور تو بالضرور نے کیطرح پرگرہ ہوجائے گا۔ یعنے تیرا دل ماضی ومستقبل کے جھگڑوں میں وابستہ رہیگا اِسلئے دونوں (ذکر ماضی ومستقبل) کو چھوٹے میں جھونکدے۔ ہر دو سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھہ +

تا گرہ باقی بود ہمراز نیست	ہمنشیں آں لب و آواز نیست
ترجمہ: پر گرہ ہوتا نہیں ہمراز حق	سُن نہیں سکتا کبھی آواز حق

شرح یعنے وجود انسانی میں جو بمنزلہ نے ہے۔ جبتک یاد ماضی و مستقبل یعنے ہوشیاری کی گرہ باقی ہے وہ ہمراز خدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اُس لب و آواز کا مقارن ہو سکتا ہے۔ جبکو حرف و آواز انسانی سے کچھ علاقہ نہیں ہے اس لیئے سالک پر فرض ہے کہ افکار ماضی و مستقبل میں نارِ توحید لگا کر اس گرہ سے آزاد ہو۔ اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جائے۔

بعد ازاں اورا ازاں حالت براند	زاعتذارش سوی استغراق خواند
ترجمہ: بعد ازاں اُس حال سے پھیرا اُسے	بحر استغراق میں ڈالا اُسے

شرح۔ یعنے اوّل تو حضرت عمرؓ نے ہوشیاری کی مذمت کی۔ اور پھر پیر چنگی کو اُس حالت یعنے زاری و ہوشیاری یا اعتذار۔ (عذر و معذرت اور توبہ و استغفار) سے باز رکھ کر مرتبہ فنا اور استغراق کی طرف متوجہ کیا۔ زاعتذار۔ لفظ ز انحالت کا بدل ہے۔ اور آیندہ اشعار کلمات حضرت عمرؓ ہیں۔

چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی	چوں بخانہ آمدی ہم با خودی
ترجمہ: طائف اپنا ہے اگر مرتد ہے تو	خانۂ کعبہ میں بھی باخود ہے تو

شرح۔ لفظ بطوفی میں یائے خطاب ہے۔ بمعنے طواف کنی۔ یعنے اگر تو اپنا طواف کریگا۔ (گرفتار خودی و انانیت رہیگا) تو مرتد ہو جائیگا۔ کیونکہ خودی طریقت میں کفر ہے۔ مُرتد اُسکو کہتے ہیں۔ جو اسلام سے پھر جائے اس مصرع میں گویا اس بات کیطرف اشارہ ہے۔ کہ ہر شخص کی فطرت تو اسلام ہی پر ہے۔ مگر خودی بعد میں لاحق ہو کر باعثِ کفر ہو جاتی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس خودی کیحالت میں تو اگر کعبہ میں بھی چلا جائیگا۔ تو یہ سمجھے کہ خدا کے گھر میں نہیں بلکہ خودی کے گھر میں گیا ہے۔ خانہ سے مُراد کعبہ یا توجہ بسوئے حق ہے۔ جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر تو حالتِ خودی میں توجہ بسوئے حق کریگا۔ تو گویا اپنے حال کو دیکھیگا۔ اُسکے جمال کو نہ دیکھ سکیگا۔

اے خبرہات از خبر دہ بے خبر	توبۂ تو از گناہِ تو بتر
ترجمہ: تو خدا سے سر بسر ہے بے خبر	تیری توبہ ہے گناہوں سے بتر

شرح یعنے اے مُضطرب مطوّف بطواف خودی۔ یہ تیری اپنے گناہوں کی خبر دینی۔ اور توبہ کرنی خودی کا اظہار کرتی ہے اور اس بات کی خبر دیتی ہے کہ تو خبردہ اور خالق خیر و شر سے بے خبر ہے (خبرہات بمعنے خبر دادنِ تو ہے) اور تیری توبہ گناہ سے بدتر ہے۔ کیونکہ توبہ نسیان ذنب (گناہ کے بھول جانے) کو کہتے ہیں۔ اور قشاقی اللہ نفی خیالات دوست قلب کو۔ پس تو نے جسوقت گناہ کو یاد کیا۔ اور توبہ کی تو معلوم ہوا کہ تجھ میں ہوشیاری اور وجود باقی ہے حالانکہ ہشیاری اور وجود طریقت میں گناہ عظیم ہے۔ اور جب تک انسان خودی میں ہے۔ اُسکو خدا کی خبر نہیں ہوتی۔

کیونکہ خودی اور خدائی کا جمع ہونا غیر ممکن ہے * خود بیں رموز خدائی سے بالکل ناواقف رہتا ہے۔

	اے تو از حال گذشتہ توبہ جو	کے کنی توبہ ازیں توبہ۔ بگو	
ترجمہ	حال ماضی سے ہے توبہ کسلئے	ایسی توبہ سے بھی توبہ چاہیئے	

شرح یعنے اے شخص تو جو گذشتہ گناہوں سے توبہ کر رہا ہے۔ یہ تو بتا کہ اس توبہ سے کب توبہ کرے گا۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادقؓ کا قول ہے التوبہ غفلۃٌ عن الحق۔ (توبہ خدا سے غافل کر دیتی ہے) کیونکہ توبہ سے آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور ترک گناہ کا احسان گویا اللہ تعالےٰ پر رکھتا ہے۔ اسی لئے اُس کو غفلت ہو جاتی ہے۔ اور تائب اُس خاص گناہ کو چھوڑ کر توبہ کے بھروسے پر آئندہ عمل نیک بھی کم کرتا ہے۔ حضرت ذوالنون کا قول ہے توبۃ العوام عن الذنوب وتوبۃ الخواص عن الغفلۃ یعنے عوام گناہوں سے توبہ کیا کرتے ہیں۔ اور خواص غفلت سے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سری سقطی کے پاس گیا۔ اور اُنکا چہرہ متغیر پاکر اسکا سبب پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ آج ایک شخص نے مجھ سے توبہ کی کیفیت پوچھی۔ میں نے کہا کہ توبہ اسکو کہتے ہیں۔ کہ تو اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ اُس شخص نے مجھ سے معارضہ کیا اور یہ کہا کہ توبہ گناہوں کے بھولنے کو کہتے ہیں۔ جنید کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے کہا کہ بیشک اُسکا کہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ جب آدمی نے جفا سے وفا اور معصیت سے طاعت کی طرف رجوع کیا۔ تو وفا کی حالت میں جفا اور طاعت میں معصیت کا یاد کرنا خود جفا اور معصیت میں داخل ہے *

	گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی	گاہ گریۂ زار را قُبلہ زنی	
ترجمہ	گاہ بانگ زیر تیرا قبلہ گاہ *	اور گہے گریہ پہ خوں بوسہ گاہ	

شرح۔ پہلے مصرعہ میں۔ قبلہ کنی۔ یعنے کعبۂ اطاعت سازی۔ اور دوسرے میں قُبلہ زنی یعنے بوسہ میدہی و محبوب میداری ہے۔ گریۂ زار یعنے گریۂ بسیار یعنے حضرت عمرؓ بطور نصیحت عارفانہ فرماتے ہیں۔ کہ اے پیر چنگی اس سے پہلے تو نے بانگ زیر (آواز چنگ وسرود) کو قبلۂ مقصود سمجھا تھا۔ اور اب نالہ و فریاد کو محبوب رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں خلاف طریقت ہیں۔ مطلب کہ اے شخص گذشتہ گناہوں کے اظہار کو محبوب نہ رکھ۔ کیونکہ حالت وفا میں جفا کا ذکر خود جفا ہے۔ جسطرح تو نے گناہوں کو چھوڑا ہے۔ اسی طرح اُنکو یاد کرکے نالہ وزاری کو بھی چھوڑ دے۔ کیونکہ گریہ مقام ہشیاری ہے اور ہوشیاری شرک خفی اور مجبر خودی ہے۔ نکتہ ان اشعار سے حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ پیر چنگی کو خدا کے سامنے زاری اور پچھلے گناہوں کو یاد کرکے توبہ و استغفار کرنے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ فی الواقع اشعار کا یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ اُسے توبۂ خاص کی ہدایت فرماتے ہیں۔ یعنے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے کس دن سے توبہ کرے گا۔ اس توبہ کا نام توبۂ خواص ہے

	چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد	جان پیر از اندروں بیدار شد	
	پیچ یہ ہے فاروق تھے روشن ضمیر	ہو گیا بیدار باطن مرد پیر	

شرح - یعنے حضرت عمرؓ (جو آئینہ اسرارِ الٰہی اور مظہر اسمائے صفات خداوندی تھے) کی توجہ کے باعث پیر چنگی کو مطلوب حقیقی حاصل ہو گیا - اور وہ ذات حضرت عمرؓ میں مشاہدہ اسرار کر کے واصل بحق اور صاحب جانِ بیدار بنگیا - اُسکی پہلی غفلت جاتی رہی - بعض نسخوں میں بیدار کی جگہ بیزار ہے - یعنے اُسکی روح اندرون (قیدخانہ جسم) سے بیزار ہو گئی - اُس نے مرتبہ فنا کو چھوڑ مرتبہ بقا حاصل کر لیا ✻ اور یہ ظاہر ہے کہ مرتبۂ بقا بلا ترک جسم عارضی حاصل نہیں ہو سکتا -

	ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد	جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
ترجمہ	شکل جاں بے گریہ و خندہ ہوا	جانِ دیگر ملکئی زندہ ہوا ✻

شرح - یعنے جسطرح روحکو گریہ و شادی سے کچھہ کام نہیں ہوتا - اسی طرح مطرب دُنیوی ملال و شادی سے بے تعلق ہو گیا - اور روح حیوانی کیجگہ اُسکو جانِ دیگر (روح ملکوتی) ملکئی ✻ جسمیں معرفت کے حاصل کرنے کا پورا مادہ موجود ہے -

	حیرتے آمد درونش آں زماں	کہ بروں شد از زمین و آسماں
ترجمہ	دل میں کچھہ حیرت سمائی اِسقدر	اِس جہان سے ہو گیا بالکل بدر

شرح - یعنے پیر چنگی کے دل میں بسبب مشاہدۂ اسرار حق (جو حضرت عمرؓ کے آئینہ ذات سے جلوہ نما تھے) اسقدر حیرت محمودہ نے جگہ پائی کہ اُسے زمین و آسمان کی کچھہ خبر نہ رہی - حیرت محمودہ کے معنے پہلے بیان ہو چکے ہیں -

	جستجوئے ماورائے جستجو	من نمیدانم تو میدانی - بگو
ترجمہ	اور ہی شئے کی ہوئی پھر جستجو	جس میں کر سکتا نہیں میں گفتگو

شرح - اسکا پہلا مصرعہ گذشتہ شعر کے لفظ حیرتے پر معطوف ہے - یعنے پیر چنگی کے دلمیں ایسی حیرت و جستجو (طلب تجلیات الٰہی) نے گھر کر لیا - جو اِس دُنیا کی معمولی حیرت و جستجو سے الگ تھی - اور یہ ظاہر ہے کہ دُنیوی کاروبار کے متعلق حیرت و جستجو دیگر قسم اور ادنٰے درجہ کی ہوتی ہے - اور تجلیات الٰہی کی حیرت و جستجو دیگر نوع اور اعلٰے درجہ کی - اِس میں اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے - دوسرا مصرعہ یا تو مولانا کا مقولہ ہے - یعنے ای مخاطب میں اُس جستجو کو نہیں جانتا البتہ تجکو اگر معلوم ہے - تو بتا دے - مطلب یہ کہ وہ جستجو (طلب تجلیات) ایک معنوی یا ذوقی امر ہے جو بتانے اور لفظ و عبارت سے تعلق نہیں رکھتا - یا یہ کہ مطرب نے حضرت عمرؓ کو خطاب کیا ہے - یعنے جب مطرب مشاہدۂ اسرار حق سے حیران ہو گیا - تو یہ کہا کہ اِس سے آگے مجکو ایک ایسی شئے کی جستجو ہے جو معمولی جستجو سے الگ ہے - اے عمرؓ میں نہیں جانتا البتہ آپ جانتے ہیں - اِسلئے عرض ہے کہ میری رھنمائی کیجئے اور باطنی زبان سے گوش دل میں ڈال دیجئے - تاکہ میں واقف اسرار الٰہی ہو جاؤں -

	حال و قالے از ورائے حال و قال	غرق گشتہ در جمال ذوالجلال
ترجمہ	اور سے کچھہ اور بدلا حال و قال	ہو گیا غرق جمال ذوالجلال

شرح یعنے مطرب کا حال و قال اہل دُنیا کے معمولی حال و قال سے بالکل جدا - اور وہ خود سراپا فنا اور غرق دریائے

جمال آلہی ہوگیا ہے۔ فنافی اللہ اور استغراق کے یہی معنے ہیں جو ابھی بیان ہوئے ہیں۔

	غرقہ نے کہ خلاصی باشدش	یا بجز دریا کسے بشناسدش
ترجمہ	غرق ہے ایسا - اُبھرتا ہی نہیں	جانتا ہے اُسکو رب العالمین

شرح - یعنے مطرب بجز جمال الہی میں ایسا غرق نہیں ہوا تھا - کہ اُس سے نجات ہوسکتی کیونکہ عشق حقیقی کی یہ مثال نہیں ہوتی - کہ مجازی کیطرح آج ہے - اور کل نہیں - دوسرے مصرعہ میں اگر دریا سے ذاتِ حق مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ مطرب کا دریائے عشق میں ڈوب جانا - ایسا نہ تھا - کہ اُسکی کیفیت بجز ذات اور کسی کو معلوم ہوسکتی - کیونکہ غرقۂ دریا کی حالت بجز دریا کے اور کوئی نہیں جان سکتا - اور اگر دریا بمعنے ولی ہے تو ولی را ولی مے شناسد کا مقولہ ہے - عوام کو اتنی عقل نہیں کہ عاشق صادق اور عاشق فاسق میں تمیز کرسکیں ؞

	عقل جزو از کل پذیرا نیستے	گر تقاضا بر تقاضا نیستے
ترجمہ	عقل جز - کُل سے پذیرا ہے ضرور	اور تقاضے پر تقاضا ہے ضرور

شرح - یہاں سے مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ شروع ہوا ہے - اور کُل سے مراد یا ذات حق ہے - جو تمام موجودات میں ساری ہے - یا عقلِ کُل یعنے عقل جزوی اللہ تعالےٰ کیطرف سے یا عرش آلہی اور قوت جبرئیلی کی جانب سے ہرگز پذیرائے استغراق و قبول کنندۂ فنا نہوتی - اگر جذب حق کا تقاضے پر تقاضا نہوتا - کیونکہ وصول بحق بلا جذب حق غیر ممکن ہے - بعض نسخوں میں ازکلّ گویا نیستی ہے - اِس صورت میں لفظ کل باظہار تشدید لام پڑھا جائیگا - اور معنی یہ ہیں کہ عقل جزوی عقل کُل سے یا ذات حق کے حال سے بیشک گویا اور متکلم نہوتے - اگر اُسیکا تقاضا نہوتا - کیونکہ نطق اور تکلم بالاسرار اُسی کُل کے فیضان سے حال ہے - دوسرا مصرعہ پہلے کی شرط موخر ہے - اور پہلا جزائے مقدم ؞

	چوں تقاضا بر تقاضا میرسد	موج آں دریا بدینجا میرسد
ترجمہ	چونکہ آتا ہے تقاضا دم بدم	یہاں تک آجاتی ہے غافل - موج یم

شرح - آں دریا سے بحر وحدت اور اینجا سے مرتبہ سلوک مراد ہے - یعنی چونکہ جذب حق (کشش آلہی) تقاضے پر تقاضا کرکے اپنی طرف کھینچتا ہے - اِسلئے سالک کا استغراق اور فنا ہوجانا اُسی بحر وحدت کی موج ہے - جو قطرے کو دریا میں ملادینا چاہتی ہے - مطلب یہ کہ بلا تائید غیبی انسان اپنی کوشش سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا نکتہ ایک عارف کا مقولہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص مجذوب ہے - بعض کو سابقہ رحمت آلہی نے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور بعض کو سابقۂ غضب نے سابقۂ رحمت کے مجذوب اولیاء اللہ اور نیک بندے ہیں - اور سابقۂ غضب کے مجذوب کفار اور دیگر اشقیا ہیں اِس قاعدہ سے ہر شخص اپنی ذات کو معلوم کرسکتا ہے - کہ وہ کس قسم کا مجذوب ہے ؞

	چونکہ قصۂ حال پیر اینجا رسید	پیر و حالش روئے در دریا کشید
ترجمہ	قصہ جب پہنچا یہاں تک پیر کا	ہوگیا وہ غرق دریائے فنا

شرح - اینجا سے مقام استغراق مُراد ہے - جو بطفیل حضرت عمرؓ مطرب کو حاصل ہوگیا تھا - اور جسکی نسبت پہلے غرق گشتہ در جمال ذوالجلال فرمایا گیا ہے - مطلب یہ کہ جب پیر چنگی مقام استغراق تک پہنچگیا - تو وہ خود اور اُسکا حال دریائی وحدت میں جا چھپا - یعنے مُطرب عارف مستور الحال ہوگیا - بعض نسخوں میں روئے در پردہ کشید ہے - یعنے در پردۂ فنافی الذات مطلب یہ کہ وہ بہت جلد مرتبہ سلوک سے مرتبۂ استغراق تک پہنچگیا - اور فنافی اللہ ہوگیا -

	پیر دامن را ز گفت و گو فشاند	نیم گفتہ در دہانِ او بماند
ترجمہ	گفتگو سب چھوڑ بیٹھا خوش صفات	رہ گئی آدہی کی آدہی مُنہ میں بات

شرح - یعنے مُطرب بحرِ استغراق میں غرق ہوکر ذکر ماضی و مستقبل سب کو بھول گیا - اور استغراق کے باعث اُسکی زبان سے طاقتِ گویائی بالکل زائل ہوگئی - اور جو بات کہنے کی تھی - وہ آدھی کہی اور آدہی اُسکے مُنہ میں رہگئی - مصرعہ ثانی - کنایہ از فنا و استغراق ہے - بعض نسخوں میں در دہانِ ما بماند ہے یعنے مولانا کہتے ہیں کہ اُسکا نصف کلام - اور نیم مقولہ ہماری زبان پر رہ گیا تھا - جو ہمنے بیان کردیا - ورنہ وہ صاحب مقامات علیہ تھا - جسکے مفصل بیان کے لئے الگ ایک دفتر چاہئے کیونکہ اہل فنا کا حال لکھنا نہایت مشکل ہے -

	از پئے این عیش و عشرت ساختن	صد ہزاران جاں بشاید باختن
ترجمہ	سچ ہے ایسے عیش و عشرت کے لئے	جان اپنی ہار دینی چاہئے -

شرح - عیش و عشرت سے مقام وحدت تک پہنچنا - اور تعینات و عالم کثرت سے نجات پا جانا مراد ہے - اور دوسرے مصرع میں جانبازی بمعنے فنافی الذات - یعنے مقامِ وحدت میں عیش و عشرت کرنے کے لئے ایک جان کیا لاکہ جانیں ہار دینی چاہئیں - کیونکہ مُقام وحدت آلہی بیش قیمت چیز ہے - کہ اُسکے مُقابلہ میں لاکھوں جانیں ہیچ اور محض لاشئے ہیں - کسی نے سچ کہا ہے - ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ - نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز *

	در شکار بیشہ جاں - باز باش	ہمچو خورشید جہاں - جانباز باش
ترجمہ	صیدِ دشت جانکی خاطر باز بن	شکل خورشیدِ جہاں جانباز بن

شرح - پہلے مصرعہ میں لفظ باز بمعنے طائر شکاری - اور دوسرے میں جانباز وصفِ ترکیبی ہے بمعنے ساعی و کوشش کنندہ - اور بیشۂ جاں - سے بیابان معنوی مُراد ہے جسمیں جذبات رحمانی اور تجلیات روحانی کا شکار بکثرت ملتا ہے - یعنے اسے مخاطب باز کیطرح معنوی جنگل (عشق حقیقی) میں جذبات رحمانی - اور تجلیات روحانی کا شکار کیا کر - اور منزلِ عشق میں خورشید جہاں تاب کیطرح جانبازی کر - تاکہ تجھے نورِ معنوی حاصل ہو - خورشید کی جانبازی یا جانفشانی حکم الٰہی کو ماننا - اور تمام عالم میں نور پھیلانا ہے - اور انہیں معنوں کی طرف آئندہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے *

	جانفشاں افتاد خورشید بلند	ہر دمے تی مے شود - پُر مے کنند
ترجمہ	جانفشاں ہے چونکہ خورشید بلند	نور سے رہتا ہے پُر اسے عقلمند

شرح - لفظ تہی مخفف تہی ہے یعنے خالی - مطلب یہ کہ جانفشانی سے تو یہ نہ سمجھ کہ میرا کچھ گھٹ جائیگا - نہیں بلکہ سب گھاٹا بھرتا رہیگا - چنانچہ آفتاب کو دیکھ لے کہ اپنی جان یعنے روشنی کو تمام دن عالم پر افشاں کرتا رہتا ہے - اور شام کو اُسکا نور کم ہوجاتا ہے - مگر فیضان الٰہی صبح کے وقت اُس گھاٹے کو پھر بھر دیتا ہے علےٰ ہذا القیاس عشق الٰہی میں جانفشانی کرنے والے گو فنا فی الذات ہوجاتے ہیں - مگر یہ فنا اُنکو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتی - بلکہ زیادتی مراتب کا باعث ہے اور اس سے انہیں جدید زندگانی اور نئی روح حاصل ہوجاتی ہے -

	جاں فشاں اے آفتابِ معنوی		مر جہانِ کہنہ را بنما نوی
ترجمہ	جان چھڑک اے آفتابِ معنوی		اور جہانِ کہنہ کو دکھلا نوی +

شرح - یعنے اے آفتاب عالم معنے (باعتبار انجام) و اے سالکِ طریقِ عشقِ حقیقی (باعتبار ابتدا) تو راہِ حق میں جانفشانی کر - اور جہانِ کہنہ یعنے قلب خستہ کو (جو محبت ماسوی اللہ کے باعث ناکارہ ہوگیا ہے) گلشنِ عشقِ حقیقی کی تازگی دکھا نیز یہ بھی ممکن ہے کہ آفتاب معنوی سے ذاتِ حق اور جان سے علم معرفت مراد ہو جو باعثِ حیات روحانی ہے - اس صورت میں گویا مولانا یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ تو ہمیں علم و معرفت عطا فرما - اور جہانِ کہنہ یعنے قلب مُردہ کو اس سے نئی زندگی عنایت کر - کیونکہ روحانی زندگی علم الٰہی اور معرفت ربانی ہی کا نام ہے -

	در وجودِ آدمی جان و رواں		میرسد از غیب چوں آبِ رواں
ترجمہ	آدمی کے جسم میں ہر لحظہ - جاں		آتی ہے یوں جس طرح آبِ رواں

شرح - یہ شعر تجدد امثال کیطرف اشارہ کر رہا ہے - جسکی بحث بالتفصیل گذر چکی ہے - اور یہاں اس شعر کے لانے سے یہ غرض ہے - کہ جب منبع فیض سے ہر وقت ہر چیز نئی ہوا کرتی ہے - تو جانفشانی سے تو کیوں گھبراتا ہے - اسکے عوض تجھ کو حیات ابدی نصیب ہوگی - پہلے مصرعہ میں رواں یعنے روح ہے - اور دوسرے میں یعنے جاری - اور مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں آبِ رواں کیطرح ہر دم بطور تجدد امثال غیب سے نئی روح آتی رہتی ہے - پھر کیا فنا فی الذات ہونے کے بعد تجھے نئی زندگی اور حیاتِ ابدی حاصل نہ ہوگی؟ یہ تیرا خیال غلط ہے - بلکہ ضرور ہوگی +

	ہر زماں از غیب نو نو میرسد		وز جہانِ تن بروں شو میرسد
ترجمہ	آتی ہے ہر دم ندا یہ غیب سے		چل نکل - اس عالمِ پُر عیب سے

شرح - یعنے غیب سے عالمِ دنیا میں ہر دم - ہر چیز نو بہ نو ہو کر پہنچتی ہے - نیز یہ خطاب آتا رہتا ہے کہ از جہانِ تن بروں شو - یعنے اے شخص جسم ظاہری سے نکلکر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرتا کہ حیات جاودانی کا باعث ہو -

تفسیر دعائے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا و بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حق ست نہ مسرف راہ ہوا -

ترجمہ اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر - جو ہر روز بر سر بازار مُنادی کرتے ہیں - کہ لے خدا ہر سخی آدمی کو نعم البدل عطا فرما اور ہر بخیل کے مال کو ضائع کر - اور اس بات کا ذکر کہ سخی سے مراد وہ شخص ہے - جو راہ حق میں کوشش کرے - اور اُسکا مال نیکیو نکے رستہ میں صرف ہوتا ہو - نہ کہ وہ جو نفسانی خواہشوں کے متعلق بیجا صرف کرے - اور اپنے آپ کو سخی سمجھے

شرح - یہ مولانا قدس سرہ پہلے یہ فرما چکے ہیں - کہ ہر زماں از غیب تو نو میرسد - اور اب اس حدیث کو جو بخاری و مسلم میں موجود ہے - اُسی مطلب پر بطور استدلال نقل فرماتے ہیں - خلف بمعنے بدل - اور تلف بمعنے نقصان سے خلف و تلف اُخروی مراد ہے - یعنے ہر روز دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں - کہ لے خدا ہر سخی کو آخرت میں اجر نیک دے - اور ہر بخیل کو عقبی میں نقصان پہنچا - اور اگر خلف و تلف مال دُنیوی مراد لیا جائے - تو بھی معنے درست ہیں - یعنے لے خدا سخی کو دنیا میں نعم البدل اور بخیل کو نقصان عنایت فرما - ہاں بعض مرتبہ جو سخی کو دنیا میں نعم البدل نہیں ملتا - اُسکا سبب یہ ہے کہ اُس نے شاید مملوک غیر میں سے خرچ کیا ہے - یا بے محل اُٹھایا ہے - اور بعض صورتوں میں جو بخیل کو نقصان نہیں پہنچتا - اسکا باعث اُسکی اور بدنی عبادتیں ہیں - جو تلف سے روکتی ہیں - یا یہ سبب ہے کہ گو ممسک کا مال بالفعل تلف نہو - مگر اُمید ہے کہ عنقریب ہو جائیگا نیز اگر خلف و تلف سے اخلاق نیک و بد کا پیدا ہونا مراد ہو تو بھی صحیح ہے - کیونکہ اکثر سخی نیک اخلاق اور اکثر ممسک بدخلق ہوتے ہیں اہل تصوف کے نزدیک فرشتہ سے قوت ملکیہ مراد ہے - جو حسب مضمون حدیث مذکورہ ہر وقت ندا کر رہی ہے - مگر اُسکو ہر کوئی نہیں سُن سکتا - اور اہل ظاہر کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ دو فرشتے آدمی کی صورت بنکر آواز دیتے ہیں - چنانچہ لفظ بازار سے یہی معنے معلوم ہوتے ہیں - جو اہل ظاہر نے سمجھے ہیں -

	گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند	دو فرشتہ خوش منادی مے کنند
ترجمہ	کہتے ہیں پیغمبروں کے مقتدا	دو فرشتے روز کرتے ہیں ندا

شرح - یعنے پیغمبر نے یہ فرمایا ہے کہ ہر روز عبرت کے لئے دو فرشتے سر بازار ندا کرتے ہیں - اور اُنکی ندا کا مضمون یہ ہے کہ

	کاے خدایا منفقاں را سیر دار	ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار
ترجمہ	رکھہ کریموں کو الٰہی مالدار	اک درم کے بدلے میں دے سو ہزار

شرح - یعنے فرشتے یہ کہتے ہیں کہ لے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھہ - اور اُن کو ایک درم کے بدلے لاکھ درم مرحمت فرما - کیونکہ تو وعدہ کر چکا ہے کہ ہم نیکی کرنے والوں کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا کر دیتے ہیں -

	لے خدایا ممسکاں را در جہاں	تو مدہ الا زیاں - اندر زیاں
ترجمہ	اور جو ممسک مال و زر پر جان دے	اُسکو تو نقصان پر نقصان دے

شرح - اُنہیں فرشتوں کا مقولہ ہے - جو یہ ندا کرتے ہیں - کہ لے خدا بخیلوں کو بجز نقصان در نقصان کے اور کوئی چیز نہ دے - کیونکہ جب وہ تیری راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اُنکا مال بیشک ضائع ہو جانے کے قابل ہے -

اے خدایا منفقاں را دہ خلف	اے خدایا ممسکاں را دہ تلف
ترجمہ - اے خدا اہل کرم کو دے خلف	اے خدا تو ممسکوں کو دے تلف

شرح - یہ شعر تمۂ کلام فرشتگان ہے - یعنے اے خدا سخیوں کو نعم البدل عطا فرما اور بخیلوں کو ہمیشہ نقصان پہنچا ؂

منفق و ممسک محل بیں یہ بود	چوں محل باشد مؤثر مے شود
ترجمہ - ہے سخا و بخل جائے خاص پر	با محل ہیں دونو باتیں پُر اثر

شرح - یعنے سخی اور بخیل وہی بہتر ہے - جو محل سخاوت و بخل پر نگاہ رکھے - اور خرچ وہیں کرے جو خرچ کرنے کی جگہ (مقام نیکی ہو) اور بخل بھی وہیں کرے جو بخل کی جگہ (مقام بدی و نفس پرستی) ہو - ورنہ صرف کی جگہ بخل اور بخل کی جگہ صرف کفران نعمت خداوندی اور بالکل غیر مؤثر ہے - یعنے نہ دنیا میں کوئی نیک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے - نہ عقبیٰ میں - مثلاً فقیروں مسکینوں - یتیموں - قرضداروں محتاج قرابت والوں کو دینا سخاوت ہے - اور رنڈیوں بھانڈوں - میلے - تماشوں - شہوت پرستیوں - حظوظ نفسانی سے متعلق جلسوں میں دینا کفران نعمت ؂

اے بسا امساک کز انفاق بہ	مال حق را جز بامر حق مدہ
ترجمہ - بخل بہتر ہے کہیں اسراف سے	مال حق کو دیکھ حکم حق سے دے

شرح - یعنے بہت سے محل ایسے ہیں - جن میں بخل کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے (ایسے موقعوں کی شرح ابھی بیان ہو چکی ہے) اسلئے اے مخاطب تجھ پر فرض ہے کہ اپنے مال کو جو فی الواقع تیرا نہیں ہے - بلکہ خدا کی امانت ہے بے موقع خرچ نہ کر - بلکہ وہیں اُٹھا جہاں خدا کا حکم ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۝ یعنے اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اپنا مال نیکیوں میں صرف کرنا چاہتے ہو تو ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کو دو ؂

تا عوض یابی تو مال بیکراں	تا نباشی از عداد کافراں
ترجمہ - تا عوض ملجائے مال بیکراں	تا نہو کفار میں سے میری جاں

شرح - یعنے اپنے مال کو حکم خداوندی اور مرضی آلہی کے مطابق حسب محل صرف کر تاکہ اُسکے بدلے میں بے انتہا دولت حاصل ہو - ورنہ بے محل خرچ کرنے سے تیرا شمار اُنہیں کافروں میں ہو جائیگا - جو پیغمبروں کے ستانے کو اپنا مال صرف کیا کرتے تھے - اور اُسکو وسیلۂ ثواب سمجھتے تھے ؂

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا	چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفٰے
ترجمہ - ذبح کرتے تھے شتر جو بید ریغ	مصطفٰے پر تا ہو غالب اُنکی تیغ

شرح - یعنے بیجا صرف کرنیوالوں کی مثال ایسی ہے - جیسا کہ کفار عرب نذریں مان مان کر اسلئے اونٹ ذبح کیا کرتے تھے

کہ اُنہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتح حاصل ہو جائے - چونکہ یہ صرف بالکل بیجا تھا - اِسلئے ثواب کے بدلے اُنھیں اُلٹا عذاب جہنم نصیب ہوا - اِسکے متعلق قرآن مجید کی آیت آئیندہ نقل ہوگی **نکتہ** مولانا قدس سرہ نے بیجا صرف کرنے والوں کو اُن کفار عرب سے تشبیہ دی ہے - جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے مغلوب کرنے کو اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے - یہ نہایت خوفناک تشبیہ ہے اور چونکہ قطب زمانہ کی زبان سے نکلی ہے اسلئے سالکین کو اُسکے سچ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہئے - اس تشبیہ کا نتیجہ یہ ہے - کہ بیجا صرف کرنے والے خدا اور اُسکے رسول کے صریح دشمن ہیں - نعوذ باللہ من ذالک ❖

	امرِ حق را باز داں از واصلے	امرِ حق را در نیابد ہر دلے	
ترجمہ	حکم حق کو جان واصل سے کہیں	عالم حکم خدا ہر دل نہیں	

شرح - واصلے اور دلے بیائے مجہول ہے - اور واصل سے دلے کامل مراد ہے - یعنے اے طالب امر خداوندی (مصرف مال) کو کسی ولی کامل سے پوچھ وہ تجھے سیدھا راستہ بتادیگا - کیونکہ ہر شخص امر حق کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا ❖

	چوں غلامِ یاغیے کو عدل کرد	مالِ شہ بر باغیاں او بذل کرد	
ترجمہ	ہے وہ بدخو شاہ کا باغی غلام	مال شہ جو باغیوں کو دے تمام	

شرح - یہاں لفظ عدل بمعنے خروج و بمعنے عدالت وانصاف دونوں طرح صحیح ہے - اور شاہ بمعنے خواجہ و مالک یعنے بیجا خرچ کرنے والے کی دوسری مثال اُس باغی غلام کی سے ہے جس نے مالک کی حفاظت و حکومت سے عدل یعنے خروج کیا یا اپنے ذہن میں اُسکو انصاف سمجھا کہ مالک کا مال باغیوں کو بخشدیا - **نکتہ** - اس شعر میں بیجا خرچ کرنے والے کی طرح اُس شخص کو بھی باغی (خدا و رسول کا دشمن) کہا گیا ہے - جو ناجایز اور خلاف شرع افعال کے وسیلہ سے مال حاصل کرے - اس سے صاف نکلتا ہے کہ رنڈی بھڑوے - ڈوم - ڈہاڑی اور تمام فساق و فجار خدا و رسول کے دشمن ہیں - اور اُن کی پرورش کرنے والے اُس باغی غلام کی مانند ہیں - جو مالک کا مال چُراکر دیگر باغیوں کی نذر کرتا رہتا ہے - حاصل مطلب یہ کہ بیجا خرچ کرنے والا بندہ خدا ہوکر خدا کا مال دشمنان خدا (فساق و فجار) کے حوالہ کرکے اپنے لئے قیمتی جہنم خرید تا ہے - اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ❖

	طرفہ تر کانرا ہمے پنداشت عدل	کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل	
ترجمہ	اور اُسکو عدل سمجھے پُر غرور	یا کہے ہیں نے سخاوت کی ضرور	

شرح - یعنے خدا کے مال کو بیجا صرف کرنا ایسا ہے جیسے کوئی باغی غلام اپنے مالک کا مال دیگر باغیوں کی نذر کردے اور اُس پر عجیب بات یہ ہے کہ اس صرف بیجا کو سراسر انصاف اور عین جود و سخا خیال کرے - حالانکہ یہ محض بے انصافی اور جود و سخا سے کوسوں دور ہے ❖

	عدل ایں باغی و داوش پیش شاہ	چہ فزاید - دوری و روئے سیاہ	
ترجمہ	عدل اس باغی کا بیشک پیش شاہ	اور کردیگا اُسے بس روسیاہ	

شرح - یعنے اُس باغی غلام کے عدل و سخا سے مالک کے روبرو اُسے کیا حاصل ہوگا؟ کچھ بھی نہیں - بلکہ اور نفرت اور روسیاہی بڑھ جائیگی - علیٰ ہٰذا القیاس بیجا خرچ کرنے والے کو بارگاہ مالکِ حقیقی سے ثواب کی جگہ عذابِ جہنم اور روسیاہی کی اُمید رکھنی چاہئیے - بیجا صرف کرنا خدا کی امانت میں خیانت کرنی ہے جسکو کبیرہ گناہ سمجھنا چاہئیے -

	در نُبی انذار اہلِ غفلت ست		کان ہمہ انفاق ہاشاں حسرت ست	
ترجمہ	غافلوں کا ذکر ہے قرآن میں		خرچ کر کے ہیں وہ سب نقصان میں	

شرح - لفظ نُبی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے - جسکو فارسی زبان میں یعنے قرآن مجید سمجھتے - بعض نسخوں میں نُبی کی جگہ نبا ہے - یعنے قرآن اور انذار یعنے ڈرانا یا عبرت دلانا - یعنے اہلِ غفلت کے ڈرانے کے لئے قرآن مجید کی ایک آیت میں یہ مضمون موجود ہے - کہ کافروں کے بیجا صرف کرنے کا انجام سراسر حسرت ہوگا - وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۝ یعنے کافر اسلئے اپنے مال خرچتے (اور اونٹ ذبح کرتے) ہیں کہ لوگوں کو خدا کے سیدھے رستے (ایمان اور تصدیق رسالت پیغمبر آخر الزماں) سے روکے رہیں یہ لوگ اس منصوبے میں عنقریب اپنا تمام مال خرچ کر ڈالیں گے - اور انجام کو اُنکا بیجا خرچ کرنا اُنہیں کے لئے باعث حسرت ہوگا - اور یہ فتح مکہ کے دن عاجز و مغلوب کئے جائیں گے - دوسری آیت یہ ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط یعنی اِسمیں شک نہیں کہ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی یعنے ابلیس کے تابع فرمان اور اُسکے دوست ہیں - نیز عرب کا مقولہ ہے کہ لَا خَیْرَ فِی السَّرَفِ وَلَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ یعنے اسراف بیجا میں خیر نہیں اور خیر میں اسراف بیجا نہیں ؀

	قربانی کردن سرداران عرب بامید قبول افتادن	
	پیغمبرؐ کے خلاف قبولیت کی اُمید پر سرداران عرب کے اُونٹ ذبح کرنے کا ذکر	

	سروران مکہ در حرب رسول		بودشان قربان بامید قبول	
ترجمہ	مکہ والے بہر ایذائے رسول		کرتے تھے اونٹوں کو قربان بوالفضول	

شرح - یعنے سرداران مکہ اور کفار قریش اس نیت سے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ میں فتح حاصل کریں - قربانیاں کیا کرتے تھے - اور اُن کو یہ اُمید تھی کہ خدا ہماری قربانیوں کو قبول فرما کر ہمیں محمد علیہ الصلوٰۃ پر فتح دیگا - حالانکہ یہ سراسر اسراف بیجا تھا ؀ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکی قربانیاں ضایع ہوئیں - اور مکہ فتح ہوگیا -

	بہرِ آں مومن ہمے گوید ز بیم		در نماز اھدنا الصراط المستقیم	
ترجمہ	اِسلئے رہتا ہے ہر مومن کو بیم		کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم	

شرح - یعنے چونکہ جمیع طاعات و عبادات کا ثواب نیک نیتی پر مبنی ہے - اِسلئے مومنوں پر ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم (اے خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا) کہنا واجب ہے - گو نماز خود فعل خیر - اور صراط المستقیم ہے - لیکن تاہم فساد نیت

کے خوف سے ہر نماز میں آیت مذکورہ کی تکرار واجب ہوگئی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس سخاوت گو بظاہر فعل نیک اور طاعت ہے۔ مگر فساد نیت کے باعث شر اور موجب حسرت ہوجاتی ہے *

آں درم دادن سخی را لائق ست ... جان سپردن خود سخای عاشق ست

ترجمہ: گو درم دینا سخی کا کام ہے ... جان دینی عشق کا انجام ہے

شرح - جان سونپنے سے مجاہدہ فی سبیل اللہ (خدا کے رستے میں جان دیکر کوشش کرنا) مُراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے رستے میں فقط مال صَرف کرتے ہیں انکا نام سخی اور جو جان تک جھونک دیتے ہیں اُنکا عُرف عاشقانِ الٰہی ہے۔ چونکہ عشاق مال کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اِسلئے انکا قول ہے کہ جس نے عشق کے رستے میں اپنی جان ندی وہ بخیل ہے *

نان دہی از بہرِ حق نانت دہند ... جان دہی از بہرِ حق جانت دہند

ترجمہ: نان دینے والے کو ملتی ہے نان ... جان دینے والے کو ملتی ہے جان

شرح - یعنے اگر تو خدا کے لئے کسی ضرورتمند کو روٹی دیگا۔ تو تجھے غیب سے فراخ روزی عطا ہوگی۔ اور اگر اُسکے رستہ میں جان بھی ڈالیگا۔ تو نئی زندگی عطا کیجائیگی۔ جو اس دُنیوی زندگانی سے بدرجہا افضل ہوگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ ۔ یعنے جو لوگ خدا کے رستے میں جان دے ڈالتے ہیں۔ اُنکو مُردہ نہ جانو۔ بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں۔ اُنکو روزی ملتی ہے۔ وہ خوش و خورم ہیں *

گر بریزد برگہائے ایں چنار ... برگِ بے برگیش بخشد کردگار

ترجمہ: جھاڑ دیگا برگ کو گر یہ چنار ... بخشدیگا اور اسکو کردگار

شرح - چنار ایک قسم کا نہایت کلاں اور اونچا درخت ہوتا ہے۔ یہاں چنار سے بلند مرتبہ سخی مراد ہے۔ اور برگ بے برگی بمعنے عوض بے سامانی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اس چنار (بلند مرتبہ اور عالی حوصلہ سخی) کے پتے گر جائیں گے یعنے سخاوت کے سبب اسکا کچھ مال بحسب ظاہر کم ہو جائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس بے برگی کا اچھا بدلا غایت فرما دیگا۔ چنانچہ آئندہ شعر انہی معنوں کی تائید کر رہا ہے *

گر نماند از جود در دستِ تو مال ... کے کند فضلِ الٰہت پائمال

ترجمہ: گر کرم نے لیا ہے تیرا مال ... کب کریگا فضل خالق پائے مال

شرح - یعنے اگر سخاوت کے سبب تیرے پاس کوڑی تک نہ رہے۔ تو اسکا خیال نہ کر۔ کیونکہ تجھ کو فضل الٰہی پامال نہ کرے گا بلکہ نعم البدل دیگا۔ جو مال خدا کے رستہ میں صرف کیا جاتا ہے وہ دُنیا میں بھی بڑھتا ہے۔ آخرت میں بھی۔

ہر کہ کارد۔ گردد انبارش تہی ... لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی

ترجمہ: بونیوالے کا ذخیرہ ہے تہی ... لیکن اُسکے کھیت میں ہے بہتری

شرح - کارُد صیغہ مضارع غائب ہے مشتق از کاشتن بمعنے بونا - کھیت میں بیج ڈالنا - اور انبار بمعنے ذخیرہ تخم یعنے جو شخص کھیتی بونی شروع کرتا ہے - اُسکا انبار تخم گو بظاہر خالی ہو جاتا ہے - لیکن باعتبار باطن کھیت میں اُسکے لئے بہت کچھ بہتری کے سامان موجود ہوتے ہیں - دیکھ لیجئے ایک ایک تخم سے غلہ کے ہزاروں دانے نکل آتے ہیں - اور زمیندار مالا مال ہو جاتے ہیں - اسیطرح سخاوت کرنے سے گو تھوڑا سا مال ہاتھ سے نکلجاتا ہے - مگر ایک درم کے ستر تو دُنیا میں ملجاتے ہیں - اور ذخیرہ آخرت کا حال خدا کو معلوم ہے ؀

	وانکه در انبار ماند و صرفه کرد		اسپش و موش و حوادثہاش خورد
ترجمہ	ڈھیر رکھا جسنے اور صرفہ کیا		اُسکو بس موش و حوادث کھاگیا

شرح - ماند بمعنے گذاشت اور صرفہ بمعنے تنگی ہے - اور اسپش مزید علیہ سپش ہے - سپش جوں کو کہتے ہیں - اور یہاں اس لفظ سے وہ چھوٹا سا جانور مراد ہے - جو اناج میں پیدا ہو جاتا ہے - اور جسکو اُردو والے سُرسُری کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جسنے تخم کو ذخیرہ ہی میں چھوڑ دیا - اور غلہ بونے میں تنگی کی - اُسکے تخم کو سُرسُریاں اور حادثات زمینی و آسمانی کے جو ہے کھاگئے - نہ تخم رہا - اور نہ کھیت بویا گیا - علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بخیلی کرتے ہیں وہ نفع تو کیا اُٹھائیں گے اصل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ سخی اللہ سے قریب - جنت سے قریب آدمیوں سے قریب دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے دور - جنت سے دور - آدمیوں سے دور - دوزخ سے قریب ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ بَشِّرُوا مَالَ الْبَخِیْلِ بِحَادِثٍ اَوْ وَارِثٍ یعنے بخیل کو خبر دیدو کہ تیرے مال پر یا کوئی آفت آئیگی - یا کوئی وارث کھائیگا -

	این جہان نفی است در اثبات جو		صورتت صفر است در معنات جو
ترجمہ	یہ جہاں منفی ہے تو باقی کو ڈھونڈ		تیری صورت صفر ہے معنی کو ڈھونڈ

شرح - یعنے عالم دُنیا سراسر معدوم فانی اور ذات حق بیشک اثبات و باقی ہے - تو فانی کا لحاظ چھوڑ کر اثبات کو ڈھونڈ - اور اپنی ظاہری صورت کو جو صفر یعنے اسرار سے خالی ہے ترک کر کے اپنے معنے و مطلوب یعنے ذاتِ حق کو طلب کر - جو صیغہ امر مشتق از جستن - یہاں بمعنی کوشش کرنا ہے - اور معنات میں تائے فوقانی بمعنے خود ہے ؀

	جان شور و تلخ پیش تیغ بر		جان چوں دریائے شیریں را بخر
ترجمہ	جان شور و تلخ کو کر دے حلال		جان شیریں کو خرید لے باکمال

شرح - یعنے اس جان کو جو غلبۂ نفس امّارہ اور اوصاف حیمی کے باعث شور و تلخ ہو گئی ہے - تیغ فنا کے سامنے لیجا یعنے روح حیوانی کو قتل کر دے تاکہ مرتبہ بقا حاصل ہو - اور اسکے بدلہ میں وہ جان باقی (وصال الٰہی) خرید لے جو دریائی شیریں کی مانند ہمیشہ فیض رساں ہے ؀

ورنمے دانی شدن زیں آستان   گوش کن بارے تو زین این داستان

ترجمہ: تجھ سے گر چُھٹتا نہیں یہ آستان   آسنا ئیں اک عجائب داستان

شرح - یعنے اگر تو آستان پستی سے بارگاہِ عالی کیطرف جانا نہیں چاہتا - تو یہ داستان سُنلے - شاید تجکو اس سے نشانہ دُنیا کے ترک اور بارگاہِ عالی کے اختیار کا شوق پیدا ہو جائے - بعض نسخوں میں سے دانی کی جگہ سے تانی ہے - مخفف توانی

قصۂ خلیفہ کہ در کرم در زمانِ خود از حاتم گذشتہ بود

ترجمہ: ایک بادشاہ وقت کا قصہ جو اپنے جود و کرم میں حاتم سے بڑھ گیا تھا

یک خلیفہ بود در ایامِ پیش   کردہ حاتم را گدائے جود خویش

ترجمہ: اگلے وقتوں میں اک ایسا شاہ تھا   حاتم اُسکا بندہ درگاہ تھا

شرح - یعنے پہلے زمانے میں ایک ایسا سخی بادشاہ تھا - کہ اُسکی بخشش نے حاتم کو اپنا غلام (رہین کرم) بنالیا تھا یعنے اُسکا کرم جود حاتم پر غالب تھا - حاتم ایک مشہور سخی کا نام ہے - جسکے زمانہ پر پیغمبر آخر الزماں نے فخر کیا ہے ٭

رایت جود و کرم افراشتہ   فقر و حاجت از جہاں برداشتہ

ترجمہ: تھا بلند اُسکی سخاوت کا علم   ضامنِ حاجات تھا اُسکا کرم

شرح - یعنے اُس بادشاہ نے علم جود اسقدر بلند کیا - کہ فقر و حاجت کے معنے جہان سے اُٹھ گئے - لوگوں کی حاجتیں بالکل رفع ہوگئیں - اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُسکے جود کے باعث زمانہ میں کوئی محتاج ہی نہیں رہا - بلکہ یہ غرض ہے کہ اُسنے اکثر کی حاجت برآری کی

بحر و کان از جود او صاف آمدہ   داد او از قاف تا قاف آمدہ

ترجمہ: بحر و کاں اُسکی سخاوت سے تھے صاف   داد اُسکی قاف سے تھی تا بقاف

شرح - یعنے دریا اور کانیں اُسکے جود سے خالی ہوگئیں - اور اُسکی داد قاف سے قاف (ابتدا سے انتہائے عالم) تک پہنچگئی - اس شعر میں اُس خلیفۂ کریم کے جود و سخا کو شاعرانہ مبالغہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ٭

در جہانِ خاک ابر و آب بود   مظہر بخشایش وہاب بود

ترجمہ: اس جہاں میں رشک ابر و آب تھا   مظہر بخشائش وہاب تھا

شرح - جہان خاک سے عالمِ خاکی یعنے دنیا مُراد ہے - اور ابر و آب بمعنے کریم و فیاض - یعنے وہ بادشاہ دنیا میں بمنزلہ ابر و آب اور صاحب فیض و احسان اور مظہر اسم وہاب تھا - یعنے اللہ تعالیٰ کی صفت کریمی کی جھلک اُسمیں پائی جاتی تھی ٭

از عطایش بحر و کان در زلزلہ   سوے جودش قافلہ در قافلہ

ترجمہ: بحر و معدن کو سخا سے زلزلہ   جود فرما - مرجع ہر قافلہ

شرح - زلزلہ سے عجز و خجالت اور لغزش و اضطراب مراد ہے اور قافلہ و رقافلہ بمعنے گروہ درگروہ - یعنے اسکی بخشش سے دریا اور کانیں عجز و خجالت کی حالت میں زبانِ حال سے کہہ رہی تہیں - کہ اب ہم میں کچھ نہیں رہا - ہمارا سارا سرمایہ اُسکے جود و کرم کے کام آگیا ہے - اور دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجتمند گروہ درگروہ اُسکے کرم کی طرف متوجہ ہوتے تھے - اور مالا مال ہوکر اپنے اپنے گہر کی طرف چلے جاتے تھے ؀

قبلۂ حاجت در و دروازہ اش — رفتہ در عالم بجود آوازہ اش

ترجمہ: قبلہ کل اُسکا دروازہ ہوا — دہر میں بخشش کا آوازہ ہوا

شرح - در سے باب قلعہ اور دروازہ سے داخل آستانہ بارگاہ مراد ہے - یعنے اُس بادشاہ کا آستانہ قبلہ حاجت تھا یعنی ضرورت مند ہمیشہ اُسکی طرف متوجہ رہتے تھے - اور اُسکے جود کا آوازہ تمام عالم میں پہیلگیا تھا - اُسکا کرم سب جگہ مشہور تھا ؀

ہم عجم ہم روم و ہم ترک و عرب — ماندہ از جود و سخایش در عجب

ترجمہ: کیا عجم کیا روم کیا ترک و عرب — جود سے اُسکے تھے حیران سبکے سب

آب حیوان بود و دریائے کرم — زندہ گشتہ ہم عرب و ہم عجم

ترجمہ: آب حیواں تھا وہ دریائے کرم — اُس سے زندہ سب عرب سارا عجم

شرح - یعنے ترک و روم اور عرب و عجم سب اُسکی سخاوت سے متعجب تھے - اور وہ بادشاہ آب حیواں اور دریائی کرم تہا - جسکی فیض رسانی اور جود و عطا کے باعث عرب و عجم یعنے ہفت اقلیم کے محتاج اور ضرورت مند لوگ پرورش پاتے تھے اِن شعروں میں خلیفہ کی سخاوت کو بطور شاعرانہ مبالغہ کے بیان کیا گیا ہے ؀

اندر ایام چنیں سلطان داد — بشنو اکنوں داستانے باگشاد

ترجمہ: ایسے باذل بادشہ کے وقت کی — داستانِ طول سُن لے معنوی

شرح - یعنے ایک سخی بادشاہ کے زمانہ کا ایک طویل قصہ سُنلے جو ایک اعرابی درویش اور اُسکے گہر والی کے متعلق ہے اور جسمیں بڑے بڑے اسرار معرفت بیان کئے گئے ہیں - داستانے باگشاد یا تو بمعنے داستان طویل ہے یا یہ معنے ہیں - کہ اُس کریم بادشاہ کے وقت کی ایک ایسی داستان سُنلے جو بیحد کشایش دل اور کشف اسرار کا باعث ہے

قصۂ اعرابی درویش و ماجرا کردن زن با او از فقر و درویشی

ترجمہ: ایک اعرابی درویش اور اُسکی ساتھ فقیری و محتاجی کے باعث اُسکی گہر والیکے لڑنے جھگڑنے کا قصہ

یکشب اعرابی زنے مر شوی را — گفت و از حد برد گفت و گوی را

اک شب اعرابی کی عورت نے بڑی — گفتگو شوہر سے کی اور لڑی بی

کیں ہمہ فقر و جفا ما میکشیم — جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم

ترجمہ: سہتے ہم فقر و فاقہ کا ہے غم — اک زمانہ خوش ہے اور ناخوش ہیں ہم

شرح - یعنے ایک اعرابی کی بیوی نے خاوند سے یہ کہا - کہ افسوس ہم کسقدر محتاجی کی مصیبت اور تنگ دستی کے ظلم اٹھارہے ہیں - اور اس پر رشک کا صدمہ الگ ہے کہ تمام عالم خوش و خرم ہے - اور ہم فقر و فاقہ کیحالت میں بدمزہ زندگانی گذار رہے ہیں - اس فقیری اور محتاجی کیحالت میں کب تک زندگی بسر ہوگی ؟

	نان ما نے نانخورش ما درد و رشک	کوزہ ما نے - آب ما از دیدہ اشک
ترجمہ	ہائے نے روٹی ہے سالن درد و رشک	واسطے نے کوزہ ہے پانی آب اشک

شرح - نانخورش - لگاون یا سالن جو روٹی کے ساتھ کہایا جاتا ہے - اور دیدہ اشک میں اضافت مقلوب ہے یعنے عورت یہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے کہانے کو روٹی تو ہے ہی نہیں - البتہ سالن کیجگہ درد اور رشک اغیار موجود ہے - اور ہمارے گھر میں پانی پینے کو پیالہ تک ندارد ہے - البتہ پانی پینے کیجگہ اشک دیدہ (آنکھوں کے آنسو) بہت ہیں -

	جامۂ ما روز تاب آفتاب	شب نہالین و لحاف از ماہتاب
ترجمہ	روز کا کپڑا ہے تاب آفتاب	اور لحاف شب ہے گویا ماہتاب

شرح - نہالین یعنے توشک (نیچے بچھانے کا بستر) اور لحاف اوپر اوڑھنے کی چیز - مطلب یہ کہ تنگی کے سبب یہ حال ہے کہ دن میں تاب آفتاب (دہوپ) ہمارے بدن کے لئے کپڑا بنجاتی ہے - اور رات کو ماہتاب (چاند کی چاندنی) توشک اور لحاف کا کام دیتی ہے - غرضکہ نہ کہانے کو ہے نہ پہننے کو - اس شعر میں کہانے پینے کی بے سامانی کو مبالغہ سے بیان کیا ہے ؂

	قرص مہ را قرص نان پنداشتہ	دست سوئے آسمان بر داشتہ
ترجمہ	قرص مہ کو جانتے ہیں قرص نان	ہیں ہمارے ہاتھ سوئے آسمان

شرح - یعنے ہم اسقدر فاقہ زدہ ہیں کہ بھوک میں قرص مہ (چاند کی ٹکیا) کو یعنے قرص نان (روٹی کی ٹکیا) فرض کرلیا ہے - ورنہ فی الواقع روٹی دیکھنے کو بھی نصیب نہیں ہوتی - اور ہمارے ہاتھ ہر وقت اس دعا کے لئے کہ الٰہی - دال روٹی بھیج - آسمان کیطرف اٹھے ہوتے ہیں اس شعر میں روٹی نہ ملنے کو بطور مبالغہ قرص مہ سے تشبیہ دیگئی ہے -

	ننگ درویشان ز درویشی ما	روز شب از روزی اندیشی ما
ترجمہ	سچ تو یہ ہے ننگ درویشاں ہیں ہم	رات دن رہتا ہے بس روزی کا غم

شرح - روزی اندیشی بمعنے معروف یعنے فکر قوت لا یموت ہے - یعنے ہماری محتاجی اس درجہ تک پہنچگئی ہے کہ خود محتاجوں کو ہم سے شرم آتی ہے - اور فکر روزی کے باعث ہمارا روز روشن شب تاریک بنگیا ہے - عموماً ہر مصیبت اور خصوصاً بھوک کی شدت کے وقت آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے - دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں - یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ لفظ روز - شب بلا واو عطف ہو - اور اگر مع عطف ہے تو یہ مطلب ہے - کہ روز و شب کی فکر روزی اور اس میں منہمک رہنے کے سبب ہماری درویشی ننگ درویشاں ہوگئی ہے - یعنے دیگر درویش

ہمیں نہایت ذلیل سمجھتے ہیں اور ہمیں بندۂ شکم اور عبد الدرہم ہونے کے طعنے دیتے ہیں۔

	بر مثالِ سامری از مردماں		خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں
ترجمہ	جس طرح مخلوق سے تھا سامری		اپنے بیگانے ہیں سب ہم سے بری

شرح۔ سامری حضرت موسیٰ کے ہمراہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا۔ فرعون کے غرق ہوجانے کے دن اُس نے حضرت جبرئیل کو دیکھا۔ کہ انکے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خشک گھانس ہری ہوجاتی ہے۔ اس سے اُس نے جان لیا کہ اسکا خاصّہ احیا یعنے زندہ کرنیکا ہے۔ تھوڑی سی خاک اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے۔ اور حضرت ہارُون کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ سامری نے فرعونیوں کا مال جو بنی اسرائیل کے ہاتھ لگا تھا۔ اکٹھا کرایا۔ اور سونے چاندی کے زیور گلا کر ایک بچھڑا بنالیا۔ اور اُس خاک کو گوسالہ کی تصویر میں ڈالدیا۔ وہ بچھڑے کی سی آواز دینے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمھارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے۔ بنی اسرائیل اُسکو پوجنے لگے۔ اور حضرت ہارُون کے منع کرنے سے نہ مانے۔ جب حضرت موسیٰ طور سے واپس تشریف لائے۔ اور سامری کا حال سُنا۔ تو اُسکے حق میں یہ بددعا کی۔ کہ یا الٰہی یہ شخص تنہا جنگل میں رہا کرے اور آدمیوں کے چھونے سے اِسکو تکلیف پہنچا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو پاس آتا تھا۔ اُسکو سامری لامساس لامساس (یعنے مجھے نہ چھو۔ مجھے نہ چھو) کہتا تھا۔ اور جو شخص بھولکر اُسے چھولیتا تھا۔ تو سامری اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمارے افلاس کے باعث سب اپنے اور بیگانے ہم سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح آدمیوں کو پاس سے سامری بھاگتا تھا۔ اور لامساس کہتا تھا۔ یہ شعر بھی مقولۂ زنِ اعرابی ہے۔

	مر مرا گویند خمش کن مرگ و جک		گر بخواہم از کسے یک مشت نسک
ترجمہ	دور سے کہہ دے کہ چل لے مرگ دور		گر کسی سے چاہوں ایک مٹھی مسور

شرح۔ نسک بمعنے عدس ہے یعنے مسور۔ اور جک بمعنے رنج و بلا و درد یعنے اعرابی کی عورت اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ محتاجی کے باعث ہمارا یہ حال ہے کہ اگر میں کسی سے مٹھی بھر مسور (تھوڑی سی چیز) مانگتی ہوں تو وہ یہ کہتا ہے کہ اے مجسم مرگ و درد۔ کیوں مرنے کو پھر رہی ہے۔ خاموش رہ۔ یہاں ہتیا نہ دے۔ چلتی پھرتی نظر آ۔ آگے بڑھ۔ عموماً فقیروں کو لوگ ذلیل سمجھ کر انکی نسبت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں۔

	در عرب ما ہمچو اندر خط خطا		مر عرب را فخر و غزوست و عطا
ترجمہ	ہم یہاں ہیں جسطرح خط میں خطا		ہے عرب کے واسطے فخر عطا

شرح۔ عورت اعرابی سے یہ کہہ رہی ہے۔ کہ عموماً عرب صاحب فخر و عزت اور اہل جود و عطا ہوتے ہیں ان میں سے اکثر دولت مند ہیں۔ اور غریب بھی ہماری طرح محتاج نہیں۔ بلکہ بقدر ضرورت معاش سے فارغ ہیں البتہ ہم حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے دور ہوجانے کے سوا اور کسی قابل نہیں ہیں۔ ہماری زندگی بالکل ہیچ ہے۔

بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ اسطرح ہے۔ مرعرب را فخر غزو ست و عطا۔ اس صورت میں غزو بمعنے جہاد ہے یعنے اہل عرب جہاد کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ جہاد یا مرتبہ شہادت ہے یا حصول غنیمت۔ اور اجر آخرت۔ نیز عرب والے جود و عطا کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ غرضیکہ بجز ہمارے دیگر تمام اہل عرب شجاعت و سخاوت میں ممتاز ہیں۔ اور ہم صرف غلط کیطرح لاشے۔ بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ در عرب ما ہمچو خط اندر خطا۔ اس صورت میں خطا سے ملک خطا مراد ہے۔ یعنے ہم عرب میں اسطرح ہیں۔ جسطرح کوئی عرب کا خط ملک خطا میں چلا جائے۔ اور ناروائی کے سبب وہاں کوئی اسکا قدر دان نہ ہو۔ اسیطرح ہمارا کوئی پرسان حال نظر نہیں آتا۔

	چہ غزا ما بے غزا خود کشتہ ایم	ہم بہ تیغ فقر بے سرگشتہ ایم
ترجمہ	جنگ کیا بے جنگ ہی کشتہ ہیں ہم	تیغ سے اپنے سرگشتہ ہیں ہم

شرح۔ یعنے جہاد کیسا۔ ہم تو بلا جہاد ہی مرے پڑے ہیں۔ کیونکہ ہمیں فقر و فاقہ کی تلوار اور بھوک پیاس کے خنجر نے خود ہی بے سر و بیجان کر رکھا ہے۔ بعض نسخوں میں بے غزا (بمعنے بلا جہاد) کی جگہ بے غذا بذال معجمہ ہے۔ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ ما بشمشیر عدم سرگشتہ ایم۔ بے غذا یعنے بے نان و نفقہ اور عدم بمعنی نیستی و بے سامانی ہے۔ عورت کہہ رہی کہ دیگر اہل عرب کی طرح ہم سے کیا خاک جہاد ہو سکتا ہے۔ ہم تو بلا نان و نفقہ۔ گویا گھر بیٹھے مرے ہوئے ہیں۔ ہمیں بے سامانی کی شمشیر نے سرگشتہ (حیران یا عاجز) کر دیا ہے۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ شعر میں غزا کی جگہ غزو مناسب ہے۔

	چہ خطا ما بے خطا در آتشیم	چہ نوا ما در دو غم را مفرشیم
ترجمہ	کیا خطا۔ ہم آگ میں ہیں بے خطا	سر بسر ہیں درد و غم میں مبتلا

شرح۔ اس سے پہلے عورت کہہ چکی ہے کہ۔ در عرب ما ہمچو اندر خط خطا۔ یہاں اس مقولہ سے خراب کر کے یہ کہتی ہے کہ ہم حرف غلط کیطرح نہیں ہیں۔ اگر ایسے ہوتے تو ضرور صفحہ دنیا سے اٹھ جاتے۔ بلکہ بلا خطا رشک اغیار اور اپنی بھوک کی آگ میں جل رہے ہیں۔ اور نوا (سامان معاش) کیسا۔ ہم تو درد و غم معاش کا بچھونا بنے ہوئے ہیں۔ یعنے سراپا درد و غم ہیں۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں خطا تقصیر اور غلطی ہی کے معنوں میں ہے۔

	چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم	مر مگس را در ہوا رگ مے زنیم
ترجمہ	اس گدائی پر تکبر کا ہے قصد	کھولدیں اڑتی ہوئی مکھی کے فصد

شرح۔ یعنے اہل عرب کی طرح دوسروں کے ساتھ احسان و عطا کیا خاک ہو سکیگا۔ ہم آپ ہی گدا ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنی گدائی پر تنتے ہیں۔ فخر کرتے ہیں۔ اکڑتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا حال یہ ہے۔ کہ بھوک کی شدت میں خون پی لینے کے ارادہ سے اڑتی مکھی کی فصد لینے کا قصد رکھتے ہیں۔ نکتہ چونکہ عورت کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ فرض ہے۔ اسلئے اعرابی کی عورت اپنی طرف منسوب کر کے یہ طعنے اپنے خاوند کو دے رہی ہے۔ تاکہ اسے غیرت آئے اور کھانے کمانے

فکر کرے - پہلے مصرع سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا خاوند گدائی شکبر تھا - جسکا حال عورت ہی کی زبان سے آئندہ معلوم ہونے والا ہے - نیز گدائے شکبر کی مذمت کے متعلق صحیح حدیث آئندہ منقول ہوگی ❖

	گر کسے مہمان رسد گر من ہم	شب بہ خسپید و نقش از تن برکنم
ترجمہ	گر کوئی مہمان آئے یا عجب	اسکے ہم کپڑیں اُتاریں وقتِ شب

شرح - عورت اپنے خاوند سے بطور مبالغہ اپنی مفلسی کا اظہار کرکے یہ کہتی ہے کہ اگر بالفرض ہمارے گھر کوئی مہمان آجائے اور میں - میں ہی رہوں - یعنے اسی افلاس کی حالت میں رہوں - جس حالت میں کہ اب ہوں - تو سوتے وقت ضرور اُسکی گدڑی (بدن کے کپڑے) اُتارلوں گی - غرضکہ ہمارا افلاس اس درجہ تک پہنچگیا ہے - کہ مہمان کی تواضع کے بدلے ہم اُسکے مال میں خیانت کرنے کو آمادہ ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ فقر کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے ❖

	زیں نمط ایں ماجراؤ گفتگو	برو از حد عبارت پیش شو
ترجمہ	اسطرح یہ ماجرا اور گفتگو	لے گئی دُکھیا خصم کے روبرو

شرح - عبارت بمعنے بیان ہے - یعنے عورت نے اس طریقہ گفتگو اور شکایت افلاس کو خاوند کے رُوبرو حدِ بیان سے باہر پہنچا دیا

	کز عنا و فقر ما گشتیم خوار	سوختیم از اضطرار ایں اضطرار
ترجمہ	یعنے تنگی نے کیا ہے ہمکو خوار	آتش سوزندہ ہے یہ اضطرار

شرح - عنا بمعنے رنج و تکلیف اور فقر بمعنے محتاجی ہے - اور لفظ ایں اضطرار ترکیب میں از اضطرار کا بدل یعنے عطف بیان واقع ہوا ہے - جس سے مطلق اضطرار سابق کی خاص اضطرار فقر کے ساتھ تخصیص ہوگئی ہے - یعنے عورت یہ کہتی ہے کہ ہم رنج و تکلیف اور فقر و فاقہ کے باعث ذلیل و خوار ہوگئے ہیں - اور اُس بیقراری کی آگ میں جلگئے ہیں - جو اس فقر و فاقہ کے ساتھ تخصیص رکھتی ہے - بعض نسخوں میں سوختیم از اضطراب و اضطرار ہے - اس صورت میں یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں ❖

	تا بکے ما ہمچنیں خواری کشیم	غرقہ اندر بحر ژرف آتشیم
ترجمہ	خوار کب تک بیٹھے جی دنیا میں ہوں	غرق کب تک آگ کے دریا میں ہوں

شرح - عورت کہتی ہے کہ اے شخص ہم اس فقر و فاقہ کی آگ کے گہرے دریا میں کب تک ڈوبے رہیں - اور کب تک ذلت و خواری اُٹھائیں

	ناگہ ار روزے درآید میہماں	شرمساری ہا بریم از وے بجاں
ترجمہ	آئے گر ناگاہ کوئی میہماں	روبرو اُسکے ہوں ہم شرمندہ جاں

شرح - یعنے اے شوہر دوست - تو اس بات پر تو خیال کر کہ اگر اچانک ہمارے ہاں کوئی مہمان کہیں سے آجائے تو ہمیں کیسی ذلت اُٹھانی پڑے - کیونکہ گھر میں آٹا دال تو درکنار - تو اچھو لہا تک نذر دہے - اس حالت میں کہنے والا ہمیں کسقدر ذلیل سمجھے گا - ایسی ذلت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے ❖

یک مہمان گر در آید بے ثبوت	دانکہ کفش میہمان سازیم قوت
ترجمہ آگیا گر کوئی مہمان بے ثبوت	جان رکھہ ہے اسکی جوتی اپنی قوت

شرح بے ثبوت بمعنے بلا ثبوت خبر و بلا واقفیت حال ہے مطلب یہ کہ اگر ہمارے گھر ناگاہ کوئی ایسا مہمان آجائے جو ہمارے فقر و فاقہ کی حالت سے واقف ہو تو ہمین فقط شرمندگی ہی حاصل ہوگی لیکن اگر کوئی ایسا مہمان وارد ہو جو ہمارے حال سے بے خبر ہو تو اے مرد وے اس بات کو یقینی طور پر جان لے کہ شرمندگی سے قطع نظر اُسکے مال مین ہمین خیانت ہی کرنی پڑیگی۔ یعنے اُسکی جوتیان بیچکر ضیافت کا انتظام کرینگے۔ اور مہمان کی مدارات اُسی کی جوتیون کا طفیل ہوگا۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم مہمان کی جوتیان گانٹھہ کر روزی حاصل کرینگے۔ حالانکہ جوتی کا نٹھنا خود بے آبروئی ہے۔ اسپر اپنے مہمان کی جوتی کانٹھنا گویا سر بازار جوتیان کہاے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم اپنے مہمان کی جوتیان کہائین گے یعنے فقر و فاقہ کے باعث مہمان کی آنکھون مین اسقدر ذلیل ہونگے گویا اُسنے ہماری جوتے مارے ہین۔

مغرور شدن مریدان محتاج بمدعیان مزور و ایشان را شیخ و اصل پنداشتن و نقد را از نقل نادانستن و نیافتن

ترجمہ مریدان محتاج ارشاد و ہدایت کا مکار مدعیون سے دہوکا کہانا اور اُنکو شیخ واصل گمان کرنا اور کہرے کو کہوٹے یا اصل کو نقل سے جُدا نہ کرنا

بہر این گفتند دانایان فن	میہمان محسنان باید شدن
ترجمہ اسیلئے ہے قول دانایانِ فن	جب بنے تو نیک کا مہمان بن

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اس سے پہلے عورت اپنے خاوند سے کہہ چکی ہے کہ ہم افلاس کے باعث اپنے مہمانون کے مال مین خیانت کرنے کے قابل رہگئے ہین۔ مولانا قدس سرہ نے اسی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مکار صوفی غذائے معنوی سے بے بہرہ اور نقد عشق الٰہی سے مفلس ہوتے ہین اور اُنکے مرید دہوکا کہاکر اُنہین شیخ کامل خیال کرلیتے ہین اور انجام یہ ہوتا ہے کہ بجائے فائدہ علم و معرفت حاصل کرنے کے اُلٹا نقد عمر لٹا بیٹھتے ہین اسیلئے واقفان اسرار کا قول ہے کہ محسنون (نیکوکارون اور کامل مُرشدون) کا مہمان یعنے مرید ہونا چاہیئے۔

تو مرید و میہمانِ آن کسی	کو ستاند حاصلت را از خسی
ترجمہ تو ہے اُسکا میہمان اُسکا مرید	تیرے لیتا ہے محاصل جو پلید

شرح یعنے اے بہولے بہالے مُرید تو اُس شخص کا مہمان یعنے مرید ہوگیا ہے جو بجائے اسکے کہ تجہے کسیطرح

کا فائدہ پہنچا سکے اپنے کمینہ پن سے خود تیرے حاصلات (نقد و مال یا نذر و نیاز یا بدنی خدمتین) سے رہا ہے اور دن رات بیٹھے لوٹ رہا ہے۔

	نیست چیرہ چون ترا چیرہ کند	نور نہ بدہد مر ترا تیرہ کند
ترجمہ	خود ہے عاجز تجکو دے کیا چیرگی	نور کے بدلے ملیگی تیرگی

شرح یعنے مکار شیخ معرکۂ علم و معرفت مین خود ہی چیرہ دست نہین بلکہ مغلوب حرص و نفس ہے پھر ایسا شخص اپنی تربیت سے تجھے کیونکر چیرہ دست بنا سکتا ہے۔

	چون ورا نورے نبد اندر قران	نور کے یابند از وے دیگران
ترجمہ	آپ ہی بے نور ہے وہ بے فرور	دوسرے حاصل کرین کیا اُس سے نور

شرح سبع سیارہ مین سے (سوائے آفتاب) دو ستارون کے ایک برج مین جمع ہونے کو قران کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے ستارون کے ایکجا جمع ہونے سے روشنی زیادہ ہو جاتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ شیخ مزور دغا شعار مکار کے دل مین باوجود ادعائے قران مشتری عشق و زہرۂ معرفت خود ہی انوار الٰہی نہین ہوتا اسلیئے دیگر مرید اُس سے کیونکر نور باطن حاصل کر سکتے ہین۔

	ہمچو اعمش کو کند دارو ے چشم	چہ کشد در چشمہا الا کہ پشم
ترجمہ	ڈھیلکہ والا کیا کرے دارو ے چشم	پھوڑ دیگا آنکھہ کو بھر بھر کے پشم

شرح اعمش لغت مین اُس شخص کو کہتے ہین جسکے آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو مطلب یہ کہ جو شخص خود مریض چشم ہو وہ غیرون کے آنکھون کا علاج کیا خاک کریگا بجز اسکے کہ آنکھون مین صوف بھرے جس سے بیمار چشم اور زیادہ بیمار ہو جائین۔ کیونکہ آنکھون مین جب صوف یعنے بال بھر دیئے جائینگے تو اُس شخص کو ایک کے دو نظر آئینگے یہی حال شیخ مزور کا ہے کہ مریدون کی چشم باطن مین عالم کثرت کے بال بھر دیتا ہے جس سے عالم وحدت کی جگہ کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے۔

	حال ما این ست در فقر و عنا	ہیچ مہمانے مبا مغرور ما
ترجمہ	فقر مین یہ کچھ ہمارا حال ہے	پر ہے وہ مغرور جو کنگال ہے

شرح لفظ ما سے مکار پیر شیخ مراد ہین اور اپنی طرف منسوب کرنا مولانا قدس سرہ کی کسر نفسی ہے۔ یعنے مکار صوفیونکا حال بعینہ اُس اعرابی درویش اور اُسکی مفلس عورت کا سا ہے۔ جیسا کہ اُسکا گھر سامان معاش سے خالی تھا اسیطرح انکا دل اسباب عشق الٰہی سے خالی ہے۔ خدا کرے ایسے مکارون کا کوئی مہمان یعنے مرید نہو ورنہ اسکا نقد حاصلات چھن جائے گا اور بجز ناحق ضایع ہوگی لفظ مبا مخفف مباد ہے۔ نیز ممکن ہے کہ یہان سے لیکر آخر داستان تک تمام

اشعار مقولہ زن اعرابی ہون - جو اپنے افلاس ظاہری کو مکار صوفیون کے افلاس باطنی سے تشبیہ دیکر خاوند سے جھگڑ رہی ہے -

	قحط ده سال ار ندیدی در صور		چشمها بگشا و اندر ما نگر
ترجمہ	دس برس کے قحط کے آثار دیکھ		کھولکر آنکھین یہ شکل زار دیکھ

شرح یعنے ایمخاطب اگر تونے دس برس کے قحط کا اثر لوگون کی صورتون مین مجسم طور پر نہین دیکھا تو آنکھین کھول اور مکار صوفیون کی حالت دیکھ جو ہمیشہ سے غذائے روحانی کی نامیسری اور قحط عرفان کی بلا مین مبتلا ہین - یا عورت یہ کہتی ہے کہ اے مردوے اگر تونے دس برس کے قحط زدون کو نہین دیکھا تو ہمین دیکھ لے - دہ سال سے مانہ دراز مراد ہے

	ظاهر ما چون درون مدعی		در دلش ظلمت زبانش شعشعی
ترجمہ	ہے دل دشمن ہماری جا لگی		دل مین تاریکی زبان پر روشنی

شرح شعشعہ بمعنے روشنی ہے اور شعشعی مین یائے نسبت ہے یعنے منسوب بسوے روشنی مطلب یہ کہ مکار صوفیونکا ظاہری حال دشمن کے دل کی طرح سیاہ تیرہ و تاریک یعنے مخفی ہوتا ہے وہ حتی الامکان اپنے مکر کو چھپاکر دھوکے کی ٹٹی مین لوگونکو شکار اور مریدون کو تباہ کرتے ہین انکا دل سراسر ظلمتکدہ ہے گو زبانی جمع خرچ اچھا ہو یعنے لوگ زبان سے وہ روشن الفاظ بیان کرتے ہین کہ مریدون کو انکے شیخ کامل ہونے کا یقین آجاتا ہے - یا عورت یہ کہتی ہے کہ فقر و فاقہ کے سبب ہماری ظاہری حالت دشمن کے دل کی طرح تاریک ہے اسیطرح یہ کہ ہماری زبان سے ایسے روشن الفاظ نکلتے ہین جنسے لوگونپر تونگری ظاہر ہوتی ہے ہماری وہ مثل ہے کہ دلی کے دلوالی منہ چکنا پیٹ خالی - اے مردوے گدائی کی حالت مین اظہار تونگری ایک قسم کا نفاق ہے کہ باطن کچھ اور ہے ظاہر کچھ اور

	از خدا نے بوئے او نے اثر		دعوتش افزون ز شیث و بوالبشر
ترجمہ	سخت ناواقف خدا سے ہے زبون		اور دعوے شیث و آدم سے فزون

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارا حال اس مکار شیخ کا سا ہے جسکے دماغ جان مین وصال الٰہی کی بو تک نہین پہنچی اور جسکو منزل عرفان تک نہین ملا - لیکن اسکے دعوے حضرت شیث اور حضرت آدم علیہما السلام سے بڑہے ہوے ہین - اور وہ اپنے آپ کو غوث یا ابدال جانتا ہے لفظ بو یہان وہ معنے رکھتا ہے جسکی نسبت صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ الرَّحمٰن یعنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین مظاہر مین خدا کی خوشبو پاتا ہون -

	دیو ننموده ورا هم نقش خویش		او همیگوید ز ابدالیم بیش
ترجمہ	بھاگتا ہے عار سے شیطان دون		اور وہ کہتا ہے کہ مین ابدال ہون

شرح یعنے گو مکار شیخ کو تجلی الٰہی تو درکنار کبھی عار و ننگ کے باعث شیطان نے بھی اپنی صورت نہین دکھائی

گر دہ یہ جانتا ہے کہ مین عالم لاہوت وجبروت و ملکوت و ناسوت سب طے کر چکا ہون اور تمام جسمانی و روحانی عجائبات کا مشاہدہ کئے ہوئے ہون یعنے ولی کامل اور ابدال بلکہ اُنسے بھی بڑھ چڑھکر ہون۔

	حرف درویشان بدزدید ہ بسے	تا گمان آید کہ ہست او خود کسے
ترجمہ	لفظ درویشان چُرالیتا ہے وہ	معتقد اپنا بنا لیتا ہے وہ

شرح یعنے مکار صوفی درویشون کے ملفوظات چرا چرا کر اور اُن مبارک کلمات کو اپنی طرف منسوب کرکے لوگون کو اسلیئے سناتا ہے کہ اُنہین اسکے ولی کامل ہونے کا یقین ہو جائے۔ حالانکہ وہ فی الواقع مرتبہ ولایت سے کوسون دور پڑا ہوا ہے۔ اسکے دعوے بالکل بے دلیل اور جھوٹے ہین۔

	حرف درویشان بدزدد مرددون	تا بخواند بر سلیمے او فسون
ترجمہ	حرف درویشان چُرا کر مرد دون	سانپ کے کاٹے پہ پڑہتا ہے فسون

شرح یہ شعر مع شرح پہلے ہی گزر چکا ہے۔ سلیم بمعنے مار گزیدہ یا سلیم از عقل یعنے احمق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرد دون (مکار صوفی) اپنی کمینگی کے باعث درویشون کے ملفوظات چُرا کر مار گزیدہ (ضرورتمند یا احمق مرید) پر دم کرتا ہے اور اُسسے مکر کی باتین سُنا سنا کر اپنا معتقد کر لیتا ہے۔

	خردہ گیرد در سخن بر بایزید	ننگ دارد از درون او یزید
ترجمہ	ہے وہ بدخو خردہ گیر بایزید	اور جس سے عار رکھتا ہے یزید

شرح یعنے مکار صوفی جو کمینہ اور محض نالایق مدعی ہے حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ سرخیل طائفہ درویشان پر اعتراض کر بیٹھتا ہے حالانکہ یزید (قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ) باوجود کثرت معاصی اور تیرہ دلی اُس مکار سے ننگ و عار رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ایسا مکار شخص مجھسے بھی زیادہ تیرہ دل ہے کہ ظاہر مین نیک بنا ہوا ہے اور باطن مین ہزار بدونکا ایک بد ہے۔

	ہر کہ داند مرورا چون بایزید	روز محشر حشر گردد با یزید
ترجمہ	جانتا ہے ایسون کو جو بایزید	حشر اُسکا ہوگا ہمراہ یزید

شرح یعنے جو شخص مکار شیخ اور جھوٹے پیر و مُرشد کو ابو یزید بسطامی جانے گا اُس محشر یزید بن معاویہ قاتل امام حسین کے ساتھ ہوگا پہلے مصرع مین بایزید مخفف ابا یزید ہے اور دوسرے مین یزید سے مراد قاتل امام حسین رضؓ ہے۔ نکتہ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین ہے اور بعض شارحین اسے الحاقی کہتے ہین کیونکہ حسب ظاہر اسکے معنے درست نہین ہو سکتے اسلیئے کہ اگر کسی شخص نے کسیکو بایزید جان لیا (حالانکہ وہ شیخ مزور یا مدعی باطل تھا) تو یہ گمان کرنے والے کی خطائے اجتہادی ہے پھر اُسکا حشر یزید کے ساتھ کیون ہونے لگا۔ لیکن معنون کی اصلاح یون ہوسکتی ہے کہ اگر وہ شخص مدعی کو مزور اور مکار

جانکر اُسکا اتباع کریگا اور تزویر کے باعث اُسکے اعتقادات مین فساد پیدا ہو جائے گا تو البتہ اُسکا حشر یکسان ہوگا

	بے نواز نان و خوان آسمان	پیش او نند اخت حق یک استخوان
ترجمہ	ہے وُہ بس محروم خوان آسمان	اُسکو حق نے دی نہین اک استخوان

شرح نان و خوان آسمان سے فیوض الٰہی اور اسرار معارف اور استخوان سے معرفت کا ادنے مرتبہ مراد ہے یعنے جہوٹا شیخ فیوض آسمانی سے بالکل محروم ہے اور مراتب عرفان تو بہت بلند ہین اللہ تعالےٰ نے اُسے ادنے سے ادنے مرتبہ بہی عنایت نہین فرمایا۔ اُسکی زبانی باتین سراسر دروغ بے فروغ ہین۔

	او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام	نائب حقم خلیفہ زادہ ام
ترجمہ	اسپہ کرتا ہے ندا دہ مردوون	نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون

شرح یعنے باوجودیکہ جہوٹے اور مکار شیخ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خوان کرم مین سے ایک ہڈی بہی نہین دی مگر وہ بطور ادعائے باطل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو یعنے تمہارے لیئے باطنی غذاؤن کا خوان تیار کیا ہے مین نائب حق (مرشد کامل اور واقف اسرار شریعت و طریقت) اور خلیفہ زادہ یعنے پشتہا پشت سے اولیا زادہ ہون

	الصلا ساده دلان پیچ پیچ	تا خورید از خوان جودم سیر ہیچ
ترجمہ	آؤ کہاؤ الصلا اے مردمان	چن دیئے ہین یعنے یان بخشش کے خوان

شرح صلا بمعنے آواز دادن برائے طعام ہے یعنے کہانے کے لیئے بُلانا۔ اور سادہ دل بمعنے نادان و احمق اور پیچ پیچ بمعنے گرفتار نفس امارہ۔ اور سیر ہیچ یا تو بمعنے اندک اندک ہے یا بمعنے تمام و کمال یعنے جہوٹے شیخ کے پاس باوجودیکہ ہڈی تک نہین لیکن وہ یہ منادی کرتا ہے کہ اے بہولے لوگو اور اے نفس امارہ کے قیدیو۔ اِدہر آؤ یعنے تمہارے لیے خوان جود تیار کیا ہے۔ اِسمین سے تہوڑا تہوڑا کہاؤ یا بالکل صاف کر جاؤ تمہین عام اجازت ہے حالانکہ وہ اِس منادی مین بالکل جہوٹا ہے۔

	سالہا بر وعدۂ فردا کسان	گرد او گشتہ و فردا نارسان
ترجمہ	سالہا وعدہ کیا کل کا مگر	کل نہ آئی آج تک اسے بے خبر

شرح یعنے جہوٹا شیخ ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ چند روز مین کیا آج ہی کل مین آپ باللہ اور درویش کامل بنجائینگے مین عرفان کے تمام مقامات دو چار دن مین طے کرا دونگا اسی جہوٹے وعدہ سے فریب کہا کر بہت سے ناواقف لوگ اُسکے گرد جمع ہو جاتے ہین مگر جس فردا (کل کے دن) کا وہ وعدہ کرتا ہے وہ فردا کبہی آئی ہے نہ آئے گی۔ غرضیکہ اُسکے زبانی وعدون سے کسی مرید کو کچہ حاصل نہوگا کیونکہ دروغ کو فروغ کبہی نہین ہوتا جو مرید اُسکے دہوکے مین آجائے گا اُسکی عمر مفت مین ضایع ہوگی۔

	دیر باید تا که سر آدمی	آشکارا گردد از بیش و کمی
ترجمہ	دیر مین کہلتا ہے راز آدمی	مدتون مین کہلتی ہے بیشی کمی

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے آدمی کا بہید بڑی مدت مین معلوم ہوتا ہے اور یہ بات دیر مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسمین کونسی وصف کی کمی اور کون سے وصف کی زیادتی ہے۔ وہ جہوٹ زیادہ بولتا ہے یا سچ بس تو بلاتحقیق حالات ہر کیسکے ہات پر بیعت ہو جانا گمراہی کا سامان ہے۔

	زیر دیوار بدن گنجست یا	خانۂ موریست و مار و اژدہا
ترجمہ	زیر دیوار بدن ہے گنج یا	چیونٹی کا گہر ہے یا بل سانپ کا

شرح یعنے یہ بات دیر مین کہلتی ہے کہ آدمی کے جسم خاکی کی دیوار کے نیچے (یعنے باطن مین) معرفت الٰہی کا خزانہ ہے یا جہوٹے خیالات کی چیونٹیون کا بل۔ یا بڑی عادتون اور گناہون کے سانپون کی جگہ یا فاسد اعتقادات کا اژدہا۔ اسلیئے مرید کا فرض ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے مُرشد کا امتحان کرلے۔

	چونکہ پیدا گشت کان چیزے نبود	عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود
ترجمہ	ہوگیا جب یہ عیان وہ کچہہ نہ تہا	عمر طالب کی گئی سب بے مزا

شرح یعنے اگر بعد مدت طالب پر یہ ظاہر ہوا کہ جہوٹا شیخ کچہہ ہی نہ تہا تو اسوقت کی آگاہی اور باخبری بالکل بے فائدہ اور عبث ہے۔ کیونکہ طالب کی عمر اُسکی خدمت کرتے کرتے بالکل ضایع ہوچکی ہے۔ وہ مثل ہے کہ اب پچہتائے کیا ہو جب چڑیان چگ گئین کہیت۔

در بیان آنکہ نادر افتد کہ مریدے در مدعی مزور اعتقاد کند بصدق و بمقامی رسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اورا گزند نرساند و شیخش را گزند رساند ولے نادرست

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ کبہی ایسا اتفاق بہی ہوجاتا ہے کہ کوئی مرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر اپنی نیک اعتقادی کے سبب اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اُسکے جہوٹے مُرشد نے خواب مین بہی نہین دیکہا ہوگا اور دریا یا آگ سے اُس نیک اعتقاد مرید کو ضرر نہین پہنچتا۔ البتہ اُسکے کاذب شیخ کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر یہ اتفاق نہایت نادر اور بہت کم ہوتا ہے

	لیک نادر طالب آید کز فروغ	در حق او نافع آید آن دروغ
ترجمہ	لیکن ایسا ہی ہے جو ہو با فروغ	سود مند اُسکو ہے مُرشد کا دروغ

شرح پہلے شعر سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ جہوٹے شیخ کے مرید کی عمر بیکار جاتی ہے اور اُسکو کچہہ حاصل نہین ہوتا۔ مگر چونکہ کبہی اسکے خلاف بہی ہوجاتا ہے (گو بہت ہی کم ہو) اسلیئے مولانا استثنا کرتے ہین فروغ یعنے حسن اعتقاد و شعلۂ ایقان ہے یعنے جہوٹے شیخ کی مریدی سے بیشک طالب کی عمر ضایع ہوجاتی ہے لیکن کبہی کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ حسن اعتقاد

اور فروغ باطن کے سبب شیخ مکار کا دروغ طالب کے حق مین فائدہ مند ہوجاتا ہے اور وہ اپنی خوش اعتقادی اور حسن ظن کے باعث بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔

او بقصد نیک خود جائے رسد	گرچہ جان پنداشت آن آمد جسد
ترجمہ نیک ہوجاتا ہے طالب بے گمان	گرچہ تہا وہ جسم جانا جسکو جان

شرح یعنے اگرچہ مرید نے اپنے شیخ کو روح مجسم جانا تہا اور وہ سراسر جسم نکلا لیکن بعض اوقات مرید اپنے ارادۂ نیک کے سبب مرتبۂ عرفان تک پہنچ ہی جاتا ہے

چون تحری در دل شب قبلہ را	قبلہ نے وان نماز او را روا
ترجمہ جیسے ڈہونڈہے کوئی قبلہ وقت شب	ہے نماز اُس شخص کی مقبول رب

شرح تحری بمعنے درنگ کرنا ڈہونڈنا سوچنا۔ قبلہ کی طرف قصد کرنا فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب مسافر کو اندہیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم نہو تو اُسکو چاہیئے کہ اپنے دلمین قبلہ کو ڈہونڈہے اور جدہر دل قبلہ کی گواہی دے اُدہر ہی نماز پڑہ لے اُسکی نماز ہوجائے گی اگرچہ اُدہر کی جانب فی الواقع قبلہ نہو مطلب شعر یہ ہے کہ ایسے مرید کی رجوع جہوٹے شیخ کا معتقد ہو اور اپنے حسن اعتقاد کے باعث مرتبۂ عرفان حاصل کرلے ایسی مثال ہے جیسا کہ اندہیری رات مین کسی مسافر کو سمت قبلہ معلوم نہو۔ اور وہ تحری یعنے دل مین قبلہ کی سمت ڈہونڈنے کے بعد کسی جانب نماز پڑہ لے تو اُسکی نماز جائز ہوجائے گی۔ علے ہذا القیاس جو مرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر عالم بیخبری مین مین اُسکی خدمت کریگا اُسکی کامیابی کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

مرد را و مے نماید حال ہا	کہ ندید آن شیخ شخص سال ہا
ترجمہ ہوتے ہین طالب پہ ظاہر ایسے حال	شیخ پہ ظاہر نہون ہفتاد سال

شرح مرد سے مراد وہی مرید ہے جو اپنے حسن ظن کے باعث جہوٹے شیخ کو سچا سمجھکر اُس سے بیعت ہوگیا ہے یعنے ایسے نیک اعتقاد مرید کو بعض اوقات ایسے اسرار معرفت معلوم ہوجاتے ہین جو اُسکے کسی جہوٹے شیخ کو برسون بہی معلوم نہین ہوسکتے۔

مدعی را قحط جان اندر سرست	لیک ما را قحط نان بر ظاہرست
ترجمہ مدعی رکہتا ہے مخفی قحط جان	اور ہمپر خود عیان ہے قحط نان

شرح یہان سے پہر عورت کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مرد اگر کوئی جہوٹا اور مکار صوفی قحط جان دنغذائے روحانی اور عالم معرفت کے قحط) کی مصیبت مین مبتلا ہے تو یہ اسکا باطنی اور پوشیدہ عیب ہے لیکن بااینہمہ وہ ہمسے اچہا ہے کہ یہان ظاہری طور پر روٹیون کا قحط ہے۔

ماچرا چون مدعی پنہان کنیم | بہر ناموس مزور جان کنیم

ترجمہ: ماجرا ہم اپنا کیون پنہان کرین | جھوٹی عزت کے لیئے کیون جان دین

شرح۔ ناموسِ مزوّر آبرو اور وہ عزت جو مکر سے حاصل کیجائے مصنوعی گھمنڈ اور شیخی نیز پہلے مصرع مین کنیم بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ ہم کسلیئے مدعی اور مکار آدمی کیطرح اپنی فقر و فاقہ کی حالت کو پوشیدہ کرین۔ اور یہ کیا ضرور ہے کہ ناموس مزور یعنے عزت سراپا مکر و تزویر کے لیئے جان کنی کرین۔ یعنے اپنی عزت اور آبرو ظاہر کرنے کے لیئے اپنی جان پر مصیبت ڈالین اور فقیر ہوکر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرین۔ گویا وہ اپنے خاوند سے یون کہتی ہے کہ تم اپنی فقیری کو کیون چھپاتے ہو اُس کریم اور سخی آدمی کے پاس جاؤ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے بعض نسخون مین ماچرا کی جگہ ماجرا ہے یعنے ماجرائے فقر اور کیفیت فاقہ کو پوشیدہ کیون رکھین اسصورت مین مصرع اول بطور استفہام انکاری ہے اور مال دو نسخون کا ایک ہی ہے۔

صبر فرمودن اعرابی زن خودرا

ترجمہ: اعرابی درویش کا اپنی گھروالی صبر دلانا

شرح معنوی طور پر زن سے مراد نفس امارہ ہے۔ اور شوہر سے عقل گویا اس قصہ مین نفس وعقل کا مباحثہ ہوتا ہے تاکہ طالب کو ان دونون کے ارادون اور مطالب سے آگاہی حاصل ہو اور وہ نفس وعقل کے مرتبہ کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ عقل ہمیشہ نفس امارہ کی مخالفت کیا کرتی ہے

شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت | خود چہ ماند از عمر افزون تر گذشت

ترجمہ: پھر کہا شوہر نے ہے یہ فکر کیون | عمر کیا باقی رہی ہے اے زبون

شرح۔ دخل بمعنے محاصل و آمدنی۔ اور کشت بمعنے کھیتی ہے یعنے گھر والی کے طعنے اور اسقدر باتین سنکر اعرابی درویش نے یہ جواب دیا کہ اے عورت اب تو اسباب دنیا کی جستجو کیون کر رہی ہے اے ناشدنی بہت سی عمر گزر چکی ہے۔ باقی رہی سہی بھی یونہی گزر جائیگی۔

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد | زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد

ترجمہ: نفع و نقصان پہ نہین عاقل کو میل | ہین گزرنے کے لیئے مانند سیل

خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو | چون نمے پاید دمے از وے مگو

ترجمہ: تیرہ رو ہو سیل کوئی یا ہو صاف | دو نوہین ناپایدار آگے معاف

شرح یعنے اے عورت عقلمند آدمی دنیوی اسباب کی کمی بیشی کو نہین دیکھا کرتا کیونکہ یہ کمی بیشی اور دنیوی نفع نقصان رو کے پانی کی طرح گزر جاتا ہے۔ رو کا پانی خواہ صاف ہو خواہ گدلا ایک جگہ ہرگز نہین رہتا علے ہذا القیاس دنیوی اسباب

کی کمی ہیتی ناپائدار ہے۔ پہر ایسی ناپائدار چیزون کا غم ہماری تہاری بلا کرتی ہے

اندرین عالم ہزاران جانور — مے زیند خوش عیش بے زیر و زبر

ترجمہ: دیکھہ اس عالم مین لاکہون جانور — زندگانی کرتے ہین خوش خوش بسر

شرح یعنے اے عورت اس عالم دنیا مین ہزارون جانور بے زیر و زبر یعنی بلا محنت و مشقت بڑے عیش سے زندگانی بسر کرتے ہین۔ خدا خود اُنکی روزی کا کفیل ہے پہر کیا وہ ہمین رزق سے قدر عنایت نہ فرمائے گا۔ قرآن مجید مین ہے وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ یعنے بہت سے جانور ایسے ہین جو اپنا رزق اپنے ساتہ نہین رکہتے اللہ اُنہین اور تمہین سب کو روزی دیتا ہے۔

شکر میگوید خدا را فاختہ — بر درخت و برگ شب ناساختہ

ترجمہ: شکر کرتی ہے خدا کا فاختہ — ہر شجر پر برگ شب ناساختہ

شرح برگ شب بمعنے خوراک شب ضمیر میگوید سے حال واقع ہوا ہے یعنے اُسحالت مین کہ فاختہ رات کی خوراک تک اپنی پاس نہین رکھتی مگر درخت پر بیٹھی خدا کا شکر ادا کیا کرتی ہے یعنے ہر حالت مین شاکر ہے پہر کیا اے عورت تو فاختہ کی برابر بہی شکر و صبر سے کام نہین لے سکتی۔

نخوت و دعوی و کبر و ترہات — دور کن از دل کہ تا یابی نجات

ترجمہ: چہوڑدے کبر و غرور اور جہوٹ بات — تاکہ تو دارین مین پائے نجات

شرح نخوت بمعنے فخر و بزرگی اور ترہات جمع ترہہ بمعنے اقوال باطلہ (جہوٹی باتین) اور دعوے بمعنے خودی اور کبر بمعنے تکبر و غرور ہے۔ یعنے اے عورت اگر تو اپنی نجات چاہتی ہے تو فخر و تکبر اور باطل باتون کو اپنے دل سے دور کر دے۔

حمد میگوید خدا را عندلیب — کاعتماد رزق بر تست اے مجیب

ترجمہ: حمد خالق کر رہی ہے عندلیب — یعنے تجہپر ہے بہروسہ یا مجیب

شرح یعنے بلبل خدا کی حمد کرتے ہوے یہ کہتا ہے کہ اے مجیب الدعوات روزی کا بہروسا تیری ہی ذات پر کرنا چاہیے

باز دست شاہ را کردہ نوید — از ہمہ مردار ببریدہ امید

ترجمہ: باز فارغ ہوکے دست شاہ پہ — دور ہر مردار سے ہے سر بسر

شرح نوید بمعنے شادمانی سے یہان باعتبار قرینہ محل نوید مراد ہے۔ یعنے باز (شکاری جانور) نے بادشاہ کے ہاتہ کو اپنے لئے محل شادمانی بناکر ہر قسم کے مردار جانور کہانے سے اُمید منقطع کرلی ہے یعنے متوکل ہوگیا ہے۔ اسیطرح انسان پر فرض ہے کہ لذائذ دنیا سے جو بطریقت کے اعتبار سے مراد ہین اُمید منقطع کرکے صرف بادشاہ حقیقی پر توکل کرکے گوشۂ عافیت مین بیٹہہ رہے۔

	ہمچنین از پشہ گیری تا بہ فیل		شد عیال اللہ وحق نعم المعیل
ترجمہ	یہ سمجھ پشہ سے لیکر تا بہ فیل		سب عیال حق ہین وہ سب کا کفیل

شرح یعنے اے عورت اسیطرح مچھر سے لیکر ہاتھی تک ہر چھوٹا بڑا متنفس خدا کے کنبے مین داخل ہے اور خدا ان سب کا روزی رسان اور سب سے بہتر اپنی کنبی کی پرورش کرنے والا ہے معیل اُس شخص کو کہتے ہین جو بہت سا کنبا رکھتا ہو صحیح حدیث مین یہ لفظ موجود ہین الخلق کلہم عیال اللہ یعنے ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے۔ قرآن مجید مین ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰہِ رِزْقُهَا یعنے تمام جاندارون کا رزق اللہ تعالے نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ دوسری آیت یہ ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً یعنے نیک کام کرنے والا کوئی مرد ہو یا عورت ہم اسکو پاکیزہ زندگانی مرحمت فرمائینگے۔ اکثر مفسرین نے حیات کو بمعنے قناعت لیا ہے اسیلیے بعض کا مقولہ ہے القناعۃ کنز لا یفنی یعنے خزانۂ قناعت فنا نہین ہوتا اور بعض کا قول ہے قناعت قسمت خداوندی پر اظہار رضامندی کو کہتے ہین جب تک انسان مین یہ صفت نہو مومن کامل نہین ہوتا بشر حافی رح کا قول ہے کہ قناعت ایک فرشتہ ہے جو قلب مومن کے سوا اور کہین نہین بستا حضرت ذو النون رح فرماتے ہین کہ قناعت کرنے والا تمام اہل زمانہ سے نجات پا جاتا ہے اور عز من قنع وذل من طمع مشہور مقولہ ہے۔

	این ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست		از غبار وگرد باد بود ماست
ترجمہ	اور یہ سینے کے اندر ہین جو غم		ہین تکبر کے سبب اے محترم

شرح گرد باد بکسر کاف فارسی بمعنے بگولا ہے۔ اور یہان اس لفظ سے ہوائے نفسانی مراد ہے جو آدمی کو چکر اور نشان کے پھیر مین ڈالکر اُسکے باطنی ہوش وحواس کو اُڑا دیتی ہے اور بود بمعنے انانیت وفریب ہستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام غم والم جو عالم دنیا مین لاحق حال ہو جاتے ہین سب کے سب ہماری حرص کی کدورت اور خواہش نفسانی کے بگولے اور فریب انانیت وخودی اور تکبر کے باعث ہین اسیلیے وہ لوگ جو دنیائے فانی اور لذات جسمانی پر دل نہین لگاتے ہر طرح کے غم والم سے آزاد ہین۔

	این غمان بیخ کن چون داس ماست		اینچنین شد وانچنان وسواس ماست
ترجمہ	جسقدر غم ہین مثال داس ہین		ایسا ہو اور ویسا ہو وسواس ہین

شرح یعنے غم جو قناعت کی جڑ اُکھاڑنیوالے ہین ہمارے لیے داس (درانتی) کے مانند ہین یعنے توکل کے درخت اور قناعت کی کھیتی کو جڑ پیڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدیتے ہین۔ کیونکہ جو شخص غم قلت دنیا مین پڑتا ہے وہ صرف اپنے ہاتھ پاؤن کے بھروسے طلب دنیا مین منہمک ہو جاتا ہے اور اعتماد الٰہی بالکل نہین رکھتا۔ اور یون کہتا ہے کہ اگر ایسا ایسا ہوتا یعنے مین فلان فلان کام کرتا تو مجھکو رزق ملتا حالانکہ یہ سب وسوسے ہین حلال کے لیے سعی کرنی چاہیئے مگر اُسیر رزاقی

کا بہرسا نہو ورنہ مشرک ہوجائیگا۔جو نہایت مذموم اور صوفیہ کے نزدیک بہت بڑا ہے

وانکہ ہر رنجے ز مردن پارۂ ایست ❊ جزو مرگ از خود بران گر چارہ ایست

ترجمہ رنج ایک اک موت کا اک پارہ ہے ❊ دفع کر اس پارہ کو گر چارہ ہے

شرح یعنے اے عورت ہر رنج موت کا ایک حصہ ہے۔کیونکہ موت اور رنج دونو تکلیف دینے والی چیزین ہین البتہ موت کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور رنج کی کچھ کم اسلیئے رنج بیشک موت کا جزو ہے اور جسطرح آدمی موت کو نہین ٹال سکتا اسیطرح موت کے جزو یعنے رنج کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے اسلیئے انسان کو ہر حالت مین رضا بالقضا پر عمل کرنا چاہیئے بران صیغہ امر مشتق از راندن ہے بمعنے ہانکنا دفع کرنا۔

چون ز جزو مرگ نتوانی گریخت ❊ وانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت

ترجمہ جزو ہی سے جب نہ بہاگا جائیگا ❊ کل سے تو بہاگے کا کیونکر بتا

شرح یعنے جبکہ تو جزو مرگ یعنے رنج وغم سے بہاگ کر کہین نہین جاسکتا تو یہ سمجھ لے کہ کل یعنے موت ضرور تجھے دبالیگی کیونکہ جب تو جزو کے دفعیہ پر قادر نہین ہے تو کل کو کسطرح دفع کرسکتا ہے اس شعر کا نتیجہ آیندہ شعر مین ہے۔

جزو مرگ ار گشت شیرین مر ترا ❊ دانکہ شیرین میکند کل را خدا

ترجمہ جزو شیرین ہو گیا جب پُر شعور ❊ کل کو بہی آسان کر دیگا غفور

شرح یعنے یہ تو ثابت ہوچکا ہے کہ اے انسان تو موت کے جزو (رنج وغم) اور کل یعنے خود موت کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے موت آئی اور اب آئی اسلیئے مرنے سے پہلے اگر تو رنج وغم سہنے کا عادی ہوگیا تو سمجھ کہ موت کی سختی کو آسانی سے جہیل لیگا۔کیونکہ رنج وغم جزو موت ہے جسنے جزو کی تکلیف آسانی سے جہیل لی وہ کل کی تکلیف کو بہی آسانی سے برداشت کرلیگا۔غرضکہ اعرابی درویش اپنی عورت کو سمجہا رہا ہے کہ فقر وفاقہ کی تکلیف اُٹہانی گویا ہمین بشارت دے رہی ہے کہ آیندہ خداوند تعالےٰ موت کی تکلیف کو بہی ہمپر آسان کردیگا۔رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکہتا ہے اور ہمیشہ مرنیکے لیئے تیار ہے ایسا آدمی شرف دنیا اور کرم آخرت دونونکا مستحق ہوتا ہے۔

دردہا از مرگ مے آید رسول ❊ از رسولش رو مگردان اے فضول

ترجمہ درد ہین سب موت کے پیغامبر ❊ مُنہ نہ پہیر اس سے اگر ہے باخبر

شرح یعنے درد و رنج موت کی طرف سے پیغام رساں ہوتا ہے تو اس پیغامبر سے مُنہ پہلا کر نہ بیٹہ یعنے درد وغم کو خوشی خوشی قبول کر

ہر کہ شیرین مے زید او تلخ مُرد ❊ ہر کہ او تن را پرستد جان نبرد

ترجمہ موت کڑوی ہوتی ہے عیاش کی ❊ سخت بیجان کرتی ہے تن پروری

شرح یعنے جسنے لذائذ دنیا مین اپنی زندگی بسر کی وہ انجام کار تلخی سے مرا۔ اور جسنے تن پرستی اختیار کی وُہ اپنی جان سلامت نہ لیگیا یعنے اُسے روحانی زندگی نصیب نہوئی۔ اور وصال الٰہی سے محروم رہا یا یہ معنے ہین کہ تن پروروں کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔

گوسفندان راز صحرا مے کشند ۔ آنکہ فربہ تر مر او را مے کشند

ترجمہ: لاتی ہین جنگل سے بہتر بکریان ۔ ذبح ہوتی ہے مگر فربہ میان

شرح یعنے بھیڑ بکریوں کی ریوڑ کو جنگل سے شہروں اور کمیلوں کی طرف لاتے ہین۔ مگر اُسمین سے ذبح اُسی کو کرتے ہین جو فربہ اور موٹی تازی ہوتی ہے۔ یہ شعر گذشتہ مضمون کی تمثیل ہے مطلب یہ کہ حقیقی موت اُسی شخص کے لیئے مخصوص ہے جو لذائذ دنیا کے تنعم سے موٹا تازہ اور زندگی بھر خدا سے بالکل غافل رہا ہو۔ ایسے شخص کو مرنے کے بعد بقا اور حیات ابدی حاصل نہین ہوتی۔ بلکہ وہ صرف کیڑوں کی غذا ہو جاتا ہے۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔

شب گذشت و صبح آمد اے قمر ۔ چند این افسانہ را گیری ز سر

ترجمہ: رات گذری صبح آئی اے ثمر ۔ چھوڑ دے تو یہ کہانی سر بسر

شرح بعض نسخون مین لفظ اے ثمر ہے بمعنے پھل اور بعض مین تمر بمعنے کھجور اور بعض مین قمر بمعنے چاند اور بعض مین سمر (بسین مہملہ بمعنے گندم گون۔ یا سمر سامرت سے مشتق ہے بمعنے فسانہ گوئی شب یہان سے اعرابی درویش اپنی عورت کو (جسکا نام ثمر یا تمر یا قمر یا سمر تھا) خاص طور پر مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے نیکبخت لڑاکا تو نے ساری رات لڑائی جھگڑے اور فقر و فاقہ کی شکایت مین گزار دی یہانتک کہ صبح ہوگئی اب اس کہانے کو چھوڑ خدا کے سنئے سرے سے شکایت افلاس کی چکی جھوٹی شروع نہ کر دینا اور باطنی طور پر شب سے دنیوی زندگانی اور صبح سے مراد موت ہے کیونکہ جسطرح رات لوگون کو میٹھی نیند سلا دیتی ہے اسیطرح دنیوی زندگی خدا سے غافل کر دیتی ہے۔ اور جسطرح رات کے سونے والون کو صبح کی روشنی چکا دیتی ہے اسیطرح موت غافلون کو ہشیار کر کے اُنکے تمام گزشتہ اعمال اُنکے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ اس صورت مین مطلب شعر یہ ہے کہ اے غافل زندگی کے دن پورے ہو چکے ہین اور موت عنقریب آنیوالی ہے۔ اس دنیوی افسانے کو چھوڑ اور تعلقات دنیا سے بالکل الگ ہو جا۔ بعض نسخون مین چند گیری این فسانہ زر ز سر ہے اور مطلب وہی ہے جو بیان ہو چکا ہے

تو جوان بودی و قانع تر بدی ۔ زر طلب گشتی خود اول زر بدی

ترجمہ: نوجوانی مین تھی تو قانع مگر ۔ زر طلب اب بنگئی خود ہو کے زر

شرح یعنے اے عورت جب تو جوان تھی تو بہت قانع تھی حالانکہ جوانی مین قناعت کرنی بڑی مشکل بات ہے خاصکر عورتون

سے نوجوانی مین قناعت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ شباب انکو اچھے کہانے اچھے پہننے اور زر وزیور کی محبت پر مجبور کردیتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے عورت تو اوائل عمر مین خود رز کی طرح نیک اوصاف تہی اب تجھے کیا ہوگیا کہ بڑہاپے مین زر طلب یعنے طالب دنیا اور حریص ہوگئی۔

	رز بدی پر میوہ چون کاسد شدی	وقت میوہ پختنت فاسد شدی
ترجمہ	ہوکے تو انگور کاسد ہو گئی	میوہ پکتے وقت فاسد ہوگئی

شرح رز یعنے درخت انگور و کاسد یعنے ردی و بیکار۔ اور میوہ کے پختہ ہو جانے سے انتہائے عمر مراد ہے۔ اور چون کاسد شدی استفہام ہے یعنے اے عورت تو پہلے انگور کے درخت کے مانند پر میوہ تہی۔ اب بیکار کیون ہوگئی۔ اور اسپر افسوس ہے کہ میوہ پختہ ہو جانے یعنے بڑہاپے کے زمانہ مین بگڑگئی۔

	میوہ ات باید کہ شیرین تر شود	چون رسن تابان نہ واپس تر رود
ترجمہ	چاہیئے شیرین ہو اب میوہ ترا	بٹنے والے رسی کی طرح تو واپس نہ جا

شرح یعنے چاہیئے تو یہ تہا کہ تیرا پہل (ثمر قناعت) روز بروز زیادہ پختہ اور شیرین ہوتا جاتا یعنے تو بڑہاپے مین جوانی سے زیادہ قناعت مین ترقی کرجاتی نہ کہ تنزل کے ساتہ پیچہے ہٹتی جسطرح رسی بٹنے والے آگے کی طرف سے رسی بٹکر پہر پیچہے ہٹ جاتے ہین یہ مشہور مقولہ ہے کہ جسکی آج گزشتہ کل کی برابر ہے وہ مغبون یعنے خسارہ مین ہے اور جسکی آج کل سے بدتر ہے وہ ملعون ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر روز نیکیون مین ترقی کرنی چاہیئے کسی شاعر نے اسی مطلب کو ایک مصرع مین بہت اچھی طرح ادا کیا ہے ع وائے من باشد اگر امروز من فردائے من۔

	جفت مائی جفت باید ہم صفت	تا بر آید کارہا با مصلحت
ترجمہ	فرض ہے بیوی کو ہونا ہمصفت	تاکہ سارے کام ہون با مصلحت

شرح اعرابی درویش کہتا ہے کہ اے عورت تو میری بیوی ہے بیوی کو ہمصفت شوہر ہونا چاہیئے یعنے تجھے بھی میری طرح قناعت اختیار کرنی لازم ہے۔

	جفت باید بر مثال یکدگر	در دو جفت کفش و موزہ درنگر
ترجمہ	جفت ہوتے ہین مثال یکدگر	جفت کفش و موزہ پر کرلے نظر

شرح یعنے جفت (ہر چیز کا جوڑہ) باہم ایک دوسرے کے مطابق ہوتا ہے مثال کے لیے جوتیون کے جوڑون اور موزون کی جوڑیون دیکہہ لے کہ کسقدر ایک دوسرے کے مطابق اور ہمصفت ہین اے عورت اسیطرح تو میری جفت ہے مگر افسوس میری ہمصفت اور میرے خیالات سے موافقت نہین رکہتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک بخت خاوند کی مرضی کے مطابق ہو وہ گویا جیتے جی جنت مین ہے۔

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا | ہر دو جفتش کار ناید مر ترا

ترجمہ: ایک جوتی پانو مین گر تنگ ہے | دوسری ہو جاتی ہے بیکار سے

شرح یعنے دو مین سے ایک جوتی اگر تیرے پانومین تنگ آئے تو یہ سمجھ کہ ہر دو جفت (دونو جوتیان) بیکار ہوگئین تنگ جوتی نے دوسری کو بھی نکما کردیا۔

جفتِ درِ یک خرد وان دیگر بزرگ | جفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ

ترجمہ: جفت دروازہ نہین خرد و بزرگ | شیر کا جوڑا نہین ہوتا ہے گرگ

شرح جفتِ در دروازہ کے کواڑکی جوڑی کو کہتے ہین اور دونو مصرعے بطور استفہام انکاری ہین۔ یعنے ایسا نہین ہوسکتا کہ کواڑون کی جوڑی مین ایک کواڑ بڑا ہو اور ایک چھوٹا علےٰ ہذا القیاس یہ بھی ناممکن ہے کہ شیر بھیڑیے کا جفت ہو یا بھیڑیا یا شیر کا مطلب یہ کہ جفت کو ہمجنس و ہمصفت ہونا چاہیے۔

راست ناید بر شتر جفت جوال | آن یکے خالی و آن یک پر زمال

ترجمہ: اونٹ پر دیکھی نہین یہ بد تری | ایک خالی گون ہو اور اک بھری

شرح یعنے اونٹ پر ایسی دو گونین لادنی نادرست ہین کہ اُنمین سے ایک خالی ہو اور ایک مین مال بھرا ہوا ہو بلکہ خالی ہونگی تو دونو اور بھری ہونگی تو دونو اسیطرح میان بیوی کو ایک حالت اور ایک صفت مین رہنا چاہیے۔

من روم سوئے قناعت دل قوی | تو چرا سوئے شناعت میروی

ترجمہ: جارہا ہون مین قناعت کی طرف | اور تو اپنی شناعت کی طرف

شرح لفظ دل قوی۔ روم کی ضمیر سے حال ہے یعنے مین دل کو مضبوط کیے ہوئے قناعت کی منزلین طے کر رہا ہون اور تو شناعت یعنے برائی اور حرص دنیوی کی طرف جارہی ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صدحیف تو بیوی ہوکر مجھسے موافقت نہین رکھتی۔

مرد قانع از سر اخلاص و سوز | زین نسق میگفت با زن تا بروز

ترجمہ: مرد نے اخلاص سے بے شبہ و شک | اس سے ایسی گفتگو کی صبح تک

شرح یعنے اعرابی درویش اسیطرح اول شب سے صبح تک خالص محبت و دلسوزی سے اپنی گھروالی کو قناعت کے معنے سمجھاتا تھا

نصیحت کردن زن مر شوئی را کہ سخن افزون از قدم و مقام خود مگو کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ این سخنہا اگرچہ راست است اما این مقام ترا نیست و سخن فوق مقام زیان آرد

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو از راہ نصیحت یہ کہنا کہ اے مرد تو اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مرد تو اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لے

ایمان دالو وہ بات مُنہ سے کیوں نکالتے ہو جو کر نہیں کر سکتے۔ اے شخص جو کچھ تو نے کہا بیشک سچ ہے لیکن یہ ساری باتیں تیرے مرتبہ سے بڑھکر ہیں۔ اور اپنے مرتبہ سے بڑھکر بات کرنی انجام میں نقصان پیدا کرتی ہے۔

شرح اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ اے مرد وے توکل وقناعت کے بارہ میں جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وُہ بیشک درست اور بالکل ٹھیک ہے لیکن تو خود اہل توکل اور صاحب قناعت نہیں ہے اسلیئے تیرا قول سراسر فعل کے مخالف ہے جسکو میں ہرگز پسند نہیں کرتی ہے

	زن برو زد بانگ کاے ناموس کیش	من فسون تو نخواہم خورد بیش
ترجمہ	پھر کہا جھنجلا کے عورت نے کہ بس	میں نہ کھاؤنگی فریب اسکے بوالہوس

شرح یعنے خاوند کی باتیں سُنکر عورت جھنجلا اُٹھی۔ اور چیخ کر یہ کہا کہ اے ناموس کیش یعنے آپ کو مصنوعی آبرو دکھانے اور جھوٹی باتوں کا اپنا مذہب سمجھنے والے بیہودے میں آیندہ تیرے دم میں نہ آؤنگی اور اس سے زیادہ تیری جھوٹی باتوں کا فریب نہ کھاؤنگی۔ اور تیری بات کو نہ مانونگی تو خود قانع اور متوکل شخص نہیں ہے بلکہ حریص اور دنیا طلب ہے مگر اپنی عزت اور آبرو کے خیال سے اُس امیر کے ہاں جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے مانگنے نہیں جاتا اور مجکو قناعت اور توکل کا ذکر کرکے دھوکا دیتا ہے۔

	ترہات از دعوی و دعوت مگو	رو سخن از کبر واز نخوت مگو
ترجمہ	جھوٹی باتوں اور اس دعوت کو چھوڑ	چل پرے ہٹ کبر کو۔ نخوت کو چھوڑ

شرح ترہات جمع ترہہ بمعنے اقوال باطلہ ہے اور دعوے و دعوت مترادف ہیں یعنے اے شخص دعوے قناعت اور ادعاے توکل کے متعلق جھوٹی باتیں نہ بنا۔ اور کبر و نخوت سے کام نہ لے تو فی الواقع متوکل نہیں ہے بلکہ از روئے نخوت و غرور توکل کا دعوے کرتا ہے۔

	چند حرف طمطراق و کار وبار	کار و حال خود ببین و شرم دار
ترجمہ	کب تک ایسے لفظ ایسی بول چال	شرم کر اللہ سے دیکھ اپنا حال

شرح طم بمعنے علو و بلندی ہے اور طراق بمعنے آواز خوشی۔ لیکن لفظ طمطراق مرکب ہو کر بمعنے کر و فر و شان و تجمل مستعمل ہے نیز پہلے مصرع میں استفہام ہے یعنے اے مرد وے ظاہر میں قناعت کے متعلق یہ فصیح و بلیغ الفاظ اور توکل کی بابت یہ پرُشان و شوکت کلمات اور باطن میں یہ کار وبار یعنے اسقدر حرص دنیوی لاحول ولا قوۃ کیا تیری ظاہری حالت خلاف باطن نہیں ہے تو اپنی باطنی حال اور طمع نفسانی کو دیکھ اور دعوے قناعت سے شرم رکھ

	نخوت و دعوی و کبر و ترہات	دور کن از خود کہ تا یابی نجات
	یہ تکبر یہ غرور و ترہات	چھوڑ دے سب کو کہ تا پائے نجات

شرح یعنے اے شخص اگر دین و دنیا کی بلاؤن سے نجات پانی منظور ہے تو غرور و تکبر اور جھوٹی باتین بنانی بالکل چھوڑ دے ورنہ انجام بُرا ہوگا۔

	کبر زشت و از گدایان زشت تر	روز سرد و برف و آنگہ جامہ تر
ترجمہ	ہے فقیرون کا تکبر زشت تر	جیسے ہون جاڑے کے دن اور جامہ تر

شرح یعنے تکبر کی صفت کسی مین ہو بُری ہے لیکن فقیرون مین ہو تو بہت ہی بُری ہے صحیح حدیثون مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ثلاثۃ لا یکلمہم اللہ یوم القیمۃ و لا ینظر الیہم و لا یزکیہم و لہم عذابٌ الیم شیخ زانٍ و ملک کذاب و فقیر متکبر یعنے قیامت کے دن اللہ تعالے تین شخصون سے کلام نہ کریگا اور نہ اُنکی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ اُنکو گناہون سے پاک کریگا بلکہ اُنکو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُنمین سے ایک وُہ ہے جو بڑھاپے مین زنا کرے دوسرا وہ جو بادشاہ ہوکر جھوٹ بولے تیسرا وہ جو فقیر ہوکر متکبر ہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ گدائے متکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ جاڑے کا موسم ہو اور برف پڑتی ہو اسپر کوئی شخص پانی مین بھیگے ہوے کپڑے پہنے ایسا آدمی اگر موت سے بچگیا تو بیمار ضرور ہوجائے گا علےٰ ہذا القیاس فقیر کو اُسکا تکبر گور کے کنارے پہنچا دیتا ہے۔

	چند آخر دعوی و باد بروت	اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت
ترجمہ	تا کجا یہ شیخیان یہ کرّ و فر	خانۂ دِل ہے ترا مکڑی کا گھر

شرح باد بروت (موچھونکی ہوا) غرور و تکبر و لاف کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے شخص آخر یہ قناعت کے دعوے اور توکل کی بابت جھوٹی شیخی کب تک اس زبانی جمع خرچ کو چھوڑ دے تیرا باطن خلاف ظاہر ہے کیونکہ تیرا خانۂ دل مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ضعیف ہے ایسے بودے گھر مین توکل و قناعت کا گذر کسیطرح نہین ہوسکتا۔ انکے ٹھیرنے کے لیئے بڑا مضبوط مکان (اولیاء اللہ کا دل) چاہیئے۔

	از قناعت کے تو جان افروختی	از قناعتہا تو نام آموختی
ترجمہ	کچھ قناعت سے نہین ہے تجکو کام	سیکھ رکھا ہے فقط تونے تو نام
ترجمہ	گفت پیغمبر قناعت چیست گنج کہتے ہین حضرت قناعت گنج ہے	گنج را تو وا نمیدانی ز رنج گنج کو کیا جانے جو بار رنج ہے

شرح یعنے اے شخص حدیث شریف مین قول پیغمبر یہ ہے کہ القناعۃ کنز لا یفنی یعنے قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہین ہوتا اور تو رنج طلب دنیا مین منہمک رہتا ہے اور زبان سے دعوے قناعت کرتا ہے بیشک تو گنج اور رنج مین تمیز نہین کرسکتا

	این قناعت نیست جز گنج روان	تو مزن لاف اے غم و رنج روان
ترجمہ	ہے قناعت صورت گنج روان	لاف کیون بکتا ہے اے رنج روان

شرح یعنے قناعت یہ جسکی تعریف حدیث مین آئی ہے ایک گنج روان اور خزانہ جاری ہے اور اے شخص تو

طلب دنیا میں ہر اسر غم اور رنج روح کا باعث ہے پھر قناعت کا جھوٹا دعوے کسلیئے کرتا ہے قناعت کے یہ معنے ہیں کہ طلب کو حالتِ افلاس میں ویسی ہی تسکین ہو جیسی کہ حالت تونگری میں تہی۔

تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل	جفت انصافم نیم جفت دغل
ترجمہ مجھکے جورو کیون بجاتا ہے بغل	چل پرے ہٹ مین نہین جفت دغل

شرح بغل زدن مسخرا پن کرنے اور مذاق اڑانے کو کہتے ہین۔ یعنے اے مردوے تو جو مجھے اپنی بیوی کہتا ہے یہ تیرا مسخرا پن اور ٹھٹھا بازی ہے مین تو انصاف کو اپنا خاوند جانتی ہون دغل مکر و فریب یا مکار دغا باز کی بیوی بننا نہین چاہتی نکتہ اکثر عورتین شکر رنجی کی حالت مین بطور اظہار ناز اپنے خاوندون سے ایسے الفاظ کہدیا کرتے ہین۔

چون قدم با شاہ و با بگ مے زنی	چون مگس را در ہوا رگ مے زنی
ترجمہ ہمقدم شاہون کا ہوتا ہے میان	اور گہر مین مارتا ہے مکھیان

شرح بگ بفتح بائے موحدہ و بالکسر مخفف بیگ۔ ترکی لفظ ہے بمعنے امیر اور لفظ چون پہلے مصرع مین استفہام کے لئے ہے اور دوسرے مین برائے تعلیل۔ یعنے جبکہ بمقتضائے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہین تو اُڑتی مکھی کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ تو بزرگون اور امیرون کی برابری کیونکر کرسکتا ہے مطلب یہ کہ جب تو طالب دنیا ہے تو دعوے قناعت کسلیئے ہے۔ اور تو فقیر ہوکر امیرون کی طرح مغرور کیون ہے

با سگان ہر استخوان در چالشی	چون نے اشکم تہی در نالشی
ترجمہ ہڈیون کے واسطے کتا ہے تو	اور خالی پیٹ سے روتا ہے تو

شرح چالش بمعنے سعی و کوشش و جنگ و جدال ہے یعنے تو کتے کی طرح طالب دنیا اور اس مردار کی ہڈیان چچوڑنے والا ہے اور نے (بانسلی) کی مانند خالی پیٹ یعنے بھوکا ہوکر غم دنیا مین فریاد و نالہ کرتا رہتا ہے۔

سوے ما منگر بخواری سست سست	تا بگویم آنچہ در رگہاے تست
ترجمہ مجکو گر سمجھا ذلیل اے بد لگام	عیب تیرے منہ پہ رکھہ دونگی تمام

شرح یعنے اے نکھٹو مردوے تو حقارت کے ساتہ مجکو سست او ضعیف خیال نکر ورنہ مین تیرے سارے پوشیدہ عیب جو تیری رگ رگ مین پوشیدہ ہین منہ پر رکھہ دونگی۔ کیونکہ مین تیری رگ رگ سے واقف ہون نکتہ عموماً تمام عورتون کا یہی خاصہ ہوتا ہے جو اس عورت کا تہا یعنے اگر تمام عمر عورت کی نازبرداری کیجائے اور اتفاقاً خاوند اسکی طبیعت کے خلاف کبھی کوئی بات کربیٹھے تو خاوند کے عیوب ظاہر کرنے پر آمادہ اور ناشکری پر مستعد ہو جاتی ہے حضرت عیسےٰ نے ایکبار شیطان کو دیکھا کہ چار گدہون پر کچھ بوجھہ لادے چلا جاتا ہے آپنے فرمایا کہ کہان جاتا ہے اور یہ کیا لادر کہا ہے۔ اسنے جواب دیا تجارت کرنے جاتا ہون اور ان گدہون پر حسد اور خیانت و مکر کو لادر کہا ہے

جور کو سلاطین کے ہاتھ پہونچیگا۔ اور حسد کو علما کے ہاتھ خیانت کو تجار کے ہاتھ اور مکر کو عورتون کے ہاتھ۔

	عقل خود را از من افزون دیدۂ		تو مِن کم عقل را چون دیدۂ
ترجمہ	تونے اپنی عقل کو جانا ہے کیا		مجھسی ناداں کو تنہا سمجھا ہے کیا

شرح یعنے اے بیوقوف مردوے گو تونے اپنی عقل کو میری عقل کوسے زیادہ گمان کیا ہے مگر یہ غلط خیال ہے یہ تو بتا کہ تونے مجھہ جیسی کم عقل کو کیا سمجھا ہے۔ گو حسب مضمون حدیث ہُنّ ناقصات العقل والدین (یعنے عورتین عقل اور دین دو باتون مین ناقص ہین) ہین کم عقل سہی مگر تیری فریب اور بیعقلی کو خوب جانتے ہون اور تو مجھسے بھی کم عقل ہے

	ہمچو گرگ زشت اندر ما مپیچ		اے ز ننگِ عقل تو بے عقل بہ
ترجمہ	پہاڑتا ہے کیون ہمین اے بہیڑیے		بیوقوفا اچھے ہین تیری عقل سے

شرح یعنے اے شخص غضبناک بہیڑیے کی طرح ہمارے پہاڑ ڈالنے کی کوشش نکر تو اس حدیث کا مصداق ہے قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ وَأَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَىٰ مِنَ السُّكَّرِ یعنے آخر زمانہ مین ایسے علما ہونگے جنکے دل بہیڑیون کے سے ہونگے اور زبانین شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنے اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہوگا۔ اے شخص گو تو اپنی فصیح اللسانی سے مجھے بے عقل اور اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے لیکن اس ننگ عقل سے تو بیعقل ہی ہوتا تو بہتر تہا یا یہ سمجھیے کہ لفظ تو مضاف الیہ عقل کا ہے یعنے تیرے اس ننگ عقل سے وہ شخص بہتر ہے جو بیعقل ہو۔

	چونکہ عقل تو عقیلۂ مردم ست		آن نہ عقل ست آن کہ مار و کژدم است
ترجمہ	عقل تیری دام مردم ہے ضرور		عقل کیا ہے مار و کژدم ہے ضرور
	خصم ظلم و مکر تو اللہ باد		دست عقل تو ز ما کوتاہ باد
ترجمہ	دشمن ایسے مکر کا اللہ ہو		ہاتہہ تیری عقل کا ہم کو تاہ ہو

شرح عقیلۂ اُس باے بند رسّی کو کہتے ہین جس سے اونٹ کا پاؤں باندہا جاتا ہے مطلب یہ کہ تیری عقل آدمیون کیلیے پابند یعنے دام فریب ہے بلکہ سانپ بچھو کیطرح انسان کو تکلیف پہنچانیوالی ہے چنانچہ تونے اپنی عقل سے مجھے سخت ایذا پہنچائی ہے۔ اے مردوے خدا تیرے غرور کو ڈہانئے اور تیرے ظلم کا دشمن ہو اور تیری عقل کا ہاتہہ ہمسے دور رہے۔

	ہم تو ماری ہم فسونگر اے عجب		مارگیر و ماری اے ننگ عرب
ترجمہ	سانپ بھی ہے تو فسونگر بھی ہے تو		مارگیر و مار ہے اے زشت خو

شرح یعنے تو سانپ (صاحب نفس امّارہ اور ایذا رسان) بھی ہے اور فسونگر (حیلہ ساز و مکار) بھی یعنے تونے لوگون کے دکہانے کے لیئے از روے ریاکاری قناعت کے افسون سے اپنے نفس امّارہ کے سانپ کو قابو مین کر رکہا ہے حالانکہ فی الواقع تو قناعت کے معنے ہی نہین جانتا اے ننگ عرب تو سانپ بھی ہے اور سانپ پکڑنے والا بھی۔

نکتہ یہی حال اُس شخص کا ہے جو قبل از وصول مرتبۂ فنا اظہار صوفیت و مشیخت کر کے مکاری کے افسون سے لوگون کو مسخر یا مرید کرتا پھرتا ہے۔ ایسی کی بیعت سے الگ رہنا فرض ہے۔

	زاغ اگر زشتی خود بشناختے	ہمچو برف از رنج و غم بگداختے
ترجمہ	جانتا اپنی بُرائی کو جو زاغ	غم سے ہو جاتا ہلاک اے بدوماغ

شرح عورت بطور نصیحت مرد کو سمجھاتی ہے کہ اگر کالا کوّا اپنی بُرائی اور بدصورتی کو معلوم کر لیتا تو رنج و غم کے باعث برف کی طرح پگھل جاتا۔ ہلاک ہو جاتا۔ اِسیطرح اے مرد ہے اگر تجھے اپنی بُرائی معلوم ہو جاتی تو غیرت کے مارے مر جاتا علے ہذا القیاس جھوٹا صوفی اپنے عیب کو عیب خیال کرتا تو ہرگز زندہ نہ رہتا لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ اپنا عیب کسیکو نظر نہیں آتا۔ اور ہر شخص اپنی عقل کو سب سے بالاتر جانتا ہے۔

	مرد افسونگر بخواند چون عدو	او فسون بر مار و مار افسون برو
ترجمہ	مرد جو پڑھتا ہے منتر سانپ پر	سانپ بھی ہے فکر مین اُسکے بیخبر

شرح لفظ چون عدو۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جسطرح افسونگر (منتر پڑھنے والا) سانپ کا دشمن بنکر منتر پڑھ پڑھ کے سانپ پر دم کرتا ہے اِسیطرح سانپ اُسپر اپنا منتر دم کرتا ہے پھنکار سے مارتا ہے یعنے افسونگر کی ایذا رسانی کے درپے اور اُسکی جان کا دشمن ہے۔ غرضیکہ وُہ اسکے مار ڈالنے کے درپے ہے اور یہ اُسکے یہی حال طالب دنیا کا ہے کہ جسطرح وہ مال دنیوی جمع کرنے کے حیلے کرتا رہتا ہے اسیطرح دنیا اُسکی گرفتاری کے فکر مین رہتی ہے یعنے اُسے اپنے دام محبت مین پھنسا لیتی ہے علے ہذا القیاس اے مرد ہے تو جو دنیا کمانے کے لیے زہد و اتقا و قناعت کے حیلے کر رہا ہے اِس حیلہ سازی کا انجام یہ ہے کہ دنیا خود تجھے اپنی محبت مین گرفتار کر رہی ہے۔

	گر نبودے دام او افسون مار	کے فسون مار را گشتے شکار
ترجمہ	گر نہوتا دام جان افسون مار	کیون فسونگر اُسکا ہو جاتا شکار

شرح لفظ دام او مین اضافت لامی ہے یعنے دام برائے او اور ضمیر او افسونگر کی طرف راجع ہے۔ بودے فعل ناقص ہے اور افسون مار اسکا اسم اور دام او خبر مقدم۔ یعنے اگر افسون مار (سانپ کا پھنکارہ) افسونگر کے حق مین دام نہوتا تو افسونگر سانپ کے افسون کا شکار نہ بنتا مطلب یہ کہ حُبّ دنیا کے سانپ کا پھنکارہ خود افسونگر کے لیئے دام بنجاتا ہے اور مال دنیوی کا شکار کرنے والا خود صید دنیا ہو جاتا ہے۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی توضیح اور اُسکا ہم معنے ہے

	مرد افسونگر ز حرص کسب و کار	در نیابد آن زمان افسون مار
ترجمہ	ہے فسونگر کو جو حرص کسب و کار	اُس گھڑی پاتا نہین افسون مار

شرح کسب و کار سے تدبیر حصول دنیا۔ اور آن زمان سے حرص دنیوی مین پھنسجانے کا وقت مراد ہے یعنے جب حریص آدمی کو حُبّ دنیا کا سانپ اپنے افسون سے قریب ہلاکت کر دیتا ہے تو اسوقت اُسکو ایسا کوئی

منتر نہین ملتا جسکے اثر سے جانبری ہوسکے فی الواقع حب دنیا ایسا افعی سانپ ہے جسکے کاٹے کا منتر ہی نہین

	مار گوید اے فسونگر من وہین	آن خود دیدی فسون ما ببین
ترجمہ	سانپ کہتا ہے فسونگر ہوشیار	کر چکا تو وار اب ہے میرا وار

شرح یعنے جسوقت حب دنیا کا سانپ لپٹ جاتا ہے تو اپنے افسونگر (مکار طالب دنیا) سے یہ کہا کرتا ہے کہ ہان ہان خبردار تو نے اپنی ہلک (طلب دنیا کے متعلق فسون سازی وحیلہ بازی) کا فائدہ تو دیکھہ لیا کہ تجھے مال دنیوی حاصل ہوگیا۔ اب میرا افسون دیکھہ۔ مین افعی حب دنیا ہون دیکھہ تو سہی تجھے کسطرح اپنے افسون سے بہت جلد ہلاک کیے دیتا ہون

	تو بنام حق فریبی مر مرا	تا کنی رسوائے شور و شر مرا
ترجمہ	نام حق سے مجکو دہوکا دیکے تو	ہے مری ذلت کا خواہان سو بسو

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مکار مردود تو مجکو توکل علی اللہ کا نام لیکر فریب دیتا ہے اور اس سے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ مین تیرے جہوٹ کی تردید کرون اور تو مجہپر خفا ہوکر لوگون سے میری مذمت کرے اور لوگ جمع ہوکر مجہپر تیری نافرمانی کا الزام لگائین۔ اور مین رسوائے خلق ہوجاؤن

	نام حقم بست نے آن رائے تو	نام حق را دام کردی وائے تو
ترجمہ	نام حق سے بستہ ہون اے سست رائے	کر لیا ہے دام تو نے ہائے ہائے

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے یعنے مین خدا کے نام سے وابستہ ہون تیری رائے سے دلبستگی نہین رکہتی۔ کیونکہ تیری رائے ضعیف ہے جسکے جہوٹی اور بیکار رہبری سے تو نے نام خدا کو دام صید دنیا بنا لیا ہے۔ تیری حالت پر افسوس ہے کہ کلمات ربانی کو تہوڑی سی قیمت پر بیچتا ہے۔

	نام حق بستاند از تو داد من	من بنام حق سپردم جان و تن
ترجمہ	تجھسے لیگا نام حق خود میری داد	یعنے جان سونپی ہے اسکو شاد شاد
	تا بزخم من رگ جانت برد	یا ترا چون من بزندانے برد
ترجمہ	صبر ٹپ جائیگا تیری جان پر	اور بنیگا قید خانہ تیرا گھر

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے۔ اور مینے نام حق کو اپنا دادرس اور فریاد خواہ بنا لیا ہے۔ اور اپنے جان و تن کو خدا کے سپرد کر دیا ہے وہی تجھسے میری داد لوٹے گا میرا تیرا انصاف خدا کے ہاتہ ہے۔ کیا تعجب کہ جسطرح تو نے اپنے بیہودہ کلمات اور لغو باتون سے میرے دل کو زخمی کیا ہے اللہ تعالے اسکے قصاص مین تیری رگ جان کو کاٹ دے۔ یعنے تجکو ہلاک کر دے اور لم تقولون ما لا تفعلون کے سبب تجھے

حیات ابدی سے محروم رکھے یا میری طرح زندان مصیبت مین ڈالے یعنے جسطرح تو مکر کے سبب دولت دین سے محروم ہوگیا ہے دنیا کے فائدے سے بھی محروم رہے۔

زن ازین گونہ خشن گفتارہا	خواند بر شوے خود او طومارہا
ترجمہ: کین بہت سی اُسنے باتین سخت سخت	کہول بیٹھی ایک دفتر نیکبخت

شرح خشن بمعنے سخت ہے یعنے عورت نے اسطرح کی سخت باتون کا طومار اور شکایتون کا دفتر مرد کے سامنے کہولدیا اور خوب طعنے دیئے۔ اور خوب دل کہولکر باکر باندہ کر خاوند سے لڑی۔

نصیحت مرد زن را کہ در فقیران بخواری منگر و در کار حق بگمان کمال نگر و طعنہ مزن در فقر فقیران و شکر کن در فقر

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ فقیرون کو نظر حقارت سے نہ دیکہا کر اور خدا کے کامون مین کمال کا یقین کہا کر کیونکہ خدا کا کوئی کام ناقص نہین ہوتا۔ اور اے عورت فقیرون کی فقیری پر طعنے نہ مار بلکہ فقر کی حالت مین شکر الٰہی کیا کر

شرح خدا کے کامون مین یقین کمال رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اُسنے جن لوگون کو وصفت درویشی عنایت فرماکر خاص اپنے کامون مین لگا لیا ہے اُنکی نسبت مکاری وحیلہ سازی کا گمان گویا خدا کے کامون کو ناقص خیال کرنا ہے اور ایسا گمان کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے اسلیئے انسان پر لازم ہے کہ درویشونکیطرف سے بدگمان نہ رہے

مرد چون این طعنہا از زن شنفت	مستمع شد بعد ازان این تا چہ گفت
ترجمہ: مرد نے طومار جب سب سن لیا	ہمسے سن لے کیا جواب اچہا دیا

شرح یعنے مرد پہلے تو اپنی گہروالی کے طعنے سنتا رہا پہر سنتے سنتے کیا اچہا جواب دیا ہے جو فی الواقع سننے کے قابل ہے اور آئندہ اشعار مین تفصیل کے ساتہ بیان کیا گیا ہے

گفت اے زن تو زنی یا بو الحزن	فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
ترجمہ: یہ کہا سن کے اُسکے طعن و لعن	فقر فخری ہے ندے تم مجکو طعن

شرح بو الحزن بمعنے صاحب حزن وغم ہے۔ مرد نے اپنی گہروالی کو بو الحزن اسلیئے کہا کہ وہ اخلاس کے باعث خود بہی غمگین رہتی تہی اور اپنے طعنون سے خاوند کو بہی مغموم کردیتی تہی اور الفقر فخری صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ درویشی میرے لیے باعث فخر ہے مطلب یہ کہ اے عورت تو عورت ہے یا غم کی تپلی درویشی کے متعلق مجہے طعنے کیون دیتی ہے اری بہاگوان مین حسب مضمون حدیث فقر کو اپنا فخر جانتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ مرا فخر اور طعنہ دونون سے متعلق ہوسکتا ہے اسیلئے یا تو یہ معنے ہین کہ فقر میرا فخر ہے تو طعن

نہ کرنا یہ کہ حدیث مین الفقر فخری آیا ہے۔ تو مجھپر طعنہ زنی نکر۔

	مال وزر سر را بود ہمچون کلاہ		کل بود آن کز کلہ سازد پناہ
ترجمہ	مال وزر سر کے لیئے ہے اک کلاہ		ہے وہ گنجا جسکی ہے ٹوپی پناہ

شرح یعنے مال وزر کی ایسی مثال ہے جسطرح سر کی ٹوپی۔ وہ شخص گنجا ہوتا ہے جو کلاہ کو اپنی سر کی حفاظت بناتا ہے یعنے کلاہ سے اپنے عیوب چھپاتا ہے مطلب یہ ہے کہ مال اہل دنیا کو اسیلئے محبوب ہے کہ وہ اُنکے عیوب چھپا لیتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ العلم والمال یستران کل عیب مال اور علم تمام عیبون کا پردہ ہین اور عارف جنکے قلوب دولت عشق حقیقی سے مالامال ہین اُنکو ظاہری مال وزر کی کچھ حاجت نہین وہ کچھ عیب ہی نہین رکھتے جسکو مال کے پردہ مین چھپا ئین

	آنکہ زلف وجعد رعنا باشدش		چون کلاہش رفت خوشتر آیدش
ترجمہ	زلف اور چوٹی ہو جسکی خوشحسین		گر نہو ٹوپی اُسے پروا نہین

شرح جعد بمعنے چوٹی اور رعنا بمعنے دراز وخوبصورت ہے یعنے جسکے زلفین اور بال خوبصورت ہون اگر اُسکی ٹوپی اُڑ گئی ہو تو خوبصورتی اور زیادہ ہوجائیگی یعنے عارفان کامل جو عیوب سے پاک ہین اُنکے پاس مال نہونا اور بہی اُنکی زینت قلبی کا باعث ہے

	مرد حق باشد بمانند بصر		پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر
ترجمہ	مرد حق ہوتا ہے مانند بصر		دیکھہ کیا سکتا ہے پوشیدہ نظر

شرح یعنے مرد حق یعنی عارف کامل مثل بینائی کی مانند ہے بس توجسطرح نظر کا برہنہ اور بے حجاب رہنا بہتر ہے کیونکہ نظر پردہ مین رہکر قدرت حق کو نہین دیکھہ سکتی۔ اسیطرح عارفین کو بہی حجاب مال وزر سے جُدا رہنا اچھا ہے کیونکہ حجاب مال وزر مشاہدۂ شاہد حقیقی سے محروم رکھتا ہے

	وقت عرضہ کردن آن بردہ فروش		بر کند از بندہ جامۂ عیب پوش
ترجمہ	پیش کرنے کے لیے بردہ فروش		دور کر دیتا ہے ستر عیب پوش
	ور بود عیبے برہنہ کے کند		بل بجامہ خدعۂ با وے کند
ترجمہ	اور اُسمین عیب ہوتا ہے اگر		کپڑے پہناتا ہے اُسکو حیلہ گر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور عرضہ بمعنے پیش کردن مبیع بر مشتری ہے یعنے بکنے والی چیز کو خریدار کے سامنے لانا تاکہ وہ تمام عیب وصواب دیکھہ لے مطلب یہ کہ جو شخص اپنے کسی بے عیب غلام کو بیچتا ہے تو اُسکے تمام کپڑے اُتار لیتا ہے تاکہ خریدار اُسکو تمام جسمانی عیوب سے پاک سمجھکر بلا تامل خرید لے بیچنے والے کو یہ جراُت اُسیوقت ہوتی ہے جبکہ غلام فی الواقع بے عیب ہوتا ہے اور اگر اُسمین کوئی عیب ہے تو اُسکو بیچنے والا برہنہ نہین کرتا بلکہ اچھے اچھے کپڑے پہناکر

خریدار کو دہوکا دیتا ہے یہ پہلے مضمون کی دوسری تمثیل ہے یعنے عارفون کو ظاہری زینت اور حجاب مال کی حاجت نہین ہے۔ وہ بالکل بے عیب ہین البتہ اہل دنیا مال سے اپنا عیب چھپایا کرتے ہین۔ خدعہ بمعنے فریب و دغا ہے

	گوید این شرمندہ است از نیک و بد	از برہنہ کردن او از تو رمد
ترجمہ	اور کہتا ہے کہ ہے یہ باحیا	ہو نہین سکتا ہے ننگا بر ملا

شرح یہ شعر پہلے قطعہ بند کے دوسرے شعر سے متعلق ہے اور گوید کا فاعل اُس عیب دار غلام کا بیچنے والا ہے جو یہ کہکر مشتری کو دہوکا دیتا ہے کہ یاحضرت یہ غلام اسلیئے کپڑے نہین اُتارتا کہ اپنے اچھے برے مثلاً پیٹ پیٹھ اور ناف و زانو اور ستر عورت کے اظہار سے حیا کرتا ہے۔ اگر مین اُسکو جبرًا برہنہ ہونے کا حکم دونگا تو یہ آیندہ مجھسے نفرت کرنے لگیگا کیونکہ برہنہ کرنے کا باعث تم ہوگے مطلب یہ کہ جو باعیب ہوتے ہین وہ مال و اسباب اور خارجی زینت سے اپنے عیوب چھپانے اور حیلہ حوالہ بتاکر اُنہین پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہین اور ولی کامل چونکہ تمام عیبون سے بری ہوتا ہے اسلیئے مال و دولت کو اپنا پردہ بنانا پسند نہین کرتا

	خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش	خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش
ترجمہ	عیب مین ہے غرق گو وہ تا بگوش	مال دولتمند کا ہے عیب پوش

شرح یعنے گو دولتمند آدمی پانو سے لیکر کان یعنے سر تک عیبون مین ڈوبا ہوا ہو مگر اُسکا مال اُسکے تمام عیب ڈہانک لیتا ہے

	کز طمع عیبش نہ بیند طامعے	گشت دلہا را طمعہا جامعے
ترجمہ	عیب کیا دیکھے گی طامع کی نظر	ہے طمع دل مین اکہٹی سر بسر

شرح یعنے جس شخص کے پاس مال ہو اُسکا عیب کوئی نہین ظاہر کرتا کیونکہ لوگون کے دلون مین طمع بہت سی جمع ہو گئی ہے اور چار طرف سے احاطہ کرلیا ہے طامع اگر مالدار کی عیب جوئی کریگا تو طمع کے باعث جو اُمید نفع ہے وہ منقطع ہوجائیگی

	ور گدا گوید سخن چون زر کان	ور نیابد کالہ او در دکان
ترجمہ	اور گدا کی بات ہو گر زر کان	کون اُسکی بات پر دہرتا ہے دہیان

شرح زر کان۔ معدنی سونا جو کان سے نکلتا ہے اور نہایت خالص ہوتا ہے۔ اور کالہ بمعنے متاع و اسباب یعنے دولتمند کے تمام عیوب ہنر مین داخل ہوتے ہین اور فقیر کوئی ایسی قیمتی بات کہدے جو خالص سونے کے مانند ہو تب بہی اُسکا اسباب (نصیحت) کسی دُکان (گوش قبول) مین نہین سما سکتا اور اُسکے ہنر کا کوئی خریدار نہین بنتا۔ بلکہ لوگ اُسے کم مایہ اور بے وقوف بتاتے ہین۔

	کار درویشی ورائے فہم تست	سوے درویشان تو منگر سست
ترجمہ	کار درویشی ہے باہر فہم سے	تو برا کیون کہہ رہی ہے وہم سے

شرح یعنے اے عورت درویشون کے فعل تیری سمجھ سے باہر ہین سبھے کیا خبر کہ فقیر جھولی مین کیا ڈالتا ہے اور کیا نکالتا ہے تو فقیرون کو حسب ظاہر شکستہ حال دیکھکر انکو حقیر سمجھتی ہے حالانکہ یہ تیری کم فہمی اور سراسر بدگمانی ہے

زانکہ درویشی ورائے کارہاست — دمبدم از حق مرایشان را عطاست

ترجمہ کار درویشی ہے کامون سے جدا — انکو ملتی ہین عطا ہائے خدا

شرح یعنے اے عورت درویشون کے افعال اہل دنیا کے افعال سے بالکل جدا ہین اہل دنیا کو ظاہری خزانے دیئے گئے ہین اور درویشون کو گنج معنوی (عرفان و قناعت) مرحمت ہوا ہے خدا کی عطائے خاص درویشون ہی کے ساتھ مخصوص ہے مگر اس رمز کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔

بلکہ درویشان ورائے ملک و مال — روزیے دارند ژرف از ذوالجلال

ترجمہ وہ نہین رکھتے خیال ملک و مال — روزی دیتا ہے انہین خود ذوالجلال

شرح یعنے اے عورت درویش لوگ ملک معانی و عرفان اور دولت قناعت و ایمان کے علاوہ خدا کی طرف سے بڑی فراخ روزی (تجلی الٰہی) رکھتے ہین اور اسی روزی کا نام انکی اصطلاح مین غذائے روحانی ہے۔

حق تعالیٰ عادل ہست و عادلان — کے کنند استمگری با بیدلان

ترجمہ حق ہے منصف اور منصف بالیقین — بیدلون پر ظلم کرتا ہی نہین

شرح یعنے اللہ تعالےٰ عادل ہے اور عادل اُسی کو کہتے ہین جو دادگر اور سب کے حقوق مین برابری کرنے والا ہو جو حاکم دولتمندون پر کرم اور ضعیفون پر ستم کرے وہ عادل نہین بلکہ فاسق ہے مطلب یہ کہ چونکہ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا حاکم و عادل ہے اسلیئے وہ بیدلون (ضعیفون) پر ہرگز ستم نہین کرتا۔ یعنے بیدلون کو فقر و فاقہ یا بیماری و ناداری مین مبتلا کر دینا معاذ اللہ داخل ستم نہین بلکہ عین عدل و انصاف الٰہی ہے اسکی وجہ آیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

آن یکے را نعمت و کالا دہند — وین دگر را بر سرش آتش نہند

ترجمہ یہ نہین ہوتا کہ نعمت اسکو دے — اور جلائے دوسرے کو آگ سے

شرح دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے یعنے یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالےٰ ایک کو تو نعمت و دولت اور سامان دنیوی عنایت فرمائے۔ اور دوسرے کے سر پر آگ رکھدے یعنے آتش فقر و فاقہ یا سخت مصیبت مین مبتلا کردے۔ کیونکہ ایسا کرنا ستمگری ہے اور عدل الٰہی بالکل اسکا مخالف ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ تفاوت مراتب (ایک کی دولتمندی دوسرے کی فقیری ایک کی صحت دوسرے کی بیماری) عین عدالت الٰہی ہے اللہ تعالےٰ نے ایک کو اسلیئے فقر و مصیبت دی ہے کہ شاید اسکو دولت ملتی تو سرکش اور نافرمان ہو جاتا قرآن مجید مین ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ یعنے اگر اللہ اپنے بندون کی روزی فراخ کردیتا تو نہایت سرکش ہو جاتے اور دوسرے کو نعمت اسلیئے عنایت

ہوئی ہے کہ فقیرون کو صدقہ دے بعض بندگان نفس کو اسلیئے مال ملا ہے کہ وہ ہوا پرست ہو کر قابل نار ہو جائین اور یہ دوزخ کے حق مین عدل ہے کیونکہ وہ بھی مخلوق الٰہی ہے۔ اور بعض کو اس غرض سے زاہد متقی بنایا گیا ہے کہ وہ درجات عالیہ کے مالک بنجائین غرضیکہ اللہ تعالےٰ کا کوئی فعل حکمت اور عدل سے خالی نہین ہے۔ اُسنے ہر ایک کو وہی شئے عنایت فرمائی ہے جو اُسکے لایق تھی اور یہ سراسر عدل ہے۔

	آتشش سوزد کہ دارد این گمان	بر خداے خالق ہر دو جہان
ترجمہ	دوزخی ہے وہ جو رکھے یہ گمان	سوئے خلاق زمین و آسمان

شرح آتشش سوزد بددعا ہے اور کہ بمعنے ہر کہ اور اشارۂ این بجانب ستمگری ہے یعنے جو شخص خالق ہر دو جہان پر ستمگری کا گمان کرے خدا کرے اُس بدگمان کو یہی دنیوی آگ یا آتش دوزخ جلا کر خاکستر کردے بعض نسخون مین سوزد کی جگہ سوزا مخفف سوزاد ہے اور معنے دونون کے ایک ہین

	فقر فخری از گزافست و مجاز	صد ہزاران عز پنہان ست و ناز
ترجمہ	فقر فخری لغو ہے ؟ یا ہے مجاز ؟	یہ نہین ہین اسمین پنہان عز و ناز

شرح گزاف بمعنے بیہودہ و ہرزہ۔ و مجاز ضد حقیقت یعنے وہ کلمہ جو اپنے حقیقی معنون مین مستعمل نہو پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے ایمخاطب کیا کلمۂ اَلْفَقْرُ فَخْرِی (حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) خدانخواستہ کوئی بیہودہ یا لغو بات یا تیرے نزدیک غیر حقیقی معنون مین مستعمل ہے نہین ہرگز بلکہ تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِی کا مضمون بالکل درست ہے اور یہ مبارک کلمہ اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہوا ہے فقر مین فی الواقع ہزارون عزتین پنہان ہین۔ اور حقیقی درویش اس حدیث کے لحاظ سے اپنے فقر پر ہزارون طرح کے ناز کرتے ہین تنبیہ حدیث مذکورہ مین لفظ فقر سے احتیاج مال اور اسکی طلب مین سرگردانی مراد نہین ہے جو آجکل کے گداگرونکی خصلت ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آدمی تمام حالتون اور جمیع امور مین اپنے آپ کو محتاج اور فقیر بارگاہ حق سبحانہ و تعالےٰ جانے اور مال نہونے سے پریشان نہو یہ درویشی عام لوگون کی سمجھ سے باہر ہے اور اسکی شان مین الفقر فخری وارد ہوا ہے۔

	از غضب بر من لقب ہا راندی	یار خوے و مار گیرم خواندی
ترجمہ	تونے بیہودہ دیے مجھکو لقب	مار خوے و مار گیر اے پُر غضب

شرح یعنے اے عورت تونے درویشی کے معنون کو نہین سمجھا اور کم فہمی کے باعث مجھپر بہت سی پھبتیان کہین کبھی مکار کبھی حیلہ ساز کبھی سانپ اور کبھی سانپ پکڑنے والا حالانکہ قرآن مجید مین موجود ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ اے ایمان والو باہم ایکدوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ راندی اور خواندی کو ضرورت شعر کے لیئے بفتح نون

پڑہنا چاہیئے بعض نسخون مین یارگیرم مارگیرم را خوا مدی سے ہے یعنے مین تجکو اپنا دلی دوست جانتا ہون اور توجکو مارگیر سمجھتی ہے۔

	گر بگیرم مار دندانش کنم	تا کش از سر کوفتن ایمن کنم
ترجمہ	توڑتا ہون دانت مین تو سانپ کے	تا کہ سر کوبی سے بہتر سے بچے

شرح یعنے مین اگر کسی سانپ (صاحب نفس امارہ اور اہل دنیا) کو شکار کرتا ہون تو اے عورت تو یہ سمجھتی ہے کہ طلب دنیا کا حیلہ ہے حالانکہ میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُسکے دانت اُکہاڑ دون یعنے اُس سے اخلاق ذمیمہ کو دور کرون تاکہ وہ ہلاکت اور سر کچلے جانے کے عذاب سے بچ رہے اور شریعت کے پتھر کہا کر اختیاری موت سے مرجائے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود اضطراری موت سے اور لوگ اُسکے شر سے محفوظ رہین گے

	زانکہ دندانش عدوے جان اوست	من عدو را مے کنم زین علم دوست
ترجمہ	دانت خود دشمن ہین اُسکی جان کے	دوست مین کرتا ہون اس ترکیب سے

شرح یہ گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مین اُس سانپ (صاحب نفس آمارہ) کے دانت اسلیئے اُکہاڑ دیتا ہون کہ سانپ کے دانتون ہی مین زہر ہوتا ہے۔ اور اُسکی دانت ہی اُسکے جان کے دشمن ہین لوگ سانپ کو دانتون ہی کے خوف سے مار ڈالتے ہین یعنے صاحب نفس آمارہ اخلاق ذمیمہ ہی کے باعث ہلاک ہوجاتا ہے اسلیئے مین اُن دانتون کو جو سانپ کی جان کے دشمن ہین اُکہاڑ دیتا ہون دوسرے مصرع کے یا تو یہ معنے ہین کہ سانپ آدمیون کی جان کا دشمن ہے مین دانت اُکہاڑ کر اُسے دوست بنا دیتا ہون۔ کیونکہ دانت اُکھڑے ہوئے سانپ کو لوگ اپنا دشمن نہین سمجھتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مین دانت اُکہاڑ کر سانپ کو اُسکی جان کا دوست بنا دیتا ہون کیونکہ اس حالت مین کوئی اُسکے مار ڈالنے کا قصد نہین کرتا مطلب یہ کہ مین اپنے علم و نصیحت کے باعث بندگان نفس آمارہ کے اخلاق ذمیمہ دور کرکے اُنکو نیک لوگونکا دوست بنا دیتا ہون۔ جب بُرے اخلاق دور ہوجاتے ہین تو نیک لوگ اپنے پاس بٹہانے سے نفرت اور اُسکی صحبت سے پرہیز نہین کرتے۔

	از طمع ہرگز نخوانم من فسون	این طمع را می کنم من سرنگون
ترجمہ	حرص کے باعث نہین پڑہتا فسون	بلکہ کرتا ہون مین اسکو سرنگون

شرح یعنے اے عورت مین دُنیوی طمع کے سبب کسی شخص پر منتر نہین پڑہتا بلکہ اس طمع کو اوندہا کرکے لوگون کے ساتھ سچی خیرخواہی کرتا ہون۔

	حاش للہ کاین طمع از خلق نیست	از قناعت در دل من عالمیست
ترجمہ	حاش للہ طمع خلقت کی نہین	ہے مرے دل مین قناعت جاگزین

شرح حاشٰ وَحَاشَا بمعنے پناہ و پاکیزگی و دوری یعنے اے عورت مین طمع سے خدا کی پناہ مانگتا ہون اور لوگونکو اُنہین کی خیرخواہی کے لیئے اپنا معتقد کرتا ہون مخلوق سے کسیطرح کی طمع نہین رکھتا میرے دل مین قناعت کا ایک ایسا جہان آباد ہے کہ جسمین طمع کا گذر ہی نہین ہو سکتا **نکتہ** اس اعرابی درویش نے مخلوق سے طمع رکھنے کا انکار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خالق سے طمع رکھنی منافی قناعت و صبر نہین ہے کیونکہ حضرت ایوب کی شان مین اِنَّا وَجَدْنَاہُ صَابِرًا ارشاد ہے یعنے ہمنے اپنے بندے ایوب کو صابر پایا نازل ہے حالانکہ حضرت نے ربِّ اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے خدا مجھے بیماری لگ گئی ہے) فرماکر اپنے مرض کی شکایت اور صحت کی طمع خدا سے کی تہی۔

	زان فرود آ تا نماند این گمان		از سر امرودبن بینی چنان
	بدگمان آ دیکھہ لے جلدی اُتر		تو چڑہی بیٹھی ہے کیون امرود پر	**ترجمہ**

شرح امرودبن باضافت مقلوب ہے بمعنے درخت امرود بسرِ امرودبن آمدن (امرود کے درخت پر چڑہنا) بمعنے گمان و تخمین ہے اور امرود کے درخت سے اُترنا گمان و تخمین کے چہوڑ دینے کو کہتے ہین یعنے اے عورت تو مرتبۂ بُن ناقصات العقل مین ہے۔ اور گویا امرود کے درخت پر چڑہی ہوی ہے اسلیئے بدگمان ہوکر مجھے مکار جانتی ہے اس امرود کے درخت (مرتبۂ نقصان عقل اور بدگمانی) سے اُتر آ تاکہ حقیقت حال معلوم ہو جاوے اور میری طرف سے بدگمانی جاتی رہے **لطیفہ** امرود کے درخت کے متعلق بعض شارحین نے اس مقام پر ایک لطیفہ لکہا ہے وُہ یہ کہ ایک فاحشہ عورت نے اپنے آشنا سے شرط کی کہ مین کسی دن اپنے خاوند کے سامنے تجھے گلے سے لگا لونگی۔ چنانچہ ایک روز اُسنے آشنا کو کہلا بہیجا کہ تم فلان وقت فلان باغ مین پہنچکر کسی جگہ چہپکر بیٹہہ رہنا مین اپنے خاوند کو لیکر اُسی باغ مین آؤنگی حسب الارشاد اُسکا آشنا پہلے سے جا چہپا۔ اور وہ اپنے خاوند کو لیکر آئی سیر کرتے کرتے تو خاوند بیوی ایک امرود کے درخت کے نیچے پہنچے اور عورت امرود توڑنے کے بہانے جہٹ درخت پر چڑہ گئی اور اوپر چڑہکر خاوند کو لعنت ملامت کرنی اور گالیان دینے شروع کردیے اُسکا خاوند نیچے کہڑا کہڑا سخت متعجب ہوا اور بمنت وسماجت پوچہنے لگا کہ تم کس قصور پر لعنت ملامت کرتی ہو عورت نے جواب دیا کہ او کمبخت جا نہا مین سب کچھ دیکھہ رہی ہون تو کب سے موقع کا منتظر اور فرصت کا متلاشی تہا کہ میرے جُدا ہوتے اور درخت پر چڑہتے ہی اس عورت کو پیار کرنے لگا؟ یہ تیری آشنا کون ہے کونے مین چہپی بیٹھی تہی؟ اس خالہ کی خلیجی کو کہان سے ساتھ لگایا تہا۔ ؟ ٹہیرا تو سہی مین درخت سے اُترکر کیسی ہوتی ہون خبر لیتی ہون۔ اور دونون کی کیسی فضیحتی کرتی ہون مرد یہ تقریر سُنکر نہایت حیران ہوا اور قسم کہاکر کہنے لگا کہ میرے پاس تو کسی غیر عورت کا نام و نشان ہی نہین۔ پیار کرنا کیسا؟ عورت بولی کہ ہے ہے چالباز مرد کے سر پر چڑہ کر دیدون مین خاک ڈالے جاتا ہے کیا مین ایسی اندہی ہوگئی ہون۔ مجھے تو صاف نظر آرہا ہے کہ تو کسی

عورت کو گود مین لیئے بیٹھا ہے مرد نے پہر سخت متعجب ہوکر قسم کہائی۔ اور عورت غضبناک ہوکر درخت سے اتر
آئی اور چارطرف غور سے دیکہا اگر یہان کیا رکہا تہا انجام کار ندامت زدہ ہوکر خاوند کے پانوین گر پڑے اور یہ
کہا کہ شاید اس امرود کے درخت ہی مین کچہ ایسا اثر یا اسپر کوئی اسرار ہے کہ اوپر چڑہنے والے کو ایک کے دو
نظر آتے ہین مرد نے کہا کہ تم اجازت دو تو مین بہی امتحان کر لون عورت نے اجازت دی مرد درخت پر چڑہا
عورت نے اپنے آشنا کو جو پہلے ہی سے باغ کے کسی گوشہ مین چہپا ہوا تہا اشارہ سے اپنے پاس بلا کر گلے
لگا لیا خاوند چیخنے لگا کہ اے نابکار عورت تو غیر مرد سے کو پیار کیون کر رہی ہے عورت نے جواب دیا کہ یہان
کوئی غیر مرد وا نہین بلکہ اب مجہے اور تمہین دونون کو یقین ہوگیا ہے کہ یہ اس درخت پر چڑہنے کا اثر ہے یہ
سنکر مرد خاموش ہوگیا اور اسکے اترنے سے پہلی عورت نے اپنے آشنا کو چلتا کر دیا۔ مختصر ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اس مکار عورت کے درخت پر چڑہنے اور آشنا کو گلے لگانے کا لطیفہ عرب مین مشہور تہا اسلیئے اعرابی ڈر کر
اپنے گہر والی کو اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتا ہے کہ تو اس مکار عورت کی طرح گویا امرود کے درخت
پر چڑہکر مجہے حریص وطامع خیال کرتی ہے حالانکہ مین اس سے بالکل پاک ہون۔

	چونکہ بر گردی وسر گشتہ شوی		خانہ را گردندہ بینی آن توئی	
ترجمہ	پہرتے پہرتے پہر گیا ہے تیرا سر		کون کہتا ہے کہ چکر مین ہے گہر	

شرح یعنے اے عورت جب تو زیادہ چکر کہائے اور تیرا سر پہر جائے تو تجکو اپنا گہر چکر کہاتا معلوم ہوگا حالانکہ
چکر کہانیوالی خود تو ہی ہے گہر اپنی جگہ قایم ہے۔ اسیطرح چونکہ تو خود طالب دنیا اور حریص ہے مجکو بہی ایسا ہی
جانتی ہے مولانا قدس سرہ نے آئندہ عنوان کے تمام اشعار اسی شعر کی مناسبت سے لکہے ہین۔

در بیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از انجاست کہ وے ست ہر کسے از چنبرۂ وجود خود بیند تابہ کبود آفتاب را کبود نماید۔ وتابہ سرخ سرخ وچون تابہ ہا از رنگ بیرون آید سپید شود واز ہمہ تابہ ہائے دیگر او راست گوئے تر باشد

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ ہر شخص کی حرکت نظری اسی مقام سے تعلق رکہتی ہے کہ جس مقام مین وہ شخص خود
موجود ہے۔ اور ہر شخص اپنے دائرہ وجود کے لحاظ سے دوسرے کو دیکہتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ نیلے رنگ
کا شیشہ آفتاب کو نیلا۔ اور سرخ رنگ کا شیشہ آفتاب کو سرخ دکہاتا ہے جب شیشے پر کوئی رنگ نہین ہوتا
وہ سفید ہوتا ہے اور دیگر تمام شیشون سے زیادہ سچ بولتا ہے یعنے آفتاب کو ویسا ہی دکہاتا ہے جیسا کہ خود
ذات آفتاب ہے

شرح اس عنوان کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی حرکت ارادی اور نظری اسی حالت کی جانب سے ہوتی ہے

کہ جس حالت مین وہ خود موجود ہے مثلاً اگر وہ کفر کی حالت مین ہے تو اسکی نظر مین دوسرے بھی ایسے ہی ہونگے
اور اگر ایمان کی حالت مین ہے تو اورون کو بھی مومن ہی خیال کریگا۔ علےٰ ہذا القیاس جو شخص نیکیون کی حالت
مین ہے اسکی نظر صرف دوسرون کی نیکیون پر ہوگی۔ اور گناہون کی حالت مین ہے تو دوسرون کو بھی گنہگار خیال
کریگا۔ کیونکہ ہر شخص اپنے دائرہ وجود سے دوسرے کو دیکھتا ہے اُسکے دائرہ وجود مین ایمان ہے تو غیرونکو مومن
اور کفر ہے تو غیرون کو کافر جانے گا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شیشہ یا عینک کہ سبز ہے تو سبز دکھائیگی اور سرخ ہے
تو سرخ۔ البتہ جب سپید ہوگی تو اشیا کو انکی اصلی حالت پر دکھائیگی۔ اسیطرح آئینہ قلب منور ہوگا تو ہر شے اصلی حالت
پر معلوم ہوگی چنانچہ آئندہ اشعار انہی معنون کی تائید مین ہین۔

	دید احمد را ابوجہل بگفت	زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت
ترجمہ	دیکھکر احمد کو بو جہل لعین	بول اُٹھا نقش یہ اچھا نہین

شرح ابوجہل نے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر یہ کہا کہ یہ محمد بہت ہی برا نقش ہے جو اولاد
ہاشم مین سے ظاہر ہوا ہے چونکہ ابوجہل کا دائرہ وجود انواع شرک وحسد سے پر تھا اسلیے اُسنے رسول اللہ کو بھی
نقش زشت خیال کیا اور اس بات کو نہ جانا کہ وہ اپنی حالت کے عکس سے ایسا کہہ رہا ہے چونکہ اُسنے اپنی حالت کو آئینہ جمال
رسول مین دیکھہ لیا تھا اسلیے برے کو برا ہی نظر آیا۔

	گفت احمد مر ورا راراستی	راست گفتی گرچہ کارافزاستی
ترجمہ	آپنے سنکر کہا سچا ہے تو	راست گو ہے گرچہ کارافزا ہے تو

شرح یعنے ابوجہل مردک کے جواب مین رسول اللہ نے یہ فرمایا کہ بیشک تو سچ کہتا ہے کیونکہ تو نے اپنی برائیون کو
میرے آئینہ جمال مین دیکھہ لیا ہے لیکن تو نے اپنے کلام مین زیادتی اور بوالفضولی کی ہے کہ جو کچھہ اپنی ذات مین
دیکھا تھا وہ میری طرف منسوب کردیا۔

	دید صدیقش بگفت اے آفتاب	نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
ترجمہ	اور کہا صدیق نے اے رشک مہر	ہے ترا مشرق دگر۔ دیگر سپہر

شرح یعنے رسولخدا کو ابوجہل نے اپنی برائی کے سبب نقش زشت کہا اور اپنی ذاتی نیکی کے باعث حضرت ابوبکر صدیق
نے یہ فرمایا کہ اے آفتاب ہدایت تو ہمیشہ چمکتا رہ اور عالم کو فیض پہنچاتا رہ۔ کیونکہ تو نہ شرقی ہے نہ غربی یعنے تو آفتاب
آسمان دنیا نہین ہے کہ تجھکو شرق وغرب اور عروج وہبوط وزوال سے تعلق ہو بلکہ آفتاب آسمان صفات و اسما اور نور
محض ہے۔ جو مشرق بنی ہاشم او مطلع عبداللہ بن عبدالمطلب سے چمکا ہے اور جسنے مشارق ومغارب کو منور کر رکھا ہے۔
تیرا نور مشرق سے لیکر مغرب تک تا بہ قیامت پھیلتا اور تمام عالم کو روشن کرتا رہیگا۔

گفت احمد راست گفتی اے عزیز	اے رہیدہ تو ز دنیائے نہ چیز
ترجمہ: بولے حضرت راست ہے یہ اے عزیز	روبرو تیرے ہے دنیا ہیچ چیز

شرح یعنے آنحضرتؐ نے جسطرح ابوجہل کو راست گو فرماچکے تہے اسیطرح حضرت صدیق سے ارشاد کیا کہ تو اپنے کلام مین سچا اور دنیائے ناچیز و ہیچ سے رہائی یافتہ ہے یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ابوجہل دنیوی محبت کی گرفتاری کے سبب آپکی رسالت کا منکر تہا۔

حاضران گفتند اے صدرالوریٰ	راست گو گفتی دو ضد گو را چرا
ترجمہ: قول یہ سنکر صحابہ نے کہا	آپنے کیون دونون کو حق گو کہدیا

شرح یعنے جبکہ رسولخدا نے ابوجہل اور ابوبکر صدیق رضؓ دونون کو راست گو اور سچا بتایا تو دیگر حاضرالوقت صحابہ نے ازراہ تعجب آپ سے یہ سوال کیا کہ اے صدرالوریٰ جمیع مخلوق کے سردار ابوجہل نے تو آپکو نعوذ باللہ نقش زشت کہا اور آپکی تکذیب کی اور حضرت صدیق نے آپکو آفتاب ہدایت فرمایا اور صدق دل سے آپ پر ایمان لائے ان دونون کا کلام ایکدوسرے کی ضد ہے انمین ایک (ابوجہل) جہوٹا ہے اور ایک (حضرت صدیق) سچے ہین پہر آپنے دونون کو راست گو کیون فرمایا اسکا کیا سبب ہے۔ اِس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

گفت من آئینہ ام مصقول دست	ترک و ہندی در من آن بیند کہ ہست
ترجمہ: آپ بولے ہون مین حق کا آئینہ	جیسا جو ہوگا دکھے گا آئینہ

شرح یعنے رسولخدا نے گزشتہ سوال کا یہ جواب دیا کہ مین دست قدرت الٰہی کا صیقل کیا ہوا اور صاف و مجلا آئینہ ہون کوئی شخص ترک کا رہنے والا ہو یا ہند کا عرب کا یا فارس کا میرے آئینہ جمال مین اُسکو وہی حالتین نظر آئینگی جو خود اُسمین موجود ہونگی کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے آئینہ مین ویسا ہی نظر آتا ہے مین برے کو برا نظر آتا ہون اور اچہے کو اچہا مصقول بمعنے مجلّا و صیقل کردہ ہے۔

ہر کرا آئینہ باشد پیش رو	زشت و خوب خویش را بیند درو
ترجمہ: آئینہ رکھے گا جو پیش نظر	دیکھ لیگا اپنے سب عیب و ہنر

شرح یعنے جس شخص کے روبرو آئینہ رکہا ہوگا وہ اپنی برائی بہلائی کو اسیطرح معلوم کرلیگا جسطرح کہ وہ فی الواقع موجود ہے علےٰ ہذا القیاس اعرابی درویش اپنی گہروالی سے کہتا ہے کہ اے نیکبخت تو مجہے برا تو کہتی ہے مگر فی الواقع مین برا نہین ہون بلکہ تجہے اپنی برائیون اور عیبون کا عکس مجہہ مین نظر آتا ہے۔

اے زن از طماع می بینی مرا	زین تحری زنانہ برتر آ
ترجمہ: طمع سے تجکو نظر آئے ہے مری	یہ تحری زنانہ ہے تری

شرح تحریری زنانہ۔ عورتون کی سی عقل اور ناقص فکر کے معنون مین ہے اور یہان سے پہر مرد کا جواب شروع ہوا ہے یعنے اے عورت تو جو مجھے طماع کہتی ہے یہ تیری غلطی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خود طماع ہے اور مجھے بھی اپنا جیسا خیال کرتی ہے۔ اس زنانہ تحریری (مرتبۂ نقصان عقل و ضعف فکر) سے جدا ہوکر میری حالت کو دیکھہ اسوقت تجھے اپنے خیال کی غلطی آپ معلوم ہو جائیگی۔

	آن طمع را ماند و رحمت بود	کو طمع آنجا کہ آن نعمت بود
ترجمہ	حرص کی صورت مین اک رحمت ہے فقر	کسکو کہتے ہین طمع نعمت ہے فقر

شرح ضمیر آن فقر و درویشی کی طرف راجع ہے۔ یعنے فقر گو ظاہر مین طمع کے مشابہ ہوتا ہے مگر فی الواقع رحمت ہے اور جب فقر رحمت یا نعمت الٰہی ہے تو طمع ہرگز نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالے جب کسیکو درویشی کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اُسے طمع سے ہرگز سروکار نہین رہتا۔ ماند صیغہ مضارع ہے بمعنے مانند و مشابہ شود۔

	امتحان کن فقر را روزے دو تو	تا بفقر اندر غنا یابی دو تو
ترجمہ	امتحان کر فقر کا دو اک روز	اسمین ہے دونا غنا اے دلفروز

شرح پہلے مصرع مین روزے دو۔ بمعنے دو دن ہے اور تو ضمیر خطاب۔ اور دوسرے مین لفظ دو تو بمعنے المضاعف ہے یعنے دونا مطلب یہ کہ اے عورت دو دن درویش صفت بنکر دیکھہ لے۔ حالت فقر مین تجھے دونی تونگری (غنائے ظاہر و باطن) حاصل ہوگی۔

	صبر کن با فقر و بگذار این ملال	زانکہ در فقر است عز ذو الجلال
ترجمہ	صبر کر اور چھوڑ دے رنج و ملال	فقر مین پنہان ہے عز ذو الجلال

شرح یعنے اے عورت اس مفلسی کے ملال کو چھوڑ دے اور فقیری کی حالت مین صبر کر کیونکہ اللہ تعالے نے درویشی مین عزت کو مخفی رکھا ہے صبر اولیا کا شعار۔ اور اصفیا کا لباس ہے حضرت جنید سے کسینے پوچھا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپنے فرمایا الفقیر الراضی۔ یعنے سب سے زیادہ عزت والا وہ درویش ہے جو اللہ تعالے سے ہر حالت مین رضامند رہے۔

	سرکہ مفروش و ہزاران جان ببین	از قناعت غرق بحر انگبین
ترجمہ	ترش رو کیون ہوتی ہے اے بوالعجب	شاد ہین جانین قناعت کے سبب

شرح سرکہ فروختن ترش رو ہونے کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے عورت درویشی کے باعث ترش رو نہو اگر تو غور سے دیکھیگی۔ تو ہزارون درویش ایسے نظر آجائینگے جنکی روحین قناعت کے باعث شہد (معرفت الٰہی) کے دریا مین غرق ہین اور وہ درویشی مین شیرین کام ہین۔

	صد ہزاران جان تلخی کش نگر	ہمچو گل آغشتہ شد اندر شکر
ترجمہ	ہین بہت یان تلخ جان اے بے خبر	ہو گئے انجام مین جو گل شکر

شرح یعنے اے عورت بہت سے درویش تجہے ایسے نظر آئینگے جنکی جانین ترک لذات دنیوی کے باعث تلخیان اُٹہارہی ہین مگر انجام کار وہ عشق الٰہی کے سبب گلاب کا پہول بنجاتی ہین اور وصال الٰہی اُسکے لیئے شکر ہوجاتا ہے اسلیئے انکی دنیوی تلخی شیرینی سے بدلجاتی ہے۔

	اے دریغا مر ترا گنجا بدے	تا ز جانم شرح دل پیدا بدے
ترجمہ	کاش تجہہ مین ظرف ہوتا اسقدر	تاکہ باطن سے مرے ہوتی خبر

شرح گنجا مخفف گنجایش ہے بمعنے جگہ یعنے اے عورت کاش تیرے دلمین اتنی سمائی ہوتی کہ میری جان جو میرے دل کا حال کہہ رہی تو اُسے سمجہ لیتی۔ اور تجہہ پر درویشی کی بابت اعتراض نہ کرتی۔

	این سخن شیرست در پستان جان	بے کشندہ خوش نمیگردد روان
ترجمہ	ہے سخن پستان جان مین شکل شیر	بے کشندہ ہیچ ہے اے دلپذیر

شرح یعنے فقر و درویشی اور عشق حقیقی کے متعلق کلام کرنا ایسا ہے جیسا چہاتی مین دودہ جسطرح دودہ بغیر کہینچنے والے کے نہین نکلتا اسیطرح یہ کلام ہے جب تک کوئی طالب صادق نہو فائدہ مند نہین ہوتا اور اسکے دقائق سمجہ مین نہین آتی

	مستمع چون تشنہ و جوئندہ شد	واعظ ار مردہ بود گویندہ شد
ترجمہ	سننے والا گر کوئی جوئندہ ہو	مردہ ہو واعظ تو جہٹ گوئندہ ہو

شرح یعنے جب سُننے والا کلمات حکمت کا پیاسا اور جوئندہ ہوتا ہے تو واعظ یعنے کہنے والا کیسا ہی کم گو اور مردہ ہو مگر سامعین کے صدق ارادت کے باعث گوئندہ ہوجاتا ہے اللہ تعالےٰ طرح طرح کے مضامین اُسکے دلمین ڈالتا اور اُسکے زبان سے نکلوا دیتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ہِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ یعنے اللہ تعالےٰ سُننے والون کے ارادہ کے مطابق واعظون کی زبان سے کلمات نکلوا دیتا ہے۔

	مستمع گر تازہ آید بے ملال	صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال
ترجمہ	مستمع گر تازہ ہو اور بے ملال	صد زبان ہوجائے گو واعظ ہو لال

شرح یعنے اگر وعظ و نصیحت سننے کے وقت سُننے والا تازہ رو اور بے ملال رہے اور اُسکا باطنی شوق کم نہو تو گو واعظ یا مرشد کا دل وعظ و ارشاد کو نہ چاہے مگر پہر بہی کشش شوق سامع سے باوجود گنگ اور لال ہونے کے گوئندہ صد زبان اور بلبل ہزار داستان ہوجائیگا گردد کا فاعل گوئندہ ہے اور گنگ و لال اُسکی صفت ہے اور گنگ و لال گونگے آدمی کو کہتے ہین۔

	چونکہ نامحرم درآید از درم	پردہ در پنہان شوند اہل حرم
ترجمہ	آئے نامحرم اگر رستے محترم	پردہ مین چہپ جاتے ہین اہل حرم

شرح لفظ پردہ دریا تو ضمیر آید سے حال واقع ہوا ہے بمعنے پردہ درندہ یا بمعنے در پردہ ہے۔ یعنے العورت حبیب میرے دروازہ سے کوئی نامحرم آجاتا ہے تو گہر والے پردہ کر لیتے ہین مطلب یہ کہ مین اجنبی اور عوام کے روبرو اسرار معرفت ظاہر نہین کرتا۔ کیونکہ انکو فہم اسرار کی طاقت نہین ہے بلکہ الحاد مین پڑنے کا اندیشہ ہے اسیلئے نامحرمون کے سامنے اظہار اسرار ناجائز ہے۔

	ور در آید محرمے دور از گزند	برکشایند آن ستیران روئے بند
ترجمہ	اور جو محرم ہو کوئی دور از گزند	کہولتی ہین اہل پردہ روے بند

شرح ستیران جمع ستیر بمعنے مستور یعنے اے عورت نامحرم کا حال تو تونے سن لیا اب یہ سمجہ کہ اگر کوئی محرم راز اور طالب صادق (خدا اسکو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکہے) میرے پاس آجاتا ہے تو تمام چہپی ہوئی چیزین اسرار الٰہی اپنے منہ سے برقع اتار دیتے ہین یعنے مین بہید کی باتین اسپر ظاہر کر دیتا ہون

	ہرچہ را خوب و خوش و زیبا کنند	از برائے دیدۂ بینا کنند
ترجمہ	خوب و زیبا لوگ کرتے ہین جسے	ہے وہ بیشک چشم بینا کے لیے

شرح یعنے العورت ہر چیز کی خوبصورتی و خوبی یا زیبایش، صرف دیدۂ بینا کے لیئے ہے اندہے کے آگے خوبصورتی و بدصورتی سب یکسان ہے اسیطرح اظہار اسرار انکے روبرو ہونا چاہیئے جو سمجہنے کی لیاقت اور فائدہ اوٹہانے کا مادّہ رکہتے ہین۔ دل کے اندہے ہون اور عوام الناس کے روبرو راز کی باتین کہنی اندہے کے آگے روئے اپنے نین کہوئے کی مصداق ہین۔

	کے بود آواز چنگ از زیر و بم	از برائے گوش بے حس و صم
ترجمہ	چنگ کے آواز اسکا زیر و بم	بہر شنو لیے۔ نہین بہر اصم

شرح یعنے چنگ کی آواز اور اسکے زیر و بم کا لطف اس شخص کے لیے نہین جو کانون سے بہرہ اور حس سماعت سے بے بہرہ ہو یہ مضمون سابق کی دوسری مثال ہے۔

	مشک را حق بیہدہ خوش دم نکرد	بہر شم کرد و پے اخشم نکرد
ترجمہ	مشک مین بیہودہ کچہ خوشبو نہین	سونگہنے والا مریکیان تو نہین

شرح شم سونگہنے کو اور اخشم اس شخص کو کہتے ہین جسکی قوت شامہ (وہ طاقت جسکے ذریعہ سے خوشبو یا بدبو دماغ تک پہنچ جاتی ہے) باطل ہوگئی ہو۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے مشک کو بیکار طور پر خوشبودار پیدا نہین کیا بلکہ اسلیئے کہ

فائدہ رسانی کے غرض سے پیدا ہوا ہے جنکی قوت شامہ صحیح ہے مشک خشم کے لیے نہین اسی مضمون کی تیسری مثال

	نائے را حق بیہدہ خوش دم نکرد	بہر انس آمد پئے اہرم نکرد
ترجمہ	کون کہتا ہے کہ نے خوشدم نہین	بہر انسان ہے پئے اہرم نہین

شرح اہرم بمعنے دیو و شیطان ہے اور حلیم کوٹنے کی موسل یا بہت بڑے کفچے کو بہی کہتے ہین۔ یہان دونو معنے درست ہین مطلب ہے کہ اللہ تعالے نے نائے (بانسلی) کو بیکار طور پر پیدا نہین کیا بلکہ انسان اسکا لطف اٹھا سکتا ہے دیو یا حلیم کا موسل بانسلی کے مزے سے واقف نہین ہو سکتا علے ہذا القیاس کلمات فقر گویا آواز چنگ یا مشک کی مانند ہین جو سننے یا سونگہنے والے یعنے طالب صادق کے لیئے ہین بد دماغ اور اہرمن کے لیے نہین ہین

	حق زمین و آسمان بر ساختست	در میان بس نار و نور افراختست
ترجمہ	حق نے ارض و آسمان پیدا کیے	اور نار و نور انمین رکھدیئے

شرح یعنے الغرض اللہ تعالے نے زمین و آسمان کو بنا کر انکے مابین نار (وجود کفار و فساق) اور نور (وجود انبیا و اولیا) کو بلند کیا ہے یعنے انبیاء کا نور اظہار دین برحق کے باعث اور کافرون کی نار اعطاء مال دنیوی کے سبب بلند ہوی ہے انبیا نے اپنے نور درویشی کے سبب دارین مین نیکنامی حاصل کی ہے اور کفار نے اپنی نار (آتش کفر و ظلم) کے باعث جہنمیون کے دفتر مین بڑے بڑے نام پائے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم و حضرت موسئے اور حضرت احمد مجتبے علیہم السلام ہدایت و ارشاد مین اور نمرود و فرعون اور ابوجہل کفر و الحاد مین مشہور ہین انبیا کی نیکنامی کا باعث ترک دنیا و درویشی ہے اور کفار کی بدنامی کا سبب تونگری و دنیا پرستی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اے عورت مال دنیوی جسپر تو مٹی ہوی ہے اکثر اوقات گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت اللہ تعالے کی مخلوق دونون طرح کی ہے نار بہی نور بہی بری بہی اچہی بہی مفلس بہی تونگر بہی پہر تجھے افلاس کی شکایت کیون ہے

	این زمین را از برائے خاکیان	آسمان را مسکن افلاکیان
ترجمہ	ہے زمین جائے قرار خاکیان	اور گردون مسکن افلاکیان

شرح یعنے اللہ تعالے نے زمین کو خاکیون (مٹی مین ملنے والی چیزون) کے لیے پیدا کیا ہے اور آسمان کو افلاکیون (فرشتون یا روحانیون) کے لیئے زمین کے رہنے والے آسمانی اسرار سے واقف نہین ہو سکتے الغرض یہی باعث ہے کہ تو میری باتین سمجھنے سے قاصر ہے نکتہ خاکیون کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جنکی ظاہری صورت جسمیہ خاک سے ہے اور سیرت عالیہ فلک الافلاک سے مثلا انبیا اور انکے تابعین یہ گروہ خاکیون مین نہین بلکہ فی الواقع افلاکیون مین داخل ہے دوسرے وہ جو باعتبار صورت و طینت سفلیہ خاک ہی خاک کے پتلے اور مدارج عالیہ سے محروم ہین مثلاً کفار و دنیا پرست چنانچہ آئندہ شعر مین لفظ سفلی بمعنے خاکی سے یہی دوسرے معنے مراد ہین

مرد سفلی دشمن بالا بود — مشتری ہر مکان پیدا بود

ترجمہ: مرد سفلی ہے عدوے آسمان — ہے ولیکن مشتری ہر مکان

شرح یعنے مرد سفلی جو سراسر خاک ہی خاک ہے علوی کا دشمن ہے مثلاً جو شخص سیرت اور اعمال دونون مین سفلی ہے وہ خلقت و طبیعت دونو اعتبارون سے علوی کا دشمن ہے اور جو باعتبار خلقت سفلی ہے اور محض ظاہر اعمال مین علوی وہ علوی سے ضرور باعتبار سیرت مخالفت کرتا ہے۔ بہر حال سفلی علوی کا دشمن اور اسکا مخالف ہے کیونکہ المرء عدو ما جہلہ ہے یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اسکا دشمن ہوتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ سفلی یعنے عوام لوگ اسرار عالیہ معرفت کو سمجھ نہین سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر جگہ کا مشتری اور ہر مرتبہ کا طالب ضرور پیدا ہوجاتا ہے مثلاً عاشقان الٰہی اپنے عمر کے رأس المال کو اعمال صالحہ کے سبب جنت خریدنے مین صرف کرتے ہین۔ اور کفار و فساق معصیت کے باعث دوزخ مول لیتے ہین۔ نتیجہ یہ کہ اے عورت اگرچہ تو سفلی ہونے کے سبب میری اعلے درجہ کی نصیحت کو نہین سمجھتی مگر اسکا خریدار بھی کوئی نہ کوئی پیدا ہوہی جائے گا۔

اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی — خویشتن را بہر کور آراستی

ترجمہ: تو کبھی اٹھی ہے اے پردہ نشین — واسطے اندھے کے بنکر مہ جبین

شرح یعنے اے پردہ نشین اور باحیا بیوی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تو نے بڑی تیاری کے ساتھ کسی اندھے کے دکھانے کے لیئے اپنے آپ کو بنایا سنوارا ہو نہین ہرگز ایسا نہین ہوا کیونکہ اندھا کسیکی آرایش کو دیکھ ہی نہین سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح کوئی خوبصورت عورت اندھے کے لیے بناؤ سنگار نہین کرتی اسیطرح پوشیدہ اسرار کی باتین اس شخص کے روبرو بیان نہین ہوسکتین جو انکے سمجھنے کی لیاقت نرکھتا ہو یہی باعث ہے کہ تو میری باطنی اسرار اور پوشیدہ حالات سے واقف نہین کیونکہ مین تیری کم لیاقتی کے باعث انکو تیرے روبرو بیان نہین کرسکتا۔

گر جہان را پر در مکنون کنم — روزی تو چون نباشد چون کنم

ترجمہ: گر جہان پر لوٹ دے لالا کرون — تیری قسمت مین نہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے عورت اگر مین اسقدر دنیوی مال و دولت جمع کرون کہ گھر بھرتے باہر بھر جائے یا اسقدر نصیحت و کلمات حکمت کے قیمتی موتی لٹاؤن کہ سارا جہان مالامال ہوجائے مگر تیری قسمت مین کچھ بھی نہو تو مین اسکا کیا علاج کرسکتا ہون مطلب یہ کہ افسوس تو میری نصیحت سے فائدہ نہین اٹھاسکتی۔

ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو — ورنمیگوئی بترک من بگو

ترجمہ: رہزنی و جنگ۔ بدخو چھوڑ دے — یہ نہین ممکن تو مجھکو چھوڑ دے

شرح یعنے اے عورت اس روز کے لڑائی اور رہزنی (دنیا طلبی) کو چھوڑ دے اور اگر یہ ممکن نہو تو مجھے الگ کر

تیرا اور رستہ ہے اور میرا اور۔ میری تیری نبھتی نظر نہیں آتی۔

مر مرا چہ جائے جنگ نیک و بد | کاین دلم از صلحہا ہم مے رمد

ترجمہ: تاب جنگ نیک و بد مجھہ مین نہین | صلح سے بہی ہون نفور اے مہ جبین

شرح یعنے اے عورت اچھی بری یا واجبی اور غیر واجبی لڑائی سے مجھے کیا سروکار میرا دل تو لوگون کے ساتھ صلح کرنے (موافقت و مجالست) سے بہی بہت نفرت کرتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اور اولیا گوشہ نشین ہوا کرتی ہین انکو نہ کسیکی لڑائی سے مطلب ہوتا ہے نہ صلح سے۔

بر سر این ریشہا نشتر مزن | زخمہا از جانب خویشم مزن

ترجمہ: میری ان زخمون پر نہ نشتر مار تو | اپنی جانب سے نہ دے آزار تو

شرح یعنے اے عورت مین فراق مرتبہ احدیت کی تیغ سے پہلے ہی زخمی ہون اور میرا دل ٹوٹا پہوٹا ہو رہا ہے تو ان اندرونی زخمون پر طعنون کے نشتر نہ لگا اور اپنی تیغ زبان سے مجھے اور زیادہ زخم نہ پہنچا کیونکہ زخمی کو اور زخمی کرنا سراسر ظلم ہے

گر خمش کردی وگرنہ آن کنم | کہ ہمین دم ترک خان و مان کنم

ترجمہ: چپ رہے گی گر نہ تو اے جان جان | ترک مین کر دونگا بالکل خانمان

شرح گر خمش کردی جملہ شرطیہ ہے اور اسکی جزا فبہا محذوف ہے یعنے اے عورت اگر تو طعنہ زنی سے باز آتی تو فبہا ورنہ مین تیرے ساتھ وہی سلوک کرونگا جو مرد بدزبان اور نافرمان عورتون کے ساتھ کیا کرتے ہین یعنے گھر بار کو چھوڑ دونگا اور تجھے طلاق دیدونگا۔ اور گھر سے جلاوطن ہو کر کہین نکلجا ونگا۔

پا برہنہ گشتن بہست از کفش تنگ | رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

ترجمہ: تنگ جوتی سے بہلا ہون ننگے پیر | اس لڑائی سے تو ہے غربت مین خیر

شرح یعنے تنگ جوتی پہنے (نافرمان عورت کے رکھنے) سے ننگے پاؤن پہرنا (اسے طلاق دیدینی) اور روز کی خانہ جنگی سے کہین باہر نکلجانا بہتر ہے۔ مین تیرے پاس سے چلا۔ اور اب چلا

مراعات کردن آن زن شوئے را و استغفار نمودن از گفتۂ خود

ترجمہ: عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ نرمی اور سلوک سے پیش آنا۔ اور اپنے کہے سے توبہ و استغفار کرنا

زن چو دید او را کہ تند و توسن است | گشت گریان گریہ خود دام زن است

ترجمہ: دیکھکر عورت کہ ہے وہ ناشکیب | رو پڑی رونا ہے عورت کا فریب

شرح توسن سرکش و تند گہوڑے کو کہتے ہین لیکن یہان مطلق سرکش کے معنون مین ہے یعنے عورت نے جب یہ دیکھا کہ اسکا خاوند تیز ہو گیا ہے چہرہ سے غصہ کے آثار پائے جاتے ہین میری کسی بات کو نہین مانتا اور مجھسے سرکشی

کیے جاتا ہے تو اُسکے دل کو نرم کرنے اور اپنی حالت پر رحم دلانے کے لیئے رونے لگی۔ گریہ خود دام زن است مولانا کا مقولہ ہے یعنے اُس عورت کے رو دینے کا سبب یہ تہا کہ بیشک عورتون کا رو پڑنا ایک دام فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ مردون کو شکار کیا کرتی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مرد جسقدر عورت کے گریہ سے گہلتا ہے اسقدر کسی چیز سے نہین متاثر ہوتا۔

گفت از تو کے چنین پنداشتم	از تو من اُمید دیگر داشتم
ترجمہ اور بولی یہ نہتا میرا گمان	تجہسے رکہتی تہی اُمید جاودان

شرح یعنے عورت نے رو کر خاوند سے یہ کہا کہ مین تیری جانب سے ایسا ترک خانمان وطلاق کا گمان ہرگز نہ رکہتی تہی بلکہ مجہے تو کچہ اُمید یعنے مرتے دم تک باہم اتفاق و محبت کی آس تہی نکتہ یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ اعرابی درویش سے عقل اور عورت سے نفس امارہ مراد ہے اس لحاظ سے ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب نفس یہ دیکہتا ہے کہ عقل میرا کہنا نہین مانتی اور مجہے چہوڑے دیتی ہے تو از راہ مکر اُسکی خوشامد کیا کرتا ہے اور عقل کا دامن چہوڑنا نہین چاہتا

زن در آمد از طریق نیستی	گفت من خاک شمایم نے ستی
ترجمہ تیرے آگے خاک ہے ہستی مری	کیسی بیگم مین تو ہون لونڈی تری

شرح طریق نیستی سے طریقہ فنا کے اوصاف خود داری لڑنے جہگڑنے کا عادتون کا ترک ہے یعنے عجز و نیاز اور خاکساری و انکسار مراد ہے اور ستی مخفف لفظ ستیدتی ہے یعنے جب عورت نے مرد کو طلاق دینے پر آمادہ دیکہا تو طریقہ عجز و نیاز سے پیش آئی اور یہ کہا کہ مین تو تمہارے پاؤن کی خاک اور ایک ذلیل لونڈی ہون اور اس لایق ہرگز نہین کہ تم مجکو بی بی (اے میرے سرکار) کہکر پکارو فائدہ عرب کا دستور ہے کہ جلیل القدر عورتون کو ستی کہکر پکارتے ہین اور ستی مخفف لفظ ستیدتی ہے جسکے معنے سردار ہین۔

جسم و جان و ہر چہ ہستم آن تست	حکم و فرمان جملگی فرمان تست
ترجمہ ملک سب تیری ہے جسم و جان و دل	تو ہے حاکم حکم تیرا ہے بحال

شرح یعنے میرا جسم و جان اور اسکے سوا جو کچہ میرے پاس ہے سب تیری ملک ہے۔ مین محکوم ہون تو حاکم۔ تجہے ہر طرح کے حکمرانی کا اختیار حاصل ہے۔

گر ز درویشی دلم از صبر جست	بہر خویشم نیست این بہر تو ہست
ترجمہ مین جو درویشی مین یون بے صبر ہون	ہے فقط تیرے لیے حالت زبون

شرح یعنے اگر فقر و فاقہ کی تکلیف کے باعث میرا دل صبر سے الگ ہو گیا ہے تو یہ بیصبری مین اپنی ذات کے لیے نہین بلکہ تیری دل سوزی کے لیے ظاہر کرتی ہون۔ مجہے تو ہر حالت مین تمہارا خیال ہے اپنا خیال نہین مین تو تمہاری تکلیفین دیکہکر بیتاب ہتی ہون کیونکہ مین اور عورتون کیطرح تن پرست اور خود مطلبی نہین بلکہ جان نثار لونڈی ہون۔

توم مرا در دردہا بودی دوا | من نمیخواہم کہ باشی بے نوا

ترجمہ: تو ہے میرے درد کی دکھہ کی دوا | دیکھہ سکتی ہون بجھے کب بے نوا

شرح یعنے چونکہ تو میرے درد کی دوا اور مجھے تکلیف مین راحت پہنچاتا ہے اسیلئے مین بہی بجھے بے نوائی کی تکلیف مین دیکھنا نہین چاہتی اور تیری تکلیف سے میرا دل ہر وقت گرد سبار رہتا ہے۔

جان تو کز بہر خویشم نیست آن | از برائے تست این بانگ و حنین

ترجمہ: یہ نہین اپنے لیے تیری قسم | بلکہ تیرے واسطے ہے رنج و غم

شرح جان تو جملہ قسمیہ ہے بمعنے بجان تو یعنے عورت خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے تمہاری جان کی قسم افلاس کی حالت مین میرا رونا پیٹنا اور نالہ و فریاد اپنی ذات کے لیئے نہین مین اپنے کھانے چاٹنے کو نہین روتی بلکہ یہ صرف تمہارے خیال سے ہے کہ تم مفلسی مین ضروریات سے حیران رہتے ہو۔

خویش من واللہ کہ بہر خویش تو | ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو

ترجمہ: جان ہے میری تری جان کے لیے | تیرے آگے مجکو مرنا چاہیئے

شرح لفظ خویش دونو جگہ بمعنے ذات ہے اور بعض نسخون مین جان من واللہ کہ بہر خویش تو ہے یعنے خدا کی قسم میری جان جو تیری ذاتی ملک ہے ہر دم یہ چاہتی ہے کہ تجھپر نثار ہو جائے یعنے خدا کرے میری زندگی مین تمہین کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ مین تمہارے سامنے مر جاؤن اکثر عورتین خاوندون سے ایسے الفاظ کہا کرتی ہین۔

کاش جانت کش روان من فدی | از ضمیر جان من واقف شدی

ترجمہ: کاش تو۔ اے مین تری جان پر فدا | جو مرے دلمین ہے وہ سب جانتا

شرح فدے امالہ فدا۔ بمعنے قربان و تصدق و نثار۔ اور کش روان من فدے۔ جملہ معترضہ دعائیہ ہے اور ضمیر بمعنے راز۔ یعنے اے کاش تمہاری جان (کہ اسپر میری جان قربان ہوجائے) میری جان کی پوشیدہ راز (یعنے اس باطنی عشق و محبت سے جو مجکو تمہاری ساتھ ہے) واقف ہوتی تاکہ تم مجھے سچا جان نثار جانتے۔

چون تو با من اینچنین بودی بظن | ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن

ترجمہ: جب تجھے مجھسے ہے ایسا سوء ظن | مجھسے ہین بیزار میرے جان و تن

شرح یعنے جبکہ تو اسقدر مجھسے بدگمان ہے کہ طالب دنیا سمجھکر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے تو مین اپنے جان و تن سب سے بیزار ہون اور اپنی زندگی کو ہیچ سمجھتی ہون۔

خاک را بر سیم و زر کردیم چون | تو چنینی با من اے جان را سکون

ترجمہ: خاک ایسے سیم و زر پر ڈالدون | تو جب ایسا مجھسے ہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے باعث آرام جان وسکون دل جبکہ تو میرے ساتھ ایسا بد اسلوک کرنا رچھوڑ دینا چاہتا ہے تو مین زرطلبی کے سر پر خاک ڈالے دیتی ہون

توکہ در جان و دلم جا میکنی　زین قدر از من تبرّا میکنی

ترجمہ　تو ہے میرے جان و دل مین جا گزین　اتنی بیزاری تری اچھی نہین

شرح تبرا بمعنے بیزاری دراصل تبری تھا بصورت تقاضا دتمنا یعنے تیری جگہ میرے دل وجان مین ہے اور تو مجھے نہایت محبوب ہے تیری صحبت اور درویشی نے مجھپر بہت اچھا اثر کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ تو اپنے ایسے عاشق سے ذرا ہی بات پر نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ این قدر سے مراد عورت کا وہ طعن آمیز مکالمہ ہے جو گزر گیا۔

تو تبرا کن کہ ہستت دستگاہ　اے تبرا را تبرا جان عذر خواہ

ترجمہ　تو تبرا کر تجھے ہے دستگاہ　اور میری جان ہے تجھسے عذر خواہ

شرح عورت کہتی ہے کہ تم مجھسے نفرت کیے جاؤ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمھین مجھپر حاکم کیا ہے مجھسے بیزار رہنے اور بالکل چھوڑ بیٹھنے (طلاق دینے) کی طاقت دی ہے جو چاہو کرسکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ میری جان تمہاری بیزاری سے اپنی خطا کی معافی چاہتی رہتی ہے۔ یعنے جب تم بیزار ہوتے ہو تو مین خیال کرلیتی ہون کہ مجھسے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا اسلیئے میری روح مجھے تحریک کرتی ہے کہ تمسے اپنی خطاؤن کے معافی چاہون عذر خواہ بمعنے معافی خواہ ہے۔

یاد میکن آن زمانے را کہ من　چون صنم بودم تو بودی چون شمن

ترجمہ　یاد آیا مسکہ مین تھی اک صنم　اور تھا تو برہمن اے ذو الکرم

شرح عورت کہتی ہے کہ سرکار تمھین وہ اگلا زمانہ بھی یاد ہے کہ مین اپنے حسن مین بُت کی شکل اور آپ میرے عشق مین بُت پرست کے مانند تھے یعنے میری جوانی کے زمانہ مین آپ میرے اشارون پر چلا کرتے تھے الحمدللہ اب یہ انقلاب ہو گیا کہ آپ صنم (معشوق) بنگئے اور مین صنم پرست (عاشق) ہوگئی یعنے اب میرا یہ حال ہے کہ تعمیل ارشاد کے لیئے آپکے ہونٹون کی طرف دیکھا کرتی ہون نکتہ یہی حال بعینہ سالک کا ہے کہ قبل از سلوک وہ خود صنم پرست اور اُسکا نفس اُسکے لیئے بمنزلہ صنم تھا لان النفس ہے الصنم الاکبر یعنے سب سے بڑا بت نفس امّارہ ہے بر بعد سلوک وہ خود صنم اور اُسکا نفس صنم پرست بنگیا اور چاپلوسی کرنے لگا کیونکہ وہ اب سالک کو اپنے قابو سے باہر دیکھتا ہے۔

بندہ بر وفق تو دل افروختست　ہر چہ گوئی پخت گوید سوختست

ترجمہ　بندی اب تیری ہوئی مین بے خطا　تو کہے پکا کہون مین جلگیا

شرح بندہ سے عورت نے اپنی ذات مراد رکھی ہے اور وفق بمعنے موافقت ہے یعنے اُس بندہ نے تو اب سے یہان تک تمہاری موافقت اور اطاعت کے مضمون کی روشنی اپنے دل پر ڈالی ہے کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ یہ پختہ ہوگئی ہے

اگرچہ وہ خام ہی کیون نہوو ہنڈی یہ جواب دی گی کہ ہان بیشک پختہ ہونے کی کیا معنے بلکہ پک کر جلگئی ہے یہ اطاعت مین کمال مبالغے کرنے کا کنایہ ہے یعنے مین وہی کہونگی جو تم کہو گے۔ اگرچہ خلاف واقع ہو اب سے مین تمہاری ہان مین ہان ملانے والی لونڈی بنکر رہونگی۔

من سپاناخ تو باہرچہ پزی	یا ترش با یا کہ شیرین مے پزی
ترجمہ: مین ہون پالک اور ہر حالت مین خوش	تو مجھے شیرین پکائے یا ترش

شرح اسفاناخ و اسپاناخ و سفاناخ و سپاناخ پالک کے ساگ کو کہتے ہین اور با مخفف ابا ہے آبا اُس کہانے کو کہتے ہین جو رقیق اور پینے کے قابل ہو۔ مگر یہ لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتہ مرکب ہوکر مستعمل ہوتا ہے مثلاً شوربا۔ وہ سالن جو نمکین ہو اور ترش با۔ وہ سالن جو کہٹا ہو عورت یہ کہتی ہے کہ مین تمہارے سامنے ایسی ہون جیسا پالک کا ساگ تم جس چیز کے ساتہ چاہو مجھے پکالو۔ خواہ شیرینی کے ساتہ۔ خواہ ترشی کے ساتہ مطلب یہ کہ تم مجھے تکلیف مین رکہو یا راحت مین ترش روئی سے پیش آؤ یا شیرین کلامی مین ہر حالت مین تمہارے دم کے ساتہ اور ہر صورت مین تابع فرمان ہون گی۔ شاید ترک یا عرب پالک کو مٹھاس مین ہی پکاتے ہین اسیلئے مولانا قدس سرہ نے ان ملکون کے رسم کے موافق پالک کے اسطرح پکانے کی طرف اشارہ کیا ہے

کفر گفتم نک بایمان آمدم	پیش حکمت از سر جان آمدم
ترجمہ: چہوڑ کر مین کفر ایمان لائی ہون	تیری جانب از سر جان آئی ہون

شرح یعنے مین اُس طعنہ زنی کو جو تمہاری نسبت پہلے کر چکی ہون اب کفر خیال کرتی ہون یعنے بہت برا جانتی ہون یعنے اس سے توبہ کر لی ہے اور آپ کے حسن اخلاق پر ایمان لے آئی ہون۔ یہی باعث ہے کہ آپ کو اپنا حاکم جانکر حکم حضور کے روبرو سر جان کو قدم بناکر حاضر ہون اور ہمیشہ اسیطرح حاضر رہونگی۔

خوئے شاہانہ ترا نشناختم	پیش تو گستاخ خر در تاختم
ترجمہ: مین نہ پہچانی تہی تجہکو صاف صاف	میری گستاخی کو تو کردے معاف

شرح عورت کہتی ہے کہ مینے تمہاری شاہانہ خو اپنی بے علمی و ترک عشق [illegible] کے سبب پہلے نہین پہچانا تہا اسیلئے گستاخی سے پیش آئی تہی آپ مجھے میری بے علمی کے باعث معذور رکہین گستاخ تر یا ختن [illegible]

چون ز عفو تو چراغے ساختم	توبہ کردم اعتراض انداختم
ترجمہ: عفو تیرا ہے چراغ رہبری	[illegible]

شرح یعنے مینے تمہاری خوئے عفو کو چراغ ہدایت بناکر ملامت سے توبہ کرلی ہے اور آیندہ [illegible] اعتراض کرنیکا ارادہ بالکل چہوڑ دیا ہے پہلا قصور معاف ہو۔

	مے نہم پیش تو شمشیر و کفن	مے کشم پیش تو گردن را بزن
ترجمہ	تیرے آگے رکھتی ہون تیغ و کفن	مجکو گردن مار دے لے تیغ زن

شرح یعنے مین تمہارے آگے تلوار اور کفن رکھکے اپنی گردن حاضر کیے دیتی ہون آپ خطا معاف نہین کرتے تو شوق سے میری گردن اُڑا دین ۔ مجھے ایسی زندگی کے مقابلہ مین تیرے ہاتون مرنا زیادہ پسند ہے ۔

	از فراق تلخ میگوئی سخن	ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن
ترجمہ	کسلیئے ذکر طلاق لائے یہ سخن	اور جو چاہے سو کر پر یہ نہ کر

شرح یعنے تم جو مجھے طلاق دینے کا ارادہ کہتے ہو اس خیال کو چھوڑ دو اور جو چاہو سو کرو مگر طلاق نہ دو مین اسے ہرگز پسند نہین کرتی ۔ کیونکہ مین تہ دل سے تمہاری عاشق ہون ۔ یہ عموماً عورتون کا قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ خواہ کسیقدر قصور مند اور قابل طلاق ہون مگر طلاق کے نام سے بہت گھبراتی ہین ۔

	در تو از من عذرخواہی ہست سر	با تو بے من او شفیعے مستمر
ترجمہ	عذر گو میرا ہے تیری ذات مین	ہے سفارش گر مری ہر بات مین

شرح یعنے تیری ذات مین میری طرف سے ایک پوشیدہ عذر خواہ (یعنے حسن خلق جسکی تفسیر اگلے شعر مین ہے) موجود ہے جو میرے کہے بغیر تیری خدمت مین میری سفارش کرتا اور ہمیشہ میرا شفیع رہتا ہے مطلب یہ کہ مجھے وہ گستاخی جو آپ کی نسبت ہوی ہے فقط آپ کے حُسن اخلاق کے بھروسہ پر تہی ۔ کیونکہ مین قطعاً جانتی تہی کہ آپ اپنے نیک اخلاق کے باعث میرے قصور کو معاف کرینگے ۔

	عذرخواہم در درونت خلق تست	ز اعتماد او دل من جرم جست
ترجمہ	یعنے تیرا خلق ہے وہ عذرخواہ	جسکے بھروسے پہ کیا مینے گناہ

شرح یہ گزشتہ شعر کی توضیح ہے یعنے تمہاری طبیعت مین میری جانب سے ایک عذرخواہ (تمہارا خلق نیک) ہمیشہ موجود رہتا ہے جو تقصیر کے وقت میری سفارش کرتا رہتا ہے اور (یہی) آپ کے حُسن خلق کے بھروسہ پہ مجکو گناہ اور آپکے ساتھ معارضہ کی جرأت ہوئی تہی اگر یہ اعتماد نہوتا تو میرا دل مجکو ترک ادب کے تحریک ہرگز نکرتا ۔

	رحم کن پنہان ز خود اے خشمگین	اے کہ خلقت بہ ز صد من انگبین
ترجمہ	رحم میرے حال پہ اے خشمگین	ہین ترے اخلاق رشک انگبین

شرح لفظ من عربی مین دو رطل وزن کو اور ہندی مین چالیس سیر کو کہتے ہین نیز من بمعنے تو وہ ہے چنانچہ خرمن (توده کلان) یعنے اے شخص تیرے اخلاق بہت سارے شہد سے زیادہ میٹھے اور خوشگوار ہین اسلیئے التجا کرتی ہون کہ مجھسے ناراض نہ ہو پہلے مصرع مین پنہان ز خود بمعنے پنہان ز جنس خود ہے بمعنے پنہان ز مردمان مطلب یہ کہ

مجھپر آدمیون سے چھپاکر رحم کرتا کہ انکو میرے گناہ کی اطلاع نہو۔ یا یہ کہ مجھپر ایسا رحم کر جو آدمیون سے کیا خود تیرے ذات سے بھی پوشیدہ ہو یہ اخفاء رحم پر مبالغہ کیا گیا ہے۔

	زین نسق میگفت با لطف و گشاد	درمیانش گریہ بر وے او فتاد
ترجمہ	کہہ رہی تہی اسطرح وہ با حیا	ناگہان کہنے مین گریہ چہپٹ گیا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے عورت خاوند سے عذر و معذرت کرتے کرتے آخر کا رو پڑی۔ جو اکثر عورتون کا قاعدہ ہے۔ رونا عورتون کے چراغ مکر کا روغن ہے۔

	گریہ چون از حد گذشت و ہای ہای	زان خنیش مرد را دل شد ز جای
ترجمہ	حد سے بڑہکر جب وہ روئی زار زار	ہوگیا دل مرد کا بے اختیار

شرح یعنے جب عورت کا ہائے ہائے کرکے رونا حد سے گذر گیا تو خاوند کا دل پگہل گیا کڑہنے لگا بیصبر و بیتاب ہو گیا

	چون قرارش ماند و صبرش بجای	زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربای
ترجمہ	صبر اُسکا کسطرح رہتا بجا	کیونکہ وہ بے گریہ تہی خود دلربا

شرح یعنے جس حالت مین کہ وہ عورت بغیر گریہ کے خاوند کے معشوق اور دلربا تہی تو حالت گریہ مین خاوند کا صبر و قرار کیونکر باقی رہتا۔ بلکہ اُسکے گریہ نے خاوند کی محبت کو دوبالا کردیا۔ پہلے سے بڑہا دیا۔

	شد ازان باران یکے برقے پدید	زد شرارے بر دل مرد وحید
ترجمہ	ہوگئی اُس مینہ سے اک برق آشکار	مرد کے دل تک گئے جسکے شرار

شرح یعنے عورت کے باران گریہ (آنسوون کے مینہہ) سے ایک بجلی چمکی (تاثیر پیدا ہوئی) اور اُسکا ایک شعلہ (شعلۂ محبت) خاوند کے پیراہن دل مین جا لگا یعنے رونے کی تاثیر سے اُس مرد وحید (یکتائے زمانہ و بے نظیر در اخلاق درویشانہ) کے دل مین بیوی کی محبت کی آگ بہڑک اُٹہی آتش عشق تیز ہوگئی۔

	آنکہ بندۂ روئے خوبش بود مرد	چون بود چون بندگی آغاز کرد
ترجمہ	جسکا بندہ مرد تہا خود لا کلام	کیا بنے ہو جائے جب دل سے غلام

شرح یعنے اعرابی درویش کا بیوی کے لیئے دل پگہل جانا کوئی اچنبہے کی بات نہین کیونکہ اُسشخص تو ہی انصاف کر کہ وہ معشوق جسکی خوبصورتی نے عاشق کو اپنا بندہ بنا رکہا تہا جب خود عاشق کا بندہ بنجائے تو عاشق کا کیا حال ہوگا

	آنکہ از کبرش دلت لرزان بود	چون شوی چون پیش تو گریان شود
ترجمہ	کبر سے جسکے کہ تو کانپا کرے	حال کیا ہو جب وہ خود رویا کرے

شرح یعنے اے شخص وہ شاہد رعنا اور متکبر معشوق جسکے حسن کی ہیبت سے تیرا دل کانپتا تہا جب تیرے سامنے

اگر عاجزی کے ساتھ رونے لگے تو سمجھتا کہ اُسوقت دل کا کیا حال ہوگا۔ ضرور تو پگھل جائیگا اور جیتے جی گویا مر رہے گا۔ واقعی ایسے معاملات کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہین جو عاشق مزاج ہین۔

	آنکہ از نازش دل و جان خون بود	چونکہ آید در نیاز او چون بود
ترجمہ	جان و دل ہو ناز سے جس بت کے خون	کیا ہو جب وہ عجز سے خود ہو زبون

شرح یعنے جس معشوق کے ناز و کرشمہ نے عاشق کے دل و جان کا خون کر رکھا تھا جب وہ عجز و نیاز سے پیش آنے لگے تو دل کی کیا حالت ہوگی۔ اے شخص تو ہزار جان سے اُسکے سامنے عاجزی کرنے لگے گا۔

	آنکہ در جور و جفایش دام ہاست	عذر او چہ بود چو او در عذر خاست
ترجمہ	ہر گھڑی جور و جفا ہو جسکا کام	عذر اُسکا کام کر دیگا۔ تمام

شرح یعنے الشخص جس پیارے معشوق کے جور و جفا مین ہمارے لیے دام تعلق پنہان ہے اور ہم جسکے جور و جفا سے مربوط اور ظلم و ستم سے وابستہ رہتے ہین اور ہر قسم کے جور و جفا مین اُسے معذور سمجھتے ہین جب وہ خود ہمسے معافی چاہے تو اُسکا عذر کسدرجہ دلپر اثر کرنے والا ہوگا۔ غالبًا ایسے عالم مین تو شادی مرگ ہو جائے تو تعجب نہین

	آنکہ جز خونریزیش کارے نبود	چون نہد گردن زہے سود و شود
ترجمہ	مشغلہ جسکا رہین خونریزیان	ہے اطاعت اُسکی سود بے زیان

شرح یعنے وہ بیباک اور سرکش معشوق جسکا کام بجز خون ریزی عشاق اور کچھ نہو جب عاشق کے روبرو گردن جھکائے اور اطاعت کرنے لگے تو یہ کسقدر اچھا سودا اور کتنے فائدہ کی بات ہے اور عاشق کے دل کی حالت اُسوقت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ اِس بات کا اندازہ وہی کرسکتے ہین جنپر ایسے موقع گزر چکے ہین

	آنکہ جز گردن کشی ناید ازو	خوش در آید با تو چون باشد بگو
ترجمہ	کام ہو جس شوخ کا گردن کشی	اُسکی خوش ہونی کی ہے کیسی خوشی

شرح یعنے جس معشوق سے سوائے گردن کشی اور نافرمانی کے کسی اور چیز کی توقع ہی نہو جب وہ خوش خوش اور خندہ پیشانی ہوکر تیرے پاس آجائے تو بتا کہ تیرے دل کا مارے خوشی کے کیا حال ہوگا اور تو اُسے کسقدر محبوب سمجھنے لگے گا۔ کیا ایسے معشوق پر تجھے پیار نہ آئیگا بلکہ ضرور آئیگا

	چون پے یسکن الیہا آفرید	کے تواند آدم از حوا برید
ترجمہ	زن کو کہتا ہے سکون جان خدا	کسطرح حوا سے آدم ہون جدا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْہَا زَوْجَہَا لِیَسْکُنَ اِلَیْہَا۔ یعنے اے لوگو خدا وہ ہے جسنے تمکو ذات واحد رحضرت آدم سے پیدا کیا اور اُسی ذات واحد سے اُسکی بیوی کو اسلیئے مخلوق کیا کہ وہ اُس سے راحت حاصل کرے اسلیئے مرد کو

ہر حالت میں عورت کی محبت ہوتی ہے اور بسا اوقات اُسپر رغبت آہی جاتی ہے۔ اور اُسکی جدائی نہایت ناگوار گذرتی ہے۔ چونکہ حضرت آدمؑ اپنی بیوی (حضرت حوا) سے کسی عالم مین قطع تعلق نہ کرسکے اسلیئے اُنکے بیٹے عموماً انسان بھی اپنی بیویون سے قطع تعلق نہین کرسکتے سخت مجبوری کی حالت مین گو طلاق مباح ہے۔ مگر چھوڑنے والے کے دل کا خدا ہی حافظ ہوتا ہے

	زُیّنَ للنّاس حق آراستست	زانچہ حق آراست چون یابند رست
ترجمہ	زین ہے قول حق اے خوش صفات	ہو نہین سکتی ہے عورت سے نجات

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ الخ آخر آیہ یعنے اللہ تعالے نے لوگون کے لیئے اُنکی خواہشون (عورتون اور بیٹون اور مال خزانون وغیرہ) کی محبت کو آراستہ کردیا ہے اور جب عورتونکی محبت اللہ تعالے نے خود مردون کے دلون مین ڈالدی ہے تو اُنسے قطع تعلق ناممکن ہے۔

	آنکہ عالم مست گفتش آمدی	کلّمینی یا حمیرا مے زدی
ترجمہ	مست جسکے قول کے سب رہتے تھے	کلمینی یا حمیرا کہتے تھے

شرح یعنے وہ برگزیدۂ الٰہی اور پیغمبر آخرالزمان جنکی زبان مبارک کی باتین (حدیثین) تمام عالم مین موثر ہین اور جنکی حسن گفتار نے ایک زمانے کو مسخر کر رکھا ہے۔ حمیرا (ام المومنین حضرت عائشہؓ) کے کلام کے مشتاق رہا کرتے تھے اور اُنسے تکلم کی درخواست فرمایا کرتے تھے اسکا سبب یہ ہے کہ حضور کو عورتون (اپنی حلال بیویون) سے محبت بہت تھی لیکن یہ محبت ایسی نہ تھی جیسے کہ عام لوگون کو اپنی بیویون سے ہوتی ہے بلکہ محبت الٰہی کا عکس تھا چنانچہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین کہ عورتون مین مرتبۂ شہود کامل اور حلال بیویون مین بدرجۂ اکمل ہوتا ہے۔ رسولخدا کلام عائشہ صدیقہؓ سُننے کے لیئے مشتاق رہتے تھے کہ اُنکے لب مبارک کی بات آواز حق ہوتی تھی یہ تمام اشعار اعرابی درویش کے محب زن ہونے کی دلیل ہین۔ ایک دلیل قرآن مجید سے دیکھی ہے ایک حدیث شریف سے

	آب غالب شد بر آتش از نہیب	ز آتش او جوشد کہ باشد در حجیب
ترجمہ	دیکھیئے آگ پر غالب ہے آب	جوش کھاتا ہے جو ہوتا ہے حجاب

شرح نہیب یعنے ہیبت و ترس عظمت اور حجیب بالالہ حجاب ہے یعنے حائل یعنے پانی اپنی عظمت کے باعث آگ پر غالب ہے اور اُسے بجھا دیتا ہے لیکن باایہمہ عظمت جب آگ اور پانی کے مابین کوئی تیسری چیز حائل ہوجاتی ہے تو پانی آگ کے اثر کو قبول کرلیتا اور کھولنے لگتا ہے یعنے مغلوب ہوجاتا ہے۔

	چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را	نیست کرد آن آب را کردش ہوا
ترجمہ	برتن ان دونون مین جب حائل ہوا	کردیا آتش نے پانی کو ہوا

شرح یعنے آگ اور پانی کے مابین کوئی دیگ یا پتیلی وغیرہ حائل ہوجاتی ہے تو آگ پانی کو مینست یعنے خشک کرکے ہوا بنا دیتی ہے اور اسپر غالب آجاتی ہے یہی حال مرد و عورت کا ہے کہ جب تک حجاب عشق حائل نہین ہوتا مرد باعتبار ظاہر غالب معلوم ہوتا ہے اور جب یہ حجاب حائل ہوجاتا ہے تو باعتبار باطن مغلوب ہوجاتا ہے عورت آگ مانند ہے اور مرد پانی کی اور یہ دونو شعر بطور تمثیل ہین اور یہ تمثیل ایسی نادر ہے کہ اس سے بہتر خیال مین نہین آسکتی۔

	ظاہرا بر زن چو آب غالبی	باطنا مغلوب و زن را طالبی
ترجمہ	یعنے ناظاہرا غالب ہے تو	باطنا عورت کا پر طالب ہے تو

شرح یعنے اے شخص تو باعتبار ظاہر عورت پر غالب معلوم ہوتا ہے مگر باعتبار باطن مغلوب اور اسکا طالب ہے

	ہمچنین خاصیتے در آدمی ست	مہر حیوان را کم ست آن از کمی ست
ترجمہ	خاصیت رکھتے ہین ایسی آدمی	جانور مین ہے محبت کی کمی

شرح یعنے ہر انسان مین بشرطیکہ وہ آدمی ہے یہ خاصیت (عورتون کی محبت) ازلی ہے۔ البتہ مطلق حیوانون مین محبت کا مادہ کم ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حیوانات مین بنسبت انسان کمی یعنے کمینگی موجود ہے یا انمین عقل کی کمی ہے **نکتہ** اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو مرد حلال بیویون سے محبت نہین رکھتے وہ گدہے سے بدتر ہین۔

	در بیان این خبر انہن یغلبن العاقل و یغلبہن الجاہل ۲
ترجمہ	اس حدیث کا بیان کہ عورتین عقلمند مردون پر غالب اور جاہلون سے مغلوب ہو جاتی ہین

	گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان	غالب آید سخت بر صاحبدلان
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت پیغامبر	عورتین غالب ہین اہل عقل پر

شرح صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے ما رأیت من ناقصات عقل و دین اذہب للب الرجل الحازم منہن۔ یعنے باوجود نقصان عقل و دین کے اچھے دانا مرد کی عقل کھو دینے والی عورت سے زیادہ مینے کوئی چیز نہین دیکھی یہ مطلب شعر کا ہے کہ حسب فرمان پیغمبر عورت عاقل مردون پر غالب اور صاحبدلون (اولیاء اللہ) پر اور بھی زیادہ غالب آجاتی ہے لیکن مرد عاقل سے مراد وہ شخص ہے جسپر حقایق مکشوف ہون اور جو عورت کی حقیقت کو خوب جانتا ہو۔ اور عورت مین وہ سر مخفی دیکھتا ہو جسنے اسکو عورت کا مشتاق کر رکھا ہے۔ وہ سر مخفی شاہدہ حق ہے جو بہ نسبت مرد کے عورتین بوجہ کمال ہوتا ہے رسولخدا ازواج مطہرات کو انہی معنون سے دوست رکھتے تھے بخلاف عامہ کہ انکی محبت عورت سے ہوائے نفسانی پر مبنی ہوتی ہے۔

	باز بر زن جاہلان غالب شوند	زانکہ ایشان تند و بس خیرہ روند
ترجمہ	اور ہین مغلوب جمع جاہلان	عورتون پر تیز ہین یہ بے گمان

شرح یعنے اُسی حدیث مین آنحضور کائنات یہ بہی فرماتے ہین کہ جاہل مرد اپنی عورتون پر غالب آجاتے ہین اسلیے کہ وہ تُند مزاج اکہڑ اور خیرہ رُو یعنے بدخلق ہوتے ہین اور نادانی کی تاریکیون مین پڑے رہتے ہین۔ وہ عورت کے آئینہ جمال مین مشاہدۂ جلوۂ حق نہین کرسکتے ۔ صرف نفس امارہ کے بندے ہوتے ہین۔

	کم بود شان رقت و لطف و وداد	زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
ترجمہ	کم ہے اُنمین رقت و لطف و وداد	کیونکہ ہر جاہل ہے حیوانی نہاد

شرح یعنے جاہل مردون کی طبیعت مین نرمی مہربانی اور محبت کا مادہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ اُنپر حیوانیت سوار رہتی ہے

	مہر و رقت وصف انسانی بود	خشم و شہوت وصف حیوانی بود
ترجمہ	مہرو رقت وصف انسانی سمجہ	خشم اور شہوت وصف حیوانی سمجہ

شرح یعنے مہربانی اور نرمی انسانی صفات مین اور غصہ کی وشہوت رانی حیوانی خصائل مین داخل ہے عقلمند مردون مین مہربانی اور جاہلون مین شہوت رانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسیلئے عقلمند حلال بیویون کو دوست رکہتے ہین اور جاہل اُنسے نفرت کرتے ہین۔

	پرتو حق ست آن معشوق نیست	خالق ست آن گوئیا مخلوق نیست
ترجمہ	پرتوِ حق ہے نہین معشوق وہ	عکس خالق ہی نہین مخلوق وہ

شرح یہ شعر مثنوی کے مشکل اشعار مین سے ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ عورت عکس حسن وجمال حق ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ عورت کے مظہر مین اپنے اسم جمیل کے ساتہ بوجہ اتم ظاہر ہوا ہے۔ عورت صرف معشوق ہی نہین بلکہ مظہر جمال بہی ہے اسمین ادہر اشارہ ہے کہ عورت سے اُسکو صرف معشوق سمجھکر عشق نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہ بہی دیکہہ لیا جائے کہ یہ کسکا مظہر ہے فی الواقع اگر عورت کامل طور پر یا بوجہ اتم مظہر جمال نہوتی تو اُسکی طرف مردون کے دل کو کشش نہوتی یہ کشش خود کمال مظہریت کی گواہ ہے۔ عورت کے کمال مظہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عورت مرد کی صورت پر مخلوق ہوی ہے اور مرد صورت ذات حق پر چنانچہ خلق اللہ الآدم علے صورتہ (اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر مخلوق کیا ہے) سے صاف ظاہر ہے اسیلئے عورت آئینہ الٰہی کا آئینہ ہے یعنے صورت الٰہی مرد سے منعکس ہوکر عورت مین ظاہر ہوی ہے اس تقریر سے عورت منفعل (اثر پذیرندہ ٹہری) اور مرد فاعل پس توجسوقت مرد عورت کے آئینہ جمال کو بلا اعتبار نفس خود دیکہتا ہے تو یہ شہود باعتبار وجود منفعل ہے اور جسوقت اُسکو باعتبار نفس خود دیکہتا ہے یعنے یہ سمجھکر مشاہدہ کرتا ہے کہ عورت اُس سے مخلوق ہوی ہے تو یہ شہود باعتبار وجود فاعل ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے سبب مرد فاعل و منفعل دونو مین مشاہدہ حق کرسکتا ہے اور جماع کے وقت وہ لذت مشاہدہ جو مرد کو عورت مین فنا کردیتی ہے عورت کے پرتو حق اور مظہر اتم ہونے کی قوی دلیل ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب تو عورت کو باعتبار مظہر اتم

کے مشاہدہ کریگا اور یہ جانیگا کہ اسمین شہود حق بطور اکمل ہے تو اُسکو مخلوق خیال نہ کریگا۔ بلکہ بیخود ہو کر خالق کہہ بیٹھے گا کیونکہ اُسمین ظہور خالق درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے مگر اسکے عمدہ اور سہل معنے یہ ہین کہ خالق کا مضاف محذوف مانا جائے اور یون کہا جائے کہ محبت زن گویا محبت خالق ہے محبت مخلوق یعنے محبت ذات زن نہین ہے کیونکہ عورت اگر مظہر اتم نہوتی تو اُسکی محبت ہرگز نہوتی یہ محبت درپردہ خالق ہی کی محبت ہے کہ اِسطرح مرد کے دل مین سمائی ہوئی ہے اِن معنون کے اعتبار سے دوسرے مصرع مین ضمیر آن زن کی طرف نہین بلکہ محبت زن کی طرف راجع ہے۔ بِیَدِ الحمد کہ اس مشکل شعر کی شرح اس خوبی کے ساتھ ہوگئی ہے کہ کوئی لفظ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج نہین ہوا خاکسار شارح کو دوسرے معنے نہایت مرغوب اور دلپسند ہین۔

	تسلیم کردن مرد خود را بزن و اعتراض او را اشارۂ حق داشتن
ترجمہ	اعرابی درویش کا اپنے آپ کو عورت کی مرضی کے سپرد کرنا اور اُسکے اعتراض کو اشارۂ الٰہی جاننا

نزد عقل ہر دانندہ ہست	کہ با گردندہ گردانندہ ہست
از ان چرخہ کہ گرداند و را پیر	قیاس چرخ گردان را ہمی گیر

شرح یہ دو نو شعر بھی جو مثنوی کی بحر مین نہین ہین مندرجۂ بالا عنوان مین شامل ہین اور مطلب یہ ہے کہ ہر جاننے والے عقلمند کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر متحرک کے لیئے محرک ضرور ہے ایک بڑھیا کے چرخہ چلانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چرخ گردان کا چلانے والا بھی کوئی ہے مطلب یہ کہ ہر فعل کا محرک عقلمند وںکے نزدیک مسلم ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اولیا اور صالحین کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تحریک ہوتی ہے اور کفار و فجار کو نفس و شیطان کی طرف سے چونکہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تھا اسلیئے اُسے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ عورت کا اعتراض اشارۂ الٰہی ہے مجھے اُسکے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اسکے انجام مین کوئی حکمت پنہان ضرور ظاہر ہوگی۔

	مرد زان گفتن پشیمان شد چنان	کز عوانی ساعت مردن عوان
ترجمہ	یون پشیمان وہ ہوا پیش حرم	ظلم سے جسطرح ظالم مرتے دم

شرح عوان زن میانہ سال و کد بانو وصاحب شوہر کو کہتے ہین۔ اور عوّان بتشدید واو بمعنے ظالم و سخت گیر ہے یہان بھی پہلے معنے مراد ہین لیکن وزن شعر درست و مستقیم رکھنے کے لیے عوان کو بلا تشدید واو لایا گیا ہے عوانی بمعنے معروف منسوب بسوے عوان ہے بمعنے ظلم مطلب یہ کہ مرد اپنے کہے ر عورت کی مخالفت کرنی ہے ایسا پشیمان ہوا کہ جیسا کہ ظالم مرتے دم اپنے ظلم سے پشیمان ہوا کرتا ہے۔

	گفت خصم جان جان چون آمدم	بر سر جان من لگدہا چون زدم
ترجمہ	اور کہا مین دشمن جان کیون ہوا	اُسکو ایذا دی یہ مینے کیا کیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے اپنے دلمین پشیمان ہوکر یہ کہا کہ مینے اپنی جان جان (بیوی) سے ناحق مخالفت کی اور بیفائدہ اُس بیچاری کے لاتین مارین یعنے اُسے ایذا پہنچائی اور غصہ مین طلاق دینے کا ارادہ کر بیٹھا جس سے اُسکو نہایت رنج ہوا۔ یہ سراسر میرا ہی قصور تہا۔ اس سے مجھکو سخت ندامت ہے۔

	چون قضا آید نماند فہم و رای	کس نمے داند قضا را جز خدای
ترجمہ	عقل رہتی ہی نہین وقت قضا	اور قضا کو جانتا ہے بس خدا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے نیز ممکن ہے کہ اعرابی درویش کا ہی قول ہو۔ مطلب یہ کہ جب قضا آتی ہے تو آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور قضا کا وقت بجز خدا کے اور کسیکو معلوم نہین چونکہ عورت کی تقدیر مین بُرا بہلا سننا لکہا تہا اسلیئے میری عقل سلب ہوگئی اور زبان سے اُسکی نسبت سخت الفاظ نکلگئے۔

	چون قضا آید فرو پوشد بصر	تا نداند عقل ما پا را ز سر
ترجمہ	سوجہتا ہی کچھ نہین جب آتی ہے	اُسکے آگے عقل ماری جاتی ہے

شرح یعنے جب تقدیر الٰہی کسی کام کے متعلق ہوتی ہے تو آدمی کو اُس سے بچنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی اور عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور وہی ظاہر ہوکر رہتا ہے جو تقدیر مین بروز ازل لکہا گیا تہا۔

	زان امام المتقین داد این خبر	گفت اذا جاء القضا اعمی البصر
ترجمہ	اسلیئے ہے قول ختم الانبیا	اندہا کردیتی ہے انسان کو قضا

شرح یعنے چونکہ قضا کے وقت کوئی تدبیر کارگر نہوتی اسلیئے امام المتقین افضل المرسلین رسول رب العالمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت قضا آتی ہے چشم ظاہر و باطن کو اندہا کردیتی ہے یعنے چشم و عقل کو اُسکے دفعیہ کے اسباب باوجود جستجو کہین نہین ملتے۔

	چون قضا بگذشت خود را میخورد	پردہ بدریدہ گریبان میدرد
ترجمہ	جب گزر جاتی ہے ہوتا ہے خجل	اور گریبان پہاڑتا ہے متصل

شرح یعنے جب قضائے الٰہی اپنا کام کرگئی (مثلا تقدیر کے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہوئی) تو آدمی اپنے آپ کو کہانے لگتا ہے یعنے اپنے نفس کو آپ ملامت کیا کرتا ہے اور آشکارا طور پر اپنا گریبان چاک کرکے یہ کہا کرتا ہے کہ مینے ناحق خلاف تقدیر اپنا زور و زر صرف کیا جسکا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچھ نہوا۔

	مرد گفت اے زن پشیمان میشوم	گر بُدم کافر مسلمان میشوم
ترجمہ	مرد بولا مین پشیمان ہوگیا	تہا جو کافر اب مسلمان ہوگیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے پہر عورت کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ مین تیری نسبت اپنے کہے سے سخت پشیمان ہون

اور گو مین پہلے کافر (تیری بات کا منکر) تھا مگر اب مسلمان (تیری حکم کا تابع) ہوتا ہون **نکتہ** اس مرد و زن نے جہان کہین اپنی نسبت کفر و اسلام کا لفظ زبان سے نکالا ہے اس سے کفر و اسلام کے اصطلاحی معنے مراد نہین ہین۔ کیونکہ یہ دونو اصطلاحی معنون کی لحاظ سے مسلمان تھے بلکہ لغوی معنے مراد ہین لغت مین کفر بمعنے نہ ماننا اور اسلام بمعنے تابع فرمان ہونا ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن	**بر مکن یکبارگیم از بیخ و بن**	
ترجمہ	رحم فرما دیکھہ لے بیچارگی	بیخ و بن سے مت اُکھاڑ اکبارگی	

شرح یہان سے اعرابی درویش نے خدا سے مناجات کرنی شروع کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ الٰہی مین تیرے بندہ (اپنی بیوی) کی دل آزاری کے سبب بندہ کا بھی گنہگار ہوں اور تیرا بھی بندہ سے تو مینے اپنی خطا معاف کرالی ہے اب تو بھی میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ کو بخشدے اور مجھکو دفعتاً جڑ پیڑ سے نہ اُکھاڑ یعنے اپنی رحمت اور عفو سے دور نہ رکھہ **نکتہ** اس اعرابی درویش سے گو کوئی کبیرہ صادر نہین ہوا تھا۔ کیونکہ میان بیوی کی شکر رنجی داخل جرم نہین ہے لیکن اہل اللہ کے نزدیک ذراسی لغزش بھی بڑا گناہ ہے اسیلئے خدا سے معافی چاہنی کی ضرورت ہوئی۔

	کافر پیر ار پشیمان مے شود	**چونکہ عذر آرد مسلمان مے شود**	
ترجمہ	پیر کافر جب پشیمان ہوگیا	توبہ کرتے ہی مسلمان ہوگیا	

شرح یعنے الٰہی اگر کوئی بڈہا کافر جسکی تمام عمر کفر مین گذری ہے پشیمان ہوکر معافی چاہے دکفر کو چھوڑ دے تو تو معاف کردیتا ہے اور وہ پکا مسلمان ہوجاتا ہے بس تو تیری ایسی وسیع رحمت کے آگے میری خطا کیا چیز ہے ار بمعنے اگر حرف شرط ہے اور مصرع دوم جزا۔ اور یہ شعر بھی درویش کی مناجات ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن	**عذر من بپذیر و بشنو این سخن**	
ترجمہ	مین ترا مجرم ہون مجھپر رحم کر	عذر میرا مجھسے سن لے سر بسر	

شرح یعنے الٰہی مجھپر رحم کر اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری مناجات کا آخر فقرہ (آئندہ شعر) جسمین تیری رحم و کرم کا ذکر ہے سن لے۔

	حضرتت پر رحمت ست و پر کرم	**عاشق او ہم وجود و ہم عدم**	
ترجمہ	ہے تری درگاہ پُر رحم و کرم	ہے وجود اُسکا مسخر اور عدم	

شرح یعنے الٰہی تیری ذات پاک پُر رحمت و پُر کرم ہے او سا اُسی (تیری ذات) پر وجود و عدم دونو عاشق ہین یعنے جس چیز پر تو اپنے اسم محیی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے وہ فی الفور موجود اور جسپر ممیت کا جلوہ ڈالتا ہے۔

اُسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یا یہ معنے ہیں کہ وجود و عدم (مومن و کافر) دونو تیرے تابع فرمان ہیں تیرے حکم سے کسی کو گردن کشی کی مجال نہیں البتہ اتنا فرق ہے کہ مومن کو اسم ہادی نے مسخر کر رکھا ہے اور کافر کو اسم مضل نے ۔

	کفر و ایمان عاشق آن کبریا	مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا
ترجمہ	کفر ایمان ہین محب کبریا	نقرہ و مس ہین غلام کیمیا

شرح مس (تانبہ) سے کفر اور نقرہ (چاندی) سے ایمان اور کیمیا سے ذات الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہر کافر و مومن اور نیک و بد اسکے قبضہ قدرت مین ہے اور جمیع موجودات اُسکے محکوم ہین البتہ اسمائے حسنے کے مختلف اثر مظاہر مین مختلف طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

در بیان آنکہ موسے و فرعون ہر دو مسخر یک مشیت اند چنانکہ زہر و پازہر و نور و ظلمت و مناجات فرعون باحق

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ حضرت موسےٰ اور فرعون دونون کے دونو ایک ہی مشیت کے تابع ہین جیسا کہ زہر اور تریاک اور نور اور اندھیرا اور اللہ تعالےٰ سے فرعون کی مناجات کا بیان

شرح پہلے مولانا یہ فرما چکے ہین کہ عاشق اوہم وجود وہم عدم ۔ یہان اسی عشق وجود و عدم و تسخیر مومن و کافر کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے بعض نسخون مین مشیت کی جگہ مشیت ہے بمعنے جاری کرنا جس سے ارادہ و قدرت الٰہی مراد ہے مگر لفظ مشیت بے تکلف اور مشیت سے اچھا ہے پازہر پاؤ زہر کا مخفف ہے بمعنے پاک کنندہ زہر کیونکہ لفظ پاؤ دہر مسئلہ معدون مین مستعمل ہے اور بعض نے اسکو پاد زہر کا مخفف کہا ہے بمعنے پاس دارندہ زہر کیونکہ لفظ پاد فارسی مین بمعنے پاسبانی ہے اور فادزہر اسکا معرب ہے بمعنے تریاک و زہر مہرہ یعنے وہ دوا جو زہر کے اثر کو دفع کر دے مطلب یہ کہ مومن و کافر تریاک و زہر نور و ظلمت غرضیکہ ہر چیز مشیت الٰہی کی پابند ہے اُسنے اپنے اسماء کا پر تو ڈالکر ہر شے کو جدا جدا اثر عنایت فرما رکھا ہے ۔

	موسےٰ و فرعون معنی را رہی	ظاہر آن رہ دارد و آن بیرہی
ترجمہ	موسےٰ و فرعون ہین عبد الٰہ	راہ پہ ہے ایک اک گم کردہ راہ

شرح لفظ رہی پہلے مصرع مین بمعنے غلام و بندہ ہے اور دوسرے مین بے رہی بمعنے گمراہی ہے یعنے موسےٰ علیہ السلام اور فرعون ایک ہی معنے کے تابع ہین ۔ اگرچہ باعتبار ظاہر موسےٰ راہ راست پر ہین اور فرعون گمراہ لیکن باعتبار حقیقت دونو اُسی رستہ پر چل رہے ہین جو مشیت ایزدی نے اُنکو بتا یا تہا ۔ اس شعر مین معنے سے مراد وہ اسم ذات ہے جو انکا الگ موسےٰ اور فرعون مین ظاہر ہوا ہے اور یہ دونو اس اسم کے مظہر اور اُسکی تاثیر کے منقاد ہو

مسخر ہین موسٰی مظہر اسم ہادی ہین۔ اور فرعون مظہر اسم مضل اسلیئے وہ ہدایت پر رہے اور یہ گمراہ ہوگیا مطلب یہ کہ تمام ممکنات اعیان ثابتہ یعنے اسماء حسنے کے محکوم ہین۔ اِس لحاظ سے تمام مخلوق ایک ہی مشیت کی مسخر ہے مگر چونکہ اسماء کے تاثیر مختلف ہے اسیلئے ممکنات مین ہی بعد ظہور اختلاف ہوجاتا ہے اور شریعت اس اختلاف ہی کے مٹانے کو آئی ہے

روز موسٰی پیش حق نالان شدہ	نیم شب فرعون ہم گریان شدہ
ترجمہ: دیکھکر موسے کو نالان پیش رب	یون ہوا فرعون گریان نیم شب

شرح لفظ روز بمعنے جمیع اوقات ہے یعنے حضرت موسٰی ہر وقت خدا کے سامنے نالان اور فرعون کی ہدایت و ایمان کے خواہان رہتے تھے اور فرعون دن کو تو خدائی دعوے کیا کرتا تھا اور آدھی رات کو زمانہ کی آنکھ سے چھپکر خداوند حقیقی سے مناجات مین مصروف ہوجاتا تھا۔ اسکی مناجات کا مضمون یہ تھا کہ اے خالق کون ومکان تو شریک اور نظیر سے پاک ہے اور موسٰی بیشک پیغمبر برحق ہین لیکن چونکہ مین خدائی دعوے کرچکا ہون اسیلئے موسٰی علیہ السلام ایمان نہین لاتا کہ میری قوم یعنے قبطیون مین میری آبرو نہ جائے۔ اکثر علما کا قول ہے کہ فرعون حضرت موسٰی کے معجزے دیکھکر درپردہ ایمان لے آیا تھا مگر حب جاہ کے باعث زبان سے کلمۂ شہادت نہ پڑھ سکا چونکہ اسلام کے لیئے تصدیق جنان اور اقرار زبان شروط ہے اسیلئے وہ اِس نعمت عظمے سے محروم رہا۔

کاین چہ غل ست اے خدا در گردنم	ورنہ غل باشد کہ گوید من منم
ترجمہ: کیا ہے یہ گردن مین گمراہی کا طوق	ورنہ کیون ہے یہ انانیت کا شوق

شرح مولانا قدس سرہ نے یہان سے فرعون کی مناجات کا مضمون شروع کیا ہے۔ یعنے فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے رب یہ گمراہی کا طوق میری گردن مین کیا ہے اگر یہ نہوتا تو مین ضرور موسٰی کی پیغمبری کا اقرار اپنی زبان سے کرلیتا۔ اور اگر یہ نہو تو کوئی شخص دعوے انانیت نہین کرسکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ہی ہی ہون دوسرے مصرع مین گویا فرعون کی واقعی حالت کا ذکر ہے کیونکہ اُسنے انا ربکم الاعلے (اے لوگو مین تمہارا خدائے بلند تر ہون) کہا تھا گویا فرعون یون کہتا ہے کہ اگر گمراہی کا طوق میری گردن مین نہوتا تو مین ہرگز دعوے خدائی نہ کرتا۔

زانچہ موسے را منور کردہ	مر مرا ہم زان مکدر کردہ
ترجمہ: جس سے موسے ہین منور اے خدا	اُس سے ہون مین کیون مکدر اے خدا
زانچہ موسٰی را تو مہ رو کردہ	ماہ جانم را سیہ رو کردہ
اُنکو تو نے قدر شب سے مہ رو کردیا	میرے ماہ جان کو سیہ رو کردیا

شرح فرعون کہتا ہے کہ الٰہی جس چیز (مشیت خاص) کے سبب تو نے حضرت موسےٰ کو منوّر (از تعظیم یا صاحب معجزۂ ید بیضا) کیا ہے اُسی مشیت کے باعث مجھے مکدر (تیرہ دل) کر دیا ہے اور جس مشیت سے تو نے اُنکو آسمان رسالت کا بدر الدجے بنا دیا ہے اُسی مشیت سے دو جہان مین میرا مُنہ کالا کر دیا ہے نکتہ فرعون کی یہ مناجات وزاری یا تو عجز و نیاز پر مبنی تہی اور وہ یہ چاہتا تہا کہ اے خدا حضرت موسے کی طرح مجہے بہی سپید بار استہ دکہا یا یہ معنے ہین کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے سامنے مجبور خیال کرتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ الٰہی جبکہ تو نے میری تقدیر ہی مین فرعونیت اور کافر رہنا لکہدیا ہے تو مین موسےٰ اور اُسکے خدا پر کیونکر ایمان لا سکتا ہون۔ یہ جبریہ کا مذہب ہے۔

	بہتر از ماہے نبود استارہ ام	چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
ترجمہ	میرا طالع چاند سے بہتر نہین	اور گہن کا کوئی چارہ گر نہین

شرح فرعون کہتا ہے کہ الٰہی میرے نصیبے کا ستارہ آسمان کے چاند سے کسیطرح بہتر نہین ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ چاند خسوف (گہن) کی مصیبت سے ہرگز نہین بچ سکتا۔ پہر میرے نصیبے کے ستارہ کو زوال یا غروب نہو یہ ممکن نہین جب میرا ستارہ زوال مین آجائیگا (یعنے فرعونیت اور سلطنت زوال پذیر ہو جائیگی) تو کیا علاج کرونگا۔ یہ بادشاہت اور خدائی دعوے کہان سے لاؤنگا مطلب یہ ہے کہ چونکہ میرے نصیبے کے ستارے نے قمر سعادت (حضرت موسے) سے اقتباس نور ہدایت نہین کیا۔ اسلیئے مین اُسے عنقریب زوال پذیر سمجہتا ہون۔

	تو بتم گر ربّ و سلطان مے زنند	مہ گرفت و خلق پنگان می زنند
ترجمہ	لوگ گو کہتے ہین مجکو ربّ ناس	ہے گہن کے وقت گویا زخم طاس

شرح پنگان بکسر بائے موحدہ و کاف فارسی اُس طاس مسی (تانبے کے کٹورے) کو کہتے ہین جسکو پانی مین ڈالکر گہڑی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہان پنگان بمعنے مطلق طاس ہے جو ولایت مین خسوف (چاند گہن) کے وقت بجایا جاتا ہے اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اگرچہ لوگ مجکو لفظ رب یا خطاب سلطان دو عالم سے مشہور کرتے ہین مگر اُنکو اس بات کی خبر نہین کہ یہ سراسر میرے لیئے فضیحت اور رسوائی کا باعث ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ چاند گہن کے وقت لوگ کٹورہ بجاتے ہین اور اپنے نزدیک اُسکو گہن چہٹ جانے کا ٹوٹکا جانتے ہین مگر فی الواقع اس سے چاند کی اور تفضیح ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گہن کو نہین جانتا وہ بہی معلوم کر لیتا ہے کہ خسوف ہوگیا۔ اسیطرح لوگون سے جبرًا اَنَا رَبُّکُمُ الاَعلٰے (مین تمہارا خدا بلند مرتبہ ہون) کہلوانا میرے لیئے سب کے نزدیک میرے رسوائی کا باعث ہے کیونکہ ہر شخص کا دل صاف طور پر گواہی دیتا ہے کہ انسان خدا نہین ہو سکتا۔

	مے زنند آن طاس و غوغا میکنند		ماہ را از زخم رسوا میکنند
ترجمہ	طاس سے ہوتا ہے غوغا ہر طرف		چاند ہو جاتا ہے رسوا ہر طرف

شرح یہ گذشتہ شعر کی تشریح ہے یعنے جو لوگ چاند گہن کے وقت کٹورہ بجاتے یا غل مچاتے ہین وہ اس زخم (کٹورہ بجانے) سے چاند کو رسوا کرتے ہین۔

	من که فرعونم ز خلق اے وائے من		زخم طاس ربی الاعلاے من
ترجمہ	گو ہون مین فرعون مست کبر خویش		پر ہوئی زخم ربی الاعلے سے ریش

شرح یہ شعر مختلف نسخون مین مختلف طور پر ہے حسب نسخہ بالا لفظ ز خلق دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ گو مین فرعون ہون اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہون مگر خلق کی طرف سے زخم طاس یعنے آواز نوبت ربی الاعلے جو میرے حکم سے ہے۔ میرے لیئے نہایت خرابی اور فضیحت کا باعث ہے لفظ وائے بمعنے خرابی ہے مطلب یہ کہ لوگون کا مجکو میرے حکم سے ربی الاعلے کہنا میرے واسطے سبب رسوائی ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ خلقت اس دعوے مین مجکو جہوٹا جانتی ہے۔ مگر مین حب جاہ کے سبب جبراً انسے ایسا کہلواتا ہون۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ ز خلق فرعونم کے متعلق ہے یعنے تمام مخلوق مین سے فرعون اور اپنے آپ کو خدا کہلوانے والا مین ہون۔ مگر ہائے میری خرابی مین اپنے زخم طاس ربی الاعلے کا کیا علاج کرون کہ میری خدائی دعوے مین خود میری رسوائی ہوتی ہے اسصورت مین من بمعنے خود ہے بعض نسخون مین ز خلق کی جگہہ ز شہرت ہے اور بعض مین ز شہوت یعنے گو مین اپنی شہرت پسندی و تکبر یا خواہش نفس امارہ کے باعث فرعون یعنے خدا بنا ہوا ہون مگر افسوس زخم طاس (خدائی دعوے کی آواز) میرے لیئے رسوائی کا سبب ہے

	خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات		مے شگافد شاخ را در بیشہ ات
ترجمہ	ایک کے بندے ہین ہم پر اے خدا		چیرتا ہے شاخ کو تیشہ ترا

شرح یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک آقا کے دو غلام باہم خواجہ تاش کہلاتے ہین فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے خدا مین اور موسئے دونو ایک خواجہ کے غلام اور ایک معبود کے بندے ہین۔ مگر مشیت اور قدرت الٰہی دونو مین مختلف طور پر ظاہر ہوئی ہے کہ وہ ہدایت پر ہین اور مین گمراہ ہون۔ تیشہ سے مراد مشیت الٰہی اور قدرت فعال ہے اور بیشہ سے صحن دنیا اور شاخ سے وجود ممکنات یعنے اے اللہ اگرچہ جمیع ممکنات عالم کنز مخفی مین پہلے ایک تھے لیکن تیری قدرت اور مشیت کا تیشہ صحن دنیا مین وجود ممکنات کی شاخون کے ساتھ جدا جدا عمل کرتا ہے جسطرح باغبان بعض شاخون کو چیر کے پیوند کر دیتا ہے تا کہ وہ زیادہ باور رہون۔ اور بعض کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ اسیطرح تیری قدرت و مشیت بعض شخص کو پیوند ہدایت کرتی ہے اور بعض کو ہدایت سے الگ کر کے گمراہ

اور گمراہ کر دیتی ہے بعض شارحین نے خواجہ ناش کے یہ معنے لیئے ہین کہ فرعون اور موسےٰ دونون کو حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوی تہی مگر اس سے حضرت موسےٰ کو رہبری عنایت ہوئی اور فرعون کو گمراہی ملی۔

باز شاخے را موصل میکنی	شاخ دیگر را معطل میکنی
ترجمہ ایک کو تونے موصل کر دیا	شاخ دیگر کو معطل کر دیا

شرح یعنے اے خدا تیری مشیت کا تیشہ ممکنات کی شاخون کو چیر کر انہین جدا جدا عمل کرتا ہے ایک شاخ کو زیادہ بارور ہونے کے لیے پیوند کر دیتا ہے اور ایک کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے یعنے تو جسکو چاہے سیدہا رستہ دکہاتا ہے اور جسکو چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے	ہیچ شاخ از دست تیشہ رست نے
ترجمہ شاخ کو تیشہ پہ قدرت ہے ؟ نہین	ہاتہہ سے تیشہ کے فرصت ہے نہین

شرح دونو مصرعون مین لفظ ہست درستہ سوال ہے اور لفظ نے جواب۔ یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اے خدا کیا کسی شاخ (ممکن الوجود) کو تیرے تیشے (مشیت) پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین۔ اور کیا کوئی شاخ تیرے دست قدرت کے تصرف سے بچ سکتی ہے ؟ کبہی نہین مطلب یہ کہ ہدایت و گمراہی تیرے اختیار مین ہے

حق آن قدرت کہ آن تیشہ تراست	از کرم کن این کژیہا را تو راست
ترجمہ تجکو اپنی خاص قدرت کی قسم	اس کجی کے بدلے کر مجہپر کرم

شرح یہان لفظ حق بمعنے بحق آن قدرت ہے مطلب فرعون یہ ہے کہ اے خدا اُس قدرت کے صدقے مین جو تیرا تیشہ ہے اور اپنے اُس کرم کے طفیل مین جو بلا تخصیص سب کا نگہبان ہے میری ان کج فہمیون اور کج افعالیون (دعوے خدائی اور انکار رسالت حضرت موسےٰ) کو سیدہا کر دے اور مجھے راہ راست دکہا کر شاخ ہدایت و ایمان سے پیوند کر دے۔

باز با خود گفتہ فرعون اے عجب	من نہ در یاربنا ام جملہ شب
ترجمہ پہر کہا یہ اپنے دل مین یا عجب	کاٹتا ہون عجز سے مین نیم شب
در نہان خاکی و موزون میشوم	چون بموسے میرسم چون میشوم
ترجمہ عیف خلوت مین ہے مجھے التجا	سامنے مین موسے سے ہوجاتا ہون کیا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے فرعون دل ہی دل مین یہ بہی کہا کرتا تہا کہ اے خدا کیا مین راتون کو تیری بارگاہ مین عجز و نیاز اور مناجات نہین کیا کرتا ؟ کیا مین تجہے تمام شب یا ربنا یا ربنا (اے میرے خدا اے میرے خدا)

کہکر نہین پکارتا ہے بلکہ ضرور ایسا کرتا ہون۔ بجھے سچا اور اپنے آپ کو جہوٹا خدا جانتا ہون دل مین تیری وحدت کا قائل
ہون مگر یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ مین خلوت مین تو خاکی زبدۂ ذلیل، اور موزون رہدایت یافتہ بنجاتا ہون
لیکن جب موسے کے سامنے جاتا ہون تو منکر توحید اور اپنی خدائی کا مدعی کیونکر ہو جاتا ہون؟ اسکا سبب کیا
ہے کہ مین خلوت مین مومن ہون اور جلوت مین کافر میری زبان سے علی الاعلان تیری توحید اور موسے کی رسالت
کا اقرار کیون نہین نکلتا؟ پہلا لفظ چون دقتیہ ہے اور دوسرا استفہامیہ بمعنے چگونہ۔

	رنگ زر قلب ده تو مے شود	پیش آتش چون سیہ رو میشود
ترجمہ	کہوٹے سونے پر اگر ہو دس تہین	اگ کے آگے تہین کیو نکر رہین

شرح اس شعر مین فرعون نے ایک تشبیہ کے ذریعہ سے اپنی حالت کا فیصلہ آپ کیا ہے۔ زر قلب - کہوٹا سونا
اور ده تو بمعنے دس تہ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کہوٹے سونے پر کہرے سونیکا رنگ یا ملمع دس تہ تک
چڑہادے اور پہر آگ کے پاس رکہکر دیکہہ لے کہ کیونکر سیہ ہو جائیگا۔ یہی حال میرا ہے کہ شب کو خلوت کے
وقت تو سر وحدت سے منور ہو جاتا ہون۔ لیکن جب ان کو حضرت موسے کے سامنے جاتا ہون تو انکا شعلۂ
نبوت میرے کہوٹ کو ظاہر کر دیتا ہے اور نور وحدت کی روشنی قلب سے جاتی رہتی ہے دل سیاہ ہو جاتا
اور مین گمراہ کا گمراہ رہجاتا ہون نیز ممکن ہے کہ فرعون کی حالت بیان کرنے کے متعلق یہ شعر مولانا قدس سرہ
کا مقولہ ہو بہر حال مطلب دونون باتونکا ایک ہے

	نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست	لحظۂ مغزم کند یک لحظہ پوست
ترجمہ	قلب و قالب ہے مرا محکوم دوست	مغز وہ کرتا ہے گاہے - گاہ پوست

شرح ان چار شعرون مین عقاید جبریہ کے مطابق فرعون نے اپنی گمراہی کو نعوذ باللہ فعل الٰہی خیال کرکے اپنی
تسلی کر لی ہے جبریہ کا قول ہے کہ خیر و شر خدا کی جانب سے ہے بندہ کچھ اختیار نہین رکہتا حالانکہ یہ عقیدہ
بالکل باطل بلکہ کفر ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گزرچکا ہے۔ فرعون یہ کہتا ہے کہ میرا دل اور جسم (یعنے زبان)
دونو حکم الٰہی کے تابع ہین وہ مجھکو کبھی (یعنے خلوت مین) مغز (محض نور توحید) بنادیتا ہے اور کبھی (یعنے
جلوت مین) پوست (نور توحید سے خالی) کر دیتا ہے یعنے مین خلوت مین مناجات کے وقت دل سے تیری توحید کو
مان لیتا ہون مگر جلوت مین حضرت موسے کے سامنے زبان سے اقرار نہین کر سکتا۔ یہ دونو باتین تیرے ہی اختیار
مین ہین مین خود اپنے ہدایت و ضلالت پر کسیطرح کا اختیار نہین رکھتا۔

	لحظۂ ماہم کند یکدم سیاہ	خود چہ باشد غیر این کار اِلٰہ
ترجمہ	ماہ کرتا ہے کبھی گاہے سیاہ	کچھ نہین اسکے سوا کار اِلٰہ

شرح یعنے اللہ تعالے نے کبھی تو مجکو چاند کی طرح نورانی (صاحب انوار توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی سیاہ دل (منکر توحید) کر دیتا ہے اِس انقلاب حالت سے مجھے تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کا کام ہی یہی ہے کہ وہ کبھی مومن کو کافر کر دیتا ہے اور کبھی کافر کو مومن ہ اُسکی قدرت انقلاب ہی مین نظر آتی ہے۔

	سبز گردم چونکہ گوید کشت باش	زرد گردم چونکہ گوید زشت باش
ترجمہ	سبز ہوتا ہون کرے گر مجکو کشت	زرد ہوتا ہون کرے گر مجکو زشت

شرح یعنے میری حالت ایسی ہے جیسے کھیتی۔ اللہ تعالے نے اسکی بھلائی کا حکم دیا سر سبز ہوگئی بُرائی کا حکم دیا زرد ہو گئی۔ اُسکی بھلائی بُرائی سب خدا کے ہاتہ مین ہے

	پیش چوگانہاے حکم کن فکان	مے دویم اندر مکان و لامکان
ترجمہ	رکھے ہمنے زیر حکم کن فکان	جہان مارے سب مکان و لامکان

شرح فرعون کہتا ہے کہ ہم چوگان حکم الٰہی کے سامنے مکان و لامکان (عالم تعین و لاتعین یا عالم اجسام و عالم ارواح) مین گیند کی طرح دوڑتے ہین بلا جسطرف چاہتا ہے گیند کو پھینک دیتا ہے اسیطرح حکم الٰہی مشیت ایزدی کے مطابق ہمین جس کام مین چاہتا ہے لگا دیتا ہے ہماری گمراہی کا گناہ ہمپر نہین ہے **فائدہ** یہانتک فرعون کی مناجات تمام ہوئی اِس مناجات سے یہ نہین نکلتا کہ وہ باطن مین مومن تہا کیونکہ فرعون کا کفر قرآن مجید کی بہت سی آیتون سے ظاہر ہے اگر وہ باطنًا مومن ہوتا تو قرآن مجید مین جہان اُسکی بابت مفصل آیتین نازل ہوئی ہین مجملًا اُسکے باطنی ایمان کی طرف بہی ضرور اشارہ کیا جاتا نیز باطنی مومن ہان لینے سے فرعون واقعی مومن نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ایمان دلی تصدیق اور زبانی اقرار کا نام ہے اور یہ گذشتہ اشعار مناجات سے معلوم ہوچکا ہے کہ فرعون خلوت مین ایمان لانے اور حضرت موسےٰ کے روبرو منکر رہنے سے خود تعجب کیا کرتا تہا اور چونکہ اپنے دل مین رب العالمین کے سچے اور اپنے جہوٹے خدا ہونے کا قائل تہا اسلیئے لوگون کی باتین چہپ چہپ کر خدا سے مانگتا تہا۔ یہ مناجات اظہار ایمان کے لیئے نہ تہی بلکہ اسلیئے تہی کہ لوگون مین اُسکی آبرو قایم رہے۔ فرعون کی اکثر دعائین بطور استدراج قبول ہوئی ہین۔

	چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد	موسیے با موسیے در جنگ شد
ترجمہ	چونکہ بیرنگی اسیر رنگ ہے	موسی و موسی مین باہم جنگ ہے

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے اور مقصود حضرت موسےٰ اور فرعون کی مخالفت یا ہر ایک دین کی تفریق کا اصلی سبب بیان کرتا ہے اور طالب کو ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی مخفی راز سے آگاہ کر دینا منظور ہے اب حل شعر سنیئے بیرنگی مرتبۂ لاتعین کہ تقید اور تعین سے منزہ ہے۔ رنگ مرتبۂ تعین اور اسیر رنگ

شدن بمعنے متعین شدن ہے تعین دو قسم کا ہے ایک تعین مرتبۂ اسماء الٰہی مین ہے کہ ہر ممکن ایک اسم خاص سے متعلق ہوکر متعین اور ایک دوسرے سے ازل مین ممیز ہو چکا ہے دوسرا تعین مرتبۂ خارج مین ہے جسکے اقتضا سے ممکنات خارج مین ممیز و متعین ہوسے ہین - مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جب ذات حق تعینات مین آئی تو متعینات مین جنگ اور منافرت پیدا ہوگئی - اول مباینت مرتبۂ اسما مین واقع ہوئی کیونکہ ہر اسم کا مقتضی دوسرے اسم کے مقتضے کے مخالف ہے مثلاً مضل کا مقتضا اور ہے اور ہادی کا اور ثانیاً متعینات خارجیہ مین منافرت واقع ہوئی کیونکہ متعینات مظاہر اسما ہین اور جبکہ اسماء مین مباینت ہے تو متعینات مین بطریق اولے منافرت ہوگی یہ مطلب ہے کہ لاحب تعین مقید بہ قید تعین ہو گیا اور روحین بدن سے متعلق ہوئین تو باعتبار ظہور تعینات کثیرہ اُنمین اختلاف واقع ہو گیا ایک موسے (شخص متعین) دوسرے موسے کا مخالف بنگیا - اور جب تک یہ تمام ممکنات مرتبۂ لاتعین مین تھے تو سواے ذات کے اور کچھ نہتھا تمام اشیا اُسکے علم ازلی مین متحد تہین - موسٰے سے مراد شخص متعین ہے لیکن چونکہ اس داستان مین فرعون اور موسے کا ذکر ہے اسلیئے دونو جگہ لفظ موسے سے شخص متعین مراد لیا گیا ہے یعنے عالم کثرت مین اگر ایک متعین دوسرے متعین سے مخالف ہو گیا - اگرچہ مرتبہ لاتعین مین سب متحد تھے یہ معنے اس صورت مین ہین کہ موسے مین دونو جگہہ یائے وحدت مانی جائے اور اگر یائے نسبت ہے تو یہ معنے ہین کہ ایک موسائی دوسرے موسائی کے ساتھ جنگ مین - پہلے موسائی سے فرعون مراد ہے جو حضرت موسے کی اُمت یا اُنکے زمانہ مین تہا اور دوسرے موسائی سے خود حضرت موسے مراد ہین کیونکہ جسطرح اُمتون پر رسولون کی تصدیق فرض ہے اسیطرح ہر رسول پر بہی اپنی تصدیق لازم ہے - اسلیئے حضرت موسے - موسے ہی ہین اور موسائی ہے اور ہمارے رسول بقبول محمد بہی ہین اور محمدی بہی ہے - یا یہ کہ پہلے موسے مین یائے نسبت ہو اور دوسرے مین یائے وحدت یعنے موسائی (فرعون) موسے کے ساتھ جنگ مین ہے -

	چون بہ بیرنگی رسی کو داشتی	موسی و فرعون کردند آشتی
ترجمہ	گر تجھے حاصل ہو نور معرفت	موسی و فرعون مین ہے مصلحت

شرح یعنے اے سالک جب تو اُس مرتبۂ لاتعین کا خیال کریگا جو عالم کثرت مین آنے سے پہلے تجکو حاصل تہا تو تجکو معلوم ہو جائے گا - کہ فرعون اور موسے اُس مرتبہ مین متحد تھے - کیونکہ اُسوقت سواے ذات کے اور کچہ نہتہا تمام اشیا علم ازلی مین بالکل متحد تہین

	گر ترا آید برین نکتہ سوال	رنگ کے خالی بود از قیل و قال
ترجمہ	ہو ترے دل مین اگر پیدا سوال	رنگ کب رہتے ہین بے بحث و جدال

شرح بعض نسخون مین نکتہ کی جگہ گفتہ ہے یعنے ہمنے جو یہ کہاہے یا نکتۂ وحدت بیان کیاہے کہ متعینات عالم لاتعین مین سب کے سب متحد تہے گر اسپر تجھکو یہ اعتراض سوجھے کہ یہ متعینات تو جنگ وجدال اور باہمی اختلاف سے خالی نہین حالانکہ دعوے یہ تہا کہ متعینات سب کے سب متحد تہے نتیجۂ اعتراض یہ نکلا کہ دعوے حالت واقعی کے اور فرع اپنی اصل کے خلاف ہے کیونکہ عجیب بات ہے کہ یہ رنگ یعنے متعینات ذات واحد سے پیدا ہوے ہین اور اسی سے قایم ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے - کیونکہ مرتبۂ لاتعین اصل ہے اور مرتبۂ تعین اسکی فرع اسکو چاہیئے کہ اصل کا مخالف نہوتا ضدیت اور مخالفت تو ضدین مین ہونی چاہیئے - اور جبکہ دونو مرتبے ایک حقیقت سے وابستہ ہین تو مخالفت کیون ہے ؟ اسصورت مین قیل وقال یعنے جنگ وجدال ہے - اور پہلے شعر کا دوسرا مصرع - اور دوسرے شعر کے دونو مصرعے تقریر اعتراض ہین نیز ممکن ہے کہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع داخل تقریر اعتراض نہو بلکہ اعتراض کی علت ہو یعنے اگر تجھکو نکتۂ وحدت پر اسلیئے اعتراض ہو کہ تو متعینات مین سے ہے اور متعینات کا قاعدہ ہمیشہ بحث اور قیل وقال کا ہے اور تو یہ کہے اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست الی آخرہ اس صورت مین صرف آیندہ شعر تقریر اعتراض ہے -

	اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست	رنگ با بے رنگ چون در جنگ خاست
ترجمہ	اے عجب یہ رنگ جز و رنگ سے ہے	رنگ کو بے رنگ سے کیون جنگ ہے

شرح یعنے اگر تو از راہ التعجب یہ اعتراض کرے کہ یہ تمام رنگ (متعینات) بے رنگ (ذات واحد) سے پیدا ہوے ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے حالانکہ فرع اصل کی مخالف نہین ہوتی تو اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے -

	اصل روغن زآب افزون میشود	عاقبت با آب ضد چون میشود
ترجمہ	اصل روغن آب ہے اے معتقد	آب و روغن کسلئے باہم ہین ضد

شرح یعنے اے سالک ہم تیرے مذکورۂ بالا اعتراض کا جواب ایک تشبیہ مین دیتے ہین تاکہ اچھی طرح سمجھ مین آجائے - ذرا توجہ سے سن - روغن کی اصل (یعنے روغنی تخمون مثلاً سرسون یا تلون وغیرہ کی جڑ) پانی ہی سے بڑہتی ہے اور سرسون یا تل وغیرہ پیدا ہوتے ہین - اور پہر انہین مین سے تیل نکلتا ہے - لیکن انجام پر نظر کر کہ روغن - پانی کا مخالف ہے مطلب یہ کہ روغن جب تک روغن نہ تہا یعنے روغن کی صورت مین نہ آیا تہا ہرگز اپنی اصل یعنے پانی کا مخالف نہ تہا یہ مخالفت اس تعین خاص (روغن ہونے) کے سبب سے پیدا ہوئی ہے - علے ہذا القیاس متعینات کا اختلاف مرتبہ تعین کے باعث سے ہے - مرتبۂ لاتعین مین سب متحد تہے کوئی کسیکا مخالف نہ تہا یہ مخالفت بعد حصول مرتبۂ تعین واقع ہوئی ہے -

	چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند	آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
ترجمہ	آب ہے بے شبہ روغن کا خمیر	کیون یہ پہر ضدین ہین اے دل پذیر

شرح یعنے چونکہ بونے کے وقت روغنی تخمون کی جڑ کو پانی کے ساتہ گوندہا ہے مطلب یہ کہ اُنکی جڑون مین پانی دیا گیا ہے اسلیئے مناسب یہ تہا کہ آب اور روغن باہم مخالف نہوتے حالانکہ دونو ایک دوسرے کی ضد ہین۔ پانی کی اور خاصیت ہے روغن کی اور۔ اسکا سبب وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روغن مرتبۂ تعین یعنے روغن ہونے سے پہلے پانی کا مخالف نہ تہا یہ اختلاف تعین کے بعد ہوا ہے علے ہذا القیاس رنگ و بیرنگ مرتبۂ تعین سے پہلے متحد تہے۔ مخالفت بعد مین ہوی ہے

	چون گل از خارست و خار از گل چرا	ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
ترجمہ	خار سے جب گل ہے گل سے خار ہے	کسلیئے دونو مین پہر تکرار ہے

شرح اُسی گزشتہ اعتراض کا جواب دوسری تشبیہ مین دیا گیا ہے۔ یعنے اے سالک باوجودیکہ گل خار کی جنس مین سے ہے اور خار گل کی کیونکہ دونو ایک ہی پانی سے پیدا ہوے ہین باایہمہ ان دونوئین جنگ و مخالفت کیون ہے؟ دیکہہ لیجے گل محبوب ہے اور خار مبغوض۔ پہول باعث تازگی و مسرت ہے اور کانٹا موجب تکلیف و اذیت۔ اسکا جواب وہی ہے کہ خار کانٹا ہونے سے پہلے گل کا مخالف نہ تہا یہ جنگ باہمی مرتبۂ تعین کے سبب سے واقع ہوئی ہے حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ متعینات کا اختلاف اور جنگ و منافرت عالم کثرت مین آنے کے باعث سے ہے اور ہمنے اتحاد اضداد کا دعوے عالم لاتعین مین کیا تہا۔ یعنے متعینات اگرچہ عین واحد سے پیدا ہوئی ہین اور اس اعتبار سے سب کے سب متحد ہی ہین لیکن بنظر تعینات انمین اختلاف اور منافرت واقع ہوئی ہے اگر اختلاف تعینات نہوتا تو صنعت ربانی اور قدرت حضرت سبحانی ظاہر نہوتی یہہ اختلاف فرع مع اصل حکمت الٰہی پہ مبنی ہے چنانچہ آئندہ شعر مین اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

	یا نہ جنگ ست این ؛ ا؟ حکمت ست	ہمچو جنگ خر فروشان صنعت ست
ترجمہ	یا یہ حکمت کے لیے ہے رہبری	خر فروشون کی سی جنگ زرگری

شرح یعنے اب اس اختلاف کو یا تو باعتبار تغایر تعینات سمجہیے یا یون کہیئے کہ یہ اختلاف فی الواقع اختلاف نہین ہے بلکہ جنگ مصنوعی ہے یعنے کفار کی مخالفت انبیا و اولیا کے ساتہ اور نفس کے روح کے ساتہ اظہار حکمت ربانی کے لیے ہے کیونکہ کفر نہوتا تو ایمان کی عزت اور کافر نہوتے تو مومن کے تمیز اور جہنم نہوتی تو جنت کا مزا ہرگز سمجہ مین نہ آتا۔ اور یہ جنگ مصنوعی ایسی ہے جیسے کہ خر فروشون مین باہم ہوتی ہے جس سے

مشتری کو رغبت دلانے مقصود ہوا کرتی ہے مثلاً ایک خرفروش دوسرے سے کہا کرتا ہے کہ تو نے میرے گدہے کی قیمت سو روپیہ کیون کہدی فلان خریدار دو سو دیتا ہے تجکو غیر کے مال کی قیمت لگانے سے کیا مطلب۔ اِس جنگ باہمی گدہے والون کا مطلب واقعی جنگ نہین ہوتا بلکہ یہ خریدار کو رغبت دلانے کی حکمت ہے۔ اِسیطرح متعینات کا اختلاف خالی از حکمت نہین۔

یا نہ این ست و نہ آن حیرانی ست ۔۔۔ گنج باید گنج در ویرانی ست

ترجمہ: یا سمجھ لے عقل حیرانی مین ہے ۔۔۔ گنج حاصل کر جو ویرانی مین ہے

شرح یعنے اختلاف تعینات یا تو واقعی جنگ ہے یا مصنوعی یا یہ سمجھیئے کہ یہ نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی ہے۔ کیونکہ جب مرتبۂ لاتعین کو دیکھا جاتا ہے تو سب متحد پائے جاتے ہین اور جب مرتبۂ تعین پر نگاہ ہوتی ہے تو سب مختلف ہین اور اِس سے طالب کو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا بس تو طالب صادق کے قابل یہ بات ہے کہ گنج معرفت کو تلاش کرے جو ویرانہ مین ملتا ہے یعنے خزانۂ معرفت اور کنز اسرار غیب کو مخزن قلوب کاملین سے ڈہونڈے۔ کیونکہ خزانہ ویرانی مین ہوتا ہے یعنے اسرار ایسے کاملین کے دل مین پنہان رہتے ہین جنہون نے اپنے وجود موہوم کو ویران اور معدوم و فنا کر رکھا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اختلاف تعینات نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی یعنے حیرت محمودہ ہے اسی حیرت کے عالم مین خزانۂ شہود حق حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ تمام تعینات آئینہ جمال حق ہین ایطالب تو اسی خزانہ کے حاصل کرنے کی کوشش کر بعض نسخون مین گنج باید جست این ویرانی ست۔ ہے یعنے یہ مراتب تعین اور لاتعین کی بحث سر بسر طالب کے لیے ویرانی یعنے باعث خرابی ہے کیونکہ ایسے خیالات سے وہ مجاہدہ اور ریاضت سے رکجاتا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ کاملین سے خزانہ معرفت ڈہونڈے اور مباحثہ کو ترک کردے

آنچہ تو گنجش توہم مے کنی ۔۔۔ زان توہم گنج را گم مے کنی

ترجمہ: وہم نے سمجھا ہے تیرے جسکو گنج ۔۔۔ وہ نہین ہے گنج ہے وہ صین رنج

شرح توہم سے وجود موہوم یا ہستی فانی مراد ہے۔ یعنے ایطالب تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم ورائے مین گنج اور سامان مسرت خیال کر رہا ہے وہ فی الواقع گنج نہین ہے بلکہ صرف مٹی کا ڈہیر ہے تو اس لغو خیال کے باعث خزانۂ معرفت کو ہاتھ سے کہو رہا ہے۔

چون عمارت دان تو وہم و رایہا ۔۔۔ گنج نبود در عمارت جایہا

ترجمہ: وہم تیرا ہے عمارت میرے جان ۔۔۔ گنج ہوتا ہے عمارت مین کہان

شرح یعنے تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم ورائے مین گنج خیال کر رہا ہے یہ وہم ورائے بمنزلہ عمارت یعنے

فریب ہستی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خزانہ عمارت یعنے آبادی مین نہین ہوتا اسیطرح جبتک تیرے دل مین وہم و رائے کی عمارت یا فریب ہستی کی بنیاد قایم رہیگی خزانۂ معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہوگا۔

	در عمارت ہستی و جنگے بود	نیست را از ہستہا ننگے بود
ترجمہ	ہے عمارت مین سر ہستی و جنگ	نیست کو ہست سے ہر لحظہ ننگ

شرح نیست سے مراد عارف فانی فی اللہ ہے اور ہست سے گرفتار ہستی خود مطلب یہ کہ عمارت وجود موہوم مین ہر دم خیال ہستی اور خصومت فنا رکھی ہوی ہے۔ جو شخص گرفتار ہستی ہے وہ اپنے وجود کو مستقل جانتا ہے اور اسی لیئے فانی سے خصومت اور نفرت رکھتا ہے لیکن در اصل نیست کو ہست سے ننگ و عار ہے یہی وجہ ہے کہ گرفتار ہستی عارف کے ارشادات کو قبول نہین کرتا۔ اگر عارف کو اُس سے نفرت نہو تو گرفتار ہستی کیسی ہی نفرت رکھے لیکن عارف اپنے جذب باطن سے اسکو کہیچ سکتا ہے مطلب یہ کہ اہل دنیا جو عارفین سے نفرت رکھتے ہین یہ نفرت عارفین ہی کے نفرت سے پیدا ہوی ہے۔

	نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد	بلکہ نیست آن ہست را واداد کرد
ترجمہ	ہست سے کچھ نیست فریادی نہین	خود ہی اُس سے جدا ہے بالیقین

شرح پہلے مصرع مین لفظ نے بالکل کے معنون مین نہین بلکہ نیست کا مخفف ہے اور فریاد بمعنے شکایت و نفرت اور وا داد بمعنے جدا از عطا ہے کیونکہ لفظ وا بمعنے نارسیدہ و جدا آیا ہے۔ یعنے یہ بات نہین ہے کہ ہست (گرفتار دنیا) نیست (عارف) سے نفرت کرتا ہے بلکہ عارف ہی نے اُس گرفتار ہستی موہوم کو عطائے معرفت سے جدا کر رکہا ہے۔ اور عارف ہی فی الواقع اُس سے نفرت رکہتا ہے۔

	تو مگو کہ من گریزانم ز نیست	بلکہ او از تو گریزان ست ایست
ترجمہ	تو نہ کہہ مین بہاگتا ہون نیست سے	بہاگتا ہے خود وہ تجہسے دیکہہ لے

شرح دوسرے مصرع مین لفظ ایست بمعنے قیام کن و گریزان مشتق ہے یعنے تو یہ نکہہ کہ مین نیست یعنے عارف باللہ سے بہاگتا ہون اے شخص ٹہر جا اور غور سے دیکہہ کہ خود تجہسے گریزان ہے۔ بعض نسخون مین ایست کی جگہ بیست ہے اسصورت مین بیست یا تو بمعنے ایست ہی ہے اور بائے موحدہ امر حاضر مین زیادہ ہے یا بیست سے مراد بیست بار ہے بطریق مبالغہ یعنے تو ایک بار بہاگتا ہے تو عارف باللہ تجہسے بیس بار گریز کرتا ہے

	ظاہرا مے خواندت او سوے خود	وز درون مے راندت با چوب رد
ترجمہ	تجکو ظاہر مین بلاتا ہے مگر	سیتے ہے اسکو تنفر سر بسر

شرح یہ ایک سوال کا جواب ہے معترض یون کہتا تہا کہ عارف اہل دنیا سے بہاگتے کب ہین بلکہ اُنکی طرف

راغب ہوتے ہین اور دعوت اسلام کرتے ہین - مولانا کا جواب یہ ہے کہ یہ مخالطت اور رغبت کسی ظاہری مصلحت کے لیے ہے باطن مین عارف اُنسے نافر رہتے ہین - مثلاً فرض کیجیے کہ اگر کسی ظالم بادشاہ سے کوئی عارف باللہ مخالطت کریگا تو یہ رغبت صرف اُسکے بُرائیون سے بچنے یا اُسکو بُرائیون سے بچانے کے لیے ہوگی لیکن وہ دل مین ضرور بادشاہ مذکور سے متنفر رہیگا - اور چوب رو ردفع کرنے کی لکڑی ہے سے ہانکتا رہیگا -

	قومے اندر آتش سوزان چو ورد		قومے اندر گلستان با رنج و درد	
ترجمہ	آتش سوزان مین ہین اک شکل ورد		باغ مین رہکر ہین اک با رنج و درد	

شرح اس شعر مین عارف اور اہل دنیا کی حالت کا فرق اور عارفین کی نفرت کا باعث بیان کیا گیا ہے یعنے عارف ایسا گروہ ہے کہ آتش سوزان مین گل ورد کی طرح خوش وخرم رہتے ہین یعنے مصائب دنیوی مین اُنکو مرضی خدا سے نفرت نہین ہوتی - اور اہل دنیا ایسے لوگ ہین کہ عیش مین رہکر بھی رنج و درد کی شکایت کیا کرتے ہین یعنے ناشکر ہین - جبکہ اُنکے اور انکے مسلک مین اسقدر تفاوت ہے تو باہم نفرت کیون نہوگی ورد گلاب کے پہول کو کہتے ہین -

	نعلہائے بازگونہ ست اے سلیم		نفرت فرعون را دان از کلیم	
ترجمہ	اُلٹی جوتی کی طرح سمجھ اے سلیم		نفرت فرعون ہے غیظ کلیم	

شرح نعل بازگونہ (اُلٹی جوتی) کنایہ برعکس اور نشان مٹا دینے کے معنون مین مستعمل ہے اور ضمیرست رغبت کی طرف راجع ہے - یعنے اے سلیم العقل اہل عرفان کی اُس رغبت کو جو اہل دنیا سے ہے برعکس سمجھنا چاہیئے عارف تمام اہل دنیا سے ظاہر مین رغبت رکھتے ہین اور باطن مین متنفر رہتے ہین اولیاء اللہ کی رغبت و نفرت اتفاقی نہین بلکہ الہامی ہوتی ہے - اُنکو از راہ الہام معلوم ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ہرگز ایمان نہ لائیگا اسلیئے وہ باطنی توجہ نہین کرتے مگر ظاہر طور پر دعوت اسلام اور تبلیغ احکام جو شرعی فرض ہے برابر ادا کیے جاتے ہین اور جبکہ اہل اللہ دنیا پرستون سے دلی نفرت رکھتے ہین تو اسی نفرت کا عکس دنیا دارون کے دلون مین بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اہل اللہ سے متنفر ہوجاتے ہین چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین کہ فرعون کو جو حضرت موسےٰ سے نفرت تہی یہ موسےٰ ہی کی نفرت سے پیدا ہوئی تہی موسےٰ باعتبار ظاہر دعوت اسلام کر رہے تہے - اگر باطنی کشش بھی ہوتی تو فرعون ضرور ایمان لے آتا کیونکہ عارفین کی حالت کو فعل معکوس سمجھنا چاہیئے جسطرح اُلٹی جوتی کا نشان زمین پر نہین پڑتا ہے اسطرح عارفین کی حالت لوگونکو معلوم نہین ہوتی کہ اُسکا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا - اولیاء کے ظاہر و باطن کا اختلاف خدانخواستہ نفاق پر محمول نہین بلکہ ایک مصلحت پر مبنی ہے وہ خدا کے لئے بغض و محبت رکھا کرتے ہین -

سبب حرمان اشقیا از دو جہان کہ خسر الدنیا و الآخرۃ

ترجمہ: بدون کے دو جہان سے محروم رہنے کا سبب کیونکہ انکی شان مین آیت خسر الدنیا والآخرۃ نازل ہے

شرح یہان سے اُس مضمون کی تمثیل شروع ہوی ہے جو مصرع سابق۔ وز درون مے راندت با چوب ردین مین ہے یعنے اولیاء اللہ اہل دنیا سے متنفر رہتے ہین اور اُنکو چوب رد سے ہانکدیتے ہین یہی باعث ہے کہ وہ دو جہان سے محروم رہکر دنیا اور آخرت مین خسارہ اُٹھاتے ہین۔ اس تمثیل مین اہل فلسفہ کی رائے کے مطابق زمین و آسمان کی ہیئت وغیرہ کا ذکر ہے جسکی مفصل تشریح مع نتیجۂ تمثیل آیندہ اشعار مین آنیوالی ہے۔

چون حکیمک اعتقادے کردہ است ❊ کآسمان بیضہ زمین چون زردہ است

ترجمہ: فلسفی کو اس گمان پہ ہے یقین ❊ آسمان انڈا ہے زردی ہے زمین

شرح لفظ حکیمک مین کاف تصغیر کے لیے ہے جیسا کہ مردک مین او حکیم سے مراد فلسفی ہے یعنے ذلیل فلسفی کا یہ مقولہ ہے اور اُسنے یہ اعتقاد کر رکھا ہے کہ آسمان بیضہ کے مانند ہے اور زمین اُسمین ایسی ہے جیسا کہ بیضہ مین زردی یعنے آسمان مدور اور کرہ کے شکل ہے اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی طرح معلق ہے۔

گفت سائل چون بماند این خاکدان ❊ در میان این محیط آسمان

ترجمہ: ایک سائل نے کہا یہ خاکدان ❊ ہو گیا کیونکر محیطِ آسمان

شرح یعنے چونکہ آسمان علوی و نورانی چیز ہے اور زمین سفلی و جسمانی اسلیئے باہم دونو متضاد ہین اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ضد دوسری ضد مین نہین سما سکتی۔ بدین لحاظ سائل فلسفی پر اعتراض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ خاکدان زمین کرۂ آسمان مین کیونکر سما سکتی ہے۔ یہ دونو تو باہم متضاد ہین پھر ہم یہ کیونکر مان لین کہ آسمان بیضہ کی اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی مانند ہے۔ کیونکہ ضدین ہرگز ایک جگہ جمع نہین ہو سکتین۔

ہمچو قندیلے معلق در ہوا ❊ نے بہ اسفل مے رود نے بر علا

ترجمہ: صورت قندیل کیون لٹکی ہے یہ ❊ زیر و بالا کیون نہین ہوتی ہے یہ

شرح یہ شعر بھی معترض کا مقولہ اور گزشتہ اعتراض کا تتمہ ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مین اسکو نہین مانتا کہ زمین کرۂ آسمان مین زردی بیضہ یا قندیل کی طرح ہوا یعنے ادھر مین لٹکی ہوی ہے نہ نیچے آتی ہے نہ اوپر جاتی ہے کیونکہ آسمان اپنی ضد یعنے زمین کو اپنے کرہ مین جگہ ہی نہین دیسکتا۔ پھر اُسمین زمین کے معلق ہونے کے کیا معنے۔

آن حکیمش گفت کز جذب سما ❊ از جہات شش بماند اندر ہوا

ترجمہ: فلسفی بولا کہ جذب آسمان ❊ اسکو رکھتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ اُس اعتراض کا جواب ہے یعنے فلسفی نے تقریر اعتراض سُنکر سائل کو یہ جواب دیا کہ آسمان مین جذب یعنے

کھینچ لینے کی قوت موجود ہے اسلیئے جب اُسنے چہوں طرفون سے زمین کو کہینچا تو وہ ادہر مین معلق رہگئی نہ نیچے گر سکتی ہے نہ اوپر جاسکتی ہے بلکہ لٹک کر کرۂ فلک کے وسط مین رہگئی ہے۔

	چون زمقناطیس قبہ ریختہ	درمیان ماند آہنے آویختہ
ترجمہ	قبہ ہو جس طرح مقناطیس کا	اُسمین آہن رہگیا لٹکا ہوا

شرح اس شعر مین فلسفی نے اپنے جواب کو ایک تشبیہ مین سمجھایا ہے تاکہ سائل اچھی طرح سمجھ لے یعنے آسمان کے ایسے مثال ہے جیسا کہ سنگ مقناطیس سے کوئی قبہ بنایا جائے اور اسمین لوہار کہا جائے تو لوہا اُسمین معلق رہیگا اسیطرح آسمان مین جذب کی قوت ہے اور زمین اُسمین معلق ہے فلک نے وسط کرہ مین زمین کو جگہ نہین دی بلکہ زمین اُسکی مقناطیسی طاقت کے باعث شش جہات سے کہنچکر خود بخود معلق رہگئی ہے۔

	آن دگر گفت آسمان باصفا	کے کشد در خود زمین تیرہ را
ترجمہ	دوسرا بولا کہ چرخ اے نیک خو	کہینچتا ہے کب زمین تیرہ کو
	بلکہ دفعش میکند از شش جہات	تا بماند درمیان عاصفات
ترجمہ	بلکہ اُسکو دفع کرکے آسمان	چہوڑ دیتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ زمین کے متعلق بعض فلسفیون کی رائے پہلے بیان ہو چکی ہے اور بعض کی رائے کا خلاصہ اس قطعہ مین ہے۔ یعنے فلسفیون کے دوسرے گروہ کا یہ قول ہے کہ آسمان صاف و منور اور زمین کثیف و مکدر چیز ہے اسلیئے ضد اپنی ضد کو جذب نہین کر سکتی۔ بلکہ یہ بات ہے کہ آسمان زمین کو سب طرف سے دفع کر کے اپنے کرہ سے نکال دیتا ہے یعنے آسمان کی ہر جانب زمین کو دوسری جانب دہکیلتی ہے مگر چونکہ دوسری جانب بہی وہی آسمان صافی ہوتا ہے جو کثیف کو جذب نہین کر سکتا۔ اسلیئے یہ دوسری جانب تیسری طرف دہکیل دیتی ہے علیٰ ہذالقیاس۔ اسوجہ سے زمین عاصفات (سخت آندہیون اور تیز چلنے والی ہواؤن) مین معلق رہگئی ہے یعنے جسطرح ہوائین ادہر مین رہتی ہین اسیطرح زمین ادہر مین ہے اور اُسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ چند اشخاص ملکر کسی چیز کو ہاتہون سے سیتے ہین۔ زمین نہ صعود کی قدرت رکہتی ہے نہ ہبوط کی۔ نہ اوپر جاسکتی ہے نہ نیچے بلکہ معلق ہے **فائدہ** یہ دوسرے حکمار کا مذہب ہے۔ گو زمین کے معلق ہونے کے دونو قائل ہین صرف اُسکی توجیہ مین اختلاف ہے لیکن یہ دونون قول ضعیف ہین اسلیئے مولانا نے حکیم کو بصیغۂ تصغیر یاد کیا ہے جسمین اشارہ ہے کہ اُنکے اقوال ضعیف ہین کیونکہ پہلے قول کے موافق اگر یہ مانا جائے کہ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسلیئے زمین معلق ہے تو ہم یہ کہینگے کہ اجرام علوی اجسام سفلی کو جذب نہین کر سکتے کیونکہ دونو ایکدوسرے کی ضد ہین اور اگر یہ کہیئے کہ مدافعت آسمان کی باعث زمین معلق ہے تو یہ کہا جائے گا کہ زمین اجسام سفلیہ مین سے ہے اسلیئے اسکا معلق رہنا محال ہے کیونکہ ہر جسم

اپنے مرکز کی جانب رجوع کرتا ہے بس توفی الواقع یہ ہے کہ زمین وآسمان دونو قبضۂ تصرف الٰہی مین ہین اور اسیکے حکم سے قایم ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ۔ یعنے خدا کی بڑی نشانیون سے ایک یہ بہی ہے کہ آسمان وزمین اُسکے حکم سے قائم ہین۔

پس ز دفع خاطر اہل کمال — جان فرعونان بماند اندر ضلال

ترجمہ: چونکہ رد کرتے ہین ارباب کمال — اسلیئے سرکش ہین پابند ضلال

شرح یہان سے تمثیل مذکور کا نتیجہ شروع ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جسطرح حسب مقولۂ حکماء آسمان زمین کو ہر جانب سے دفع کرتا رہتا ہے اسیطرح اہل کمال کا دل متکبرین کو اپنی جانب سے دفع کر دیتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتے ہین۔ کیونکہ اہل کمال اور عارفین بہی آسمان تجلی اسما وصفات ہین گرفتاران وجود کثیف کو اپنی باطنی جذبت مین جگہ نہین دیتے۔ اور اُن سے متنفر رہتے ہین۔

پس ز دفع این جہان وآن جہان — ماندہ اند این بے رہان این وآن

ترجمہ: دفع کرتے ہین انہین ہر دو جہان — رہگئے ہین اسلیئے بے این وآن

شرح یعنے گمراہون کو دین ودنیا دونون نے دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب انہون نے انبیا اور اولیا کے ارشادات نہ مانے تو دین سے تو دفع ہوے ہی تہے اہل دنیا نے بہی اُنکو مردود سمجہا۔ اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ ہوگئی۔ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہوے۔

سرکشی از بندگان ذوالجلال — زانکہ دارند از وجود تو ملال

ترجمہ: کیونکر نہ تجکو اُنسے ہو نفرت کمال — اولیا رکہتے ہین خود تجہسے ملال

شرح سرکشی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے اے گمراہ تو بندگان خدا انبیاء اولیاء سے اسلیئے سرکش ہے کہ وہ خود تجہسے ملال رکہتے ہین اور اُنہین کی باطنی نفرت کے اثر کے باعث تو اُنسے سرکش رہتا ہے۔

کہربا دارند چون پیدا کنند — کاہ ہستی ترا شیدا کنند

ترجمہ: کہربا کو اپنے گر پیدا کرین — کاہِ ہستی کو ترے شیدا کرین

شرح یعنے انبیا اور اولیا اور خاص بندگان خدا خاصیت کہربا یعنے جذب باطن رکہتے ہین اُنہین مین در مقناطیسی قوت موجود ہے جب وہ اس کہربا کو ظاہر کر دیتے ہین تو انسان کے کاہِ ہستی کو اپنی طرف کہینچکر شیدائے حق اور عاشق الٰہی بنا دیتے ہین۔ کاہ گہاس کے تنکے کو کہتے ہین جسکو کہربا کا منکا اپنی طرف کہینچ لیتا ہے۔

کہربائے خویش چون پنہان کنند — زود تسلیم ترا طغیان کنند

ترجمہ: اور اگر پنہان کرین کچہہ جانکر — ہو ترا ایمان۔ طغیان سے بسر

شرح یعنے خاصان خدا جب اپنے کہربا کو چھپا لین یعنے تجھے رضامند نہون اور اپنی طرف جذب نہ کرین تو تیری سلامتی و نجات مبدل بضلال و طغیان ہو جائیگی۔ تسلیم بمعنے گردن نہادن و سلامت داشتن اور طغیان بمعنے سرکشی ہے مطلب یہ کہ ولی کامل کی توجہ کیسے بغیر تو جس چیز کو باعث سلامتی و نجات خیال کریگا وہ فی الواقع سرکشی اور گمراہی کا باعث ہوگی۔

	آنچنان کو مرتبہ حیوانی ست	کو اسیر و سغبۂ انسانی ست
ترجمہ	جسطرح رتبہ بھی حیوان کا	ہے مسخر رتبۂ انسان کا

شرح یعنے اولیا کے کہربا اور عوام کے کاہ ہونے کی ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ مرتبۂ حیوانی کہ اسیر او مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔ یہ مرتبہ غالب ہے اور وہ مغلوب۔ اولیاء اللہ چونکہ مرتبۂ انسانی رکھتے ہین اسلئے تمام مخلوق پر متصرف ہین اور دیگر مخلوق چونکہ مرتبۂ حیوانی مین ہے اسلئے اولیا کی مطیع و مسخر ہے جیسا کہ حیوانات انسان کے مطیع ہوتے ہین لفظ سغبہ بمعنے گرسنگی ہے لیکن مطیع و مسخر کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور یہان یہی معنے مراد ہین۔ یعنے مرتبۂ حیوانی مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔

	مرتبۂ انسان بدست اولیا	سغبہ چون حیوان شناسش اے کیا
ترجمہ	رتبۂ انسان ہے فیض اولیا	اور وہ حیوانی ہے سن لے اے کیا

شرح یہ پہلے شعر کی شرح ہے اور لفظ شناسش کی ضمیر مرتبۂ حیوانی کی طرف راجع ہے۔ یعنے مرتبۂ انسانی اولیاء اللہ کے ہاتھ مین ہے اور اے عقلمند مخاطب مرتبۂ حیوانی کو حیوان کے مانند مرتبۂ انسانی کا مطیع و مسخر سمجھ اور اولیاء کے تصرف کو واقعی خیال کر۔ اولیاء اللہ حیوان کو انسان بنا دیتے ہین۔

	بندۂ خود خواند احمد در رشاد	جملہ عالم را بخوان قل یا عباد
ترجمہ	اپنا بندہ سب کو کہتے ہین رسول	پڑھ کہین قل یا عبادی اے بوالفضول

شرح یعنے حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد رحالت ہدایت مخلوق یا قرآن مجید مین تمام عالم کو اپنا بندہ کہا ہے اگر تجھے اسمین شک ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ قل یا عبادی الذین اسرفوا علے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے اے محمد اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے لوگون سے کہدے کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے ناامید نہو۔ یہ شعر گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مرتبۂ انسانی مرتبۂ حیوانی پر غالب ہے چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجسم کمال انسانی تھے اس نظر سے تمام عالم آپ کا مطیع ٹہرا اور کہنے اللہ تعالے کے حکم سے لوگون کو یا عبادی (اے میرے بندو) کہکر پکارا فائدہ گو مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب پر یہ دلیل اپنے الہام سے پیدا کی ہے لیکن ارباب تفسیر کے نزدیک آیت مذکورہ کے یہ معنے نہین

ہین۔ بلکہ رسول نے فرمان الٰہی کی حکایت اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے ہان یہ ممکن ہے کہ مفسرین نے آیت کی ظاہری معنے لیئے ہین اور مولانا قدس سرہ نے باطنی۔

	عقل تو ہمچون شتربان تو شتر		میکشاند ہر طرف در حکم مُر
ترجمہ	عقل تیری ہے شتربان تو شتر		ہے ہراک اشتر مطیع حکم مُر

شرح حکم مُر تلخ حکم یعنے وہ حکم جو محکوم کی مرضی کے خلاف ہو مطلب یہ کہ انسان کی عقل شتربان کی اور انسان خود شتر کے مانند ہے جسطرح شتربان اپنے اونٹ کو اُسکی مرضی کیخلاف جس طرف چاہتا ہے لیجا سکتا ہے اسیطرح عقل آدمی کو جہان چاہتے ہی کھینچ لیجاتی ہے بس تو جب کہ عقل کا اتنا بڑا تصرف ہے تو اولیا ءاللہ (جو عقل عقل یعنے سر بسر عقل ہی عقل ہین) کا تصرف کسقدر زبردست ہوگا۔ چنانچہ آیندہ شعر اُنھی معنون کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

	عقل عقلند اولیا و عقل ہا		بر مثال اشتران تا انتہا
ترجمہ	اولیا ہین عقل عقل اسے عقلمند		آدمی ہین شکل اشتر پائے بند

شرح یعنے اولیاء اللہ عقل عقل یعنے عقل محض ہین۔ اور دیگر انسانون کی عقلین اول سے لیکر آخر تک کے روبرو ایسی ہین جیسے کہ شتربان کے آگے اونٹ اولیاء اللہ لوگون کی عقلون کو جسطرف چاہتے ہین لگا دیتے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ تا انتہا عقل عقلند کے متعلق ہو یعنے اولیاء اللہ طالبین کو مرتبہ انتہائے حقیقت تک پہنچا دیتے ہین عقل عقل ہین مطلب یہ کہ تمام عالم اولیاء کا تابع ہے وہ اُسمین جسطرح چاہین تصرف کرسکتے ہین اگر وہ اپنے طرف جذب کرین تو گو کسیکا دل ایمان لانے کو نچاہے گر وہ ضرور مومن ہوکر رہیگا اور اگر جذب نہ کرین تو گو مومن ہونے کو کسی کا جی چاہتا ہو مگر وہ کافر ہی ہوکر مریگا چنانچہ حضرت عمرؓ کا ایمان لانا رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کے جذب کا اور فرعون کا کافر رہنا حضرت موسےؑ کے عدم جذب کا نتیجہ ہے۔ اگر جذب کو کامل طور پر عمل مین لایا جاتا تو ابوجہل اور ابوطالب بھی مومن ہوجاتے۔

	اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار		یک قلاوزست جان صد ہزار
ترجمہ	ڈال تو اُنپر نگاہ اعتبار		ہاتھہ مین ہین ایک کے جانین ہزار

شرح اعتبار یعنے یقین صدق و اعتقاد درست ہے اور قلاوز رہبر کو کہتے ہین یعنے اولیاء اللہ کو سچے اعتقاد کی نظر سے دیکھا کر کیونکہ ہر ولی گو عالم اصغر (انسان واحد) کی صورت مین نظر آتا ہے مگر وہ فی الحقیقت عالم اکبر (سارے جہان) کی مانند ہے دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح ایک رہبر لاکہہ آدمیون کی جان ہوتا ہے۔ اسیطرح ایک ولی گویا سارے جہان کی جان ہے اور جسطرح رہبر کے رستہ بھولجانے یا بہلا دینے سے قافلہ ہلاک ہوجاتا ہے

لیسلیئے اولیا رکو چشم حقارت سے ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ع تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔

چہ قلاوز و چہ اشتر بان بیاب　　دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب

ترجمہ　کون رہبر کیا شتر اے نکتہ یاب　　لا دہ دیدہ دیکھ لے جو آفتاب

شرح لفظ بیاب (بمعنے حاصل کر) دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ہمنے جو اولیا اللہ کو رہبر یا شتربان فرض کرلیا ہے یہ تمثیل صرف سمجھانے کے لیئے ہے۔ اس سے ممثل کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہوسکتی۔ لیسلئے ایمخاطب ان تمثیلات کو چھوڑ کر ایسا دیدہ حاصل کر جو آفتاب حقیقت انسانی اور مرشد کامل کو دیکھ سکے۔

تک جہان در شب بماندہ میخ دوز　　منتظر موقوف خرشید ست روز

ترجمہ　وقت شب سارا جہان ہے میخ دوز　　اور ہے خرشید پر موقوف روز

شرح تک مخفف اینک اسم اشارہ ہے یعنے یہ عالم دنیا۔ اور بعض نسخون مین تک کی جگہ تاپ بیاے تحتانی ہے اسصورت مین تاپ جہان سے تمام عالم دنیا مراد ہے اور ماحصل دونو نسخون کا ایک ہے شب بمعنے کدورت و ظلمت بشریت ہے یا بمعنے غفلت اور میخ دوز بمعنے غیر متحرک یعنے وہ چیز جو ہل نہ سکے جسمین کیل ٹھکی ہوی ہو۔ پہلا مصرع ترکیب مین جملہ ہو کر مبتدا واقع ہوا ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ منتظر اس مبتدا کی خبر ہے یعنے تمام عالم در شب میخ دوز ماندہ منتظر روزست و روز موقوف بر خرشید ست۔ مطلب یہ کہ تمام عالم غفلت کی تاریکیون مین میخ دوز ہو کر دن نکلنے (ہدایت) کا منتظر ہے اور دن کا نکلنا خرشید کے نکلنے (وجود انبیا و اولیا) پر موقوف ہے بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ اہل دنیا غفلت اور ظلمات بشریت کے میخون مین قید ہین اور اس ظلمت کے دور کرنے کے لیے مظہر آفتاب حقیقت یعنے ولی کامل کے منتظر رہتے ہین غرض یہ کہ ظلمت بشریت کا دور ہونا اور قید غفلت سے نجات پانا وجود اولیا پر موقوف ہے یہ نہون تو سارے جہان مین اندھیر ہو جائے اور ہدایت و ایمان کی روشنی ہرگز نظر نہ آئے۔

اینت خرشید نہان در ذرۂ　　شیر نر در پوستین برۂ

ترجمہ　ذرہ مین پنہان ہے سورج سربسر　　کھال مین بکرے کی ہے اک شیر نر

شرح یعنے یہ ولی کامل جسکی ہم تعریف کر رہے ہین ذرہ مین خورشید نہان۔ اور پوستین برہ (بکری کے بچہ کی کھال) مین شیر نہان کی مانند ہے۔ ذرہ اور برہ سے ولی کی صورت ظاہری مراد ہے جو دیگر آدمیون سے ممتاز نہین ہے۔ اور خرشید و شیر نر سے اُنکے باطنی اوصاف لیے گئے ہین جنکا علم عوام کو نہین ہوسکتا۔ مطلب یہ کہ اولیا کے وجود ظاہری مین جولاشے اور ذرہ کی مانند ہے آفتاب حقیقت اور اُنکی پوستین (ظاہری جسم) مین شیر معرفت پنہان ہے اسلیئے اُنکی تعظیم ہر حالت مین واجب ہے۔

اینت دریائے نہان درزیر کاہ	پا برین کہ ہین منہ تا اشتباہ
ترجمہ: دیکہہ اک دریا نہان ہے زیر کا	پانو تو اسپر نہ رکہہ تا اشتباہ

شرح یعنے ولی کامل جو دریائے معانی و اسرار الٰہی ہے گہاس (یعنے صورت ظاہری و شکل انسانی) مین پوشیدہ ہے اے شخص خبردار جب تک بتجہے کسی شخص کے ولی کامل یا غیر کامل ہونے مین شبہ ہے ہرگز اس گہاس مین پانو نہ رکہہ یعنے صورت ولی کو حقیر نسمجہ کیونکہ تو جسے باعتبار صورت غیر کامل سمجہ رہا ہے شاید وہ باعتبار معنے کامل ولی ہو اور انجام کار تجہے سخت گنہگار ہونا پڑے اور اگر تا اشتباہ کی جگہ با اشتباہ ہو تو یہ معنے ہین کہ ولی کامل کے حالات سے واقف ہو کر اسکی ولایت مین شبہ نکر اور حقارت کا قدم اس پر نہ رکہہ ورنہ عصبیت الٰہی نازل ہو جائیگا۔

اشتباہے و گمانے در درون	رحمت حق ست بہر رہنمون
ترجمہ: اشتباہ و بد گمانی در درون	رحمت حق ہے برائے رہنمون

شرح لفظ بہر رہنمون پہلے مصرع سے متعلق ہے یعنے اشتباہ و گمان بہر طلب رہنمون طالب کے لیے باعث رحمت حق تعالےٰ ہے کیونکہ اگر طالب بلا تحقیق و بلا شبہ کسیکا مرید ہو جائے اور اسکا شیخ فی الواقع پیر بننے کی لیاقت نہ رکہتا ہو تو مرید ضرور گمراہ ہو جائے گا جسکی بابت مولانا لے لسبا ابلیس آدم روئے ہست ہ فرماچکے ہین بس تو خلاصہ یہ ہوا کہ ولی کو مرید ہونے سے پہلے آزمالینا چاہیئے امتحان کے بعد اسکی حقارت کرنی سخت گناہ ہے رہنمون یعنے رہبر سے مرشد کامل اور ولی برحق مراد ہے اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ کسی ولی کی نسبت اسکے کامل و غیر کامل ہونے کا شبہ رکہنا طالب کے حق مین رحمت الٰہی ہے۔ کیونکہ اگر کامل ولی کی پہچان مین کسیکو شبہ نرہتا اور ہر شخص کامل و غیر کامل کو الگ الگ پہچان لیتا اور پہچاننے کے بعد ولی کامل کو حقیر جانتا تو اس بے ادبی سے وہ بے ادب اپنے ساتہ سارے جہان کو ہلاک کر دیتا اسلئے اللہ تعالےٰ نے اولیاء کو عام انسان کی صورت مین پوشیدہ رکہا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جہل کے باعث اپنے ہمجنس نبی یا ولی کے اتباع سے گریز کرتا ہے پس اگر انسان کامل ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور لوگ اسکے اتباع گریز کرکے اسکی توہین کرتے تو غضب الٰہی نازل ہو جاتا بنا برین اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے اولیاء کو عوام کی نظرون سے پوشیدہ رکہا ہے تا کہ اتفاقاً اگر لوگون سے کوئی گستاخی یا بے ادبی صادر ہو جائے تو وہ عذر کر سکین کہ یا الٰہی ہمنے اس شخص کو ولی کامل نہین سمجہا تہا۔ یہ سراسر خدا کی رحمت ہے۔

ہر پیمبر فرد آمد در جہان	فرد بود و صد جہانش در نہان
ترجمہ: ہر پیمبر گو اکیلا تہا یہان	تہے نہان باطن مین اسکے سو جہان

شرح یعنے ہر پیغمبر باعتبار ظاہر دنیا مین تنہا تشریف لائے تہے۔ ابتدائے زمانہ رسالت مین کوئی انکا ساتہی

نہ تہا اور بعض پیغمبرون نے ساری عمر تنہائی مین گزاری ہے یعنے اُنپر ایک شخص بہی ایمان نہین لایا۔ لیکن باعتبار باطن سو جہان اُنکے ساتہ تہے۔ صد جہان سے عالم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور عالم ملکوت و لاہوت و جبروت و ناسوت وغیرہ مراد ہین نکتہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض زمانہ مین دو پیغمبر بہی مبعوث ہوے ہین مثلاً حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دونو بہائی ایک ہی زمانہ مین بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بہیجے گئے تہے پہر ہر پیمبر فرد آمد در جہان کیونکر درست ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ مین دو پیمبر ایک ہی وقت مین مبعوث ہوے ہین اُنہین سے ایک دوسرے کا تابع ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کی شریعت کے مطیع تہے اس لحاظ سے ہر پیمبر یک فرد ہے۔

	عالم کبرے بقدرت سخرہ کرد	کرد خودرا در کہین نقشے نورد
ترجمہ	عالم کبرے مسخر اُسکا ہے	ظاہری صورت مین ہیچ ادنے سی شے

شرح عالم کبرے ماسوے اللہ کو اور عالم صغرے انسان کو کہتے ہین کیونکہ انسان مین الگ الگ تمام عالم کے صفتین بطریق اجمال یا بالقوہ موجود ہین مطلب یہ کہ ہر پیغمبر نے عالم کبرے یعنے تمام جہان کو قدرت آلہی سے اپنا مسخر کر لیا کیونکہ وہ شتربان کی طرح تمام جہان مین متصرف ہوتا ہے اور اپنے کرد یعنے اطراف اور وجود کو ایک نقش ذلیل یعنے ہستی موہوم کے پردہ مین چہپا لیا مطلب یہ کہ وہ ظاہر مین ایک وجود انسانی کی صورت مین نظر آتی تہی مگر باطن مین عالم کبرے اُنکا مسخر اور مطیع تہا۔ سُخرہ بمعنے مسخر و مطیع ہے۔

	ابلہانش فرد دیدند و ضعیف	کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف
ترجمہ	ابلہون کے روبرو گو ہے ضعیف	ہے مگر باطن مین وہ شہ کا حریف

شرح یعنے گو بیوقوفون (جاہلون اور کافرون) نے ہر پیمبر کو تنہا و بیکس اور ضعیف خیال کیا مگر یہ اُنکی غلطی تہی کمبختون نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص بادشاہ حقیقی کا مصاحب اور خدا کا دوست ہو وہ بیکس و ضعیف ہرگز نہین ہو سکتا۔ تائید الٰہی ہمیشہ اُسکی مددگار رہتی ہے۔ اور ملائکہ ہر وقت اُسکی امداد کرتے رہتے ہین۔

	عاقبت دیدن بود از کاملی	دور بودن ہر نفس از جاہلی
ترجمہ	عاقبت بینی ہے گویا کاملی	عاقبت بینی ہے ترک جاہلی

شرح کاملی بمعنے کمال ہے اور شعر کے ایک معنے تو یہ ہین کہ عاقبت بینی دو طرح ہوتی ہے ایک تو کامل ہونے سے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ دوسرے جہل سے دور رہنے سے یہ کمال ریاضت اور کسب سے بہی حاصل ہو سکتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاقبت بینی کاملی پر موقوف ہے اور کاملی جہل سے دور رہنے کو کہتے ہین پہلی صورت مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے اور دوسری صورت مین دوسرا مصرع پہلے کی تفسیر ہے

حقیر دیدن خصمان صالح ناقہ را۔ چون خدا خواہد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را حقیر نماید و یقللکم فی اعینہم

ترجمہ حضرت صالح کے دشمنون (قوم ثمود) کا ناقہ کو حقیر جاننا اور اُسے ہلاک کرکے خود ہلاک ہوجانا جب خدا کسی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اُنکی نظرون مین اُسکے دشمنون کو حقیر کرکے دکہاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ، والے اللہ ترجع الامور۔

شرح۔ مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین کہ اولیا کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ خوف ہلاکت ہے یہان اُسی امر پر دلیل لاتے ہین وہ یہ کہ چونکہ قوم صالح نے ناقۂ صالح کو حقیر جانکر اُسے ہلاک کردیا تہا اسلیئے وہ سب کے سب بُری طرح ہلاک کیے گئے اور اُنکو ناقۃ اللہ اور نبی اللہ کے ستانے کی سخت سزا ملی۔ چنانچہ اسکا مفصل قصہ آئندہ آتا ہے ویقللکم فی اعینہم اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ یعنے اے مسلمانو۔ خدا کے اُس انعام کو یاد کرو جبکہ اُسنے کافرون کو جنگ بدر کے دن باوصف کثرت کتنا تمہاری نظرون مین تہوڑا کرکے دکہایا۔ تاکہ تم شجاعت وثبات کے ساتہ اُنپر حملہ کرو۔ اور اسیطرح تمہین کافرون کی نظرون مین تہوڑا کرکے ظاہر کیا تاکہ وہ جان کے خوف سے بہاگ نہ جائین اور یہ اسلیئے کیا تاکہ اللہ تعالے اُس بات کو دنیا مین بہی پورا کردے جسکو روز ازل مین کرچکا تہا یعنے تمہین فتح اور کافرون کی شکست دی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ بدر مین کفار قریش کے ستر سردار مارے گئے۔ اور ستر قید کیے گئے۔ اسکا باطنی سبب مولانا قدس سرہ کے نزدیک یہ تہا کہ کفار کے مقابلہ مین مسلمان فی الواقع بہت تہوڑے تہے با اینہمہ کفار کی نظرون مین اُنکی قلیل جماعت اور بہی تہوڑی نہایت حقیر تہی اسلیئے کفار نے دلیری سے مسلمانون پر حملہ کیا اُس حقیر وذلیل سمجہنے کے باعث غیرت الٰہی کو تحریک ہوئی اور کفار نے خود ذلت اُٹہاکر شکست فاش کہائی اور جسطرح ناقہ صالحؑ کے ذلیل سمجہنے سے قوم ثمود ہلاک ہوئے تہے اسیطرح کفار مکہ جنگ بدر مین مومنون کے حقیر جاننے کے باعث ہلاک کیے گئے۔

	بگذر از صورت طلب معنی آن	بشنو اکنون قصۂ صالح روان
	چھوڑ دے صورت کو اے معنی طلب	داستان روح صالح سُن لے اب	ترجمہ

شرح صالح روان باضافت مقلوب یعنے روان صالح ہے یعنے روح نیک۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بظاہر ہم یہان حضرت صالح اور اُنکی قوم ثمود کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن باطنی طور پر صالح سے روح نیک اور ثمود سے نفس امّارہ اور ناقہ سے جسم خاکی مراد ہے ایمخاطب تو ظاہری قصہ سے گذر کر اُسکے باطنی معنون کی تلاش کر چنانچہ آئندہ اشعار سے ظاہری قصہ اور باطنی حقیقہ دونو باتین معلوم ہوجائینگے۔

	زانکہ صورت بین نہ بیند عاقبت		عاقبت بینی بیابی عافیت
ترجمہ	چشم ظاہر بین ہے دور از عاقبت		عاقبت بینی ہے بیشک عافیت

شرح یعنے پہلے شعر مین جو مطلب معنے کی تاکید کیگئی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ صورت پرست اور ظاہر بین انجام کار کو نہین دیکھہ سکتا۔ اے شخص تو عافیت مین ہو تاکہ دارین کا آرام ملے اور خاتمہ بالخیر ہو ظاہر بینون کو عافیت عاقبت میسر نہین ہوتی۔

	ناقۂ صالح بصورت بد شتر		بے پرند یدش زجہل آن قوم مر
ترجمہ	ناقۂ صالح ہتا صورت مین شتر		ذبح کر بیٹھے اسے وہ قوم مر

شرح مر بمعنے تلخ و بد خو ہے یعنے ناقہ حضرت صالح علیہ السلام جسکی اس بد خو قوم (قوم ثمود) نے کوچین کاٹ ڈالی تہین ظاہر مین بصورت شتر نظر آتا تہا مگر فی الواقع اور باعتبار باطن شتر نہ تہا۔ بلکہ کرشمہ قدرت الٰہی اور معجزۂ نبی تہا۔ اسی لیے اسکی تحقیر قوم ثمود کی ہلاکت کا باعث ہوی **فائدہ** حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود اور ناقۃ اللہ کا قصہ اسطرح ہے کہ جب صالحؑ قوم ثمود کی طرف پیمبر بنا کر بہیجے گئے تو قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ کے ٹکڑے مین سے ایک موٹی تازی سنہری رنگ اور اونچے قد کی۔ بالون دار اور حاملہ اونٹنی نکلے اور نکلتے ہی بچہ جنے اور وہ بچہ اسکے قد کی برابر ہو جائے چنانچہ حضرت صالحؑ نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑہکر خدا سے دعا مانگی اسیوقت پتہر ہلنے لگا۔ اور اسمین سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسا کہ جنتے وقت اونٹنی چلاتی ہے اسکے بعد۔ پتہر پہٹ گیا۔ اور انکی فرمائش کے مطابق اونٹنی نکل آئی اور اسیوقت بچہ جنا جو بعد ولادت فوراً ان کے قد کی برابر ہو گیا۔ اس معجزہ کو دیکہکر اشراف ثمود مین سے صرف جندع بن عمر ایمان لایا۔ اور باقی سب گمراہ کے گمراہ رہے۔

	از برائے آب چون خصمش شدند		آب کور و نان کور ایشان بدند
ترجمہ	اسکو مارا صرف پانی کے لیئے		کیونکہ وہ آب و غذا کے گور تہے

شرح اگر لفظ گور دونو جگہ بکاف فارسی ہے تو یہ معنے ہوسے کہ وہ قوم آب و نان قبر یعنے غذا کے گور اور عنقریب ہلاک ہونیوالی تہی اسلیئے پانی کے پیچہے ناقہ کے دشمن بنگئی اور اسکو ہلاک کر کے خود ہلاک ہو گیئے اور اگر کور بکاف عربی ہے تو یہ معنے ندیدۂ آب و نان ہے یعنے وہ لوگ حریص آب تہے اور پانی کو ایسا سمجہتے تہے گویا کبھی دیکہا ہی نہین۔ اس صورت مین نان کا ذکر یا تو اتفاقی اور بطریق تغلیب ہے یا اسلیئے ہے کہ وہ اپنے جانورون کو پانی دیکر اپنے معاش کا باعث سمجہتے تہے دودہ وغیرہ کہاتے پیتے تہے اسلیئے ندیدۂ آب و نان تہے اور اگر آب کور اور نان کور کو بمعنے ناشکر لیا جائے تو بہی معنے درست ہین کیونکہ خدا کے دیئے ہوسے آب و

و نان کا شکر یہ یہ تہا کہ ناقۃ اللہ کو بہی چارہ اور پانی دیا جاتا مگر قوم ثمود نے اپنے بخل کے سبب ناشکری کی اور اُس اونٹنی کو پانی نہ دیا۔ اور انجام کار ہلاک کر دیا۔ اور اُسکے بدلے مین خود ہلاک ہو گئے۔

	ناقۃ اللہ آب خورد از جوی میغ	آب حق را داشتند از حق دریغ
ترجمہ	ناقہ کو ملتا تہا آب جوئے میغ	آب حق کو حق سے رکہتے تہے دریغ

شرح یعنے ناقۃ اللہ جوئے میغ (ابر کی نہر) سے پانی پیتا تہا۔ کیونکہ قوم ثمود کے نہرون یا تالابون مین مینہہ کا پانی بہرا رہتا تہا۔ اُنکی خاص ملکیت نہ تہا۔ پہر بہی کمبختون نے خدا کا دیا ہوا پانی خدا کو نہ دیا یعنے ناقۃ خدا کو نہ پلایا **فائدہ** چونکہ یہ ناقہ بلا سبب تولد پیدا ہوا تہا اسلیئے اُسکو اللہ تعالے نے ناقۃ اللہ فرمایا ہے۔ اور اس ناقہ کی بابت قرانمجید کی کئی پارون مین آیتین موجود ہین اور خلاصۂ قصہ یہ ہے کہ یہ ناقہ چارہ بہت کہاتا اور پانی بہت پیتا تہا اس سے قوم ثمود کو اپنے مویشیون کے بہوکے پیاسے رہنے کا خوف ہوا اور حضرت صالح سے شکایت کی اُنہنے یہ فیصلہ کیا کہ ایک دن صرف ناقہ جنگل مین جاکر کہایا پیاکرے اور شہر کے تمام مویشی اپنے اپنے گہرون مین رہاکرین۔ اور ایکدن دیگر تمام مویشی چرتے رہین اور ناقہ جنگل مین نہ جایا کرے۔ چندروز ایسا ہوا لیکن قوم ثمود پر یہ بہی گران گزرا اور تمام قوم کے مشورہ سے ایک نہایت شقی آدمی (قدار بن سالف) نے ناقہ کی کونچین کاٹ لین۔ اور وہ ہلاک ہو گئی۔ حضرت صالح نے خبر پاکر قوم سے فرمایا کہ اے بدبختو اگر عذاب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اُسکے بچے کو ڈہونڈو اور اُسکی خدمت کرو ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے لیکن ماں کے ہلاک ہوتے ہی بچہ اُسی پہاڑ کی طرف بہاگا اور پتہر نے پہٹکر اُسے اپنے اندر لے لیا۔ لوگون نے بہت ڈہونڈہا مگر اُسکا پتا اب کہان تہا اسکے بعد حضرت صالح نے فرمایا کہ تین دن کے بعد تم ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ صالح وہان سے باہر چلے گئے اور تین دن کے بعد حضرت جبریل نے ایک چنگہاڑ ماری جسکے صدمہ سے اُن سب کے کلیجے پہٹ گئے۔ مفصل قصہ مثنوی ہی کے اشعار مین آیندہ آنیوالا ہے۔

	ناقۂ صالح چو جسم صالحان	شد کمینے در ہلاک طالحان
ترجمہ	ناقہ صالح بشکل صالحان	تہا کمین گاہ ہلاک طالحان

شرح یعنے ناقۂ صالح علیہ السلام جو صالحون اور نیکون کے جسم کے مانند تہا قوم ثمود کی ہلاکت کے لیئے حیلہ یا ٹٹی بنگیا یعنے جسطرح صالحین (انبیاء اولیاء) کے ظاہری جسمون کو ایذا پہنچاکر اور تکلیفین دیکر کفار و اشقیا خود دنیوی و اُخروی عذاب مین مبتلا ہو جاتے ہین اسیطرح ناقہ کے جسم کو ستاکر قوم ثمود ہلاک ہو گئی۔

	تا بر آن اُمت ز حکم مرگ و درد	ناقۃ اللہ و سقیاہا چہ کرد
ترجمہ	منکرون کے ساتہ مرگ و درد سے	ناقۃ اللہ نے کیا کیا دیکہ لے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فقال لہم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیاہا یعنے خدا کے پیغمبر (حضرت صالح) نے قوم ثمود سے یہ کہا کہ ناقۃ اللہ اور اسکے پانی پینے کی رعایت رکھو۔ یعنے اُسے رنج نہ پہنچاؤ اور پانی سے ضرر کو' اسکو اُسی فیصلہ پر چھوڑ دو جو پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن قوم نے اس حکم کو نہ مانا آخر کار اس حکم کی مخالفت نے اُنکے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا کہ سب کو مرگ و درد کا حکم دیدیا۔ چہ کرد سوال ہے اور حکم مرگ و درد اُسکا جواب

	شحنۂ قہر خدا زیشان بجست	خونبہائے اشترے شہرے درست
ترجمہ	قہر یزدانی نے بہر اُسنے لیا	شہر پورا اک شتر کا خونبہا

شرح یعنے خدا کے قہر نے شحنہ (حاکم و منتظم شہر) کی صورت بنکر قوم ثمود سے ایک اُشتر (ناقۂ صالح ع) کے خونبہا (قصاص) میں پورے ایک شہر کو لے لیا۔ یعنے مسلمانوں کے سوا تمام قوم ثمود کو ہلاک کر دیا۔

	روح ہمچون صالح و تن ناقہ است	روح اندر وصل تن در فاقہ است
ترجمہ	روح اک صالح ہے اور تن ناقہ ہے	روح کو ہے وصل تن کو فاقہ ہے

شرح یعنے انسان کامل یا ولی کی روح عاشق الٰہی ہونے میں حضرت صالح ع کی اور اولیا کے بدن منکرین کی ایذا اُٹھانے میں ناقۂ صالح کے مانند ہیں اولیا کی روحیں عالم وصال الٰہی میں متمکن رہتے ہیں اور بدن ناقۂ صالح ع کی طرح فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔

	روح صالح چون سوار اشتر است	نفس گمرہ مر ورا چون پے بُر است
ترجمہ	روح ہے اُشتر سوار اے مستند	اُسکی کوچین کاٹتا ہے نفس بد

شرح یعنے روح راکب ہے اور بدن اُسکا مرکب اسلیئے روح شتر سوار کی اور بدن شتر یعنے ناقہ کے مانند ہے اور نفس امّارہ اس ناقۂ بدن کی کوچین کاٹنے والا ہے یعنے اعضا سے بد افعالیان صادر کراکے اُسے دوزخ مین پہنچانے والا ہے اسلیئے نفس بد سے ہمیشہ خوف اور اسکے اطاعت سے گریز کرنا لازم ہے۔ نکتہ جسطرح سوار کو اپنے سواری سے تعلق ہوتا ہے اسیطرح روح کو بدن کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ روح کے کمالات (اوامر و نواہی شرعیہ کا بجالانا وغیرہ) تعلق بدن پر موقوف ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے روح نیک کو سوار اور بدن کو ناقہ کہا ہے بعض نسخون مین روح صالح بر مثال اشتر است ہے اس صورت مین اشتر کے بعد لفظ سوار اسلیئے محذوف مانا جائے گا کہ پچھلے شعر مین مولانا نے تن کو ناقہ فرمایا ہے اور چونکہ بدن مرکب روح ہے اسلیئے اسکو اشتر سوار کہنا چاہیئے آئندہ اشعار سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ روح کو سوار ہی مانا گیا ہے اور نفس گمراہ منکرین بدن انسان کامل کے آزار کے فکر مین ہے کیونکہ انکو یہ گمان ہے کہ بدن ہلاک ہونے سے اُنکی روح بھی فنا ہو جائیگی حالانکہ یہ ناممکن ہے اور اُسکی صرف جسم کو صدمہ پہنچتا ہے روح سالم رہتی

روح صالح قابل آفات نیست | زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست

ترجمہ: روح صالح قابل آفت نہین | زخم تن سے جان کی شامت نہین

شرح ذات سے مراد روح ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روح نیک قابل آفات نہین ہوتی کیونکہ روح امر ربی ہے اور امر ربی کسی آفت کو اپنی ذات پر قبول نہین کرسکتا خصوصًا اولیاء اللہ کی روح محض نور الٰہی ہے اور نور الٰہی کو منکرین کیطرح مغلوب نہین کرسکتے۔ چنانچہ آیندہ شعر کے یہی معنے ہین

روح صالح قابل آزار نیست | نور یزدان سغبۂ کفار نیست

ترجمہ: روح بیشک پاک ہے آزار سے | نور یزدان ہے بری کفار سے

شرح یعنے چونکہ روح نور یزدانی ہے اسلیئے مطیع و مغلوب کفار ہرگز نہین ہوسکتی یہ شعر گزشتہ شعر کے ہم معنی ہے

حق ازان پیوست با جسمے نہان | تاش آزارند و بینند امتحان

ترجمہ: روح یون جسم ولی مین ہے نہان | تاکہ موذی دیکھہ لین کچھ امتحان

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ سائل کہتا تہا کہ جب اولیاء کی روح نور الٰہی ہے تو اس نور کو جسم خاکی سے کیون متعلق کیا گیا؟ لفظ نہان یا تو لفظ پیوست سے متعلق ہے یا لفظ ازان سے اور حاصل جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسلیئے روح نیک کو مخفی طور پر پیوستہ جسم اولیاء کیا ہے یا اس سبب مخفی کے باعث روح کو جسم سے پیوست کیا ہے کہ لوگ اولیاء کے وجود با جود سے جسمانی و روحانی فیض اُٹھائین مگر چونکہ اکثر جاہل ازراہ بیخبر کہا ماننے کے بدلے اُنکو ایذا دیتے ہین اسلیئے اولیاء کے اجسام سے ارواح کے متعلق کرنے کا مقصود انجام کار یہ ہو جاتا ہے کہ لوگ اُنکو ستائین اور پہر اللہ تعالےٰ اُس امتحان (بلا و مصیبت) کو دیکھہ لین جو اس آزار کے بدلے مین اُنپر نازل ہوتی ہے مکتحہ اولیاء اللہ کا پیدا کرنا فی الواقع اسلیئے تہا کہ مخلوق اُن سے ہدایت حاصل کرے مگر وہ لوگون کے آزار دینے کے باعث مجسم امتحان الٰہی ہو جاتے ہین۔ اسلیئے اُنکو ستانا گویا غضب الٰہی مول لینا ہے بعض نسخون مین جسم خاکی را بدو پیوست جان ہے۔ اس صورت مین جان سے مراد ذات الٰہی ہے۔

بیخبر کازار این آزار اوست | آب این خم متصل با آب جوست

ترجمہ: ہے ستانا اسکا آزار خدا | نہر سے پانی نہین خم کا جدا

شرح یعنے اولیاء اللہ کے ستانیوالے جاہل اس بات سے بیخبر ہین کہ اولیا کا ستانا گویا خدا کو آزار دینا ہے کیونکہ اولیا متخلق باخلاق اللہ اور صاحبان مرتبۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ اور اُسکے خلیفہ برحق ہین۔ اسلیئے خدا اُنکا حامی ہو کر اُنکے دشمنون سے انتقام لیتا ہے۔ حدیث قدسی مین ہے من آذی لی ولیا فقد بارزنی یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسنے میرے ولی کو ستایا گویا اُسنے میرا مقابلہ کیا۔ اور قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے رسول کو

محبت کو اپنی محبت اور انکی ایذا کو اپنی ایذا فرمایا ہے اسلیئے اولیا اللہ کے مرتبہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

زان تعلق کرد با جسمش الٰہ — تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ

ترجمہ: جسم سے جان کو ملاتا ہے الٰہ — تاکہ ہو وہ سارے عالم کی پناہ

شرح انسان کامل کی روح کو اسکے بدن سے متعلق کرنے مین اللہ تعالےٰ کی بیشمار حکمتین مخفی ہین اُنمین سے یہان مولانا قدس سرہ نے ایک حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کامل کے بدن سے روح کو اسلیئے متعلق کیا ہے تاکہ وہ تمام عالم کے لیئے پناہ بنجاے کیونکہ نظام عالم اُسیوقت تک قائم ہے جب تک انسان کامل موجود ہے دنیا اور مافیہا اور تمام نظام عالم اور کل موجودات اُسیوقت تک قائم ہین جب تک خلیفۂ الٰہی باقی ہے قرآن مجید مین ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اے محمد جبتک تم موجود ہو خدا کافران مکہ کو عذاب نہ کریگا۔ وجود انبیاء و اولیا کے باعث تمام عالم کو پناہ ملتی ہے کیونکہ وہ نفس و شیطان کے مکر سے بچنے کے رستے دکھاکر لوگون کو دوزخ سے محفوظ رکھتے ہین۔

کس نیابد بر دلِ ایشان ظفر — بر صدف آید ضرر نے بر گہر

ترجمہ: اُنکے دل پر کون پاتا ہے ظفر — ہے صدف صد پارہ گوہر بے ضرر

شرح یعنے اولیاء اللہ کے دل پر نفس و شیطان مین سے کوئی غلبہ نہین پا سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کے خاص بندے ہین اور خدا اپنے خاص بندون کے حق مین فرما چکا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنے اے ابلیس تجھے میرے خاص بندون پر غلبہ حاصل نہوگا۔ اور اگر شیاطین انس و جن انکو ضرر پہنچائینگے تو یہ ایذا صرف بدن کو پہنچیگی۔ روح کو کسی قسم کا صدمہ نہو گا جیسا کہ آفتین سبب پر آتی ہین موتی اس سے محفوظ رہتا ہے یہان اولیاء کے بدن کو سیپ سے اور روح کو موتی سے تشبیہ دیگئی ہے۔

ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش — تا شوی با روح صالح خواجہ تاش

ترجمہ: ناقۂ جسم ولی کا بندہ بن — صالحون کا خواجہ تاش اے خواجہ بن

شرح یعنے ناقۂ جسم اولیاء کا بندہ بن۔ انہین کسیطرح کا جسمانی آزار نہ پہنچا باطنی عظمت دل مین رکھنے کے علاوہ اُنکی ظاہری تعظیم بجا لا تا رہ تاکہ تو اُنکی روح کا جو حضرت صالح کی مانند ہے سرتاپا حال ہوجائے اور مرتبۂ کمال تک جا پہنچے۔ یہ شعر بطور نصیحت عامہ ہے۔ اور خاص مولانا کا مقولہ ہے

گفت صالح چونکہ کردید این حسد — بعد سہ روز از خدا نقمت رسد

ترجمہ: بولے صالح گر ہو تم کامیاب — تین دن کے بعد آئیگا عذاب

شرح یہان سے حضرت صالحؑ اور اُنکے ناقہ کے قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ اور لفظ گر دید اگر بکاف فارسی ہے

ماضی واحد غائب ہے اور ضمیر این ناقہ کیجانب ہے - اور اگر بکاف عسر بی ہے تو صیغہ جمع حاضر ہے اور کردید بمعنے ہلاک کردید ہے اور این جد سے ناقہ مراد ہے یعنے حضرت صالح نے کونچین کاٹ دینے کے بعد قوم ثمود سے یہ کہا کہ چونکہ یہ ناقہ تمہارے فعل سے جسم بے روح ہوگیا ہے یا تمنے اسکو ہلاک کردیا ہے اسکا بدلہ یہ ہوگا کہ آج سے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے تمپر عذاب الہی نازل ہوگا نقمت بالکسر بمعنے عذاب ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ یعنے جب قوم ثمود نے ناقہ کو ہلاک کردیا تو صالح نے یہ فرمایا کہ تم صرف تین دن تک اپنے گھرون مین آرام کرسکتے ہو نکتہ باوجودیکہ قوم ثمود کے سرکش کافر ناقۃ اللہ کو ہلاک کرچکے تھے تاہم عذاب کے لیئے تین دن کی مہلت اسلیئے دیگئی کہ وہ زیادہ شرارت اور حضرت صالح کی عداوت کے باعث کامل طور سے سزاوار عذاب ہوجائین اور حجت الہی بالکل تمام ہوجائے۔

	بعد سہ روز از خدائے جانستان	آفتے آید کہ دارد سہ نشان
ترجمہ	یعنے آئیگا عذاب جان ستان	تین دن مین تین ہین جسکے نشان

شرح حضرت صالح کا قول ہے - یعنے تین روز کے بعد جان کے لینے والے (اللہ تعالےٰ) کی طرف سے ایک آفت آئیگی جسکی تین علامتین ہونگی - جو اشارہ شعر مین مذکور ہین۔

	رنگ روئے جملہ تان گردد دگر	رنگ رنگ مختلف اندر نظر
ترجمہ	رنگ چہرہ اور ہوگا سربسر	مختلف رنگون مین آئیگا نظر

شرح دوسرے مصرع مین رنگ مختلف - لفظ رنگ کا بدل واقع ہوا ہے - یعنے اے قوم ثمود تم سب کے چہرونکا رنگ بدلجائیگا اور جو رنگ آج ہے وہ کل برنگ مختلف نظر آئیگا - مثلاً آج زرد ہوگا کل سرخ - پرسون سیاہ - اسکے بعد سب ہلاک ہوجاؤگے ۔

	روز اول روئے تان چون زعفران	در دوم روئے سرخ ہمچون ارغوان
ترجمہ	پہلے دن ہوگا برنگ زعفران	دوسرے دن سرخ مثل ارغوان
	در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ	بعد ازان اندر رسد قہر الٰہ
ترجمہ	تیسرے دن سب کے منہ ہونگے سیاہ	اسکے بعد آجائیگا قہر الٰہ

شرح یعنے پہلے دن تمہارے چہرے زعفران کی طرح زرد اور دوسرے دن ارغوان (گل سرخ رنگ) کی طرح سرخ - اور تیسرے دن بالکل سیاہ ہوجائینگے - اور اسکے بعد خدا کا قہر یا عذاب الہی نازل ہوگا - اور تم سب کے سب ہلاک ہوجاؤگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

گر نشان خواہید از من زین وعید | کرهٔ ناقہ بسوے کہ دوید

ترجمہ: چاہتے ہو گر نشان آشکار | جا رہا ہے بچہ سوئے کوہسار

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اگر تم مجھسے اس وعید (وعدهٔ بد یعنے عذاب الٰہی) کا کوئی نشان معلوم کرنا چاہتے تو وہ یہ ہے کہ اس ناقہ کا بچہ پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہوگا جو شاید اب تمہارے ہاتہ نہ آئے لیکن حتی الامکان اسکے پکڑنے کی کوشش کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی نازل ہونے مین شک نہین رہا۔

گر توانیدش گرفتن چارہ ہست | ورنہ خود مرغ امید از دام جست

ترجمہ: اسکو گر پکڑو تو ہے تدبیر کار | ورنہ چھوٹا دام سے مرغ شکار

شرح یعنے اگر تم اس بچہ کو پکڑ سکتے ہو تو چارۂ کار (عذاب الٰہی سے نجات کا سامان) ہو سکتا ہے ورنہ یہ سمجھو کہ مرغ امید نجات۔ دام سے چھوٹ گیا ہے جو اب کسیطرح ہاتھ نہ آئیگا اور تم ہرگز عذاب سے نہ بچ سکوگے۔

چون شنیدند این از و جملہ بتگ | در پئے اشتر دویدندے چو سگ

ترجمہ: سنکر اسکو بھاگ نکلے اسطرح | اونٹ کے پیچھے ہو کتا جسطرح

شرح یعنے قوم ثمود کے لوگ حضرت صالح سے یہ سنکر بچہ کی تلاش مین اسطرح دوڑے جسطرح کتا شکار کے پیچھے دوڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انکو عذاب الٰہی کا یقین ہوگیا تھا۔ باوجود ایمان نہ لانا پرلے درجہ کا کفر ہے

کس نتانست اندران کرہ رسید | رفت در کہسارہا شد ناپدید

ترجمہ: پر کہان ملتی تھی بچہ کی رسید | ہو گیا کہسار مین وہ ناپدید

شرح یعنے دوڑنے والون سے کوئی اس بچہ کو نہ پکڑ سکا اور وہ پہاڑون مین جاکر بالکل غائب ہوگیا۔

ہمچو روح پاک کو از ننگ تن | میگریزد جانب رب المنن

ترجمہ: جسطرح جان چھوڑکر ننگ بدن | بھاگتی ہے سوے رب ذی المنن

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے وہ بچہ پہاڑ کی طرف اسطرح بھاگا جسطرح کوئی پاک روح ننگ بدن سے رہائی پاکر اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگتی ہے اور مشاہدۂ جمال مین مستغرق ہوکر پھر جسم مین آنا پسند نہین کرتی۔

گفت دیدید این قضا مبرم شدست | صورت امید را گردن زدست

ترجمہ: بولے پھر صالح یہ مبرم ہے قضا | صورت امید ہے بالکل فنا

ترجمہ یعنے جب بچہ ناقہ باوجود تلاش نہ ملا تو حضرت صالح نے یہ فرمایا کہ اے لوگو تم عنقریب دیکھ لوگے کہ یہ وعدۂ عذاب الٰہی قضائے مبرم (محکم و مضبوط) ہے جو کسیطرح نہین ٹلیگا اور اسنے امید نجات کو گردن مار دیا ہے اب تم ہرگز نجات نہین پاسکتے۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین ٹلتی اور اسکے خلاف کسی نبی یا

ولی کی دعا مستجاب نہین ہوسکتی۔ اور مولانا قدس سرہ جو اس سے پہلے یہ شعر لکھہ چکے ہین کہ۔ اولیارا ہست قدرت از آلہ تیر جستہ باز گرداننذ زراہ۔ یعنے اولیا کو اتنی طاقت ہے کہ کمان سے نکلے ہوے تیر کو رستہ سے واپس پہیر دیتے ہین۔ اسکے یہ معنے ہین کہ قضائے معلق اُنکی دعا سے واپس ہوجاتی ہے۔ یہ مطلب نہین ہے کہ وہ قضائے مبرم کو بہی پہیر سکتے ہین۔ چنانچہ اسکی شرح اپنے موقع پر گذر چکی ہے۔

	کرۂ ناقہ چہ باشد خاطرش		کہ بجا آرید ز احسان و برش
ترجمہ	بچۂ ناقہ ولی کا دل سمجہہ		نیکی و احسان سے اُسکا پاس رکہہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے جو نصیحت عوام پر مبنی ہے یعنے باطنی طور پر بچۂ ناقہ سے مراد ولی کامل کا دل ہے مطلب یہ کہ اگر تمنے ولی کو ستایا ہے تو اب ہی اُسکے دل کو قرار دینا چاہیے اور اُسکے ساتہ احسان اور نیکی کرنی چاہیے ورنہ ضرور عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ بر بکسر بائے موحدہ بمعنے نکوکاری ہے نیز ممکن ہے کہ یہ شعر صالح الٰہی کا مقولہ ہو ان اسصورت مین خاطرش کی ضمیر شین۔ کرہ کی جانب۔ اور برش کی ضمیر خاطر کی طرف راجع ہے یعنے صالحؑ نے یہ فرمایا کہ بچۂ ناقہ کی تلاش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ تم اسکو بچہ کے اُسکے دل کی نگہبانی کرو۔ یعنے چارہ پانی سے اُسکی خبر لیتے رہو اور اُسکے ساتہ ایسا سلوک نہ کرو جیسا کہ اُسکی مان کے ساتہ کیا ہے۔

	گر بجا آید دلش رستید ازان		ورنہ نومیدید و ساعد ہا گزان
ترجمہ	گر قرار آجائے اُسے تو ہے نجات		کاٹ کہاؤگے وگرنہ اپنے ہات

شرح اگر اسکو مولانا کا مقولہ کہیے تو ضمیر دلش ولی کی طرف اور اگر حضرت صالحؑ کا قول ہے تو بچۂ ناقہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ اگر ستانے کے بعد تمنے ولی کے دل یا بچۂ ناقہ کو رضامند رکہا اور اسکے ساتہ نیک سلوک کیا تو عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرلوگے ورنہ بحالت ناامیدی نہایت پشیمان ہوگی اور وقت نزول عذاب اپنے ہاتہہ کاٹ کاٹ کہاوگے۔ نہایت پچتاؤگے مگر اُسوقت کی پشیمانی بیکار ہوگی۔

	چون شنیدند آن وعید منکدر		چشم بنہادند آنرا منتظر
ترجمہ	سُنکے صالح سے وعیدِ منکدر		اُسکی آمد کے رہے سب منتظر

شرح یعنے قوم ثمود وعید منکدر ووعدۂ تیرہ و تار متعلق بعذاب الٰہی سُنکر اُسکے نازل ہونے کا انتظار کرنے لگی

	روز اول روئے خود دیدند زرد		مے زدند از ناامیدی آہ سرد
ترجمہ	روز اول چہرے اُن سب کے تہے زرد		یاس سے بہرنے لگے سب آہ سرد

شرح یعنے حسب فرمان حضرت صالحؑ پہلے دن اُنکے مُنہ زرد ہوگئے۔ اور ناامیدی کے باعث سرد آہین بہرنے

لگے نزول عذاب کا یقین ہونے لگا۔ اور نجات کی اُمید منقطع ہوگئی

شد سرخ روئے ہمہ روز دوم ‖ نوبت اُمید و توبہ گشت گم

ترجمہ: لال چہرے ہوگئے روز دوم ‖ نوبت اُمید و توبہ سب سے گم

شرح یعنے دوسرے دن سب کے مُنہ سُرخ ہو گئے اور نوبت اُمید و توبہ بالکل جاتی رہی کیونکہ جسوقت عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگتے ہین اُسوقت توبہ قبول نہین ہوتی اور عذاب سے نجات ہرگز نہین ملتی

شد سیہ روز سوم روئے ہمہ ‖ حکم صالح راست شد بے ملحمہ

ترجمہ: تیسرے دن ہوگئے سب روسیاہ ‖ حکم صالح سچ ہوا بے اشتباہ

شرح یعنے تیسرے دن سب کے مُنہ سیاہ ہوگئے۔ اور حضرت صالحؑ کا حکم بلا خلاف درست ہوگیا بے ملحمہ یعنے بلا جنگ و خلاف ہے۔ چونکہ یہ حکم از روے وحی دیا گیا تھا اسلیے سچ ہوکر رہا۔

چون ہمہ در نا اُمیدی سر زدند ‖ ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند

ترجمہ: ہوگئے نا اُمید جب دیکھی اجل ‖ سہمگین ہوکر گرے گھٹنون کے بل

شرح سرزدن یعنے ظاہر شدن ہے یعنے جبکہ سب پر نا اُمیدی کے آثار ظاہر ہوگئے تو خوف عذاب کے باعث اونٹ کی طرح گھٹنون کے بل بیٹھ گئے۔ اور عذاب الٰہی سے بھاگنے پر قادر نہوسکے۔ یہانتک کہ سب کے سب ہلاک ہوگئے

در بیٔ آورد جبریل امین ‖ شرح این زانو زدن را جاثمین

ترجمہ: لائے ہین قرآن مین جبریل امین ‖ شرح اس گھٹنون کے بل کی جاثمین

شرح یعنے قرآن مجید مین حضرت جبریل امین نے قوم ثمود کے اس گھٹنون کے بل بیٹھ جانے کی شرح لفظ جاثمین سے کی ہے یہ لفظ اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۔ یعنے حضرت جبریل کی چیخ مارنے کے بعد قوم ثمود کو زلزلہ نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھرون مین گھٹنون کے بل گرے ہوے مرکر رہگئے

زانو آن دم زن کہ تعلیمت کنند ‖ وز چنین زانو زدن بیمت کنند

ترجمہ: ہو دم تعلیم تو زانو نشین ‖ ایسے دن سے جب ڈرائین اہل دین

شرح یہ شعر مقولہ مولانا ہے بطور نصیحت عام یعنے زانو کے بل اُسوقت بیٹھ جبکہ مُرشدان کامل تجکو احکام شریعت و معرفت کی تعلیم کرین اور اسطرح کی زانو نشینی سے ڈرائین جو قوم صالح کو نصیب ہوی ہے یعنے دعا و عبادت اور فرمان الٰہی کی تعظیم کی مخالفت سے ڈرانے کے وقت زانو کے بل بیٹھنا فائدہ مند ہے اور جب کہ عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگین اور موت کا وقت قریب آجائے اُسوقت زانو کے بل بیٹھنا یا نجات کے لیے دعا کرنی بیشک بالکل بیکار ہے۔

منتظر گشتند زخم قهر را ‎ — ‎ قهر آمد نیست کرد آن شهر را

ترجمہ: دیکھتے رکھتے تھے زخم قہر کو ‎ — ‎ قہر سے آخر اُجاڑا شہر کو

شرح یعنے زانو بل بیٹھکر قوم ثمود جس عذاب کی منتظر تھی اُس عذاب نے نازل ہوکر اُنکے تمام شہر کو نیست نابود کردیا

صالح از خلوت بسوے شهر رفت ‎ — ‎ شهر دید اندر میان دود و تفت

ترجمہ: پھر گئے خلوت سے صالح سوئے شہر ‎ — ‎ شہر کو دیکھا میان درد و قہر

شرح تفت یعنے گرم و سوختہ سے یہان ہلاکت مراد ہے یعنے حضرت صالحؑ جو عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ خلوت نشین ہو گئے تھے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد اُنکے شہر مین آئے اور تمام شہر کو درد و ہلاکت مین مبتلا دیکھا۔

ناله از اجزاے ایشان مے شنید ‎ — ‎ نوحه پیدا نوحه گویان ناپدید

ترجمہ: اُنکے اک اک عضو سے نالے سُنے ‎ — ‎ نالہ کرنیوالے سب معدوم تھے

شرح یعنے حضرت صالح اُنکے اجزا اعضاے جسمانی سے نالہ کی آواز سنتے تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ نوحہ کی آواز آرہی تھی۔ مگر نوحہ کرنے والے ناپدید تھے مطلب یہ کہ قوم ثمود تو سب کی سب ہلاک ہوچکی تھی۔ مگر اُنکا حال اُنپر نوحہ کر رہا تھا۔ اُنکے اعضا اُنکی حالت زار پر رو رہے تھے۔

گریها از حد گذشت و هایها ‎ — ‎ گریهاے جانگزاے دلربا

ترجمہ: حد سے گزرے نالہاے جانگزا ‎ — ‎ آگیا پٹنے سینے کا سب مزا

شرح یعنے ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے گریے جو روح کو زخم پہنچانے اور دلکو اُڑا دینے والے تھے حد سے گزر گئے تھے ان گریون سے وہی گریے مراد ہین جو اُنکے حال سے عیان ہو رہے تھے

راستخوانهاشان شنید آن نالها ‎ — ‎ اشک خون از جان شان چون ژالها

ترجمہ: نالہ گر تھین اُنکی ساری ہڈیان ‎ — ‎ اور اشک خون تھے جان سے رواں

شرح یعنے حضرت صالح نے اُنکی ہڈیون سے نالون کی آوازین سُنین اور اُنکی آنکھون سے آسمانی اولون کے مانند خون کے آنسو بہتے دیکھے اشک خون سے یا تو گریہ حالیہ مراد ہے یا ممکن ہے کہ مرتے دم واقعی آنسو نکلے ہون

صالح آن بشنید و گریه ساز کرد ‎ — ‎ نوحه بر نوحه گران آغاز کرد

ترجمہ: قوم کا یہ حال صالح دیکھ کر ‎ — ‎ رونیوالون پر ہوے خود نوحہ گر

شرح یعنے حضرت صالح نے نالہ کی آواز سُنکر رونا شروع کردیا اور اُن نوحہ گرونپر از روے ترحم خود نوحہ کرنے لگے صالح علیہ السلام کا یہ نوحہ اُس محبت باطنی کے سبب سے تھا جو پیغمبرونکو اُمت کے ساتھ ہوتی ہے

	گفت اے قوم بباطل رستیہ	وز شما من پیش حق بگریستہ
ترجمہ	بولے اے باطل پرستو ہے یہ کیا	مین تمہارے جور سے رو رو دیا

شرح یعنے حضرت صالح نے از روے حسرت یا از راہِ عتاب اُنکی نعشون سے یہ خطاب کیا کہ اے قوم ثمود صد حیف تمنے اپنی تمام عمر باطل مین گزاری۔ اور جھوٹے مشغلون مین مصروف رہکر زندگانی کی اور مینے تمہارے ہاتون سے بارہا اللہ تعالٰے سامنے رو رو کر یہ عرض کیا کہ اے خدا انکو راہ راست دکھا لیکن چونکہ تم ازلی بدبخت تھے اسلیئے تمہین میری نصیحت نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ یہانتک کہ تم ہلاک ہو گئے نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ارواح موت کے بعد معدوم نہین ہوتین بلکہ عالم برزخ مین بصورت اعمال خود موجود رہتی ہین یہی وجہ ہے کہ کفار بدر کی نعشون کو خطاب کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا۔ یعنے ہم نے اسکو جو ہمارے رب نے فتح کا وعدہ کیا تھا اسکو ہمنے سچ پایا۔ پس کیا تمنے بھی اُس وعدہ کو سچ پایا جو تمسے تمہارے رب نے کیا تھا؟ یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا مُردے بھی کچھ سُن سکتے ہین؟ آنسرور کائنات نے ارشاد کیا کہ اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے یہ نعشین میرے قول کو تمسے زیادہ سُنتے ہین۔ لیکن جواب نہین دیسکتین۔ لیکن اس سے یہ خیال کرنا کہ مُوتے ہر شخص کا کلام سُن لیتے ہین درست نہین معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ تخصیص انبیا کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ قوم ثمود کی نعشون نے حضرت صالح کا۔ اور مقتولین بدر نے آنسرور کائنات کا کلام سُن لیا تھا۔

	حق بگفتہ صبر کن بر جورشان	پندشان دہ بس نماند از دورشان
ترجمہ	حکم حق تھا صبر کر میرے حبیب	کر نصیحت موت ہے اُنکے قریب

شرح حضرت صالح نعشون سے خطاب کرکے فرماتے ہین کہ جب مین خدا کے سامنے اِس بات پر روتا تھا کہ میری نصیحتین اُنکے دلون مین اثر نہین کرتین تو وہان سے یہ جواب ملتا تھا کہ اے صالح اُنکی جور و جفا پر صبر کر اور برابر نصیحت کرتا رہ کیونکہ اُنکی زندگی کا زمانہ اب بہت سا نہین رہا یہ عنقریب ہلاک ہونے والے ہین۔

	من بگفتہ پند شد بند از جفا	شیر پند از مہر جوشد وز صفا
ترجمہ	مین یہ بولا پند اب بالکل ہے بند	جوش زن بے مہر کب ہو شیر پند

شرح یعنے مینے اللہ تعالٰے سے عرض کیا کہ اُنکے جور و جفا کے باعث باب نصیحت بند ہو گیا ہے میرے دل سے کوئی ناصحانہ مضمون نہین نکلتا۔ کیونکہ نصیحت کا شیر خالص محبت اور صفائی باطن کے سبب جوش مین آتا ہے اور جب لوگ محبت کے بدلے ناصح کے دشمن بنجائین تو مضمون نصیحت اُسکے ذہن مین نہین ڈالا جاتا۔ یا خدا مین نصیحت کرتے کرتے عاجز آگیا۔ اب مجھے کوئی ناصحانہ مضمون نہین سوجھتا۔

	بس کہ گردید از جفا بر جانِ من	شیر پند افسرد در رگہائے من
ترجمہ	اسقدر ہونے لگی مجھپر جفا	پند شیر اب سب ٹہٹر کر رہگیا

شرح یعنے ایخدا چونکہ محبت کی جگہ قوم ثمود نے مجھے بہت کچہ ستایا ہے اسیلئے نصیحت کا شیر خالص میرے دل و دماغ اور زبان ولب کی رگون مین منجمد ہوگیا ہے یعنے اپنی اپنی جگہ جم کر رہگیا ہے مجھے اب ایسے ظالمون کی نصیحت کا شیر خالص نہین ملتا یعنے نصیحت کا کوئی مضمون نہین سوجہتا مین اُنسے عاجز آگیا ہون۔

	حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم	بر سر آن زخمہا مرہم نہم
ترجمہ	حق نے فرمایا کہ اب ہم لطف سے	دینگے مرہم تیرے زخمون کے لیے

شرح حضرت صالحؑ فرماتے ہین کہ پہر اللہ تعالےٰ نے مجھے کہا کہ اے صالح تو انہین نصیحت کیے جا ہم عنقریب تجہپر مہربانی کرینگے۔ یعنے اس نصیحت کا اجر دینگے اور تیرے زخمون پر مرہم لگائینگے یعنے اُنسے تیرے ستانے کا بدلا لینگے۔ اور بہت جلد اُنکو سخت عذاب اور تکلیف کے ساتہ ہلاک کردینگے۔

	صاف کردہ حق دلم را چون سما	روفتہ از خاطرم جورِ شما
ترجمہ	ہوگیا دل صاف مشکل آسمان	یعنے سب جاتا رہا رنج نہان
	در نصیحت من شدہ بار دگر	گفتہ امثال و سخن ہا چون شکر
ترجمہ	پہر نصیحت مین لگی بار دگر	جسکی اک اک بات تہی رشک شکر

شرح یعنے جب اللہ تعالےٰ نے تسلی دیکر میرے دل کو گرد ملال سے آسمان کی طرح صاف کردیا اور تمہارے ظلم سابق کا خیال میری طبیعت مین نہ رہا تو مین بار دگر پہر تمہین نصیحت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور بہت سی ایسی مثالین اور کلام جنکو مانند شکر سمجہنا چاہیئے تمہین سنائین مگر تمنے میری ایک بہی نہ مانی۔

	شیر تازہ از شکر انگیختہ	شیر و شہدے با شکر آمیختہ
ترجمہ	شیر تازہ تہا شکر انگیختہ	شہد و شیر آپسین تہے آمیختہ

شرح یعنے میری نصیحتین ایسے شیر تازہ کے مانند تہین جو شکر سے پیدا ہوا ہو۔ یا شیر و شکر باہم ملے ہوئے ہون

	در شما چون زہر گشتہ آن سخن	زانکہ زہرستان بُدید از بیخ و بن
ترجمہ	ہوگئی ہر بات میری تمکو زہر	کیونکہ تم خود زہر تہے کم کرہ پہر

شرح یعنے میری میٹہی باتین اور خوشگوار نصیحتین بمقتضائے اُنکی فطرت (جس طرح کہ وہ ہوتا ہے) تمہارے حق مین زہر بنگئین اور اسکا سبب یہ ہے کہ تم جڑ پیڑ سے زہرستان یعنے ازل سے زہر کی کان تہے۔ اسیلئے زہر مین شیرینی ملکر خود زہر بنگئی۔ کیونکہ زہر کا اثر بہت سی شیرینی پر بہی غالب آجاتا ہے۔

چون شوم غمگین کہ غم شد سرنگون ‎ ‎ غم شما بودید اے قوم حرون

ترجمہ کیون مین غمگین ہون کہ غم ہے سرنگون ‎ ‎ تم مجسم غم تھے اے قوم حرون

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اے سرکش قوم اب مین کسلئے غمگین رہون؟ میرے لیے تو تمہاری نافرمانی باعث رنج اور تم خود غم مجسم تھے تمہارے معدوم ہو جانے سے میرے دلکا غم سرنگون ہوگیا ہے بالکل جاتا رہا ہے۔ حرون بمعنے سرکش ہے۔

ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند ‎ ‎ ریش سر چون شد کسے مو بر کند

ترجمہ مرگ غم پر نوحہ گر ہوتا ہے کون ‎ ‎ زخم اچھا ہو تو پھر تا ہے کون

شرح۔ دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے اور پہلے مین کند بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح یعنے کیا کوئی شخص غم کے مرجانے (معدوم ہونے) پر نوحہ کیا کرتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا جب کسیکے سر کا زخم اچھا ہو جاتا ہے یا جاتا رہتا ہے تو وہ نوحہ کرکے بال اُکھاڑا کرتا ہے، ہرگز نہین بلکہ خوش ہوتا ہے علےٰ ہذا القیاس اے سرکش قوم مین تمہاری ہلاک ہو جانے سے ہرگز غمگین نہین ہون۔

رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر ‎ ‎ نوحہ ات را مے نیرزد این نفر

ترجمہ پھر کہا دل سے کہ سن اے نوحہ گر ‎ ‎ قابل گریہ نہین ہین یہ بشر

شرح یعنے اسکے بعد صالح نے اپنے دل سے خطاب کرکے یہ فرمایا کہ اے رونے والے یہ قوم اس قابل نہین کہ تو انپر نوحہ کرے۔ کیونکہ سرکشون اور بیدینون کا ہلاک ہی ہو جانا بہتر ہے۔

کژ مخوان اے راست خوانندہ مبین ‎ ‎ کیف آسےٰ خلف قوم کافرین

ترجمہ قول پیغمبر کا ہے اے مرد دین ‎ ‎ کسطرح مین کافرون پر ہون حزین

شرح لفظ مبین سے مراد قرآن مبین ہے یعنے اے سیدہی طرح پڑہنے والے قرآن مجید کی آیت کو ٹیڑہا نہ پڑہ یعنے یہ سمجھ کہ کیف آسےٰ علےٰ قوم کافرین خاص حضرت شعیب کا مقولہ ہے۔ بلکہ یہ آیت مقولہ صالح بہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انبیا سب کے سب وعوت اسلام مین متحد ہین ایک کا مقولہ اور ارشاد گویا بعینہ دوسرے کا مقولہ ہے حضرت شعیب کی قوم جب نافرمانی کے سبب ہلاک ہوگئی۔ تو انہون نے یہ فرمایا کہ کیف آسےٰ علےٰ قوم کافرین یعنے مین کافرون کے ہلاک ہونے پر کیونکر غم کہاؤن، وہ کمبخت اسی قابل تہے۔ مولانا قدس سرہ نے حضرت شعیب کے اس مقولہ کو بنظر اتحاد ارشاد و ارتباط انبیا علیہم السلام حضرت صالح کی طرف منسوب کر دیا ہے اس صورت مین یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور لفظ مبین اگر عربی ہے تو بمعنے قرآن مبین ہے اور اگر فارسی ہے تو نہی کا صیغہ اور مخوان کی تاکید ہے یعنے اے آیت کیف آسےٰ علےٰ قوم کافرین کو درست پڑہ

والے تو اس آیت کو ٹیڑہی طرح نہ پڑہو۔ اور ٹیڑہے پن سے نہ دیکھو۔ بلکہ یہ تو سیدہی بات ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود ایک ہے اسلئے حضرت شعیبؑ کا مقولہ بعینہٖ حضرت صالحؑ کا مقولہ ہو سکتا ہے بعض نسخون مین مبین کی جگہ بین بصیغہ امر حاضر ہے اسصورت مین یہ شعر حضرت صالح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ یعنے حضرت صالح اپنے دل سے خطاب فرماکر یہ کہتے ہین کہ اے احکام الٰہی کے سیدہی طرح پڑہنے والے تو ہی دیکھ کہ یہ کمبخت غمخواری کے قابل نہین ہین۔ پہر مین انکے ہلاک ہو جانے پر غمگین کیون ہون۔ گویا مولانا قدس سرہ نے دوسرے مصرع مین آیت قرآنی سے قطع نظر حضرت صالحؑ کے مقولہ کو عربی زبان مین نقل کردیا ہے۔

باز اندر چشم دل او گریہ یافت	رحمت بے علتے بر وے بیافت
ترجمہ: اپنے پہر دل مین پایا رحم رب	جلوہ گر رحمت ہوئی پہر بے سبب

شرح یعنے باہمہ حضرت صالح نے پہر اپنی چشم دل کو نالان پایا اور رحمت بے سبب ردا ترحم جو کسی پہ بلا سبب ظاہری محض انسانی ہمدردی کے طور پر ہو، آپ کے دل پر جلوہ افگن ہوئی۔ یعنے دل بہر آیا۔

قطرہ مے بارید و حیران گشتہ او	قطرہ بے علت از دریائے جود
ترجمہ: شامل گریہ تہا رحمت کا وجود	تہا یہ گریہ قطرۂ دریائے جود

شرح یعنے صالحؑ کی آنکھون سے جو آنسوون کی قطرے ٹپک رہے تہے وہ خود حیران تہے یا صالحؑ کو حیرت تہی کہ یہ گریہ بے سبب کیسا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ اور اس حیرت کا جواب ہے یعنے یہ گریہ بے سبب اُس دریائے کرم سے آیا تہا جو اُمت کی نسبت انبیا علیہم السلام کے دلون مین جوش زن ہوا کرتا ہے گو کفار انبیاء کے دشمن ہوکر انجام کار ہلاک ہو جاتے ہین مگر نبیون کو انکی اُس حالت پر بہی رحم آجاتا ہے۔

عقل میگفتش کہ این گریہ ز چیست	بر چنان افسوسیان باید گریست
ترجمہ: عقل کہتی تہی یہ گریہ کسلئے	ایسے بیدینون پہ نوحہ کسلئے

شرح افسوس بمعنے طنز و بازی و ظرافت و تمسخر و دریغ و حسرت و ظلم و استہزا۔ یہان بمعنے استہزا و ظلم ہے یعنے عقل یہ کہہ رہی تہی کہ اے صالحؑ کیا ایسے ظالمون اور خدا کے احکام سے ہنسی کرنے والون کی موت پر رونا چاہیئے ہرگز نہین یہ کمبخت اسی قابل تہے کہ عذاب مین مبتلا ہوکر ہلاک ہو جائین۔

بر چہ میگری بگو بر فعل شان	بر سپاہ کینہ شر فعل سان
ترجمہ: کسپہ تم روتے ہو اُسکے فعل پہ	تہے یہ ظالم پر جفا و بد عمل

شرح عقل کہہ رہی ہے کہ اے صالحؑ تو کس چیز پر روتا ہے کیا ان ہلاک ہونے والی قوم شر و کینہ فعل پر کیا اتنی کینہ رکھنے والی اور بد فعل قوم پر؟ یہ ہرگز اس قابل نہین۔ فانجینٰہ علیہم اتنا ہ و الارض یعنے [illegible] کار

کی معرفت پر نہ آسمان روتے ہین نہ زمین ۔ اور حدیث شریف مین آچکا ہے کہ نیکون کی موت پر زمین و آسمان کے ساتھ جن اور فرشتے تک روتے ہین ۔ شر فعل بمعنے بد فعل ۔ ہے

بر دل تاریک پر زنگار شان | بر زبان ہمچو زہر مار شان

ترجمہ: اُنکی تیرہ قلب پر زنگار پر | اور زبان شکل زہر مار پر

شرح یعنے اے صالح کیا تو اُنکے تاریک و پر زنگار (تیرہ) دل پر روتا ہے ۔ کیا تو اُنکی ایسی کڑوی زبان پر روتا ہے جو سانپ کے زہر کے مانند تھی ۔ اور جس سے احکام الٰہی کے خلاف ناشائستہ کلمات نکالا کرتے تھے ۔

بر دُم و دندان سگسارانہ شان | بر دہان و چشم کژدم خانہ شان

ترجمہ: اُس دم و دندان سگسارانہ پر | اُس دہان و چشم کژدم خانہ پر

شرح سگسار بمعنے مثل سگ یعنے بد و پلید اور لفظ دُم اگر بضم دال مہملہ ہے تو بمعنے پشت ہے اور اگر بافتح ہے تو بمعنے خون ہے ۔ یعنے اے صالح کیا تو اُنکے ایسے دم و دندان پر روتا ہے جو کتون کے مانند ناپاک تھے اور کیا اُنکے ایسے دہان و چشم گریہ کرتا ہے جو بچھو کے گھر تھے ۔

بر ستیز و تسخر و افسوس شان | شکر کن چون کرد حق محبوس شان

ترجمہ: اُنکے استہزا پہ اُنکی جنگ پر | ہین وہ محبوس جہنم شکر کر

شرح یعنے اے صالح کیا تو اُنکے اس جنگ و تسخر و استہزا پر روتا ہے جو تیرے اور احکام الٰہی کے ساتھ کیا کرتے تھے خدا کا شکر کر کہ اُسنے اُنہین موت کے حصار یا دوزخ کے قید خانہ مین محبوس کر دیا ہے ان سب شعر و نمین استفہام انکاری ہے ۔ یعنے اے صالح تجھے ایسے ناپاک لوگون کے مرنے پر رونا اور افسوس کرنا نچاہیئے ۔

دست شان کژ پائے شان کژ چشم کژ | مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ

ترجمہ: دست و پا تھے اُنکے بڑے چشم کج | مہر کج تھی صلح کج تھی خشم کج

شرح یعنے اُنکے ہاتھہ پانو ۔ آنکھین غرضکہ تمام اعضا مرضیات حق مین مستعمل نہوتے تھے اور اُنکی محبت و صلح اور غضب و غصہ سب خلاف محل تہا ۔ مہر کی جگہ غشم اور خشم کی جگہ مہر کرتے تھے بدون کے دوست تھے اور نیکون کے دشمن اسیلئے ہلاک کیے گئے ۔ یہ اپنی ٹیڑھ مین مر گئے ۔

از پئے تقلید و از رایات نقل | پا نہادہ بر جمال پیر عقل

ترجمہ: باپ داداؤن کی کرتے تھے وہ نقل | سب کے سبب نا قدر دان پیر عقل

شرح رایات نقل ۔ وہ علامتین جو بزرگون سے منقول چلی آتی ہین ۔ یعنے اُنہون نے اپنے بزرگون کی تقلید اور اقوال و علامات منقولۂ اسلاف کے سبب جمال پیر عقل کو پامال کر دیا تہا یعنے حسب فہوائے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا

دیکھتو کسی رستہ کی پیروی کرینگے جسپے ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے) اُنہون نے اپنی عقل کو ضایع کر دیا تھا
نیز ممکن ہے کہ پیر عقل سے مراد حضرت صالح ہون جنکی تحقیر کی گئی تہی۔

	پیر خر نے جملہ گشتہ پیر خر	از زبان و چشم و گوش و ہم دگر	
ترجمہ	تھے وہ سب بے پیر گویا پیر خر	پیر یکدیگر خریدہ یک دگر	

شرح۔ مصرع اول مین پہلے مصرع کا پیر خر اسم فاعل ترکیبی ہے بمعنے خریدار پیر اور نے حرف نفی ہے۔ اور آخر مصرع مین پیر خر موصوف وصفت ہے بمعنے خر ضعیف و کہن سال اور دوسرا مصرع پیر خر نے سے متعلق ہے اور ہم دگر بمعنے اعضائے دیگر ہے۔ یعنے قوم ثمود کے لوگ اپنے پیر و مرشد یعنے حضرت صالح کے خریدار نہ تہے نہ تو اُنہون نے زبان سے خریدا کیونکہ اُنکی رسالت کا اقرار نکیا۔ اور نہ آنکھون سے خریدا یعنے ناقہ کے اس معجزہ کو نہ دیکہا جو نبوت صالح پر روشن دلیل تہی اور نہ کانو سے خریدا یعنے آواز حق نہ سُنی نیز دیگر اعضا سے بہی نہ خریدا۔ یعنے پانو سے حق کی طرف نہ چلے۔ اور ہاتہون سے آیات اور احکام الٰہی کو نہ سنبہالا۔ بلکہ وہ بالکل خر پیر یعنے بیوقوف نکمے اور کہن سال گدہے کی مانند تہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع پیر خر کے متعلق ہو۔ یعنے یہ لوگ ایک دوسرے کی زبان و چشم و گوش کے سبب پیر بنگئی تہی ہر شخص دوسرے کو اہل کمال جان کر حضرت صالحؑ کی پروا نہ کرتا تہا۔ یعنے آپسمین ایک دوسرے کو زبان سے اچہا کہتا تہا اور آنکھ سے کامل اور بزرگ دیکھتا تہا اور کان سے اُسکے مقولہ کو بسماعت قبول سُنتا تہا۔ مگر اس صورت مین گوش ہمدگر بلا واو عطف ہے۔ اور یہ دونون مطلب نہایت چسپان ہین جو شعر کے لفظون سے نکلتے ہین

تفسیر آیہ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

ترجمہ اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین ایک حائل ہے جسکے باعث ایک دوسرے پر غالب نہین آسکتے۔ میٹہا دریا الگ بہتا ہے اور کہاری الگ دونو کی دہارین جدا جدا ہین۔

شرح اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون حائل ہے اس سے پہلے بہی گزر چکا ہے چونکہ مولانا نے یہان اسکو عنوان ہی مین [illegible] لکہا ہے مگر شرح کی ضرورت ہے تاکہ آیندہ اشعار اچہی طرح سمجہ مین آجاوین مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین ایک شور و تلخ اور ایک شیرین و خوشگوار یہ دونو ایک جگہ جا کر ملتے ہین مگر دونون مین ایک قدرتی برزخ اور حائل ہے کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہونے پاتا یہ برزخ قدرت الٰہی ہے اہل تفسیر نے ان دو دریاؤن سے بحر روم اور بحر فارس مراد لیا ہے جو بحر محیط مین جا کر ملے ہین اور دونون کی دہارین بادجود اختلاط الگ الگ معلوم ہوتے ہین ایک شیرین ہے اور ایک تلخ لیکن معنوی طور پر دریائے شیرین سے بحر روحانی اور انبیا اولیا اور دریائے تلخ سے بحر جسمانی اور کفار و فجار مراد ہین ان دونون کے مابین قلب انسانی حائل ہے۔ اگرچہ

یہ دونو دریا دنیا مین آکر ملگئے ہین مگر قلب ایسا حائل ہے کہ ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا۔ اگر ایک دوسرے پر غالب آجائین تو عالم روحانی و جسمانی ایک ہوجائے حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ بحر روحانی نور محض ہونے کے باعث بحر جسمانی کو جو سراسر کثیف ہے اپنے مین جگہ نہین دیتا اور بحر جسمانی اپنی کثافت کے باعث روحانی کے اختلاط سے خود شرمندہ اور باقی باقی ہے۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ چونکہ یہ دونو دریا ملگئی ہین اسلیئے انکی تمیز ہر ایک سے نہین ہوسکتی۔ انہی مضمون کو مولانا آگے بیان کرتے ہین۔

	از بہشت آورد یزدان بردگان		تا نماید شان سقر پروردگان
ترجمہ	خلد سے بندون کو لایا ذو الجلال		تا سقر والون کا کچھ دکھلائے حال

شرح بعض نسخون مین بردگان کی جگہ بندگان ہے یعنے غلامان سقر پروردگان (دوزخ کے پلے ہوئے) کفار و فجار ہین اور بندگان یا بردگان سے اہل ایمان مراد ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے آدم اور انکی اولاد صالح کو بہشت سے اسلیئے دنیا مین لایا ہے کہ انکو کفار قابل نار کی حالت دکھائے۔ اور یہ بات معلوم کرائے کہ وہ بھی صورت مین تم ہی جیسے ہین مگر باعتبار سیرت تم مین اور انمین بہت فرق ہے جسکی مفصل آئندہ آنیوالی ہے

	اہل نار و خلد را بین ہمدکان		درمیان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	اہل نار و خلد ہین سب ایک سان		بیچ مین ہے برزخ لا یبغیان

شرح ہمدکان یعنے متقارن و مصاحب در صورت انسانی اور دکان سے مراد دیتا ہے یعنے کو اہل نار و اہل خلد (کفار و مومنین) صورت انسانی مین ایک دوسرے کے متقارن ہین مگر ان دونون کے مابین ایک حائل اور پردہ موجود ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب آجانے سے روکتا ہے اس برزخ اور حائل کا نام قلب ہے گو باعتبار قالب کفار و مومنین اتحاد رکھتے ہین مگر باعتبار قلب جدا جدا ہین کیونکہ اہل ایمان کا قلب مظہر اسمائے جمالی ہے کفار کا قلب مظہر اسمائے قہری۔ اسلیئے یہ دونو معنوی طور پر اختلاط نہین رکھتے۔

	اہل نار و اہل نور آمیختہ		درمیان شان کوہ قاف انگیختہ
ترجمہ	ہین بہم گو اہل نار و اہل نور		انمین انمین ہے مگر اک راہ دور

شرح یعنے گو اہل نار و نور باعتبار صورت انسانی باہم مختلط اور ملے جلے ہین مگر دونون گویا معنوی کوہ قاف حائل ہے یعنے سیرت مین فرق عظیم ہے۔ وہ اور چیز ہین اور یہ دیگر شے ہین۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	اہل نار و نور با ہم درمیان		درمیان شان بحر ژرف بیکران
ترجمہ	اہل نار و نور ہین باہم مگر		فرق ہے دونون مین بیشک سر بسر

شرح یعنے کو اہل نار و نور دنیا مین ظاہری اختلاط رکھتے ہین۔ لیکن فی الواقع انمین ایک دریائے عمیق حائل ہے

جسنے دونون کو جدا کر کر کہا ہے بحر ژرف سے مراد قلب انسانی ہے کیونکہ اہل نور کا قلب دریائے بیکران معرفت و حقیقت ہے اور اہل نار کا دریائے حب دنیا و شہوت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایک شے کا مختلط اور جدا ہونا کیونکر ممکن ہے اجتماع نقیضین ہرگز نہین ہوسکتا۔ اسکا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

ہمچو در کان خاک و زر کرد اختلاط ۔۔۔ درمیان شان صد بیابان و رباط

ترجمہ: جس طرح معدن مین باہم خاک و زر ۔۔۔ مختلط ہو کر ہین ضد یکدگر

شرح: لفظ رباط بمعنے کمینگاہ دشمن ہے۔ مراد یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور باطنی جدائی کی ایسی مثال ہے جیساکہ معدن مین سونا اور خاک کہ دو نو ملکر رہتے ہین مگر فی الواقع دونون مین بہت بڑا بعد ہے خاک کو سونے سے کچھ بھی نسبت نہین۔ اسیطرح نیک و بد مین باعتبار معنے فرق عظیم ہے اگرچہ دنیا مین دونو ایک جگہ ہین۔

ہمچنانکہ عقد در دُرّ و شبہ ۔۔۔ مختلط چون میہمان یک شبہ

ترجمہ: اک لڑی مین جسطرح پوتھ اور گہر ۔۔۔ میہمان اک شب کے ہین ایسے پڑ ہیر

شرح: عقد بکسر العین۔ بمعنے گلوبند زنان شبہ در مصرع اول بمعنے پوتھ و در مصرع ثانی شبہ بفتح شین منسوب بہ شب یہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور معنوی افتراق کی دوسری مثال ہے اور عقد در بمعنے در عقد ہے مطلب یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط کی ایسی مثال ہے جیساکہ موتیون اور پوتھونکا گلوبند جسمین موتی اور پوتھین اسطرح مختلط ہین جسطرح کسی سرائے مین چند مسافر ایک شب کے لیئے مہمان ہو جاتے ہین علے ہٰذا القیاس دنیا کے گلے مین اہل نار و نور کا گلوبند پڑا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ گلوبند موتیون اور پوتھون کے ملنے جلنے کے باعث ایک شے ہوگیا ہے مگر در حقیقت موتیون اور پوتھون مین باطنی فرق بہت ہے

صالح و طالح بصورت مشتبہ ۔۔۔ دیدہ بکشا تا کہ گردی منتبہ

ترجمہ: شکل مین گو نیک و بد ہین مشتبہ ۔۔۔ کھول آنکھین تا کہ ہو تو منتبہ

شرح: یعنے گو نیک و بد صورت انسانی مین باہم مشابہ اور ایکسان دکھائی دیتی ہین مگر اے مخاطب آنکھ کھولکر دیکھہ تاکہ تو اس بات سے آگاہ (باخبر) ہو جاوے کہ ان دونو مین معنوی اتحاد نہین ہے۔ لفظ بو۔ بود کا مخفف

بحر را نیمیش شیرین چون شکر ۔۔۔ طعم شیرین رنگ روشن چون قمر

ترجمہ: نصف ہے دریا کا مانند شکر ۔۔۔ ذائقہ میٹھا ہے رنگت ہے قمر

شرح: لفظ بحر را اُس صیغہ امر (ہین) کا مفعول ہے جو اہل نار و خلد را ہین ہمارکان مین واقع ہوا ہے۔

نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار ۔۔۔ طعم تلخ و رنگ مظلم قیروار

ترجمہ: نصف دیگر تلخ ہے جیون زہر مار ۔۔۔ ذائقہ کڑوا ہے رنگ اسکا ہے تار

شرح یعنے انجا طالب اس دریائے معنوی کو دیکھ کہ ایک اسکا آدھا شکر کے مانند شیرین اور خوش ذائقہ ہے اور اسکا پانی چاند کی طرح صاف و شفاف ہے۔ اور دوسرا آدھا سانپ کے زہر کے مانند تلخ اور بدمزہ ہے اور اسکا پانی قیر (روغن سیاہ رنگ) کی طرح کالا ہے۔ بحر شیرین سے انبیا و اولیا اور تلخ سے کفار و فجار مراد ہین۔

ہر دو بر ہم مے زنند از تحت و اوج	بر مثال آب دریا موج موج
ترجمہ گاہ سوئے تحت ہین گہ سوئے اوج	آب دریا کی طرح سے موج موج

شرح برہم زدن دریا کے پانی کا تھپیڑے مارنا۔ اور لفظ موج موج یعنے موج بر موج لفظ زنند کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ یعنے اہل نار و نور باہمین مختلط ہین اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ دریا کا پانی کہ موج بر موج اور نیچے سے اوپر اوپر سے نیچے ہوتا رہتا ہے حاصل یہ کہ ان دونو فرقون کی ایسی مثال ہے جیسے کہ پانی کی لطمہ زن موجین کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہوتی رہتی ہین اور اسحالت مین امواج کی تمیز غیر ممکن ہے۔ لیکن یہ اختلاط ظاہری ہے فی الواقع دونو الگ الگ ہین۔ چنانچہ اگلے شعر مین مولانا انکی تمیز اور تفرقہ کی بابت خود اشارہ فرماتے ہین

صورت برہم زدن از چشم تنگ	اختلاط جانہا در صلح و جنگ
ترجمہ انکو باہم دیکھتی ہے چشم تنگ	کیونکہ ہین دونو شریک صلح و جنگ

شرح اس شعر مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف اور یہ مصرع برہم زدن پر معطوف ہے عطف معطوف ملکر مبتدا اور از چشم تنگ خبر یعنے اہل نار و اہل نور کا باہمی اختلاط یا ظاہری میل جول اور انکی جانوں کی ظاہری الفت و یگانگت جو دنیا کے برے بھلے معاملات مین ہے یہ چشم تنگ سے ناشی ہوئی ہے یعنے جو شخص چشم ظاہربین جو بہ نسبت چشم باطنی تنگ ہے ان دونون فرقون کا مال ملاحظہ کریگا وہ انکو صلح و جنگ اور دنیوی معاملات مین باہم مختلط پائے گا بخلاف اُس شخص کے جو چشم باطن سے دیکھے گا وہ فرق عظیم معلوم کریگا بعض نسخون مین چشم بجیم فارسی و شین منقوطہ کی جگہ جسم بجیم عربی و سین مہملہ دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین جسم تنگ سے قید جسم خاکی مراد ہے یعنے جو شخص جسم تنگ کے قید مین ہے اور اسکی خیالات کو ایسی وسعت نہین جو روحانیون کو ہوتی ہے وہ اہل نار و نور کو مختلط جانے گا ورنہ یہ ظاہری جسم مین مختلط ہین اور باعتبار معنے جدا ہین اس ظاہری میل جول اور واقعی جدائی کی شرح آئندہ اشعار مین ہے۔

موجہائے صلح برہم مے زنند	کینہ ہا از سینہ ہا بر مے کنند
ترجمہ صلح کی موجین سمیٹے ہیں پر شور	سینہ سے کینے کو کر دیتی ہین دور

شرح یعنے دریائے شیرین (انبیا و اولیا) کی موجین صلح اور نیکیاں ہین یہ موجین دریائے تلخ (کفار و فجار) کی موجون (برائیون) سے اسلئے ملتے ہین کہ انکی تلخی کو دفع کر دین یعنے انکے سینہ سے کینہ احکام شریعت

کو دور کر دین لبس تو یہ اختلاط فی الواقع اختلاط نہین بلکہ معنے جدائی ہے علےٰ ہذا القیاس موجہائے تلخ (کفار و فجار) موجہائے شیرین سے اسلیئے ملتے ہین کہ اُنکی شیرینی کو کہو دین اور شریعت سے جو اُنکو محبت ہے اُسکو مٹا دالین

موجہائے جنگ بر شکل دگر ‖ مہرہا را مے کند زیر و زبر

ترجمہ: جنگ کی ہر موج بر شکل دگر ‖ مہر کو کر دیتی ہے زیر و زبر

شرح یعنے جسطرح انبیاء اولیا کی موجہائے صلح کفار کے کینہ کی تلخیون کو دفع کرنے کے لیے اُنسے ملتے ہین اُسکے برعکس کفار کے جنگ و نفاق کی موجین نیکیون اور محبت الٰہی کو زیر و زبر کر دیتے ہین۔ کیونکہ کفار و فجار ہمیشہ انبیاء اولیا کی مخالفت کیا کرتے ہین شکل دگر یعنے برعکس ہے۔

مہر تلخان را بشیرین مے کشد ‖ زانکہ اصل مہرہا باشد رشد

ترجمہ: مہر ہر کڑوے کو شیرین کرتی ہے ‖ کیونکہ فی الواقع ہدایت ہے یہ شے

شرح رشد بفتحتین سیدہے رستے چلنا۔ یعنے انبیاء اولیا کی محبت تلخ لوگون (کفار و فجار) کو شیرینی (ہدایت و ایمان) کی طرف کہینچتی ہے۔ کیونکہ محبت کی اصل سیدہے رستہ چلنا ہے۔ نیک لوگ اپنی ذات کی طرح دوسرون کے لیئے بہی سیدہے رستہ کو پسند کرتے ہین۔

قہر شیرین را بہ تلخی می برد ‖ تلخ با شیرین کجا اندر خورد

ترجمہ: تلخ کر دیتا ہے ہر شیرین کو قہر ‖ جمع کب ہوتی ہے شیرینی و زہر

شرح یعنے کفار کے قہر کی موج شیرین (انبیاء اولیاء) کو تلخی (گمراہی) کی طرف لیجانا چاہتی ہے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ تلخ و شیرین باہم ہرگز ایک دوسرے کی لایق نہین نہ یہ اُس سے ملسکتی ہے نہ وہ اس سے یہی باعث ہے کہ حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیبیان اور پسر نوح کافرون سے ملکر کافر ہی رہے چونکہ یہ تینون بمنزلہ موج تلخ تہے اسلیئے موج شیرین کے قابل نہوئے۔

تلخ و شیرین زین نظر ناید پدید ‖ از دریچۂ عاقبت تانند دید

ترجمہ: سچ تو یہ ہے تلخ و شیرین اے بشر ‖ عاقبت بینون کو آتے ہین نظر

شرح یعنے تلخ و شیرین (کافر و مومن) اس ظاہری آنکہہ سے نظر نہین آتے بلکہ اُنکو دیکہنے والے دیدۂ عاقبت بینی سے دیکہہ سکتے ہین۔ تانند مخفف توانند ہے۔

چشم آخر بین تواند دید راست ‖ چشم آخور بین غرور است و خطاست

ترجمہ: چشم آخر بین ہے اچہی پر شعور ‖ چشم آخور بین خطا ہے اور غرور

شرح یعنے چشم انجام بین ہر شے کو راست طور پر دیکہہ سکتی ہے۔ اور چشم آخور بین (یعنے گہاس پہونس اور

اور دنیوی لذتوں کو دیکھنے والی آنکھہ) سراسر دہوکا اور مجسم خطا ہے مطلب یہ کہ چشم ظاہر بین اشیا کے دیکھنے مین خطا کرتی ہے۔ اور اُسکو ولی پر عام آدمی کا اور عام پر ولی کا دہوکا ہو جاتا ہے۔ بعض نسخون مین آخور بین کی جگہ اوّل بین ہے اور اوّل بین سے مراد چشم ظاہر بین ہے۔

	اے بسا شیرین کہ چون شکر بود	لیک زہر اندر شکر مضمر بود
ترجمہ	ہین بہت ظاہر مین شیرین چون شکر	زہر ہین باطن مین لیکر سر بسر

شرح یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ موج تلخ و شیرین یعنے انبیا و اولیا اور کفار و فجار مین باہم تمیز کرنی مشکل ہے اسکے لیئے دیدۂ آخر بین ہونا چاہیئے اسلیئے مولانا قدس سرہ طالبان معرفت کو ہدایت کرتے ہین کہ اچھی طرح دیکھہ بھال کر کسی مرشد کے ہاتہ مین ہاتہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے مدعی اور جھوٹے شیخ حسب ظاہر اچھے معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین زہر ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ بہت سے اعمال آدمی کو اچھے معلوم ہوتے ہین مثلاً ترک دنیا لیکن فی الواقع وہ زہر ہین مثلاً یہی ترک دنیا اگر برائے حُب جاہ و مال ہو یا عبادت جو بنظر ریا و سمعہ ہو یا اپنے نیک عملون پر اعتماد یا عجب کہ انکو آدمی یکایک معلوم نہین کر سکتا حالانکہ یہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین سم قاتل ہین

	آنکہ زیرک تر بود بشناسدش	چونکہ دید از دور بش اندر کشمکش
ترجمہ	ہوشیاری دی ہے قدرت نے جسے	دور سے پہچان لیتا ہے اسے

شرح پہلے شعر مین معلوم ہو چکا ہے کہ بہت سی چیزین ظاہری صورت مین نیک یا شیرین معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت بد یا زہر کی مانند ہین گویا شکر مین سنکھیا ملی ہوی ہے۔ مثلاً اعمال نیک جو ریا کاری کی نیت سے ہون یا جھوٹا صوفی جو از راہ مکر لوگون کو مرید کرتا پھرتا ہو۔ ظاہر مین شکر ہے اور باطن مین زہر اسنے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آدمی بسا اوقات اپنے لیئے ان الفاظ مین دعا کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (اے اللہ ہمین تمام اشیاء کو ان واقعی حالت مین دکہا۔ یعنے دہوکے سے بچا) چونکہ شکر مین ملی ہوی سنکھیا یا نیکون کی صورت مین بد صوفیون کی تمیز مشکل ہے اور لوگون کی سمجھہ نیک و بد کی تمیز کرنے مین مختلف واقع ہوئی ہے اسلیئے ان سات آٹہہ شعرون مین مولانا قدس سرہ نے عقل و فہم کے مرتبون کا اختلاف بیان ہے مطلب یہ کہ بعض زیادہ عقلمند طالب دور ہی سے شکر کی صورت دیکھکر پہچان لیتا ہے کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے یعنے ہوشیار سالک شیخ کو شکل دیکھتا ہی پہچان لیتا ہے یا دنیا مین زیادہ اپنے نیک اعمال کو کشمکش ریا و عجب مین دیکھکر پہچان جاتا ہے کہ زہر ہے اور اسکو چھوڑ دیتا ہے یہ عقل کا اعلےٰ مرتبہ ہے

	وان دگر بشناسد ش تا بو کند	وان دگر چون بر لب و دندان زند
ترجمہ	سونگہہ کر پہچانتا ہے دوسرا	تیسرا لیتا ہے جب چکھہ کر مزا

شرح دوسرا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھکر پہچان لیتا ہے اور تیسرا چکھہ کر معلوم کرلیتا ہے کہ اسمین زہر ہے یعنے بعض شخص اپنے شیخ یا اپنے اعمال کو چندروزہ صحبت یا عمل کرنے کے بعد۔ اور بعض کچہ معاملہ پڑنے کے بعد معلوم کرلیتے ہین کہ یہ جہوٹا ہے یا اس عمل مین ریاکاری پائی جاتی ہے

وان دگر در پیش بانوئے برد ۔ وان دگر چون دست بنہد کرد رد

ترجمہ: ایک لیجاتا ہے اسکو اپنے گھر ۔ ایکبار کھکر بات کرتا ہے حذر

شرح یعنے چوتہا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھہ کر یا چکھہ کر معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے گھر والی کے پاس لیجاتا ہے اور وہ بتا دیتی ہے کہ اسمین زہر ہے۔ یعنے اسے دوسرے شخص کی نصیحت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ یا عمل نیک زہریلا اثر رکھتا ہے اور پانچوان دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین کرسکتا۔ بلکہ زہریلی شکر کو اسوقت پہچانتا ہے جب کہ کسیکی نصیحت نماننے کے بعد کہا جانے کی نیت سے اسپر ہاتھ ڈالتا ہے اور منہ مین رکھہ جاتا ہے۔ یعنے بعض لوگون کو اپنے شیخ کا مکر یا اپنے اعمال ریائی کی برائی دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین ہوتی بلکہ انکی آنکھین اسوقت کہلتی ہین جبکہ نصیحت نماننے کے بعد جہوٹے کی باتون پر قدرے عمل۔ یا دکہانے کے لیئے چندروز عبادت کا قصد کرلیتے ہین۔

پس لبش ردش کند پیش از گلو ۔ گرچہ نعرہ مے زند شیطان کلو

ترجمہ: اسکے لب رد کرتے ہین روبیش از گلو ۔ گرچہ شیطان کہتا جاتا ہے کلو

شرح یہ پچھلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے پانچوان شخص جب ہاتہ ڈالتا ہے اور زہریلی شکر کو منہ مین رکھہ جاتا ہے تو اسکے لب حلق مین اترنے سے پہلے اس شکر کو رد کردیتے ہین یعنے وہ فی الفور اسے اگلد یتا ہے اگرچہ شیطان اور نفس امارہ نعرے مار مار کہتا ہے کہ ائےشخص اس شکر کو کہالے مگر وہ ہرگز نہین کہاتا کلو عربی لفظ اور امر کا صیغہ ہے یعنے بخور ید۔

وان دگر را در گلو پیدا شود ۔ وان دگر را در بدن رسوا شود

ترجمہ: ایک پر کہا پی کے ظاہر ہوگیا ۔ ایک بعد ہضم ظاہر ہوگیا

شرح یعنے چہٹے شخص کو اسکے حلق مین جاکر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس شکر مین زہر ہے اور وہ فوراً اسے تہوک دیتا ہے اور حلق کو صاف کرلیتا ہے مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا اعمال ریائی کی بدی تہوڑا سا عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے اور ساتوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اسکے پیٹ مین جاکر معلوم ہوتا ہے اور وہ قے کرکے اس شکر کو نکالدیتا ہے۔ یعنے چندروز جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی کے بعد اسکی برائی کا حال کہلتا ہے اور وہ اسے چہوڑ دیتا ہے۔

وان دگر را در حدث سوزش دہد	خرج آن از دخل آموزش دہد
ترجمہ ایک کو سوزش ہوئی پاخانے مین	ملگیا تہا زہر یعنے کہانے مین

شرح یعنے آٹہوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسوقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ حدث (پاخانہ) مین سوزش یعنے جلن پیدا کرتی ہے۔ اور اُسکا تکلیف کے ساتہ خارج ہونا داخل ہونے کی خبر یعنے اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ فی الواقع اس شکر مین زہر ملا ہوا تہا۔ مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا عمل ریائی کی چہپی ہوئی برائی کا حال چند روز عمل کرکے تکلیف اُٹہانے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔

وان دگر را بعد ایام و شہور	وان دگر را بعد مرگ از قعر گور
ترجمہ ایک پر ظاہر ہوا بعد شہور	ایک سے کہنے لگے لبہائے گور

شرح یعنے نوین شخص کو بہت دنون اور مہینون کے بعد قے اور اسہال مین مبتلا رہکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میٹہے فلان وقت زہریلی شکر کہائی تہی یعنے اکثر عمر گزر جانے اور موت کے قریب آنے کے وقت اُسکی آنکہین کہلجاتی ہین۔ اور عنایت الٰہی اُسکی دستگیری کرتی ہے اور وہ مرنے سے پہلے جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے توبہ کرلیتا ہے اور دسوان شخص زہریلی شکر کہاکر توبہ کرنے سے پہلے مرجاتا ہے اور اُسکو بعد مرگ قبر کے گڑہے سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ میٹہے زہریلی شکر کہائی ہے یعنے جب جہوٹے شیخ کی باتو پر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے قبر مین عذاب ہوتا ہے تب آنکہین کہلجاتی ہین اور آدمی اپنے گناہون کو عذاب کی صورت مین مجسم دیکہہ لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے القبر روضۃ من ریاض الجنان او حفرۃ من حفر النیران۔ یعنے قبر یا تو بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑہون مین سے ایک گڑہا ہے۔

ور دہندش مہلت اندر قعر گور	لا بد آن پیدا شود یوم النشور
ترجمہ اور مہلت دے اُسے گر قعر گور	حال سب کہلجائیگا یوم النشور

شرح یعنے اگر کسی شخص پر زہریلی شکر (یعنے اعمال بد بصورت نیک) کا اثر قبر مین بہی نہو یعنے عذاب قبر سے محفوظ رہے تو حشر کے دن اعمال کے مطابق سزایاب ہوگا اور وہان معلوم ہوجائے گا کہ جو شکر مینے کہائی تہی اُسمین زہر ملا ہوا تہا۔ عذاب قبر کی مہلت کی بابت حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی قَبْرِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰہِ اِلَّا شَفَّعَہُمُ اللّٰہُ فِیْہِ (یعنے جب کوئی مسلمان مرجائے اور اسکی قبر پر چالیس ایسے پکے مسلمان جو شرک نکرتے ہون کہڑے ہوکر بخشش کی دعا مانگین تو خدا اُنکی سفارش کو قبول کرلیتا ہے۔ اور اُسے عذاب قبر سے محفوظ رکہتا ہے) اس سے یہ لازم

نہین آتا کہ وہ عذاب قبر سے بچا رہا تو عذاب حشر سے بہی محفوظ رہیگا یا مہلت کے یہ معنے ہین کہ عذاب حشر کی بہ نسبت عذاب قبر گویا لا شے ہے۔ اسیلئے گنہگار کو قبر مین کیسا ہی عذاب ہوتا ہو مگر وہ گویا مہلت ہی ہین حشر کے دن اُسکے گناہ دوزخ کے سانپ بچہودن کی صورت مین مجسم ہوکر سامنے آجائینگے۔

	ہر نبات و شکرے را در جہان	مہلتے پیداست از دورِ زمان
ترجمہ	ہر نبات و ہر شکر کو میر یجان	مہلتین دیتا ہے دورِ آسمان

شرح یعنے جسطرح اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کے ظہور یا کمال۔ یا نتیجہ نکلنے کے لیے ایک مہلت یا میعاد رکہی ہے اسیطرح فہم اور وقوف شکر و زہر کے لیئے بہی مہلت مقرر کی ہے کوئی تہوڑے عرصہ مین سمجہ لیتا ہے کہ اس شکر مین زہر تہا اور کوئی زیادہ عرصہ مین کوئی کہا لینے سے پہلے کوئی بعد۔ کوئی قبل از موت کوئی بعد از مرگ۔ کوئی قبر مین کوئی حشر مین۔

	سالہا باید کہ تا از آفتاب	لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب
ترجمہ	چاہیئے برسون کہ تاب آفتاب	لعل رمّانی کو بخشے رنگ و تاب

شرح یعنے اس بات کو برسون چاہیئن کہ لعل تاثیر آفتاب سے رنگ اور چمک دمک حاصل کرسکے۔ بغیر مہلت یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی۔ اسیطرح ہر آدمی شکر و زہر کو بلا مہلت تمیز نہین کرسکتا۔ فوراً پہچاننے والے بہت کم ہین یا یہ مطلب ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ آفتاب قلوب مرشد کامل کے عکس سے برسون رنگ اور چمک حاصل کرے تاکہ اُسکا دل بہی مجلا ہوکر آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر جمال یزدانی بنجائے۔ یہ مرتبہ ایک دو دن کی ریاضت سے حاصل نہین ہوتا بلکہ سالک بڑے عرصہ مین اعلےٰ مرتبہ پر پہنچتا ہے۔

	پنج سال و ہفت باید تا درخت	یابد از میوہ رسانی فر و بخت
ترجمہ	اک شجر کو چاہئین ہین سات سال	تا کرے میوہ رسانی سے نہال

شرح یعنے اس بات کو پانچ یا سات سال چاہئین تاکہ ایک درخت بار آور ہوکر میوہ رسانی کے باعث فر و بخت (شان و عزت) حاصل کرسکے اسیطرح ہر نیک و بد کی تمیز عرصہ مین اور ہر مرتبہ کا حصول مدت مین ہوتا ہے

	باز تره در دو ماہ اندر رسد	باز تا سالے گل احمر رسد
ترجمہ	دو مہینے چاہیئن ہین ساگ کو	پہول کو اک سال سُن اے نیک خو

شرح یعنے ساگ پات یا سبز ترکاریان دو مہینے مین کہانے کے قابل ہوتی ہین اور سُرخ پہول برس دن کے بعد کہلتے ہین۔ یہ اُسی گزشتہ مضمون کی تمثیلین ہین مطلب یہ کہ ہر شے کی ماہیت عرصہ مین ظاہر ہوتی ہے نیک و بد کی تمیز کوئی آسان چیز نہین ہے۔ خاصکر جہوٹے صوفیونکا دہوکا تمام عمر مین بہی نہین کہلتا۔

پہر این فرمود حق عزّ وجل سورۃ الانعام در ذکر اجل

ترجمہ — اسلیئے کہتا ہے حق عزّ وجل سورۂ انعام مین ذکر اجل

شرح یعنے اسلیئے کہ ہر شے کا ظہور یا کمال مہلت پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ نے سورۂ انعام مین اجل یعنے ہر شے کی مہلت کا ذکر فرمایا ہے سورۂ انعام مین یہ آیت موجود ہے ہوالذی خلقکم من طین ثم قضےٰ اَجَلاً وَاَجَلٌ مُّسَمًّے عِندَہٗ۔ یعنے اے لوگو خدا نے تمہین مٹی سے پیدا کیا پہر اجل یعنے موت مقرر کی اور ہر شے کی اجل یعنے مہلت خدا کے نزدیک مقرر ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیک و بد کی تمیز کے لیے بہی ہر شخص کے واسطے الگ الگ ایک مہلت مقرر کر رکہی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ اشعار سے معلوم ہو چکا ہے

این شنیدی مو بموئیت گوش باد آب حیوان ست خوردی نوش باد

ترجمہ — جو کہا ہمنے سراسر گوش ہو آبحیوان ہے الٰہی نوش ہو

شرح یعنے ایمخاطب آیت مَرَجَ البَحرَین کی یہ تفسیر اور اسکے متعلق اسرار باطنی تو نے سن لیئے ہین مگر خدا کرے اسکے گوش دل سے سننے کے لیے تیرا ایک ایک بال اور رونگٹا رونگٹا کان بنجائے یعنے تو اسے ہمہ تن گوش ہو کر سنے۔ اور قبول کرے اور یہ تفسیر بمنزلہ آبحیوان ہے جسکو تو نے پی تو لیا ہے لیکن اللہ کرے یہ خوشگوار اور تیرے لیے باعث صحت روح ہو۔ اور باطنی فائدہ پہنچائے۔

آبحیوان خوان مخوان این را سخن جان نوبین در تن حرف کہن

ترجمہ — آبحیوان ہے نہین ہے یہ سخن جان تازہ رکہتے ہین حرف کہن

شرح یعنے یہ کلمات قدسیہ اور اسرار مخفیہ دلون کو زندگی اور روحون کو تازگی بخشنے مین آبحیوان سے کم نہین تو انکو معمولی باتین یا قصہ کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ سمجہ کہ پرانے حرفون مین نئی روح پہونک رہی ہے یعنے لفظ تو وہی ہین جو اور کتابون مین ہوتے ہین مگر معنوی اعتبار سے گویا ان لفظون مین نئی روح ڈالی گئی ہے۔

نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق ہمچو جان او سخت پیدا و دقیق

ترجمہ — ایک نکتہ اور سن لے اے رفیق جو مثل جان ہے پیدا و دقیق

شرح یعنے تو آیت مذکورہ کی تفسیر اور اسکے نکات تو سن چکا۔ اب ہم یہان ایک اور نکتہ بیان کرتے ہین جو بکیفیت روح کی طرح عارف پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور غیر عارف پر اپنے دقت کے سبب مخفی رہیگا۔ وہ نکتہ آیندہ شعر سے شروع ہوتا ہے۔

در مقامے ہست این ہم زہر مار از تصاریف خدائے خوشگوار

ترجمہ — اک جگہ حکم خدا سے زہر مار ہو ہی جاتا ہے لطیف و خوشگوار

شرح اس شعر مین اشارہ این ـ کلام سابق یعنے تفسیر آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ کی طرف ہے اور خوشگوار بمعنے محبوب ہے یعنے یہ کلام جو تفسیر آیت مذکورہ کے متعلق گزرچکا ہے گو سراسر ہدایت اور نیکون کے حق مین شکر کے مانند شیرین ہے مگر محبوب عاشقان یعنے اللہ کے تاثیر بدل دینے سے بدون کے حق مین سانپ کے زہر کی مانند ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ بمقتضائے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا بہت سے اسکو شکر راہ راست پر آجائینگے اور بہت سے گمراہ ہوجائینگے مقصود یہ ہے کہ حکم الٰہی سے ایک ہی شے ایک جگہہ باعث کمال اور دوسری جگہہ موجب نقصان یا ایک جگہ نافع اور دوسری جگہ ضرر رسان ہوجاتی ہے کیونکہ ہر شے کی حقیقت ایک یعنے ذات حق ہے مگر اختلاف تعینات کے سبب اسکے آثار مختلف ہوجاتے ہین جس قرآن مجید کے مطالعہ سے لاکھون مومن راہ راست پاچکے ہین اسی نے لاکھون کافرون کو گمراہ کردیا ہے کیونکہ مومن مظہر اسم ہادی ہین اور کافر مظہر اسم مضل ـ اسماء الٰہی کے آثار اور تعینات کے اختلاف نے ایک شے مین دو اثر پیدا کردیئے ہین نکتہ بعض شارحین نے اشارہ این لذات دنیوی اور شہوات جسمانی کی طرف کیا ہے اور اس شعر کو اسطرح مانا ہے در مقامے ہست ہم این زہر ما ؛ از تصاریف خدائی خوشگوار ؛ یعنے کسی جگہہ ہی سانپ کا زہر (لذائذ دنیوی وغیرہ) تصرف خدائی کے باعث خوشگوار یعنے شیرین ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ لذائذ دنیوی جو سالک اور مبتدی کے حق مین زہر ہین ـ اہل کمال اور منتہی کیلئے خوشگوار اور باعث قوت طاعات ہین ـ اسکے حق مین مضر ہین اور انکے لیئے نافع اسصورت مین لفظ خدائی بیائے معروف نسبتی ہے اور زہر ما فعل ناقص (ہست) کا اسم ہے اور خوشگوار اسکی خبر گو یہ معنے بہی درست ہوسکتے ہین مگر گزشتہ اشعار سے مربوط نہین ہین البتہ آیندہ عنوان سے انکا تعلق ظاہر ہے۔

	در مقامے زہر در جائے دوا	در مقامے کفر در جائے روا
ترجمہ	ہے یہ اک جا زہر اور اک جا دوا	اک جگہہ ہے کفر اور اک جا روا

شرح یعنے یہ کلام گزشتہ ایک جگہہ (منکرون کے حق مین) زہر ہے اور ایک جگہہ (مومنون کے حق مین) شفا بخشنے والی دوا ہے انکے نزدیک کفر وناگفتنی ہے اور انکے نزدیک بالکل روا و جائز ہے ـ کیونکہ وہ گمراہ ہین اور یہ راہ یاب ؛ یا لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے زہر ہین اور منتہی کے لیے روا اسکے لیئے حرام و ناجائز اور اسکے لیے حلال و مباح ـ آیندہ تمام اشعار اسی شعر کے قریب المعنے ہین۔

	در مقامے خار و در جائے چو گل	در مقامے سرکہ در جا چو مُل
ترجمہ	اک جگہہ ہے خار اور اک جا ہے گل	اک جگہہ سرکہ ہے یہ اک جا ہے مُل

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ دنیوی ایک جگہہ بمنزلہ گل اور ایک جگہہ خار ہین کہین کہٹا سرکہ ہین اور کہین خوشگوار شراب

	در مقامے خوف در جائے رجا	در مقامے بخل و در جائے سخا
ترجمہ	ہے کہین یہ ڈر کہین یہ ہے رجا	اک جگہ ہے بخل اور اک جا سخا

شرح یعنے کلام مذکور کسی جگہ باعثِ خوف ہے اور کسی جگہ باعثِ اُمید منکرین مال وجاہ دنیوی یا قومی عزت کے جاتے رہنے کے خوف سے اُسپر ایمان نہین لاتے۔ اور معتقدین اُسپر ایمان لاکر بلندی مراتب روحانی کی اُمید رکھتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے باعثِ خوف ہین کیونکہ اُسکا نفس امّارہ سرکش ہوجاتا ہے اور منتہی کے لیئے باعث اُمید ہین کیونکہ اُنکو لذائذ کے استعمال سے طاعت کی اُمید اور زیادہ ہوجاتی ہے علے ہذا القیاس کلام مذکور کافرون کے حق مین سبب بخل ہے اور مومنون کے حق مین سبب سخاوت ازلی شقی اسکو سنکر جھوٹا جانینگے اور ایمان لانے یا خدا کی راہ مین جان و مال صرف کرنے سے بخل کرینگے۔ اور ازلی سعید فراخ دلی سے ایمان لائینگے اور راہ خدا مین سب کچھ لُٹا دینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے حق مین باعث بخل اور منتہی کے حق مین موجب سخاوت ہین کیونکہ وہ لذائذ کو صرف اپنے نفس کے لیے مخصوص رکھتا ہے۔ اور یہ خود بھی استعمال کرتا ہے اور خدا کی راہ مین بھی دیدیتا ہے۔

	در مقامے فقر در جائے غنا	در مقامے قہر در جائے رضا
ترجمہ	اک جگہ ہے فقر اک جا ہے غنا	اک جگہ ہے قہر اک جا ہے رضا

شرح یعنے کلام یا لذائذ دنیوی کسی جگہ باعثِ فقر ہین اور کسیجگہ باعث غنا کسی جگہ موجب قہر الٰہی ہین اور کسی جگہ موجب رضا ازلی شقی اس پر ایمان نہ لانے یا سالک لذائذ دنیوی مین محو رہنے کے باعث دولت سعادت سے محروم ہوکر فقیر کی طرح بے سامان رہجاتا ہے۔ اور ازلی سعید ایمان لانے یا لذائذ کے استعمال سے (غنی یعنی) دولتمند ہوجاتے ہین اور قوت طاعات حاصل کرتے ہین۔ علے ہذا القیاس منکرین و سالکین کے حق مین یہ کلام یا لذائذ باعث قہر الٰہی ہین اور مومنین و کاملین کے لیے باعث رضائے حق ہین۔

	در مقامے جور و در جائے وفا	در مقامے منع و در جائے عطا
ترجمہ	اک جگہ ہے جور اک جا ہے وفا	اک جگہ ہے منع اک جا ہے عطا

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین باعث ظلم ہین۔ وہ ایمان نہ لانے یا لذائذ مین مصروف رہنے کے باعث اپنی جان پر ظلم کرتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین باعثِ وفا ہین وہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کے جواب مین قالوا بلیٰ کے وعدہ کو پورا کر رہے ہین۔ اور یہ ازلی بدبختون کو ایمان لانے یا سالکین کو ترقی درجات سے منع کرتا ہے اور ازلی نیکون کو دولت ایمان یا کاملین کو بلندی مرتبہ عرفان عطا کرتا ہے۔ مبتدی کو منتہی کی تقلید لذائذ دنیوی کے متعلق عندالطریقت قطعاً حرام اور بالکل ناجائز ہے۔

در مقامے دُرد و در جائے صفا | در مقامے خاک و در جائے کیا

ترجمہ: اک جگہ ہے دُرد اک جا ہے صفا | اک جگہ ہے خاک اک جا کیمیا

شرح یعنے یہ کلام کسی جگہ تلچھٹ ہے اور کسی جگہ شراب صاف کسی جگہہ خاک ہے اور کسی جگہ سبزہ کافر تلچھٹ یا خاک سمجھکر از راہ نفرت اسے پھینک دیتے ہین اور مومن شراب صاف جانکر قبول کر لیتے ہین اور سبزہ سمجھکر اُس سے تر و تازگی حاصل کرتے ہین یا لذائذ دنیوی سالک کے حق مین پھینک دینے کے قابل تلچھٹ یا خاک ہے اور کامل کے حق مین شراب صاف اور سبزہ کی طرح باعث تر و تازگی ہے بعض نسخون مین در مقامے خاک جا کیمیا ہے مطلب دونونکا ایک ہے۔

در مقامے عیب و در جا ہنر | در مقامے سنگ و جائے گہر

ترجمہ: اک جگہ ہے عیب یہ اک جا ہنر | اک جگہ ہے سنگ اور اک جا گہر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین عیب ہین اور مومنین و کاملین کے حق مین ہنر انکے نزدیک پتھر ہین اور انکے نزدیک موتی۔ وہ انسے ضرر اٹھاتے ہین اور یہ نفع حاصل کرتے ہین۔

در مقامے حنظل و جائے شکر | در مقامے خشکی و جائے مطر

ترجمہ: اک جگہ حنظل ہے اک جا ہے شکر | اک جگہ ہے خشک اک جا ہے مطر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین حنظل (اندرائن) کے مانند ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین بمنزلہ شکر ہین۔ اُنکے لیے ہوائے خشکسالی ہین اور انکے لیئے باران بہاری۔ وہان ضرر رسان ہین یہان نفع بخش۔ منکر اس سے پژمردہ ہوتے ہین اور مومن سر سبز۔

در مقامے ظلم و جائے محض عدل | در مقامے جہل و جا عین عقل

ترجمہ: اک جگہ ہے ظلم اک جا عدل ہے | اک جگہ ہے جہل اک جا عقل ہے

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ کہین سر بسر ظلم ہین اور کہین سراسر انصاف۔ کہین محض جہل ہین۔ اور کہین عین عقل ایمان نہ لانا یا لذائذ مین محو ہو جانا ظلم ہے اور ایمان لانا یا قوت طاعت بڑہانا انصاف ہے اسنے کافرون یا سالکون کا جہل ترقی کرتا ہے اور مومنون یا کاملون کی عقل کا نور بڑہتا رہتا ہے۔

گرچہ اینجا او گزند جان بود | چون بہ آنجا در رسد درمان بود

ترجمہ: اک جگہ گو وہ گزند جان ہے | اُس جگہ جائے تو بس درمان ہے

شرح اینجا سے منکرین یا سالکین اور آنجا سے مومنین یا کاملین مراد ہین۔ یعنے اگرچہ یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے پاس پہنچکر اُنکے لیے باعث نقصان جان ہو جاتے ہین لیکن مومنین یا کاملین کے پاس

جاکر موجب علاج جان وتقویت روح بنجاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ منکر یا سالک بشری نجاست کا منبع یا جسمانی کثافت کا تپلا ہوتا ہے اسلئے جو شئے اُس سے متعلق ہوگی وہ خود کثیف ہوکر اُسکی کثافت کو دوگنا کردیگی اور مؤمنین یا اولیائے کاملین نمک عشق الٰہی کی کان ہین۔ ان سے جو شئے متعلق ہوگی وہ نمک عشق ہی بنجائے گی۔ کیونکہ ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ کافر افعی سانپ کے مانند ہین وہ دودہ جو سانپ کو پلا یا جاتاہے انجام کار زہر ہوجاتا ہے۔ اور مومن کان نمک ہین لذائذ دنیوی کو اگر مردار فرض کرلیا جائے تو فقہی مسئلہ کے مطابق جس طرح مُردار شے کے ہڈیان اور کھال وغیر مستحیل بہ نمک ہوکر پاک اور خود نمک بنجاتی ہین اسیطرح لذائذ دنیوی کاملین کے استعمال سے پاک ہوجاتے ہین۔

	آب در غورہ ترش باشد ولیک	چون بانگوری رسد شیرین و نیک
ترجمہ	آب غورہ مین ترش ہوتا ہے لیک	جب ہوا انگور ہو جاتا ہے نیک

شرح غورہ کچے انگور کو کہتے ہین۔ اور انگوری مین یائے معروف مصدری ہے بمعنے پختگی انگور۔ یعنے کچے انگور کا پانی کھٹا اور ضرر رسان ہوتا ہے لیکن جب وہی کچا انگور پختگی کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُسکا پانی میٹھا اور فائدہ مند ہوجاتا ہے۔ علے ہذا القیاس یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین مضر ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین سر بسر فائدہ رسان۔

	باز در خم او شود تلخ و حرام	در مقام سرکگی نعم الادام
ترجمہ	خم مین رہکر بنگیا تلخ و حرام	سرکہ ہوکر ہو گیا نعم الادام

شرح یعنے انگور کا وہی میٹھا پانی جب مٹکے مین جاکر سڑا اور نشہ لے آیا تو پھر تلخ اور حرام ہوگیا یعنے شراب بنگیا۔ اور جب نمک ڈالنے سے وہی شراب سرکہ بنگئی۔ اور آب انگور سرکہ بننے کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو پھر سب سے اچھا سالن بنگیا۔ یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ (سرکہ سب سے اچھا سالن ہے) یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک ہی شئے کا حکم اختلاف مراتب کے سبب بدلتا رہتا ہے دوسرے مرتبہ مین وہ حکم نہین رہتا جو پہلے مرتبہ مین تہا۔ مثلاً انگور کا پانی پینا جائز تہا۔ شراب بنکر ناجائز ہوگیا۔ اور سرکہ بنکر پہر جائز ہوگیا علے ہذا القیاس کلام الٰہی واحادیث انبیا وملفوظات اولیا یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین تلخ و حرام ہین۔ اُنکے نفس انکو قبول نہین کرسکتے۔ بلکہ اور زیادہ سرکش ہوجاتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین حلال ہین۔ چنانچہ آیندہ کامل وسالک کے مرتبہ کا فرق مفصل طور پر بیان ہوگا۔

	ہمچنین باشد تفاوت در امور	مرد کامل این شناسد در ظہور
ترجمہ	اسطرح سے مختلف ہین کل امور	جانتا ہے اسکو مرد پُر شعور

شرح یعنے جسطرح گزشتہ اشعار مین ہمنے بعض اعیان ممکنات کا تفاوت بیان کیا ہے اسیطرح تمام متعینات مین تفاوت ہے مگر اس تفاوت امور کو جو ظہور مین ہے یعنے اعیان ممکنات مین موجود ہے مرد کامل پہچان سکتا ہے غیر کامل معلوم نہین کر سکتا لفظ در وظہور یا تو تفاوت کے متعلق ہے یا امور سے بدل واقع ہوا ہے

در معنے آنکہ ہر چہ ولی کامل کند مرید را نشاید گستاخی کردن وہمان فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیان ندارد اما بیمار را زیان دارد و سرما و برف انگور را زیان ندارد اما غورہ را زیان دارد کہ در راہ ست و تا مرتبہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر نشدہ است

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ مرید کو از راہ گستاخی وبے ادبی وہ فعل نہ کرنا چاہیئے جو مُرشد اور ولی کامل کرتا ہے حلوا طبیب کو نقصان نہین دیتا مگر بیمار کو زیان پہنچاتا ہے پختہ انگور کو برف اور سردی مُضر نہین البتہ کچے کو مضر ہے کیونکہ مبتدی ہنوز رستہ ہین ہے۔ اور مرتبہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر تک نہین پہنچا

شرح پوری آیت یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الٰی آخر الآیۃ یعنے اے محمدؐ ہمنے تجھے ظاہر طور پر فتح مکہ کا حکم دیدیا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ بخشدے یہ جہاد کے لیئے ترغیب اُمت ہے ورنہ رسول اللہ صلعم گناہون سے بالکل معصوم ہین یعنے اللہ نے جہاد کا حکم اسلیئے کیا ہے کہ اُس سے تیری اُمت کے سب گناہ معاف کردے اور اپنی نعمتین تمام کرے اور تیری اُمت کو راہ راست دکہائے۔ یعنے دولت اسلام عطا فرمائے۔ یہ ظاہری معنے مفسرین نے لیے ہین اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے محمد میرے قلب کو تجلی صفات جمالیہ وجلالیہ کے باعث اپنی شان ربوبیت کی طرف کہولدیا ہے اور اُنہین تفصیل شرایع اسلام کو منجر کردیا ہے اور یہ فتح قلب اسلیے ہے کہ اللہ تعالےٰ تیرے وجود یا تعین بشریہ کو جو مقدم ہے یعنے عالم ارواح مین ہو چکا ہے یا مؤخر ہے یعنے دنیا مین موجود ہے اپنی ذات مین چہپالے لفظ غفران بمعنے ستر ہے بس تو تیرا قول میرا قول اور تیرا فعل میرا فعل تیرا اتباع میرا اتباع تیری نافرمانی میری نافرمانی ہوگی۔ گناہ وجود شرکت فی الوجود ہے اور اسکی مغفرت اُسکا نور وحدت مین چہپالینا ہے۔ تاکہ آثار اثنینت محو ہوجائین۔ تیز اتمام نعمت اور صراط مستقیم اور باعزت مدد دینے سے رسول مقبول کے وجود مجازی کا وجود حقیقی مین صرف یا محو کردینا مراد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث یہی مرتبہ اُنکے خلفا او صحابہ اور تابعین کا ہے کیونکہ وہ سب بطفیل حضور بحر وحدانیت مین غرق ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے مبتدی کو اُنکے افعال کی تقلید سے منع کیا ہے کیونکہ مبتدی کو ہنوز وہ مرتبہ نہین ملا جو اُنہی کو

	گر ولی زہرے خورد نوشے شود		وز خورد طالب سیہ ہوشے شود
ترجمہ	زہر اگر کہائے ولی تو نوش ہو		اور طالب کہائے ہی مدہوش ہو

شرح زہر سے امور مباح مراد ہین جو حظ نفس سے تعلق رکھتے ہین اور عند الطریقت زہر قاتل ہین۔ کیونکہ مانع وصول الے اللہ ہین لیکن ولی جو مرتبۂ فنا اور بقا تک پہنچ گیا ہے اُسکے حقمین مضر نہین ہین کیونکہ زہر ایسے فانی کو جو باقی ببقاء اللہ ہے ہرگز ضرر نہین پہنچا سکتا۔ البتہ طالب مبتدی اس زہر کو کہا کر سیہ ہوش (بیہوش) بیعقل اور سیہ دِل ہوکر انجام کار ہلاک ہوجائیگا۔

	رب هب لی از سلیمان آمدست	که مده غیر مرا این ملک و دست
ترجمہ	رب هب لی پھر سلیمان نے کہا	دے مجھی کو بادشاہت اے خدا

شرح اگر ملک و دست مین واو عطف ہے تو دست بمعنے قدرت ہے اور اگر نہین ہے تو دست دادن بمعنے میسر ہونا ہے۔ اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ یعنے امتحان الٰہی کے بعد حضرت سلیمان نے یہ دعا کی کہ اسے خدا مجھے ایسی بادشاہی عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو یعنے جن وانس اور وحوش وطیور پر بادشاہی حکومت کرے مشہور ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک عورت امینہ سے نکاح کیا تہا جو مخفی طور بُت پرست تہی حضرت سلیمان اپنی عادت کے موافق جب خلوت مین جاتے تہے تو وہ انگشتری جسمین اسم اعظم کندہ تہا اُتار دیتے تہے چنانچہ آپ جب امینہ کے پاس گئے انگشتری اُتار دی ایک جن جسکا نام صخر تہا امینہ کے پاس آیا۔ اور انگشتری لے گیا اور خود آپ کی تخت پر بیٹھکر سلیمانی کرنے لگا جن و وحوش طیور سب اُس صخر کے تابع ہوگئے کیونکہ قوت سلطنت انگشتری ہی مین رکھی گئی تہی حضرت سلیمان نے لوگون سے بہت کہا کہ واقعی سلیمان مین ہون مگر کسینے باور نہ کیا آخر کار آپ ملک چہوڑکر بہاگے اور ایک ماہی فروش عورت سے نکاح کیا اتفاقاً انگشتری دیو کے ہاتھ سے نکلکر نہر مین جا پڑی اور اُسکو ایک مچھلی نگلگئی جو اس عورت کے شکار مین آئی اُسنے نکالکر حضرت سلیمان کو دیدی آپ پھر بادشاہ ہوگئے چنانچہ ثُمَّ أَنَابَ کے یہی معنے ہین۔ لیکن یہ قصہ غلط ہے کیونکہ باوجود علم بُت پرستی حضرت سلیمان کا بُت پرست عورت سے نکاح کرلینا خلاف عقل ونقل ہے اور بعد نکاح منکوحہ کے بُت پرستی سے بیخبر رہنا عجیب ہے ایسا ہوتا تو اللہ تعالےٰ نے ضرور بطور وحی آپکو خبردار کردیا پھر یہ کہ سلیمان مظہر اسم ہادی تہے اور دیو مظہر اسم مضل مظہر ہادی پر غالب نہین ہوسکتا تیسرے یہ کہ حضرت سلیمان کو اُنکی دعا کے سبب ملک عطا ہے اور چونکہ پیغمبر اُن کی فعل اپنی طرف سے نہین ہوتے لہذا یہ دعا بھی امتثال حکم الٰہی ہے صرف انگشتری مین ملک کا انحصار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ معتبر روایت ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ سلیمان نے کہا کہ آج میں اپنی [illegible] کے پاس جاؤنگا اور ہر ایک سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا کی راہ مین جہاد کریگا مگر انشاء اللہ کہنا بہول گئے پہر ترک استثنا کے تساہل

سے رجوع کیا چنانچہ قصۂ آئندہ اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور گو ترک استثنا گناہ نہ تہا اسلئے کہ پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہین مگر لغزش ضرور تہی جسکو اللہ تعالےٰ نے معاف کر دیا لیکن مولانا کے آیندہ اشعار اور خصوصًا - چون بماند از تخت ملک خود تہی ؛ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے پہلے ہی قصہ کو معتبر سمجہا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مولانا کو قصہ کی صحت اور غلطی سے کچہ علاقہ نہین ہے وہ تو صرف نتیجہ نکالتے ہین خواہ قصہ کیسا ہی ہو چنانچہ اس قصہ کا نتیجہ آیندہ اشعار سے معلوم ہونے والا ہے -

	تو مکن بر غیر من این لطف وجود	این حسد را ماند اما آن نبود
ترجمہ	تو نہ دے غیرون کو رب العالمین	ہے حسد ظاہر مین یہ لیکن نہین

شرح یعنے حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا کہ الہٰی تو مجہے ایسی بادشاہی دے جو میرے سوا اور کسیکے لایق نہو اور بجز میرے اور کسی پہ ہرگز ایسی مہربانی نہ کر، بظاہر حسد کا جامہ پہنے ہوے ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ازراہ حسد اپنے سوا کسی اور کے اپنے مانند بادشاہ بننے کو پسند ہی نہ کرتے تہے مگر فی الواقع یہ دعا ازراہ حسد و بخل نہ تہی - بلکہ ازراہ ترحم تہی جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے -

	نکتۂ لا ینبغی میخوان بجان	سر من بعدی ز بخل او مدان
ترجمہ	نکتۂ لا ینبغی پڑہ ہے شعور	بخل سے یہ سِر من بعدی ہے دور

شرح یعنے اے مخاطب سلیمانؑ پر حسد یا بخل کا گمان نکر بلکہ نکتۂ لا ینبغی (یعنے لایق نہیں) کو اچہی طرح سمجہ اور لفظ من بعدی پر کامل غور کر کیونکہ لا ینبغی لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ (بادشاہی میرے بعد کسیکی لایق نہین) سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ الہٰی ملک خطرات کے سبب میرے سوا کسیکے قابل نہین مطلب یہ کہ مین خطرات کی برداشت کر لونگا - تو کسی غیر کو ملک گیری کے مہمات اور سلطنت کی بلا مین نہ پہنسا کیونکہ آیت مذکورہ مین علماے ظاہر کے نزدیک جملۂ لا ینبغی لفظ ملکًا کی صفت ہے - یعنے الہٰی مجہے ایسی سلطنت دے جو لاجواب ولاثانی ہو - اور علماے اسرار کے نزدیک جملۂ لا ینبغی دعاے ربِّ ہَبْ لِیْ کی علت ہے - یعنے الہٰی مجہے بہت بڑی بادشاہت دے کیونکہ عظیم الشان سلطنت کے خطرات کی برداشت مین کر سکتا ہون میرے سوا اور کسی پر یہ بار گران نڈال - یہان سے وجہ ترحم معلوم ہو گئی ہے -

	بلکہ اندر ملک دید او صد خطر	مو بمو ملک جہان بد بیم سر
ترجمہ	بلکہ دیکہے سلطنت مین سو خطر	مو بمو ملک جہان تہا بیم سر

شرح یعنے دعاے سلیمانؑ ازراہ حسد و بخل نہ تہی بلکہ ازراہ ترحم تہی آپنے بادشاہت مین لاکہون خطرے معلوم کر لیئے تہے کیونکہ ملک جہان سر سے پانک مجسم بیم سر یعنے باعث خوف جان ہے پیغمبر چونکہ

اولوالعزم ہوتے ہین اسلیئے سلیمان ع نے اس تکلیف کو محض اپنے ذات کے لیئے مخصوص کیا تہا۔

ہیم سر باہیم سِر یا بیم دین	امتحانے نیست مارا مثل این
ترجمہ: خوف راز و خوف دین و خوف جان	اور ایسا کونسا ہے امتحان

شرح پہلا سَر بفتح سین مہلہ بمعنے جان اور دوسرا بالکسر بمعنے راز و کیفیت روح ہے یعنے سلطنت بین خوف جان بہی ہے اور خوف تبدل کیفیت روح بہی کیونکہ لذائذ جسمانی کے باعث روح کثیف اور مکدر ہوجاتی ہے اور خوف قوت دین بہی ہے عنوان سے اس قصہ کو یہ ربط ہے کہ اپنے لیئے جیسی دعا حضرت سلیمان نے کی ہے ہر شخص ایسی دعا نہین مانگ سکتا۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ کا تہا اسلیئے آپکے افعال و اقوال سب ذات حق کی طرف منسوب ہین۔ سالک یا کوئی اور طالب ایسی دعا مانگے گا تو حسد اور بے ادبی مین داخل ہوگی۔

پس سلیمان ہمتے باید کہ او	بگزرد زین صد ہزاران رنگ و بو
ترجمہ: ہو سلیمان ہمت ایسا یا خدا	جو ہزاران رنگ و بو سے ہو جُدا

شرح یہان سے بطور نصیحت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے بادشاہی کے لیے کوئی سلیمان جیسی ہمت والا آدمی چاہیئے کہ لاکہون طرح کے رنگ و بو یعنے جمیع اقسام کی دنیوی محبت و رغبت سے کنارہ کش ہو اور حب جاہ و مال کو دلمین جگہ نہ دے اور عالم کثرت مین رہکر مرتبہ وحدت طے کیئے ہوے ہو۔ چونکہ یہ بات بہت مشکل تہے اسلیئے حضرت سلیمان نے اپنی دعا مین لاینبغی لاحد من بعدی فرمایا تہا۔

باچنان قوت کہ او را بود ہم	موج آن ملکش فرو مے بست دم
ترجمہ: باوجود قوت دنیا و دین	بند تہا دم سلطنت سے بایقین

شرح یعنے باوجود قوت نبوت و قوت ملکوتیت اور تسخیر جن و انس و وحوش و طیور دریائے سلطنت کی موجون نے آپ کا دم بند کر رکہا تہا۔ اور حضرت سلیمان بسا اوقات انتظام ملکی و مالی اور ادائے حقوق کے متعلق ساکت و متحیر رہتے تہے۔ کبہی کبہی بعض ضروری باتین بہول جاتے تہے چنانچہ قرآن مجید مین موجود ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد ولے آخر الآیۃ یعنے جب سلیمان کے روبرو تیسرے پہر کے وقت جہاد کے لیئے ایسے ہزار گہوڑے جو تین پاؤن زمین پر رکہکر اور ایک پاؤن اٹہا کر کہڑے ہوتے تہے اور جو بہت تیز چلنے والے یا دراز گردن تہے پیش کیئے گئے اور نو سو گہوڑون کے ملاحظہ کے بعد دن چہپ گیا اور عصر کی نماز یا آپکا وظیفہ قضا ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ افسوس مینے مال یعنے گہوڑون کی دوستی کو یاد الٰہی سے زیادہ محبوب رکہا یہانتک کہ آفتاب پردے مین جا چہپا۔

	خوان کہ القینا علے کرسیہ	چون بماند از تخت و ملک خود تہی
ترجمہ	دیکھہ القینا علے کرسیہ	رہ گئے وہ تخت و شاہی سے تہی

شرح یہ شعر فرد سے بست دوم کی توضیح ہے یعنے چونکہ تدابیر سلطنت اور فکر مملکت کے ساتھ آپ کو زیادہ اشتغال رہتا تہا جو اکثر اوقات مانع اشتغال یاد الٰہی ہے اسلیئے انگشتری امینہ کے پاس بہول آئے اور وہان سے اس دیو کے قبضہ مین چلی گئی۔ اور آپ تخت و ملک سے جریدہ اور تنہا رہگئے اگر انگشتری حفاظت الٰہی مین کبھی باقی تو شاید یہ بات نہوتی۔

	چون بر و بنشست زین اندوہ گرد	بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد
ترجمہ	اس سبب سے آپ کو جب غم ہوا	رحم سب شاہان عالم پہ کیا

شرح یعنے چونکہ حضرت سلیمان پر قضائے نماز اور سلطنت کے جاتے رہنے سے رنج ظاہری ہوا۔ اور یہ معلوم ہوگیا کہ مملکت مانع ذکر الٰہی ہے تو تمام بادشاہون پر رحم کہایا اور سوا اپنے اور کسیکو بلائے سلطنت مین مبتلا ہونا پسند نہ فرمایا کیونکہ جب آپ سے نبی ہوکر سہو ہوگیا۔ تو دوسرے بادشاہون کو بہلا کبہی خدا یاد نہ آئیگا اور وہ ہرگز حقوق عباد اور حقوق اللہ کی حفاظت نہ کرسکینگے۔

	شد مشفع و گفت این ملک لوا	با کما لے دہ کہ دادی مر مرا
ترجمہ	اور کہا اللہ یہ ملک و علم	کر کسی مجہ جیسے کامل پر کرم

شرح دوسرے مصرع مین لفظ باکمالے کے بعد علامت مفعول محذوف ہے یعنے ملک باکمالے را بدہ یعنے ایسے حصہ سے اٹہا کر حضرت سلیمان نے بطور سفارش یہ کہا کہ اے خدا یہ سلطنت کسی باکمال آدمی کو دیجیو جیسا کہ مجھے مرحمت ہوی ہے مجھ سے کمتر مرتبہ والے کو نہ دیجیو کیونکہ وہ مراعات حقوق اللہ و حقوق العباد نکرسکیگا بعض شارحین کی رائے ہے کہ مولانا قدس سرہ نے بہت سے قصے نتیجہ نکالنے کے لیے خود اختراع کیے ہین مگر امینہ کے نکاح اور انگشتری کی چوری اور صخر کے قبضہ کا قصہ جو یہود کا بہتان ہے انکی شان سے بعید ہے کہ سلیمان جیسے نبی کی طرف منسوب کرین اسلیئے ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ باوجود اسقدر روحانی اور جسمانی قوت اور تسخیر انس و جن وغیرہ کے امواج ملک یعنے تدابیر سلطنت سے آپ کا دم یاد الٰہی سے سوکہا تہا یعنے آپ انشاء اللہ کہنا بہول گئے تہے اسلیئے آپ کی خواہش کے مطابق اولاد نہوی بلکہ ایک مردہ بچہ آپکے تخت پر دکہانے کو لایا گیا اسوقت آپنے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور ترک استثنا سے توبہ و استغفار کی گو وہ گناہ نہین تہا مگر انبیا کی شان کے خلاف تہا اسصورت مین چون بماند از تخت و ملک خود تہی کے یہ معنے ہین کہ جسوقت بچہ تخت پر لایا گیا تو آپ کو ترک استثنا کا سہو یاد آیا اور اپنے اسقدر مشتغل

ایسے اسد ہوسے کہ ملک اور تخت خیال دل سے جاتا رہا۔

ہر کرا بدہی و بخشی از کرم — او سلیمان ست و آن کس ہم منم

ترجمہ: یہ کرم جسپر ہوا اے رب المنن — وہ ہون مین یعنے سلیمان زمن

شرح سلیمانؑ فرماتے ہین کہ الہٰی بالفرض جسکو تو ایسا ملک دیگا جیسا مجکو دیا ہے تو وہ شخص سلیمان ہمت ہوگا بلکہ یون سمجہنا چاہیئے کہ وہ مین ہی ہون علمائے صوفیہ نے لکہا ہے کہ ہر نبی کی حالت کا عکس کم سے کم ایک ولی مین ضرور رہوتا ہے اُس نبی کی ولایت اس ولی مین ظاہر ہوتی ہے اور وُہ ولی اس نبی کا نائب ہوتا ہے لیکن ادب کے لیئے یون کہا کرتے ہین کہ فلان ولی اُس نبی کے قدم بقدم ہے چنانچہ اس شعر مین اہی معنون کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے شخص مین میری ولایت ظاہر ہوگی اگرچہ باعتبار تعین اور تشخص کے وہ میرا غیر ہوگا۔ مگر باعتبار حقیقت اور روح کے اُسے میرا عین سمجہنا چاہیئے یہ نکتہ نہایت لطیف اور سمجہنے کے قابل ہے اور اسکی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے۔

نبود او بعدی ولے باشد معی — خود معی چہ بود منم بے مدعی

ترجمہ: وہ نہین بعدی ولیکن ہے معی — کیا معی وہ خود ہون مین بے مدعی

شرح یہ بہی حضرت سلیمانؑ ہی کا مقولہ ہے یعنے ایسا شخص میرے بعد نہوگا بلکہ رتبہ مین میرے ساتھ ہے اگرچہ باعتبار زمانہ مؤخر ہے۔ بلکہ میرے ساتھ ہونے کے کیا معنے۔ وہ مین ہی ہون بلا نزاع مدعی یعنے اس دعوے مین مدعی کچہ نزاع نہین کرسکتا۔ کیونکہ اعتبار معنے اور حقیقت کا ہے نہ کہ صورت کا اور حقیقت انسانی گوشت پوست اور ہڈیان نہین ہین بلکہ وہ ایک ایسی شے ہے جو مظہر اسماء و صفات اور آئینہ تجلی ذات ہے اور یہ شے ہر مظہر مین متحد ہین۔ اسلیئے اتحاد معنوی کے لحاظ سے ہم دونو گویا ایک ہین۔

شرح این فرض ست گفتن لیک من — باز می گردم بقصہ مرد و زن

ترجمہ: شرح اسکی فرض ہے مجہپر مگر — قصہ پہر کہتا ہون مرد و زن

شرح یعنے گو اس اتحاد معنوی کی شرح بیان کرنی فرض ہے لیکن چونکہ سر وحدت مین ضمنا یہ بحث معلوم ہوچکی ہے اسلیئے مین قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔

مخلص ماجرائے عرب و جفت او

ترجمہ: اعرابی درویش کے قصہ کا بقیہ اور اسکی اہلیہ کا حال

ماجرائے مرد و زن را مخلصی — باز میجوید درون مخلصی

ترجمہ: مرد و زن کے حال کو پاکیزہ پست — مجہسے سننا چاہتا ہے ایک دوست

شرح پہلے مصرع مین مُخلَص بفتح المیم مصدر میمی بمعنے خلاص و تمام ہے اور دوسرے مُخلِص بضم المیم بمعنے دوست جس سے مولانا حسام الدین مراد ہین یعنے چونکہ اعرابی درویش اور اُسکی گھروالی کے قصہ کے بقیہ کو ایک بیچے مخلص (مولانا حسام الدین) کا دل ڈھونڈ رہا ہے اسلیئے مین قصہ کو تمام کردینا چاہتا ہون۔

	ماجرائے مرد و زن افتاد نقل		این مثال نفسِ خود مے دان و عقل
ترجمہ	ماجرائے مرد و زن ہوتا ہے نقل		معنوی مطلب ہے اِسکا نفس و عقل

شرح یعنے گو حسب ظاہر ہمنے اعرابی درویش اور اسکی عورت کا قصہ نقل کیا ہے مگر باعتبار باطن عورت سے نفس اماره اور مرد سے عقل مراد ہے اور یہ سب گفتگو اور نزاع گویا نفس و عقل کے مابین ہورہی ہے۔

	این زن و مردے کہ نفس ست و خرد		نیک بایست ست بہر نیک و بد
ترجمہ	مرد و زن کو تو سمجھ نفس و خرد		دو نو ہین پابند بہر نیک و بد

شرح یعنے یہ زن و مرد (نفس و عقل) دو نو نیک و بد کیلئے ہین عقل ہمیشہ پابند نیکی ہے اور نفس پابند بدی۔

	وین دو بایستہ درین خاکی سرا		روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
ترجمہ	اور یہ دو نو قالب انسان مین		روز و شب ہین جنگ کے میدان مین

شرح خاکی سرا (مٹی کے گھر) سے جسم انسانی مراد ہے یعنے نفس و عقل جسم انسانی مین رہکر ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے ہین نفس عقل کو نیکیون سے اور عقل نفس کو بدیون سے ہر وقت روکتی رہتی ہے انکی باہم مخالفت اکثر رہا کرتی ہے یا جنگ سے یہ مراد ہے کہ نفس عقل سے اپنی خدمت چاہتا ہے جسطرح عورت شوہر سے خرچ خانگی چاہا کرتی ہے اسلیئے دو نو لڑتے رہتے ہین۔

	زن ہمے جوید حویج خانقاہ		یعنے آب رو و نان و خوان و جاہ
ترجمہ	زن طلب کرتی ہے ساز خانقاہ		ابروے و نان و خوان و عز و جاہ

شرح حویج تصغیر حاجت ہے اور خانقاہ سے مراد گھر ہے اور حوتج اُس ساگ کو بھی کہتے ہین جو گوشت مین پکایا جائے اسصورت مین حویج سے جسمانی لذتین مراد ہین اور دوسرا مصرع حاجتون یا جسمانی لذتون کی تفسیر ہے مطلب یہ کہ جسطرح عورت اپنے گھر کی حاجتین اور خانہ داری کے ضروری سامان شوہر سے طلب کیا کرتی ہے اسیطرح نفس اپنی حاجتین یا لذائذ جسمانیہ (مثلاً کھانا۔ پانی۔ دنیوی عزت وغیرہ) عقل سے طلب کرتا ہے۔ بعض نسخون مین حوائج خانقاہ ہے اسصورت مین حوائج جمع حاجت ہے نفک اضافت۔

	نفس ہمچون زن پئے چارہ گری		گاہ خاکی گاہ جوید سروری
ترجمہ	نفس کی حالت پئے چارہ گری		گاہ خاکی ہے کبھی ہے سروری

شرح یعنے نفس امارہ حصول لذت جسمانی کی حیلہ سازی کے لیے کبھی منسوب بخاک یعنے ذلیل اور متواضع ہوجاتا ہے اور کبھی ریاست اور عظمت کا طالب ہوتا ہے۔ اسکا ذلیل و متواضع ہوتا اور طلب عظمت یہ دونو باتین حصول لذات کے لیئے ہین جیسا کہ بعض پیٹ بھری عورتین فقط بازار کی سودے کہانے کو محنت مزدوری کرتی ہین مطلب یہ کہ نفس لذات جسمانی کے حاصل کرنے کو کبھی عقل معاد کے سامنے ذلیل ہوکر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور کبھی اپنی عظمت اور ریاست ظاہر کرتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اسیر غالب آجائے۔

	عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست	در دماغش جز غم اللہ نیست
ترجمہ	عقل ان فکرون سے ناآگاہ ہے	اسکو کیا غم جز غم اللہ ہے

شرح یعنے باوجودیکہ نفس امارہ عقل سے لذائذ دنیا کا طالب ہتا ہے مگر عقل اسکے ایسے برے خیالات سے واقف نہین کیونکہ عقل عشق الہی اور خالق کون و مکان کی فرمان بری کے سوا اور کچھ جانتی ہی نہین۔

	گرچہ سر قصہ این دانہ ست و دام	صورت قصہ شنو اکنون تمام
ترجمہ	راز قصہ دانہ ہے یہ اور یہ دام	ظاہری قصہ کو اب سن لے تمام

شرح دانہ سے مراد عقل ہے جو دانہ مزرع وجود انسانی مین نشو و نما پاکر باعث بارآوری معرفت ہے اور دام سے مراد نفس ہے جو انسان کو لذات جسمانی اور حظوظ دنیائے فانی کی طرف کہینچتا ہے۔ یعنے اے مخاطب یا اے حسام الدین اگرچہ اس قصہ کا بھید اور باطنی معنوی یہ ہین جو مینے اب تجکو بتا دیئے ہین یعنے مرد عرب سے مراد عقل معاد ہے اور عورت سے نفس امارہ مگر اب پورا پورا ظاہری قصہ بھی سن لے کیونکہ فقط بیان معنوی اور اشارہ مخاطب کے سمجھانے کے لیئے ناکافی ہے۔ بلکہ معنوی اور ظاہری دونون طرح سے خوب مطلب سمجھ مین آجاتا ہے چنانچہ آئندہ مولانا قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہین کہ سمجھانے کے لیے فقط بیان معنوی کافی نہین ہوسکتا۔ بلکہ ظاہری باتین اور مثالین بھی ضرور ہونی چاہیین۔

	گر بیان معنوی کافی شدے	خلق عالم عاطل و باطل شدے
ترجمہ	بس اگر ہوتا بیان معنوی	آفرینش خلق کی بیکار تہی

شرح یعنے اگر فقط ایمان قلبی اور عرفان باطنی بلا وجود اعمال ظاہری وصول الی اللہ کے لیے کافی ہوتا تو عالم کا پیدا کرنا بیکار اور بالکل باطل ہوجاتا کیونکہ اعمال تو غیر ضروری چیز ٹہرتے اور عرفان باطنی و ایمان قلبی خود مخفی شے ہے تو نتیجہ یہ نکلتا کہ طالح و صالح اور فاسق و قاتل و مومن مجاہد فی اللہ مین تمیز نہ رہتی۔ اور نماز روزہ حج و زکاۃ اور جمیع اعمال حسنہ بیکار ہوجاتے پیغمبرون کا دنیا مین آنا بیفائدہ ہوتا۔ اور حبیب انبیاء جو خلیفۃ اللہ ہین عالم مین تشریف نہ لاتے تو دنیا ہرگز پیدا نہوتی۔

کامل یعنے کافی ہے کیونکہ بعض نسخون مین کافی شدی اور باطل بدی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر بیان معنوی بدینوجہ کامل ہوتا کہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاتا تو لوگ بالکل تارک الدنیا بنجاتے اور دنیا سر بسر اُجڑ جاتی ہے۔

	صورت صوم و نماز تستے	گر محبت فکرت و معنیستے	
	ہوین نماز و روزہ لاشے اے ہمام	گر محبت فکر و معنے کا ہو نام	ترجمہ

شرح یعنے اگر محبت الٰہی صرف فکر اور معنے یعنے عمل قلب اور تصدیق بالجنان ہوتا اور ظاہری اعمال اور صورت طاعات (جسمین اقرار باللسان بھی داخل ہے) کی حاجت نہوتی تو روزہ نماز اور تمام ارکان شرعیہ غیر ضروری اور سر بسر بشریت ہوجاتے حالانکہ ارکان شرعیہ کی بجا آوری سب سے پہلا فرض ہے اسلیئے وہ صوفی جو پابند شریعت نہین ہے شیطان بصورت انسان ہے۔

	ظنیست اندر دوستی الا صور	ہدیہائے دوستان باہمگر	
	ظاہری ہوتی ہین چیزین سب سر بسر	تحفہائے دوستان باہمدگر	ترجمہ

شرح صُوَر جمع صورت ہے یعنے ظاہری چیزین مطلب یہ کہ دوست جو باہم ایک دوسرے کو تحفہ بھیجا کرتے ہین وہ تحفہ مجسم اور کوئی ظاہری چیز ہوا کرتا ہے مثلاً دلی کا حلوا سوہن۔ لکھنؤ کا عطر حنا لاہور کے ریشمی ازاربند۔ جیپور کا کیوڑہ۔ اسیطرح محبان الٰہی جو اپنے حبیب کی طرف ہدیہ بھیجتے ہین وہ بھی ظاہری چیزین یعنے اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہا ہونی چاہئین۔ جنسے محبت کا اظہار ہو۔

	بر محبتہائے مضمر در خفا	تا گواہی دادہ باشد ہدیہا	
	دلمین پوشیدہ محبت کو ہے راہ	تاکہ ہوجائین یہ سب تحفے گواہ	ترجمہ

شرح یعنے ظاہری تحفے اسلیئے بھیجے جاتے ہین تاکہ باہم ایک دوسرے کی باطنی محبت پر گواہی دین۔ حدیث شریف مین ہے تَہَادَوْا تَحَابُّوْا یعنے اے لوگو باہم ہدیے بھیجا کرو اس سے تم باہم ایک دوسرے کے دوست بنجاؤگے۔ فی الواقع محبت بڑھانے مین باہم تحفے بھیجنا بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

	بر محبتہائے سِر ارجمند	زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند	
	باطنی الفت پہ شاہد ہین ضرور	کیونکہ احسانہائے ظاہر پُر شعور	ترجمہ

شرح یعنے یہ ظاہری تحفے تحائف بھیجنے کا دستور اسلیئے اچھا ہے کہ یہ بات پوشیدہ اور دلی محبت کا اظہار کیا کرتی ہے باہم ہدیے وہی لوگ بھیجتے ہین جو باہم دلی اتحاد رکھتے ہین علیٰ ہذا القیاس ارکان شرعیہ کے ظاہری تحفے (روزہ نماز حج زکوٰۃ وغیرہ) اسبات کے گواہ ہین کہ بھیجنے والے کو خدا سے دلی محبت ہے بعض نسخون مین بر محبتہائے سرّ ارجمند ہے۔

	شاهدت گه راست آید گه دروغ	مست گاهے از مے و گاهے دوغ
ترجمہ	گاہ شاہد راست ہے گاہے دروغ	مست مے سے گاہ گاہے مست دوغ

شرح چونکہ ظاہری ہدیہ (عبادت الٰہی) کبھی بھیجنے کے قابل ہوتا ہے اور کبھی نہین ہوتا اسلیئے مولانا قدس سرہ بطور نصیحت یہ فرماتے ہین کہ اے شخص تو جو اپنے دوست کو ہدیہ بھیجتا ہے وہ کبھی تو عمدہ ہوتا ہے اور کبھی ناقص اور تو نے جسکو اپنا گواہ بناکر بھیجا ہے وہ کبھی تو سچ بولتا ہے جسکو حاکم قبول کرلیتا ہے اور کبھی جھوٹ جسکو وہ رد کردیتا ہے اسیطرح تیرے ظاہری اعمال کبھی خالص لوجہ اللہ ہوتے ہین انکو گواہ صادق سمجھکر اللہ تعالےٰ قبول کرلیتا ہے۔ اور کبھی کاذب اور دکھانے سنانے پر مبنی ہوتے ہین ایسے گواہ رد کردیئے جاتے ہین جیسا نشہ باز کبھی شراب سے مست ہوتا ہے اور کبھی کئی دن کے سڑی ہوئی چھاچھ سے نتیجہ یہ کہ جس شخص کے اعمال خالص ہین وہ مست شراب محبت الٰہی ہے اور جسکی غیر خالص ہین وہ بدمست شراب ریا و سمعہ ہے۔ اُسکے اعمال مقبول ہین اور اسکے نامقبول وہ برگزیدۂ الٰہی ہے اور یہ راندۂ درگاہ۔

	دوغ خورده مستئے پیدا کند	ہاے و ہوے و سرگرانی ہا کند
ترجمہ	چھاچھ پیکر مست ہے وہ زشت خو	سر دُکھا دیتی ہے اُسکی ہاے و ہو

شرح یعنے ریاکار شخص مستی محبت حق ظاہر کرتا ہے یعنے اپنے اعمال کو اسطرح دکھاتا ہے گویا مقبول حق ہین اور ایسا شور و غل مچاتا ہے جو باعث سرگرانی سامعین ہے یعنے لیا قل کرتا ہے جس سے وہ بہت زیادہ محبت پایا جائے حالانکہ اُسکو محبت کا نشہ نہین ہوتا حضرت ابن مبارک نے معاذ بن جبل رض کو ایک حدیث سنائی جسکا مفہوم یہ تہا کہ اللہ تعالےٰ نے ساتون آسمانون مین ایک ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کاتبین اعمال بندون کے عمل آسمانون کی طرف لیکر چڑہتے ہین تو اول آسمان پر فرشتہ محافظ غیبت روک کر یہ کہتا ہے کہ یہ اعمال قابل قبول نہین کیونکہ انمین غیبت ملی ہوی ہے جب کسیطرح اس سے نجات ملتی ہے تو علےٰ ہذا القیاس دوسرے آسمان پر فرشتہ محافظ تفاخر (فخر حسب و نسب) اور تیسرے پر فرشتہ تکبر۔ چوتہے پر فرشتہ عجب پانچوین پر فرشتہ حسد چھٹے پر فرشتہ شکایت تقدیر الٰہی ساتوین پر فرشتہ محافظ طلب آئنے ار آدمیان و عبادت ریائی موجود ہے جب ان سب سے نجات ہوتی ہے اور اعمال حضرت رب العالمین مین پیش کیے جاتے ہین اور بھیجانے والے فرشتے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہین تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم محافظ اعمال ہو اور مین واقف حالت قلب ہون ان اعمال سے اُسنے کبھی اور ہی مقصود سمجہا ہے یہ میرے لیئے نہین کیئے۔ اُسوقت اُس شخص پر تمام فرشتے لعنت بھیجتے ہین اللّٰھم احفظنا عن سوء الاعمال والنیات۔ اے خدا ہمین بُرے اعمال اور بُری نیت سے بچا۔

آن مرائی در صلوٰۃ و در صیام — مے نماید جدّ و جہدے بس تمام

ترجمہ ہے ریائی اسکا سب روزہ نماز — گو وہ ظاہر مین ہے پورا با نیاز

تا گمان آید کہ او مست ولاست — چون حقیقت بنگری غرق ریاست

ترجمہ تا یقین آئے کہ ہے مستِ وِلا — اور حقیقت مین ہے وہ غرق ریا

شرح یہ دو نو شعر بطور قطعہ بند گزشتہ شعر کی شرح ہین۔ یعنے سڑی ہوئی چہاچہ سے بدمستی ظاہر کرنے اور دکہانے سُنانے کے لیئے اللہ کی ضرمین لگانے والا نماز روزہ مین صرف آدمیون کے دکہانے کے لیئے حد سے بڑہکر کوشش کرتا ہے تاکہ خلقت کو یقین آجائے کہ وہ خدا کی محبت مین مست ہے لیکن حقیقت حال پر نگاہ ڈالیئے تو ایسا آدمی سر بسر ریاکاری کے دریا مین ڈوبا ہوا نکلے گا۔

حاصل افعال برونی رہبرست — تا نشان باشد بر آنچہ مضمرست

ترجمہ الغرض فعل برونی سر بسر — ہین برائے سترِ مخفی راہبر

شرح یعنے ہمارے پچہلے اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ افعال ظاہری اور طاعاتِ صوری اُس محبت کی جو دل مین پنہان ہے رہبر اور دلیل ہین جو شخص افعال ظاہری کو نہین بجا لاتا اسکے دلمین محبت الٰہی نہین ہے اور جو بجا لاتا ہے وہ ضرور محبت رکہتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ رہبر کبہی سیدہے رستہ لیجاتا ہے اور کبہی رستہ بہولجاتا ہے اسیطرح اعمال کبہی خالص ہوتے ہین اور کبہی مبنی بر ریا اعمال ریائی سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے بعض نسخون مین رہبر کی جگہ دیگر ہے یعنے افعال ظاہری افعال قلبی سے جدا ہین لیکن افعال ظاہری اسلیئے موضوع ہوئے ہین کہ افعال باطنی کے علامت بنجائین۔

راہبر گہ حق بود گاہے غلط — گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط

ترجمہ رہنما حق پہ ہے گہ گاہے غلط — برگزیدہ ہے کبہی گاہے سقط

شرح گزیدہ بمعنے برگزیدہ اور سقط بمعنے بیہودہ ہے یعنے ظاہری اعمال کبہی برحق ہوتے ہین اور کبہی سر بسر غلط کبہی بیہودہ یعنے عبادت کبہی خالص اللہ کے لیئے ہوتی ہے اور کبہی دکہانے سُنانے کے لیئے اعمال ریائی سے بچنا چاہیئے

یارب آن تمیز دہ ما را بخواست — تا شناسیم آن نشان کژ زراست

ترجمہ یا خدا پہچان ایسی ہمکو دے — تا سمجہ لین راست کو نا راست سے

شرح خواست بمعنے دعا و طلب ہے یعنے اے خدا ہم تجہسے ایسی تمیز مانگتی ہین جسکے باعث ہمین سیدہا رستہ ٹیڑہے رستہ سے جُدا ہوکر معلوم ہو جائے یعنے یہ ظاہر ہو جائے کہ ہمارا رہبر سیدہا ہے رستہ

لیجاتا ہے یا طیر طے ہے رستے مطلب یہ کہ ہمکو اچھے بُرے اعمال کی تمیز دے تاکہ ہم ریائی اعمال کو چھوڑ دین اور خالص کو اختیار کرلین۔ تاکہ ہمین ہمارے اعمال کی اُجرت اور تیری رضامندی کا ثمرہ ہو جائے۔

حس را تمیز دانی چون شود — آنکہ حس ینظر بنور اللہ بود

ترجمہ: ہم بتاتے ہین بتجھے حس کی تمیز — نور حق سے دیکھ لے جو ہے عزیز

شرح پہلا مصرع سوال ہے اور دوسرا جواب۔ یعنے اے مخاطب کیا تجھے معلوم ہے کہ حس کو نیک و بد کی تمیز کیونکر ہوتی ہے اسطرح ہوتی ہے کہ تیری حس خدا کے نور کی روشنی سے اشیاء کو دیکھنے لگے حس ظاہری بالکل بے تمیز ہے۔ نور خدا سے دیکھنے والی حس کا نام روشن ضمیری ہے

ور اثر نبود سبب ہم مظہرست — ہمچو خویشی کز محبت مخبرست

ترجمہ: ہے سبب مظہر الفت ہے اثر — دیتی ہے خویشی محبت کی خبر

شرح یہ شعر انکہ احسانہائے ظاہر شاہدند۔ کے متعلق ہے یعنے اگر کسی مین احسانہائے ظاہر اور اعمال صوری جو اثر محبت الٰہی ہین ملحوظ نہون تو سبب ہی مظہر محبت ہے سبب سے مراد ترک دنیا اور تجرد عن غیر اللہ ہے جس شخصکو تم تارک دنیا دیکھو اگرچہ اُسکے اور اعمال ظاہری مثلاً روزہ نماز تمھین نظر نہ آئین مگر یہ سمجھو کہ وہ ضرور محبت الٰہی رکھتا ہے مگر شدت احتیاط ریا کے باعث اعمال ظاہری کو ظاہر طور پر وہ نہین کرتا۔ اور اس سبب کی مثال ایسی ہے جیسا کہ قرابت اور آپس کا رشتہ اگرچہ ایک دوسرے سے احسان نہ کرے۔ مگر باہم محبت ضرور ہوتی ہے۔

نبود آنکہ نور حقش شد امام — مر اثر ہا یا سببہا را غلام

ترجمہ: ہو گیا ہے نور حق جسکا امام — کب اثر کا یا سبب کا ہے غلام

شرح یعنے نور حق جسکا رہبر ہے اور جو مصداق ینظر بنور اللہ ہے وہ اثر یعنے اعمال ظاہری اور سبب یعنے ترک دنیا کا محتاج نہین اگر اُسکی جانب سے کوئی اثر یا سبب ظاہر نہو تو اُسکی محبت مین فرق نہین آتا کیونکہ وہ فانی فی اللہ ہے۔ اور فانی اثر یا سبب کا محتاج نہین ہوتا۔

چونکہ نور اللہ درآمد در مشام — مر اثر را ہیچ کس نبود غلام

ترجمہ: مظہر نور خدا ہو جب مشام — کب اثر کا کوئی ہوتا ہے غلام

شرح یعنے جب نور الٰہی نے دل و دماغ کو روشن کردیا تو اظہار اثر و سبب کی ضرورت نہین رہتی یہ گزشتہ شعر کی شرح ہے

تا محبت در درون شعلہ زند — زفت گردد وز اثر فارغ کند

ترجمہ: عشق دل مین ہو گیا جب شعلہ ریز — سب سے فارغ کر گئی یہ نار تیز

شرح یعنے جب محبت الٰہی نے کسیکے دلمین آگ لگادی اور وہ آگ تبدریج بڑہتی گئی تو وہ شخص ایسا ہوگیا جیسا کہ آگ پر
رال ہوتی ہے یعنے اُسکا وجود عارضی فنا ہوگیا اور اس شعلہ نے اُسکو اظہار اثر یعنے عمل ظاہری سے فارغ کردیا
مگر اسحالت مین بھی اعمال کا بجا لانا امتثال امر الٰہی کے لیے فرض اور ضروری ہے

	حاجتش نبود پے اعلام مہر		چون محبت نور خود زد بر سپہر
ترجمہ	پہر نہین ہے حاجت اظہار مہر		عشق ہو جب انوار افزائے سپہر

شرح مہر یعنے محبت ہے۔ اور سپہر سے اولیاء اللہ کا آسمان دل مراد ہے جو مظہر خورشید محبت الٰہی اور مصدر
انوار نامتناہی ہے۔ مطلب یہ کہ جس شخص کے دلمین محبت الٰہی نے اپنا نور پہیلا رکہا ہے اسکو اس باطنی محبت کے
اعلام (اظہار) کی حاجت نہین ہے۔ کیونکہ عاشقون کے دل مین داغ عشق جسکو محبت کا آفتاب کہنا چاہیئے خود ہی مد[illegible]

	ہست تفصیلات تا گردد تمام		این سخن لیکن بجو تو والسلام
ترجمہ	ہے بڑی تفصیل تا ہو اختتام		یہ سخن۔ لیکن طلب کر والسلام

شرح این سخن تا گردد تمام کا فاعل ہے۔ یعنے سخن معرفت و اسرار کے تمام ہونے کے لیے بہت تفصیلین
ہین ایمخاطب اگر تو تمام اُنسے واقف ہونا چاہتا ہے تو کسی مرشد کامل سے ڈہونڈہ والسلام یعنے اب
ہمارا سلام ہے ہم کہانتک اسرار کہینگے حال قال کے ذریعہ سے اچھی طرح سمجھ مین نہین آسکتا۔ اسلیئے اسکی
طلب مرشد کامل سے چاہیئے۔ تاکہ بذریعہ کشف تمام اسرار و حالات خودبخود ظاہر ہوجائین۔

	گرچہ شد معنے درین صورت پدید		صورت از معنے قریب است و بعید
ترجمہ	گرچہ اس صورت مین معنے ہین پدید		دو تو کچھ نزدیک ہین کچھ ہین بعید

شرح یعنے اگرچہ صورت حکایات اور کلمات مین معنے اور اسرار ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن صورت معنے سے من وجہ قریب
ہے اور من وجہ بعید۔ قریب اس وجہ سے ہے کہ مخاطب الفاظ سے ہی کچھ نہ کچھ مطالب سمجھ ہی لیتا ہے اور بعید
اسلیئے کہ جبتک مخاطب خود معنوی یا طالب معنی نہو حال صرف قال سے اچھی طرح مفہوم نہین ہوتا۔

	در دلالت ہمچو آبند و درخت		چون بماہیت روی دورند سخت
ترجمہ	ہین بظاہر صورت آب و درخت		اور ماہیت مین دونون دور سخت

شرح یعنے صورت معنے پر اسطرح دلالت کرتی ہے جسطرح درخت پانی پر لیکن جب پانی اور درخت کی
ماہیت کو دیکھیئے تو دونون مین بہت فرق ہے۔ پانی کی ماہیت جوہر سیال ہے اور درخت کی جسم نامی اسیطرح
صورت اور معنے مین مناسبت بھی ہے اور منافرت بھی صورت طاعات کو درخت اور محبت الٰہی کو
پانی سمجھنا چاہیئے طاعت بیشک محبت پر دلالت کرتی ہے بعض نسخون مین دلالت کی جگہ ولادت ہے

اسصورت مین معنے ظاہر ہین بعض شارحین نے معنے سے ذات حق مراد لی ہے جو صورت مین ظاہر ہے کیونکہ ذات اس اعتبار سے کہ صورت اُسکا مظہر ہے بہت قریب ہے اور اس اعتبار سے کہ ذات موجود بنفسہ ہے اور صورت موجود بغیرہ ہے دونون مین بعد ہے۔ یہ عینیت اور غیریت کا نکتہ غور سے سمجھنے کے قابل ہے

دانہ بین کز آب وخاک وآفتاب ۔ چون درختے گشت سالم در شتاب

ترجمہ ۔ دیکھہ آب وخاک و مہر اے نیکبخت ۔ جن سے دانہ ہو گیا سالم درخت

در ماہیت بگردانی نظر ۔ دور دورند اینہمہ از یکدگر

ترجمہ ۔ اُنکی ماہیت پہ گر ڈالے نظر ۔ دور ہے اک اک سے اک اک سربسر

شرح اس قطعہ مین اسی صورت ومعنے کے من وجہ قریب اور من وجہ بعید ہونے کی شرح ہے یعنے ایمخاطب دانے کو دیکھہ کہ پانی اور خاک اور تاثیر آفتاب کے باعث زمین سے نکلکر ایک عالیشان درخت بنگیا ہے اور چار چیزین ایک جگہ جمع ہین مگر حقیقت کو دیکھیے تو پانی اور خاک اور آفتاب اور دانہ چارون کے چارون الگ الگ ہین۔ یہی حال صورت ومعنی کا ہے کہ باہم قریب بہی ہین اور بعید بہی۔

ترک ماہیات وخاصیات گو ۔ شرح کن احوال آن دو زن وشو

ترجمہ ۔ ترک ماہیات وخاصیات کر ۔ حال مرد وزن کا سُن لے سربسر

شرح مولانا اپنے نفس کو مخاطب فرماکر یہ کہتے ہین کہ درخت وغیرہ کی ماہیتون اور پانی کی خاصیتون کا تذکرہ جو اعرابی درویش کے قصہ مین بطور جملۂ معترضہ آگیا تہا چہوڑ کر اُن دو روزی ڈہونڈنے والون یعنی اعرابی درویش اور اُسکی اہلیہ کا بقیہ حال سُنا دے تاکہ سُننے والے کو قصہ کا نتیجہ معلوم ہوجائے

دل نہادن مرد عرب بر التماس دلبر خویش وسوگند خوردن کہ مرا درین تسلیم حیلہ وامتحانی نیست

ترجمہ ۔ مرد عرب کا اپنی اہلیہ کے التماس کو دل لگا کے سننا اور اسپر مبالغہ کرنا کہ مین اس تسلیم مین کوئی حیلہ یا امتحان نہین کرتا

مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف ۔ حکم داری تیغ برکش از غلاف

ترجمہ ۔ مرد بولا چہوڑ بیٹہا مین خلاف ۔ رکہہ امری گردن پہ تیغ بے غلاف

شرح یعنے مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اب مین تیری مخالفت سے درگذرا تو حاکم ہے مین محکوم اسوقت تو تلوار کہینچکر مجہے جان سے مار ڈالے گی تو بہی سرکشی نہ کرونگا مجہے اب معلوم ہوا ہے کہ تو حق پر تہی یہی حال عقل کا ہے کہ جب نفس اُسکے سامنے لوامہ یا مطمئنہ کی صورت مین ظاہر ہو تو عقل اُسکی مطیع ہوجاتی ہے

ہرچہ گوئی مر ترا فرمان برم ۔ در بد ونیک آید آن را ننگرم

ترجمہ ۔ جو کہے تو مین ہون فرمان بر ترا ۔ نیک وبد کچہ کر نہین سکتے مرا

شرح یعنے اے عورت مین آج سے ایسا تیرا فرمان پذیر رہونگا کہ تیرے حکم کی تعمیل مین اپنے نفع یا نقصان کی طرف نہ دیکھونگا حتے الامکان جس بات کا تو حکم دیگی اُسے دل و جان سے بجالاؤنگا۔

	در وجود تو شوم من منعدم	چون محبم حُبُّ یُعمیٖ و یُصِم	
ترجمہ	تیری ہستی مین ہوا مین ہیچ سے	کیونکہ گفت اندہا بہرہ اکرتی ہے	

شرح یعنے اے عورت مین آج سے تیری ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو کالعدم سمجہتا ہون یعنے تیرے ارشاد بجا لانے مین مجھے اپنی جان کی پروا نہین ہے۔ کیونکہ مین تیرا مُحب رچاہنے والا) ہون اور تو محبوب ہے یعنے تجکو اپنی جان کا اختیار دیدیا ہے۔ یا اسلیئے کہ عاشق معشوق کے ہاتہ مین ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مردہ بدست زندہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ حُبُّکَ الشَّئیَ یُعمِیٖ وَ یُصِم یعنے محبت آدمی کو اندہا اور بہرہ کردیتی ہے عاشق کو اچھا برا کچہ نہین سوجہتا۔ اور وہ اپنی دُشمن کیسکی نہین سنتا۔ یہی حال عقل کا نفس مطمئنہ کے ساتہ ہے کہ جب نفس کو مرتبہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے تو عقل اُسکی فرمان پذیر ہو جاتی ہے۔

	گفت زن آہنگ برّم میکنی	یا بحیلت کشف سرّم میکنی	
ترجمہ	بولی عورت کیا سمجھتے ہے عزم بر	چاہتا ہے مجھسے یا اظہار سر	

شرح بر بالکسر بمعنے احسان ہے جس سے انقیاد اور کمال محبت مراد ہے یعنے عورت نے مرد کی حد سے بڑہی ہوئی زبانی محبت دیکھکر یہ کہا کہ اے شخص کیا تو فی الواقع میرے ساتہ احسان کرنے اور آیندہ میری دلی اطاعت کا ارادہ رکہتا ہے۔ یا اظہار محبت کے بہانہ سے فقط میرا بہید لینا چاہتا ہے اور اس سے تیرا صرف یہ منشا ہے کہ مین آیندہ تجھسے کسی کام کے متعلق اپنے دل کی بات کہون اور تو مجھے حریص یا طماع کہکے میری ہنسی اُڑائے جیسا کہ پہلے اُڑا چکا ہے اسیطرح نفس امارہ فریب دینے کے لیئے عقل کو ٹٹولا کرتا ہے

	گفت واللہ عالم السر الخفی	کافرید از خاک آدم را صفی	
ترجمہ	بولا وہ باللہ دانا ئے ہے خفی	جسنے آدم کو کیا پیدا صفی	

شرح عورت کے اطمینان دلانے کو مرد نے قسم کہا کر یہ کہا کہ اُس خدا کی قسم جو چھپے ہوے بہید ونکا جاننے والا ہے اور جسنے حضرت آدمؑ کو خاک سے پیدا کرکے برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے مین اس اظہار محبت سے نہ تیرا امتحان لینا چاہتا ہون اور نہ یہ محبت جہوٹی شیخی پر مبنی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرا فرمان پذیر ہوگیا ہون لفظ صفی آفرید یا آدم را سے حال واقع ہوا ہے اور اس قسم کا جواب بہت سے اشعار کے بعد آیندہ آئیگا۔

	در سہ گز قالب کہ دادش وانمود	ہرچہ در ارواح و در الواح بود	
ترجمہ	قالب آدم مین سب کچھ رکہدیا	عالم ارواح مین جو کچھ کہ تہا	

شرح سہ گز قالب ۔ تین گز کے جسم سے حضرت آدم کا بدن مراد ہے یعنے اُس خدا کی قسم جسنے آدمؑ کو تین گز کا جسم عنایت فرمایا اور اسمین عالم ارواح اور الواح غیب کے تمام اسرار ظاہر کردیئے یعنے آدمؑ کو جامع حقایق ملکوتی و جبروتی ولاہوتی وناسوتی بنایا اور اُنکے علم کو فرشتون کی معلومات سے بڑہا دیا۔

یاد داد ش لوح محفوظ و جود　　　　تا بدانست آنچہ در الواح بود

ترجمہ　علم لوح ذات خود اُنکو دیا　　　　کہلگیا الواح مین جو کچہ کہ تہا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے آدم کو لوح محفوظ وجود یعنے خود اُنکی ہستی یا مطلق وجود انسانی کی کیفیت بتادی کیونکہ جبتک وہ اپنے وجود کو نہ جانتے علم الواح غیب ہرگز ہرگز حاصل نہوتا۔ حدیث شریف مین ہے مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔ عارفان الٰہی وہی ہین جو اپنی نفس کی حقیقت سے آگاہ ہین اسلیئے حضرت آدمؑ کو پہلے اُنکے نفس کی حقیقت بتائی گئی۔ اور پہر غیب کی تختیان پڑہائی گئین۔ جبتک آدمی اپنے وجود موہوم کی نیستی کو خیال مین نہین لاتا خدا کی ہستی کو ہرگز نہین پہچان سکتا۔

تا ابد ہرچہ کہ از پس بود و پیش　　　　درس کرد از عَلَّمَ الاَسمَاء خویش

ترجمہ　تا ابد پہر علم اک اک چیز کا　　　　عَلَّمَ الاَسمَا سے اُنپر کہلگیا

شرح لفظ تا ابد اس بات پر قرینہ ہے کہ یہان سے ازل محذوف ہے یعنے ازل سے ابد تک جو چیز کہ زمانۂ حضرت آدم کے بعد ہونے والی تہی اور جو اس سے پہلے ظاہر ہوچکی تہی اللہ تعالےٰ نے اُن سب کا علم آدمؑ کو دیدیا تہا اور اسکا سبب یہ تہا کہ اُنکو اسمائے حسنے سکہائے گئے تہے جنکی حکومت نے تمام موجودات کو مغلوب کر رکہا ہے بعض نسخون مین تا ابد ہرچہ بود او پیش پیش ہے یعنے زمانۂ ابد تک جو شے آگے آگے آنے والی تہی اُسکا علم بطور پیشگی آدمؑ کو دیا گیا تہا۔ نظر بر انجام دونون نسخون کا مطلب ایک ہے

تا ملک بیخود شد از تدریس او　　　　قدس دیگر یافت از تقدیس او

ترجمہ　اس سے بیخود تہے فرشتے سربسر　　　　ہاتہ اُنکے لگ گیا قدس دگر

شرح یعنے حضرت آدمؑ کو ایسا علم لدُنّی دیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی اس تدریس سے جو آدمؑ کے ساتہ مخصوص تہی حیران ہوگئے۔ اور سب نے یکزبان ہوکر یہ کہا کہ سُبحَانَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ (اے خداتو سب طرح کے نقصانون سے پاک ہے ہمین اُسیقدر علم ہے جتنا تونے دے رکہا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے اسمائے خاص کے ساتہ حضرت ربّ العلا کی تسبیح و تقدیس کی تو فرشتون نے بہی سیکہہ لی چنانچہ آیت مذکورہ مین اسم علیم و حکیم حضرت آدمؑ ہی کی تسبیح مین سے فرشتون نے معلوم کیا ہے۔ ورنہ فرشتے خاص خاص اسماء سے واقف تہے اور اُنکی تسبیح سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ تہی۔

آن کشادے شان کہ از آدم نمود — در کشاد آسمانہا شان نبود

ترجمہ: کشف انہین آدم سے جو حاصل ہوا — بالیقین وہ آسمانون مین نہ تہا

شرح: اول مصرع مین کشاد بمعنے کشف اور دوسرے مین بمعنے فراخی ہے اور ضمیر شان فرشتون کی طرف راجع ہے یعنے بعض اسمائے صفات کا کشف جو فرشتونکو ہوا یہ حضرت آدم ہی کے باعث سے تہا۔ اور یہ کشف باوجود اسقدر وسعت کے انکے آسمانون کی فراخی مین نہ تہا۔ یعنے فرشتے اور آسمان علم لدنی سے محروم تہے۔

در فراخی عرصۂ آن پاک جان — تنگ آمد عرصۂ ہفت آسمان

ترجمہ: ہے فراخ اتنی فضائے پاک جان — تنگ جسکے آگے ہین سات آسمان

شرح: یعنے آدم کی جان پاک اور روح لطیف کے میدان کی فراخی کے مقابلہ مین وسعت ہفت آسمان تنگ ہے کیونکہ حضرت آدمؑ یا انسان کامل کا عرصۂ روح اور فضائے قلب ہفت آسمان وزمین اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے اسلیئے کہ روح اور قلب مظہر اسمار وصفات الٰہی ہین اور اسکے سوا تمام موجودات صرف مظہر قدرت خداوندی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مظہر اسماء وصفات کا مرتبہ مطلق مظاہر سے بدرجہا بلند ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — من نگنجم ہیچ در بالا و پست

ترجمہ: نقل پیغمبر سے ہے قول خدا — پست وبالا مین نہین ہے میری جا

شرح: اس شعر مین مولانا اس دعوے پر کہ روح اور قلب انسان کامل زمین وآسمان اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے شہادت لائے ہین حدیث قدسی ہے کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن کیونکہ ذات الٰہی جامع جمیع اسماء وصفات ہے اور ہر شے مین اسی خاص اسم کی گنجایش ہے جسکا وہ مظہر ہے۔ اسلیئے عرش یا زمین یا آسمان مین جمیع اسما کی گنجایش نہین ہے۔ البتہ قلب مومن بالقوہ جامع جمیع اسما وصفات ہے اسلیئے اسمین سب کی گنجایش موجود ہے۔ اور آیندہ شعرونمین انہی معنونکی طرف اشارہ ہے

در زمین وآسمان وعرش نیز — من نگنجم این یقین دان اے عزیز

ترجمہ: ہو زمین وآسمان یا عرش ہو — مین سما سکتا نہین اے نیک خو

در دل مومن بگنجم اے عجب — گر مرا جوئی در ان دلہا طلب

ترجمہ: ہے دل مومن مری جا اے عجب — مومنون کے دل مین کر مجہکو طلب

شرح: یہ دونو شعر بطور قطعہ بند اسی حدیث قدسی کا ترجمہ ہین جو ہم پہلے نقل کر چکے ہین یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین بالا وپست اور زمین وآسمان اور عرش وکرسی وغیرہ کسی چیز مین نہین سما سکتا۔ بلکہ مومن کے دل مین رہتا ہون اور میرے ڈہونڈنے والے مجہے مومن کے دل ہی مین پا سکتے ہین۔

عرش مین صرف استوائے اسم رحمن کی گنجایش ہے اور کرسی مین صرف استوائے اسم رحیم کی اور مومن کامل کے دل مین جمیع اسمائے صفات کی اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ مومن کا دل نہایت وسیع ہے

	گفت فادخل فی عبادی تلتقی	جنۃ من رؤیتی یا متقی
ترجمہ	کہدیا داخل ہو بندون مین مرے	جنت دیدار حاصل ہو تجھے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنے اے نفس مطمئنہ خوش خوش اپنے رب کی طرف پھر آ۔ اور میرے نیک بندون مین شامل اور میری جنت مین داخل ہو۔ علمائے ظاہر نے اس آیت کو مومنین کاملین کی موت کے وقت پر محمول کیا ہے یعنے انکو مرتے دم خدا کی طرف سے یہ بشارت آتی ہے اور علمائے باطن نے یہ معنے لیئے ہین کہ اے نفس مطمئنہ ماسوے اللہ سے اعراض کرکے اللہ کی طرف رجوع کر اور فقط اس ذات سے جسکا تو مظہر ہے خوش رہ کیونکہ وہ تجھسے خوش ہے اور باطن عباد کاملین مین داخل ہو اسمین تجھکو میرا دیدار حاصل ہوگا کیونکہ مین قلوب عباد اللہ الصالحین مین ہون۔ چنانچہ مولانا نے آیت کے یہی معنے لیئے ہین اور جنت سے رویت الٰہی مراد لی ہے اور جسطرح گزشتہ اشعار مین قلب عباد کو مظروف ذات حدیث قدسی سے ثابت کیا تہا۔ اس شعر مین اسی مطلب کو آیت سے ثابت کیا ہے نفس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے نفس مطمئنہ میرے کامل اور نیک بندون مین داخل ہوجا اسوقت اے پرہیزگار تو میرے دیدار کی جنت سے ملاقات کرلیگا۔

	عرش با آن نور با پہنائے خویش	چون بدید آورا برفت از جائے خویش
ترجمہ	عرش کو پر نور ہے اور بس عظیم	رہگیا آدم سے حیران اے ندیم

شرح یعنے عرش الٰہی نے جب حضرت آدم کے قلب کی فراخی کو دیکھا تو باوجود اپنی فراخی اور اپنے پرنور ہونے کے اپنے مرتبے اور عظمت کو چھوڑدیا اور مرتبۂ آدمؑ کو ملاحظہ کرکے حیران رہگیا۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام مظہر اسماے وصفات ذاتیہ ٹہیرے اور آپکا قلب بجز ذات احدیت ہوا تو غیریت مرتفع ہوگئی۔ اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ جمیع عالم اسمین محو ہوگیا۔ سما گیا۔ اسیلئے مرتبۂ آدمؑ مرتبۂ عرش اعظم سے بدرجہا بلند ہے

	خود بزرگی عرش باشد بس مدید	لیک صورت کیست چون معنی رسید
ترجمہ	ہے بزرگی عرش اعظم کی پدید	ہین مگر صورت سے معنے بس بعید

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ عرش کی صفت مین لفظ عظیم قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہے پھر اسنے قلب آدمؑ یا مومن کامل کے باعث اپنی عظمت کا ترک کیون کیا۔ یہ سمجھ مین نہین آتا مولانا فرماتے ہین کہ بیشک عرش نہایت بزرگ اور اعظم ہے لیکن یہی عرش جو مظہر اسم رحمن ہے اہل شرع کے نزدیک ایک صوری چیز ہے اور

قلب آدم بحر معنی کا نام ہے ذات کو عرش وہ وسیع علاقہ نہین ہے جو قلب سے ہے اسلیے اگر عرش نے قلب آدم کو اپنی عظمت سے زیادہ جاناتو کیا تعجب ہوا۔ آدم خود جمیع موجودات سے اشرف اعلیٰ اور اعظم ہے۔

ہر ملک میگفت ما را پیش ازین — الفتے مے بود با روئے زمین

ترجمہ: حال ماضی ہر ملک سے کہنے لگا — یعنے ہمکو خاکدان سے عشق تہا

شرح یعنے آدم علیہ السلام نے جب فرشتون کو اسماء بتادیئے تو ہر فرشتے نے از روے حیرت یہ کہا کہ ہمکو ظہور آدمؑ سے پہلے خطۂ زمین کے ساتہ دلی محبت تہی مگر اسکا سبب معلوم نہ تہا وہ راز آج کہل گیا کہ خلیفہ الٰہی (آدم علیہ السلام) کا پتلا زمین ہی کی خاک سے بنایا جائیگا۔ اور یہی باعث تہا کہ باوجود آسمانی ہونے کے ہم زمین کو محبوب سمجہتے تہے

تخم خدمت در زمین می کاشتیم — زان تعلق ما عجب مے داشتیم

ترجمہ: ہم عبادت کرتے تہے ل جل کے سب — تہے تعلق سے زمین کے بو العجب

شرح فرشتے کہتے ہین کہ ہم آدمؑ سے پہلے مین بکر خدمت کا بیج بو یا کرتے تہے یعنے خدا کی عبادت کیا کرتے تہے لیکن یہ تعجب تہا کہ آسمانی ہوکر ہمین زمین سے دلی تعلق اور واقعی محبت کیون ہے اسکی وجہ معلوم نہونیکے سبب سے ہم یہ کہا کرتے تہے کہ یاالٰہی ہمین آسمانی ہوکر زمین سے اتنی محبت کیون ہے

کین تعلق چیست با این خاکدان — چون سرشت ما بدست آسمان

ترجمہ: کہتے تہے کیون ہے یہ عشق خاکدان — ہمتو رکہتے ہین سرشت آسمان

شرح یعنے ہم قبل از آدمؑ یہ کہا کرتے تہے کہ باوجود خلقت آسمانی زمین سے ہمارا تعلق کیون ہے ہم مین اور زمین مین تو کچہ مناسبت ہی نہین۔ بہر اس تعلق کے کیا معنے یہ فرشتونکا مقولہ ہے۔

الف ما انوار با ظلمات چیست — چون تواند نور با ظلمات زیست

ترجمہ: نور کو الفت ہے کیون ظلمات کی — نور کی ظلمت مین ہے کیون زندگی

شرح الف بکسر اول وسکون لام بمعنے محبت ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ ہم قبل از وجود آدمؑ یہ کہا کرتے تہے کہ ہم سراسر نور ہین اور زمین سراسر ظلمت پہر نور کو ظلمت سے محبت کیون ہے روشنی اندہیرے سے الفت کیون رکہتی ہے۔ حالانکہ یہ دونو ضدین ہین۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ یہانتک الفت زمین کے متعلق فرشتونکی حیرت کا گفتگو ہے۔ اور آئندہ شعر مین اسکا سبب بیان ہوا ہے۔

آدما این الف از بوے تو بود — زانکہ جسمت را زمین بد تار و پود

ترجمہ: آپ کی الفت تہی یہ آدم ضرور — اس زمین مین آپ ہی کا تہا ظہور

شرح فرشتون نے حضرت آدمؑ کو مخاطب کرکے اپنی حیرت اور زمین سے محبت رکہنے کا سبب خود ہی بیان

کیا ہے۔ یعنے اے آدمؑ اب معلوم ہوا ہے کہ ہمین زمین سے اسلیئے محبت تھی کہ اسمین سے تیرے مبارک جسم کی خوشبو آرہی تھی اور تیرے بدن کا خمیر اسی کا تھا۔ تار پود۔ تانے بانے کو کہتے ہین اور یہان اس سے جسم کا خمیر اور قوام بدن مراد ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ کا پُتلا مٹی ہی سے بنایا گیا تھا۔

	جسم خاکت را زینجا بافتند	نور پاکت را درینجا یافتند
ترجمہ	جسم خاکی کا ترے ہے یہ خمیر	نور تیرا ہے یہان اے دلپذیر

شرح پہلا مصرع شرط ہے بحذف حرف شرط اور دوسرا جزا یعنے اے آدم چونکہ کارکنان قضا و قدر نے ازل مین تیرے جسم خاکی کو زمین ہی سے خمیر کیا تھا اسلیئے فرشتون نے تیرے نور پاک کو بھی زمین ہی مین پایا اور زمین سے اُلفت رکھنے لگی۔ یہ اُلفت زمین سے نہ تھی بلکہ تیرے نور سے تھی۔

	اینکہ جان ما ز روحت یافتست	پیش پیش از خاک آن بر تافتست
ترجمہ	ہمکو یہ جو کچھ محبت ہے تری	وہ تری مٹی سے ظاہر ہو لی تھی

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ ہمکو جو تیری روح سے اُلفت تھی یہ تیرے ظہور سے پہلے تیری خاک سے ظاہر ہوتی تھی۔ بعض نسخون مین جسم خاکت را زینجا بافتند اور دوسرے مین تافتند ہے۔ اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین بجائے اینکہ ایک ہے اسصورت مین دونو شعر بطور قطعہ ہین یعنے اے آدمؑ گو تیرے جسم خاکی کو کارکنان قضا و قدر نے زمین ہی مین پایا اور تیرے نور کو زمین ہی مین چمکایا لیکن ہمین تیری خاک کے سبب تجھسے روحانی محبت اور زمین سے واقعی اُلفت ہوگئی تھی۔ مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	در زمین بودیم غافل از زمین	غافل از گنجے کہ بد در وے دفین
ترجمہ	ہم زمین مین تھے زمین سے بیخبر	کیا خبر تھی اسمین ہے یہ گنج زر

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ افسوس ہم زمین پر ہو کر زمین کے دفینے یعنی تیرے وجود پاک سے غافل رہے

	چون سفر فرمود ما را زان مقام	تلخ شد ما را ازان تحویل کام
ترجمہ	جب ہوا ارشاد چھوڑو یہ مقام	اپنی بدلی سے ہوے ہم تلخکام

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (اے فرشتو مین زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہون) اور تمکو حکم دیتا ہون کہ زمین سے کوچ کرجاؤ۔ آخر ہمنے کوچ کیا مگر چونکہ بسبب وجود آدمؑ زمین سے محبت ہوگئی تھی اسلیئے تحویل مقام زمین سے کوچ کرنا تلخ معلوم ہوا۔

	تا کہ حجتہا ہمے گفتیم ما	کہ بجاے ما کہ آید اے خدا
ترجمہ	حجتین کین اسطرح ہمنے یہ کہا	یا الٰہی اس جگہ کون آئیگا

شرح لفظ تا انتہائیہ ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ زمین سے کوچ کرنے کی حکم کی تلخی یہانتک بڑہی کہ ہمنے اللہ تعالےٰ سے حجت کی اور یہ کہا کہ تو ہماری جگہ ایسی خلقت کو کیون لاتا ہے جس سے فساد اور خونریزی پیدا ہوگی

تو زاین تسبیح واین تہلیل را	میفروشی بہر قال وقیل را
ترجمہ: تو اس تسبیح اس تہلیل کا	مول کب رکہتا ہے قال و قال کا

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب ہمکو زمین کو چ کرجانے کا حکم ملا تو ہمنے اللہ تعالےٰ سے یہ عرض کیا کہ اے خدا تو ہماری تسبیح وتہلیل کے بدلے قال وقیل اور جدید مخلوق کے شر وفساد کو پسند کیون کرتا ہے اس حجت کا یہ سبب ہے کہ فرشتے حضرت آدم کے حقیقت سے آگاہ نتہے البتہ بدین سبب کہ خاک ایک جامع اسما وصفات کا خمیر ہے زمین سے محبت رکہتی تہے جب اُنکو وہان سے کوچ کا حکم ہوا تو فرشتے رنجیدہ ہوی اور اللہ تعالےٰ سے حجت کرنے لگے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا الى آخر الآیہ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فرشتون کو حضرت آدم کے خلیفۂ زمین بنانے کی خبر دے تو انہون نے متفق ہوکر یہ کہا کہ تو ایسی مخلوق کو زمین مین کیون بہیجتا ہے جو فساد اور خونریزی کریگی پہر ایسی حالت مین کہ ہم حمد سے ملاکر تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہین کسی اور کو اپنا خلیفہ کیون بناتا ہے۔

حلم حق گسترد بہر ما بساط	کہ بگوئید از طریق انبساط
ترجمہ: حلم کا حق کے بچہوتا بچہہ گیا	حکم آیا جو کہو سب ہے بجا

شرح یہ مولانا قدس سرہ کی زبان سے فرشتون کا مقولہ ہے اور اُس حالت کی خبر دیتا ہے جو مکالمہ ذات حق و فرشتگان کے وقت موجود تہی یہ شعر گویا اُس اعتراض کا جواب ہے جو فرشتون پر فعل الٰہی کے متعلق اعتراض کرنے سے وارد ہوتا ہے یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ مکالمہ کے وقت اللہ تعالےٰ کے حلم و رحمت نے ہمارے لیئے بچہونا بچہا دیا تہا۔ اور ہمین حکم دیا گیا تہا۔ کہ بطریق انبساط درفع حجاب تم جو چاہو سو کہو اور اپنے مافی الضمیر کو اچہی طرح ظاہر کردو۔ اسیلئے ہمکو اعتراض کی جرأت ہوئی۔

ہرچہ آید بر زبانتان بیحذر	ہمچو طفلان یگانہ با پدر
ترجمہ: جو زبان پر آئے کہو بے خطر	باپ سے جسطرح کہتے ہین پسر

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمین آدم کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کرنے کی جرأت حلم الٰہی کے بہروسے پر ہوی تہی وہ یہ کہہ رہا تہا کہ اے فرشتو جسطرح محبوب یگانہ اور چاہیتے بیٹے اپنے باپ سے سب کچہ کہدیا کرتے ہین اسیطرح تم بہی بالکل بیخوف ہوکر جو کچہ تمہاری زبان پر آسے کہدو تمسے کسیطرح کا مواخذہ نکیا جائیگا۔ کیونکہ تم ہمارے مقرب ہو ہم تمہاری گفتگو کو پسند کرتے ہین۔

	ما ہمی دانیم خود راز شما		لیک میخواہیم آواز شما
ترجمہ	ہم ہین کو واقف تمہارے راز سے		عشق ہے ہمکو مگر آواز سے

شرح یعنے اللہ تعالے نے اپنی صفت حلم ظاہر کرنے کیلیئے یہ فرمایا کہ اے فرشتو گو ہم تمہارے راز کو خوب جانتے ہین کہ ہم خلقت آدمؑ پر اعتراض کرکے اسکو ناپسند کروگے مگر پھر بھی ہمین تمہارا مکالمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم مقرب بارگاہ ہو اور مقرب کی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے مصرع مین آواز سے مکالمہ مراد ہے

	گرچہ این دمہا بسے نالایق ست		رحمت من بر غضب ہم سابق ست
ترجمہ	گرچہ یہ باتین بری ہین سر بسر		ہے مری رحمت غضب سے بیشتر

شرح یہ مقولہ ذات حق ہے ۔ اور دمہا بمعنے کلمات یعنے اللہ تعالے نے فرشتون سے یہ فرمایا کہ اگرچہ تمہارا یہ اعتراض نالایق ہے کیونکہ آدم پر تم اسلیئے طعن کرتے ہو تاکہ وہ خونریزی اور فساد کریگا جو فی الواقع مخالفت حکم حق ہے لیکن اس اعتراض مین تم خود ہی داخل ہو کہ خلقت آدم کی نسبت ہماری مخالفت کرتے ہو۔ اگرچہ یہ حرکت قابل مواخذہ ہے لیکن ہم مواخذہ نہین کرتے بلکہ جو چاہو کہو کیونکہ ہماری رحمت ہمارے غضب پر غالب ہے۔ حدیث قدسی مین آچکا ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ یعنے میری رحمت میرے غصہ سے بڑھی ہوئی ہے اور قرآن شریف مین ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ یعنے میرے رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

	از پئے اظہار این سبق اے ملک		ور تو بنہم داعیہ اشکال و شک
ترجمہ	ایسی شفقت کے لیئے سن اے ملک		یعنے تجہین رکھدیے اشکال و شک

شرح جوہری اپنی کتاب صحاح مین لکھتا ہے کہ لفظ ملک واحد و جمع دونون کے لیئے ہے نیز داعیہ بمعنے ارادہ و خواہش ہے ۔ اور اشکال بمعنے دشواری یعنے اللہ تعالے نے تمام فرشتون یا ایک ایک فرشتے سے یہ کہا اے غصہ ۔ یا اس غلبۂ رحمت کے اظہار کے لیئے یعنے تمہاری ذات مین ایک ارادہ اور خواہش رکھی ہے اور وہ ارادہ اشکال اور شک ہے اس صورت مین داعیہ مبدل ہے اور اشکال و شک اسکا بدل یا یہ کہیئے کہ لفظ داعیہ اشکال و شک کی طرف مضاف ہے اور چونکہ مضاف مین بائے تحقیق موجود ہے اسلیئے فک اضافت جائز ہے یعنے یہ بھی میری رحمت ہے کہ تمہارے دلون مین آدم کی بابت خلیفہ ہونے کا اشکال و مصلح ہونے کا شک رکھدیا ہے مطلب یہ کہ تمہارے نزدیک جو آدم کا خلیفہ ہونا مشکل اور مصلح ہونا شکی امر ہے یہ میرا اشکال میری رحمت ہے کیونکہ اگر غضب ہوتا تو ممکن تہا کہ اس ارادہ پر تمسے مواخذہ کیا جاتا۔ حالانکہ تمنے اس اشکال اور شک کو مواخذہ کی حد تک نہین پہنچایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت الٰہی اسکے غضب پر غالب ہے اسکی رحمت نہو تو جسمانی و روحانی کوئی شے ہست نہین رہ سکتی اور کوئی متنفس مواخذہ سے نہین بچ سکتا

	تا بگوئی و نگیرم بر تو من		سنگر حلمم نیارد دم زدن
ترجمہ	تو کہے اور مین کرون تجھپر کرم		حلم کا سنگر نہ مارے تا کہ دم

شرح اس شعر میں علیہ صفت حلم الٰہی اور سبقت رحمت کی غایت بیان ہوی ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت غضب پر یہانتک غالب ہے کہ ایسے فرشتو جو تمہاری زبان پر آئے کہے جاؤ مین ہرگز مواخذہ نہ کرونگا اسلیئے کہ میرے حلم کا منکر دم نہ مار سکے اور اچھی طرح جانے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نہایت حلیم و رحیم ہے۔

	صد پدر صد مادر اندر حلم ما		ہر نفس زاید در افتد در فنا
ترجمہ	جمع ہوکر حلم سو مان باپ کا		ہے ہمارے حلم کے آگے فنا

شرح یعنے ہمارے رحم و حلم کے مقابلہ مین سو مان باپ قربان ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایکبار رسول خدا مع بعض صحابہ مدینہ کی گلیون مین جارہے تھے ایک عورت نے آپ کو قسم دیکر اپنے گھر مین بلا لیا۔ گھر مین کچھ کھانا پک رہا تہا اور بچے کھیل رہے تھے۔ عورت نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر زیادہ مہربان ہے یا مین اپنی بچون پر؟ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین ہے اور وہ تجھسے زیادہ مہربان ہے عورت نے کہا کہ کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ مین اپنے بچون کو آگ مین ڈالدونگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہین عورت نے کہا کہ پھر اللہ تعالےٰ رحیم ہوکر اپنے بندون کو دوزخ مین کیونکر ڈالدیگا؟ راوی کہتا ہے کہ رسول خدا یہ سنکر زار زار روئے اور یہ فرمایا کہ اسیطرح مجھپر وحی نازل ہوئی ہے لیکن آپ نے اسکی حکمت اسے نہین بتائی۔

	حلم ایشان کف بحر حلم ماست		کف رود آید ولے دریا بجاست
ترجمہ	جھاگ ہے یہ حلم میرے حلم کا		جھاگ سب فانی ہین دریا ہے بجا

شرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سو باپون کا حلم ہمارے حلم و رحمت کا ایک ادنے جھاگ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جھاگ پیدا ہو ہوکر فنا ہو جاتے ہین اور دریا اسیطرح بجائے خود قایم رہتا ہے اسیطرح ان باپون کے حلم و رحم کا اعتبار نہین ہے۔ کبھی ہوتا ہے کبھی نہین ہوتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا حلم و رحم ہمیشہ موجود اور باقی رہنے والا ہے کیونکہ اسکی تمام صفات ابدی ہین۔

	خود چہ گویم پیش آن دُر این صدف		نیست الا کفِ کفِ کفِ کف
ترجمہ	کیا کہون اُس دُر کے آگے یہ صدف		کچھ نہین ہے کف کا کف ہے کف کا کف

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ اور اعرابی درویش دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے اور آن دُر کا اشارہ حلم و رحمت الٰہی اور این صدف کا حلم مادر و پدر کی طرف ہے یعنے مین اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہون کہ حلم و رحمت الٰہی کے آگے سو مان باپون کا حلم ایسا ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین اسکے جھاگ کا جھاگ۔ اور پھر اس جھاگ

کا جھاگ کا جھاگ یعنے چوتھے مرتبہ کا جھاگ اور بہت ہی کمتر درجہ کا کف ہے جسکو دریا سے کچھ بھی نسبت نہین -

	حق آن کف حق آن دریای صاف	کامتحانے نیست این گفت و نہ لاف
ترجمہ	مجکو سوگند کف و دریائے صاف	امتحانی ہے نہ ہے یہ بات لاف

شرح اعرابی درویش نے جو پہلے قسم کہا کر یہ کہا تھا کہ گفت واللہ عالم السر الخفی - یہ شعر اُس قسم کا جواب ہے یعنے اے عورت مجھے اُس جھاگ (علم مادر و پدر) کی قسم اور دریائے صاف (حلم و رحمت الٰہی) کی قسم - میری گفتگو کہ مین تیرا فرمان پذیر اور تیرے اشارون پر چلنے والا ہون نہ تو بطور امتحان ہے اور نہ جھوٹی شیخی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرے حکم کو قبول کرونگا - اور جو کچھ تو کہے گی اُسے مان لونگا -

	از سر مہر و صفا است و خضوع	حق آنکس کہ بدو آرم رجوع
ترجمہ	ہے نیاز و سر بسر مہر و صفا	میری توبہ مجکو سوگند خدا

شرح اے عورت مجھے اُس ذات پاک کی قسم جسکی طرف یعنے سچے دل سے رجوع کیا ہے کہ تیری فرمانبری کے متعلق جو کچھ مین کہہ رہا ہون یہ امتحان اور لاف وگزاف کے طور پر نہین ہے بلکہ عاجزی اور صاف دلی اور محبت خالص پر مبنی ہے - مین اس اظہار محبت مین تجکو کسی قسم کا فریب دینا نہین چاہتا -

	گرچہ پیشت امتحان ست این ہوس	امتحان را امتحان کن یک نفس
ترجمہ	تیرے آگے گرچہ ہے یہ امتحان	امتحان کا امتحان کر میری جان

شرح یعنے مین جو کچھ تجسے کہہ رہا ہون اُسمین فریب اور امتحان نہین ہے اور اگر تو امتحان ہی سمجھتی ہے تو خیر امتحان ہی سمجھکر مجکو آزما لے کہ تیرے اطاعت کے دعوے مین سچا ہون یا جھوٹا ہوس سے وہ خواہش اطاعت زن مراد ہے جو اعرابی درویش کے دلمین ہے -

	سر مپوشان تا پدید آید سرم	امر کن تو ہر چہ بر وے قادرم
ترجمہ	بھید کی سُن راز اپنا مت چھپا	جو کہے گی اُسکو لاؤنگا بجا

شرح یعنے اے عورت تو اپنا راز مجھسے نہ چھپا تاکہ مین تجھپر اپنا بھید ظاہر کر دون اور مجھے اُس بات کا حکم دے جسپر مین قادر ہو سکون اسلئے کہ عدم قدرت کی حالت مین مجھسے تعمیل ارشاد ناممکن ہوگی -

	دل مپوشان تا پدید آید دلم	تا قبول آرم ہر آنچہ قابلم
ترجمہ	دلمین ہو جو کچھ وہ کہدے بوالفضول	جسکے قابل ہون کرونگا مین قبول

شرح دل سے ارادۂ دل مراد ہے یعنے اے عورت تو مجھسے اپنا راز پوشیدہ نہ رکھ تاکہ مین جس چیز کے قابل ہون اُسکو قبول کرلون - مطلب یہ کہ تلاش روزی کے متعلق تو نے جو طریقہ سوچا ہے اُسے ظاہر کردے تاکہ

مین اپنا پوشیدہ ارادہ ظاہر کرون۔ اور جو تو کہے حتے الامکان اُسے بجالاؤن۔

	چہ کنم در دست من چہ چارہ است	در نگر تا جان من چہ کارہ است
ترجمہ	کیا کرون مین سچ بتا کیا چارہ ہے	دیکھ لے تو میری جان ناکارہ ہے

شرح مرد کہتا ہے کہ مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرون میرے ہاتھ مین کونسا چارہ یعنے تدبیر ہے تو ہی دیکھ کہ میری جان کسکام کی ہے کہ کسی کام کی بہی نہین بلکہ بالکل نکمی اور بیکارہ ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کر سکتا ہون مجھے تو کوئی تدبیر نہین سوجھتی۔ تو ہی بتا کہ میری جان کس کام کی ہے یعنے میرے لایق کونسا کام ہے جسکے ذریعہ سے معاش حاصل کرسکون مطلب یہ کہ نفس و عقل مین موافقت ہوگئی۔ اور وہ نفس جو پہلے امارہ تہا اب مطمئنہ بنگیا اسیلئے عقل اُسکا حکم ماننے لگی اور انجام کار نجات ابدی اور روزی کا میابی حاصل ہوگئی۔

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئی خود را و قبول کردن او

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کے لیئے طریق طلب روزی کو معین کرنا اور خاوند کا اُسکے حکم کو قبول کرلینا

	گفت زن نک آفتابے تافت ست	عالمے زو روشنائی یافت ست
ترجمہ	بولی عورت دیکھ نکلا آفتاب	نور سے اُسکے ہے عالم بہرہ یاب

شرح نک مخفف اینک ہے اور بعض نسخون مین نیک بمعنے ایک ہے یعنے عورت نے یہ کہا کہ اے مرد دیکھ دنیا مین ایک ایسا آفتاب روشن ہے جسکی روشنی نے تمام جہان کو منور کر رکہا ہے۔ اس آفتاب سے خلیفہ بغداد اور روشنی سے اُسکا جود و احسان مراد ہے۔ جو عموماً لوگونکو فائدہ پہنچاتا تہا۔

	نائب رحمان خلیفہ کردگار	شہر بغداد ست از وے چون بہار
ترجمہ	نائب حق جانشین کردگار	جس سے ہے بغداد اک باغ و بہار

شرح عورت کہتی ہے کہ وہ آفتاب خدا کا نائب اور خلیفۂ الٰہی ہے اور شہر بغداد اُسکے جود و سخا کے سبب پر بہار یا مجسم بہار ہو رہا ہے۔ اُسکے احسان نے دلون کے غنچے شگفتہ کر رکھے ہین اور باغ عالم شاد ہے۔

	گر بہ پیوندی بدان شہ شہ شوی	سوئے ہر ادبار تا کے مے روی
ترجمہ	ملکے تو اُس سے بنے گا بادشاہ	چہوڑدے ادبار و بدبختی کی راہ

شرح اے مرد اگر تو اُس آفتاب یعنے خلیفۂ بغداد سے ملیگا تو بیشک بادشاہ یعنے دولتمند ہوجائے گا پہر جبکہ تیرا اقبال سامنے ہے یعنے ایسا کریم بادشاہ بغداد مین موجود ہے تو تو ادبار کی طرف کیون جاتا ہے اپنی روزی پر لات کیون مارتا ہے اور اُسکی خدمت مین کیون نہین جاتا۔

دوستی مقبلان چون کیمیاست | چون نظرشان کیمیائے خود کجاست

ترجمہ: دوستی مقبلان کیمیا ہے | کیمیا ایسی جہان مین ہے کہان

شرح: یہ اور اِس سے اگلا شعر مقولۂ مولانا ہے اور دوسرے مصرع مین کیمیائی اگر بیائے معروف ہے تو بمعنے کیمیاگر ہے اور اگر یائے مجہول ہے تو وحدت بالتعظیم کے لیئے ہے یعنے اقبالمندون اور نیک لوگون کی صحبت کیمیا کی مانند نہایت قیمتی اور محبوب چیز ہے بلکہ صحبت سے قطع نظر اُنکی نظر ہی کیمیا ہے وہ ایک نگاہ مین خاک کو کیمیا بنا دیتے ہین۔ اُنکی صحبت یا نظر عنایت آدمی کو کندن بنا دیتی ہے۔

چشم احمد بر ابوبکرے زدہ | او زیک تصدیق صدیق آمدہ

ترجمہ: چشم احمد جب پڑی بوبکر پر | ہو گئے صدیق ہو کر بہرہ ور

شرح: نیکون کی نظر کے کیمیا ہونے کی مثال ہے اور زدہ بمعنے واقع شدہ ہے۔ یعنے حضرت احمد مجتبےٰ کی ایک نظر حضرت ابوبکر پڑی تہی جسکی بدولت اُنہون نے قصۂ معراج کی تصدیق کی۔ اور قیامت تک اُنکا لقب صدیق اکبر ہو گیا حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان ابن عامر ہے فقط قصۂ معراج کے تصدیق سے آپکا لقب صدیق ہوا ہے۔ اور رسولخدا نے آپ کی نسبت پیشین گوئی کی ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات یافتہ آدمی کو دیکہنا چاہے وہ ابوبکر صدیق کو دیکہہ لے۔ نیز آپ کے فضائل صحیح حدیثون مین بیشمار ہین۔

گفت من شہ را پذیرا چون شوم | بے بہانہ سوئے او من چون روم

ترجمہ: پہر کہا کیونکر گزر ہو گا وہان | بے بہانے جاؤن کیونکر میری جان

شرح: مرد نے کہا کہ اے عورت تو جانے کو کہتی تو ہے مگر یہ بتا کہ مین مقبول بارگاہ خلیفۂ بغداد کیونکر ہو سکتا ہون۔ اور بے بہانہ یعنے بلاسبب ظاہری و تعارف سابق بادشاہ کی خدمت مین کس طرح پہنچ سکتا ہون۔ مثل مشہور ہے کہ چاہیے رزق بہانے موت۔

نسبتے باید مرا یا حیلتے | ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے

ترجمہ: کوئی نسبت کوئی حیلہ چاہیئے | کام کرنے کو بہانہ چاہیئے

شرح: نسبت بمعنے مناسبت برائے حضوری بادشاہ ہے۔ یعنے اے عورت مجھے حضوری بادشاہ کے لیئے کوئی مناسبت یعنے کوئی ذریعہ یا حیلہ ضرور چاہیئے کیونکہ جسطرح کوئی پیشہ اور کوئی کام بغیر اوزار کے درست نہین ہوتا۔ اسیطرح مین بہی بلا کسی ذریعہ کے بادشاہ تک نہین پہنچ سکتا۔

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے | کہ مرض آمد بہ لیلی اندکے

ترجمہ: سنکے بیماری لیلےٰ کی خبر | ہو گئے مجنون نے پریشان سربسر

	گفت آوہ بے بہانہ چون نہم	ور بمانم از عیادت چون شوم
ترجمہ	یہ کہا بے حیلہ جاؤن کسطرح	بے عبادت چین پاؤن کسطرح

شرح آوہ بفتح واو و اظہار ہا عربی کلمہ ہے جو حسرت کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح فارسی مین افسوس اور اُردو مین ہے ہے یعنے مرد کہتا ہے کہ اے عورت میری مثال مجنون کی سی ہے کہ اُس بیچارہ نے جب کسی سے یہ سن لیا کہ لیلے کی طبیعت قدرے علیل ہے تو یہ کہا کہ افسوس مین بغیر بہانہ کیے لیلی کے پاس جا نہین سکتا۔ اور عیادت کو نجاؤن۔ یہ ہو نہین سکتا۔ دونو طرح مشکل ہے۔

	لَیْتَنِی کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا	کُنْتُ اَمْشِی نَحْوَ لَیْلٰے سَابِقًا
ترجمہ	کاش مین ہوتا کوئی دانا طبیب	تاکہ ہو جاتا مجھے وصل حبیب

شرح یہ مجنون کے قول کا اقتباس ہے جو لیلی کو بیمار سُنکر یہ کہتا ہے کہ کاشکے مین طبیب حاذق ہوتا اور اس بہانہ سے دوڑکر یا سب سے پہلے لیلی کی طرف چلا جاتا۔ **فائدہ** مجنون عرب کا رہنے والا لیلی کا عاشق اور نازکخیال شاعر تہا اسکا عربی دیوان مسمے بہ دیوان قیس خاکسار شارح کی نظر سے گذرا ہے مجنون کا تخلص قیس ہے اور لیلی کے بیماری کے متعلق اُسکا شعر یہ ہے یَقُوْلُوْنَ لَیْلٰی فِی الْعِرَاقِ مَرِیْضَۃٌ فَیَا لَیْتَنِی کُنْتُ طَبِیْبًا مُدَاوِیًا ۔ یعنے لوگ یہ کہتے ہین کہ لیلی عراق مین بیمار ہوگئی ہے اسلئے میری تمنا ہے کہ اے کاش مین علاج کرنے والا طبیب ہوتا اور اس بہانہ سے لیلی تک جا پہنچتا۔

	قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بدان	تا بود شرم اشکنی ما را نشان
ترجمہ	قُلْ تَعَالَوْا۔ دیکھہ لے قول جلیل	یعنے یہ شرم اُگنی کی ہے دلیل

شرح اس شعر مین اعرابی درویش نے حضوری بادشاہ کا دوسرا سبب بیان کیا ہے یعنے اے عورت حضوری کے لیے دو باتین چاہئین یا تو حاضر ہونے والا کوئی حیلہ رکہتا ہو یا بادشاہ خود طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ رَبُّکُمْ الیٰ آخر الآیہ۔ یعنے اے پیغمبر میرے بندون سے کہدے کہ میری طرف آؤ تاکہ مین تمسے وہ باتین بیان کردون جو تمہارے رب نے تمپر حرام کردی ہین وہ یہ ہین کہ خدا کے ساتہ کسیکو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتہ نیکی کرتے رہو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ چونکہ اس آیت مین اللہ تعالے نے بندون کو اپنی طرف بلایا ہے اسلئے نیک بندے خوشی خوشی اُسکیطرف جانا پسند کرتے ہین اور ہمیشہ کرتے رہینگے۔ دوسرے مصرع مین شرم اشکنی (اور بعض نسخون مین شرم اگنی) بیائے مصدری لفظ ما رکی طرف مضاف ہے بفک اضافت۔ اور یہ دونو لفظ بمعنے دور کردن شرم ہین۔ یعنے اللہ تعالے لفظ تَعَالَوْا فرماکر ہمین اسلئے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ اُسکا بلانا

ہمارے دل سے شرم دور کرنے کی علامت ہو جائے۔ یا یہ سمجھیئے کہ دوسرے مصرع مین لفظ مارا لفظ بود کے متعلق ہے اور لفظ نشان شرم اشکنے کا مضاف ہے بطریق اضافت مقلوب یعنے اللہ تعالے نے ہمین اسیلئے اپنی طرف بلایا ہے تاکہ یہ بلانا علامت ترک حیا ہو جائے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کسیکو نہ بلائے تو بلاسبب جانے سے جانیوالی کو حیا آیا کرتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ اپنے احکام کی طرف بلاکر ہماری حیا توڑدی ہے۔ تاکہ ہم رغبت سے حاضر خدمت خداوندی ہو جائین۔

شب پران را اگر نظر آلت بدے — روزشان جولان و خوشحالت بدے

ترجمہ: چمگادڑ کو دیکھتے گر شپر نظر — دن مین بہی خوشحال رہتے سربسر

شرح: اعرابی درویش نے اپنی بے آلتی اور بے سامانی کو تشبیہ مین بیان کیا ہے اور نظر آلت مین اضافت مقلوب ہے اور بعض نسخون مین نظر و آلت بواو عطف ہے اسصورت مین آلت بمعنے طاقت دید ہے مطلب یہ اگر چمگادڑون کے پاس آلۂ نظر ہوتا یا اُنہین آفتاب کی طرف دیکہنے کی قوت دیجاتی تو وہ رات کی طرح دن مین بہی جولانیان کرتے اور دیگر طائرون کیطرح اُڑتے پہرتے۔ اور اُنکی حالت دن کو بہی اچہی رہتی۔ مگر چونکہ یہ بیچارے آلۂ نظر نہین رکہتے اسیلئے دن مین جولانیون سے محروم ہین۔ مرد کا مطلب یہ ہے کہ اے عورت بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کام درست نہین ہوتا مجہے بادشاہ کے پاس بے حیلہ نجانا چاہیئے۔

گفت چون شاہ کرم میدان رود — عین ہر بے آلتی آلت شود

ترجمہ: شاہ جب میدان مین ہوتا ہے رواں — سربسر سامان ہین بے سامانیاں

شرح: عورت نے اعرابی درویش کے بیسامان ہونے کی شکایت کا جواب دیا ہے بے آلتی بیائے مصدری بمعنے بیسامانی ہے اور آلت بمعنے سامان یعنے عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے جب کوئی سخی بادشاہ سیر و شکار کے لیئے جنگل یا میدان کی طرف جاتا ہے تو حاجتمند کی بیسامانی ہی اُسکی کامیابی کا سامان ہوجاتی ہے کیونکہ کریم کے یہی معنے ہین کہ بلاسبب کسی پر کرم کرے۔ اسیطرح ذات حق ہمیشہ عرصۂ کرم مین ہے جب سالک تضرع اور افتقار کے ساتہ بلا اعتماد وسیلۂ اعمال اُس سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے نکتہ یہان اتنی بات یاد رکہنی چاہیئے کہ سلطان یا خلیفۂ بغداد سے معنوی طور پر شہنشاہ حقیقی مراد ہے۔ یہ نکتہ تمام داستان مین کام دیگا۔

زانکہ آلت دعوزست و ہستی ست — کار در بے آلتے و پستی ست

ترجمہ: حیلہ سامان ہستی ہے ضرور — کام کی شے عجز و پستی ہے ضرور

شرح: عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے بادشاہون کے پاس جانے کے لیئے حیلہ اور ظاہری وسیلہ

یا سامان کی ضرورت نہین کیونکہ ظاہری سامان ایک قسم کا دعوے اور انانیت ہے گویا بادشاہ کو یہ معلوم کرانا ہے کہ با این ساز و سامان ہم بھی کوئی چیز ہین۔ کام بے سامانی اور پستی ہی مین بنتا ہے مطلب یہ کہ عبادت اور طاعت اور اسپر اعتماد دعوے انانیت اور ایک قسم کا تکبر ہے اور خدا کے حضور مین بلا وسیلۂ اعتماد عبادت کام بنتا ہے سالک کو اپنے علم و عمل اور عبادت پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے سب سے اچھا وسیلہ حسن افتقار یعنے عاجزی اور فقیری ہے کیونکہ کبریائی اور تکبر خاص خدا ہی کو سزاوار ہے۔

	گفت بے بے آلتے سودا کنم		تا نہ من بے آلتی پیدا کنم	
ترجمہ	بولا وہ کیا بے سبب سودا کرون		تا نہ بے سامانیان پیدا کرون	

شرح پہلے مصرع مین بے آلتے بیائے مجہول ہے اور دوسرے مین بیائے معروف اور سودا بمعنے خرید فروخت ہے۔ یعنے مرد نے عورت کو جواب دیا کہ مین جب تک بے سامانی ظاہر نہ کرون (یعنے اپاہج نہ بنجاؤن) بلا کسی ظاہری سامان کے نفع کیونکر حاصل کرسکتا ہون لنگڑے لولے اندھے اور اپاہج تو پر رحم کھا کر ہر کوئی اسکی مدد کرسکتا ہے۔ ہٹے کٹے کو بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کچھ نہین دیتا۔ مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ خاصا توانا ہو کر بلا وسیلۂ ظاہری بادشاہ کے دربار مین چلا جاؤن۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ مین جب تک اپنی بے سامانی کا اظہار نہ کرون بلا وسیلۂ ظاہری بازار قبول الٰہی مین سودا یعنے خرید و فروخت کرکے ہرگز نفع حاصل نہین کرسکتا یعنے مین پہلے اپنی بے سامانی ظاہر کرون اسکے بعد تجارت بلا سامان شاید ممکن ہو تو ہو مطلب یہ کہ جب تک مین معدوم نہو جاؤن اور مجکو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل نہو جائے آگے یعنے اعمال ظاہری کو ترک نہین کرسکتا۔ کیونکہ ترک اعمال باوجود بقائے قیام ہستی سراسر خطاکاری اور عصیان شعاری ہے اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف فرقہ جبریہ کا مذہب ہے۔

	پس گواہے بایدم بر مفلسی		تا شہے رحمے کند در مفلسے	
ترجمہ	چاہیئے ہے مفلسی پر اک گواہ		تا کرے کچھ رحم مجھپر بادشاہ	

شرح مرد کہتا ہے کہ اے عورت تو جو بلا سامان و بلا حیلہ بحالت افلاس مجھے بادشاہ بغداد کے پاس جانے پر مجبور کر رہی ہے یہ تو بتا کہ جبتک کوئی گواہ نہو بادشاہ کو میری مفلسی کا یقین کیونکر ہوگا اسلیئے مجھے اپنے افلاس پر گواہ ساتھ لیجانے کی ضرورت ہے تاکہ بادشاہ رحم کرے اور باطنی معنے یہ ہین کہ گو مین اعمال صالحہ سے مفلس ہون لیکن تاہم مجھے یقین ہے کہ بلا وسیلۂ عبادت ظاہری مقبول بارگاہ الٰہی نہو سکون گا اسلیئے مجھے اپنی مفلسی پر گواہ لانا چاہیئے۔ یعنے جسطرح ممکن ہو ارکان شرعیہ ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ فائدہ شریعت کے نزدیک مفلس وہ ہے جو درہم و دینار نہ رکھتا ہو اور طریقت کے نزدیک وہ جسکو درہم

ہو دنیا رکی خواہش ہی نہو اور محبت دنیا دل سے بالکل نکلگئی ہو چنانچہ اس شعر مین مفلسی کے یہی معنے ہین اور گواہ سے مراد عبادت اور اعمال ہین یعنے مجھپر فرض ہے کہ ترک دنیا پر طاعت اور عبادت کو گواہ کرون تاکہ بادشاہ حقیقی رحم کرے چنانچہ انبیاء علیہم السلام باوجود ترک دنیا کے سب سے زیادہ عبادت کے پابند تھے۔

تو گواہے غیر گفت و گو و رنگ	وانما تا رحم آرد شاہ شنگ
ترجمہ: غیر رنگ و گفتگو دے اک گواہ	رحم تا فرمائے ہم پر بادشاہ

شرح یعنے اے عورت تو اظہار افلاس پر مجھے کوئی ایسا گواہ دے جو مُنہ سے کچھ نہ کہے اور بالکل بے رنگ یعنے بے عیب و ننگ اور راستباز یعنے سچا ہو اور باینہمہ میرے افلاس کو ظاہر کر دے یعنے زبان حال سے میرے افلاس کی گواہی دے اور ایسی حالت دیکھکر بادشاہ دلبر و ظریف با نیک طبع کو رحم آجائے اس صورت مین رنگ بمعنے عیب و ننگ اور شنگ بمعنے دلیر و ظریف و نیک طبع ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے عورت تو مفلسی پر ایسا گواہ قایم کر یعنے ایسی عبادت الٰہی بجالا کہ قیل و قال یعنے دعوے اور رنگ یعنے ریا کی شکل سے بالکل جُدا ہو ایسی حالت مین بادشاہ حقیقی کو ضرور تجھپر رحم آئیگا۔

کاین گواہے کو ز گفت و رنگ بُد	نزد آن قاضی القضاۃ او جرح شد
ترجمہ: کیونکہ گفت و رنگ کا ہے جو گواہ	ہے وہ نامقبول پیش بادشاہ

شرح ظاہر معنے یہ ہین کہ اے عورت مین تجھسے مقالیہ کے خلاف حالیہ اور خاموش و بے عیب گواہ اسلئے مانگتا ہون کہ وہ بادشاہ زیادہ بولنے والے کو جھوٹا گواہ سمجھکر مجروح یعنے مردود کر دیتا ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ ایسے اعمال جو دعوے اور ریا سے پُر ہین اُس قاضی القضات احکم الحاکمین یعنے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ مین مجروح اور نامقبول ہین اُسکے سچے گواہ یعنے خالص عبادتین پسند ہین۔

بس گواہے ز اندرون مے بایدم	نے گواہے از برون مے بایدم
ترجمہ: چاہیئے مجکو گواہ اندرون	کچھ نہین ہوتے گواہان برون

شرح یعنے اے عورت مجھے ایسا گواہ چاہیئے جو اپنے مُنہ سے کچھ بغیر میرے افلاس پر گواہی دے مین زبان مقال سے کلام کرنے والے گواہ کو پسند نہین کرتا باطنی مطلب یہ ہے کہ عبادت صدق دل سے کرنی چاہیئے جسمین ریاکاری مطلق نہو ورنہ جھوٹے گواہ کی مانند نامقبول ہوگی

صدق میخواہد گواہ حال او	تا بتابد نور او بے قال او
ترجمہ: یعنے حاکم چاہتا ہے صدق حال	تاکہ چمکے نور خود بے قیل و قال

شرح ضمیر میخواہد بادشاہ کی طرف اور ضمیر او مفلس کی طرف اور دوسرے مصرع مین دونو ضمیرین گواہ

کی طرف راجع ہین۔ یعنے بادشاہ حالِ مفلس کے گواہ کا صدق چاہتا ہے اور اُسے یہ پسند ہے کہ گواہ سچ بولے اور گواہ کے صدق کا نور بغیر اُسکے کچھ کہے چمک اُٹھے یعنے گواہ زبان حال سے گواہی دے۔ کیونکہ زبان مقال کا اعتبار نہین۔ کبھی جھوٹی ہوتی ہے کبھی سچی البتہ زبان حال ہمیشہ سچ بولتی ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی بارگاہ مین صدق نیت مقبول ہے یعنے اُسکو صدق دل سے عبادت کرنی پسند ہے اس سے بلاقیل وقال نور عرفان حاصل ہوتا ہے اور یہی عبادت قبول ہوتی ہے ان تمام اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ سالک پر فقر اور تضرع الی اللہ ہر حالت مین لازم ہے اور اعمال پر اعتماد نہ کرنا واجب۔ لیکن باوجود اسکے طاعات بے ریا اور عبادت خالص کا بجالانا مع نیت صادق فرض ہے تاکہ اُسپر اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے رحم کرے

ہدیہ بردن آن اعرابی سبوے آب باران از میان بادیہ سوے بغداد نزد خلیفہ برسبیل ہدیہ بپندار آنکہ آنجا قحط است

ترجمہ اُس اعرابی درویش کا جنگل مین سے مینہہ کے پانی کی ٹھلیا بھر کر بطریق ہدیہ خلیفہ بغداد کے پاس لیجانا اور یہ گمان کرنا کہ بغداد مین پانی کا قحط ہے

	گفت زن صدق آن بود کز بود خویش	پاک برخیزی۔ واز مجہود خویش
ترجمہ	بولی عورت صدق ہے بس اِسکا نام	اپنی ہستی سے الگ ہو سارے ہمام

شرح لفظ مجہود۔ بمعنے کوشش ومقدور۔ بود پر معطوف ہے۔ یعنے عورت نے کہا کہ صدق اسکا نام ہے کہ تو اپنے وجود وہستی۔ اور کوشش ومقدور سے بالکل الگ ہوجائے اور کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے سوائے خدا کے ہر شئے کو لاشئے جانے اور مجہود یعنے اپنی کوشش سے اپنے کیے ہوے اعمال پر اعتماد نہ کرے۔ یعنے اپنے اعمال کے ہدیہ حقیر کو قابل بارگاہ الٰہی نہ جانے

	آب باران ست مارا در سبو	ملکت وسرمایہ واسباب تو
ترجمہ	دیکھہ اُس ٹھلیا مین جو کچھ آب ہے	ملک ہے تیری ترا اسباب ہے

شرح یعنے عورت نے مرد سے یہ کہا کہ ہماری اس ٹھلیا مین مینہہ کا پانی بھرا ہوا ہے تو اسی کو اپنا سرمایہ اور وسیلہ ملاقات خلیفہ بغداد سمجھکر اپنے ہمراہ لیجا۔ یہ پانی تیرے افلاس کا حالیہ گواہ ہنجائے گا اور تجھے ضرور کامیابی ہوگی

	این سبوے آب را بردار رو	ہدیہ ساز وپیش شاہنشاہ شو
ترجمہ	لیکے اس ٹھلیا کو چل لگ اپنی راہ	ہے یہی تحفہ برائے بادشاہ

شرح یعنے اے مرد تو اس پانی کی ٹھلیا کو اُٹھالے اور بادشاہ کے پاس ہدیہ بنا کر لیجا اور اُس سے یہ عرض کر کہ

	گوکه ما را غیر ازین اسباب نیست	در مفازه هیچ به زین آب نیست	
ترجمہ	کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم اسباب کچھ	ہے ہمارے جنگلوں میں آب کچھ	

شرح یعنے بادشاہ سے یہ کہنا کہ ہمارے پاس ہدیہ دینے کو اسکے سوا اور کوئی شے نہیں کیونکہ ہم جنگل کے رہنے والے ہین ہمارے ملک مین پانی کمیاب اور کہاری ہے اسلیئے ہمارے جنگل مین میٹھے پانی سے بہتر اور کوئی چیز میسر نہین آتی۔ چونکہ میٹھا پانی ہمارے ملک مین نایاب ہے اسلیئے ہم اسکو یہ نادر جانتے ہین۔

	گر خزانه اش پر زر فاخر است	این چنین آبش نباشد نادر است	
ترجمہ	پاس ہون اسکے ڈہیر فاخر بہت	ہے مگر یہ آب بہی نادر بہت	

شرح عورت کہتی ہے کہ اگرچہ خلیفۂ بغداد کا خزانہ قیمتی موتیون سے بہرا ہوا ہے مگر ایسا میٹھا پانی اسکے یہان ہرگز نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی فی الواقع نادر و نایاب ہے نادر است بطریق جملہ مستانفہ نباشد کی علت ہے نکتہ چونکہ اس مرد و زن (عقل و نفس) کو طاعات انبیا و اولیا اور تسبیحات ملائکہ کی خبر نہتی اسلیئے انہون نے اپنے حقیر تحفے (یعنے ان اعمال صالحہ کو جو حواس کی استعانت سے کیئے گئے تہے) قیمتی اور لائق قبولیت خیال کیا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان کا پانی (یعنے حواس) جو سبوے وجود انسانی مین موجود ہے اسی کی ملک ہے اور مالک کو اسیکی مملوک شے کا ہدیۃً بہیجنا خلاف عقل ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بڑا قدردان بادشاہ ہے اور وہ ایسے ہدیہ کو بہی قبول کرلیتا ہے۔ مولانا اس نکتہ کو آیندہ شعر مین بیان کرتے ہین کہ کوزہ و سبو سے وجود انسانی اور پانی سے حواس مراد ہین۔ یعنے حکایت کا باطنی نتیجہ شروع ہوتا ہے

	چیست آن کوزه تن محصور ما	اندرو آب حواس شور ما	
ترجمہ	کیا ہے وہ کوزہ تن محصور ہے	اسمین کچھ آب حواس شور ہے	

شرح یعنے اس سبو یا کوزہ سے جسم انسانی مراد ہے جو محصور (مقید بقید آب و گل) ہے اور اس کے اندر کے پانی سے حواس خمسہ کا کہاری پانی مراد ہے جو بدن سے ایسا تعلق رکھتے ہین جیسا کہ پانی اپنی ظرف سے حواس کو آب شور اسلیئے کہا کہ یہی کمبخت ہماری تلخکامی کا باعث ہین۔ حواس نہوتے تو انسان حساب و کتاب سے بالکل فارغ رہتا اسلیئے دیوانہ مرفوع القلم ہوتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمین اپنے حواس اسیکی محبت مین لگا دینی چاہیئین جسکی ملک ہین۔ اور یہ ہدیہ اسی بادشاہ کے حضور مین پیشکش کرنے کی قابل ہے جسنے ازل مین ہمین عطا کیا تہا۔ باینہمہ اسکا قبول کرلینا اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر مبنی ہے۔

	اے خداوند این خم و کوزه مرا	در پذیر از فضل الله اشتری	
ترجمہ	اس خم و کوزہ کو اے رب عقول	فضل اللہ اشتری سے کر قبول	

شرح یہ شعر تعلیم سالک کے لیئے مولانا کی مناجات ہے یعنے ایخدا میرے وجود اور حواس کو اپنے محبت مین صرف کرا اور انکے جو اعمال نیک صادر ہون اُنہین اپنے فضل سے قبول فرما کیونکہ تو نے قرآنمجید مین وعدہ کیا ہے کہ اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مومنین سے اُنکے جان ومال کو جنت کے بدلے مین خرید لیا ہے سبحان اللہ یہ آیت کسقدر خوشخبری دینے والی ہے

کوزۂ باپنج لولۂ پنج حس	پاک دار این آب را از ہر نجس
ترجمہ: ٹونٹیان اِس کوزہ مین ہین پانچ حس	تو نکر اس آب کو ہرگز نجس

شرح لولہ بمعنے آبشار ہے جسکو ٹونٹی کہتے ہین اور پنج لولۂ پنج حس مین اضافت بیانی ہے نیز یاد رہے کہ گذشتہ شعر مین تن کو کوزہ اور حواس خمسہ کو پانی کہا گیا تہا اور اس شعر مین اُنہین حواس خمسہ کو پانچ ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے اسلیئے دوسرے مصرع مین این آب کا اشارہ طاعات وعبادات کی طرف ہے جو حواس کی درستی سے تعلق رکہتی ہین۔ اور یہ شعر داخل مناجات بہی ہوسکتا ہے اور بطور نصیحت خطاب بسوے سالک بہی ہے یعنے ہمارا تن محسوس پانچ ٹونٹیون کا ایک کوزہ یا بدہنا ہے اور یہ پانچ ٹونٹیان حواس ہین۔ ایخدا یا اے سالک تو اس پانی (طاعت وعبادات) کو جو جسم کے حواس خمسہ سے متعلق ہے ریاکاری اور پست ہمتی کی نجاست سے بچا یعنے بدن اور حواس کو جو طاعات اور بجا آوری مرضیات الٰہی کے لیے پیدا ہوے ہین ناپاک پانی (خواہشات نفسانی وشیطانی) کی آمیزش سے پاک رکہہ۔

تا شود زین کوزہ منفذ سوے بحر	تا بگیرد کوزۂ ما خوے بحر
ترجمہ: تاکہ ہو کوزہ سے رستہ سوے بحر	تاکہ ہو کوزہ کو حاصل خوے بحر

شرح یعنے جب تو بدن اور حواس کو مرضیات الٰہی مین صرف کریگا اور ناپاک خواہشون سے جو عند الطریقت نجس العین ہین بچائے گا۔ تو یہ کوزہ دریائے معرفت سے جا ملیگا اور آب وحدت وشراب محبت سے لبریز ہو جائیگا۔ اور اس کوزہ مین دریا کی خصلت پیدا ہو جائیگی یعنی قطرہ دریا سے اور جز اپنے کل سے جا ملیگا تجکو اِسی کوزہ سے دریا کی طرف جانے کا رستہ ملجائے گا منفذ بمعنے طریقہ وراہ ہے۔

تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری	پاک بیند باشدش شہ مشتری
ترجمہ: ہدیہ تا لیجائے تو سلطان کے پاس	اور خریدے اسکو شاہ نیک اساس

شرح جب تو اپنے ایسے کوزۂ بدن کو جو مع حواس خمسہ مرضیات الٰہی مین مصروف رہا ہے بادشاہ حقیقی کے روبرو ہدیہ بناکر لیجائے گا تو وہ اسے خواہشات نفسانی سے پاک سمجھکر ضرور قبول فرمائیگا۔ اور اسکا خریدار ہو جائے گا یعنے اسکے صلہ مین تجکو دولت وصال ابدی عطا کیجائے گی۔

بے نہایت گردد آبش بعد ازان — پر شود از کوزۂ ما صد جہان

ترجمہ: [illegible] ہوگا پانی۔ بعد ازان — پر اسی کوزہ سے ہونگے سو جہان

شرح یعنے دریا کی طرف منفذ پانے کے بعد ایسے کوزۂ بدن کا رجو خواہشات نفسانی کی نجاست سے پاک ہے پانی بے نہایت ہو جائے گا۔ کیونکہ کوزہ آب بلکہ قطرۂ آب دریا سے ملکر خود دریا ہو جاتا ہے۔ اور جب ہمارا کوزۂ جسم بحر حقیقت سے جا ملا (مرتبۂ فنا حاصل ہو گیا) تو وہ منبع فیوض ربانی ہو گیا اسوقت ہمارے کوزۂ وجود کے پانی سے سو جہان پُر ہو سکتے ہین یعنے لاکھون آدمیون کو فیض پہنچ سکتا ہے

لولہا بر بند و پُر دارش ز خم — گفت غضوا عن ہوی ابصارکم

ترجمہ: ٹوٹیون کو بند کر کوزہ کو بھر — اور غضوا عن ہوی پر کر نظر

شرح لولہا جمع لولہ کے وہی پانچ ٹونٹیان یعنے حواس خمسہ مراد ہین مطلب یہ کہ اے شخص اپنے حواس کو منہیات سے بند کرلے اور خم یعنے دریائے حقیقت کے مشکے (ارشاد ولی کامل) کے پانی سے بھر لے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے قُل لِّلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِہِم وَیَحفَظُوا فُرُوجَہُم یعنے اے پیغمبر مومنین سے کہدے کہ اپنی آنکھین بند رکھین اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اہل ظاہر نے آنکھین بند رکھنے کے یہ معنے لئے ہین کہ نامحرم عورتون پر نگاہ نہ ڈالنی چاہیئے۔ اور مولانا قدس سرہ نے من ابصارہم کا صلہ عن ہواہم نکالا ہے۔ یعنے خواہشات نفسانی سے اپنے حواس کو بند کرلو۔ فائدہ مولانا قدس سرہ نے اس حکایت کا باطنی مطلب یا معنوی نتیجہ ان دو تین شعرون مین بیان کر دیا ہے۔

ریش او پُر باد کاین ہدیہ کراست — لایق چون آن شہے اینست راست [illegible]

ترجمہ: مرد نے ڈینگین [illegible] قابل ہے یہ — اور حضور شاہ کے لایق ہے یہ

شرح یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مرد عرب اپنے ہدیہ پر مغرور ہوا اور ڈینگین کہنے لگا کہ جیسا ہدیہ میرے پاس ہے ایسا اور کسیکے پاس نہین اور اس جیسے عظیم الشان یعنے خلیفہ بغداد کے لایق ایسا ہی ہدیہ ہے۔ ریش پر باد شدن فارسی کا محاورہ ہے یعنے فخر کرنا تکبر ہونا غرور کرنا۔

وان نمی دانست کانجا بر گذر — ہست جاری دجلۂ ہمچون شکر

ترجمہ: لیکن اسکو یہ نہ تھا ہرگز خبر — دجلہ جاری ہے وہان رشک شکر

شرح بعض نسخون مین زان نمیدانست ہے۔ یعنے اعرابی درویش یا اسکی اہلیہ نے مینہ کے پانی کو بہت بڑا ہدیہ سمجھا مگر یہ نہ جانا کہ بغداد کے رستہ ہی مین دجلہ شیرین جاری ہے باطنی مطلب یہ ہے کہ نفس یا عقل نے یہ خیال نہ کیا کہ اللہ تعالے کے پاس انبیا و صلحا کے بڑے بڑے اعمال صالحہ جمع ہین وہان یہ حقیر سا ہدیہ

یعنے تہوڑی سی عبادت کا پانی۔ جو کوزۂ جسم و حواس مین بہرا ہوا ہے کیونکر قبول ہوگا۔

در میان شہر چون دریا روان — پر ز کشتیہا و شست ماہیان

ترجمہ: شہر مین ہے صورت دریا روان — جا بجا ہین دام نہر سو کشتیان

شرح یعنے دجلہ بغداد کے رستہ مین بہی تہا اور شہر مین بہی مانند دریا روان تہا اور اسمین کشتیان اور مچہلیان پکڑنے کے جال اور کانٹے لگے ہوے تہے۔ یعنے اعرابی نے یہ نسجہا تہا کہ مدینۂ قرب الٰہی مین انبیا و اولیا کے اعمال دریا کی طرح جاری ہین اور اُنمین نجات کی کشتیان لگی ہوی ہین جو اُنکی متبعین کو نظر آتی ہین اور طالبان حق کے شکار کرنے کے لیئے کانٹے موجود ہین۔ ایسی جگہ کوزۂ آب کو کون قبول کریگا اور اُسکی کیا خاک عزت ہوگی۔ کیونکہ ہر شے کی قبولیت اور عزت وہین ہوتی ہے جہان وہ شے نایاب ہو۔

رو بر سلطان و کار و بار بین — حس تجری تحتہا الانہار بین

ترجمہ: دیکھہ کیا سلطان کا کاروبار ہے — حس تجری تحتہا الانہار ہے

شرح یعنے اعرابی کی بے خبری یا کم فہمی اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص خلیفۂ بغداد کے پاس جا اور اُسکی شوکت و عظمت کو معلوم کر۔ اور اُسکی حس باصرہ کو دیکہہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین مطلب یہ کہ اے بیخبر اعرابی پانی کا ہدیہ کیا لیجاتا ہے اُس بادشاہ کی تو آنکہون کے تلے نہرین جاری ہین۔ کیونکہ بادشاہ اپنے دیوان خانہ مین بہی نہرین لیجایا کرتے ہین حس موصوف اور تجری تحتہا الانہار اُسکی صفت ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی عظمت و شان کو دیکہہ اور مشاہدۂ حق کی کوشش کر۔ اور ایسی حس پر نظر ڈال جسکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔ یہ حس انبیا اور اولیا کی ہے مطلب یہ کہ انبیا و اولیا کا تابع ہو بعض نسخون مین حس کی جگہ حسن ہے اسصورت مین لفظ جنات بقرینہ آیت محذوف ماننا پڑیگا یعنے خلیفہ کے دربار مین جا۔ اور اُن باغون کی لطافت و خوبصورتی کو دیکہہ جنکے نیچے نہرین جاری ہین یا بادشاہ حقیقی کی مشاہدہ کی کوشش کر اور انبیا و اولیا کے اعمال صالحہ کے باغون کو دیکہہ جنکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔

ہمچنین حسہا و ادراکات ما — قطرۂ باشد دران بحر صفا

ترجمہ: بس اسی صورت سے ادراک بشر — قطرۂ بحر صفا ہے سر بسر

شرح یعنے جسطرح اس اعرابی کا ہدیہ نہایت حقیر تہا اسیطرح ہمارے حس اور ادراک کی مدد سے جو طاعت ہم سے ہوسکتی ہے ایسی مثال رکہتی ہے جیسا کہ اُس بحر صفا مین جسمین اعمال صلحا جمع ہین کسینے ایک قطرہ ڈالا۔ بحر صفا سے لوح محفوظ اور علم الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہمارے اعمال انبیا و اولیا کے اعمال کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین قطرہ اسلیئے ہمین اپنے تہوڑے سے اعمال پر مغرور نہونا چاہیئے۔

باز جوے دبازبین وبازیاب ۔ از کہ از من عندہ ام الکتاب

ترجمہ ڈہونڈہ آنکہین کہول تا ہو کامیاب ۔ ہے معاون صاحب ام الکتاب

شرح یعنے توفیق طاعت خدا سے ڈہونڈہ اور راہ معرفت اسیکی رہنمائی کے بہروسہ پر دیکہہ اور مرتبہ فنا اسیکی امداد سے حاصل کر یہ سب باتین اسی ذات پاک کی مدد سے حاصل ہونگی جسکے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے مطلب یہ کہ اے بیخبر اس اعرابی کی طرح اپنے اعمال پر اعتماد نکر کیونکہ وہ بالکل لاشے ہین ۔ بلکہ اللہ تعالے سے طاعت کی توفیق مانگتا رہ انشاء اللہ راہ معرفت معلوم ہوجائے گی اور تو مرتبۂ فنا حاصل کریگا بغیر اسکی مدد کے کچہ نہین ہوسکتا کیونکہ اسکی لوح محفوظ مین سب کچہ لکہا ہوا ہے ۔ طاعت اہل نجات کی اور معصیت اہل عذاب کی ایسی ہی علامت ہے جو ازل سے لوح محفوظ مین درج ہے اور لوح محفوظ مین تغیر وتبدل نہین ہوسکتا ۔

در نمد دوختن زن سبوی آب را و مہر برو نہادن از غایت اعتقاد

ترجمہ اعرابی کی اہلیہ کا پانی کی ٹہلیا کو نمدہ مین سی دینا اور قبولیت کی اعتقاد سے اسپر مہر لگا دینی

مرد گفت اے سبو را سر بہ بند ۔ ہین کہ این ہدیہ است ما را سودمند

ترجمہ مرد بولا کہ سبو کو جلد بند ۔ ہے یہ نادر ہدیہ بلاشک سودمند

در نمد در دوز تو این کوزہ را ۔ تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را

ترجمہ سیجاو یہ کوزہ نمد مین سی کے تو ۔ تا کہ اس سے شاہ کا روزہ کہلے

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت اس ٹہلیا کو نمدے مین سر بند کرکے مہر لگا دے یہ ہدیہ ہمارے لیے نفع بخش ہوگا یعنے بادشاہ بغداد ضرور اسکو قبول فرماکر بہت بیش بہا صلہ مرحمت کریگا ۔ اور یہ ایسا نادر پانی ہے کہ کیا تعجب بادشاہ اس سے روزہ افطار کرے ۔ یعنے ہدیہ گویا تبرک ہے ۔

کاینچنین اندر ہمہ آفاق نیست ۔ جز رحیق و مایۂ ارزاق نیست

ترجمہ بے نصیب اس ہدیہ سے آفاق ہے ۔ یہ شراب اور مایۂ ارزاق ہے

شرح یعنے ایسا پانی تمام زمانہ مین کہین نہین اس پانی کو سوائے شراب خالص اور سرمایۂ روزی کے اور کسی چیز سے تشبیہ نہین دیجاسکتی یعنے یہ نہایت بیش بہا ہے بعض نسخون مین مایۂ اذواق ہے یعنے مادۂ وصل گوارائی کیونکہ اذواق یعنے صافی وگوارائی ہے ۔ مختصر یہی حال اس شخص کا ہے جو مرتبۂ حقیقت تک نہین پہنچا ایسا آدمی اپنی طاعات پر اعتماد کرکے انکو نہایت اچہا سمجہا کرتا ہے

زانکہ ایشان ز آبہای تلخ وشور ۔ دائما پر علتند و نیم کور

ترجمہ کیونکہ پیتے آب تلخ و شور ۔ ہوگئے وہ سب کے سب بیمار و کور

شرح مولانا۔ اعرابی اور اسکی اہلیہ کے اس کوزۂ آب کو بیش بہا ہدیہ خیال کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہین وہ یہ ہے کہ اہل عرب خاصکر اعرابی (جنگل کے رہنے والے اور دہقانی) کھاری پانی استعمال کرنے کرتے بیمار اور نیکورہ (آدھے اندھے) ہو جاتے ہین بینائی مین فرق آجاتا ہے اسلیئے میٹھے پانی کی ایک ایک بوند انکے نزدیک آب موتی سے زیادہ بیش بہا اور نہایت قیمتی ہے معنوی مطلب یہ ہے کہ تھوڑی سی طاعت پر اعتماد کرنے والے بہت گناہون پر نظر نہین کیا کرتے جو سراسر خلاف عقل و نقل ہے

مرغ کاب شور باشد مسکنش	**او چہ داند جائے آب روشنش**
ترجمہ: کھاری پانی ہو وطن جس مرغ کا	آب شیرین کی وہ جانے قدر کیا

شرح روشنش کی ضمیر شین بمعنے برائے خود ہے۔ یعنے جس جانور کا مسکن کھاری پانی ہو وہ اپنے لیئے آب روشن (میٹھے اور صاف پانی) کی جگہ معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے کھاری پانی ہی کو بیش بہا نعمت سمجھتا ہے اسطرح اعرابی اور اسکی اہلیہ نے اپنے ہدیہ کو نادر خیال کر لیا تھا۔

اے کہ اندر چشمہ شورست جات	**تو چہ دانی شط و جیحون و فرات**
ترجمہ: شور چشمے مین ہے تو اے بدصفات	تجھکو کب ہے علم جیحون و فرات

شرح شط بمعنے مطلق جو وکنارۂ دریا و جو وغیرہ جیحون بلخ کے قریب خراسان اور ماوراء النہر کے مابین ایک بڑی نہر ہے اور فرات مطلق آب شیرین کو بھی کہتے ہین اور اس نہر کا نام بھی ہے جو کوفہ کے قریب ہے اور دجلہ بغداد کی نہر یہان سے مولانا قصہ چھوڑکر حصۂ معنوی کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے اے مخاطب تو کھاری پانی کے چشمے (آب شور بشریت) کا رہنے والا ہے جب تک اس سے نجات نپائیگا جیحون و فرات (دریائے تجلیات الٰہی) کے پانی کے مزہ سے واقف نہین ہو سکتا۔

اے تو نارستہ ازین فانی رباط	**تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط**
ترجمہ: قید خانہ ہے ترا فانی رباط	تجھکو کب ہے علم سکر و انبساط

شرح یعنے اے شخص تجھے اس سرائے فانی (قید بشریت یا حب دنیا) سے ابھی نجات نہین ملی اسلیئے تو صحو (ہستی محبت الٰہی) اور سکر و انبساط (نشۂ عشق اور روحانی خوشی) سے بالکل ناواقف ہے۔

ور بدانی نقلت از اب و جدست	**پیش تو این نامہا چون ابجدست**
ترجمہ: علم ہے تو باپ دادا سے ہے نقل	شکل ابجد نام ہین اے خام عقل

شرح یعنے اگر تو سکر و صحو و انبساط یا دیگر اصطلاحات صوفیہ کو جانتا ہے تو یہ سمجھ کہ تونے یہ الفاظ اپنے باپ دادون اور بزرگون سے سن رکھے ہین عملی طور پر اُنسے واقف نہین ہوا اسلیئے صرف الفاظ صوفیہ

کا یاد کر لینا بالکل بیکار بات ہے جیسا کہ بچے ابجد ہوز یاد کر لیتے ہین۔

ابجد و ہوز چہ فائش ست و مدید		بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید	
ترجمہ	ابجد و ہوز ہے لڑکون پر پدید		لیکن ان لفظون کے معنے ہین بعید

شرح یعنے ابجد ہوز اسقدر مشہور ہے کہ بچے بچے کو یاد ہے مگر اسکے معنے بڑے بڑون کو معلوم نہین اسیطرح صوفیون کی اصلاحین اکثر لوگونکو معلوم ہین مگر عملی طور پر انکے معنون سے بہت کم واقف ہین **فائدہ** بعض کتب مین ابجد ہوز کے مندرجۂ ذیل معانی نظر سے گزرے ہین **ابجد**۔ اَبیٰ اٰدَمُ وَجَدَّ فِی التَّقَرُّبِ اِلَی الشَّجَرَۃِ وَاَکَلَ الْحِنْطَۃَ (یعنے آدمؑ نے ازراہِ انکار درخت کے قریب جانے مین کوشش کی اور گیہون کہا گئے **ہوز** اِتَّبَعَ ہَوَاہُ فَزَالَ عَنْہُ نَعِیْمُ الْجَنَّۃِ یعنے آدم نے اپنی خواہش کا اتباع کیا اور اُنسے جنت کی نعمتین زائل ہوگئین۔ اور بعض نے **ہوز** بمعنے تَحَرَّکَ اِلَی التَّوْبَۃِ لکہا ہے یعنے آدمؑ نے توبہ کی طرف حرکت کی **حطی** حُطَّ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ بِالتَّوْبَۃِ وَالْاِسْتِغْفَارِ یعنے آدمؑ سے اُنکے گناہ توبہ و استغفار کے سبب معاف کیے گئے **کلمن** فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ یعنے آدم نے اپنے رب سے کچہ کلمات سیکہہ لیئے اور خدا نے انکی توبہ قبول کرلی **سعفص** سَعٰی فَصَارَ مَقْبُوْلًا یعنے آدم نے اپنے گناہ کے معافی مین کوشش کی اور مقبول بارگاہ ہوگئے **قرشت** اَقَرَّ بِذَنْبِہٖ فَخُصَّ بِالْکَرَامَۃِ وَکُتِبَتْ لَہٗ دَرَجَۃٌ عَالِیَۃٌ۔ یعنے آدم نے اپنے گناہ کا اقرار کیا پس خدا نے انپر کرم فرمایا اور انکی ذات نے مرتبۂ بلند حاصل کرلیا **ثخذ** ثُمَّ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ الْقُوَّۃَ یعنے پہر آدم نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے قوت حاصل کرلی **ضظغ** ضَعُفَ بَعُدَ عَنْہُ وَسْوَاسُ الشَّیْطَانِ یعنے پہر آدمؑ سے شیطان کے وسوسے دور ہوگئے شیخ ولی محمد نے اسکو حدیث کہا ہے مگر صحاح ستہ مین یہ حدیث موجود نہین ہے۔

پس سبو برداشت آن مرد عرب		در سفر شد میکشیدش روز و شب	
ترجمہ	پس سبو لیکر چلا مرد عرب		اور سفر مین تہا نگہبان روز و شب

شرح پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ یعنے اعرابی اس ٹہلیا کو لیکر گہر سے چل پڑا اور دن رات سفر کر کے بغداد کے قریب جا پہنچا **نکتہ** یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر خدا گہر بیٹہے نہ مل سکے تو اسکی تلاش مین سفر کرنا لازم ہے اور اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ یعنے علم اگر چین مین ہو تو وہین جا کر طلب کرنا چاہیئے کے یہی معنے ہین

بر سبو لرزان بد از آفات دہر		ہم کشیدش از بیابان تا بشہر	
ترجمہ	رکہتے رکہتے خطرۂ آفات دہر		خیریت سے لیکے پہنچا تا بہ شہر

شرح یعنے آفات زمانہ کے خوف سے اعرابی کا دل دُہکڑ پُکڑ کرتا رہتا تہا کہ ایسا نہو یہ ٹہلیا ٹوٹ جائے یہانتک کہ شہر مین جا پہنچا۔ اور اسکی محنت و تکلیف سفر رائگان نہ گئی۔

زن مصلے باز کردہ از نیاز — ربّ سلّم ورد کردہ در نماز

ترجمہ: عاجزی سے کرتی تھی عورت دُعا — اُس سبو کو رکھہ سلامت اے خدا

شرح یعنے اعرابی تو ٹھلیا لیکر گھر سے چلا اور اسکی بیوی نے جا نماز بچھائی اور ربّ سلّم کا وظیفہ پڑہنے لگی یعنے الٰہا میرے خاوند اور اُس ٹھلیا کو سلامتی کے ساتھ خلیفہ بغداد تک پہنچا اور صحیح سلامت واپس لا۔

کہ نگہدار آب ما را از خسان — یارب این گوہر بدان دریا رسان

ترجمہ: رکھہ کمینون سے اُسے یارب نگاہ — اور دے گوہر کو دریا مین سپاہ

شرح یہ عورت کی مناجات کا مضمون ہے یعنے الٰہا ہماری پانی کو کمینون رہزنون یا ٹھلیا توڑنیوالون سے محفوظ رکھیو۔ اور اس بیش بہا گوہر ربانی کو اُس دریائے کرم خلیفہ بغداد تک صحیح سالم پہنچا دیجیو نکتہ یہی حال نفس لوّامہ کا ہے کہ جب وہ دنیوی جھگڑون کو چھوڑ کر متوجہ ہوے سیر الی اللہ ہوتا ہے تو گوہر ایمان کی حفاظت۔ اور وصول تا باب رحمت مع الایمان چاہا کرتا ہے نیز اسمین اشارہ ہے کہ سالک کی عقل کو سیر الی اللہ کے وقت عاقبت بینی سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ یہ مرد عرب غافل نہ تہا۔ اور نفس بہی عقل کے بھروسہ پر نہ ہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بھروسہ پر نہ رہی بلکہ مصلے بچھا کر خود بہی دعا مانگنے لگی

گرچہ شویم آگہ است و پُرفن است — لیک گوہر را ہزاران دشمن است

ترجمہ: ہے مرا خاوند گو پُرفن بہت — ہوتے ہین گوہر کے پر دشمن بہت

شرح ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عقل نہایت درجہ کی دانا ہے لیکن پہر بہی شیطان اور نفس امّارہ اُسکے دشمن ہین۔ جو راہ حق سے ہر دم بہکانے کے لیئے آمادہ ہین۔

خود چہ باشد گوہر آب کوثر است — قطرۂ زان آب اصل گوہر است

ترجمہ: کیا ہے گوہر آب کوثر ہے وہ آب — سچ تو یہ ہے اصل گوہر ہے وُہ آب

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارے پانی کے مقابلہ مین گوہر کیا چیز ہے کچہ بہی نہین یہ پانی آب کوثر اور اسکا ایک ایک قطرہ اصل گوہر ہے۔ یعنے گوہر ایسی قیمتی چیز نہین کہ اُس سے آپ ایمان کو تشبیہ دیجائے۔ بلکہ ایمان آب کوثر اور حقیقی خوبی ہے اسکو اصل گوہر کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔

از دعاہائے زن و زاری او — وز غم مرد و گرانباری او

ترجمہ: ہوگیا عورت کی زاری کا اثر — مرد کے محنت سنگاری کا اثر

سالم از دزدان و از آسیب سنگ — برد تا دار الخلافہ بید رنگ

ترجمہ: بے غم دزدان و بے آسیب سنگ — جا لیا بغداد اُسنے بے درنگ

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے عورت کی دعا و زاری کی برکت اور اپنی گرانباری کی محنت کے باعث اعرابی چورون اور بٹپارون سے بچا کر اُس تھیلیا کو دار الخلافہ بغداد تک سے پہنچا یعنے خدا نے عورت کی سن لی اور مرد کی محنت کو رائگان نہ کیا۔ باطنی معنے یہ ہین کہ عقل دنیوی جھگڑون سے الگ ہو کر بلا خوف دزد شیطان اور صدمہ سنگ ماسوے اللہ موصل الی اللہ ہو گئی۔

دید درگاہی پر از انعامہا	اہل حاجت گستریدہ دامہا
ترجمہ دیکھی اک درگاہ پُر انعام سے	جا بجا بچھے ہوئے کچھ دام سے

شرح یعنے اعرابی نے بغداد پہنچکر خلیفہ کی عالیشان بارگاہ کو انعامات و احسانات سے پُر اور ضرورتمندونکو جال بچھائے یعنے وسائل حاجت برآری پیش کرتے ہوئے دیکھا مطلب یہ کہ چونکہ اعرابی واصل الی اللہ ہو گیا تھا اسلیئے از راہ مکاشفہ اُسے لوگونکی حاجتین اور ضرورتمندون کی حاجت برآری کے وسائل نظر آنے لگے

دم بدم ہر سوئے صاحب حاجتی	یافتہ زان در عطا و خلعتی
ترجمہ اور دیکھے اہل حاجت ہر طرف	ہر طرف انعام خلعت ہر طرف

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ اُس بادشاہ کے دربار سے ہر صاحب حاجت کو خلعت و انعام ملتا ہے

بہر گبر و مومن و زیبا و زشت	ہمچو خورشید و مطر نی چون بہشت
ترجمہ یعنے وہ درگاہ بہر خوب و زشت	شکل باران تھی نہ تھی شکل بہشت

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کا کرم کافر مومن اور اچھے بُرے سب کیلیئے سورج اور مینھ کی طرح عام ہے اور بہشت کی طرح مسعودون یا نیکون کے لیئے خاص نہین۔ کیونکہ کرم خداوندی از قسم رزق و مال اور اولاد وغیرہ دینے کے اعتبار سے تمام مخلوق پر یکسان ہے۔

دید قومی در نظر آراستہ	قوم دیگر منتظر برخاستہ
ترجمہ دیکھا اک فرقہ کو با صد زیب و فر	حکم شہ کی منتظر قوم دگر

شرح یعنے اعرابی نے ایک گروہ کو بادشاہ کی نظرون مین آراستہ اور دوسرے گروہ کو منتظر حکم اور خدمت شاہی بجا لانے کے لیئے ایستادہ دیکھا پہلا فرقہ وزرا و اُمرا مقربین بارگاہ الٰہی کا ہے اور دوسرا معمولی نوکرون اور خدمتگارون زہاد و عبادکا۔ جو طاعت کے لیئے ہر دم کمر بستہ اور حکم یا اشارہ کا منتظر ہے

خاص و عامہ از سلیمان تا بمور	زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صور
ترجمہ زندہ اُسمین اسطرح سب خاص و عام	صور سے جسطرح اُٹھین گے تمام

شرح یعنے اُس بادشاہ کی بارگاہ مین سلیمانی سے لیکر مور تک تمام خاص عام اسطرح از سر نو زندگی پائے

ہوئے تھے جسطرح جہان کو صور پھکنے سے نئی زندگی ملنے والی ہے یعنے اُسکے کرم سے ہر شخص کو حسب استعداد انعام و اکرام اور اضافی روح ملی ہوئی تھی۔ کوئی شخص محروم نہ تھا۔

	اہل صورت زان جواہر یافتہ	اہل معنی بحر نا دِر یافتہ
ترجمہ	اہل صورت کو جواہر مل گئے	اہل دلکو بحر نادر مل گئے

شرح ظاہری معنے یہ ہین کہ اہل صورت (طالبان دنیا) نے اُس بادشاہ کے دربار سے زر و جواہر اور انعامات حاصل کیئے اور اہل معنے (طالبان اخلاق حسنہ) اُسکی نیک طینی کے باعث دریائے انوار معانی کے مالک ہوگئے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی سے اہل صورت نے حور و قصور حاصل کیے اور اہل معنی نے بحر نادر یعنے مرتبۂ وصول حق پایا۔ بعض نسخون مین جواہر یافتہ اور بحر نادر کی جگہ بحر یعنے یافتہ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے یعنے اہل صورت جواہر مین بٹے ہوئے یعنے غرق جواہر تھے اور اہل معانی کو دریائے معنی ملگیا تھا

	آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ	وانکہ باہمت چہ بانعمت شدہ
ترجمہ	تھا جو بے ہمت وہ باہمت ہوا	اور جو باہمت تھا بانعمت ہوا

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ جو بے ہمت اُس ایوان مین داخل ہوا وہ بہت بڑا باہمت ہوگیا۔ اور جو باہمت داخل ہوا وہ صاحب نعمت ہوگیا یعنے بیسامان باسامان ہوگیا اور باسامان رئیس اعظم بنگیا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ بے ہمت سالک عابد کامل بنگیا اور باہمت عابد مقرب خاص ہوگیا۔ نکتہ اگران تمام اشعار مین خلیفہ سے مراد اللہ تعالے لیے ہے تو ظاہر ہے کہ اُسکا کرم جمیع مخلوق کو شامل ہے اور اگر رسول خدا مراد ہین تو آپ رحمۃ للعالمین ہین اور اگر ورثاء رسول مراد ہین تو اُنکی دعا بھی جو بمنزلۂ کرم ہے عام کو شامل ہے ہمنے تفہیم عام کے لیے تمام اشعار مین خلیفہ سے اللہ تعالے مراد لیا ہے۔ مگر ذوق سلیم گواہی دیتا ہے کہ اس سے رسول خدا اور اُنکے ورثاء یعنے اولیاء کامل اور مرشد بھی مراد ہوسکتے ہین۔

دربیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کرم و کریم ست کرم و کریم ہم عاشق گدا ست اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او در آید و اگر کریم را صبر بیش بود گدا بر در او آید اما صبر گدا کمال گدا ست و صبر کریم نقصان کریم ست

ترجمہ اس بات کا بیان کہ جسطرح گدا کرم اور کریم کا عاشق ہے اسیطرح کرم اور کریم گدا کا عاشق ہے فقیر زیادہ صبر کرتا ہے تو کریم اُسکے دروازہ پہ آجاتا ہے اور اگر کریم صبر کرتا ہے تو گدا اُسکے دروازہ پہ چلا آتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ فقیر کا صبر کرنا کمال فقیر ہے اور کریم کا صبر کرنا نقصان کریم۔ کیونکہ فقیر ضرور مجتہد ہوکر صبر کریگا تو یہ فی الواقع اُسکا کمال ہے اور کریم صبر کریگا تو اظہار کرم ہونے سے اُسے نقصان پہنچیگا۔

بانگ مے آید کہ اے طالب بیا	جود محتاج گدایان چون گدا
ترجمہ: آتی ہے آواز اے محتاج آ	ہے عطا و جود محتاج گدا

شرح یعنے اعرابی نے داخل بارگاہ سعادت ہوکر یہ آواز سنی کہ اے طالب ادہر آ۔ تیری دستگیری کیجائیگی کیونکہ جسطرح گدا جود وسخا کا محتاج ہوا کرتا ہے اسیطرح جود وسخا گدا کا محتاج ہے۔ اور یہ احتیاج طرفین سے ایکسان ہے۔ گدا جود کا حاجتمند ہے اور جود گدا کا محتاج ہے۔

جود محتاج ست و خواہد طالبے	ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
ترجمہ: جود کو ہے اپنے طالب کی تلاش	جسطرح توبہ کو تائب کی تلاش

شرح یعنے جسطرح توبہ تائب کی تلاش مین ہے اسیطرح جود گدا کی تلاش مین ہے چونکہ اللہ تعالے کو تمام عمال مین سے گنہگار کی توبہ بہت پسند ہے اسلیئے گویا توبہ تائب کی جستجو کرتی رہتی ہے۔

جود مے جوید گدایان وضعاف	ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف
ترجمہ: جود کو یون ہے گدا کی جستجو	طالب آئینہ جیسے خوبرو

شرح یعنے جسطرح حسین اپنا حال دیکھنے کو آئینہ کے طالب ہین اسیطرح اہل جود وکرم۔ اپنے جود وسخا کی اچھی صورت دیکھنے کو گدا کے خواہان ہین گدا نہو تو روئے جود وکرم ہرگز نہین نظر آسکتا۔ یا یہ کہ گدا نہو تو جود خود اپنے چہرہ زیبا کو نہین دیکھہ سکتا۔ ضعاف جمع ضعیف ہے بمعنے ناتوان وگدا۔

روئے خوبان زائنہ زیبا شود	روے احسان از گدا پیدا شود
ترجمہ: آئینہ ہے روئے خوبان کے لیے	اور گدا ہے روے احسان کے لیے

شرح یعنے جسطرح کسی حسین کا چہرہ آئینہ دیکھنے سے اور زیادہ حسین ہوجاتا ہے اسیطرح احسان وکرم کا چہرہ فقیر کے آنے سے چمک اٹھتا ہے۔ مطلب یہ کہ گدا باعث آرایش جود وکرم ہے۔

پس ازین فرمود حق در والضحے	بانگ کم زن اے محمد بر گدا
ترجمہ: والضحے مین ہے یہ رمز بیشبہ وشک	اے محمد سائلون کو مت جھڑک

شرح یعنے چونکہ احسان وکرم کا اظہار فقیر ہی کے سبب سے اسلیئے اللہ تعالے نے سورہ والضحے مین اپنے پیارے رسول کو سائل کو جھڑک دینے یا دہمکا دینے سے منع فرمایا ہے۔ وہ آیت یہ ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنے اے پیغمبر سائل کو ہرگز مت جھڑک کریم وہ ہے جو حتے الامکان سائل کا سوال پورا کرے۔ یا اس نرمی سے جواب دے کہ دینے سے زیادہ فقیر کا دل خوش ہوجائے فائدہ اس آیت کے شان نزول مین بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ ایکبار آنسرور کائنات کے پاس حضرت عثمانؓ کہجورون کی ٹوکری لائے اپنے

تناول فرمانا چاہا۔ اُسوقت ایک سائل آگیا۔ آپنے چند کھجورین دیدین۔ مگر چونکہ یہ کھجورین حضرت عثمانؓ فقط آپ ہی کے کھلانے کی نیت سے لائے تھے اسلیئے اُنہون نے سائل کو قیمت دیکر پھر خرید لین اور اُسنے پھر سوال کیا۔ رسولخدا نے پھر کھجورین دیدین اور حضرت عثمان نے پھر خرید لین اسیطرح تین مرتبہ ہوا بعدہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے شخص تو سائل ہے یا بایع؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

چون گدا آئینهٔ جودست هان	دم بود بر روی آئینه زیان
ترجمہ: ہے گدا آئینۂ لطف و کرم	آئینے پر کسلیئے کرتا ہے دم

شرح یعنے یہ ثابت ہوگیا کہ گدا آئینہ جود و کرم ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ آئینہ پہونک مارنے سے مکدر اور اندہا ہو جاتا ہے۔ اور اسمین پہونک مارنیوالے کا نقصان ہے بس تو اسیطرح گدا پر پہونک مارنے (اُسے جہڑکنے یا اپنے دم و خم دکہانے اور تکبر کرنے۔ یا گالیان دینے) سے اپنا ہی نقصان متصور ہے کہ روئے احسان کا اظہار نہین ہوسکتا نکتہ اس مقام کی باطنی تحقیق یہ ہے کہ عالم کا مظہر اسما و صفات الٰہی ہونا دو طرح ہے ایک یہ کہ اسما کے آثار مظہر مین پائے جائین مثلاً بندہ مرزوق ہے اور خدا رزاق مرزوقیت رزاقیت کا اثر ہے یعنے اگر بندہ مین صفت مرزوقیت نہوتی تو خدا کی صفت رزاقیت کا ظہور نہوتا علے ہذا القیاس اور اسماء مین دوسری مظہریت یہ ہے کہ بندہ اُس اسم یا صفت کے ساتھ خود موصوف ہو جائے مثلاً زید نے خالد کو کچھ ہبہ کیا تو زید بھی واہب ہے اور اللہ تعالے بھی کیونکہ اس صورت مین مظہر جس صفت کے ساتھ موصوف ہوگیا ہے وہ فی الواقع صفت الٰہی ہے چونکہ زید موصوف ہوگیا ہے اسلیئے اُسکو بھی واہب کہین گے۔ اور چونکہ فی الواقع یہ صفت الٰہی کا ظہور ہے اسلیئے واہب حقیقی اللہ تعالے ہی ہے مولانا ان ابیات مین اول معنے کی طرف اشارہ فرما رہے ہین۔ یعنے صفت جود گدا کی خواہان ہے تاکہ اُسپر احسان کرے اور اُسے محسن الیہ بنائے۔ اگر وہ محسن الیہ نہوتا تو اللہ تعالے کے محسن ہونیکا ظہور غیر ممکن تہا اس لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ اگر گدا مین صفت گدائی نہوتی تو جود کا ظہور غیر ممکن تہا اسلیئے اللہ تعالے نے سائل کے جہڑک دینے سے منع کر دیا ہے کیونکہ اُسکو سوال کرنے سے مطلوب کے ملجانے کی اُمید ہوتی ہے اور مطلوب کے اُس تک پہنچ جانے سے دینے والے مین صفت جود حق کا اظہار ہوتا ہے

آن یکے جودش گدا آرد پدید	وین دگر بخشد گدایان را مزید
ترجمہ: اک کرم کرتا ہے سائل کو پدید	بخشتا ہے دوسرا اُسکو مزید

شرح اس شعر مین جود اقدس اور جود مقدس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنے اللہ تعالے کا ایک جود تو یہ ہے کہ گدا یعنے ہر ممکن کو جو سر بسر محتاج فیوض رحمانی تہا وجود یا عالم ہستی مین لایا اور ایک کو دوسرے

سے ممتاز کردیا۔ دوسرا جود یہہ ہے کہ ممکنات کی حاجات اور سوالات کے مطابق انکو فیض پہنچایا یعنے فقیرونکو خلعت ہستی کے سوا اور بہی بہت سے انعامات عطا فرمائے۔ اصطلاحات صوفیہ مین پہلے جود کا نام اقدس اور دوسرے کا مقدس ہے دوسرے معنے ہین کہ اے اہل کرم سائل کے آنے سے اللہ تعالے تجہپر دو طرح کی مہربانیان کرتا ہے ایک یہ کہ گدا کو تیرے دروازہ پر لے آیا۔ دوسرے یہ کہ تیرے ہاتہ سے کچہہ دلوادیا کیونکہ دینے والا تو نہین ہے بلکہ فی الواقع خدا ہی ہے

	پس گدایان آینہ جود حقند	وانکہ باحق اند جود مطلقند
ترجمہ	ہین گدا آئینۂ جود خدا	جود مطلق ہین جو باحق ہین گدا

شرح یعنے وہ گدا جو اللہ تعالے کو جواد مستقل اور اہل جود و کرم کو صفت جود کا مظہر سمجہتے ہین وہ جود حق کا آئینہ ہین جود و احسان کا جو بصورت چہرہ اُنہین کے سبب دکہائی دیتا ہے اور وہ گدا جو اپنے صبر و تقوے کے باعث باحق اور خدا رسیدہ ہوگئے ہین خود جود مطلق ہین اُنہین کی برکت سے مینہہ برستا ہے اور اُنہین کے طفیل لوگون کو روزی ملتی۔ حدیث شریف مین لعلکم ترزقون بضعفائکم موجود ہے یعنے اے لوگو فقیرون اور ناتوانون کے ساتہ احسان کرتے رہا کرو کیا عجب تمہین اُنہین کی بدولت روزی ملتی ہو۔

	وانکہ جز این دو ست او خود مردہ ایست	او برین در نیست نقش پردہ ایست
ترجمہ	اور جو اُنکے سوا ہے مردہ ہے	وہ نہین اس در پہ نقش پردہ ہے

شرح حاجتمندون کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کوئی شخص یہ سمجہکر اپنی حاجت خلقت کی طرف لیجائے کہ احتیاج فی الواقع خالق کی طرف ہے اور خلقت سے جو کچہہ فیض پہنچتا ہے وہ درحقیقت خالق کی جانب سے ہے۔ اسیلیئے عارف کے نزدیک تمام ممکنات جو محتاج فیضان الٰہی ہین آئینۂ جود حق ہین اور گزشتہ شعر کا پہلا مصرع پس گدایان آینہ جود حقند۔ اسی پہلے قسم کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور یہ مرتبہ سالک کا ہے دوسرا وہ شخص ہے جو مرتبۂ بقا تک ترقی کرکے اور واصل الی اللہ ہوکر متصف بجمیع صفات ہوگیا ہو اسوقت یہ شخص خود جود مطلق بنجاتا ہے اور اسکا فیض کسی خاص شخص کے لیئے مخصوص نہین ہوتا بلکہ اسی کے طفیل عوام کو رزق ملتا ہے مینہہ برستا ہے یہ مرتبہ ابدال اور اقطاب کا ہے ایسے شخص گو بعض ضروری امور مین محتاج مخلوقات ہوجاتے ہین مگر فی الواقع وہ محتاج خالق ہین گویا باعتبار صورت اپنی احتیاج خلقت کی طرف لیجاتے ہین گزشتہ شعر کا دوسرا مصرع یہی معنے رکہتا ہے تیسرا گدائے دنیوی ہے جسکو مکر گدا کہتے ہین ایسا شخص مخلوق کو جواد مستقل سمجہکر اپنی حاجتین انکی طرف لیجاتا ہے اور جا بجا دہکے کہاتا پہرتا ہے چنانچہ یہ شعر اسی تیسری قسم کی طرف اشارہ ہے یعنے جو شخص مذکورہ شعر بالا کی اُن دو قسمون سے الگ ہے

کہ نہ تو محتاج الی اللہ یا سالک ہے اور نہ فقیر فانی فی اللہ اور قطب ہے۔ وہ فقیر دنیوی ہے جسکو صوفی محجوب کہتے ہین۔ ایسا آدمی مردہ ہے اور اسکا وجود عدم برابر ہے وہ دروازہ الٰہی کا فقیر نہین ہے بلکہ گدائے در اغنیا اور خوان مگس اہل دولت ہے اسکو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پردے پر نقش و نگار یا تصویر کہ صرف صورت ہی صورت ہوتی ہے اور باطنی اعتبار سے فی الواقع کچھ بھی نہین ہوتا **فائدہ** اعرابی درویش کے قصہ سے اس نصیحت عامہ کو یہ مناسبت ہے کہ فقیر الی اللہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔

فرق میان آنکہ درویش ست بخدا و تشنہ خداست و آنکہ درویش ست از خدا و تشنہ است بغیر

ترجمہ ایک شخص محتاج الٰہی اور عاشق خدا ہے اور ایک خدا سے غافل اور عاشق ماسوا ہے ان دونوں کی فرق کا بیان

	ہست دایم از خدا ایش کار راست	ہست درویشے کہ او تشنہ خداست
ترجمہ	کام اُسکے سب کے ہین سب دلپذیر	ہے مگر تشنہ خدا کا جو فقیر
	او فقیر و ابلہ بے خیر شد	ہست درویشے کہ تشنہ غیر شد
ترجمہ	کام کر سکتے نہین وہ خیر کے	ہان مگر محتاج ہین جو غیر کے

شرح جو درویش عاشق الٰہی اور محتاج الی اللہ ہے خدا ہمیشہ اُسکے کام تیار رہتا ہے اور جو عاشق غیر ہے وہ ظاہری و معنوی دو طرح سے محتاج اور بے وقوف اور نیکیون کا دشمن ہے ع اسکی وہ مثل ہے نہ اِدہر کا نہ اُدہر کا۔

	نقش سگ را تو مینداز استخوان	نقش درویش ست او نے اہل جان
ترجمہ	نقش سگ کو دے نہ ہرگز استخوان	نقش درویشان سے کب ہے اہل جان

شرح یعنے جو شخص دنیوی فقیر ہے وہ اہل جان یعنے صاحب معنے نہین بلکہ درویشون کی صورت مین بھیک منگا فقیر ہے ایسے کو کچھ دینا بے فائدہ ہے۔ شخص نقش سگ ہے اور نقش سگ و کتے کی تصویر کے آگے ہڈی ڈالنا بیوقوفی ہے کیونکہ اسمین کہا لینے کی لیاقت ہی نہین بعض نسخون مین نقش سگ کے جگہ نفس سگ بفاوسین مہملہ ہے مطلب دونونکا ایک ہے مگر مولانا کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیک منگے فقیرون کو کچھ نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ خلاف شریعت و طریقت ہے۔ اسلیئے استخوان سے مراد بھیک نہین ہے بلکہ حرف درویشی ہے یعنے کتے کے آگے حرف درویشی نکہنا چاہیئے لیکن اس صورت مین بھی آدمی کو سگ کہا گیا لہذا یون کہنا چاہیئے کہ نفس موصوف ہے اور سگ اسکی صفت مطلب یہ کہ نفس درویش ظاہری کے آگے جو سگ صفت ہے حرف درویشی نہ بیان کر کیونکہ وہ اسکا اہل ہی نہین حدیث شریف مین موجود ہے کہ نالائقون کو علم کی باتین سکہانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کے گلے مین موتیونکا کنٹھا

ڈالنے والا۔ بعض نسخون مین منِہ از (صیغۂ نہی) کی جگہ بنِہ از (صیغۂ امر) ہے۔ یعنے بہک منگا فقیر چونکہ صاحب معنی نہین ہے بلکہ روٹیونکا طالب اور سگ دنیا ہے اسلیئے اسکے آگے ہڈی ڈالدیا کر۔

فقر لقمہ دارد او نے فقر حق ‏ پیشِ نقشِ مردۂ کم نہ طبق

ترجمہ: ہے گدائے لقمہ کب محتاج حق ‏ مُردے کے آگے نہ رکھ ہرگز طبق

شرح: یعنے بہک منگا فقیر لقمہ کا محتاج ہے فقیر الی اللہ نہین ہے ایسے نقش مردہ (ظاہری فقیر) کے آگے نعمت ظاہری (کہانا) اور نعمت باطنی (حرف درویشی) کے طبق نہ رکھ اگر اس لفظ کو طبق کہا جائے تو یہ معنے ہین کہ ایسے پیٹ کے بندے کے آگے کہانے کے تو طباق بہی کم ہین

ماہیِ خاکی بود درویشِ نان ‏ شکلِ ماہی لیک از دریا رمان

ترجمہ: خاک کی مچھلی ہے ہر درویش نان ‏ شکل ماہی اور دریا سے رمال

شرح: یعنے درویش نان (روٹیان مانگ کہانے والا فقیر) ایسا ہے جیسا ریگ ماہی کہ شکل مین مچھلی ہے لیکن دریا سے نفرت رکھتی ہے اسیطرح بہک منگا فقیر دریائے معرفت سے نفرت رکھتا ہے

نقشِ ماہی کے بود درویشِ آب ‏ آن نہ بے آبی مرا کردد خراب

ترجمہ: نقش ماہی کب ہوا محتاج آب ‏ اُسکو بے آبی نہین کرتی خراب

شرح: یعنے جسطرح نقش ماہی (مچھلی کی تصویر) پانی کی محتاج نہین ہے اور خشکی مین رہنے سے خراب نہین ہوتی اسیطرح روٹیون کا محتاج درویش تجلیات معرفت کی احتیاط نہین رکھتا۔

مرغِ خانہ ست او نہ سیمرغ ہوا ‏ لوت نوشد او نہ نوشد از خدا

ترجمہ: گھر کی مُرغی کب ہے سیمرغ ہوا ‏ ہے نجاست سر بسر اُسکی غذا

شرح: لوت بمعنے طعامہائے لذیذ و قوت نفیس اور لوت پوت بمعنے اقسامہائے طعام لذیذ ہے یعنی بہک منگا فقیر گھر کی مرغی کی طرح ناپاک روزی کہاتا ہے یعنے نفس امارہ کی امان مین بیٹھا ہوا لذیذ کہانے چکہتا ہے وہ آسمان معانی کا سیمرغ نہین ہے جو وجود فانی کی قید سے اُڑکر لذائذ دنیوی کا پابند نہ ہے اور اُسکی غذا صرف محبت الٰہی ہو بلکہ اسکی قوت چکنی چپڑی روٹیان ہین۔

عاشقِ حق ست او بہرِ نوال ‏ نیست جانش عاشقِ حسن و جمال

ترجمہ: عاشق اللہ ہے بہر نوال ‏ وہ نہین ہے عاشق حسن و جمال

شرح: یعنے ایسا فقیر لوگون سے عطا و بخشش حاصل کرنے کے لیئے زبردستی آپ کو خدا کا عاشق ظاہر کرتا ہے حالانکہ اُسکی روح ہرگز خدا کے حسن و جمال کی عاشق نہین ہے۔

گر تو ہم میکند او عشق ذات — ذات نبود وہم اسما و صفات

ترجمہ: وہم مین اُسکے اگر ہے عشق ذات — ذات کب ہے وہم اسما و صفات

شرح یعنے ایسا فقیر اگر یون کہے کہ مین عاشق ذات ہون تو اُسکا یہ دعوے غلط ہے کیونکہ اُسنے وہم اسما وصفات الٰہی کو ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات وہم اسما وصفات نہین ہے بلکہ وہم اسما وصفات اور چیز ہے اور ذات اور چیز ہے اسلیئے جس شے کو اُسنے ذات تصور کیا ہے وہ ذات نہین ہے نکتہ وہم ایک قوت جسمانی ہے جو آخر دماغ کے وسط مین ہے اسکا کام اُن بعض چیزون کا ادراک ہے جو محسوسات سے متعلق ہون مثلاً ادراک شجاعت زید و سخاوت خالد لیکن وہم غیر محسوسات کے ادراک مین غلطی کرتا ہے اور غیر معلوم شے سے کچھ تعلق نہین رکھتا پس تو یہ فقیر لقمہ جو اپنے آپ کو عاشق ذات کہتا ہے ذات کی کیفیت تو اُسکو معلوم نہین فقط وہم اسما وصفات الٰہی کو جو اُسکے دماغ سے پیدا ہوا ہے۔ ذات تصور کرتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اُسکا وہم اُسکا خدا ہے حالانکہ وہم مخلوق اور حادث ہے اور خدا قدیم اور غیر مخلوق۔ ذات ہرگز وہم سے تعلق نہین رکھتی کیونکہ حادث کا ہمپایہ حادث ہی ہوتا ہے آیندہ شعر مین وہم مخلوق کے یہی معنے ہین۔

وہم مخلوق ست و مولود آمدست — حق نزائیدست او لم یولدست

ترجمہ: وہم ہے مخلوق و حادث اے فتا — اور لم یولد ہے وصف کبریا

شرح اس شعر کے وہی معنے ہین جو گذشتہ شعر مین بیان ہو چکے ہین۔ یعنے وہم ایک مخلوق و مولود (حادث و نو زائیدہ) شے ہے اور اللہ تعالےٰ مخلوق یا حادث نہین ہے بلکہ قدیم اور ازلی ہے وہ اپنی شان مین خود فرماتا ہے لم یلد ولم یولد یعنے نہ اُسنے کسیکو جنا اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا مطلب یہ کہ قدیم حادث سے میل جول نہین رکھتا اسلیئے حادث کے دل مین جو وہم پیدا ہوگا وہ حادث ہی ہوگا پس تو حادث کے خیالات و توہمات نے جس چیز کو خدا سمجھ رکھا ہے وہ فی الحقیقت خدا نہین ہے اُسکا ادراک خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر ہے۔ اُسکی ماہیت و کیفیت کا خطرہ بھی دل مین نہین گزرتا۔

عاشق تصویر وہم خویشتن — کے بود از عاشقان ذو المنن

ترجمہ: ہو جو عاشق وہم کی تصویر کا — ایسے کو ہوتا نہین عشق خدا

شرح یعنے جو شخص اپنے وہم کی تصویر اور خیالات کے بُت کا عاشق ہے وہ خدائے ذو المنن کا عاشق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ عاشقان الٰہی وہم و تصور سے پاک اور بالمشاہدہ حقیقی خداوند کے عاشق ہین۔

عاشق آن وہم اگر صادق بود — آن مجازش تا حقیقت می کشد

ترجمہ: وہم کا عاشق بھی صادق ہو اگر — ہے مجازی تا حقیقت راہبر

شرح یعنے ہم وہم وخیال کے عاشق کو ہر حالت مین برا نہین کہتے بلکہ وہم اسما وصفات کا عاشق بہی اگر صادق ہے تو ایک دن عاشق حقیقی ہوجائیگا اور یہ عشق مجازی اسکو حقیقی کی طرف کہینچ لیگا نکتہ عاشق ذات حقیقی وہ ہے جسکو جذبۂ احدیت اپنی طرف کہینچ لے اور اسکو اسما و صفات اور جنت و نار کا کچھ لحاظ نہ رہے۔

	شرح میخواہد بیان این سخن	لیک مے ترسم ز افہام کہن
ترجمہ	شرح کامل چاہتا ہے یہ سخن	مجکو ہے پر خوف افہام کہن

شرح یعنے اس کلام (گفتگوئے عشق حقیقی) کا مفصل طور پر بیان کرنا بہت بڑے دفتر کو چاہتا ہے لیکن مین افہام کہن (ہیچ پوچ اور بوسیدہ عقلون) سے خوف کرتا ہون کہ کہین لوگ اپنی کم فہمی کے باعث ملحد نہ سمجہین اور اپنے الحاد پر اس مثنوی کے کسی شعر کو دلیل نہ لے آئین اسلیئے اس گفتگو کو طول نہین دیسکتا نکتہ صوفیونکا قول ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یعنے درویشی کی انتہا خدا ہے اور لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ غَيْرُ اللّٰهِ یعنے درویش سوائے خدا کے خدا کا ذکر نہین کرتا نافہمون کے نزدیک یہ دونو فقرے الحاد پر مبنی ہین مگر فی الواقع نہایت درست ہین کیونکہ انسے کمالِ فنا فی اللہ کے معنے نکلتے ہین عاشق صادق اور فنا فی اللہ اپنے تمام تصرفات کو فنا کرکے باقی بقا اللہ ہوجاتا ہے۔ ان باریک نکتون کی شرح سے دل لرزجاتا ہے اور قلم کانپ اٹہتا ہے۔

	فہم ہائے کہنہ کوتہ نظر	صد خیال بد در آرد در فکر
ترجمہ	فہم کہنہ دیدہ کوتہ نظر	فکر بد لاتا ہے دلمین سر بسر

شرح فِکَر بکسر الفاء وفتح الکاف جمع فکرت ہے اور فکر بکسر و بفتح اول وسکون ثانی بمعنے اندیشہ۔ یہان فکر بفتح الکاف جمع فکرت ہے بعض شاعرون نے جو قافیہ مین فکر بفتح الکاف باندہا ہے وہ بلحاظ معنے جمع ہے البتہ فکر بسکون کاف (بمعنے اندیشہ) کو فکر بفتح الکاف باندہنا غلط ہے مطلب شعر یہ ہے کہ کوتہ نظر اور کم عقل آدمیون کی پرانی اور بوسیدہ عقلین نافہمی اسرار کے باعث سو طرح کے بد خیالات اپنے اندیشون مین لاسکتی اور اہل اللہ کے کلام کو الحاد بتاسکتے ہین اسلیئے ہمنے عشق حقیقی کے اسرار کے زیادہ شرح کرنی نامناسب سمجہی ہے

	بر سماع راست ہر کس چیر نیست	طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
ترجمہ	ہر کوئی سمجھے گا یہ تقریر کب	لقمہ ہر طائر کا ہے انجیر کب

شرح یہ شعر پہلے بہی گذرچکا ہے یعنے اسرار عشق حقیقی فی الواقع صحیح اور ماننے کی لائق ہہی مگر ہر شخص اپنی کم فہمی کے باعث سچ بات کی سُننے کی طاقت نہین رکہتا جیسا کہ ہر طائر انجیر نہین کہا سکتا اور باز کا لقمہ چڑیا کے منہ مین نہین جاسکتا۔ اسیطرح ہر شخص مین اتنی طاقت نہین کہ سچی بات کو سنکر اُسے سمجھ لے۔ یا تہ کی بات معلوم کرلے۔ بلکہ اکثر نافہم جو تصوف کے نکتون کو نہین سمجہتے صوفیہ کرام پر اعتراض کربیٹہتے ہین۔

خاصہ مرغے مردۂ پوسیدۂ	پر خیالے اعمیے بے دیدۂ
ترجمہ خاص وہ طائر کہ جو بوسیدہ ہو	مردہ ہو کم عقل ہو بے دیدہ ہو

شرح یہ گذشتہ شعر سے متعلق ہے یعنے انجیر عموماً ہر طائر کی خوراک نہین بن سکتا۔ اور خاصکر ایسے جانور کے تو خواب مین بھی نہین آتا جو مر کر سڑ گیا ہو۔ پر خیال اور اندہا ہو یعنے جو شخص درویش کامل کی صورت بنا کر دنیا کماتا پھرتا ہو اور اپنے خیال مین عاشق حقیقی ہو کر حقیقت عشق سے اندہا ہو وہ ہرگز اسرار وحدت سنکر اسکے واقعی معنے نہین سمجھ سکتا۔ بلکہ ایسا شخص جہل مرکب کی لاعلاج بیماری مین مبتلا ہے۔

نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک	رنگ ہندو را چہ صابون چہ زاک
ترجمہ نقش ماہی کو نہین دریا ضرور	سچ تو ہے زنگی کو صابن کیا ضرور

شرح یعنے جسطرح مچھلی کی تصویر کو دریا مین ڈالدیا جائے تو زندہ نہین ہوتی۔ اور خشکی مین رکھا جائے تو مرتی نہین اسیطرح نافہم اور کوتہ نظر آدمی کو اسرار بتائے جائین تو روحانی زندگی نہین ملتی اور نہ بتائی جائین تو شوق بیقرار کرکے ہلاک نہین کرتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی ہندو یعنے سیاہ فام آدمی لاکھہ صابن یا پھٹکری ملے مگر اسکے رنگ کی ازلی سیاہی ہرگز زائل نہین ہوتی۔ اسیطرح نافہم کو لاکھہ سمجھایا جائے لیکن اسکی اندرونی سیاہی کسیطرح نہین چھٹتی۔ اور تعلیم اسرار اسکو کسیطرح کا ظاہری و معنوی فائدہ نہین پہنچا سکتی۔ زاک اور زاج پھٹکری کو کہتے ہین

نقش اگر غمگین نگاری بر ورق	او ندارد از غم و شادی سبق
ترجمہ صورت غمگین ہے کاغذ پہ اگر	شادی و غم کی نہین اسکو خبر
صورتش غمگین و او فارغ از آن	صورتش خندان و او زان بے نشان
ترجمہ شکل غمگین ہے پر اسکو غم نہین	شکل شادان ہے مگر خرم نہین

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کاغذ پر کوئی غمگین یا شادمان تصویر بنادے تو وہ تصویر شادی و غم سے کچھ خبر نہ رکھیگی کیونکہ تصویر مین جان ہی نہین ہوتی کہ اسے شادی و غم کی کچھ خبر ہو غمگین تصویر کی ظاہری صورت غمگین اور شادمان کی ظاہری صورت شادمان معلوم ہوگی۔ مگر فی الواقع تصویر شادی و غم دونو سے فارغ ہے بعینہ یہی حال نافہم اور دنیا کمانے والے فقیر کا ہے۔ وہ چاہتا ہے صوفیون کا لباس پہنکر اور یہ دکھانے کو کہ غم آخرت مین مبتلا ہے غمگین صورت بنا کر بیٹھ جائے چاہتا ہے یہ جتانے کو کہ عاشق الٰہی اور غم دنیا سے بالکل فارغ ہے شادمانی کا اظہار کرے مگر یہ دونو باتین خلاف واقع ہین۔ وہ غم آخرت اور عشق حقیقی کی شادمانی سے بالکل ناواقف ہے۔ اسکو ہمیشہ دنیا کمانے کا غم رہتا ہے دنیا ملگئی تو خوش ہوگیا اور نہ ملی تو غمگین رہا ایسے کو فقیر نہین کہتے۔

	دین غم و شادی که اندر دل خفیست	پیش آن شادی و غم نقش دنیست
ترجمہ	یہ غم و شادی کہ ہے دل مین نہان	اُسکے آگے ہیچ ہے سن میری جان

شرح مولانا نے فقط لفظ نقش کی مناسبت سے اور مطلب کی طرف انتقال کیا ہے۔ یعنے یہ دنیوی غم و شادی جو دنیا کے سبب دلمین مخفی ہے اُس اُخروی غم و شادی کے آگے ایک نقش دنی اور مٹنے والی چیز ہے۔ کیونکہ جیسے دنیا فانی ہے تو اُسکی غم و شادی بہی فانی ہین جیسا سبب ہوتا ہے ویسا ہی مسبب ہوتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ جو بالکل دنیا مین منہمک ہے وہ حقیقی موت کے باعث خود بہی فنا ہوجاتا ہے اور اُسکے ساتہ اُسکے غم و شادی بہی سگر گناہ باقی رہجاتا ہے بخلاف تارک دنیا کہ اُسکی شادی و غم اختیاری موت یعنے مرتبۂ فنا کے باعث حقیقی موت سے پہلے مٹ گئی ہین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے غم و شادی کو لاشے سمجہنا چاہیئے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے دین غم و شادی کہ اندر دل خطیست۔ پیش آن شادی و غم جز نقش نیست ۔ خط بمعنے نقش بے اعتبار و فانی ہے مطلب دونوںکا ایک ہے۔

	صورت غمگین نقش از بہر ماست	تا کہ ما را یاد آید راہ راست
ترجمہ	ہے ہمارے واسطے شکل غمین	تا کہ راہ راست سوجہے بالیقین
	صورت خندان نقش از بہر تست	تا از آن صورت شود معنی درست
ترجمہ	صورت خندان ہے تیرے واسطے	تا کہ ہو معنے درست اس شکل سے

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین۔ پہلے شعر مین لفظ ما سے انسان کامل اور دوسرے مین تو سے اہل غفلت مراد ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ نقش غم و شادی جو مثلاً کسی کاغذ پر ہو گو بظاہر بیکار سی چیز ہے مگر اسمین ایک بہت بڑا فائدہ بہی ہے وہ یہ کہ غمگین تصویر ہمارے یعنے انسان کامل کے لیئے ہے اُنکو اس سے راہ راست یاد آجاتی ہے وہ صورت مغموم سے متاثر ہوکر غم آخرت مین منہمک ہوجاتے ہین۔ اور دنیوی غم کو دل سے نکالدیتے ہین اور اے شخص صورت نقش شادی تیرے یعنے اہل غفلت کے لیئے ہے تا کہ اس صورت سے باطنی حالت درست ہوجائے یعنے صورت شادی سے متاثر ہوکر سرور عقبے کا خیال تیرے دلمین پیدا ہو۔ اور تو حصۂ اُخروی حاصل کرے۔

	نقشہائیکہ کاندرین حمامہاست	از برون جامہ کن چون جامہاست
ترجمہ	نقش جو ہیں پیش حمام ہین	مثلِ حمام ہین جامہ ہین

شرح دوسرے مصرع مین جامہا مخفف جامہ ہا ہے بمعنے کپڑے بسبب اجتماع دو ہمجنس جامہ کی ہائے ہوز حذف کیگئی۔ اور ضرورت قافیہ کے لیئے میم ساکن کیا گیا جامہ کن وہ جگہ جہان حمام مین داخل ہوتے وقت

کپڑے اتارے جاتے ہین اورجسکو صفۂ حمام کہتے ہین۔ نیز حمام سے دنیا اور نقشہاے حمام سے وجود ظاہر انسانی مراد ہے یعنے یہ نقش وصورت اور یہ وجود ظاہر انسانی جو عالم دنیا مین موجود ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہانے والے کے کپڑے کہ جامہ کن اور صف حمام سے باہر رہتے ہین اور حقیقت حمام کو نہین دیکھہ سکتے علے ہذا القیاس نقش اور صورت ظاہری عالم معنے کی حقیقت کو معلوم نہین کرسکتے کیونکہ صورت ظاہری ادراک حقیقت کی طاقت ہی نہین رکھتی

تا برونی جامہا بینی و بس	جامہ بیرون کن درآ اے ہمنفس
ترجمہ: جام بیرون کا نظارہ کچھ نہین	اندر آ کپڑے اتار اے ہمنشین

شرح یہ گزشتہ شعر سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے شخص جب تک تو باہر ہے یعنے ادراک حقایق ومعانی کی طرف متوجہ نہین ہے تو یہ سمجھ کہ فقط کپڑون یعنے نقش اور صورت ظاہری ہی کو دیکھہ سکیگا جس سے کچھ فائدہ نہین اسلیئے تجکو چاہیئے کہ کپڑے اتار دے اور حمام مین داخل ہو یعنے صورت اور وجود ظاہری کو فنا کرکے حقیقت دنیا اور ماہیت اشیا کو معلوم کر اسوقت آنکھین کھلینگی اور تو دنیا کو لاشے سمجھیگا۔ بعض شارحین نے گزشتہ شعر مین جامہا بمعنے شیشہا وآئینہا کہا ہے اسصورت مین بلا تکلف قافیہ صحیح ہے اور معنے یہ ہین کہ وجود انسانی دنیا مین ایسا ہے جیسا کہ جامہ کن کے باہر شیشے اور آئینے لگے ہوے ہوتے ہین چنانچہ نہانے والون کی ترغیب کے لیے اکثر حامیون کی دکانون پر آئینے وغیرہ نصب ہوا کرتے ہین پس شخص جبتک تو باہر رہیگا فقط آئینون کے دیکھنے سے حمام کا حال معلوم نہین کرسکتا۔ اسیطرح دنیا کے نقش اور ظاہری صورت سے اُسکی حقیقت وماہیت معلوم نہین ہوسکتے بلکہ وجود ظاہری کو فنا کرکے اسکی حقیقت کو دیکھنا چاہیئے۔ اسوقت دنیا لاشے اور بے حقیقت معلوم ہوگی

زانکہ جامہ را دران سوراہ نیست	تن زجان جامہ زتن آگاہ نیست
ترجمہ: کپڑے والو نکا نہین اُسجا گزر	جان سے تن ہے تن سے جامہ بیخبر

شرح یعنے اے طالب ادراک حقیقت کے لیے کپڑا اتار دنیا ترک وجود فانی کر اسلیئے لازم ہے کہ کپڑے سے یعنے وجود فانی کو اُس طرف جانے کا رستہ نہین ملتا۔ کیونکہ جب تک وجود فانی اور فریب ہستی موجود ہے دنیا کے لاشے اور بے حقیقت ہونے کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہوسکتی اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ بدن کو روح کی حقیقت معلوم نہین اور کپڑا بدن کی کیفیت سے آگاہ نہین۔ کیونکہ دو خلاف جنس ہین اسیطرح انکشاف حقایق اور وجود ظاہری مین باہم مخالفت ہے بعض نسخون مین تن زجان وجان زتن آگاہ نیست ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے کہ بلا ترک وجود انکشاف حقیقت ہرگز نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اہل ظاہر کا بدن حقیقی روح سے اور روح اُنکے بدن سے واقف ہی نہین ہے۔ یا اسلیئے کہ گرفتاران ہستی موہوم کی روحین

کثافت و ظلمت میں بمنزلہ ابدان ہیں اس لحاظ سے گویا روح اُنکے بدنوں سے متعلق ہی نہیں ہوئی۔ وہ بالکل بیجان اور مُردہ کے مانند ہیں اور یہ بات بہت ٹھیک ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہیں وہ مردہ ہیں۔

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیہ او

ترجمہ بادشاہ کے نقیبوں اور دربانوں کا اعرابی کی تعظیم و استقبال کے لیے آنا اور اُسکا ہدیہ قبول کرنا

شرح اسکا باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رسول اور خلفاء رسول کی وساطت سے مومنین کے تھوڑے تھوڑے سے نیک عملوں کو جو ہدیۂ فقیر کے مانند ہیں قبول فرماکر اُنکے بدلے میں بڑے بڑے ثواب اور درجات عنایت فرماتا ہے۔ اور یہ صرف اُسکا احسان اور محض کرم ہے کہ ایسے ناچیز ہدیہ کو قبول کرلیتا ہے۔

	آن عرابی از بیابان بعید	بر در دار الخلافت چون رسید
ترجمہ	کرکے طے جنگل وہ مرد پارسا	شاہ کے دار الخلافت میں گیا
	پس نقیبان پیش اعرابی شدند	بس گلاب لطف بر رویش زدند
ترجمہ	سامنے آئے نقیب اُسکے شتاب	اور چھڑکا مہربانی سے گلاب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں یعنے اعرابی درویش سفر دراز طے کرکے جب دار الخلافہ بغداد میں پہنچا تو بادشاہ کے نقیب استقبال کے لیے آئے اور حسب رسم اہل فارس اُسکے چہرہ پر گلاب چھڑکا یعنے نہایت مہربانی سے پیش آئے بعض نسخوں میں بر جیبش زدند ہے جیب یعنے گریبان ہے شاید مسافر کے گریبان پر گلاب پاشی اہل بغداد کا دستور ہوگا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ سالک جب واصل بحق ہو جاتا ہے تو خدا کے مقرب اُسکا استقبال کرتے ہیں اور جب وہ متوجہ ذات ہوتا ہے تو تجلی صفات اُسپر متوجہ ہوتی ہے اور مقربان حضرت خداوندی الطاف الہیٰ کو اُسپر نثار کرتے ہیں نقیب لغت میں معرّف یعنے چوبدار کو کہتے ہیں جو مقرب سلاطین ہوتا ہے

ترجمہ	حاجت او فہم شان شد بےمقال اُسکی حاجت جان گئے بے قیل و قال	کار ایشان بد عطا پیش از سوال کام اُنکا تہا عطا قبل از سوال
ترجمہ	پس بدو گفتند یا وجہ العرب اور پہر بولے کہ یا وجہ العرب	از کجائی چونی از راہ و تعب کیسے حال راہ احوال تعب

شرح یعنے نقیبوں نے ازراہ حسن اخلاق اعرابی کی مزاج پرسی کی اور یہ کہا کہ اے شریف عرب تو کہاں کا رہنے والا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور سفر میں تیری حالت کیسی رہی شاید تو نے رستے میں تکلیف اُٹھائی ہوگی۔

	گفت وجہم گر مرا وجہے دہید	بے وجوہم چون پس پشتم نہید
ترجمہ	بولا وہ ہوں وجہ عزت دو اگر	ورنہ میں ہوں خوار عالم سربسر

شرح یعنے اعرابی درویش نے نقیبوں سے کہا کہ میں اُسی حالت میں شریف عرب ہو سکتا ہوں کہ تم مجھے

آبرو دو یعنے سبو سے آب کو بادشاہ تک پہنچا دو۔ اور اگر پس پشت پھینکدو یعنے میرے حال پہ توجہ نہ کرو تو مین سراپا بے آبرو ہون۔ ذلیل ہون۔ اس بارگاہ سے محروم ہوکر چلا جاؤنگا۔

	اے کہ در روتان نشان مہتری ست	فرتان خوشتر ز زر جعفری ست
ترجمہ	ہے عیان تم مین نشان مہتری	ہے تمہاری دید زرِ جعفری

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو تمہارے چہرون مین بزرگی وسعادت کے آثار پائے جاتے ہین اور تمہارے پیشانیون کا نور میرے نزدیک خالص سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ فر بمعنے شان وشوکت ونور وپر تو ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے تمہارے چہرہ کا پرتو نہایت جلوہ گر ہے۔

	اے کہ یک دیدارتان فی دیدارہا	اے نثار دیدتان دینارہا
ترجمہ	کیا مبارک آپ کے دیدار ہین	جن پہ صدقے درہم ودینار ہین

شرح یعنے اے نقیبو تمہارے نورانی چہرون اور اخلاق مین ایسی کشش ہے کہ تمہین جو شخص ایکبار دیکھ لیتا ہے وہ ہزار بار دیکھنے کا مشتاق ہوجاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ تمہین ایکبار دیکھ لینا ایسا ہے جیسا کسی نے بہت سے آدمیون کو دیکھ لیا۔ کیونکہ تم مین کا ہر شخص عالمِ اکبر اور مجمع صفات کثیرہ ہے تمہاری دولت دیدار پر ہزارہا دینار نثار کردینے چاہیئین۔ دینار تمہاری دولت دیدار کے سامنے بالکل بے قدر چیز ہین۔

	اے ہمہ ینظر بنور اللہ شدہ	از پئے بخشش آمدہ
ترجمہ	سب کے سب ہو ناظران نور رب	اور بخشش کے لیئے آئے ہو سب

شرح یعنے اے نقیبو تم خدا کے نور سے دیکھتے ہو اور بادشاہ کے پاس سے لوگون پر بخشش کے لیئے آئے ہو

	تا زنید آن کیمیا ہائے نظر	بر سِر مسہائے اشخاصِ بشر
ترجمہ	کیمیا سے بڑھ کے ہے سب کی نظر	جس سے کندن بنگیا جسمِ بشر

شرح یعنے اے نقیبو تم اسیلئے آئے ہو کہ اپنی نظر کیمیا اثر سے اجسام بشر کے تانبے کو کندن بنا دو یعنے صفات بشریت کو صفات ملکوتیت سے بدلدو۔ اشخاص بمعنے اجسام یا افراد ہے۔ اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ معنوی طور پر نقیبون سے انبیا واولیا مراد ہین جو مقربان بارگاہ الٰہی ہین اور جنکی نظر کیمیا کا اثر رکھتی ہے

	من غریبم از بیابان آمدم	بر امید لطفِ سلطان آمدم
ترجمہ	آیا ہون طے کرکے مین راہ بعید	لائی ہے الطاف سلطان کی امید

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین مسافر ہون اور لطف بادشاہ کی امید پر بہت دور سے آیا ہون میری حالت قابل رحم ہے۔ تم میری مدد کرو اور میرے تحفہ کو بادشاہ تک پہنچادو۔

بوئے لطف او بیابانہا گرفت ذرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت

ترجمہ تا بیابان لطف اُسکا عام ہے ذرہ ذرہ شاہد انعام ہے

شرح یعنے بادشاہ کے لطف واحسان کی خوشبو جنگلون تک پہیلگئی ہے یعنے اُسکا لطف عام ہے اور ریت کے ذرّون نے جانین حاصل کرلی ہین۔ یعنے اُسکے لطف نے جمادات مین اضافی روح ڈالدی ہے پہر افسوس کہ جسمین حقیقی روح موجود ہو وہ لطف وکرم سے محروم رہے مطلب یہ کہ سب پر اس بادشاہ کا لطف وکرم عام ہے۔

تا بدینجا بہر دینار آمدم چون رسیدم مست دیدار آمدم

ترجمہ مجکو کہینچا تہا یہان دینار نے مست لیکن کردیا دیدار نے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو مین مال وزر حاصل کرنے کے لیئے آیا تہا لیکن جب یہان پہنچا تو تمہارے دیدار کی شراب سے مست ہوکر مال وزر وغیرہ سب چیزکو بہول گیا اسیطرح سالک جنت وحور وقصور کے لیئے نیک عمل کیا کرتا ہے لیکن حالت وصال مین مست دیدار الٰہی ہوکر ماسوے اللہ کو بالکل بہول جاتا ہے

بہر نان شخصے سوئے نانوا دوید داد جان چون حسن نانوا را بدید

ترجمہ نان بائی تک گیا اک بہر نان دیدی اُسکی صورت زیبا پہ جان

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری ایسی مثال ہے جیساکہ کوئی شخص روٹی کے لیے نان بائی کی طرف دوڑا لیکن نان بائی کا حسن دیکہکر اپنی جان دیدی اور روٹی کو بہول گیا۔ نانوا و نانبا۔ بمعنے خبّاز و نانبائی ہے

بہر فرجہ شد یکے تا گلستان فرجۂ او شد جمال باغبان

ترجمہ سیر کرنے اک گیا تا گلستان ہو گیا محو جمال باغبان

شرح یعنے میری ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سیر و تفریح کے لیئے باغ مین گیا لیکن باغبان کے حسن وجمال کی تفریح کے مقابلہ مین گل وبلبل سب کو بہول گیا بعض نسخون مین فرجہ بجیم منقوطہ بمعنے تفرج ہے۔

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید آب حیوان از رخ یوسف چشید

ترجمہ جسطرح اک شخص پانی کو گیا آب حیوان رخ یوسف پلا

شرح یعنے میری مثال اُس اعرابی (دہقانی شخص) کی سی ہے جو پانی کہینچنے کنوئین پر آیا اور اُسنے مشاہدہ روئے حضرت یوسف کا آبحیوان پیا۔ حضرت یوسف کے کنوئین مین گرنے اور نکلنے کا قصہ مشہور ہے۔

رفت موسیٰ کآتشے آرد بدست آتشے دید او کہ از آتش برست

ترجمہ آگ کو موسیٰ گئے دیکہی وہ شے جسکے آگے آگ بالکل خاک ہے

شرح یعنے حضرت موسےٰ کوہ طور کے قریب آگ کی تلاش مین تہے مگر اس جستجو مین اُنہون نے ایسی آگ

(تجلی الٰہی) دیکھی کہ اُس ظاہری آگ کو بھول گئے جسکی تلاش میں تھے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۵ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیئے احوال ، کہ آگ ڈھونڈھنے جائیں پیمبری ملجائے ، یہ قصہ مختصر طور پر اسطرح ہے کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے بھاگ کر حضرت شعیب کے وطن (شہر مدین میں) جارہے تو شعیبؑ نے اپنی صاحبزادی (صفورہ) سے انکا نکاح کر دیا۔ اور دس برس مدین میں رکھو موسیٰ مع اپنی اہلیہ کے پھر مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ اور وادی طور میں مقام کیا اُسدن اتفاقاً نہایت مینہ برسا اور بڑی سخت سردی پڑی۔ اور چونکہ حضرت صفورہ کی مدت وضع حمل تمام ہوگئی تھی اسلیئے دردزہ شروع ہوگیا۔ سردی سے بچنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی حضرت موسیٰ اضطراب میں آگ ڈھونڈنے نکلے اور وادی کوہ طور کی طرف نگاہ کی تو بائیں جانب ایسی آگ نظر آئی جسمیں دھواں نہ تھا۔ آپ اپنی اہلیہ کو تسلی دیکر اور سوکھی گھاس جمع کرکے آگ کے قریب گئے مگر آگ درخت پر چڑھ گئی۔ اور وہاں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں چنانچہ حضرت موسیٰ کو تقویت سے پیغمبری ملگئی۔ اور پھر توریت ملی۔ اور آپ اولوالعزم اور بڑے مرتبہ کے رسول بنائے گئے۔

	جست عیسیٰ تا رہد از دشمنان		بودش آن جستن بچارم آسمان	
ترجمہ	دشمنوں سے بھاگ کرعیسیٰ نبی		آسمان پر جا رہے سن اے جنی	

شرح یعنے حضرت عیسیٰ دشمنوں سے نجات پانے کے لیئے بھاگے تھے مگر یہ بھاگنا گویا جو تھے آسمان پر تشریف لیجانے کا مقدمہ تھا جب یہود حضرت عیسیٰ کے قتل کے ارادہ سے آئے تو آپ ایک حجرہ میں داخل ہوگئے اور اللہ تعالےٰ نے اُنکو آسمان کی طرف اُٹھا لیا جب حجرہ توڑکر کچھ لوگ اندر داخل ہوئے تو ایک شخص حضرت عیسیٰ کی شکل بن گیا۔ یہود نے اُسی کو سولی دیدی پھر یہ شک پڑا کہ اگر ہمنے عیسیٰ کو سولی دی ہے تو وہ شخص کہاں گیا اور اگر اُسکو قتل کیا ہے تو عیسیٰ کہاں ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو ہرگز قتل نہیں کیا۔ اور نہ سولی دی۔ بلکہ خدا نے اُنہیں اپنی طرف اُٹھا لیا ہے۔

	دام آدم دانۂ گندم شدہ		تا وجودش خوشۂ مردم شدہ	
ترجمہ	دام آدم دانۂ گندم ہوا		اُنکا ہونا خوشۂ مردم ہوا	

شرح یعنے حضرت آدم کو گو دانہ گندم نے وجود بشریت میں پھنسا لیا تھا۔ لیکن انجام کار اُنکا وجود خوشۂ مردم ہوگیا۔ یعنے اُنسے لاکھوں انبیا اور اولیا پیدا ہوئے۔ اگر حضرت آدم گیہوں کھا کر جنت سے نہ نکلتے تو اسقدر انبیا و اولیا ہرگز پیدا نہوتے اعرابی کہتا ہے کہ مضمون اشعار بالا کے مطابق میرے سفر کی ابتدا تحصیل مال دنیوی پر مبنی تھی مگر انتہا میں مجھے معنوی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ فائدہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکی ابتدا کچھ اور ہوتی ہے اور انتہا کچھ اور اسلیئے حدیث شریف میں ہے کہ العبرۃ بالخواتم یعنے ہر نیک و بد کا اعتبار اُسکے انجام پر ہے

	باز آید سوے دام از بہر خور	ساعد شہ یابد و اقبال و فر
ترجمہ	باز بہر حرص آیا دام مین	بازوے شہ ملگیا انعام مین

شرح یعنے باز شکاری جانور ابتدا مین لقمہ کے لیئے جال مین پہنستا ہے مگر انتہا مین بادشاہون کے ہاتہہ پر بیٹھکر شان و شوکت اور اقبال و مرتبہ حاصل کرلیتا ہے بعض نسخون مین ساعد شہ یابد و با صد خطر ہے لفظ خطر یعنے شوکت و عظمت ہے۔ اسیطرح اعرابی تحصیل روزی کے نیت سے گیا تہا۔ مگر وہان پہنچکر مقبول بارگاہ سلطانی ہوگیا۔ اور اُسے اُسکی اُمید سے بہت زیادہ دولت و کامیابی حاصل ہوگئی

	طفل شد مکتب پے کسب ہنر	بر اُمید مرغ با لطف پدر
ترجمہ	طفل مکتب مین گیا بہر ہنر	لیگئی اُمید الطاف پدر

شرح لفظ با لطف پدر مکتب شد کے متعلق ہے۔ یعنے لڑکا باپ کی لطف و کرم سے اس اُمید پر کہ باپ مجہے کہیلنے یا دل بہلانے کے لیئے جانور (لال بلبل کبوتر وغیرہ) دلادیگا علم حاصل کرنے کے لیے مکتب یا مدرسہ مین چلاجاتا ہے۔ گو اُسے مدرسہ کی قید اور اُستاد کی صورت بُری معلوم ہوتی ہے مگر اسکا انجام اچہا ہوتا ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔ یعنے وہی لڑکا پڑہ لکہکر ایک دن بڑا عہدہ دار اور صدر الصدور بنجاتا ہے۔

	پس ز مکتب آن یکے صدر شدہ	ماہگانہ دادہ و بدرے شدہ
ترجمہ	رفتہ رفتہ مین گیا صدر جہان	ماہیانہ سے ہوا بدر جہان

شرح یعنے وہی لڑکا جو مکتب کو جیلخانہ سے بدتر سمجہتا تہا جب فارغ التحصیل ہوکر نکلتا ہے تو صدر نشین (یعنے عالیشان) ہوجاتا ہے اور اُستاد کو دو چار آنے مہینا دیکر آسمان علوم کا ماہ کامل بنجاتا ہے۔

	آمدہ عباس حرب از بہر کین	بہر قمع احمد و استیز دین
ترجمہ	آئے تہے عباس بہر حرب و کین	تا اُکہاڑین بیخ اسلام متین

شرح حرب یعنے کارزار و دشمن جنگجو ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے حضرت عباس جو نہایت جنگجو تہے دین حق سے کینہ ظاہر کرنے اور رسولخدا کو اُکہاڑ دینے کے لیے آئے تہے لیکن انجام کار خود اسلام لے آئے ہیں اُنکا قصہ یہ ہے کہ عباس جنگ بدر مین کفار کے ہمراہ ہوکر لڑنے کے لیئے آئے۔ اور اہل اسلام کے ہاتہ اسیر ہوئے جب اُنسے فدیہ مانگا گیا تو یہ کہا کہ میرے پاس کچہ نہین ہے رسولخدا نے فرمایا کہ تونے ام الفضل کو روانگی کے وقت تہیلی دی تہی عباس یہ سوچکر کہ اس راز کو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا تہا رسول اللہ نے بیشک از راہ معجزہ خبر دی ہے۔ ایمان لے آئے۔ فائدہ ام الفضل حضرت عباس کی اہلیہ کا نام تہا۔ اور عرب مین یہ دستور تہا کہ قیدیون کو کچہ بدلا لیکر چہوڑ دیا کرتے تہے فدیہ بدلے کو کہتے ہین۔

	گشت دین را تا قیامت پشت و رو	در خلافت او و فرزندان او
ترجمہ	دین کے لیکن ہوگئے پشت و پناہ	وہ اور اُنکی پشت سے نکلے جو شاہ

شرح پشت و رو بمعنے معین و پشت پناہ کے اور لفظ در خلافت او گشت کا فاعل ہے یعنے حضرت عباسؓ اپنی خلافت معنوی مین اور اُنکی اولاد کے لوگ اپنی خلافت صوری مین دین کے معاون ہوے اور تا قیامت کے یہ معنے ہین کہ جب عباسؓ کی اولاد کی خلافت صوری جاتی رہی تو معنوی قایم ہوگئی۔ اور یہ خلافت تا قیامت باقی رہیگی بعض نے قیامت سے واقعۂ کربلا مراد لیا ہے جو خلفاے عباسیہ کی زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ تغیر سلطنت بہی قیامت صغریٰ سے کم نہین ہوتا۔ بادشاہت بدلجانے کے موقع پر بڑی بڑی خونریزیان ہوتی ہین اور بہت مصیبت سی بلائین ملک مین آجاتی ہین

	آمدہ عمر بحرب مصطفیٰ	تیغ در کف بستہ بس میثاق ہا
ترجمہ	بہر جنگ مصطفیٰ آئے عمر	لیکے تلوار اور پیمان باندہ کر
	گشت اندر شرع امیر المومنین	پیشوا و مقتداے اہل دین
ترجمہ	شرع مین ٹہہرے امیر المومنین	ہوگئے خود پیشواے اہل دین

شرح یعنے حضرت عمرؓ ابتدا مین کفار سے عہد و پیمان کرکے اور کمر مین تلوار باندہ کے رسول خدا سے لڑنے کے لیئے آئے اور آخر کار اسلام لاکر پیشواے اہل دین اور خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین ہوگئے آپ کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ مگر نبوت مجہپر ختم ہوگئی ہے۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا قصہ یہ ہے کہ اُنسے پہلے اُنکی بہن اور بہنوئی سعید بن زید ایمان لے آئے تہے ایک روز یہ دونو اپنے گہر مین سورۂ طاہا پڑہ رہے تہے یکایک عمر غصہ آگئے اور اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اُنکی بہن نے چہٹانا چاہا عمر نے اُنکو مارا لیکن بعد مین نادم ہوئے اور یہ کہا کہ جو صحیفہ تم پڑہ رہے تہے مجکو دو بہن نے کہا کہ تم پہلے غسل کرلو اُسکو بلا طہارت مس نہین کرتے آپنے غسل کیا اور صحیفہ لیکر پڑہا اور یہ فرمایا کہ یہ نہایت اچہا کلام ہے خباب بن ارت جو اُنکی بہن کے مکان مین خوف عمرؓ سے چہپے ہوے تہے اُنکو مائل باسلام پاکر باہر نکل آئے۔ آپنے فرمایا کہ اے خباب مجہے رسول خدا کے پاس لیچل چنانچہ آپ خدمت رسول مین پہنچکر مشرف باسلام ہوگئے۔ اس واقعہ سے ایک دن پہلے رسولخدا نے یہ دعا کی تہی۔ الہٰذا ابو جہل یا عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے اپنے دین حق کی تائید کر۔ چنانچہ یہ دعا حضرت عمرؓ کے حق مین مستجاب ہوگئی۔

	آن علف کش سوے ویرانہا شدہ	بیخبر بر گنج ناگہ بر زدہ
ترجمہ	ایک گہسیارہ جو جنگل مین گیا	ملگیا ناگاہ گنج بے بہا

شرح۔ اعرابی کہتا ہے کہ میری وہ مثل ہے کہ کوئی گہسیارہ ویرانہ مین گیا۔ اور ناگاہ اُسکا ہاتہ خزانہ پر جا پڑا

	تشنہ آمد سوئے جوئے آب در		دید اندر جوئے خود شمس و قمر
ترجمہ	تشنہ کام اک شخص آیا سوئے نہر		ہوگئی دید قمر سے لہر بہر

شرح یعنے میری وہ مثل ہے کہ کوئی پیاسا صاف پانی سمجھکر نہر کی طرف آیا مگر پانی مین اُسے چاند سورج ملگئے جو پانی سے کہین زیادہ باآب وتاب تھے اور وہ اُنکے ملنے کی خوشی مین پانی کو بھول گیا۔ پہلے مصرع مین لفظ درزائد ہے۔ جوئے آب سے مقام حاجت اور شمس قمر سے مطلوب کا حاجت سے زیادہ ملجانا مراد ہے

	من برین در طالب چیز آمدم		صدر گشتم چون بدہلیز آمدم
ترجمہ	طالب دنیا تہا مین اسدر سے قدر		بنگیا اس آستان پر آکے صدر

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین یہان طالب دنیا بنکر آیا تہا۔ لیکن بعنایت الٰہی مقرب بارگاہ سلطانی ہوگیا۔

	آب آوردم بہ تحفہ بہر نان		بوئے نانم برد تا صدر جنان
ترجمہ	تحفتاً لایا تہا پانی بہر نان		جسکی بو نے کردیا صدر جنان

شرح صدر جنان (مسند جنت) سے صحبت عارفین مراد ہے یعنے مین اپنے اعمال کے قبول ہونے کی اُمید پر طالب جنت تہا لیکن جب اُسکے باب رحمت پر آیا تو مشاہدۂ جمال بے کیف نصیب ہوگیا۔ اور دنیا کے بدلے دولت دین ملگئی۔ گویا مجھے دنیا طلبی دین تک اور روٹیون کی خوشبو صدر مقام تک لیگئی۔

	نان برون راند آدمی را از بہشت		نان مرا اندر بہشتے در سرشت
ترجمہ	نکلے آدم خلد سے جس نان سے		خلد مین پہنچا دیا اُسنے مجھے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ جس گیہون نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا تہا اسی نے مجھے بہشت مین داخل کردیا کیونکہ روٹی جسطرح خدا سے دور کردینے کا باعث ہے اسیطرح اُس سے قریب بھی کردیتی ہے جبکہ معیدہ مین جاکر قوت عبادت کا سبب بنجائے مطلب یہ کہ مین روٹی کا طالب تہا مگر اسکے سبب سے مجھے معنوی روزی ملگئی

	رستم از آب و زنان ہمچون ملک		بے غرض گردم برین در چون فلک
ترجمہ	آب و نان سے دور ہون مثل ملک		اب کرونگا رقص مانند فلک

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین بارگاہ سلطانی مین پہنچکر فرشتون کی طرح فکر آب و نان (تلاش معاش) سے بالکل فارغ ہوگیا ہون اور آیندہ سے بیفکر ہوکر بحالت مسرت مین فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا معنوی مطلب یہ ہے کہ مین واصل قرب حق ہوکر متعلقات کونیہ اور قیود جسمانیہ سے بالکل آزاد ہوگیا ہون۔ اب مجھے نہ دنیوی دولت سے غرض ہے نہ لذائذ جنت سے بعض نسخون مین بے غرض گردم برین در چون فلک ہے یعنے مین باب محبت الٰہی بلاغرض حصول ثواب و عذاب ہمیشہ فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا۔ فلک کی تشبیہ بغیر غرض گردش مین ہے

بلکہ گردش کی ہمیشگی میں ہے یعنے میں بحالت مسرت ہمیشہ آسمان کی طرح رقص کرتا رہونگا اور سبقگیر ہوکر زندگانی کرونگا

	بے غرض نبود بگردش در جہان	غیر جسم و غیر جان عاشقان
ترجمہ	بے غرض ہین گردشین کس کی بیان	ماسوائے جسم و جان عاشقان

شرح یعنے سارے جہان مین کوئی شخص ایسا نہین جسکی نقل و حرکت بے غرضانہ اور بلا نیت حصول فائدہ دنیوی یا اخروی صرف خدا کے لیئے ہو البتہ عاشقان الہی کی جسمانی اور روحی حرکتین محض خدا کے لیئے ہوتی ہین کیونکہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہین اسلیئے سوائے خدا کی اور کوئی چیز انکا مقصود دلی ہو ہی نہین سکتی۔

	عاشقان کل نہ این عشاق جزو	ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو
ترجمہ	عاشق کل کب ہوے عشاق جز	دور ہین کل سے جو ہین مشتاق جز

شرح یعنے بیغرض حرکت اُن لوگون کی ہوتی ہے جو عاشقان کل (طالبان ذات الہی) ہین عاشقان جزو (مجازی عشاق) اس حرکت سے ناآشنا ہین بلکہ وہ غرض حظ نفس کے لیئے معشوقون کے کوچون مین چکر لگایا کرتے ہین۔ اور عاشق جزو ہوکر کل سے محروم ہین۔

در بیان آنکہ عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار یست کہ بر و آفتاب تافتہ و او جہد نکرد تا فہم کند کہ این تاب و رونق از دیوار نیست از قرص آفتاب ست در آسمان چہارم۔ لاجرم کلی دل بر دیوار نہاد و چون پرتو آفتاب با آفتاب پیوست او محروم ماند۔ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ

ترجمہ اس بات کا بیان کہ عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی شخص اُس دیوار پر عاشق ہے جسپر سورج کی چمک پڑتی ہے لیکن وہ اتنا نہین سمجھتا کہ یہ چمک دیوار کی نہین بلکہ سورج کی ہے جو چوتھے آسمان مین ہے اُسنے اپنی کم فہمی کے باعث دیوار سے دل لگا لیا۔ مگر جب آفتاب کا عکس غروب کے وقت آفتاب سے جا ملا تو دیوار کا عاشق محروم رہگیا۔ اور وہ آیت حیل بینہم وبین ما یشتہون کما فعل باشیاعہم من قبل کا مصداق ہو گیا۔

شرح سورۂ سبا مین یہ آیت موجود ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ یعنے قیامت کے دن کفار اور انکی خواہش یا نی کفار اور اُنکے معبودون یعنے بتون کی مابین جنکو وہ بڑی خواہش سے پوجتے تھے پردہ ڈالا جائے گا۔ یعنے محشر مین جب کفار علم مومنین کے درجون کو دیکھینگے تو ایمان کی خواہش کرینگے مگر اسوقت ایمان اور اُنکی خواہش ایمانی کے مابین پردہ ہو گا یعنے ایمان نہ لاسکینگے کیونکہ اسکا وقت نکلگیا ہے۔ یا یہ کہ محشر مین اُنکے بُت اُنکی مدد نہ کر سکینگے۔ اسی طرح عاشقان دنیا مرنے کے بعد معلوم کرلینگے کہ دنیا کی خوبصورتی فقط اسلیئے تھی کہ اُسمین نور حق کا فیضان ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ نور موت کے سبب اُنسے منقطع ہو جائیگا

تو پھر اندھیری گور سے دنیا مین آنے کی خواہش کرینگے تاکہ اصلی نور کو پہچان لین۔ مگر پھر آنا غیر ممکن ہوگا۔ اُمتین اور اُنکی اُس خواہش مین دوری ہو جائیگی۔ یا معنے ہین کہ جسطرح غافل کے لیے دیوار حجاب بنی ہوی ہے اور وہ نور شمس کو نور دیوار جانتا ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جسنے دنیا کے نقش و نگار سے دل لگا رکھا ہے جب آفتاب روح غروب ہو جائے گا تب معلوم ہوگا کہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور اس بات کا یقین کامل ہو جائے گا کہ پہلی حالت اُسکے اور مقصود اصلی کے مابین حائل اور دیوار بنی ہوی تھی کہ اُسنے دنیا سے دل لگایا اور اُسکو فانی نسمجھا۔ اسی مضمون کو مولانا آیندہ بیان فرماتے ہین۔

	چونکہ جزوے عاشق جزوے شود		زود معشوقش بسوئے کل رود
ترجمہ	ہو گیا جب جزو عاشق جزو کا		جزو فوراً جانب کُل جا رہا

شرح یعنے جب جزو کل کو چھوڑکر کسی اپنے جیسے جزو کا عاشق ہوگا تو انجام کار پشیمانی اُٹھائیگا کیونکہ جزو کُل کی طرف رجوع ہوکر فانی ہو جائیگا۔ اور اسوقت عاشق جزو کے پاس بجز حسرت و یاس اور کچھ نہ رہیگا۔

	ریش گاو و بندۂ غیر آمد او		غرقہ شد کف در ضعیفے در زد او
ترجمہ	سر بسر احمق ہے بندہ غیر کا		ڈوبتے کا گھاس سے کیا ہو بھلا

شرح یعنے عاشق جزو احمق اور بندۂ غیر اللہ ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوبتے وقت کسی کمزور چیز کو ہاتھ مین تھام لے لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جان بچانے کے لیئے کافی نہین ہو سکتا بعض نسخون مین ضعیفے کی جگہ حشیشے ہے بمعنے گھاس مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	نیست حاکم تا کند تیمار او		کار خواجہ خود کند یا کار او
ترجمہ	وہ نہین حاکم کہ کچھ بخشے اُسے		خواجہ کی یا جزو کی خدمت کرے

شرح یعنے معشوق مجازی یا وہ چیز جس سے ڈوبنے والے نے مدد چاہی ہے بذاتہ حاکم یا کسی چیز پر قادر نہین ہے کہ اُسکی مدد کرے یا اُسے کچھ دیسکے بلکہ جسطرح ڈوبنے والا محکوم و عاجز ہے وہ شے بھی محکوم و نادار ہے اب فرماتے ہین کہ محکوم اپنے حاکم و خواجہ کا فرمان بجالائے یا اِس ڈوبنے والے کا مطلب یہ عاشق مجازی کا معشوق مجازی خود محکوم حکم رب ہے جب اللہ تعالے اُسکو فنا کردیگا تو یہ معشوق عاشق کا کہا نہ مانیگا کہ اپنے آپ کو فنا ہونے سے ۔ بلکہ خواجہ کا حکم مانے گا اور عاشق کے پاس حسرت چھوڑ جائیگا اسلیئے عاشق مجازی کو چاہیئے کہ مجازی کو چھوڑکر عشق حقیقی اختیار کرے۔ اور ایسی معشوق کو چاہے جسکو فنا نہ

	فاز من بالعروة الوثقیٰ ان شد مثل		فاشرق الذرة و بدین شد مثل
ترجمہ	کرتا بعلم سے ہے ضرب المثل		اور جیرا سوتی مثل ہے منتقل

شرح عرب مین یہ مثل مشہور و منتقل زبان زد خاص و عام ہے کہ اِذَا زَنَیْتَ فَازْنِ بِالحُرَّۃِ وَاِنْ سَرَقْتَ فَاسْرِقِ الدُّرَّۃَ یعنے تجھے زنا کرنا ہو تو کسی بیگم یا خوبصورت عورت سے کر لونڈیون باندیون کی طرف نہ دیکھہ اور چوری کرتے ہو تو سچے موتی چرایا کر پیسے ٹکے کی چوری نہایت ذلیل بات ہے نکتہ اس ضرب المثل سے زنا اور چوری کی اجازت مراد نہین ہے ۔ کیونکہ مثال اور مثل مین یہ فرق ہے کہ مثال مین ممثل اور ممثل بہ کی مساوات جمیع صفات مین شرط ہے مثلاً ہمنے زید کو شیر کے مانند کہا تو اس مثال کے یہ معنے ہین کہ زید اور شیر صفات شجاعت مین دونو برابر ہین ۔ اور مثل مین یہ مساوات شرط نہین ہے ۔ بلکہ اکثر ضرب المثلین از قبیل المحال ہوتے ہین ۔ مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی ہر کام مین اعلے درجہ کی چیز کو اختیار کرے اسیطرح عشق بھی اعلے درجہ کا اختیار کرنا چاہیئے جسکا نام حقیقی عشق ہے ۔ اور جو تمام صفتون مین اعلے درجہ کی صفت ہے ۔

	بندہ سوئے خواجہ شد او ماند زار	بوئے گل شد سوئے گل او ماند خار
ترجمہ	مرگیا معشوق اب عاشق ہے زار	بوئے گل جاتی رہی ۔ باقی ہے خار

شرح یعنے عشق مجازی مین جب معشوق فنا ہو جاتا ہے تو عاشق محزون و مغموم اور زار زار ہو کر رہجاتا ہے جسطرح بوئے گل جب گل کی طرح چلی جاتی ہے تو بجز الم خار کے اور کچھ باقی نہین رہتا ۔

	ہمچوآن ابلہ کہ تاب آفتاب	دید بر دیوار و حیران شد شتاب
ترجمہ	جسطرح احمق کوئی دیوار پر	سخت حیران ہو چمک کو دیکھکر
	عاشق دیوار شد کاین با ضیاست	بیخبر کاین عکس خورشید سماست
ترجمہ	اور عاشق اس سے ہو دیوار کا	اور نہ سمجھے عکس خورشید سما

شرح یعنے عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی بیوقوف نے دیوار پر آفتاب کی چمک دیکھی اور دیوار کو پُر ضیا سمجھکر اسیر عاشق ہو گیا اور اُسکو یہ معلوم نہوا کہ یہ چمک خُرشید فلک کا عکس ہے ۔ دیوار اپنی ذات مین چمک دمک نہین رکھتی ۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین ۔ اور اسی لیے ملا کر لکھے گئے ہین ۔

	چون باصل خویش پیوست آن ضیا	دید بر دیوار و حیران شد فنا
ترجمہ	ملگئی جب اصل سے بالکل ضیا	عاشق دیوار حیران رہگیا
	او بماندہ دور از مطلوب خویش	سعی ضایع رنج باطل پای ریش
ترجمہ	ہو گیا مطلوب سے وہ اپنے دور	رہگیا یہ رنج باطل بے شعور

شرح یہ دونو شعر بھی قطعہ بند ہین یعنے جب آفتاب کی چمک اپنی اصل سے جاملی ۔ اور سورج چھپ گیا تو وہ بیوقوف نوجوان جو دیوار کا عاشق تھا اپنے مطلوب سے دور رہنے کے باعث حیران ہو گیا اور عشق

دیوار کے متعلق اسکی کوشش ضایع اور عبث مین محنت اُٹھانی باطل اور دوڑ دھوپ سب بیکار ہوگئی اور پانو مفت مین زخمی ہوسے۔ عاشقان دنیا کا بعینہٖ یہی حال ہے کہ انجام کار اُنکی محنت بالکل برباد جاتی ہے۔

ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ	سایہ کے گردد ورا سرمایۂ
ترجمہ جیسے ہو صیاد کوئی سایہ گیر	سایہ سے ہوتا ہے کب وہ مایہ گیر

شرح یعنے عاشق دنیا کی دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شکاری شکار کی جگہ اُسکے سایہ کو پکڑ لے یہ سایہ صیاد کے لیئے سرمایہ نفع پہنچانیوالی پونجی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ سایہ شکار کا کام نہین دیسکتا۔

سایۂ مرغے گرفتہ مرد سخت	مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت
ترجمہ سایۂ طائر کو پکڑا اُسنے سخت	اور اُس طائر نے لی راہِ درخت

شرح یعنے صیاد نے مرغ کے سایہ کو مضبوط پکڑ لیا مگر مرغ درخت کی ٹہنی پر بیٹھکر تعجب سے یہ کہنے لگا کہ

کاین مدمغ بر کہ مے خندد عجب	اینت باطل اینت پوسیدہ سبب
ترجمہ اور کہا ہنستا ہے یہ کیون یا عجب	ہے یہ باطل ہے یہ پوسیدہ سبب

شرح یعنے مرغ حیران ہوکر یہ کہتا ہے کہ یہ شکر صیاد ہنستا کیون ہے اگر سایہ کا پکڑ لینا اسکے لیئے باعث خوشی ہے تو یہ سبب بالکل نامعقول اور نکما ہے کیونکہ سایہ کے شکار سے اُسکو کسیطرح کا فائدہ نہین ہوسکتا

ور تو گوئی جزو پیوستہ کل ست	خار میخور خار مقرون گل ست
ترجمہ گر کہے تو جزو کو ہے وصلِ کل	کانٹے کہا جا۔ کانٹے ہین مقرون گل

شرح مولانا قدس سرہ نے اِس سے پہلے عشق جزو با جزو یعنے عشق مجازی و عشق متعینین با متعین کو مذموم کہا ہے اسپر معترض یہ کہتا ہے کہ جزو بہی تو کل کے ساتہ متصل ہے کیونکہ ہر متعین منظہر اوصاف الٰہی ہے پھر عشق جزو مذموم کیون ہونے لگا اسکا جواب دوسرے مصرع مین ہے یعنے اے معترض اگر تیرے نزدیک عشق جزو گویا عشق کل ہے تو دیکہہ کانٹا پہول کا جزو اور اُس سے پیوستہ ہے۔ پہر کیا معنے کہ تو پہول کو کہاتا ہے اور کانٹے کو نہین کہاتا اور کانٹے سے وہ کام نہین لیتا جو پہول سے لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل اور جزو مین تیرے نزدیک بہی کچہ نہ کچہ فرق اور امتیاز ضرور ہے اور یہی ہمارا مقصود تہا۔

جز و یک رو نیست پیوستہ بہ کل	ورنہ خود باطل شدی بعث رسل
ترجمہ اک سبب سے جز نہین مقرون کل	ورنہ ہوجاتا عبث بعثِ رسل

شرح لفظ یکرو بمعنے یک وجہ ہے یعنے جزو ایک وجہ سے کل کے ساتہ پیوستہ نہین ہے اور وہ وجہ جزو کے امکانیت و بشریت اور متعین ہونے کی ہے۔ گو دوسری وجہ سے پیوستہ ہے اور یہ وجہ

مظہریت یعنے تعینات کے مظہر الٰہی ہونے کی ہے مطلب یہ کہ جزو ہمہ وجوہ کل سے پیوستہ نہین ہے اگر ہمہ وجوہ پیوستہ ہوتا تو رسولون کا آنا نعوذ باللہ باطل ٹہرتا۔ کیونکہ جس حالت مین کہ ہر شخص واصل الٰہی ہوتا تو رسولون کے آنے کی ضرورت ہرگز نہ رہتی۔

چون رسولان از پے پیوستن اند	پس چہ پیوندند شان چون یکتن اند
ترجمہ ہین ملانے کے سیلئے ہمارے رسول	اور ملانا واصلون کا ہے فضول

شرح یہ گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جزو اپنے کل سے ہمہ وجوہ پیوستہ ہین تو رسولون کا آنا باطل ٹہرتا ہے اسلیئے کہ رسول لوگون کو واصل بحق کرنے کے لیئے تشریف لائے ہین اور جبکہ جزو اپنے کل سے خود ہی پیوستہ فرض کر لیئے گئے ہین تو ملے ہوونکا ملانا فعل عبث ٹہرتا ہے حالانکہ خدا کا کوئی فعل عبث نہین ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جزو کلی طور پر کل سے پیوستہ نہین ہین۔

این سخن پایان ندارد اے غلام	روز بیگہ شد حکایت کن تمام
ترجمہ یہ سخن بے انتہا ہے لا کلام	ہو چکا ہے وقت قصہ کر تمام

سپردن عرب ہدیہ را یعنی سبوے آب را بغلامان خلیفہ و شرح آن

ترجمہ اعرابی درویش کا اپنے تحفے (سبوے آب) کو غلامان خلیفۂ بغداد کے سپرد کرنا اور اسکا حال

با نقیبان حال خود را آن عرب	چون بگفت و دید ہنگام طلب
ترجمہ اس عرب نے نوکرون سے اپنا حال	کہہ دیا۔ دیکھا جو ہنگام سوال
آن سبوے آب را در پیش داشت	تخم خدمت را در آن حضرت بکاشت
ترجمہ تہا سبوے آب جو زیر بغل	آگے رکھا تہا بکر حسن عمل

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جبکہ اعرابی درویش نے نقیبون سے اپنا حال کہدیا اور قرینہ سے یہ بات معلوم کر لی کہ مانگنے کا وقت اور سوال کا موقع بہی ہے تو اُس سبوے آب کو خدمت سلطانی مین پیش کر دیا۔ کیونکہ جو شخص موقع پر چوک جاتا ہے وہ ضرور ناکامیاب رہتا ہے۔

گفت این ہدیہ بران سلطان برید	سائل شہ را ز حاجت وا خرید
ترجمہ اور کہا لیجاؤ اُس سلطان کے پاس	دو مدد سائل کو تم اے خوش اساس

شرح یعنے اعرابی نے نقیبون سے یہ کہا کہ اس تحفہ کو بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ اور سائل بارگاہ سلطانی کو یعنے مجہے قید حاجت سے نجات دلواؤ اور اپنے احسان و کرم کے بدلے مین خرید لو۔ مرہون منت بنا لو۔ کسے را از حاجت وا خریدن فارسی محاورہ ہے یعنے کسیکی حاجت برآری کرنی اور سوال پورا کر دینا۔

	آب شیرین و سبوئے سبز و نو	زاب بارانے کہ جمع آمد بہ گو
ترجمہ	آب شیرین ہے نئی ہے یہ سبو	مینہ کا پانی اسمین ہے اے نیک خو

شرح گو بفتح کاف فارسی بمعنے مغاک یعنے جنگل کا وہ گڑہا جسمین مینہ کا پانی جمع ہو جاتا ہے اعرابی کہتا ہے کہ یہ شیرین پانی ہے اور نئی سبز ٹہلیا ہے۔ اور اسمین آب باران ہے جو گڑہے مین جمع ہو گیا تہا نکتہ اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب اُسنے بیابان ریاضت کو قطع کرکے اپنے سبوئے وجود کو آب محبت الٰہی سے بہر لیا جو صحرائے مجاہدات سے حاصل ہوا تہا تو اُسکو بلا عیب جانا اور یہ گمان کیا کہ ایسا پانی نایاب ہے اسلئے خادمان سلطان کے آگے پیش کر دیا۔

	خندہ مے آمد نقیبان را ازان	لیک پذرفتند آن را ہمچو جان
ترجمہ	اُسکے اس کہنے پہ ہنستے تہے رسول	مثل جان لیکن کیا اُسکو قبول

شرح نقیبون کو اعرابی کے ہدیہ پیش کرنے سے ہنسی آتی تہی۔ کیونکہ اُنہون نے قرینہ سے معلوم کر لیا تہا کہ اعرابی نے خلیفہ کے آبجیات اور فراتِ عنایات کو نہین دیکہا اور یہ خیال نہین کیا کہ گڑہے کا پانی آب جاری کا مقابل نہین ہو سکتا لیکن باایں ہمہ حسن اخلاق کے باعث اُسکے ہدیہ کو قبول کر لیا۔

	زانکہ لطف شاہ خوب باخبر	کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر
ترجمہ	کیونکہ لطفِ بادشاہ باخبر	کر چکا تہا سب نقیبون مین اثر

شرح یعنے اُس حقیر ہدیہ کے قبول کرنے کی وجہ یہ تہی کہ نیک سیرت اور باخبر بادشاہ کے الطاف اور حسن اخلاق نے اُن تمام ارکان سلطنت اور خادمان بارگاہ کے دلون مین نیک اثر ڈال رکہا تہا۔ نوکر آقا کی حالت کا عکس ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسکی تمثیلین آیندہ شعرون مین موجود ہین۔

	خوئے شاہان در رعیت جا کند	چرخ اخضر خاک را خضرا کند
ترجمہ	خوئے شہ ہوتی ہے سب مین جاگزین	آسمان سے سبز ہوتی ہے زمین

شرح یعنے بادشاہون کی خصلت رعایا مین ضرور جاگزین ہو جاتی ہے اسلئے حدیث مین آیا ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ (آدمی اپنے بادشاہون کے دین پر ہوا کرتے ہین) چونکہ آسمان زمین کے لیئے بمنزلہ بادشاہ ہے اسلئے اپنی سبزی کے اثر سے اُسے بہی سرسبز کر دیتا ہے۔

	شہ چو حوضے دان حشم چون لولہا	آب از لولہ رود در گولہا
ترجمہ	حوض ہے شہ اور حشم ہین ٹونٹیان	ٹونٹیون سے آب ہوتا ہے روان

شرح گولہا جمع گول بمعنے مغاک۔ یعنے جنگل کا وہ گڑہا جسمین پانی جمع ہو جاتا ہے۔ یعنے بادشاہ پانی کے حوض

کی اور ارکان دولت ٹونٹیون کی مانند ہین پانی حوض کی ٹونٹیون مین سے گرا ہون مین جایا کرتا ہے اسیطرح حسن اخلاق کا صاف پانی بادشاہون سے ارکان سلطنت کو اور ارکان سے رعایا کو ملتا ہے یہ شعر مضمون شعر گزشتہ کی دلیل ہے یعنے جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسے ارکان دولت ہوتے ہین۔ اور ارکان کا اثر رعایا پر پڑتا ہے

	چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک		ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک
ترجمہ	چونکہ ان سب کا ہے منبع حوض پاک		اسلیئے ہے سب کا پانی ذوق ناک

شرح یعنے چونکہ بادشاہ اور ارکان دولت کا پانی ایک ہی پاک حوض (فیضان کرم ولطف الٰہی) سے آتا ہے اسلیئے شیرین اور بامزہ ہے۔ اور اس سے ہر ایک کو فیض پہنچتا ہے کوئی پیاسا محروم نہین جاتا۔

	ور دران حوض آب شورست و پلید		ہر یکے لولہ ہمان آرد پدید
ترجمہ	اور جو اسکا آب ہے شور و پلید		ٹونٹیون سے بہی وہی ہوگا پدید

شرح یعنے اگر حوض مین کہاری یا ناپاک پانی ہے تو ٹونٹیون مین سے بہی ناپاک ہی نکلیگا۔ مطلب یہ کہ اگر بادشاہ خود بدخلق اور تند خو ہے تو اُسکے ارکان اور رعایا کے لوگ بہی ضرور بد مزاج اور بد خصلت ہونگے۔ الغرض نیکی بدی مین بادشاہ کا اثر ارکان و رعایا پر ضرور پڑتا ہے۔

	زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض		خوض کن در معنیِ این حرف خوض
ترجمہ	کیونکہ ہر ٹونٹی ملی ہے حوض سے		خوض سے اِس حرف کو سن خوض سے

شرح یعنے ٹونٹیون مین سے ناپاک پانی نکلنے کی یہ وجہ ہے کہ ہر ٹونٹی حوض سے اتصال رکھتی ہے اور اُس سے ملی ہوئی ہے بس تو جیسا حوض کا پانی ویسا ٹونٹی کا۔ اے شخص تو اِس حوض کی تشبیہ مین نہایت خوض کرکے راز مخفی کو سمجھ۔ وہ یہ ہے کہ پچہلے شعر مین جس بادشاہ کو حوض سے تشبیہ دیگئی ہے وہ دل ہے اور خدام جنکو ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے وہ جوارح اور اعضا ہین۔ اگر دل مین صلاحیت ہے تو اعضا سے بہی اعمال صالح صادر ہونگے اور اگر دل بگڑا ہوا ہے تو اعمال بہی خراب ہونگے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ بدن مین ایک گوشت کا لوتہڑا ہے جب وہ صلاحیت پر آجاتا ہے تو تمام بدن صلاحیت پر آجاتا ہے اور جب وہ بگڑجاتا ہے تو تمام بدن بگڑجاتا ہے۔ یا خوض کرنے کے قابل راز مخفی یہ ہے کہ حوض اسماے الٰہی ہین اور اُن کا ہر مظہر ٹونٹے کے مانند ہے اگر کسی مظہر مین اسم لطیف یا محسن یا حلیم یا ہادی کا ظہور ہے تو مظہر بہی ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر ضار یا مضل کا ظہور ہے تو مظہر بہی ویسا ہی ہوگا۔ خوض سے انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے اینجا طب اسمات کو خوض کرکے سمجھ لے کہ تمام مظاہر مین تاثیر اسماے الٰہی موجود ہے۔

لطف شاہنشاہ جان بیوطن ۔ چون اثر کردست بین در کل تن

ترجمہ: دیکھ لے تو تن مین روح بے وطن ۔ ہو گئی ہے حاکم جملہ بدن

شرح: یہ مضمون سابق کی تکمیل ہے۔ اور جان بے وطن سے روح مراد ہے جسکا وطن اصلی بدن نہین ہے لیکن اسنے تمام بدن مین اپنا اثر کر رکھا ہے رمثلاً سلاست نطق اور قوت سمع اور حدت بصر اور جودت رفتار اور شدت بطش اور استقامت حرکات سب روح کے اثر اور اُسکی حکومت کے باعث ہین اسیطرح کل رعایا مین بادشاہ کا اثر ہوا کرتا ہے رعایا نیکی بدی مین ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ بادشاہ ہوتا ہے۔

لطف عقل خوش نہاد خوش نسب ۔ چون ہمہ تن را در آرد در ادب

ترجمہ: لطف عقل خوش صفات و نیکذات ۔ تن کو دیتی ہے ادب اے خوش صفات

شرح: یعنے عقل خوش نہاد (مبارک و نیک) اور خوش نسب (مقبول الٰہی) سے تمام بدن کو حالت ادب اور سنجیدگی مین لے آتی ہے۔ یعنے ایمان و حیا و طاعات اور جمیع آداب جو انسان مین پائے جاتے ہین سب کے کل آثار عقل ہین یہ اُسی گزشتہ مضمون کی دوسری مثال ہے۔

عشق شنگ بیقرار و بے سکون ۔ چون ہمہ تن را در آرد در جنون

ترجمہ: سچ ہے عشق بیقرار و بے سکون ۔ تن مین آکر بخشتا ہے جنون

شرح: عشق بمعنے معشوق ہے یعنے معشوق شوخ و شنگ و مطبوع و بیقرار و ہرجائی عاشق کو مجنون بنا دیتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ شنگ و بیقرار عشق کی صفت ہو یعنے عشق کہ مطبوع عاشقان الٰہی اور انکو بیقرار و بے سکون کرنیوالا ہے دیوانہ کر دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح عشق زبردست مؤثر ہے اور عاشق متاثر اسیطرح بادشاہ کے اخلاق اثر ڈالنے والے ہین اور رعایا کے اخلاق اُسکا اثر قبول کرنیوالے یہی مضمون گزشتہ کی تمثیلین بیان ہو رہی ہین لہذا شنگ کو لفظ معشوق محذوف کی صفت مانا جائے تو یہی معنے درست ہین

لطف آب بحر کو چون کوثر است ۔ سنگریزہ اش جملہ در و گوہر است

ترجمہ: لطف آب بحر ہے کوثر نمط ۔ سنگریزے اُسکے ہین گوہر نمط

شرح: یعنے آب دریائے شیرین کا یہ اثر ہے کہ اُسکے تمام سنگریزے بھی در و گوہر ہین۔ اور یہ اثر پانی کی شیرینی کا ہے کہ سنگریزون کو گوہر بنا دیتا ہے یہان دریا سے مرشد کامل اور آب بحر سے اُسکے کمالات مراد ہین جو سنگریزون یعنے اہل دنیا کو بھی گوہر معانی بنا دیتے ہین۔

ہر ہنر کاستایدان معروف شد ۔ جان شاگردان بان موصوف شد

ترجمہ: جو ہنر رکھتا ہے کامل اوستاد ۔ اچھے شاگردون کو ہو جاتا ہے یاد

شرح یعنے جس ہنر کے ساتھ اُستاد مشہور ہوتا ہے شاگرد بھی اُسکے ساتھ موصوف ہوجاتے ہین۔ یہ صحبت واخلاق کا اثر ہے بلکہ شاگردونکو اُستادی کا مرتبہ ملجاتا ہے اور وہ خود اُستاد کامل ہوجاتے ہین ۔

	پیش استاد اصولی ہم اصول	خواند آن شاگرد چیست با حصول
ترجمہ	یعنے ہو جو واقف علم اصول	اُسکے شاگردون کو ہوتا ہے حصول

شرح یعنے اگر کوئی اُستاد علم اصول حدیث یا اصول فقہ سے ماہر ہے تو اُسکا ذہین اور ہوشیار شاگرد جسکو حصول علم کا شوق ہوگا ضرور علم اصول کو حاصل کرلیگا۔ اور اُستاد کی طرح اصولی بنجائیگا۔

	پیش اُستاد فقیہ آن فقہ خوان	فقہ خواند نے اصول و نے بیان
ترجمہ	فقہ دان سے پڑھتے ہین سب فقہ خوان	پڑہ نہین سکتا کوئی علم بیان

شرح یعنے اگر اُستاد علم اصول سے واقف نہین بلکہ علم فقہ کا ماہر ہے تو شاگرد اُس سے علم فقہ ہی حاصل کرسکتا ہے ۔ علم اصول اور علم بیان کی تحصیل نہین کرسکتا۔ کیونکہ اُستاد خود ہی ان علمون سے ماہر نہین ہے

	پیش اُستادے کہ او نحوی بود	جان شاگردش ازان نحوی شود
ترجمہ	اور جو اُستاد سے پڑہتا ہے نحو	نحو مین شاگرد ہوجاتا ہے محو

شرح یعنے ایسے استاد کی تعلیم سے جو علم نحو کا ماہر ہو شاگرد نحوی ہوسکتا ہے اصولی یا فقیہ نہین بن سکتا
نکتہ ان تمام اشعار مین اُسی مضمون کی تمثیلین ہین کہ جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسی ہی رعایا ہوجاتی ہے۔

	باز اُستادے کہ آن محو رہست	جان شاگردش ازان محو شہ است
ترجمہ	لیک وہ کامل کہ ہے جو محو راہ	ہوتے ہین شاگرد اُسکے محو شاہ

شرح یعنے ایمخاطب یہ تو تو نے سمجھ لیا کہ ظاہری علوم کے اُستاد سے شاگرد کو ظاہری علوم ہی حاصل ہوسکتے ہین مگر اسکے بعد یہ بھی سمجھ لے کہ وہ استاد کہ محو راہ عشق حقیقی اور فانی فی اللہ ہے وہ اپنی شاگرد کو بھی محو شہنشاہ حقیقی کردیتا ہے ۔ کیونکہ شاگرد اُس علم سے ضرور ماہر ہوسکتے ہین جسنے اُنکا اُستاد ماہر ہے۔

	زین ہمہ انواع دانش روز مرگ	دانش فقر است ساز راہ و برگ
ترجمہ	علم ہون سارے ولیکن روز مرگ	علم درویشی ہے بیشک ساز و برگ

شرح یعنے مرنے کے دن علم فقر اور علم محو ذات ہی توشہ عقبے ہوگا دیگر علوم ہرگز کام نہ آئینگے کیونکہ جابر رضی سے یہ حدیث منقول ہے کہ اَلعِلمُ عِلمَانِ عِلمٌ فِی القَلبِ فَذٰلِکَ العِلمُ النَّافِعُ وَعِلمٌ عَلَی اللِّسَانِ فَذٰلِکَ حُجَّۃٌ عَلٰی ابنِ آدَمَ یعنے علم دو طرح کے ہین ایک علم باطنی اور دوسرا علم زبانی یعنے ظاہری۔ پہلا علم نفع رسان ہے اور دوسرا خود آدمی پر حجت اور باعث نقصان آخرت ہے۔ کیونکہ علوم ظاہری بلا عمل کسی کام کے نہین ہوتے۔

پس علم صرف و نحو اصلاح کلام کا آلہ ہے اور فقہ و اصول جواز عمل اور عدم جواز کی تعلیم کرتا ہے وہ شخص جو حدیث فقہ پڑھ کر عمل نہ کرے کسی کام کا نہین حضرت علیؓ کا قول ہے العلم نقطۃ کثرہا الجاہلون یعنے علم ایک نقطہ ہے جسکو جاہلون نے بڑھا دیا ہے اس سے علم وحدت مراد ہے۔ کیونکہ وحدت منافی کثرت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ادراک عقول سے منزہ ہے اور الفاظ و حروف سے اُسکی معرفت حاصل نہین ہو سکتے۔ کیونکہ یہ سب حادث ہین قدیم حادث سے ہرگز نہین پہچانا جاتا علم محو اور فنائے ذاتِ حق چونکہ قیل و قال اور نزاع و جدال سے پاک ہے اسلیئے اس سے معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور یہی علم بعد مرگ کام آئیگا۔

ماجرائے مرد نحوی درکشتی باکشتیبان وجواب دادن او

ترجمہ ایک عالم نحو کی حکایت کشتی مین کشتیبان کے ساتھ اور کشتیبان کا جواب

آن یکے نحوی بکشتی در نشست ۔ رُو بکشتیبان نمود آن خود پرست

ترجمہ ہو گیا کشتی مین اک نحوی سوار ۔ اور کشتیبان سے بولا بدشعار

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا ۔ گفت نیم عمر تو شد در فنا

ترجمہ کچھ پڑھی ہے نحو؟ وہ بولا نہین ۔ بولا آدھی عمر کھو دی بالیقین

شرح یعنے ایک علم نحو جاننے والا عالم جو خود پرست اور اپنے علم پر متکبر تہا اتفاقاً کشتی مین بیٹھا اور ملاح سے یہ کہنے لگا کہ تو نے کچھ علم نحو بھی پڑھا ہے یا نہین۔ ملاح نے جواب دیا کہ مینے کچھ نہین پڑھا۔ نحوی نے طنز سے کہا کہ افسوس تیری آدھی عمر بالکل برباد گئی کہ تو نے علم نحو کا ایک حرف بھی نہ پڑھا۔

دل شکستہ گشت کشتیبان زتاب ۔ لیک آندم گشت خاموش از جواب

ترجمہ چپ رہا ملاح کھا کر پیچ و تاب ۔ رہگیا خاموش ہو کر لاجواب

شرح تاب بمعنے حرارت دِل و اضطراب ہے یعنے کشتیبان نحوی کا طعنہ سنکر اضطراب قلب کے باعث دل شکستہ ہو گیا اور اُسوقت نحوی کو کچھ جواب نہ دیسکا۔ کیونکہ اسکا اعتراض حسب ظاہر بالکل بجا تہا۔

باد کشتی را بگردابے فگند ۔ گفت کشتیبان بان نحوی بلند

ترجمہ لیگئی کشتی ہوا گرداب مین ۔ کشتی والے نے کہا یہ آب مین

ہیچ دانی آشنا کردن بگو ۔ گفت نے اے خوش جواب خوبرو

ترجمہ تیرنا کچھ تجکو آتا ہے بتا ۔ بولا وہ نحوی نہین مین جانتا

شرح یعنے تہوڑی دیر کے بعد ہوا نے کشتی کو بہنور مین ڈالدیا اُسوقت ملاح نے کہا کہ اے نحوی تجھے کچھ تہوڑا بہت تیرنا بھی آتا ہے یا نہین۔ نحوی نے جواب دیا کہ اے معقول جواب دینے والے اور اچھی صورت والے

شارح میں تیرنا بالکل نہیں جانتا۔ بلکہ صرف علم نحو ہی سے واقف ہوں۔

	گفت کل عمرت اے نحوی فناست	زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست
ترجمہ	یہ کہا اُسنے کہ تیری عمر سب	ہوگئی فانی کہ کشتی ڈوبی اب

شرح یعنے نحوی نے جب یہ کہا کہ مین تیرنا نہین جانتا تو کشتیبان نے جواب دیا کہ اے نحوی گو علم نحو کے نہ پڑھنے سے میری آدہی عمر ضایع ہوی ہے۔ مگر افسوس تیراک نہونے سے تیری ساری عمر ضایع ہوگئی۔ کیونکہ کشتی عنقریب ڈوبنے والی ہے۔ اسوقت علم نحو ہرگز کام نہ دیسکے گا

	محو مے باید نہ نحو اینجا بدان	گر تو محوی بے خطر در آب ران
ترجمہ	نحو کی جا چاہیئے ہے محو بس	تو ہے گر واقف تو چل اے ہمنفس

شرح یہان سے بطور نتیجۂ حکایت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے محو لغت مین مٹجانے اور اصطلاحات صوفیہ مین جیتے جی مرجانے۔ اوصاف بشری سے معدوم ہونے اور فنا فی اللہ ہو رہنے کو کہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ دریائے محبت الٰہی مین محو ہو جانا کام دیتا ہے صرف و نحو (یعنے علوم ظاہری) بالکل بیکار ہین ایشخص اگر تو محو ہونا جانتا ہے تو بلا خوف دریا مین چلا جا۔ ورنہ اُس نحوی کی طرح ہلاکت کا اندیشہ ہے نکتہ نحوی اور کشتیبان کا یہ مختصر سا قصہ اس مضمون کی تمثیل ہے کہ وقت مرگ بجز علم فقر و فنا و محوذات کے اور کوئی علم کام نہین آسکتا۔ جیسا کہ اُس نحوی کا علم کشتی کے ڈوبتے وقت کچہ کام نہ آیا

	آب دریا مُردہ را بر سر نہد	ور بود زندہ ز دریا کے رہد
ترجمہ	تیرتا ہے مُردہ بیشک آب پر	اور زندہ ڈوبتا ہے سر بسر

شرح یعنے دریا مُردے کو اپنے سر پر رکہہ لیتا ہے (اوپر تیرا دیتا ہے) اور زندہ شخص بھنور مین جا پہنسے تو اُسکی رہائی ناممکن ہے۔ اسیطرح دریائے محبت الٰہی اُس عاشق کو تیرا دیتا ہے جو مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا پر عمل کرکے مرنے سے پہلے مرچکا ہے۔ اور جو انانیت و ہستی کا مدعی ہے وہ ضرور ڈوبجاتا ہے جیسا وہ متکبر نحوی ڈوب گیا۔ اسلیئے طالب حق کو علم نحو کی جگہ علم محو سیکہنا فرض ہے۔

	چون بمُردی تو ز اوصاف بشر	بحر اسرارت نہد بر فرق سر
ترجمہ	چھوڑدے گر تو بہی اوصاف بشر	بہر ہو تو اور راز کے دریا کا سر

شرح یعنے جب تو اوصاف بشری سے کنارہ کریگا تو دریائے اسرار الٰہی تجکو اپنے سر کی مانگ پر بٹھا لیگا۔ تیری تعظیم کریگا۔ اور تجھے ڈوبنے سے بچائیگا کیونکہ اسحالت مین تو قطرہ کی طرح دریا مین جا ملیگا اور یہ ظاہر ہے کہ دریا قطرہ کو نہین ڈبویا کرتا۔

اینکہ خلقان را تو خر مے خواندۂ	این زمان چون خر برین یخ ماندۂ
ترجمہ: تو گدہا اورون کو کہتا تہا مگر	مرتے دم خود ہو گیا مانند خر

شرح یعنے اے عالم علوم ظاہری تو جو از راہ تکبر اورونکو بیوقوف یا گدہا کہتا تہا اسوقت (وقت مرگ) تو خود ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ برف پہ گدہا کہ چلنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسیطرح تو سیر جنت دیدار الٰہی سے عاجز ہے

گر تو علامۂ زمانی در جہان	نک فنائے این جہان بین وین زمان
ترجمہ: تو ہے علامہ جہان کا میری جان	ہے فنا ہونے کو لیکن یہ جہان

شرح یعنے اگر تو علامۂ زمان ہے تو اس دنیا اور زمانہ کی فنا ہونے کو دیکہہ اور آخرت کا تدارک کر اور وہ علم سیکہہ جو وقت مرگ کام آئے اس علم کا نام علم خدا دانی یعنے علم تصوف و معرفت ہے۔

مرد نحوی را ازان در دوختیم	تا شما را نحو محو آموختیم
ترجمہ: اسلیئے ہے قصۂ دانائے نحو	تا بتا دین ہم جہان کو راہِ محو

شرح دوختن بمعنے سینا ہے اور یہان اس لفظ سے ملا دینا اور پیوند کرنا مراد ہے یعنے ہمنے اعرابی درویش کے حکایت سے نحوی کے قصہ کو اسلیئے ملا دیا ہے کہ طالبین کو قاعدۂ محو سکہا یئن۔ یعنے انکو یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص قاعدۂ محو اور طریقہ فنائے بخودی نہین جانتا وہ ڈوبیگا جیسا کہ یہ نحوی جو تیرنا نہین جانتا تہا دریا مین ڈوبا گیا۔ اور ڈوبتے وقت اسکے علم ظاہری یعنے نحو نے اُسے کچہ کام نہ دیا۔

فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف	در کم آمد یابی اے یار شگرف
ترجمہ: فقہ ہو یا نحو ہو یا علم صرف	خود کو لاشئے جان اے یار شگرف

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ پہلے مصرع مین اضافت عام کی نسبت خاص ہے۔ کیونکہ لفظ فقہ لغت مین بمعنے فہم ہے اور اصطلاح مین مسائل شرعیہ مع دلائل کو کہتے ہین اور نحو لغت مین بمعنے قاعدہ و مثال و قصد ہے۔ اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے ترکیبات کلمات عرب کے احوال باعتبار اعراب معلوم ہوتے ہین۔ اور صرف لغت مین بمعنے تغییر و تبدیل ہے اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے بناے کلمہ کے احوال معلوم ہوتے ہین۔ پس تو پہلے لفظ فقہ و نحو و صرف سے لغوی معنے مراد ہین اور دوسرے سے اصطلاحی یعنے اے شخص علم فقہ کی سمجہ۔ اور علم نحو کا قاعدہ اور علم صرف کی تغییر و تبدیل تو اپنی تواضع اور اپنے آپ کو ناقص ظاہر کرنے یا فانی سمجہنے مین حاصل کریگا۔ دوسرے مصرع مین کم آمد بمعنے نقصان ہے اور اگر گم آمد ہے تو بمعنے فنا ہے۔ مطلب یہ کہ ان تمام علمونکا مقصود یا مفہوم فروتنی یا فنا کے باعث حاصل ہوگا۔ جس شخص مین یہ دونو باتین نہون خواہ وہ کیسا ہی عالم ہے مگر یہ سمجہئے کہ اُسنے اپنے

علم کے اصلی مقصود کو نہین سمجھا۔ کیونکہ جمیع علوم کا مطلب اصلی معرفت اور فنا فی الذات ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ فقہ کی فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف سے ان علمون کا خلاصہ مراد ہے یعنے اینجا طلبان تمام علوم کا خلاصہ تیرے لیئے باعث نقصان ہے کیونکہ علوم ظاہری آخرت مین کام نہ آئینگے۔ مگر فقہ کی نسبت جو علم آخرت ہے یہ معنے اسوقت درست ہونگے کہ فقیہ اپنی فقہ پر عمل نہ کرتا ہو۔

	آن سبوئے آب دانشہائے ماست		وان خلیفہ دجلۂ علم خداست	
ترجمہ	وہ سبو گویا ہمارا علم ہے		اور وہ دجلہ خدا کا علم ہے	

شرح یعنے اینجا طلب تو اس اعرابی کے قصہ کو صرف کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ تو تیرے حال کا خلاصہ ہے اسکو اپنی ذات پر مطابق کرلے اور یہ سمجھ لے کہ اس پانی کی ٹھلیا سے ہمارے ظاہری علوم مراد ہین جو دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہین۔ اور خلیفہ سے اللہ تعالےٰ اور دجلہ سے دریائے علم الٰہی مقصود ہے پس تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنے قطرۂ علم کو جو باران فیض الٰہی سے ہم مین موجود ہوگیا ہے اور جو بحر علم الٰہی کے روبرو بالکل ہیچ ہے قابل قدر سمجھکر لایق ہدیۂ بارگاہ الٰہی جانتے ہین۔ اور اپنے علم پر مغرور ہوئے بیٹھے ہین۔ حالانکہ ہمارا علم دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہے۔

	ما سبوہا پر بدجلہ مے بریم		گرنہ خرد انیم ما خود را خریم	
ترجمہ	سوئے دجلہ لیچلے ہین ہم سبو		خر نہین تو کیا ہین ہم اپنے زشت خو	

شرح یعنے اگر ہم پانی کی ٹھلیین بھرکر دجلہ کی طرف لے جائین۔ اور پھر اپنے آپ کو گدہا یا بیوقوف نہ سمجھین تو یہ خود ہمارا گدہا پن اور سخت بیوقوفی ہے یعنے اگر ہم اپنے علم پر مغرور ہین اور یہ نسمجھین کہ ہمارا علم بہ نسبت علم الٰہی سراسر جہل ہے تو یہ ہماری محض بیعقلی ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ یعنے اے لوگو تمہین بہت تہوڑا سا علم دیا گیا ہے نکتہ مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے سبو سے بدن اور آب سبو سے حواس انسانی مراد لیئے تہے۔ اور یہان سبو سے علم انسانی اور دجلہ بحر علم الٰہی مراد لیا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اس قصہ کا وہ نتیجہ بھی درست ہے اور یہ بھی۔ چونکہ ان دو شعرون سے پہلے علوم ظاہری کی بحث ہوچکی ہے اس مناسبت سے یہ دوسرا نتیجہ نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے

	آن عرب بارے بدان معذور بود		کوز دجلہ غافل وبس دور بود	
ترجمہ	وہ عرب اسواسطے معذور تہا		یعنے دجلہ سے نہایت دور تہا	

شرح لفظ بارے بمعنے حاصل کلام ہے یعنے اعرابی اپنے غفلت کے سبب معذور تہا اور اپنے واقعی جہل کے سبب اپنے علم وعمل کو اچھا جانکے بارگاہ الٰہی مین ہدیتاً لیگیا تہا مغرور نہ تہا۔ یہی باعث ہے

مگر اُسکا ہدیہ قبول ہوگیا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر عالم اپنے علم و عمل پر مغرور ہوگا تو ہرگز مقبول بارگاہ نہو سکیگا بلکہ ہلاک ہوجائے گا۔ کیونکہ تکبر ایسی صفت خاص ہے جسکو اللہ تعالے بجز اپنی ذات کے اور کیلیے پسند نہیں کرتا

گر ز دجلہ با خبر بودے چو ما	او نبردے آن سبو را جا بجا
ترجمہ وہ اگر دجلہ سے ہوتا باخبر	کیون لیے پھرتا سبو کو در بدر

شرح لفظ ما سے علما مراد ہین یعنے اگر اعرابی دجلہ کے حال سے ہماری طرح واقف ہوتا یعنے اگر اپنے عالمون کی طرح یہ بات معلوم ہوتی کہ دریائے علم الٰہی بے پایان ہے تو وہ سبو کو منزل بمنزل اپنے ہمراہ لیکر بغداد کا قصد ہرگز نہ کرتا بلکہ اس سے نادانستگی مین ایسا ہوا اور اُسکا بھولا پن ہی اُسکے ہدیے کی قبولیت کا باعث ہوگیا۔ نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص با وصف علم ایسا کرے گا وہ ہرگز مقبول نہو گا یعنے متکبر عالم دولت قبولیت سے بالکل محروم رہیگا۔

بلکہ از دجلہ اگر واقف بدے	آن سبو را بر سر سنگے زدے
ترجمہ بلکہ دجلہ کا اگر ہوتا شعور	توڑ دیتا اپنی ٹھلیا کو ضرور

شرح یعنے اعرابی اگر دجلہ کے حال سے واقف ہوتا تو اُس ٹھلیا کو پتھر پر دے مارتا۔ توڑ دیتا یعنے بلا اعتماد علم و عمل فقیر بنکر بارگاہ الٰہی مین جاتا۔ کیونکہ وہان تکبر و خود پسندی بہر اسر ناپسند ہے۔

آن سبو شد تنگ پُر ناموس رنگ	شد حجاب بحر زن آن را بسنگ
ترجمہ اُس سبو مین پُر ہے بس ناموس رنگ	اس حجاب بحر کو لازم ہے سنگ

شرح یعنے اے طالب تیرا سبو یعنے جسم و علم جو ناموس و رنگ (تکبر و ریائے قلیل) سے پُر ہے تیرے حق مین باعث حجاب دریائے حقیقت ہے اُسکو توڑ دے اور دریا سے حائل متکبر کو وصال حقیقی نصیب نہین ہوتا۔ اُسکا تکبر اُسمین اور جلوۂ شاہد حقیقی مین پردہ بنا رہتا ہے۔

قبول کردن خلیفہ ہدیہ او را و عطا فرمودن با کمال بے نیازی از آن سبو

ترجمہ بادشاہ بغداد کا اُس ہدیے کو قبول فرما لینا اور بے ضرورت اُس کے لیے اور ٹھلیا کا صلہ دینا

چون خلیفہ دید و احوالش شنید	آن سبو را پر ز زر کرد و مزید
ترجمہ بادشاہ نے حال اُسکا جب سُنا	اُس سبو کو سیکے پُر زر کر دیا

شرح یعنے بادشاہ نے اعرابی کا حال سُنکر اور اُسکا ہدیہ دیکھکر اُسکی ٹھلیا کو سونے سے بھر دیا اور خلعت وغیرہ بطور مزید احسان مرحمت کیا۔ کیونکہ اہل کرم اور قدردان تھوڑی سی چیز کے صلہ مین بہت کچھ دیدیا کرتے ہین اور اللہ تعالے اپنی شان مین خود لفظ شاکر فرماتا شاکر یعنے قدردان ہے۔

داد خلعت ہائے بخشش ہائے خاص — آن عرب را کرد از فاقہ خلاص

ترجمہ: خلعتین دین اور دیا انعام خاص — رنج فاقہ سے کیا اُسکو خلاص

شرح یعنے بادشاہ نے خلعتین اور انعام دیکر اُس اعرابی درویش کو فقر و فاقہ اور محتاجی سے نجات دلوادی

پس نقیبان را بفرمود آن قباد — آن جہان بخشش و آن بحر داد

ترجمہ: پھر نقیبون سے کہا یہ شاہ نے — بحر بخشش شاہ عالیجاہ نے

کاین سبو پر زر بدستش وا دہند — چونکہ وا گردد سوے دجلہ اش برند

ترجمہ: وہ سبو بھرکے زر عرب کو سونپ دین — اور راہِ دجلہ سے رخصت کرین

شرح جو دو شعر قطعہ بند ہین اور قباد یعنے عادل ہے اور اُس بادشاہ کا نام ہے جسنے اول لقب کے اختیار کیا تھا اور جسکو کیقباد کہتے ہین یعنے خلیفۂ بغداد۔ تو جو اپنے وقت کا کیقباد اور جہان جود و سخا اور دریائے کرم و داد تھا نقیبون سے یہ کہا کہ یہ پُر زر ٹھلیا۔ اعرابی کو دیدین اور جب واپس جانا چاہے تو اُسے دجلہ یعنے دریا کے رستے سے روانہ کرین

از رہِ خشک آمدست و از سفر — از رہِ دجلہ اش بود نزدیک تر

ترجمہ: کرچکا ہے خشک رستے سے سفر — ہو راہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح بادشاہ کہتا ہے کہ یہ اعرابی خشکی کے رستے سے دور و دراز کا سفر کرکے آیا ہے خشکی کے رستے پہیر ہے اسلیئے اِسے دجلہ کے رستے سے روانہ کرنا چاہیئے تاکہ جلدی سے اپنے گہر پہنچ جائے

چون بکشتی در نشیند رنج راہ — خود فراموشش شود این جایگاہ

ترجمہ: بیٹھکر کشتی مین بالکل رنج راہ — بہول جائے گا یہ مردِ داد خواہ

شرح یعنے بادشاہ کہتا ہے کہ جب اعرابی کشتی مین بیٹھے گا تو اُسمین بیٹھکر رنج راہ بہول جائے گا اور نہایت آرام پائے گا۔ این جایگاہ کا اشارہ کشتی کی جانب ہے۔

ہمچنان کردند و دادندش سبو — پر زر و بردند تا دجلہ دو تو

ترجمہ: آخرش لائے بجا احکام شاہ — لیگئے اُس شخص کو دجلہ کی راہ

شرح دو تو یعنے دوتہ سے مراد دو سمت ہے۔ یعنے نقیبون نے حسب فرمان بادشاہ اعرابی کی ٹھلیا کو سونے سے بہر دیا۔ اور اُسکو دجلہ تک لیگئے جو بغداد کی دو سمت بہ رہا تہا۔ دو تو صفت دجلہ ہے۔

چون بکشتی در نشست و دجلہ دید — سجدہ میکرد از حیا و میخمید

ترجمہ: بیٹھکر کشتی مین دجلہ دیکھکر — ہو گیا شرمندہ دل مین سر بسر

شرح یعنے جب اعرابی نے کشتی مین بیٹھکر دجلہ کو دیکھا تو اپنی کامیابی پر سجدۂ شکریہ ادا کیا اور اس شرم سے کہ باوجودیکہ خلیفہ کے ملک مین میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے۔ اور پہر اُسنے میرے لائے ہوے پانی کو قبول کرلیا ہے اپنی گردن جھکالی اور اپنی حرکت پر سخت نادم اور دلمین شرمندہ ہوکر ازروے خجالت یہ کہا کہ

کاے عجیب لطفِ آن شہِ وہاب را — وین عجب تر کو ستد آن آب را

ترجمہ: اور کہا ہے لطف اُس وہاب کا — ہو گیا جو لینے والا آب کا

شرح پہلے مصرع مین لفظ (ا) قایم مقام اضافت لطف ہے۔ یعنے اعرابی کشتی مین بیٹھکر ازروے شرم وحیا یہ کہتا تہا کہ اِس کریم بادشاہ کی مہربانی عجیب ہے اور پہر اُس ٹہلیا کے پانی کو قبول کرلینا اس سے بہی عجیب تر ہے لطف شاہ کا عجیب ہونا اسلیئے ہے کہ اُسکا کرم عام تہا اور عجیب تر ہونا اسلیئے کہ اُسنے ایسے ناکارہ ہدیہ کو قبول کرلیا

چون پذیرفت از من آن دریائے جود — اینچنان حبس و دغل را زود زود

ترجمہ: ہے یہ سلطان بحرِ صد جود ازل — جسنے لی مجھسے یہ حبس و دغل

شرح یعنے اعرابی کو اِس بات پر تعجب تہا کہ اُس دریائے بخشش یعنے خلیفہ بغداد نے میری کہوٹی جنس کو کیونکر قبول کرلیا۔ اور اُس ناکارہ ہدیہ کے صلے مین اسقدر انعام واکرام سے مالامال کیون کردیا۔

کل عالم را سبو دان اے پسر — کان بود از لطف و خوبی تا بسر

ترجمہ: سارے عالم کو سبو جان اے پسر — لطف و خوبی سے جو پُر ہے سربسر

قطرۂ از دجلۂ خوبیِّ اوست — کان نمے گنجد ز پُرّی زیرِ پوست

ترجمہ: ہے مگر یہ قطرۂ خوبیِّ دوست — جو سما سکتا نہین ہے زیر پوست

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین پُرّی بمعنے کثرت و وسعت ہے اور پوست سے مراد پردہ ہے یعنے نتیجہ قصہ یہ ہے کہ اے مخاطب تو اس سارے جہان کو جو لطف وخوبی سے پُر ہے ٹہلیا سمجہ۔ مگر یہ بہی یقیناً جان لے کہ جہان مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب اللہ تعالےٰ کے دریائے خوبی کا قطرہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ کا لطف وخوبی اور علم وشفقت کے سبب پردہ مین نہین رہ سکتا تہا اسلیئے اُسنے ممکنات کو پیدا کیا تاکہ انکے واسطہ سے لطف وخوبی کا اظہار ہو پس تو ممکنات مین جو کچہ لطف وخوبی ہے وہ اُسی بحرِ خوبی کا ایک قطرہ ہے اسلیئے انسان کو اپنے علم پر نازان ہونا چاہیئے۔

گنج مخفی بُد ز پُرّی چاک کرد — خاک را تابان تر از افلاک کرد

ترجمہ: گنج مخفی تہا کیا پردے کو چاک — چرخ سے زائد ہوئی پُر نور خاک

شرح یہ شعر اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ کُنتُ کنزاً مخفیاً الیٰ آخرہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کہ مین خزانۂ پوشیدہ کے مانند تہا پس مینے اپنی معروفت کو محبوب رکہا اور مخلوق کو پیدا کر دیا ۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ مگر معنےٰ صحیح ہے یعنے اللہ تعالےٰ گنج مخفی کے مانند تہا لیکن اُسنے اپنے کمال صفات اور کثرت انعام کے سبب پردۂ غیب کو چاک کیا۔ اور خاک یعنے آدم یا حقیقت انسانی کو افلاک سے زیادہ تابان کر دیا یعنے خاک کو مظہر اسما و صفات بنا کر افلاک سے بدرجہا زیادہ روشنی عنایت فرمائی

گنج مخفی بد ز پُری جوش کرد ‖ خاک را سلطان اطلس پوش کرد

ترجمہ: گنج پنہان سر بسر پر جوش ہے ‖ خاک اک سلطان اطلس پوش ہے

شرح جوش بمعنے ظہور ہے اور خاک سے وہی آدم یا حقیقت انسانی مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہی یعنے اللہ تعالےٰ خزانۂ مخفی کی مانند تہا اُسنے کثرت انعام کے باعث ظہور فرما کر آدم کو بادشاہ اطلس پوش یعنے ملبس بہ لباس مظہریت خود بنا دیا اور اُسے اپنی خلافت کا خلعت عنایت فرما کر تمام موجودات مین ممتاز کر دیا

ور بدیدے شاخے از دجلۂ خدا ‖ آن سبو را او فنا کردے فنا

ترجمہ: دیکہتا گر شاخ دریائے خدا ‖ تو سبو کو اپنے کر دیتا فنا

شرح شاخ سے دریا کی نالی مراد ہے یعنے وہ شخص جسنے اپنے کوزۂ وجود کو آب علم سے پُر جانا تہا اگر بحر علم الٰہی کے ایک جدول دیکہہ لیتا تو اپنے کوزۂ وجود کو فنا کر دیتا کیونکہ دریا کے آگے قطرہ کی کیا حقیقت ہے

آنکہ دیدندش ہمیشہ بیخودند ‖ بیخودانہ بر سبو سنگے زدند

ہین جو بینا مست ہین اُسے تا ابد ‖ پہینک مارا سنگ پر اپنا سبو

شرح یعنے جن لوگون نے دریائے علم الٰہی کی ایک شاخ کو بہی دیکہہ لیا ہے وہ بیخود یعنے فنا فی اللہ ہوگئے ہین اور اُنہون نے اپنے وجود فانی کی ٹہلیا پر بیخودی کے عالم مین پتہر مار دیا ہے یعنے قید جسم سے بالکل نجات پائے ہوئے ہین۔ یہ اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔

اے ز غیرت بر سبو سنگے زدہ ‖ وان سبو ز اشکست کامل تر شدہ

ترجمہ: یہ سبو جس وقت ٹکڑے ہو گیا ‖ اور کامل ہو گیا اُس سے فنا

شرح اشکست حاصل مصدر ہے بمعنے شکستن (توڑنا یا ٹوٹنا) یعنے اے مخاطب جس شخص نے اپنے سبوے وجود فانی کو توڑ دیا ہے اُسکا سبو ٹوٹ جانے سے اور زیادہ کامل یعنے پختہ ہو گیا ہے۔

خم شکستہ آب ازان نا ریختہ ‖ صد درستی زین شکست انگیختہ

ترجمہ: کچہ نہین ہے آب کے گرنے کا ڈر ‖ ہے درستی ٹوٹنے مین سر بسر

شرح یعنے سبوئے وجود کے ٹوٹنے سے اُسکے پختہ ہو جانے کا یہ باعث ہے کہ سبو تو ٹوٹ گیا

ہے مگر اسکا پانی نہین گرا ۔ یعنے فنائے وجود سے آب عقل وعرفان ضایع نہین ہوا بلکہ کامل طور پر حکمت و ایمان وعرفان اور ذوق محبت الٰہی اور مرتبہ استغراق دریائے وحدت حاصل ہوگیا ہے ۔

	جزو جزو جسم بر قص ست وجال		عقل جزوی را نمودہ این محال
ترجمہ	جزو جزو جسم کو آتا ہے حال		عقل جزوی دیکھہ لے ہے یہ محال

شرح یعنے ایسے فنا کی حالت مین بدن کا ایک ایک ٹکڑا رقص اور وجد کرنے لگتا ہے لیکن یہ وجد عقل جزوی کو دکہلائی دیا ہو؟ یہ محال ہے اکیونکہ جب قطرہ دریا سے ملگیا تو اُسی کی صفتین اسمین بہی آگئین اور عقل جزوی چونکہ بحر ذات کا ادراک نہین کرسکتی لہذا قطرہ کی حالت سے بہی واقف نہین ہوسکتی

	نے سبو پیدا درین حالت نہ آب		خوش بہ بین واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	اب سبو معلوم ہوتا ہے نہ آب		دیکھہ لے واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے حالت استغراق مین نہ وجود کی خبر رہتی ہے نہ علوم کی بلکہ مرتبۂ فنا والفنا، حاصل ہوجاتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے جوکچہ کہا ہے اسکو غور سے دیکھہ ہمین اپنے کشف سے یونہی معلوم ہوا ہے آیندہ اللہ اعلم بالصواب حقیقت اشیا اور واقعی حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے ۔

	چون در معنے زنی بازت کنند		پر فکرت زن کہ شہبازت کنند
ترجمہ	طالب معنی ہو تا در باز ہو		فکر کا پر مار تا شہباز ہو

شرح یعنے اگر تو طالب معنی ہوگا تو جسوقت تو عالم معنی کا دروازہ کہٹ کہٹائیگا تو کارکنان قضا و قدر تیرے لئے ضرور باب رحمت کہولدین گے کیونکہ یہ قول بالکل ٹہیک ہے کہ مَنْ قَرَعَ بَاباً وَلَجَ جسنے دروازہ کہٹ کہٹایا وہ ضرور گہر مین داخل ہوگیا اسلئے اے شخص فکر وصال الٰہی کے پر لگاکر عالم صورت سے عالم معنی کی طرف پرواز کر ایسے حال مین تو شہباز یعنے سلطان طیور حضرت قدس داخل ملائکہ ہوجائیگا ۔

	پر فکرت شد گل آلود و گران		زانکہ گل خواری ترا گل شد چونان
ترجمہ	فکر ہے تیرا گل آلود و گران		تو ہے گل خوار اور گل ہے تیری نان

شرح یعنے تیرے فکر وعقل کا معنوی پر گل آلود ہوکر (مٹی مین لتہڑکر) بوجہل ہوگیا ہے ۔ اسلئے یہ پر بہاری ہونیکے سبب تجکو آسمان معنے کی طرف نہین اُڑا سکتا ۔ اور اسکا یہ سبب ہے کہ تو مٹی کہانے والا ہے تونے مٹی کو روٹی سمجہ رکہا ہے اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے ۔

	نان گل ست و گوشت کمتر خور ازین		تا نمانی ہمچو گل اندر زمین
ترجمہ	نان گل ہے گوشت گل ہے بس نہ کہا		تا نہ شکل گل رہے بے مدعا

شرح یعنے جو تجھے مٹی کہلانے والا کہا ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اے شخص تو فی الواقع بہی ظاہری مٹی کہایا کرتا ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ تیری تمام غذائین مٹی سے پیدا ہوی ہین اسیلئے گوشت بہی مٹی ہے اور روٹی بہی۔ اس مٹی کو کم کہایا کر ورنہ تو بہی مٹی کی طرح زمین پر پڑا رہیگا۔ کیونکہ گوشت روٹی مین اجزائے ارضی ملے ہوے ہین۔ تاثیر سفلیات تجکو بہی سفلی بنادیگی اور بمقتضائے الجنس الی الجنس یمیل جو شخص مٹی زیادہ کہائیگا یعنے لذائذ دنیوی کو محبوب رکہیگا وہ معنوی بلندی کو چہوڑکر ہمیشہ پستی کی طرف مائل رہیگا اسیلئے سالکان طریقت کو غذا کم کہانی چاہیئے۔ البتہ طالب دنیا اور غافل کو نہ پیٹ بہرکر کہانا کسیطرح کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ بہوکا رہنا اُسکے لیئے مفید ہے چنانچہ آیندہ اشعار انہی معنونکیطرف اشارہ کرتے ہین۔

	چون گرسنہ میشوی سگ میشوی	تند و بدپیوند و بدرگ میشوی
ترجمہ	بہوک جب لگتی ہے سگ ہوتا ہے تو	تند و سرکش تیزرگ ہوتا ہے تو

شرح تند بمعنے تیز و سرکش و بدپیوند بمعنے غضبناک و دشمن و بدرگ بمعنے بدخصلت و بداصل ہے یعنے اےطالب جب تو زیادہ بہوکا ہوتا ہے تو بدخصلت کُتے کی طرح پہاڑ کہانے کو دوڑتا ہے۔ اسیلئے زیادہ بہوک آفت الٰہی ہے۔ جو انسان مین قوت حیوانیت بڑہاکر اُسے انسانیت سے خارج کردیتی ہے۔

	چون شدی تو سیر مرداری شدی	بیخود و بیحس چو دیوارے شدی
ترجمہ	ہوگیا جب سیر تب مردار ہے	بیخود و بیحس ہے اِک دیوار ہے

شرح یعنے جب تو پیٹ بہرکر کہا لیتا ہے تو مرے ہوے جانور کی مانند ہوجاتا ہے لُوتہ بنجاتا ہے لمبی تان کر اسطرح سوتا ہے کہ گویا کسیکا کفنایا ہوا خبار دہر کہا ہے۔ یعنے ایسا بیخود اور بیحس و حرکت ہوجاتا ہے کہ جیسے کوئی دیوار بعض نسخون مین بیخبر ہے یا چو دیوارے شدی ہے اسصورت مین سے یا دیوار سے گری ہوئی دیوار مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کہانا باعث مصیبت ہے بس تو متوسط درجہ کی پابندی چاہیئے آدہے پیٹ کہانا قوے اور حواس کو بہی قایم رکہے گا۔ اور طاعات و عبادات مین بہی اچہی طرح مدد دیگا۔ سالک کے لیئے روزہ رکہہ لینا سب سے بہتر ہے

	پس دمے مردار و دیگر دم سگی	چون کنی در راہ شیران خوش تگی
ترجمہ	ہے ابہی مردار ابہی کتا ہے تو	کسطرح پہر شیر بن سکتا ہے تو

شرح یعنے گزشتہ دو شعرون کا نتیجہ یہ ہے کہ تو پیٹ بہرکر مردا یا دیوار بنجاتا ہے اور بہوک کی حالت مین کتا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ حالت سیری مین رطوبت غالب ہوکر غفلت پیدا کرتی ہے اور حالت گرسنگی مین یبوست غلبہ پاکر غضبناک بنادیتی ہے بس تو جب کہ دونو حالتین ضرررسان ہین تو شیران بیشۂ

توحید و عرفان کے رستے میں تو ہرگز نہیں دوڑ سکتا۔

الت اشکار خود جز سگ مدان — کمترک انداز سگ را استخوان

ترجمہ ہے شکاری سگ ترا نفس اے بشر — ہڈیاں اسکو نہ دے سن با خبر

شرح اِشکار یعنے شکار میں الف زائد ہے جیسا نچہ اشکم یعنے شکم میں اور سگ سے مراد نفس امّارہ ہے یعنے لذائذ دنیا کے شکار کرنے کا ذریعہ بجز نفس امّارہ کے اور کسی چیز کو نہ جان۔ اسلیئے اسکے آگے ہڈیاں کم ڈالا یعنے لذائذ میں محو نہو تاکہ یہ کتّا حملہ نہ کرسکے کیونکہ جب کتّا ہڈیاں کھا کھا کر سیر ہو جائیگا تو زیادہ سرکش ہوگا بعض نسخوں میں جز سگ مدان کی جگہ فر سگ مدان ہے فر سگ موٹے تازے کتے کو کہتے ہیں جس سے وہی نفس حیوانی مراد ہے۔ یہ کتّا زیادہ غذا کھانے سے سرکش ہو جاتا ہے۔ اسلیئے غذا متوسط ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی متوسط درجہ کی غذا کھانے کا فائدہ آئندہ شعر میں بیان ہوا ہے۔

آن عرب را بے نوائی مے کشید — تا بدان درگاہ و آن دولت رسید

ترجمہ اُس عرب کو بے نوائی لیگئی — بے نوائی مال و دولت دیگئی

شرح یعنے وہ اعرابی درویش نہ تو حد سے زیادہ پیٹ بھرا تھا اور نہ حد سے زیادہ بھوکا اسلیئے درگاہ شہنشاہ حقیقی تک پہنچ گیا۔ اور دولت معرفت حاصل کرلی۔ اسیطرح جو لوگ لذائذ دنیوی کو چھوڑ دیتے ہیں انکا نفس امّارہ پہلے لوامہ پھر ملہمہ پھر مطمئنہ بنکر شیر بیشۂ معرفت بنجاتا ہے۔

در حکایت گفته ایم احسان شاہ — در حق آن بے نوائے بے پناہ

ترجمہ ہیں حکایت میں رقم احسان شاہ — جسنے ایسے بے نوا کو دی پناہ

شرح یعنے اگرچہ ہمنے اس قصہ میں حسب ظاہر اعرابی درویش کی بینوائی اور عطائے خلیفۂ بغداد کا ذکر کیا ہے لیکن۔ اس سے معنوی طور پر۔ وہ دولت معرفت مراد ہے جو بطور عطیۂ خداوندی طالبان صادق کو ملتی ہے۔ کیونکہ اہل اسرار کا کلام ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہوتا۔ بلکہ اسکا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور

ہر چہ گوید مرد عاشق بوئے عشق — از دہانش مے جہد در کوئے عشق

ترجمہ بول عاشق ہے ہمیشہ سوے عشق — آتی ہے باتوں سے اُسکی بوئے عشق

شرح لفظ بوئے عشق میجہد کا فاعل ہے اور میجہد یعنے ظاہر شود یعنے عاشق کے منہ سے جو بات نکلتی ہے اُس سے عشق کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ اور سامع کو کوچۂ عشق میں لیجاتی ہے۔ کیونکہ چمچے میں وہی آتا ہے جو دیگ میں ہوتا ہے۔ یہ اشعار اس بات کی دلیل ہیں کہ اہل اسرار اور اولیاء اللہ کی باتیں ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ وہ ایسے باطنی مطالب سے پر ہوتی ہیں جو ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔

گر بگوید فقه فقر آید همه	بوی فقر آید از آن خوش دمدمه
ترجمہ — گر کہے وہ فقہ اسکو فقر جان	بوئے فقر آتی ہے اس سے میری جان

شرح یعنے عاشق الٰہی اگر لفظ فقہ منہ سے کہیگا تو اس سے فقر کی خوشبو آئیگی فقہ سے علوم ظاہر اور فقر سے علوم راہ سلوک و طریقت مراد ہین۔ اسکی مثال خود یہ مثنوی ہے کہ اسکے ظاہری حکایتین علوم ظاہر یعنے قصص مین سے ہین مگر باطنی طور پر تمام قصون سے راہ سلوک کی خوشبو آتی ہے جس سے دماغ روح معطر ہو جاتا ہے۔ خوش و دمدمہ بمعنے کلمات لطیف ہے جنکے سُننے سے روح تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

ور بگوید کفر آید بوی دین	آید از گفت شکش بوی یقین
ترجمہ — گر کہے وہ کفر آئے بوئے دین	اُسکے شک سے آتی ہے بوئے یقین

شرح یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے بالفرض کوئی کفر کا کلمہ بھی نکلجائیگا تو اُس سے عین دینداری اور شکیہ باتون سے بالکل عین الیقین ہونے کی خوشبو آئیگی۔ کیونکہ اُسکا باطن دین اور یقین سے پُر ہے گو باعتبار ظاہر بعض کلمات حد شرع سے باہر معلوم ہوتے ہون لیکن باعتبار باطن اسرار توحید سے بھرے ہوئے ہوتے ہین۔ اسکی مثال حضرت بایزید بسطامی کا یہ قول ہے **سبحانی ما اعظم شانی** یعنے پاکیزگی ہے میرے لیے مین کسقدر بڑی شان والا ہون نیز حضرت جنید بغدادی رح کا یہ قول **لیس فی جبتی سوی اللہ** یعنے میرے جبہ مین سوائے خدا کے اور کوئی نہین۔ یہ الفاظ بظاہر کلمات کفر معلوم ہوتے ہین مگر فی الواقع عین دین اور توحید پر مبنی ہین کیونکہ اہل فنا بمقتضائے حدیث بی ینطق وبی یسمع ناطق بنطق حق ہوتے ہین اس حدیث کی مفصل شرح پہلے گزر چکی ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سامعین اولیاء اللہ کے اُن کلمات کو بھی جو بطور شک اُنکی زبان سے نکلین یقینی سمجھا کرین ایسے اقوال کو مجذوب کی بڑ سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ عاشق کا کلام مجذوب کی بڑ سے الگ ہوا کرتا ہے اسلیئے اس شعر مین کفر سے مراد وہ کفر نہین جو ضد ایمان ہے۔ بلکہ کفر بمعنے ستر ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے مخفی اشارات و کلمات جنکو شطحیات کہتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ رندانہ نہین ہوتے بلکہ عین توحید و یقین ہوتے ہین۔ چنانچہ مراد ہوتی ہے صنم سے مقصود اصلی اور ترسا سے عالم تجرد اور عقد زنار سے عقد کمر خدمت اور کفر سے ستر وحدت حق از کثرت مراد لیا ہے علے ہذا القیاس تصوف کی اور بہت سی خاص اصطلاحین ہین جنکے متعلق ایک الگ رسالہ لکھا جائیگا

ور بگوید کژ نماید راستی	ای کژی که راست را آراستی
ترجمہ — گر کہے وہ کج تو عین دین ہے	اس کجی سے راست کو تزئین ہے

شرح یعنے عاشق اگر کوئی ٹیڑہی بات کریگا تو وہ فی الواقع مستند ہی ہوگی۔ اے کجی تو کسقدر قابل تعریف ہے

کہ تو نے راست کو آراستہ کر دیا ہے یعنے دین و یقین کو زینت دے رکھی ہے۔

کفِ گر کز بحر صافی خاستست — اصل صاف آن فرع را آراستست

ترجمہ: جھاگ ہے یہ موج بحر صاف کی — فرع کو اُس اصل سے زینت ملی

شرح: اِس شعر مین عاشق الٰہی کے ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو ٹیڑہ ہے یا مکدر جھاگ سے اور عاشق یا اُسکے کلام کے باطنی مفہوم کو دریائے صاف سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے وہ مکدر جھاگ (مثلاً کلمۂ کفر) جو دریائے صاف یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے نکلا ہے اُسے فی الواقع مکدر نسمجھ بلکہ اصل صاف (عاشق کے دل یا باطنی مفہوم) نے اُس فرع یعنے جھاگ کو بھی صاف کر دیا ہے۔ گو تجھے وہ جھاگ مکدر نظر آرہا ہے مگر فی الواقع باطنی آنکھون والون کو اُس سے نور یقین حاصل ہوتا ہے جو مثال کفر کی ہے وہی کژ کی سمجھنی چاہیئے کیونکہ کفر اور کژ مین کچھ فرق نہین۔ اِس مثال کو ہم گزشتہ شعر مین بیان کر چکے ہین۔

آن کفش را صافی و محقوق دان — ہمچو دشنامِ لبِ معشوق دان

ترجمہ: جھاگ کو تو صافی و محقوق جان — شکل دشنامِ لب معشوق جان

شرح: محقوق۔ بمعنے لایق و مقبول و برحق ہے یعنے اے مخاطب اُس مکدر جھاگ کو مقبول اور برحق خیال کر یا ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو کسی معشوق کے مُنہ کی گالی سمجھ جو ظاہر مین گالی ہے مگر باطن عاشق مین نہایت بالطیف اور شیرین ہے معشوق کی گالیون کے مزے عاشق ہی کا دل جانتا ہے۔ اسیطرح کلمات اولیاء اللہ کا لطف اُنہین کو آتا ہے جو خود بھی تھوڑا بہت عشق الٰہی رکھتے ہین

گشتہ این دشنام نا مطلوبِ او — خوش زبہر عارض محبوب او

ترجمہ: ہے لب معشوق کی گالی عزیز — اُسکے چہرہ کے سبب سے با تمیز

شرح: ضمیر او دونو مصرعون مین اگر عاشق کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ گالی جو نامرغوب عاشق تھی عاشق عارض محبوب ہونے کے سبب اُسے مرغوب ہوگئی ہے کیونکہ وہ حسین ہے اور عارض خوب بصورت رکھتا ہے اسیلئے حسین کی ہر ادا پیاری ہے اور اگر دونو ضمیرین معشوق کی طرف ہین تو یہ مطلب ہے کہ معشوق کے مُنہ سے جو نامرغوب گالی نکلتی ہے۔ یہ اُسکے عارض محبوب اور روئے حسین کے سبب عشاق کے نزدیک شیرین ہوگئی ہے ؎ تیری گالی مین بھی مٹھائی ہے ہا ہمنے کس کس مزے سے کھائی ہے۔

از شکر گر شکل نانے مے پزی — طعم قند آید نہ نان چون مے مزی

ترجمہ: روٹی شکر کی پکائے تو اگر — لطف قند آئیگا اُسمین سر بسر

شرح: لغت مین مزیدن بمعنے مکیدن ہے یعنے چوسنا۔ مطلب یہ کہ اگر تو شکر کو روٹی کی شکل بنا کر

پکالیگا (جیساکہ اکثر باورچی مصری کی روٹی پکا لیتے ہین) تو کہاتے وقت قند کا مزا آئیگا روٹی کا مزا ہرگز نہ آئیگا۔ کیونکہ اُس روٹی کا خمیر صرف شکر ہی شکر ہے آٹا یا میدہ اُسمین نہین ملا۔ اسیطرح عاشقانِ الٰہی کا وجود گو لباسِ بشریت مین ہے مگر فی الواقع محبتِ الٰہی کی مجسم شکر ہے اُنکے مُنہ سے جو کلمات نکلتے ہین وہ عشق و محبت کی شکر ہوتے ہین اور اُنسے محبتِ الٰہی کا مزا آتا ہے۔ روٹی کا مزا نہین آتا۔ یعنے اُنکے کلماتِ کفر فی الواقع کفر نہین ہوتے۔ یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔

	گر بُتِ زرین بیابد مومنے	کے ہلد او را پئے سجدہ کنے
ترجمہ	سونے کا بُت پائے مومن کو اگر	توڑ دیگا نقشِ بُت کو سر بسر

شرح یعنے گر مومن کو کہین سے سونے کا بُت ملجائے تو اُسے کسی سجدہ کرنے والے یعنے بُت پرست کے لیئے ہرگز نہ چھوڑیگا۔ بلکہ توڑ ڈالیگا۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ؎ گر بیابد مومنے زرین وثن ۔ کے ہلد آنرا برائے ہر شمن ؎ وثن بُت کو اور شمن بُت پرست کو کہتے ہین مطلب دونونکا ایک ہے

	بلکہ گیرد اندر آتش افگند	صورتِ عاریتش را بر کند
ترجمہ	بلکہ اُسکو چولہے مین جہوکے گا وہ	شکل صورت سب مٹا ڈالے گا وہ

شرح۔ یعنے مومن اُس سونے کی بت کو آگ مین ڈالدیگا اور اسکی ظاہری صورت کو بگاڑ دیگا بعض نسخون مین بر کند کی جگہ بشکند ہے اور مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	تا نماند بر ذہب نقشِ وثن	چونکہ صورت مانع ست و راہزن
ترجمہ	تا نہ سونے پر رہے شکلِ وثن	کیونکہ صورت ہے بتون کی راہزن

شرح یعنے مومن اسلیئے اُس سونے کے بُت کو آگ مین ڈالدیگا تاکہ سونے پر بُت کی صورت باقی نہ رہے کیونکہ صورت مانع عبادتِ الٰہی اور راہِ سلوک مین ایک قزاق کی مانند ہے۔ صورت پرست عاشقِ معنے ہرگز نہین ہوسکتا۔ بلکہ صورت پرستی کرتے کرتے خدا پرستی سے محروم رہکر مرجاتا ہے۔

	ذاتِ زرش داد ربانیست	نقشِ بُت بر نقدِ زر عاریتست
ترجمہ	داد ربانی ہے بیشک ذاتِ زر	شکلِ بُت اک عاریت ہے سر بسر

شرح یعنے سونے کے بُت مین سونے کی ذات عطائے ربانی ہے اسمین ایجادِ بشر کو کچھ دخل نہین البتہ صورتِ بُت مصنوعاتِ خلق مین سے ہے اسکو مٹا دینا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کے ظاہری کلمات کو چھوڑکر معنے کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یہ اُسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے اور چارون شعر بطور قطعہ بند ہین۔ اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کی ظاہری صورت کو چھوڑکر اُسکے حقیقی معنون پر غور کرنا چاہیئے

	بہر کیکے تو گلیمے را مسوز	وز صداع ہر مگس مگذار روز
ترجمہ	پسوون کے ڈر سے گدڑی کو نہ چھوڑ	مکھیون کے ڈر سے روزی کو نہ چھوڑ

شرح کیک پسو کو کہتے ہین اور لفظ روز یا تو بمعنے یوم ہے یعنے دن۔ یا مخفف روزی ہے بمعنے طعام یعنے ایخاطب تو پسوون کے خوف سے اپنی گدڑی کو نہ جلا۔ اور مکھیون کی بہن بہناہٹ کے ڈر سے دن کو چھوڑکر رات کا طالب نہ بن کیونکہ دن نہوگا تو خلقت تباہ ہو جائیگی۔ یا یہ کہ مکھیون کے خوف سے روزی کو نہ چھوڑ ورنہ بھوکا مر جائے گا۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے بعض ایسے کلمات کے باعث جو بظاہر خلاف شرع ہون انکے معانی اور پوشیدہ مطالب کو ترک نہ کر کیونکہ معانی گلیم اور روزی کے مانند ہین اور ظاہری الفاظ پسو اور مکھی کے مانند گدڑی یا روزی کو پسو یا مکھی کے خوف سے چھوڑ دینا خلاف عقل ہے۔ یہ اسی مضمون کی چوتھی تمثیل ہے۔ جسکے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کے کلمات کو چھوڑکر انکے معنو پر غور کرنا چاہیئے۔

	بت پرستی گر بمانی در صور	صورتش بگذار و در معنی نگر
ترجمہ	بت پرستی عشق صورت ہے ضرور	چھوڑ صورت دیکھ معنی پر شعور

شرح بت پرستی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے ایخاطب اگر تو صورتون کی محبت مین الجھا رہگیا تو یہ سمجھ کہ تو بت پرست ہے اسلیئے بت کی صورت کا عشق چھوڑ دے اور عشق حقیقی چاہتا ہے تو معنے کو طلب کر جسکا نام عشق الٰہی ہے نکتہ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اولیاء اللہ کے زبان سے جو الفاظ نکلتے ہین انکی صورت کو نہ دیکھ بلکہ معنے پر نگاہ ڈال۔ اسوقت کلمات کفر عین دین ثابت ہونگے۔

	مرد حجی ہمرہ حاجی طلب	خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب
ترجمہ	ساتھ لے حاجی کو راہ حج مین تو	ترک ہو یا ہو عرب اے نیک خو

شرح یعنے اگر تو مرد حج ہے حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کسی ایسے ہمراہی کو ڈھونڈھ جو خود حاجی ہو خواہ وہ ہند کا رہنے والا ہو خواہ ترک کا۔ یا عرب کا۔ بعض نسخون مین مرد حجی کی جگہ مرد حاجی ہے۔ اس صورت مین لفظ حاجی مین یائے خطاب ہے کیونکہ عربی مین حاج بلا یائے تحتانی حاجی کو کہتے ہین اور حجی بیائے مجہول بمعنے رفیق سفر ہے۔ اس شعر کا مطلب آیندہ دو شعرون کے بعد نکلیگا۔

	منگر اندر نقش و اندر رنگ او	بنگر اندر عزم و در آہنگ او
ترجمہ	کون کہتا ہے کہ نقش و رنگ دیکھ	عزم اسکا دیکھ اور آہنگ دیکھ

شرح یعنے تو اس رفیق سفر حج کی ظاہری صورت اور رنگ کو نہ دیکھ بلکہ اسکے ارادے اور قصد پر نگاہ ڈال۔ جبکہ وہ تیرے ارادہ مین شریک ہے تو تیرا وہ رفیق ہے صورت اور رنگ مین خلاف ہے تو ہوا کر

	گر سیاہست او ہم آہنگ تواست		تو سفیدش خوان کہ ہمرنگ تواست
ترجمہ	کوئی کالا بھی جو ہم آہنگ ہے		اُسکو گورا جان وہ ہمرنگ ہے

شرح یعنے اگرچہ تیرا رفیق سفر جو سیاہ رنگ کا ہے اور تو سفید رنگ کا لیکن جبکہ وہ تیرے ارادے مین شریک ہے تو اُسکو تو سفید ہی کا رنگ کا خیال کر کیونکہ وہ معنوی طریقہ سے تیرا ہمرنگ ہے۔ ظاہری رنگ کا اختلاف اعتبار کے قابل نہین ہوتا۔ بلکہ ہر حالت مین معنی کو معتبر سمجھنا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کی زبان سے نکلے ہوے کلمات کے معنون پر غور کرنا لازم ہے۔ ظاہری الفاظ خلاف شرع ہون تو ہوا کرین یہ اُسی مضمون کی پانچوین تمثیل ہے۔ اور ان تمثیلات کا مطلب کئی جگہ مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے۔

	این حکایت گفتہ شد زیر و زبر		ہمچو فکر عاشقان بے پا و سر
ترجمہ	لکھی ہے یہ داستان زیر و زبر		مثل فکر عاشقان بے پا و سر

شرح یعنے یہ اعرابی درویش اور خلیفہ بغداد کی حکایت کو زیر و زبر (بلا ترتیب ظاہری) اور فکر عشاق کی طرح بے سر پا بیان ہوی ہے کیونکہ اسمین جملہ معترضہ کی طرح بہت سی باتین ایسی بھی لکھی گئیت ہین جو بظاہر حکایت سے کچھ تعلق نہین رکھتین۔ لیکن باعتبار معنی ساری حکایت باسر و پا اور بالکل مرتب ہے یعنے تمام حکایت کا معنوی سلسلہ اول سے آخر تک ایک ہے۔ اور آخر مین جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ جملہ معترضہ وغیرہ کو ملا کر بالکل متحد ہے۔

	سر ندارد کز ازل بودست پیش		پا ندارد با ابد بودست خویش
ترجمہ	یہ ازل سے پہلے کی ہے یاد رکھہ		ہے ابد سے متصل دل شاد رکھہ

شرح اگر لفظ ندارد کی ضمیر فکر کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ فکر عاشق ازلی و ابدی ہے کیونکہ عاشق کا فکر ذات و صفات آلہی سے متعلق ہے۔ اور ذات و صفات بیشک ازلی و ابدی ہین۔ اسصورت مین فکر سے مراد فکر متعلق بذات و صفات ہے ورنہ مطلق فکر حادث ہے جو ازل و ابدی ہرگز نہین ہو سکتا اور اگر ضمیر ندارد حکایت کی طرف راجع ہے تو یہ مطلب ہے کہ یہ حکایت اپنی ابتدا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ازل سے بھی کچھ پہلی کی بات ہے اور اسیطرح اپنی انتہا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ابد کے ساتھ خویشی اور پیوستگی رکھتی ہے یعنے یہ کلام فیض رحمانی اور عطائے یزدانی کا عکس ہے۔ اور چونکہ صفات آلہی ازلی و ابدی ہین اسلیئے اس حکایت بلکہ ساری مثنوی کے ازلی و ابدی ہونے مین کچھ کلام نہین رہا۔ نکتہ فکر عاشق یا اس حکایت کے وجود کو ازل سے پہلے مان لینا بطریق مبالغہ ہے کیونکہ ازل سے پہلے کوئی شے موجود نہ تھے اسلیئے بعض نسخون مین کز ازل کی جگہ چون ازل ہے اسصورت مین چون حرف تشبیہ ہے یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت ازل کی مانند پہلے ہی سے ہے اسلیئے اسکی ابتدا نہین ہے اور ابد تک رہیگی اسلیئے اسکی انتہا نہین ہے۔ الغرض یہ حکایت طالبین کو قیامت تک فائدہ پہنچاتی رہیگی۔

بلکہ چون آبست و ہر قطرہ ازان | ہم سرست و پا و ہم بے سر و دان

ترجمہ: بلکہ یہ پانی کا قطرہ ہے۔ مگر | با سر و پا یا ہے اور بے پا و سر

شرح یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت با سر و پا بھی ہے اور بے سر و پا بھی یعنے اس اعتبار سے کہ فکر عاشق کے دل سے پیدا ہوا ہے اور یہ حکایت زبان بشر سے حروف اور الفاظ کی ترکیب کے بعد نکلی ہے تو البتہ انکے لیئے ابتدا اور انتہا دونو موجود ہین اور اگر متعلقات فکر یعنے ذات و صفات اور معنے حکایت پر غور کیا جاوے تو بیشک نہ انکی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ پانی کہ اسکا ہر قطرہ بحسب ظاہر سر بھی رکھتا ہے اور پانو بھی۔ اور فی الواقع دونون سے خالی ہے قطرہ مین نہ سر ہے نہ پانو یعنے قطرہ کی ابتدا و انتہا گو بحسب ظاہر معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع قطرہ ایک فانی شے ہے جسکو ابتدا و انتہا سے کچھ تعلق نہین۔ اسیطرح فکر عاشق یا اس حکایت کو خیال کرنا چاہیئے۔

حاش لِلّٰہ این حکایت نیست ہین | نقد حال ما و تست این خوش ببین

ترجمہ: اس حکایت کو کہانی تو نہ جان | نقد حال طالبان ہے مہربان

شرح یعنے یہ حکایت کوئی واقعی قصہ نہین بلکہ ایک فرضی کہانی ہے جو بالکل ہمارے تمہارے حسب حال ہے اور جسپر عمل کرنا نجات کا سیدھا رستہ دکھاتا ہے۔ کیونکہ اصلاح حال سے ہم ضرور نجات پا سکتے ہین۔

پیش ہر صوفی کہ او با فر بود | ہر چہ آن ماضی ست لا یذکر بود

ترجمہ: اُسکے آگے ہو جو صوفی با لیقین | ذکر ماضی کا کبھی آتا نہین

شرح یعنے اعرابی درویش کی یہ حکایت کوئی گزشتہ زمانہ کا قصہ نہین ہے کیونکہ زمانۂ ماضی اور گزشتہ قصے کہانیونکی طرف صوفی متوجہ نہین ہوا کرتا بلکہ اُسکے نزدیک ماضی لا یذکر ہوتی ہے یعنے صوفی گزشتہ زمانے کے قصے کہانیونکو پسند ہی نہین کرتا کیونکہ وہ ہر وقت اصلاح حال کی فکر مین رہتا ہے بدینظر اس حکایت کو صوفی فسانۂ گزشتہ نہ سمجھیگا۔ با فر یعنے حیست و چالاک و ساعی در راہ حق ہے مطلب یہ کہ واقعی صوفیون کے نزدیک یہ حکایت کہانی نہین ہے۔

چون بود فکرش ہمہ مشغول حال | ناید اندر ذہن او فکر محال

ترجمہ:

شرح یعنے چونکہ صوفی کا فکر ہر وقت اپنے حال کی اصلاح مین مشغول رہتا ہے اسلیئے اُسکی ذہن مین فکر محال (گزشتہ قصے کہانیونکا فکر باطل) دخل ہی نہین پاتا۔ صوفی ظاہری حکایتون سے جبتک حصۂ معنوی حاصل نہو بیشک متنفر رہتا ہے

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک | جملہ ما یؤفک عنہ من افک

ترجمہ: ہم عرب ہین ہم سبو ہم بادشاہ | جو پھرے اس سے وہ ہے گم کردہ راہ

شرح یہان سے نقد حال ما و تست کی تفسیر شروع ہوی ہے یعنے ہم عرب بھی ہین اور سبو بھی اور بادشاہ بھی یعنی

کیہ ہم اپنی ہی ذات مین مشاہدہ کرسے ہین ہمارے اس قول سے وہی لوگ منحرف ہونگے۔ جو فی الواقع ہدایت اور حقیقت حال سے منجانب اللہ پہیرسے گئے اور فہم معانی سے روز ازل مین روگردان کیے گئے ہین یعنے اُسپر وہی معترض ہونگے جو گمراہ ہین اس آیت سے مضمون آیت کی طرف اشارہ نہین ہے بلکہ فقط یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے اس دعوے کا انکار ایسا ہے جیسا کہ کفار کو انبیاء علیہم السلام کے مبعوث اور پیغمبر ہونے کا انکار تہا۔

	عقل را شو دان و زن را نفس و طبع	این دو ظلمانی و منکر عقل شمع
ترجمہ	عقل شوہر اور زن ہے نفس و طبع	دونوں ہین تاریک اور ہے عقل شمع

شرح یعنے بطور معنوی خاوند یعنے مرد عرب سے عقل اور عورت سے نفس امّارہ اور طبیعت حیوانی ہیولے سے بدن یا پانی سے علم و عمل اور ملک سے بادشاہ حقیقی مراد ہے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر نعمت آلہی ہین منکر بفتح الکاف پڑہا جائے تو بمعنے بد و زشت ہے اور عقل مانند شمع ہے یہ اُس صورت مین ہے کہ عقل کو بلا اضافت مبتدا اور شمع کو اسکی خبر مانا جائے اور اگر مع اضافت ہے تو اضافت مشبہ کی مشبہ بہ کی طرف ہے مگر اسصورت مین مُنکر کی اضافت عقل کی جانب ضرور ہوگی۔ یعنے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر شمع عقل ہین بعض نسخون مین طبع کی جگہ طمع ہے اور طمع سے حرص دنیوی مراد ہے۔ جو سراسر تاریک اور نور عقل کی منکر ہے اور اپنے آگے عقل کو تاریک سمجہتی ہے۔

	بشنو اکنون اصل انکار از چہ خاست	زانکہ کل را گونہ گونہ جزوہاست
ترجمہ	اصل انکار اب سمجہنی چاہیئے	گونہ گونہ جزو ہین کل کے لیئے

شرح اس شعر مین ایک شبہ کا جواب ہے یعنے معترض یہ کہتا ہے کہ تمہارے مقولہ کے موافق جبکہ حقیقت انسانی ایک ہے تو افراد انسانی مین اختلاف کیون ہے یا یہ کہ جب انسان ذات واحد ہے تو اُسکو نفس ظلمانی اور عقل نورانی کیون دیگئی ہے کیونکہ یہ دونو صفتین آپسمین مختلف ہین۔ حالانکہ انسان کو ذات واحد مانا گیا ہے۔ اسکا جواب دوسرا مصرع ہے یعنے یہ اختلاف اسلیئے ہے کہ کل کے لیے طرح طرح کے جزو ہین۔ یعنے ذات مطلق کے لیئے اسما و صفات مختلفہ ہین۔ کیونکہ کُل سے مراد مرتبۂ ذات ہے اور گونہ گونہ جزو سے مرتبہ اسما و صفات لیکن چونکہ عالم اور آدم مظہر اسما و صفات مختلفہ ہے اسلیئے اسمین اختلاف ضروریات سے ہے اسلیئے کہ ظاہر کی مختلف تاثیر مظاہر مین لابدی ہے جو شخص مظہر اسم مضل ہے۔ وہ گمراہ ہے اور جو مظہر ہادی ہے۔ وہ مومن ہے اسیطرح عقل مظہر اسم نور ہے اور نفس مظہر اسم مضل پس تو اس اختلاف کی وجہ اختلاف تاثیر اسما و صفات ہے۔

	جزو کل نے جزوہا نسبت بکل	نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل
ترجمہ	جزو ہین لیکن نہین ہین جزو کل	وہ نہین ہین جیسے بو ہو جزو گل

شرح یہ ایک اور اعتراض کا جواب ہے۔ معترض یہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے شعر مین ذات کو کُل اور ہمارد

وصفات کو جزقرار دیا تہا اس سے ایک اور شبہ پڑا وہ یہ کہ کل ناقص اور اجزا کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ کل اُسیکو کہتے ہین جو بہت سے اجزا سے مرکب ہو۔ اور جب ذات کو کل کہا تو معلوم ہوا کہ ذات بہی اجزائے اسما وصفات سے مرکب ہے حالانکہ یہ غلط اور محض باطل ہے اسد تعالے امرکب ہونے سے پاک ہے اسکے جواب مین مولانا یہ فرماتے ہین کہ ہمنے جو اسما وصفات کو جزو اور ذات کو کل کہا ہے اس سے وہ اجزا مراد نہین ہین جو کل کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین مطلب یہ کہ لفظ کل سے ہماری مراد کل حقیقی یا کل ترکیبی نہین ہے جو حقیقی اجزا سے مرکب ہوتا ہے جسطرح گل کہ بوئے گل سے مرکب ہے اگر بو نہو تو گو اُسے بحسب صورت گل کہدینگے مگر وہ فی الواقع گل نہین ہے۔ لفظ کل سے کل حقیقی یا اعتباری مراد نہ لینے کی یہ وجہ ہے کہ مرتبۂ ذات اسما وصفات سے مرکب نہین تاکہ وہ کل بنجائے اور یہ اُسکے اجزا حقیقی ہون۔ بلکہ ہماری مراد کل وجزو سے کل اعتباری اور جزو اعتباری ہے۔ چونکہ ذات حق سبحانہ وتعالے وجود مطلق اور موجود برحق ہے اور مبدا اسما وصفات ہے اور تمام عالم اُسکا مظہر ہے اس اعتبار سے اُسکو کل کہدیا گیا ہے اور چونکہ کنات کا ہر جزو اور اسماء وصفات اُسکے فیضان کے محتاج ہین اسیلئے انکو جزو کہا ہے۔ **فائدہ** کل حقیقی یا ترکیبی اُس کل کو کہتے ہین جو فی الواقع اجزائے حقیقی سے مرکب ہو۔ چنانچہ اس شعر کا دوسرا مصرع کل حقیقی کی تمثیل ہے۔ اور کل اعتباری وہ ہے جو حقیقی اجزاء سے مرکب نہو بلکہ اُسکے اجزاء فرض کر لیے گئے ہون اسکی مثال آیندہ شعر مین ہے۔

لطف سبزہ جزو لطف گل بود	بانگ قمری جزو آن بلبل بود
ترجمہ لطف سبزہ جزو گل ہے اے حبیب	بانگ قمری جزو بانگ عندلیب

شرح اس شعر مین کل وجزو اعتباری کی تمثیل ہے یعنے ذات کا کل اور اسما وصفات کا جزو ہونا ایسا ہے جیسا کہ لطافت سبزہ کہ باعتبار لطافت گل اُسکا جزو ہے اور علے ہذا القیاس بانگ قمری کہ باعتبار لطافت بانگ عندلیب کا جزو ہے یعنے چونکہ گل تمام نباتات مین نازک اور خوبصورت ہے تو اسکی لطافت کے اعتبار سے اور نباتات کی لطافت کو اُسکا جز کہدیا کرتے ہین اور بلبل ہزار داستان چونکہ اور پرندون مین نہایت خوش آواز ہے اسیلئے قمری وغیرہ کی آواز کو اُسکا جزو کہدیتے ہین۔ اور یہ کلیت اور جزئیت فرضی اور اعتباری ہے۔ علے ہذا القیاس ذات اور اسما کی کلیت اور جزئیت اعتباری ہے۔ اسیلئے معترض کا اعتراض بالکل ساقط ہے کیونکہ کل جو اجزا کا محتاج اور بغیر اجزا کے ناقص رہتا ہے وہ کل حقیقی ہے۔ کل اعتباری کو اجزا حقیقی سے کچہ علاقہ نہین ہوتا۔

گر شوم مشغول اشکال وجواب	تشنگان را کے توانم داد آب
ترجمہ گر رہون مشغول اشکال وجواب	دے سکونگا کسطرح پیاسونکو آب

شرح یہ معترض کی تسلی کے لیئے مولانا کا مقولہ ہے۔ اشکال بمعنے ازالۂ مشکلات ہے اور آب سے مراد آب توحید و عرفان ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین معترضین کے اعتراضات کا جواب اور مشکلات کا ازالہ کرتا رہون تو پیاسونکو

اسرار عرفان کا بیان کیونکر دے سکون گا - یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر گزشتہ جواب سے معترض کے تشفی نہین ہوئی
تو وہ ہمارے اسرار کو سنے اور ذوق و شوق معرفت او تصفیۂ قلب پیدا کرے اور چند روز مجاہدات پر صبر کرے اسکے
شکوک خود بخود مٹجا ئینگے اور معرفت کا رستہ ضرور ملجائے گا کیونکہ ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست

ور تو اشکالی بکلی و حرج	صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
ترجمہ: اب ہو گر بیش اشکال و حرج	صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج

شرح یہان اشکال بمعنے اعتراض ہے اور لفظ حرج اشکال پر معطوف - یعنے اگر تو سراپا اعتراض اور اپنے نفس کے لیے
مجسم حرج اور باعث تنگی سینہ ہے یا شکوک کے جنجال مین پہنسا ہوا ہے تو چند مجاہدہ اور ریاضت پر صبر کر کیونکہ
حسب مضمون حدیث شریف صبر کشایش اور آسانی کی کنجی ہے - اس سے سب مشکلین حل ہوجاتے ہین -

احتما کن احتما ز اندیشہ ہا	زانکہ شیر انند در این بیشہ ہا
ترجمہ: خوف کر پرہیز کر مت ہو دلیر	رہتے ہین اس بن مین - اس جنگل مین شیر

شرح احتما بمعنے پرہیز ہے یعنے اے مخاطب اندیشہائے باطل اور خیالات فاسد سے سخت پرہیز کر کیونکہ فکر اور اندیشہائے
باطل کے جنگلون مین خطرات نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے شیر رہتے ہین - بعض نسخون مین فکر شیر و گور دلہا بیشہ ہا ہے
یعنے ایک فکر موصل الی اللہ ہے وہ شیر ہے اور ایک موصل الی الغیر ہے وہ گورخر ہے - حاصل یہ کہ اندیشہ اور
فکر سے پرہیز کر اور منتظر رحمت رہ کیونکہ بعض فکر مانند گورخر ہین جنسے معارف کا شکار نہین ہوتا - شاید تیرا فکر بھی ایسا ہی
ہو اسلیئے پرہیز ضرور ہے - بعض نے شیر سے خطرات نفسانی اور گورخر سے معارف مراد لیئے ہین اسلیئے اندیشہ
اور خطرات سے بچنا ضرور ہے - کیونکہ اندیشہ بمنزلہ شیر ہے اور جس جنگل مین شیر ہوتا ہے وہان اور شکار نہین جاتا
اسلیئے جب تک خطرات کا بیشہ دلمین رہیگا گور معرفت اس جنگل مین نہ آئیگا - بعض نے فکر شیر کور دلہا بیشہ ہا
کہا ہے کور بمعنے نابینا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نابینا شیر سے شکار نہین ہو سکتا -

احتما بر دوا ہا سرور است	زانکہ خاریدن فزونی گر است
ترجمہ: صبر کر پرہیز کو ہے سروری	کان کھجلانے سے بڑہتی ہے کری

شرح یعنے پرہیز کرنا دوا کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا کہ کان کے کھجانے سے بہرا پن زیادہ ہوجاتا ہے -

احتما اصل دوا آمد یقین	احتما کن قوت جانت بہ بین
ترجمہ: بالیقین اصل دوا پرہیز ہے	قوت جانکو بڑہاتی ہے یہ شئے

شرح یعنے پرہیز کرنا اصل دوا ہے تو خیال باطل سے پرہیز کر کے دیکھ لے کہ روحانی قوت کسقدر بڑہ جاتی ہے
کیونکہ جب آدمی کے دلمین باطل خیالات جاگزین نہین ہوتے تو روشن ضمیری حاصل ہوجاتی ہے -

قابل این گفتہ ہا شو گوش دار — تا کہ از زر سازمت من گوشوار

ترجمہ: سن لے اُن نکتون کو نادان کان کہہ — گوشوارے زر کے ہین یہ دہیان رکہہ

شرح: بعض نسخون مین گفتہ ہا کی جگہ نکتہ ہا ہے اور پہلے مصرع کا تا گوش دار بمعنے لشنو ہے یا گوشوار بمعنے مانند گوش ہے اور دوسرے مین گوشوار بمعنے گوشوارہ یعنے حلقۂ گوش ہے جسکو اُردو مین کان کی بالی کہتے ہین۔ اور سونے کا گوشوارہ بنا دینے سے نکتہائے معرفت کا سنانا مراد ہے جس سے گوش دل کی زینت متصور ہے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطبان نکتون کو قبولیت کے کانون سے سن یا کانون کی طرح ان باتون کو شکر قبول کرلے مین تیرے سونے (نکتہائے معرفت) کا گوشوارہ بنائے دیتا ہون۔

گوشوارہ چہ کہ کان زر شوی — تا بماہ و تا ثریا بر شوی

ترجمہ: گوشوارہ کیا ہے کان زر ہو تو — چاند اور تارون سے کچہ برتر ہو تو

شرح: یعنے اے مخاطب اگر تو معرفت کے نکتون کو شکر قبول کرلیگا تو تیرے کانون مین سونیکا گوشوارہ پڑنا کیسا تو خود سونے کے کان بنجائیگا اور تیرا مرتبہ چاند اور ثریا سے برتر ہوجائیگا۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع حلقہ درگوش مہ زرگر شوی ہے مہ بمعنے محبوب زرگر کی صفت مقدم ہے اور زرگر سے مراد مرشد کامل ہے۔ یعنے اگر تو ہمارے نکتون کو قبول کرلیگا تو مرشد کی کان کی بالی بنجائیگا یعنے مرشدان کامل تجکو پسند اور قبول کرینگے اور تیرا مرتبہ قمر اور ثریا سے بالاتر ہوجائیگا۔ یعنے تجہے درجات عالیہ میسر آجائینگے۔

اولا بشنو کہ خلق مختلف — مختلف جانند از یا تا الف

ترجمہ: پہلے یہ سن لے کہ خلق مختلف — مختلف ہے یے سے لیکر تا الف

شرح: مولانا قدس سرہ اصل اختلاف کو جو اسماء وصفات یعنے ظاہر مین تہا بیان کرنے کے بعد اب مظاہر کا اختلاف بیان کرتے ہین۔ دوسرے مصرع مین مختلف جان کے یہ معنے ہین کہ روح گو باعتبار حقیقت اور امر ربی ہونے کے سبب مین یکسان ہے لیکن اسماء کی تاثیر کے اختلاف کے باعث یہ بہی باعتبار قبول اثر مختلف ہوگئی ہے اور از یا تا الف مین یا سے عالم شہادت یعنے دنیا اور الف سے حضرت احدیت مراد ہے کیونکہ صوفیون کے نزدیک مراتب کی ترقی دنیا کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور اس سے از ابتدا تا انتہا مراد ہے۔ یعنے اے مخاطب اول اس بات کو سن کہ جسطرح مخلوق کی صورتین مختلف ہین اسیطرح ابتدا سے لیکر انتہا تک روحین بہی مختلف ہین اور یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ الف بے تے کے حرفون مین کہ ایک وجہ سے سب کے سب مختلف ہین اور ایک وجہ سے متحد اسکی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے جس سے ناظرین کو صاف طور پر معلوم ہوجائیگا کہ الف بے تے مین کس وجہ اختلاف اور کس وجہ اتحاد کیون ہے۔

در حروفِ مختلف شور و شکیست | گرچه از یک رو ز سر تا پا یکیست

ترجمہ: مختلف حرفون مین شور و شک ہے لیک | گرچہ اک صورت سے سب کے سب ہین ایک

شرح یعنے تمام مختلف حرفون مین شور (ضد) اور شک (عدم مشابہت تامہ) موجود ہے اگرچہ ایک اعتبار سے سب کے سب حروف ایک ہی چیز ہین کیونکہ تمام حروف کے اصل نقطہ ہے سب حرف نقطے سے مرکب ہوتے ہین نقطہ تمام حروف مین یکسان پایا جاتا ہے۔ اسیطرح مخلوق باعتبار طاعت وعصیان مختلف ہے اور باعتبار خلقت متحد اور سب کی اصل وحدت ہے جو نقطہ کی طرح تمام موجودات مین سرایت کر رہی ہے۔

از یکے رو ضد و یک رو متحد | از یکے رو ہزل و از یک روی جد

ترجمہ: اک سبب سے ضد ہین اک سے متحد | اک جہت سے ہزل ہین اور اک سے جد

شرح یعنے تمام کلمات جو حروف سے مرکب ہین ایک اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہین وہ ترکیبی اعتبار سے ہے مثلاً لفظ خارج لفظ داخل کی ضد ہے اور ایک اعتبار سے متحد ہین۔ وہ اعتبار نقطہ ہے علےٰ ہذا القیاس کلام ہزل اور کلام مہذب ومتین کو سمجھنا چاہیئے کہ وہی حروف ایک ترکیب مین اگر ہزل کے معنے دیتے ہین۔ اور ایک ترکیب مین جد کے۔ اصل دیکھیئے تو ایک ہے۔ اسیطرح مخلوق کا اختلاف ہے کہ باعتبار تعین تمام موجودات مختلف ہین اور باعتبار اصل سب متحد جسطرح حروف باعتبار نقطہ متحد و باعتبار ترکیب مختلف ہین یہی حال مخلوق کا سمجھنا چاہیئے

پس قیامت روز عرض اکبر است | عرض او خواہد کہ با زیب و فرست

ترجمہ: پس قیامت ہے بڑی پیشی کا دن | نیک ہی جائینگے پیشِ ممتحن

شرح یہ شعر لفظ اولاً سے متعلق ہے اور لفظ پس۔ گویا بمعنے ثانیاً ہے۔ یعنے اول تو نے یہ تو سُن لیا کہ مخلوق دنیا مختلف ہو گئی ہے۔ اب ثانیاً یہ بھی سُن لے کہ جسطرح دنیا مین مخلوق کا حال مختلف ہے اسیطرح بروز قیامت بھی جو بہت بڑی پیشی کا دن ہے انمین باہم اختلاف رہیگا۔ قرآن مجید کی آیت ہے یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ یعنے قیامت کے بہت سے مُنہ سفید اور روشن ہونگے اور بہت سے مُنہ سیاہ ہو جائینگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی ہے کہ سفید مُنہ والے اہل سنت والجماعت ہین اور سیاہ مُنہ اہل بدعت وضلالت دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہونا وہی شخص پسند کریگا جو اعمال صالحہ سے مزین ہو گا گنہگار خجالت کے باعث مُنہ دکہانے کے قابل نہ ہونگے۔

ہر کہ چون ہندو بد سودائیست | روز عرضش نوبت رسوائیست

ترجمہ: اور جو تیرہ فام ہے سودائی ہے | حشر مین اسکی بڑی رسوائی ہے

شرح فارسی مین یائے نسبت کی طرح واو بھی نسبت کے لیے آتا ہے چنانچہ ہندو بمعنے ہندی ہے یعنے

ساکن ہند۔ چونکہ ہند کے رہنے والے سیاہ فام ہوتے ہین اسیلئے اس شعر مین کفار و فساق کی باطنی سیاہی کو سمجہانے کے لیے ہندی کے ظاہری رنگ سیاہ سے تشبیہ دیگئی ہے سودائی منسوب بہ سودا یعنے سیاہ رنگ مطلب یہ کہ جس شخص کا باطن کفر و عصیان کی تاریکی سے ایسا سیاہ ہوگا جیسا کہ ہندوستانی کا رنگ ہوتا ہے یا جو باعتبار سیاہ باطنی ہندی کے ظاہری رنگ کی مانند بد اور سیہ فام ہے قیامت کا دن اُسکی تشہیر اور رسوائی کا دن ہے ایسے شخص کو اُسدن گویا نوبت بجا کر رسوا کیا جائیگا ایمان والون مین سب سے زیادہ رسوائی حق العباد کے متعلق ہوگی کیونکہ صحیح حدیث مین ہے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین مگر حقوق العباد معاف نہین ہوتے اور ثفیان ثوری کا قول ہے کہ بڑے بڑے ستر گناہون مین سے حق العباد قبیح تر گناہ ہے۔ افسوس اس زمانہ مین بڑے بڑے نام کے علما اور صوفی حق العباد کی ذرا بہی رعایت نہین رکہتے۔ اور حدیث کے اس مضمون پر غور نہین کرتے کہ کسیکے حق کا ایک درم رہجائیگا تو بڑی بیشی کے دن چالیس وقت کی مقبول نمازین صاحب حق کو دلوا دیجائینگی۔ اللّٰہم احفظنا عن اتلاف حقوق العباد یا خدا تو ہمین لوگون کی حق تلفی سے بچا۔

	چون ندارد روئے ہمچون آفتاب	او نخواہد جز شبے ہمچون نقاب
ترجمہ	چہرہ جس جس کا نہو گا آفتاب	چاہیگا وہ رات کی منہ پر نقاب

شرح یعنے چونکہ کفار سیاہ باطن ہونیکے باعث قیامت کے دن آفتاب کی مانند روئے روشن نہ رکہینگے بلکہ دل کی طرح اُنکے مُنہ بہی کالے ہو جائینگے اسیلئے وہ بجز ایسے رات کے جو نقاب کی طرح اُنکے گناہون کو ڈہانک لے اور رسوائیون کو چہپائے رکہے اور کسی چیز کو نہ چاہینگے نکتہ رات سے مراد دنیا ہے جو کافرون کو بہت محبوب ہے کیونکہ اُنکے رسوائیون کو ڈہانکے رکہا ہے جو محشر کے دن بہری محفل مین ظاہر ہونگی۔

	برگ یک گل چون ندارد خار او	شد بہاران دشمن اسرار او
ترجمہ	ایک بہی پتی نہو تو گل ہے خار	ایسے نار کارے کی دشمن ہے بہار

شرح برگ گل سے عمل صالح اور خار سے خار وجود اور بہاران سے روز قیامت اور اسرار سے چہپے ہوئے گناہ مراد ہین۔ یعنے چونکہ ہر کافر فاسق کا خار وجود ایک بہی گل نیک نہین رکہتا اسیلئے بہار یعنے یوم حشر اُسکے اسرار کا دشمن ہے یعنے اُسدن اُسکے چہپے ہوئے گناہ ظاہر ہو جائینگے۔ جو اُسکی رسوائی کا سبب ہونگے چونکہ بہار پتیون اور پہل پہولون کے سبب درختون کو نئی زندگانی دیتی ہے اور علے ہذا القیاس روز محشر بہی نئی زندگی دیگا اسلیئے اسے بہار کہا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ بہار خار کے عیوب ظاہر کرنے کے سبب اُسکے دشمن ہے یعنے جب تمام درختون مین پتے اور پہل پہول آجاتی ہین تو بہار خار کو مردود کر کے اپنے تاثیر سے محروم رکہتی ہے مطلب یہ کہ جسطرح بہار سبزی کو محبوب اور کانٹے کو مردود کر دیتی ہے۔ اسیطرح یوم حشر خار وجود کفار کو مردود اور رسوا کر دیگا اور مومنین کو

تر و تازہ رکھیگا۔ اِس دن بہت سے چہرے خوش و خرم اور بہت سے منہ اوداس اور تیرہ مردہ ہونگے۔

وانکہ سر تا پا گل ست و سوسن ست ۔ پس بہار او را دو چشم روشن ست

ترجمہ: اور جو سر تا پا ہے گل۔ یہ جان لے ۔ چشم روشن ہے بہار اُسکے لیے

شرح یعنے جسنے ذات مطلق کے جناب مین سجدے کیے اور ہاتھ لوپا نٹے سے نیک عمل کرتے مین کوشش کی بس تو روز محشر اُسکے لیئے دو آنکھون کی مانند محبوب ہو جائیگا۔ کیونکہ اُسکو اسدن اپنے اعمال نیک کے جزائے خیر ملیگی۔

خار بے معنی خزان خواہد خزان ۔ تا زند پہلوے خود با گلستان

ترجمہ: خار بمعنے کہ ہے بالکل خزان ۔ ہو گیا ہے یون حریف بوستان

شرح خار سے کفار اور خزان سے دنیا مراد ہے اور پہلو زدن بمعنے مقابلہ کرنا ہے یعنے کفار و گنہگار فقط زندگی دنیا کو محبوب رکھتے ہین۔ تا کہ اُنکو گلستان معرفت یعنے اولیاء اللہ کے ساتھ مقابلہ اور برابری کرنے کا موقع ملے کیونکہ دنیا مین بصورت ظاہر ولی اور فاسق یکسان ہی معلوم ہوتے ہین مگر چونکہ کفار کو یہ دغدغہ ہے کہ محشر مین ہماری سخت رسوائی ہوگی اسیلئے وہ دنیا ہی کو پسند کرتے ہین اور اپنے آپ کو نایاب جانتے ہین چنانچہ یہود کی شان مین یہ آیت موجود ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ الے آخر الآیہ یعنے اے یہود اگر تمہین یہ گمان ہے کہ صرف تمہین خدا کے دوست ہو۔ تو موت کی آرزو کرو۔ (کیونکہ موت وصال حقیقی کا باعث ہے) مگر یہود چونکہ اپنے دعوے مین جھوٹے ہین اسیلئے موت کی تمنا ہرگز نہ کرینگے۔ یہی حال دیگر کافرون کا ہے کہ وہ موت سے بہت ڈرتے ہین

تا بپوشد حسن آن و ننگ این ۔ تا نہ بینی ننگ آن و رنگ این

ترجمہ: تا ہو پنہان اُسکا حسن اور اسکا ننگ ۔ تا نہ دیکھین اسکا ننگ اور اُسکا رنگ

شرح لفظ بپوشد صیغہ مضارع متعدی ہے اور ضمیر غائب خزان کی طرف راجع ہے یعنے جسطرح موسم خزان مین درخت باردار کا حسن اور خار دار کا ننگ اور اُسکا رنگ اور اسکی بدرنگی چھپی رہتی ہے اور خزان دونون کو چھپا لیتی ہے اسیطرح دنیا بھی خزان ہے جسنے اولیاء کی نیکیون اور کفار کی بدیون کو چھپا لیا ہے اسیلئے کفار اُسکو دوست رکھتے ہین۔ حاصل یہ کہ دنیا مین سعید اور شقی مخفی ہے۔ البتہ محشر مین اِن دونو کی تمیز ہو جائیگی۔

پس خزان او را بہارست و حیات ۔ یک نماید سنگ و یاقوت زکات

ترجمہ: ہے خزان اسکی بہار اے نامور ۔ ایکسان ظاہر ہے یاقوت و حجر

شرح یعنے خار بمعنی (کفار و فساق) کے نزدیک خزان دنیا بہار اور ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ایسے لوگ پتھر اور بے عیب یاقوت کو یکسان خیال کرتے ہین۔ یعنے اُنہون نے دنیا و عقبے یا پتھر اور اولیاء اللہ کی ذات کو ایک سمجھ رکھا ہے۔ لفظ زکات (بمعنے پاک کرنا) یاقوت کی صفت ہے اور یہ مصدر بطریق مبالغہ بمعنے مفعول یعنے پاک کردہ شدہ ہے۔

باغبان ہم داند اورا در خزان	لیک دید یک به از دید جہان
ترجمہ ہے خزان سے اُسکے واقف باغبان	یہ نہین بہتر کہ واقف ہو جہان

شرح اس شعر مین باغبان سے قطب الاقطاب مراد ہے جسپر حفظ عالم کا مدار ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا جو آگے لفظ یک ار فرماتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باغبان سے قطب الاقطاب ہی مراد ہے۔ کیونکہ قطب اپنے زمانہ مین ایک ہی ہوتا ہے گو بعض نے باغبان سے مطلق ولی اور انسان کامل مراد لیا ہے لیکن آئیندہ اشعار کے معنے اُسی حالت مین چسپان ہوتے ہین کہ باغبان سے قطب ہی مراد لیا جائے قطب زمانہ حاکم ہوا کرتا ہے اور دیگر تمام اولیا قطب کے محکوم مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ جسکے تصرف مین تمام گل و خار اور سعید و شقی ہین اُس خار یعنے کافر و فاسق کو خزان دنیا مین خوب جانتا ہے لیکن دنیا مین فقط اُس ایک قطب کا اُسکی شقاوت سے واقف ہونا اس سے بہتر ہے کہ محشر کے دن تمام جہان دیکھے اور رسوا ہونا پڑے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو قطب تیرے حال سے آگاہ ہے اُسکی طرف رجوع کر اور معاصی سے اُسکے ہاتھ پر توبہ کر۔ ورنہ اب تو ایک ہی شخص یعنے صرف قطب زمانہ واقف ہے اگر تمام اولیاءاللہ واقف ہونے تو دنیا ہی مین رسوائی ہو جاتی قطب چونکہ محافظ عالم ہوتا ہے اسلیئے اُسے عالم کے احوال بطور کشف و بتائید الٰہی ولی سے زیادہ اور مع التفصیل معلوم ہوتے ہین اور ولی بالاجمال واقف ہوتا ہے۔

خود جہان آن یک کس ست آن ابلہ نیست	ہر ستارہ بر فلک جزو مہ ست
ترجمہ خود جہان وہ ایک رشک ماہ ہے	جزو مہ ہر اختر ذی جاہ ہے

شرح لفظ اسر فارسی مین بمعنے بزرگ و سردار قوم و مخفف ماہ بمعنے چاند ہے یہان پہلے مصرع مین بمعنے سردار ہے اور دوسرے مین بمعنے چاند اسلیئے قافیہ درست ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ گو بظاہر ایک شخص ہے مگر باعتبار معنی خود ایک جہان کے مانند ہے اور سارے جہان کا سردار ہے پھر جب قطب زمانہ خود جہان ٹھہرا تو کیا اُسکو اپنا حال معلوم نہ ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ کوئی شخص اپنے نفس سے جاہل نہین ہوتا مطلب یہ کہ قطب کے سامنے تمام جہان کا حال اسطرح منکشف ہے جسطرح اپنا حال اور اولیاء کو جو اجمالی کشف ہوتا ہے وہ قطب ہی کے طفیل ہے جیسا کہ تارے چاند کے طفیل روشن ہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے خود جہان آن یک کس ست و ابلہ ست یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہے اور باوجود کشف اور علم لدنی نہایت صاف قلب اور بھولا بھالا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اَہْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ یعنے جنت اُنہین کے لیئے ہین جو دنیوی کامون مین بھولے ہین بعض نسخون مین واو عطف کی جگہ او ابلہ ست ہے۔ اسصورت مین وابلہ استفہام انکاری ہے یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہو کر کیا جہان کے حال سے بیخبر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہین بلکہ اُسے اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے تمام جہان کی خبر رہتی ہے اور دیگر اولیاء کا مرتبہ اُسکے مقابلہ مین ایسا ہے جیسا کہ تارونکا مرتبہ چاند کے مقابلہ مین

اسی لیئے رسول مقبول نے اپنی ذات مبارک کے اعتبار سے جو قمر توحید و عرفان و ہدایت تہی صحابہ رضؓ کو اس حدیث مین بنجوم فرمایا ہے۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنے میرے تمام صحابہ ستارون کے مانند ہین تم انمین سے جسکسیکی پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ کیونکہ اُنہون نے اپنے میرے نور سے نور حاصل کیا ہے

	خود جہان آن یکس ست و باقیان	جملہ اتباع و طفیل اند اے فلان
ترجمہ	ہے وہی اک آدمی گویا جہان	اور باقی ہین طفیلی اے فلان

شرح یعنے قطب زمانہ اکیلا ہی شخص ہے جو خود ایک جہان کے مانند ہے اور باقی تمام اولیاء اور جمیع ممکنات اُسکے حکم کے تابع اور اسکے طفیلی ہین ممکنات کو ہر قسم کا فیض قطب ہی کے ذات سے پہنچتا ہے۔

	او جہان کامل ست و مفرد ست	نسخۂ کل وجود اورا ید ست
ترجمہ	اک جہان کامل و یکتا ہے وہ	نسخۂ کل ہاتہ مین رکہتا ہے وہ

شرح یعنے قطب زمانہ باوجودیکہ بسبب صورت شخص مفرد ہے مگر بسبب معنی جہان کامل ہے اور کامل وجود یعنے تمام عالم کا نسخۂ کامل اُسکے قبضہ مین ہے یعنے وہ تمام عالم پر متصرف ہے۔

	پس ہمی گویند ہر نقش و نگار	مژدہ مژدہ نک ہمی آید بہار
ترجمہ	اُس سے کہتے رہتے ہین نقش و نگار	مژدہ مژدہ دیکہہ آئی ہے بہار

شرح یعنے چونکہ قطب زمان کا تصرف تمام عالم پر ہوا کرتا ہے اسلیئے تمام نقش و نگار جو جسم و روح سے کچہ علاقہ نہین رکہتے اُس سے ہمکلام ہوکر یہ کہا کرتے ہین کہ اے قطب زمان ہم تجکو بشارت دیتے ہین ادہر دیکہہ یہ بہار معنوی تیری آنکہون کے سامنے ہے۔ مطلب یہ کہ قطب زمان عالم دنیا کے حالات سے باخبر ہے اسیطرح عالم عقبے یا عالم مثال کی بہی خبر رکہتا ہے کیونکہ اُسکا تصرف ہر عالم پر یکسان ہے۔ اور اُس سے ذی روح و غیر ذی روح سب کلام کرتے ہین

	تا بود تابان شگوفہ چون زرہ	کے کند آن میوہ ہا پیدا گرہ
ترجمہ	خوشی جب تک رہتے ہین شکل زرہ	میوہ پیدا کر نہین سکتی گرہ

شرح گزشتہ اشعار مین قطب زمان کی مدح تہی اور ان اشعار مین اُسکی طرف رجوع کرنے کی ترغیب ایک تشبیہ مین بیان کی گئی ہے شگوفہ سے ظاہری صورت اور میوہ سے باطنی حقیقت مراد ہے۔ تابان بمعنے موجود و ظاہر ہے اور زرہ کی تشبیہ شگوفہ کی اصلی حالت کا بیان ہے کیونکہ شگوفہ یعنے خوشہ زرہ کی طرح مشبک و جالی دار ہوا کرتا ہے اور گرہ سے مراد وہ شاخ ہے جسمین پہل لگتے ہین اور لفظ تا انتہائیہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی درخت مین شگوفہ زرہ کی طرح ظاہر رہیگا۔ اس درخت کی شاخین اُن میوون کو ہرگز پیدا نہ کر سکینگی جنکی پیدا ہونے کی اُمید ہے کیونکہ حسب قاعدۂ قطرت شگوفہ جب تک شگوفہ ہونے کی حالت مین رہتا ہے اُسمین پہل نہین لگتے اسیطرح ارباب طلب

جب تک تو کسی مرشد کامل سے بیعت نہ کریگا اور تیری ظاہری صورت یا ہستی موہوم فنا نہو گی تجھے حقیقت کا پھل ہرگز نہ ملیگا چنانچہ آئندہ شعر میں انہی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

چون شگوفہ ریخت میوہ سر کند ‌ ‌ چونکہ تن بشکست جان سر بر کند

ترجمہ: جب شگوفہ گر گیا - میوہ لگا ‌ ‌ آ گئی جان جسم جب دم ہٹ گیا

شرح یعنے جب شگوفہ جھڑ جاتا ہے تو میوہ ظاہر ہونے لگتا ہے اسیطرح جب حسب ارشاد مرشد ریاضات و مجاہدات کے باعث جسم خاکی مٹجاتا ہے تو معنوی روح حاصل ہو جاتی ہے یعنے روحانی ترقیاں قید جسم سے رہائی پانے کے بعد نصیب ہوتی ہیں تن پرستی کی حالت میں روحانی ترقی ناممکن ہے

میوہ معنی و شگوفہ صورتش ‌ ‌ آن شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش

ترجمہ: میوہ ہے معنی شگوفہ شکل سے ‌ ‌ ہے شگوفہ مژدہ نعمت میوہ ہے

شرح یعنے معنی خود میوہ ہے اور شگوفہ اُس میوے کی ظاہری صورت ہے خود میوہ نہیں ہے۔ کیونکہ شگوفہ آئندہ میوہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے میوہ ایک ایسی نعمت ہے جو آئندہ شگوفہ میں سے اُسوقت پیدا ہوگی جبکہ شگوفہ خود گر جائے گا۔ اسیطرح سالک کی ظاہری صورت ایک شگوفہ ہے جو آئندہ میوۂ معنی پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے لیکن یہ میوہ اُسوقت پیدا ہوگا جبکہ کسی مُرشد کامل کی تلقین سے سالک کی صورت ظاہری فنا ہو جائیگی۔

چون شگوفہ ریخت معنی شد پدید ‌ ‌ چونکہ آن کم شد شد این اندر مزید

ترجمہ: جب شگوفہ گر گیا معنے کھلے ‌ ‌ وہ ہوا جب کم تو میوے بڑھ گئے

شرح یعنے جب سالک کا وجود ظاہری فنا ہو جاتا ہے تب میوۂ معنی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب شگوفہ کم ہوتا ہے یا جھڑ جاتا ہے تب پھل زیادہ ہوتے ہیں اسلیئے وجود موہوم کو فنا کرنے کے لیئے مُرشد کامل کی بیعت ضرور ہے

تا نان نشکست قوت کے دہد ‌ ‌ ناشکستہ خوشہ کے مے دہد

ترجمہ: ٹوٹکر نان قوت جان ہوتی ہے ‌ ‌ خوشہ بے ٹوٹے نہیں دیتا ہے مے

شرح یعنے روٹی جب تک ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتی یا پیٹ میں جاکر ہضم نہیں ہولیتی بدن میں قوت نہیں آتی اور انگور کا خوشہ جب تک درخت سے ٹوٹکر ریزہ ریزہ نہیں ہوتا نچوڑا نہیں جاتا شراب نہیں دیتا اسیطرح جبتک سالک اپنے وجود کو فنا نہیں کرتا اُسے روحانی طاقت یا معنوی شراب کی کیفیت ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی یہ گزشتہ مضمون کی پہلی مثال ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روحانی زندگی فنائے جسم کے بعد ملتی ہے۔

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ ‌ ‌ کے شود خود صحت افزا ادویہ

ترجمہ: ملتی ہے جب دم ہلیلہ ٹوٹ کر ‌ ‌ تب دوائیں کرتی ہیں اپنا اثر

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور ریہ بمعنے شش ہے یعنے پہیپڑا جو حسب قول اطبا دلکو پنکہا جہلتا رہتا ہے اور یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے مطلب یہ کہ جبتک ہلیلہ کٹ پسکر اور دواؤن کے ساتھ نہ ملیگی، پہیپڑے کی بیماریون کو صحت نہ دیگی اور ہرگز دست نہ لائیگی جو ہلیلہ کا بالخاصہ اثر ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے۔ کے شود خود صحت افزا ادویہ۔ یعنے جب تک ہلیلہ ٹوٹ کر شامل نہو تو دواہائے مسہلہ صحت افزا نہین ہوتین۔ شاید مولانا کے زمانہ مین ادویۂ مسہلہ مین ہلیلہ کا استعمال زیادہ ہوتا ہوگا۔ ان اشعار مین حدیث موتوا قبل ان تموتوا کیجانب اشارہ ہے اور یہ مرتبہ بلاعنایت مرشد کامل ہاتہ نہین لگتا اسیلیئے اگلے عنوان مین مولانا مرشد کامل اور ہادی برحق کی تعریف کرتے ہین اور مرشد اختیار کرنے کی تاکید فرماتے ہین۔

	در صفت پیر و مطاوعت او			
ترجمہ	پیر کامل کی صفت اور اسکی اطاعت کا بیان			
	اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر		**یک دو کاغذ بر فزا در وصف پیر**	
ترجمہ	اے حسام الدین ضیائے خاص حق		لکھہ صفات پیر مین دو اک ورق	

شرح یعنے اے ضیاء الحق حسام الدین گو اعرابی درویش سے معنوی طور پر پیر اور خلیفہ سے مرشد اور انکی جدا جدا صفتین معلوم ہوچکی ہین لیکن فہم طالب کے لیئے صفت مرشد کامل مین دو ایک ورق اور بڑہادے چونکہ مولانا حسام الدین باعث تحریر مثنوی ہین اسیلیئے مولانا قدس سرہ نے صفت پیر تحریر کرنے مین انہین کو مخاطب کیا ہے۔

	گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار		**بر نے آید جہان را بے تو کار**	
ترجمہ	گرچہ تیرا جسم ہے بالکل نزار		بے ترے بنتا نہین عالم کا کار	

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت کرتے کرتے تیرا جسم نہایت نازک اور ناتوان ہوگیا ہے جس سے صفت پیر تحریر کرنے مین غالبًا تجھے زیادہ تکلیف ہوگی لیکن کیا کیا جائے کہ تیری توجہ بغیر جہان کی کاربرآری ہو ہی نہین سکتی کیونکہ تو باعث تحریر مثنوی ہے اور مثنوی سبب حل مشکلات معنوی یا یہ سمجھو کہ جہان کے تمام کام اسیوقت بنین گے جبکہ مرشد کامل کی صفت تحریر کیجائیگی۔ اور مرشد کی صفت اسی وقت لکھی جائیگی جبکہ تو متوجہ ہوگا۔

	گرچہ جسم نازکت را زور نیست		**لیک بے خورشید ما را نور نیست**	
ترجمہ	گرچہ تیرا جسم نازک ہے ضرور		کب ہمین ملتا ہے بے خورشید نور	

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت و مجاہدت کی مداومت کے باعث تیرے جسم نازک مین اس بات کی طاقت نہین رہی کہ مثنوی کے اوراق بڑہاتے ہین اور زیادہ تکلیف اٹھا سکے لیکن باینہمہ تو خورشید انوار معنوی اور مظہر اسرار مثنوی ہے اسیلیئے ہمکو تیرے انوار معنوی کی مدد کے بغیر کچھ نظر ہی نہین آتا مطلب یہ کہ تجھے صفت مرشد کامل

کے متعلق مثنوی کے چند اوراق بڑہانے کی تکلیف اُٹھانی ہی پڑیگی۔ کیونکہ تیرے بغیر مثنوی کا کام چل ہی نہین سکتا

	گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ		لیک سرخیل دل و سر رشتۂ
ترجمہ	گرچہ مصباح و زجاجہ ہے مگر		اہل دل کا تو ہے افسر سربسر

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ تو نورانیت مین مصباح (چراغ) اور لطافت مین زجاجہ (شیشہ یا فانوس) کی مانند ہے یا یہ کہ تو چراغ کی طرح ہادی اور زجاجہ کی طرح قابل مصباح معرفت ہے یعنے گو اس صفت مین دیگر عارف بھی تیرے شریک ہین لیکن تو خاص طور پر اہل دل کے گروہ کا سردار اور رشتۂ معارف کا سرتاج ہے اہل دل کا گروہ تیرے پیچھے روان اور رشتۂ اسرار تیری جانب کشان ہے مطلب یہ کہ تو عارف ہی نہین بلکہ سرخیل عارفان ہے اسلیئے اُنکی تفہیم اور ارشاد تجہیر ضرور ہے۔ یہ مولانا حسام الدین کی مدح مین مبالغہ ہے جو اُنکی مرتبۂ قطبیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور خیل دل سے گروہ اہل دل مراد ہے۔ یعنے تو اہل اللہ کا سردار ہے اور رشتۂ معرفت تیرے ہاتھہ مین ہے

	چون سر رشتہ بدست و کامِ تست		درہائے عقد دل ز انعامِ تست
ترجمہ	تیرے ہاتون رشتہ اے خوش کام ہے		دُرِّ عقد دل ترا انعام ہے

شرح یعنے اے حسام الدین چونکہ سر رشتہ معارف تیرے دست استعداد اور تیرے قبضۂ مراد اور تصرف مین ہے اور معارف کے وُہ موتی جو تیرے دل کے گلوبند مین ہین تیرے ہی عطا کیے ہوئے ہین یعنے یہ مثنوی تیرے سبب سے نظم ہوی ہے اسلیئے مین تجہسے کہتا ہون کہ جہان تو نے اسقدر عنایتین مجہپر کی ہین وہان تہوڑا سا پیر راہدان کا حال بھی لکہدے جو شمع راہ طریقت ہے یہ سارا شعر جملہ شرطیہ ہے اور آیندہ شعر اسکی جزا نیز ممکن ہے کہ اسی شعر کا پہلا مصرع شرط اور دوسرا مصرع جزا ہو یعنے چونکہ سر رشتہ معرفت تیرے قبضہ مین ہے اسلیئے نظم مثنوی کے موتی تیرے انعامات مین سے ہین۔ پس تو جہان اتنی مثنوی لکہی ہے وہان صفت پیر مین بھی دو ایک ورق لکہدے نکتہ چونکہ بعض طالب صادق کی طلب باعث کشف مرشد ہوتی ہے شاید مولانا کا کشف بھی حضرت حسام الدین ہی کے طلب کے باعث ہو چنانچہ انعام تست کا اشارہ انہی معنو نکی طرف ہے

	برنویس احوال پیر راہدان		پیر را بگزین و عین راہ دان
ترجمہ	لکہہ کہین احوال پیر راہدان		عین راہ حق اُسے جان اے فلان

شرح پہلے مصرع مین راہدان اسم فاعل ترکیبی اور دوسرے مین راہ بلفظ عین کا مضاف الیہ اور دان صیغہ امر ہے اسلیئے قافیہ درست ہو گیا یعنے اے حسام الدین تہوڑا سا پیران (مرشد واقف راہ معرفت) کا حال لکہدے اور مرشد کامل ہی کو اختیار کر اور اُسے عین طریقت سمجہہ۔ کیونکہ بلا ارشاد مرشد راہ ہدایت و عرفان کسیطرح نہین مل سکتی بلکہ جو لوگ بلا مرشد اس رستے کو طے کرنا چاہتے ہین وہ گمراہی کے کنوین مین گر پڑتے ہین۔

پیر تابستان و خلقان تیر ماه | خلق مانند شب اند و پیر ماه

ترجمہ: ہے خزان مخلوق مرشد ہے بہار | پیر چاند اور خلق ہے شبہائے تار

شرح تابستان گرمی کے موسم یعنے فصل بہار اور تیر ماہ خزان کے مہینے کو کہتے ہین یہان سے مرشد کامل کی صفت بیان شروع ہوئی ہے مطلب یہ کہ پیر کامل موسم بہار اور تمام مخلوق فصل خریف یا پیر کامل چاند اور خلقت ذات کی مانند ہے جسطرح فصل خریف کو موسم بہار سے فیض اور اندھیری رات کو چاند سے نور حاصل ہوتا ہے اسیطرح مخلوق کو مرشد کامل سے فیض پہنچتا ہے مرشد نہو تو خلقت فصل خزان کی طرح بے رونق اور رات کی طرح بے نور ہیجائے

کردہ ام بخت جوان را نام پیر | کو ز حق پیر ست نز ایام پیر

ترجمہ: ہے فقط بخت جوان کا نام پیر | وہ نہین از جانب ایام پیر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ مینے جو مرشد کامل کا نام پیر رکھدیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے پیر یعنے معظم و بزرگ ہے اسکا باعث یہ نہین ہے کہ زمانہ نے اسکو پیر یعنے بوڑھا کردیا ہے کیونکہ پیر یعنے مرشد کامل ہونا ... الی یا بڑھاپے پر موقوف نہین ہے۔ بلکہ مرشد اگر کامل ہے تو خواہ کسی عمر کا ہو مریدون کے لیے بخت جوان یعنے سراسر خوش نصیبی کا باعث ہے البتہ اگر پیر کامل باوجود خداداد بزرگی کے سن ہی ہو تو نور علی نور ہے چنانچہ شعر مین لفظ خمر کہن انہی معنون کی طرف اشارہ کررہا ہے جو مخفف نہ از ہے۔

او چنان پیر ست کش آغاز نیست | با چنان در یتیم انباز نیست

ترجمہ: پیر ہے وہ اور بے آغاز ہے | گوہر یکتا ہے بے انباز ہے

شرح یعنے وہ شخص جو خدا کی طرف سے معظم و بزرگ ہے ایسا پیر ہے کہ اسکی ابتدا انتہا کچھ نہین ہے کیونکہ وہ فنائے ذات ازلی و ابدی اور متعلق باخلاق اللہ ہے اور اس صفت یعنے تعظیم خدا مین کوئی غیر شخص جب تک اسیر عنایت الٰہی نہو اسکا شریک ہرگز نہین ہوسکتا در یتیم اس موتی کو کہتے ہین جسکا کوئی دوسرا موتی ہمسر نہو یہان پیر کو در یتیم سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اس سے پیر کامل کی یکتائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

خود قوی تر میشود خمر کہن | خاصہ آن خمرے کہ باشد من لدن

ترجمہ: تیز ہوتی ہے بہت خمر کہن | خاصکر وہ خمر جو ہو من لدن

شرح یعنے اگر پیر باوجود بزرگی اور کامل ہونے کے بوڑھا بھی ہے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پرانی شراب کہ نہایت تند و تیز اور سخت نشہ لانے والی ہوتی ہے اسیطرح کہن سال پیر مین جذبات الٰہی نہایت تیزی کے ساتھ ہوتے ہین جو مرید کو بہت جلد نشۂ عشق حقیقی کی طرف کھینچ لیجاتے ہین۔ کیونکہ پیر کامل خصوصیت کے ساتھ اس شراب کے مانند ہے جو اللہ تعالےٰ کے پاس سے آئی ہو۔ اور بمقتضائے سقاہم ربہم شرابا طہورا جسکا ساقی خود خدا ہو

یہ اسلئے کہ پیر کامل خدا ہی کی عنایت سے ملتا ہے جیسا کہ شراب طہور اسیکے کرم سے اہل جنت کو ملیگی۔

	پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر	ہست بس پر آفت و خوف و خطر
ترجمہ	پیر کر بے پیر عرفان کا سفر	ہے بہت پر آفت و خوف و خطر

شرح یعنے ایطالب کسی پیر کامل کی تلاش کر کیونکہ یہ سفر (راہ معرفت) نہایت پرخطر ہے اگر پیر رہبری نہ کریگا تو نفس و شیطان قزاق بنکر لوٹ لینگے اور تو الحاد کے گڑھے مین گر کر ہلاک ہو جائیگا۔

	آن رہے کہ بارہا تو رفتہ	بے قلاوز اندران آشفتہ
ترجمہ	مدتون سے طے کر چکا ہے تو جو راہ	اسمین بے رہبر کے ہوتا ہے تباہ

شرح یعنے اے شخص جس رستے کو تو بارہا چلا ہے اسمین بھی قلاوز یعنے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ تو ادہر ادہر بھٹکتا رہتا ہے مثلاً کعبہ کا رستہ سب کو معلوم ہے اور مسافر شب و روز بکثرت جاتے ہین باایہمہ بلا رہبر کے آدمی آسانی کے ساتھ منزل مقصود تک نہین پہنچ سکتا۔ پھر جس رستے (راہ سلوک و عرفان) مین تو کبھی نہین چلا اسمین رہبر (مرشد کامل) کی ضرورت نہو یہ ممکن نہین۔ اس رستے مین رہبر ضرور چاہیے

	پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ	ہین مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ
ترجمہ	پھر وہ رستہ جو کبھی دیکھا نہین	سچ بتا ملتا ہے بے رہبر کہین

شرح یعنے جس رستے مین تو کبھی نہین چلا اسمین تنہا نہ جا۔ اور رہبر سے روگردانی نکر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد	او ز غولان گمرہ و در چاہ شد
ترجمہ	جو چلا بے راہبر اس راہ مین	وہ بہک کر گر پڑا ہے چاہ مین

شرح غول یعنے جن یا شیاطین جو بچون کو ڈراتے اور مسافرون کو رستہ بہلا دیتے ہین۔ یہان غول سے شیطانی وسوسے مراد ہین یعنے جو شخص کہ بغیر مرشد اختیار کیے تصوف کے رستہ مین قدم رکھتا ہے اسکو شیطانی وسوسے گمراہ کر کے کفر و الحاد کے کنوین مین ڈالکر ہلاک کر دیتے ہین۔

	گر نباشد سایۂ پیر اے فضول	پس ترا سر گشتہ دارد بانگ غول
ترجمہ	پیر اگر سر پر نہو اے بو الفضول	تجھکو کر دیگی پریشان بانگ غول

شرح یعنے اگر تیرے سر پر پیر یا مرشد کامل کا سایہ نہوگا تو بانگ غول (شیطان کا وسوسہ) تجھے حیران رکھیگا یعنے تو ہمیشہ گمراہ رہیگا بعض نسخون مین گر نباشد سایۂ او بر تو گول ہے گول یعنے احمق ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے یہ مقولہ بالکل درست ہے کو من لم یکن لہ شیخ فشیخہ الشیطان یعنے جسکا کوئی مرشد نہین اسکا مرشد شیطان ہے۔ بعض نے اس قول کو حدیث کہا ہے مگر کتب حدیث مین کہین نہین پایا جاتا۔

غولت از رہ افگند اندر گزند	از تو راہی تر درین رہ بس بدند
ترجمہ: غول پہنچائینگے نقصان سر بسر	بہلے ہین تجہسے بہی کچہ چالاک تر

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو مرشد کامل کو اختیار نہ کریگا تو وسوسۂ شیطانی تجکو نقصان مین ڈالدیگا کیونکہ تجہسے زیادہ راہی (رستہ جاننے والے) اور عقلمند لوگ (مثلاً گزشتہ امتین اور اہل فلسفہ) صرف اپنی عقل کے بہروسہ پر بلا استمداد مرشد کامل اس رستہ (راہ معرفت) مین چلے ہین مگر ان سب کو وسوسۂ شیطانی نے گمراہ کردیا ہے۔

از نبی بشنو ضلال رہروان	کہ چسان کرد آن بلیس بدروان
ترجمہ: رہرووں کی گمرہی قرآن سے سن	کیا کیا ابلیس نے سن یہ سخن

شرح بلیس مخفف ابلیس ہے بمعنے شیطان اور بدروان بمعنے قبیح الاصل اور خبیث الروح ہے یعنے اے مخاطب قرآن مجید سے اُن گزشتہ امتون کا حال سن لے جنہون نے اپنی عقل کے آگے مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کی ایک نہ سنی اور گمراہ ہوکر ابدی جہنمی ہوگئے۔ اور اسکو خیال کرلے کہ بد اصل شیطان نے انکے ساتھ کیسا سلوک کیا فائدہ اگر یہ لفظ نَبی ہے تو بمعنے مصحف و قرآن مجید ہے اور شعر مذکور اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ یعنے اے لوگو زمین مین چل پہر کر دیکہو کہ مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کے جہٹلانے والون کا انجام کیسا برا ہوا کہ سخت عذاب کے بعد ہلاک کیے گئے اس صورت مین بشنو کی جگہ نسخہ بر خوان اچہا ہے۔ اور اگر یہ لفظ نبی ہے تو نبی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اس صورت مین نسخہ بشنو اچہا ہے اور یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ہٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ وَقَالَ ہٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْہَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْ اِلَیْہِ یعنے عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ رسولخدا نے ہمارے سامنے ایک سیدہا خط کہنچا اور یہ فرمایا کہ یہ خدا کا رستہ ہے اسکے بعد اُس سیدہے خط کے داہنی اور بائین جانب ٹیڑہے خط کہینچے اور پہر فرمایا کہ یہ متفرق رستے ہین انمین سے ہر رستہ پر ایک شیطان مسلط ہے جو راہیرون کو اپنے یا اس ٹیڑہے رستہ کی طرف بلاتا ہے۔ اس سیدہے خط کے جو خدا کا رستہ ہے اور ان ٹیڑہے خطون کی جنپر شیطان مسلط ہے صورت یہ ہے

بیچ کا سیدہا خط خدا کا رستہ ہے اور ادہر اُدہر کے ٹیڑہے شیطان کی راہین ہین۔

صد ہزاران سالہ رہ از جادہ دور	بردشان و کردشان زادبار عور
ترجمہ: دور راہ راست سے پہینکا انہین	کر دیا ادبار سے اندہا انہین

شرح یعنے جن لوگون نے مرشدان کامل یعنے پیغمبرونکا کہنا نہ مانا انکو شیطان نے جادہ مستقیم اور سیدہی راہ سے بہت دور پہینکدیا ہے وہ خدا کے رستے سے لاکہون سال کی راہ دور پڑے ہوئے ہین اور انکو اپنے

اُنکی بدبختی کے باعث زیور ایمان اور لباس تقویٰ سے بالکل ننگا کردیا ہے بعض نسخون مین جادہ کی جگہ راہ ہے۔ مگر مطلب دونون کا ایک ہے جادہ بیٹا اور اُس سیدہی راہ کو کہتے ہین جو جنگلون اور کہیتون مین سے جاتی ہے

	استخوانہاشان ببین و موشان	عبرتے گیر و مران خر سوی آن
ترجمہ	دیکہہ اُنکے بال اُنکی ہڈیان	مت ہنکا خر اُس طرف اے مہربان

شرح یعنے جو لوگ گزشتہ اُمتون مین سے پیغمبرون کی نافرمانی کے باعث ہلاک ہوچکے ہین اُنکی ہڈیون کو دیکہہ اور اُنکے آثار باقیماندہ اور در و دیوار شکستہ سے عبرت و نصیحت حاصل کر اور حمار طبیعت کو اُنکیطرف نہ لیجا۔ کیونکہ وہ گمراہی پر تہے۔ اگر تیری طبیعت کا گدہا بہی اُنہین کے رستہ پر چلا تو بہی اُنہین کی طرح گمراہ ہوکر ہلاک ہو جائیگا کیونکہ گمراہ کا پیرو خود گمراہ ہو جاتا ہے اور اُسے سیدہا رستہ کبہی نہین ملتا۔

	گردن خر گیر و سوئے راہ کش	سوے رہبانان و رہ دانان خوش
ترجمہ	گردن اُسکی تہام کر لے مرد دین	راہ دانون کی طرف لیچل کہین

شرح رہ بان بمعنے نگہبان راہ اور رہ دان بمعنے واقف طریق سے مرشد کامل مراد ہے۔ اور لفظ خوش بواو معدولہ رہ دان کی صفت ہے۔ یعنے اپنی طبیعت کے گدہے کی گردن پکڑکر مرشد کامل کی طرف لیجا تاکہ راہ راست معلوم ہو جائے۔ کیونکہ مرشد کامل راہ معرفت کی تمام منزلون کو اچہی طرح جانتا ہے۔

	ہین مہل خر را و دست از وی مدار	زانکہ عشق اوست سوے سبزہ زار
ترجمہ	ہاتہہ اُس سے مت اُٹہا لے نادار	ورنہ جائیگا یہ سوے سبزہ زار

شرح یعنے حمار طبیعت اور خر نفس امّارہ کو بے لگام چہوڑ اور اُسپر مجاہدہ کی مشقت ڈالنے سے ہاتہ نہ اُٹہا ورنہ وہ سبزہ زار (اپنی بُری خواہشون اور لذائذ دنیوی) کی طرف چلا جائیگا۔ اور پہر ساونن کے گدہے کو ہرا ہی ہرا سوجہنے لگیگا۔ یعنے نفس امّارہ کا گدہا لذائذ دنیوی مین مبتلا ہو کر سرکش ہو جائیگا۔

	گر یکے دم تو بغفلت واہلیش	او رود فرسنگہا سوے حشیش
ترجمہ	چہوڑ دیگا گر اُسے تو ایک دم	گہاس کی جانب وہ کر جائیگا رم

شرح ہلیدن بمعنے چہوڑنا ہے اور ہل صیغہ امر اور شین ضمیر مفعول خر کیجانب راجع ہے اور لفظ وا تحسین کلام کے لیے زائد ہے اور حشیش گہاس کو کہتے ہین یعنے اگر تو خر نفس کی تنبیہ مین ایک دم بہی غفلت کریگا تو یہ گدہا اپنی بُری خواہشون کے جنگلون کو (جنمین لذائذ دنیوی کی ہری ہری گہاس موجود ہے) کوسون تک طے کر لیگا۔

	دشمن راہست خر مست علف	اے بسا خربندہ را کردہ تلف
ترجمہ	جو گدہا ہوتا ہے سرمست علف	اپنے مالک کو وہ کرتا ہے تلف

شرح یعنے جنگلہ یا گہاس کا عاشق ہے وہ مسافر کے رستے کا دشمن ہے۔ کیونکہ بہت سے مالکان خراس سبب سے ہلاک ہوئے ہین کہ گدہا گہاس کہانے مین اسقدر مصروف رہا کہ منزل پر پہنچنے سے پہلے شام ہوگئی اور رستہ مین قزاقون نے مال و اسباب لوٹکر گدہے والے کو مار ڈالا۔ اسیطرح ہمارا نفس دشمن راہ طریقت اور طالب سبزہ زار خواہشات ہے اگر تو اسکو تنبیہ نہ کریگا۔ اور خواہشات کی جانب سے اسکی گردن موڑکر سیدہے رستہ پر نہ چلائیگا تو یہ ایک دن ضرور تجکو ہلاک کر دیگا۔ کیونکہ لذائذ دنیا مین مصروف رہنا آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ اور غفلت آخرت موجب ہلاکت ہے

	گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست	عکس آن را کن کہ ہست آن راہ راست
ترجمہ	گر نہین معلوم تجکو راہ راست	ہو مخالف نفس کا بے کم و کاست

شرح یعنے اگر تو راہ راست کو نہین جانتا تو ہم ایک کلیہ قاعدہ بتائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ تیرا نفس امارہ جو گدہے کی مانند بُری خواہشات کا طالب ہے جس چیز کی طلب کیا کرے اسکے برعکس کیا کر مثلاً نفس زنا کا طالب ہے تو اسکے برعکس کر یا نفس زکات کا مانع ہے تو اسکے برخلاف زکات دے نفس امارہ کی مخالفت اور برعکسی سیدہا رستہ ہے جو خدا تک پہنچا دیگا۔ اور اسکی موافقت و فرمان بری گمراہی ہے۔ جو دوزخ مین گرا دیتی ہے۔

	شاوِروہُنَّ پس آنگہ خالِفُو	اِنَّ مَن لَم یَعصِہِنَّ تالِف
ترجمہ	ہو مخالف نفس و زن کا۔ ناخلف	ورنہ تو ہو جائے گا بالکل تلف

شرح یہ شعر اُس حدیث کا اقتباس ہے جو عورتون کی نسبت وارد ہوئی ہے رسو لخدا فرماتے ہین شاوِروہُنَّ و خالِفُوہُنَّ یعنے عورتون سے مشورہ کرکے اُنکے خلاف کام کیا کرو۔ کیونکہ عورت ناقص العقل والدین ہوتی ہے مولانا قدس سرہ نے اِس حدیث کو معنوی طور پر نفسہائے امارہ کی نسبت لیا ہے کیونکہ نفس امارہ بہی عورت کے مانند ہے جسکا شوہر عقل ہے چنانچہ قصۂ اعرابی مین معلوم ہو چکا ہے۔ کیونکہ جو نقصان عقل و دین عورت مین ہے وہی بلکہ اُس سے زیادہ نفس کی اطاعت مین موجود ہے اسلیئے نفس جو کچہ کہے اُسکے خلاف عمل کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جو شخص نفس امارہ یا عورتونکی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا وہ تلف ہونیوالا ہے۔ تالف صیغہ اسم فاعل لفظ تلف سے مشتق ہے بعض نسخون مین اِنَّ مَن لَم یَعصِہِنَّ یَألِف دیکہا گیا ہے۔ یعنے جو شخص نفس یا عورت کی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا تو اس حال سے خالی نہین کہ اُنکو دوست رکہیگا۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور اُنکی دوستی مین عقل و دین دونونکا نقصان متصور ہے دوسرا مصرع دونو شکلون مین مولانا کا قول ہے۔ اور اسصورت مین یألف اُلفت سے مشتق ہے پہلی صورت مین تالف کا الف فاعلیت کا ہے اور دوسری صورت مین اصلی یعنے ہمزہ کا بدل

	با ہوا و آرزو کم باش دوست	چون یُضِلُّکَ عَن سَبِیلِ اللہ اوست
ترجمہ	آرزو کو خواہشون کو تو نہ چاہ	ورنہ ہو جائیگا خود گم کردہ راہ

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً تا آخر فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ یعنے اے داؤد ہمنے تجکو زمین کا بادشاہ بنایا ہے پس لوگون کے فیصلے حق کے ساتھ کر اور اپنی خواہش کا پیرو نہ بن۔ کیونکہ خواہش کی پیروی تجکو خدا کے رستے سے الگ کر دیگی۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اینجا طب جب داؤد علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خواہش کی پیروی سے گمراہ ہوجانے کا خوف دلایا گیا ہے تو خواہش و آرزو کی دوستی اور پیروی سے تیرا کیا حال ہوگا؟ مطلب یہ کہ بے تجھے تیری بدخواہشین ضرور گمراہ کر دینگی۔

این ہوا را نشکند اندر جہان — ہیچ چیزے ہمچو سایۂ ہمرہان

ترجمہ: خواہشون کو تیری کرکے زیر دست — ہمرہون کا سایہ دیتا ہے شکست

شرح ہمرہان سے رفیق یعنے مرشدان کامل اور اُنکے سایہ سے اثر صحبت مراد ہے یعنے بُری خواہشون کو توڑ پھوڑ کر جسطرح مرشدان کامل کی صحبت کا اثر دل سے دفع کرسکتا ہے اسطرح کوئی چیز دفع نہین کرسکتی اسلیئے کاملون کی صحبت مین بیٹھکر اُنکی نصیحتون پر عمل کرنا چاہیئے چنانچہ آیندہ حدیث سے ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو اسی مضمون کی وصیت کی ہے جسکی شرح آیندہ آتی ہے۔

وصیت کردن رسول علیہ السلام مر امیر المومنین علیؓ را کہ چون ہر کسی بنوع طاعتی تقرب جوید بحق تو تقرب جوے بصحبت عاقل و بندۂ خاص صاحب سر تا از ایشان پیش قدم باشی

شرح مولانا قدس سرہ نے یہ اُس حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے جو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول اور کتب احادیث مین موجود ہے اور جسکے الفاظ یہ ہین قَالَ النَّبِیُّ علیہ السلام اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِھِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰہِ بِاَنْوَاعِ الْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقْھُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللّٰہِ فِی الْآخِرَۃِ یعنے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے علیؓ جسوقت لوگ طرح طرح کی طاعتون اور نیکیون کے وسیلہ سے خدا کا قرب ڈہونڈین تو عقل اور سِر معرفت کے ذریعہ سے خدا کا قرب تلاش کر اسوقت تو دنیا مین لوگون کے نزدیک اور آخرت مین خدا کے نزدیک قرب اور بلندی مراتب مین تمام لوگون سے آگے بڑہ جائیگا۔ بعض نسخون مین یہ حدیث ہی عنوان یعنے سُرخی مین داخل ہے انواع عقل و ہنر سے انواع معارف عقلیہ و قلبیہ مراد ہین۔ مگر چونکہ یہ معارف بلاواسطہ مرشد کامل حاصل نہین ہوسکتے اسلیئے مولانا قدس سرہ نے لفظ عقل و ہنر سے جو اس حدیث مین وارد ہے مرشد عاقل اور شیخ صاحب سر مراد لیا ہے زُلفے عربی لفظ ہے بمعنے قرب و نزدیکی۔

گفت پیغمبر علی را کاے علی — شیر حقی پہلوانی پُر دلی

ترجمہ: مرتضےٰ سے مصطفےٰ نے یہ کہا — پہلوان ہے اور تو شیر خدا

لیک بر شیرے مکن ہم اعتمید — اندر آ در سایۂ نخل اُمید

ترجمہ: اپنی شیری پر نہ کرنا اعتماد — ڈھونڈلے تو سایۂ نخل مراد

شرح یہ دو شعر قطعہ بند اور خلاصۂ مضمون وصیت نبی علیہ السلام ہیں اور پہلوان بمعنے بہادر ہے یعنے اے علیؓ تو شیر اسلیئے ہے کہ اپنی ذات کو شکار معرفت مین مصروف رکہتا ہے اور بہادر اسلیئے کہ تو نے خواہشات نفس کو شکست دی ہے اور پُر دل اسلیئے کہ تو نے اپنے دل مین ایقان اور عرفان کو بھر رکہا ہے لیکن تو با اینہمہ اس اپنے شکار معرفت پر اعتماد نکر اور کسی نخل امید کے سایہ مین آ یعنے مرشد کامل کی صحبت مین بیٹھ اس وصیت سے تعلیم اُمت مراد ہے ورنہ حضرت علیؓ کا مرتبہ جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کے باعث مرتبۂ قطبیت سے بدرجہا برتر ہے اسلیئے آپ کو کسی مرشد کامل کی صحبت مین بیٹھنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی ہان یہ بات ہو سکتی ہے کہ آپ نے نخل اُمید سے اپنی ذات مبارک مراد رکھی ہو۔ دوسرے شعر مین لفظ اعتمید امالۂ اعتماد ہے بمعنے بھروسا و تکیہ۔ یعنے اے علی اپنی بہادری پر بھروسا نکرنا چاہیئے۔ بلکہ مرشد کامل کے سایہ مین آنا فرض ہے

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہر قرب حضرت بیچون و چند

ترجمہ: لوگ جو دنیا مین طاعت کرتے ہین — بہر قرب خاص حضرت کرتے ہین

تو تقرب جو بعقل و سرّ خویش — نے چو ایشان بر کمال و برّ خویش

ترجمہ: تو تقرب اسکا عقل و سرّ سے ڈھونڈ — کون کہتا ہے کمال و برّ سے ڈھونڈ

شرح یہ دو نو شعر بھی قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین ضمیر ایشان لفظ ہر کسے کی جانب راجع ہے جو باعتبار معنی جمع ہے مطلب یہ ہے کہ اے علیؓ جبکہ عام لوگ طاعت کو قرب الٰہی کا وسیلہ بناتے ہین اور عبادت سے اسکا تقرب ڈھونڈتے ہین تو کسی صاحب عقل واقف اسرار سے اُس خدائے بیچون وچند کے قرب کا طالب ہو اور لوگونکی طرح اپنے کمال طاعت اور نیکیون پر اعتماد نہ کر۔ بلکہ ہر حالت مین اللہ تعالے کے لطف و کرم پر اعتماد چاہیئے۔

یا علی از جملۂ طاعات راہ — برگزین تو سایۂ خاص الٰہ

ترجمہ: اے علی اچھے ہین گو طاعات راہ — سب سے اچھا ہے مگر ظلّ الٰہ

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے علیؓ اُن تمام طاعتون مین سے جو خدا کے رستہ مین کام آتی ہین تو خاص خدا کے سایہ یعنے خلیفۂ الٰہی اور مُرشد کامل کی صحبت کو اختیار کرلے۔ تاکہ نجات ابدی حاصل ہو۔ کیونکہ سایۂ الٰہی یعنے مرشد کامل نجات ابدی کا سیدھا رستہ بتاتا ہے اور مرتبۂ وصال تک پہنچا دیتا ہے۔

ہر کسے در طاعتے بگریختند — خویشتن را مخلصے انگیختند

ترجمہ: ہر کسی نے طاعت اللہ کی — اور چاہی اس سے اپنی مخلصی

	تو برو در سایۂ عاقل گریز	تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
ترجمہ	سایۂ عاقل مین آ اے خوش صفات	جسکے دشمن سے تا پائے نجات

شرح یہ دونو شعر بہی قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین رہی رہیدن سے مشتق ہے بمعنے نجات پا لی۔ اور دشمن پنہان ستیز (چہپکر لڑنے والے دشمن) سے نفس امارہ اور وسوسۂ شیطانی مراد ہے۔ یعنے اے علی ہر شخص وسیلۂ طاعت سے اپنے لیے مخلص یعنے نجات کا طالب ہے اور عبادت الٰہی کی طرف گریز کر کے اپنے لیے رہائی کی بنیاد اٹہاتا ہے لیکن تو کسی عاقل (مرشد کامل) کے سایہ مین پناہ لے تاکہ تجہکو نفس و شیطان سے رہائی ملے۔

	از ہمہ طاعات اینت لائق است	سبق یابی بر ہر آنکو سابق است
ترجمہ	چاہیئے یہ بات بہ طاعت سب سے	تا کہ حاصل سب پہ ہو سبقت تجہے

شرح یعنے اے علی تو کسی مرشد کامل کے سایہ مین آجانا تمام طاعتون سے بہتر ہے اس طاعت کے باعث تو ان تمام لوگون سے آگے بڑہ جائیگا جو اسوقت نیکیون مین تجہسے آگے بڑہے ہوے ہین۔ اور والسابقون السابقون اولئک المقربون کے زمرہ مین داخل ہو جائیگا۔ یعنے سب سے آگے بڑہکر مقرب الٰہی بنجائیگا۔

	چون گرفتی پیر ہین تسلیم شو	ہمچو موسےٰ زیر حکم خضر رو
ترجمہ	کر لیا جب پیر۔ کہنا اسکا مان	دیکہہ حال خضر و موسےٰ میر بجان

شرح یعنے اے علی جب تو نے کسی کو اپنا مرشد بنا لیا تو اسکے آگے سراپا تسلیم و رضا بنجا یعنے اسکے ارشاد کو دل و جان سے قبول کر اور اسکے حکم پر اسطرح چل جسطرح حضرت موسےٰ جناب خضر کے حکم پر چلے تہے۔

	اندر آ در سایۂ آن عاقلے	کش نتاند برد از رہ ناقلے
ترجمہ	چاہیئے ہے سایۂ عاقل تجہے	نقل کر سکتا نہین ناقل جسے

شرح یعنے اے علی اُس عاقل یعنے مرشد کامل کے سایہ مین آجا جسکو راہ حق سے کوئی پہیرنے والا ہرگز نہین پہیر سکتا۔ کیونکہ خدا کی راہ مین اُسکا قدم پہاڑ کی طرح گڑا ہوا ہے۔ اہل ہوے یا نفس و شیطان اُسکو لغزش نہین دے سکتے۔ نکتہ لفظ عاقل سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ مین لفظ عقل سے مرشد عاقل ہی مراد ہے اور مرشد عاقل رسول خدا ہین جو حضرت علیؑ اور تمام اُمت کے لیئے رہبر کامل ہین۔

	پس تقرب جو بدو سوے الٰہ	سر مپیچ از طاعت او ہیچگاہ
ترجمہ	ڈہونڈہتا رہتا ہے وہ قرب خدا	اُسکی طاعت سے نہ اکرم جدا

شرح یعنے اے علیؑ مرشد کامل ہر وقت خدا ہی کا تقرب ڈہونڈہتا رہتا ہے تو اُسکی طاعت سے کسیوقت روگردانی نکر اور اُسکی فرمانبری سے مُنہ نہ پہیر بلکہ اُسکی صحبت کو غنیمت اور فضل خداوندی سمجہ۔

	زانکه او هر خار را گلشن کند	دیدهٔ هر کور را روشن کند
ترجمہ	خار کو گلشن کیا کرتا ہے وہ	آنکھہ کو روشن کیا کرتا ہے وہ

شرح یعنے مرشد کامل خار (شخص محجوب) کو گلشن اسرار۔ اور اندہے (نا واقف راہ عرفان) کی آنکھون کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ مرشد کامل سے الگ رہتے ہین وہ اندہے اور گمراہ ہین۔

	ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
ترجمہ	اُسکا سایہ ہے زمین پر کوہ قاف	روح ہے سیمرغ بس عالی طواف

شرح کوہ قاف سے عالم اجسام اور سیمرغ سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ یعنے مرشد کامل کا وجود ظاہری دنیا مین دیگر عالم اجسام کی مانند ہے یعنے بظاہر کامل وغیر کامل مین کچہ فرق نہین معلوم ہوتا۔ مگر کامل کی روح سیمرغ یعنے محض حقیقت انسانی ہے جسکی پرواز نہایت بلند یعنے لامکان تک ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ مرشد کامل کا سایۂ اثر صحبت کوہ قاف کے مانند ہے جو لغزش ہی نہین کرتا اوسکی روح اایک بلند پرواز سیمرغ ہے جو ہمیشہ فضائے قرب باری مین اُڑتی رہتی ہے۔ اسلیئے ایسے کامل کی صحبت تجہے بہت جلد کامل اور مقرب آلہی بنا دیگی۔

	دستگیر و بندهٔ خاص اله	طالبان را مے برد تا پیشگاه
ترجمہ	خاص بندہ ہے وہ سب کا دستگیر	ہے وہ موصل تا بدرگاہِ قدیر

شرح یعنے مرشد کامل خدا کا خاص بندہ اور مریدون کا دستگیر ہے جو طالبون کو پیشگاہ قرب آلہی تک پہنچا دیتا ہے۔

	گر بگویم تا قیامت نعت او	هیچ آنرا غایت و مقطع مجو
ترجمہ	تا قیامت مدح گر اُسکی کرون	انتہا اسکی نہین کیا لکھہ سکون

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین قیامت تک مرشد کامل کی مدح کیئے جاؤن تو بہی اسکی انتہا اور مقطع یعنے اختتام نہین ہو سکتا مقطع اُس شعر کو کہتے ہین جسمین شاعر اپنا تخلص ظاہر کر کے غزل وغیرہ کو تمام کر دیتا ہے۔

	آفتاب روح نے آن فلک	که ز نورش زنده اند انس و ملک
ترجمہ	وہ نہین ہے شکل خرشید فلک	بلکہ اُس سے زندہ ہین انس و ملک

شرح آن فلک یعنے مملوک فلک ہے یعنے مرشد کامل آفتاب روح ہے آفتاب فلک نہین ہے جسکے نور کے فائدے محدود ہین۔ بلکہ ایسا آفتاب ہے جسکے نور سے انس و ملک سب زندہ ہین اور یہ ظاہر بات ہے کہ اگر مرشد کامل یعنے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور جو عین حقیقت انسانی ہے ازل مین سب سے پہلے پیدا نہوتا تو انسان اور فرشتے وغیرہ ہرگز پیدا نہ کیے جاتے اور جب آفرینش عالم ہی نہوتی تو زندگی کہان سے آتی اس لحاظ سے لولاک لما خلقت الافلاک گو حدیث نہین ہے مگر باعتبار معنے صحیح ہے۔

	در بشر روپوش گشتست آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب	
ترجمہ	ہے یہ پردے مین بشر کے آفتاب	غور کر واللہ اعلم بالصواب	

شرح یعنے اے طالب مرشد کامل کی بابت مین صرف یہ ایک ہی نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وجود بشری مین آفتاب چھپا ہوا ہے آفتاب سے مراد آفتاب حقیقت ذات ہے جو حقیقت محمدیؐ اور انسان کامل کے وجود ظاہری مین مع اسما و صفات تجلی ہے اور اس وجود ظاہری کو عوام کے برداشت کے لیے پردہ بنا لیا ہے کیونکہ تجلی خاص کے برداشت انبیاء کو بھی نہین ہوتی مصرع آخر مین لفظ واللہ اعلم بالصواب دقت مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ نکتۂ توحید مین باعتبار معنے اتحاد و بلا اتصال و بلا افتراق و بلا حلول شرط ہے اور یہ بات سمجھانے سے بھی سمجھ مین نہین آسکتی۔ اسلیئے طالب کو ملہم الحق والصواب یعنے اللہ تعالےٰ سے فہم کی توفیق مانگنی چاہیئے اس دقت سے بچنے کے لیئے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ آفتاب سے وہی آفتاب روح مراد ہے جسکا ذکر گزشتہ شعر مین ہوچکا ہے۔ یعنے اے طالب مرشد کامل کو اپنی ذات پہ قیاس نہ کر گو وہ وجود ظاہری مین تیرے ہی مانند ہے مگر ذکر الٰہی کے باعث اسکی روح آفتاب کی طرح روشن ہوگئی ہے اور تیری روح کثافت جسمانی کے باعث اُٹھا تو انگیی ہے

	صبر کن برکار خضر بے نفاق	تانگوید خضر رو ہذا فراق	
ترجمہ	خضر کے ہر کام پر تو صبر کر	اور فراق خضر سے ہر وقت ڈر	

شرح یعنے اے طالب تجھے خضر بے نفاق رصاف دل مرشد کامل جس چیز کا حکم دے اسے فوراً بجالا اور اسکے احکام کی بجا آوری پر صبر کر ورنہ مرشد ہذا فراق بینی و بینک کہکر تجھے اپنی صحبت سے دور کر دیگا جیسا کہ خضرؑ نے حضرت موسےؑ کو اپنی مصاحبت سے جدا کر دیا تھا فائدہ حضرت موسےؑ کا تعلیم کے لیئے خضرؑ کے پاس جانا اور خضر کی تعلیمات کو اجنبی سمجھکر انکے ارشادات پر صبر نہ کرنا اور پھر خضرؑ کا انکو اپنے پاس سے جدا کر دینا مفصل طور پر حصۂ اول مین بیان ہوچکا ہے وہان دیکھ لینا چاہیئے نکتہ یہ یاد رہے کہ باوجود طالب ہونے کے خضرؑ پر حضرت موسےؑ کا اعتراض انکے منصب رسالت کے لحاظ سے تھا کیونکہ موسےؑ صاحب شریعت و کتاب تھے انکی تقلید سے ہر طالب کا یہ منصب نہین ہے کہ مرشد کامل پہ اعتراض کرسکے۔ ورنہ راہِ معرفت سے دور رہ جائیگا۔

	گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن	گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن	
ترجمہ	توڑ دے کشتی کو گر تو کچھ نہ کہہ	مار دے بچہ کو تو خاموش رہ	

شرح یعنے اگر خضر وقت کشتی توڑ دے تو دم نمار اور اگر کسی بچہ کو مار ڈالے تو ماتم کی حالت مین اپنے بال

نہ اُکھاڑ ۔ یعنے اگر خضرِ وقت (مرشد کامل ۔) کوئی ایسا فعل کرے جو ظاہر طور پر تیرے نزدیک خلاف شرع ہو تو اُسپر اعتراض نہ کر کیونکہ باطنی طور پر کشتی توڑنے سے کشتی وجود اور تعین شخصی کو فنا کر دینا اور لڑکے کو قتل کرنے سے طفل طبیعت حیوانی کو مار ڈالنا مراد ہے ۔ اگر مرشد کامل تیری کشتی وجود کو توڑ دے یا طبیعت حیوانی کو مار ڈالے تو ہرگز اعتراض نکر اِسکا سبب آیندہ شعر مین مذکور ہے ۔ مکن ۔ بفتح الکاف کندیدن سے مشتق ہے یعنے اُکھاڑنا نوچ پھینکنا کھسوٹ ڈالنا ۔

دست او را حق چو دست خویش خواند	تا یداللہ فوق ایدیہم براند
ترجمہ ہاتھ اُسکا ۔ ہاتھ ہے حق کا ضرور	فوق ایدیہم سمجھ لے پُر شعور

شرح ۔ موکمن اور دم مزن کی علت ہے ۔ یعنے چونکہ اللہ تعالے نے عاقل اور عارفِ اکمل کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا ہے اور یداللہ فوق ایدیہم فرمایا ہے اسلیئے جو فعل اُسکے ہاتھ سے صادر ہوگا وہ گویا فعل الٰہی ہے ۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ۔ یعنے اے محمدؐ جو لوگ تجسے بیعت کرتے ہین وہ تجسے نہین بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہین ۔ خدا کا ہاتھ اُن بیعت کرنے والون کے ہاتھ کے اوپر ہے ۔ اور چونکہ بیعت کرتے وقت مرشد کا ہاتھ مرید کے ہاتھ کے اوپر ہوا کرتا ہے اسلیئے ایسے وہ اوپر والا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا جسکو اللہ تعالے نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے ۔ یہ آیت بیعت الرضوان کی بابت ہے جو حدیبیہ مین واقع ہوئی تھی اور رسول خداؐ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر صحابہؓ سے بیعت لی تھی ۔ اور چونکہ سلسلۂ بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوا ہے اسلیئے ہر مرشد کامل کا ہاتھ کو اگر یداللہ کہا جائے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ۔

دست حق میراندش زندہ اش کند	زندہ چہ بود جان پایندہ اش کند
ترجمہ مارتا ہے زندہ کرتا ہے وہ ہات	زندہ کیا پایندہ کرتا ہے وہ ہات

شرح ۔ ضمیر تینون تینون جگہ طفل کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ جب خضر کا ہاتھ دستِ الٰہی تھا ۔ تو لڑکے کا قتل باعث اعتراض نہین ہوسکتا ۔ کیونکہ اُنہون نے قتل کرکے گویا اُسکو زندہ کردیا ۔ یعنے قتل اُسکے لیئے نافع ہوا کیونکہ لڑکا طغیان اور کفر کے گناہ سے جسمین آیندہ اپنے ماں باپ کو پھنسا دیتا بچا رہا ۔ بلکہ اُسکو حیات ابدی ملگئی اور یہ جو کچھ کیا خضر نے اپنے ہات سے نہین کیا بلکہ دستِ حق نے کیا ہے ۔ خضر کا قصہ پہلے مفصل گزر چکا ہے اسیطرح خضرِ وقت نے اگر طفل طبیعت و نفس امّارۂ طالب کو مار ڈالا ۔ تو یہ سمجھ کہ اُسکو نئی زندگی ۔ اور فقط زندگی کیا ۔ بلکہ حیات ابدی عنایت فرمائی ۔ کیونکہ وہ نفس کشی سے مرتبۂ بقا مین پہنچگیا اور بنسیت ہوکر یا وجود موہوم سے نجات پاکر ہمیشہ کے لیئے زندہ ہوگیا ۔

یار باید راہ را تنہا مرو	از سر خود اندرین صحرا مرو
ترجمہ دیکھہ اس رستے مین تو تنہا نجا	اور اکیلا جانب صحرا نجا

شرح یعنے خدا کے رستے مین بلا وسیلۂ مرشد کامل تنہا ہرگز نجا ورنہ اس خوف صحرا مین ضرور ہلاک ہو جائیگا

ہر کہ تنہا نادر این رہ را برید	ہم بعون ہمت مردان رسید
ترجمہ جو گیا اس رہ مین تنہا مرد دین	ہمت مردان سے پہنچا ہے کہین

شرح یعنے ہم یہ کہہ چکے ہین کہ کوئی شخص بلا وسیلۂ مرشد کامل راہ عرفان مین قدم ہی نہین کہیں کر سکتا لیکن اگر اسکے خلاف بطور شاذ و نادر کسینے تن تنہا بلا وسیلۂ مرشد اس رستہ کو طے کر لیا اور مرتبۂ وصال تک پہنچگیا تو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ شخص بہی مردان راہ خدا (مرشدان کامل) ہی کی دعا سے اس مرتبہ پر جا پہنچا ہے کیونکہ قلب مان اور مرشد کامل کی دعا غائبون کے حق مین بہی مقبول ہو جاتے ہین مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ شخص سنت و شریعت کا پابند اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے والا ہو۔ اور ریاضت و عبادت سے اسکا مقصود فقط کشف و کرامت نہو مطلب یہ کہ بلا اتباع رسول مقبول حضرت محمد مصطفے علیہ الصلوۃ کوئی شخص منزل مقصود پر نہین پہنچ سکتا۔ حضرت سعدی نے سچ کہا ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ÷ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
لطیفہ بعض عارفین نے رسول مقبول علیہ الصلوۃ سے عالم خواب مین یہ سوال کیا کہ مَا تَقُوْلُ فِیْ اِبْنِ سِیْنَا یعنے اے سرور کائنات آپ حکیم ابن سینا کے حق مین کیا فرماتے ہین۔ کیا وہ مرکر دوزخی ہوا یا جنتی؟ آپنے جواب مین ارشاد فرمایا شَاءَ اَنْ یَّصِلَ الْحَقَّ مِنْ غَیْرِ وَسِیْلَتِیْ فَاَحْجَبْتُہٗ بِیَدِیْ فَسَقَطَ فِی النَّارِ۔ یعنے ابن سینا میرے وسیلہ بغیر خدا تک پہنچنا چاہتا تہا اسلیئے مینے اپنے دونو ہاتون سے اسکو حجاب وصال الٰہی طرف دہکیل دیا اور وہ دوزخ مین جا پڑا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بلا اطاعت رسول مقبول علیہ الصلوۃ نجات ناممکن ہے

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست	دست او جز قبضۂ اللہ نیست
ترجمہ غائبون سے کب الگ ہے دست پیر	ہاتہہ ہے یہ قبضۂ رب قدیر

شرح یہ پہلے شعر کی دلیل ہے یعنے مرشد کامل کی دعا سے بعض غائب اشخاص بہی مرتبۂ وصال تک پہنچ جاتے ہین کیونکہ مرشد کا ہاتہ غائبون سے کوتاہ نہین ہوتا بلکہ وہ حاضر و غائب سب پر تصرف رکہتا ہے۔ اور اسکا ہاتہہ گویا خدا کا ہاتہہ ہے۔ یعنے وہ خدا کے حکم سے مخلوق پر متصرف رہتا ہے۔

غائبان را چون چنین خلعت دہند	حاضران از غائبان بیشک بہند
ترجمہ غائبون کو جب وہ خلعت دیتے ہین	بس تو حاضر غائبون سے اچہے ہین

شرح یعنے جبکہ مرشدان کامل اپنی دعا سے غائبون کو یہ خلعت و انعام (مرتبۂ وصال) عنایت فرما دیتے ہین

تو وہ لوگ جو حاضر اور حلقۂ مریدان خاص مین داخل ہین۔ ضرور غائبون سے بہتر رہتے ہین اور انکو اعلے درجہ کی دولت معنوی ملجاتی ہے بجاگتے اور سوتے حاضر اور غائب مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

	غائبان را چون نوالہ مے دہند	پیش مہمان تا چہ نعمتہا نہند
ترجمہ	غائبون کو دیتے ہین وہ دولتین	حاضرون کو بخشتے ہین نعمتین

شرح یعنے جب مرشدان کامل غائبون کو نوالہ (تھوڑی بہت دعائے خیر) دیدیتے ہین تو اپنے مہمان (حاضر اور مرید خاص) کے آگے کیا کچھ باطنی نعمتین رکھدیتے ہونگے مطلب یہ کہ حاضر و غائب مین بہت بڑا فرق ہے الغرض طالب تو حضوری کی کوشش کر مرشد کامل کی صحبت سے غائب رہنا باعث محرومی ہے۔

	کو کسے کہ پیش شہ بندد کمر	تا کسے کہ ہست بیرون سوے در
ترجمہ	ایک وہ حاضر ہے جو پیش شاہ	ایک وہ بیرون در ہو جو تباہ

شرح لفظ کو بمعنے کہا ہے۔ یعنے کہان وہ شخص جو بادشاہ کی خدمت کے لیئے ہر وقت کمربستہ اور نگاہ روبرو رہتا ہو اور کہان وہ جو دروازہ کے باہر کھڑا ہے وہ حاضر ہے اور یہ غائب اسمین اسمین فرق عظیم ہے بسا اوقات دولت حاضر ہی کو ملتی ہے۔ اور غائب ضرور محروم رہجاتا ہے۔

	فرق بسیارست نامد در حساب	آن ز اہل کشف و این ز اہل حجاب
ترجمہ	اسمین اور اسمین ہے فرق بیحساب	وہ ہے اہل کشف یہ اہل حجاب

شرح یعنے حاضر و غائب مین اسقدر فرق ہے کہ اندازہ مین نہین آسکتا منجملہ اور باتون کے ایک فرق عظیم یہ ہے کہ حاضر اہل کشف مین سے اور غائب اہل حجاب مین سے ہے جو نعمت باطنی حاضر کو ملجاتی ہے وہ غائب کے خواب مین بہی نہین آتی۔ یہ اسی گزشتہ مضمون کی تاکید ہے کہ مرشد کی صحبت سے جدا رہنا نچاہیئے۔

	جہد کن تا رہ بیابی در درون	ورنہ مانی حلقہ وار از در برون
ترجمہ	کوششین کرتا حضوری ہو نصیب	ورنہ باہر رہگیا تو اے حبیب

شرح یعنے اے مخاطب حسب ارشاد مرشد ریاضت و عبادت کرتا رہ تاکہ تجہے اندر (بارگاہ حضور خداوندی) مین (جانے کی راہ ملجائے ورنہ حلقۂ در کے مانند باہر کا باہر ہی رہجائیگا۔

	چون گزیدی پیر نازک دل مباش	سست و ریزندہ چو آب و گل مباش
ترجمہ	کرلیا جب پیر نازک دل نہ بن	سست و بیجس شکل آب و گل نہ بن

شرح یعنے جب تو نے کسی مرشد کامل کو اختیار کرلیا تو نازک دل اور بیزار ہو یا (غیر متحمل ریاضات و مجاہدات) نہ بن اور پانی یا مٹی کی طرح سست اور ریزندہ (گرنے والا - ڈہیے ٹہہ و یعنے ضعیف و ناطاقت) نہو بلکہ احکام

بجالانے کے لیئے ہر وقت مستعد اور حاق چوبندر رہنا چاہیئے۔

ور بہر زخمے تو پر کینہ شوی	پس کجا بے صیقل آئینہ شوی
ترجمہ زخم کہا کر جو پُر کینہ ہوا	اُسکا سینہ خاک آئینہ ہوا

شرح یعنے اگر تو ریاضت ومجاہدہ یا ارشاد مرشد کے بجالانے کی تکلیف سے گہبراکر پُر کینہ یعنے مرشد یا عبادت سے ملول ہوجائیگا تو آئینہ دل ہرگز صاف نہوگا۔ کیونکہ جسطرح آئینہ بلا صیقل صاف نہین ہوتا اسطرح آئینہ دل بغیر تکلیف اُٹہائے صاف نہین ہوسکتا تکلیف وریاضت گویا آئینہ دل کی صیقل ہے۔ جو شخص تکلیف نہین اُٹہاسکتا۔ وہ ہرگز کسی رتبہ کو نہین پہنچتا۔ چنانچہ آئندہ قزوینی کی حکایت اسی کے متعلق ہے۔

حکایت کبودی زدن قزوینیئے برشانہ گاہ خود صورت شیر و پشیمان شدن او بسبب زخم سوزن

ترجمہ ایک قزوینی کے اپنے شانہ پر شیر کی صورت بنواکر اسمین نیل بہروانے اور سوئی کے زخم سے پشیمان ہونے کی حکایت

این حکایت بشنو از صاحب بیان	در طریق و عادت قزوینیان
ترجمہ سن لے سن لے لکہتے ہین اہل بیان	یعنے یہہ ہے عادت قزوینیان

شرح یعنے قزوین کے رہنے والون کی عادت ورسم کے مطابق صاحب بیان (بعض مورخین) نے مندرجہ ذیل حکایت لکہی ہے اے مخاطب اس قصہ کو سنکر معنوی حصہ حاصل کر قزوین عراق عجم مین ایران کے ایک شہر کا نام ہے

برتن و دست و کتفہا بے ذرنگ	مے زنند از صورت شیر و پلنگ
ترجمہ جسم دست و شانہ پر سب بے درنگ	گودتے ہین صورت شیر و پلنگ

شرح یعنے قزوینیون کی یہ عادت ہے کہ عموماً اپنے بدن اور خصوصاً ہاتون پاؤن پر چیتے اور شیر وغیرہ کی صورت سوئی سے گدوا کر اُسمین نیل بہر دلیتے ہین یہ رسم اُنکے نزدیک نہایت ضروری اور سامان آرایش مین داخل ہے

بر چنان صورت بیا بے گزند	از سر سوزن کبودیہا زنند
ترجمہ اور اُس صورت مین بے خجلت و دلیل	گود کر سوزن سے بہر والتے ہین نیل

شرح یعنے قزوینی لوگ پہلے تو بے دہڑک اور بلا خیال نقصان بدن پر شیر وغیرہ کی صورت گدواتی ہین اور پہر سوئی کے سر سے اُسمین نیل بہرواتے ہین۔ کبودی زدن یعنے نیلگون نشان کرنا ہے چنانچہ ہندوستان کے اکثر قصبات مین ذلیل قومین۔ خاصکر عورتین اب بہی اپنی بدن پر کسی جانور کی صورت بنالیتے ہین اور سوئی سے گودکر اُسمین تیل بہر دیتی ہین۔ پہر یہ صورت کبہی نہین مٹتی صحیح حدیث شریف موجود ہے لعنۃ اللہ علے الواشمۃ والمتوشمۃ۔ یعنے گودنے والی اور گدوانے والی دونون پر خدا کی لعنت ہے کیونکہ اسمین تصویر بنانیکا گناہ الگ ہوتا ہے اور بے فائدہ تکلیف اُٹہانے کا الگ۔

سوئے دلاکے بشد قزوینیئے | کہ کبودم زن بکن شیرینیئے

ترجمہ ایک قزوینی نے اک دلاک سے | یہ کہا۔ بھر نیل۔ اجرت مجھسے لے

شرح دلاک اُس شخص کو کہتے ہین جو حمام مین نہلانے والون کے بدن ملتا ہے لیکن یہان مجازاً وہ شخص مراد ہے جو سوئی سے گود کر بدن پر جانورون کی صورت بنا دے یعنے ایک قزوینی نے دلاک سے یہ کہا کہ میرے بدن پر نیلگون نشان بنا دے اور ایسا نقش شفقش کر جو شیرین یعنے خوبصورت اور مرغوب ہو لفظ شیرین کا موصوف یعنے لفظ نقش محذوف ہے بعض نسخون مین ستان شیرینئے ہے یعنے میرے بدن پر نیلگون نشان بنا دے اور مجھسے اسکی اجرت بطور شیرینی لے لے۔ یعنے مین تجھے پوری اجرت نہین دیسکتا یہ کلمۂ تواضع ہے۔

گفت چہ صورت زنم اے پہلوان | گفت برزن صورت شیر ژیان

ترجمہ بولا کیا صورت بنے اے پہلوان | یہ کہا اُسنے کہ ہو شیر ژیان

شرح یعنے گودنے والے نے قزوینی سے یہ پوچھا کہ اے پہلوان تیرے بدن پر کونسے جانور کی تصویر نقش کرون۔ اُسنے جواب دیا کہ غضبناک شیر کی صورت بنا کر اُسمین نیل بھر دے۔

طالعم شیر ست نقش شیر زن | جہد کن رنگ کبودی سیر زن

ترجمہ میرا طالع شیر ہے ہو نقش شیر | اور ہو وہ شیر نیلاہٹ سے سیر

شرح قزوینی کہتا ہے کہ مین شیر کی تصویر بنوانے کو اسلیئے پسند کرتا ہون کہ جب مین پیدا ہوا تھا تو میرا ستارہ برج اسد مین تھا یعنے مین باعتبار خلقت بہادر شخص ہون اور مجھکو فطرتاً شیر سے مناسبت ہے اسلیئے تو شیر ہی کی تصویر بنا اور اُسمین نیل سیٹ بھر کر ڈال تاکہ بدن پر نیلا رنگ نہایت تیزی کے ساتھ چمکے۔

گفت بر چہ موضعت صورت زنم | گفت بر شانہ گہم زن آن رقم

ترجمہ بولا وہ صورت بناؤن کس جگہ | بولا یہ شانہ پہ دے اے رشک مہ

شرح یعنے گودنے والے نے پھر یہ پوچھا کہ شیر کی تصویر کو تیرے بدن پر کونسی جگہ نقش کرون قزوینی نے کہا کہ اُس رقم (یعنے صورت) کو میرے شانہ (کندھے) پر لکھ دے تاکہ مین اُسسے قوت بازو سمجھون

تا شود پشتم قوی در رزم و بزم | با چنین شیر ژیان در عزم و حزم

ترجمہ تاکہ ہو قوت فزائے رزم و بزم | تاکہ ہو مضبوط اس سے عزم و حزم

شرح یعنے تصویر شیر کی تخصیص ایک تو بوجہ مذکورۂ بالا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کیا عجب اس ظاہری شیر کو دیکھکر لوگ مجھے زبردست پہلوان اور نہایت دلیر سمجھین اور ہر رزم و بزم (انجمنون اور معرکون) مین میری عزت ہو اور جسطرح شیر اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا۔ اسیطرح مین بھی بزم و رزم مین اپنے ارادہ سے نہ پھرون

عزم مطلق ارادے اور جزم اُس ارادے کو کہتے ہین جس سے آدمی باز نہ رہے

چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت | **درد اندر شانہ گہ مسکن گرفت**

ترجمہ جسم مین اُسنے چبہوئی جب سوئی | سخت تر تکلیف شانہ مین ہوئی

شرح چونکہ قزوینی اپنے آپ کو پہلوان اور دلیر کہہ چکا ہے اور بدن کو گہر گودکر اُسمین تیز نیل بہرنے کی تاکید کرچکا ہے اسیلئے گودنے والے نے بیرحمی سے سوئیان چبہونی شروع کین جس سے اُسکے شانہ مین سخت درد اور تکلیف ہونے لگی۔ کیونکہ بدن کو تکلیف پہنچانے کے لیئے سوئی بہی کچہ کم نہین ہوتی۔

پہلوان در نالہ آمد کاے سنی | **مر مرا کشتی چہ صورت مے زنی**

ترجمہ کرکے نالہ پہلوان کہنے لگا | مار ڈالا۔ کیا بناتا ہے بتا

شرح یعنے سخت تکلیف کے باعث جو گودنے کے سبب پہنچتی تہی قزوینی پہلوان نے نالہ کرکے یہ کہاکہ اے سنی (مردِ عالی مرتبہ اور اُستاد بزرگ) یعنے اے گودنے والے تونے تو مجہے جان سے مار ڈالا یہ تو کون سے جانور کی صورت بنا رہا ہے کہ جسکا نقش خود بیجان ہوکر مجہے اسقدر تکلیف پہنچا رہا ہے سنی بمعنے عالی و بزرگ ہے

گفت آخر شیر فرمودی مرا | **گفت از چہ عضو کردی ابتدا**

ترجمہ بولا وہ تہا حکم تیرا شیر کا | بولا یہ کس عضو سے ہے ابتدا

شرح یعنے گودنے والے نے کہاکہ مینے اُسی شیر کی تصویر بنانی شروع کی ہے جسکا آپنے حکم دیا تہا۔ قزوینی بولا یہ تو بتاکہ پہلے تونے شیر کا کونسا عضو بنانا شروع کیاہے۔ یعنے ابتدا کونسے عضو سے کی ہے۔

گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام | **گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام**

ترجمہ بولا وہ دُم سے ہوی ہے ابتدا | بولا یہ دم چہوڑ دے اے جانفزا

شرح یعنے گودنے والا بولاکہ مینے شیر کی تصویر کو دُم نکلنے کی جگہ سے بنانا شروع کیاہے قزوینی نے جواب دیاکہ اے پیارے گودنے والے اے میری دونو آنکہون کے نور دُم کو چہوڑکر کسی اور عضو کو بنانا شروع کر۔ کیونکہ مجہے زخم سوزن نہایت تکلیف پہنچاہے ہین دم کو چہوڑکر کسی اور عضو کو بنا۔

از دُم و دُمگاہ شیرم دم گرفت | **دُمگہ او دمگہم محکم گرفت**

ترجمہ اُسکی دُم سے تنگی ہے دم پہ بس | اِس سے مجہکو ہوگیا ضیق النفس

شرح قزوینی کہتاہے کہ اے پیارے دلاک شیر کی دُم اور دُم نکلنے کی جگہ کے نقش کے باعث میرے دم پر تنگی ہے اُسکی دُمگاہ نے میرے سانس کی جگہ (منفذ نفس) کو بند کردیا یعنے مجہے نہایت تکلیف ہوتی ہے میرا دم نکلا جاتا ہے۔ مین مرا جاتاہون خدا کے لیئے اس دُم کے نقش کو چہوڑکر کوئی اور عضو بنانا شروع کردے

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز — کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز

ترجمہ: اس سے یہ کہہ دو کہ بے دُم کا رہے — کون اتنے زخم سوزن کے سہے

شرح قزوینی کہتا ہے کہ اے شیر ساز اس شیر سے کہدے کہ بے دُم ہی کا رہے کیونکہ زخم مقراض سے مجکو سخت تکلیف ہے۔ گاز بمعنے مقراض یہاں مجازاً بمعنے سوزن لیا گیا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ پہلے دلاک نے سوئی سے کام لیا مگر قزوینی نے بہادری کا دعوے کیا تو گودنے والے نے مقراض کی نوک سے زخم لگائے

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم — بے محابا بے مواسائے و رحم

ترجمہ: جانبِ دیگر لگائے اُسنے زخم — بے محابا پھر چلائے اُسنے زخم

شرح محابا فارسی مین بحذف تا مستعمل ہے در اصل محاباۃ تہا۔ بمعنے مروت و لحاظ و محبت۔ علے ہٰذا القیاس مواسا بمعنے غمخواری و شفقت۔ و رعایت۔ یعنے جب قزوینی تکلیف کے مارے چیخا چلایا اور گودنے والے سے یہ کہنے لگا کہ اس شیر کو بے دُم ہی کا رہنے دے تو اُسنے بلا مروت و رحم شیر کے دوسرے عضو کے نقش کو گودنا شروع کر دیا۔ کیونکہ دلاک کا پیشہ ہی بے رحمی کا تہا اسلیئے اُسنے بلا تکلف زخم مارنے شروع کر دیئے

بانگ زد او کاین چه اندامست ازو — گفت این گوشست اے نیک خو

ترجمہ: بولا قزوینی یہ جسم ہے کونسا — بولا وہ یہ کان ہین سُن اے فتا

شرح یعنے جب دلاک نے دُم کو چہوڑ کر شیر کے دوسرے عضو کا نقش بنانا اور بدن کو گودنا شروع کیا تو قزوینی نے تکلیف کے باعث چیخ مار کر یہ کہا کہ اے دلاک تو شیر کا یہ کونسا عضو بنا رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ کان بنا رہا ہون۔ کیونکہ تو دُم نہین بنواتا تو کان ہی بنوالے یہ تو چہوٹا سا عضو ہے۔

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام — گوش را بگذار و کوتہ کن کلام

ترجمہ: بولا وہ بے کان کا رکھہ لے ہمام — چہوڑدے کانون کو کوتہ کر کلام

شرح لفظ تا بمعنے زینہار و ہرگز۔ اور ہمام بمعنے بزرگ ہے یعنے جب گودنے سے تکلیف پہنچی تو قزوینی نے یہ کہا کہ اے بزرگ دلاک ہرگز اس شیر کے کان نہ بنا اور قصہ کو تاہ کر بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ گفت تا گوشش نباشد اے حکیم ؎ گوش را بگذار و کوتہ کن گلیم۔ اسصورت مین گلیم بمعنے صوف و پشم ہے یعنے اے دلاک شیر کے کانون کو چہوڑ اور کانون کی آس پاس جو شیر کے بال ہوتے ہین۔ انکو کترلے یعنے نہ بنا یہ نسخہ پہلے سے اچہا اور باعتبار معنے نہایت بلیغ ہے

جانب دیگر خلش آغاز کرد — باز قزوینی فغانے ساز کرد

ترجمہ: زخم نے کی ستیزہ جانب خلش — پہلوان کی فغان با صد تپش

شرح یعنے جب شیر کے کان بنانے سے قزوینی نے نالہ کیا تو دلاک نے اور جانب سوئیاں مارنی شروع کین - اور چونکہ زخم سوزن وغیرہ بدن کے ہر حصہ مین تکلیف رسان ہوتا ہے اسلیئے قزوینی نے پھر نالہ و فغان شروع کردیا

کاین سوم جانب چہ اندام ست نیز	گفت اینست اشکم شیر اے عزیز
ترجمہ تیسری جانب یہ کیا ہے سچ بتا	یہ کہا اُسنے شکم ہے شیر کا

شرح یعنے قزوینی نے با نالہ و فغان یہ کہا کہ اے دلاک اس تیسری جانب مین تو شیر کا کونسا عضو بنانا چاہتا ہے اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز اب مینے شیر کا پیٹ بنانا شروع کیا ہے - اشکم مزید علیہ و مرادف شکم ہے۔

گفت تا اشکم نباشد شیر را	خود چہ اشکم باید این ادبیر را
ترجمہ بولا وہ نقش شکم ہے کیا ضرور	چاہیئے کیا پیٹ اسے اے پُر شعور

شرح - ادبیر ابالکہ ادبار ہے بمعنے مدبر و بدبخت - یعنے قزوینی کہتا ہے کہ شیر کے پیٹ ہرگز نہین ہوا کرتا اس موذی اور بدبخت شیر کے لیئے پیٹ کیا بنانا چاہیئے - اے دلاک تو بے پیٹ ہی کا شیر بنا دے

درد افزون گشت کم زن زخمہا	اشکمے چہ شیر را بہر خدا
ترجمہ بڑہگئی تکلیف سوزن کر خدا	مت بنا نقش شکم بہر خدا

شرح یعنے اے دلاک زیادہ سوئیاں نمار کیونکہ میری تکلیف بڑہتی جاتی ہے اور برائے خدا یہ تو بتا کہ کہین شیر کے بہی پیٹ ہوا کرتا ہے - ؟ بعض نسخون مین بہر خدا کی جگہ بہر غذا ہے اسصورت مین بہر غذا اشکم کے متعلق ہے یعنے اشکم بہرِ غذا آن شیر را چہ باید یعنے اس شیر کو غذا کے لیئے پیٹ کیا چاہیئے - کیونکہ اسمین غذا کہانے کی لیاقت ہی نہین ہے - چونکہ قزوینی کو گودنے سے تکلیف پہنچتی تہی اسلیئے اُسنے یہ بہانے کیئے اور حجتین نکالین - ورنہ وہ اسلیئے آیا تہا کہ شیر کی پوری تصویر منقش کرائے۔

خیرہ شد دلاک و بس حیران بماند	تا بدیر انگشت در دندان بماند
ترجمہ سُنکے یہ دلاک حیران رہگیا	دیکے انگلی زیر دندان رہگیا

شرح یعنے گودنے والا قزوینی کی ان باتون سے حیران رہگیا اور دیر تک تعجب سے دانتون مین انگلی دیئے رہا

بر زمین زد سوزن آندم اوستاد	گفت در عالم کسے را این فتاد
ترجمہ اور زمین پر پہینکدی اپنی سوئی	اور کہا اللہ یہ کیسی ہوئی

شرح یعنے گودنے والے نے حیران ہوکر سوئی زمین پر پہینکدی اور یہ کہا کہ جہان مین کسیکو ایسا موقع پیش نہ آیا ہوگا یا کسی پر ایسی مصیبت نہ پڑی ہوگی جو آج مجہپر پڑی کہ یہ بزدل قزوینی شیر بنواتا ہے مگر اُسکے کسی عضو کو بننے نہین دیتا - اور پہلوان ہوکر ذرا سی تکلیف کی برداشت نہین کرسکتا۔

شیر بے دُم و سر و اشکم کہ دید | اینچنین شیرے خدا ہم نافرید

ترجمہ: ہو نہ کچھ دُم پیٹ سر جس شیر کا | وہ خدا نے بھی نہیں پیدا کیا

شرح گودنے والا کہتا ہے کہ بے دُم اور بے سر اور بے پیٹ کا شیر آجتک کسنے دیکھا ہے کسی نے نہین دیکھا اے قزوینی ایسا شیر تو خدا نے ہی پیدا نہین کیا اسلیئے مین ایسے شیر کی تصویر نہین بنا سکتا جو دم و سر وغیرہ نہ رکھتا ہو

چون نداری طاقت سوزن زدن | ازچنین شیر ژیان پس دم مزن

ترجمہ: تجھین سوزن کی اگر طاقت نہین | شیر بنوا تا ہے کیون اے مرد دین

شرح دلاک کہتا ہے کہ اے قزوینی اگر تجکو زخمون کی سہار نہین تو ایسا شیر کیون بنوا تا ہے جسکی تصویر بلا دُم و سر و شکم ہرگز درست نہین ہوسکتی بلکہ مکھی یا چیونٹی کی تصویر بنوالے تاکہ بلا سر و دم جلدی سے بنجاوے اور زیادہ سوئیان مارنے کی ضرورت نہو۔

اے برادر صبر کن بر درد نیش | تا رہی از نیش نفس گبر خویش

ترجمہ: صبر کر تو درد پر تکلیف پر | نفس سے ہو تا رہائی سربسر

شرح حکایت تمام ہوکر یہان سے نتیجہ حکایت شروع ہوا ہے درد نیش سے تکلیف شریعت اور محنت ریاضت اور نفس گبر سے یعنے نفس کافر سے نفس امارہ مراد ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تکلیف شریعت و ریاضت پر صبر کر ورنہ اپنے نفس کافر کی نیش زنی (سرکشی و دشمنی) سے بجھے ہرگز نجات نہ ملیگی۔ اور بے صبری کی حالت مین تو اسیطرح ناکامیاب رہیگا جسطرح یہ قزوینی ناکامیاب رہا تہا نکتہ صبر کے یہ معنے ہین کہ آدمی اپنے رنج و مصیبت کی شکایت غیر اللہ سے نہ کرے ہان خاص اللہ تعالے سے اپنی مصیبتون کا شکوہ کرنا منافی صبر نہین ہوسکتا چنانچہ اللہ تعالے نے حضرت ایوبؑ کو صابر فرمایا ہے حالانکہ اُنہون نے اپنی مصیبت کا شکوہ بارگاہ رب العالمین مین کیا تہا مصیبت کے وقت خدا سے شکوہ نہ کرنا گنہاہ اور قہر الٰہی کا مقابلہ ہے

کان گروہے کہ رہیدند از وجود | چرخ و مہر و ماہ شان آرد سجود

ترجمہ: نفس سے پالیے ہین جو نجات | سجدہ کرتی ہے اُنہین کل کائنات

شرح یعنے وہ لوگ جو قید وجود (صفات بشری اور اوصاف طبیعت حیوانی) سے نجات پاکر فنا فی الذات ہوگئے ہین آسمان اور چاند سورج اُنکے آگے سجدہ کرتے ہین۔ یعنے ہر شے اُنکی تعظیم کرتی ہے۔

ہر کہ مرد اندر تن او نفس گبر | مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

ترجمہ: ہوگیا ہے مردہ جسکا نفس گبر | اُسکے فرمان بر ہین سب خورشید و ابر

شرح یعنے جس کسی کے جسم مین نفس کافر و امارہ مرگیا ہے خورشید و ابر اُسکے فرمان پذیر بندے بنجاتے ہین

	چون دلش آموخت شمع افروختن	آفتاب اورا نیارد سوختن
ترجمہ	اُسنے روشن کی ہے جب شمع یقین	آفتاب اُسکو جلا سکتا نہین

شرح یعنے جس کیا نفس امارہ مرگیا اور اُسکے دل نے نور عشق کی شمع جلانی سیکھ لی۔ تو اُسکو آفتاب فلک ہرگز نہین جلا سکتا۔ کیونکہ آفتاب کیا نار دوزخ بھی اُسکے نور قلبی کے مقابلہ مین ایک شرارہ ہے اسلیئے پلصراط پر جب مومن گزرینگے تو نار یون کہے گی کہ جز یا مؤمن فان نورک اطفأ ناری یعنے اے مومن پلصراط سے گزر جانے مین جلدی کر کیونکہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ مین بالکل ٹھنڈی پڑگئی ہون۔

	گفت حق در آفتاب منتجم	ذکر تزاور کذا عن کہفھم
ترجمہ	قول حق یہ ہے کہ بیشک آفتاب	ہے ہمیشہ غار سے زیر حجاب

شرح لفظ منتجم بمعنے روشن ہے اور آفتاب روشن سے مراد یا تو قرآن مجید ہے یا یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے نے آفتاب روشن یعنے آفتاب فلک کی بابت تزاور عن کہفھم کا ذکر کیا ہے لفظ کذا داخل آیت نہین بلکہ لفظ ذکر کے متعلق مولانا کا مقولہ ہے۔ اور کذا کا اشارہ در نیارد سوختن کی جانب ہے۔ اور مطلب شعر یہ ہے کہ جسطرح ہمنے کہا تہا کہ عارف کامل کو آفتاب نہین جلا سکتا۔ ایسا ہی ذکر اللہ تعالے نے اصحاب کہف کا فرمایا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ کَہْفِہِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُہُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ یعنے جب آفتاب نکلتا ہے تو اُنکی غار سے داہنی جانب کو میلان کرجاتا ہے۔ تاکہ غار مین دہوپ نہ پہنچے اور جب چہپتا ہے تو اُسکو بچا کر بائین جانب سے گزر جاتا ہے تاکہ اُنپر شعاع نہ پڑے۔ غرضیکہ آفتاب ایسی طرح حرکت کرتا ہے کہ اُنکو ضرر نہین پہنچتا یہ فقط اسلیئے ہے کہ اُنہون نے قید وجود فانی کو چہوڑ دیا تہا اور مصداق موتوا قبل ان تموتوا ہوگئے تہے اسلیئے تمام موجودات اُنکی مطیع ہوگئین **فائدہ** لفظ تزاور بتشدید زائے منقوطہ ایک مستند قرأت ہے جسکو وزن شعر درست رکہنے کے لیئے اختیار کیا گیا ہے اور اصحاب کہف کا ضروری قصہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو تفسیرون مین دیکھیئے۔

	خفتگان نے کز خداید کارشان	میل کردے آفتاب از غارشان
ترجمہ	سو رہے ہین غار مین جو یار غار	اُنسے ڈہلجاتا ہے مہر اے ہوشیار

شرح یعنے اصحاب کہف جو غار مین پڑے سو رہے ہین چونکہ اُنکو صرف خدا سے کام تہا اسلیئے آفتاب اُنکے غار سے ڈہلکر گزرتا ہے یا اسلیئے کہ جو خدا کا ہوجاتا ہے سب چیزین اُسکی محکوم ہوجاتی ہین۔

	خار جملہ لطف چون گل میشود	پیش جزوے کو سوے کل مے شود
ترجمہ	خار اُسکے حق مین ہوجاتا ہے گل	جزو کو ہوتا ہے جسدم عشق کل

شرح لفظ خار بلا اضافت مبتدا ہے اور جملہ لطف اسکی خبر۔ یہ جز سے طالب اور کل سے ذات الہٰی مراد ہے یعنے جب طالب بطفیل مرشد کامل اللہ تعالےٰ کی طرف جاتا ہے یعنے رجوع کرتا ہے اور نفس امارہ کو فنا کر دیتا ہے تو تمام دنیوی تکلیفین اُسکے نزدیک راحتین اور سراپا لطف بنجاتے ہین

چیست تعظیم خدا افراشتن	خویشتن را خاک و خوارے داشتن
ترجمہ کیا ہے تعظیم حضورِ کردگار	جانتا خود کو سراسر خاک خوار

شرح یعنے تعظیم خدا کا بجالانا کیا ہے؟ اپنے آپ کو خاک بلکہ خاک سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنا اور نہایت حقیر جاننا

چیست توحید خدا آموختن	خویشتن را پیش واحد سوختن
ترجمہ کیا ہے توحید خدا کا ماننا	اُسکے آگے ملنیت خود کو جاننا

شرح یعنے توحید خدا کا سبق لینا کیا ہے؟ اپنے خار وجود کو اُس واحد یکتا کے عشق مین جلا دینا۔ فنا کر ڈالنا

گر ہمے خواہی کہ بفروزی چو روز	ہستی ہمچون شبے خود را بسوز
ترجمہ چاہتا ہے روشنی گر شکل روز	اپنی ہستی کو جلا اے دلفروز

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو اپنے دلکو روز روشن کی طرح منور کرنا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو جو اندھیری رات کی مانند ہے فنا کر دے یعنے ظلمات بشریت سے بالکل الگ ہو جا۔ اور آفتاب عشق الہٰی کو دلمین رکھلے۔

ہستی ات در ہست آن ہستی نواز	ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
ترجمہ تیری ہستی کچھ نہین چھوڑ اسکو تو	کیمیا مین ڈالدے اس مس کو تو

شرح یعنے اپنے وجود کو اُس خدائے زندگی بخش کے وجود مین اسطرح گلا دے جسطرح اکسیر مین تانبے کو گلاتے ہین اُسکا تانبا پن جاتا رہتا ہے اور خالص سونا بنجاتا ہے۔ اسیطرح تو اپنے اوصاف بشریت کو فنا کرکے باقی بقاء اللہ ہو جا۔ اس سے تیرے وجود کا کھوٹ نکلجائے گا اور تو کندن بنجائیگا۔

در من و تو سخت کردستی تو دست	ہست این جملہ خرابی از دو ہست
ترجمہ ڈال رکھا ہے من و تو مین جو ہات	ہے خرابی اسلیئے اے بد صفات

شرح یعنے یہ معرفت سے دور رہنا سراسر خرابی ہے۔ اور یہ خرابی دو ہستیون سے پیدا ہوی ہے کہ تونے من و تو کو خوب مضبوط پکڑ رکھا ہے یعنے حق کو بھی موجود جانتا ہے اور اپنی ذات کو بھی اگر تو صرف اللہ تعالےٰ ہی کو موجود حقیقی جانتا تو اپنے آپ کو معدوم مطلق خیال کرتا۔ اور شرک خفی سے نجات پا جاتا۔ اسی نکتہ کا نام عرفان ہے اور اپنی ہستی پر غرور کرنے کا انجام ہلاکت ہے چنانچہ آئندہ حکایت سے معلوم ہو جائیگا کہ بھیڑیا اسلیئے ہلاک ہوا ہے کہ اُسنے اپنی ہستی کو شیر کی ہستی کے مقابلہ مین لا ڈالا تھا۔

رفتن گرگ و روباه در خدمت شیر بشکار

ترجمہ ایک بھیڑیے اور لومڑی کا شکار کے لیے شیر کی خدمت مین جانا

شرح یعنے عقل اور نفس کا روح کی خدمت و اطاعت کی طرف رجوع کرنا اور اُس سے شکار اسرار کیلئے مدد چاہنا

مصرع اول	مصرع دوم
شیر و گرگ و روبہے بہر شکار	رفتہ بودند از طلب در کوہسار
ترجمہ شیر و روبہ و گرگ ملکر تین یار	تینون جنگل مین گئے بہر شکار
تا بہ پشت ہمدگر بر صید ہا	سخت بر بندند بار و قید ہا
ترجمہ تاکہ ہم ملکے پکڑین خوب صید	گاو و بز خرگوش کرلین سب کو قید

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین جسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ایک بڑے پہاڑ مین ایک شیر اور بھیڑیا اور لومڑی طلب روزی کے باعث شکار کے لیے گئے اور ان تینون کا اکٹھا ہو کر جانا اسلیئے تہا کہ ایک دوسرے کی مدد سینے ہر قسم کے صید کی آزادی کے رستہ کو بند کرین اور اُنکے قید کو مضبوط کر دین اور اُنہین چار طرف سے گھیر لین لفظ پشت بمعنے مدد اور بار۔ بمعنے اذن و رخصت و آزادی ہے بعض نسخون مین بار و قید باضافت ہے اسصورت مین قید کے بوجھ سے جانورون کو اپنے حلقہ مین پہنسا کر وہی شکار کر لینا مراد ہے جو پہلی صورت مین تہا اور باطنی معنے یہ ہین کہ عقل اور نفس روح کی تائید سے شکار معرفت کے لیئے عالم اجسام مین آئے ہین۔ کیونکہ صوفیون کی اصطلاح مین لفظ شیر استعارہ روح کیطرف بھیڑیے سے نفس امارہ لومڑی سے عقل معاش اور کوہسار سے صحرائے عالم اجسام مراد ہے اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد لیجاے تو بھی صحیح ہے

مصرع اول	مصرع دوم
کان سہ با ہم اندران صحرائے ژرف	صید ہا گیرند بسیار و شگرف
ترجمہ اُس بڑے جنگل مین تا ہون صید گیر	اور ہاتھ آئے طعام دلپذیر

شرح یعنے یہ تینون اسلیئے آئے تہے کہ اُس بڑے جنگل مین بہت سے نادر نادر شکار کرنے مین کامیاب ہون

مصرع اول	مصرع دوم
گرچہ زایشان شیر نر را ننگ بود	لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود
ترجمہ گرچہ شیر نر کو اُن سے ننگ تہا	لیکن از رہ کرم ہمرنگ تہا

شرح یعنے اگرچہ شیر اپنے عظیم الشان اور گرگ و روباہ کے ضعیف ہونے کے باعث اُنکی صحبت سے ننگ و عار رکہتا تہا لیکن ازراہ کرم اُنکی ہمراہی اختیار کر لی تہی کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ لطیف کی کثیف کے اور شریف کی ذلیل کے ساتھ مصاحبت کسی حاجت کے لیئے نہین ہوتی بلکہ شریف اپنے کمال و لطف و اکرام کا اظہار کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنے اے بندو تم جہان کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیر سے مراد ذات الٰہی ہی ہوسکتی ہے کیونکہ وہ ہر شخص کا معاون و مددگار اور ہر کسیکے ساتھ ہے۔

	اینچنین شہ را ز لشکر زحمت ست	لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست
ترجمہ	شاہ کو لشکر سے زحمت ہے ضرور	یہ جماعت حق کی رحمت ہے ضرور

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے اور شہ سے سلطان العارفین یعنے مرشد کامل اور لشکر سے مریدون کی جماعت مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جسطرح وہ شیر گرگ و روباہ سے باطنی نفرت رکھتا تہا اسیطرح مرشد کامل کو مریدون سے تکلیف اور حرج مشاغل کا رنج ہوتا ہے لیکن وہ اپنے اکرام اور لطف کے باعث اُنکے ساتھ رہتا ہے کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف جماعت باعث رحمت ہے۔ نیز ممکن ہے کہ سلطان سے بادشاہ دنیا مراد ہو جسکو فوج و لشکر اور اہلکارون وغیرہ کی کثرت اور معاملات کی انقلاب سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن وہ اپنے مکارم اخلاق اور سراسر مروت و کرم کے باعث اُنکے ہمراہی کو نہین چھوڑتا۔ یہ کیفیت [illegible] کے ہمراہی کی پہلی مثال ہے۔ اور جماعت رحمت ست بطور جملۂ مستانفہ ہمراہ شد کی علت ہے۔

	اینچنین مہ را ز اختر ننگہاست	او میان اختران بہر سخاست
ترجمہ	چاند کو تارون سے گو ہے ننگ و عار	ہے سخاوت کے سبب یارون کا یار

شرح یعنے اسیطرح چاند کو ستارون مین شامل رہنے سے ننگ ہے لیکن وہ سخاوت کرنے اور اپنے نور سے فائدہ پہنچانے کے لیئے اُنکے ساتھ ساتھ رہتا ہے کیونکہ ستارے چاند سے نور حاصل کیا کرتے ہین نکتہ باطنی طور پر چاند سے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ یا مطلق مرشد کامل اور ستارون سے خلفاء اور صحابۂ رسول۔ یا عموماً مریدان صادق مراد ہین۔ جو مرشد کامل سے فیضیاب ہوتے رہتے ہین

	امر شاوِرہم پیمبر را رسید	گرچہ رائے نیست رائش را ندید
ترجمہ	مشورہ کا حکم پیغمبر کو ہے	برتری گو سب سے اُس سرور کو ہے

شرح لفظ ندید بمعنے نظیر و مانند عربی لفظ ہے جو ند سے مشتق ہے اور بعض نسخون مین از رائش مزید ہے مطلب یہ کہ اگرچہ کوئی رائے خواہ کسی عقلمند کی ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مانند نہین ہوسکتی۔ لیکن پہر بہی مہمات مین آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ صحابہ حضور کی مصاحبت کا شرف اور مجالست کی برکت اور مکالمت کا نور حاصل کرین۔ سورۂ آل عمران مین یہ آیت ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنے اے محمد کامون مین اپنے صحابہ سے مشورہ کر لیا کرو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے

	در ترازو جو رفیق زر شدست	نے از انکہ جو چو زر جوہر شدست
ترجمہ	جو ترازو مین رفیق زر ہوا	گو نہ وہ مانند زر جوہر ہوا

شرح یعنے سونا تولنے کے کانٹے مین دانۂ جو سونے کا رفیق ہوگیا ہے۔ یعنے سونے کے ساتھ

تلنے لگا ہے حالانکہ دونون مین کسی قسم کی مناسبت نہین یعنے یہ بات ہرگز تصور مین نہین آسکتی کہ دانۂ جو سونے کی طرح کوئی قیمتی جوہر ہے بلکہ یہ سونے ہی کا کرم ہے کہ اپنا ہمپلہ بنا کر اسے اپنی فائقت کی عزت دے رکہی ہے **فائدہ** جسطرح ہندوستان مین سونا رتیون سے تلتا ہے شاید ولایت مین دانۂ جو سے تلتا ہوگا یہ اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ اعلےٰ درجہ کے لوگ ازراہ کرم ادنےٰ کے شامل حال ہوجایا کرتے ہین

	روح قالب را کنون ہمرہ شدست	مدتے سگ حارس درگہ شدست
ترجمہ	روح ہے قالب کے ہمرہ دیکھ لے	اور سگ ہے پیش درگہ دیکھ لے

شرح یعنے انکا طلب روز ازل مین نتہی مگر دیکہہ لے اب یعنے عالم اجسام مین روح قالب کی رفیق بنی ہوئی ہے اور سگ اصحاب کہف ایک مدت سے بارگاہ یعنے اصحاب کہف کے غار کے دروازہ پر بطور نگہبان بیٹھا ہے یہ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے اور مطلب اشعار گزشتہ یہ ہے کہ اچھے لوگ بردن کے ہمراہی مین صرف اپنے اکرام کے اظہار اور فائدہ رسانی کی غرض سے رہا کرتی ہین یہ معترض کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ شیر یعنے روح کو نفس اور عقل کے ہمراہ رہنے کی کیا ضرورت تہی

	چونکہ رفتند آنجماعت سوے کوہ	در رکاب شیر با فر و شکوہ
ترجمہ	وہ جماعت جب سدہاری سوے کوہ	شیر کے ہمراہ با فر و شکوہ
	گاو کوہی و بز و خرگوش زفت	یافتند و کار ایشان پیش رفت
ترجمہ	گاو بُز خرگوش مارے بیشمار	بنگیا کام اور ملا اچہا شکار

شرح یہ دونون شعر قطعہ بند ہین اور یہان سے پہر قصہ شروع ہوگیا ہے یعنے جب وہ تینون پہاڑ کی طرف گئے تو پہاڑی گائے اور بکرے اور موٹے موٹے خرگوش شکار کیے اور اچہی طرح کامیاب ہوے باطنی طور پر پہاڑی گائے سے طبیعت حیوانی مراد ہے جو عیش اور تنعم دنیوی پر مائل ہے اور بکرے سے شوق کسب معاش دنیوی اور خرگوش سے فکر معاش دنیوی جسمین آدمی اکثر اوقات منہمک رہتا ہے مراد لیا گیا ہے مطلب یہ کہ نفس و عقل نے قالب انسانی مین بتائید روح طبیعت حیوانی اور شوق معاش اور فکر معاش کو پایا اور انکو یہانتک اپنا محکوم و مغلوب کر لیا کہ بالکل فنا کر دیا یعنے عقل و نفس دونون نے اپنے قوی اور حواس ظاہری و باطنی کا استعمال بتائید روح اکتساب معارف مین کیا۔

	ہر کہ باشد در پے شیر حراب	کم نیاید روز و شب او را کباب
ترجمہ	شیر جنگی کے رہے جو ساتھہ ساتھہ	بیشمار اُسکو کباب آتے ہین ہاتھہ

شرح حراب سے جنگی یعنے لڑنے والا اور کباب سے لذیذ گوشت مراد ہے مطلب یہ کہ جو جانور جنگی شیر کے

پیچھے پیچھے رہے اسکے لیئے کسی وقت لذیذ گوشت کی کمی نہین رہتی یعنے شیر کا پس خوردہ بہت سے جانوروں کو ملجاتا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب نفس وعقل روح کے تابع ہو جاتے ہین تو حسنات مین سے حصہ لیتے ہین

چون زکہ۔ در بیشہ آوردند شان | کشتہ و مجروح اندر خون کشان

ترجمہ: کوہ سے جب کھینچ لائے سوئے بن | خاک و خون مین تھے وہ غلطان سربسر

شرح یعنے جب وہ تینون اپنے شکار کردہ جانورون کو پہاڑ مین سے جنگل کی طرف لے آئے (یعنے جب روح عقل ونفس نے حسنات کا شکار کرلیا) تو باہم حصے تقسیم کرنے کی ٹھیری۔

گرگ و روبہ را طمع بود اندران | کہ رود قسمت بعدل خسروان

ترجمہ: گرگ اور روباہ کو تھی یہ ہوس | عدل سے حصے شکارون کے ہون بس

شرح یعنے تقسیم کے بارہ مین گرگ و روباہ (نفس وعقل) کو یہ طمع ہوے کہ شیر (روح) ان شکارونکو انصاف کے ساتھ تقسیم کردے یعنے اکتساب معارف کو ہمارا فعل جانکر اپنے ساتھ ہمارے شرکت بھی منظور کرلے

عکس طمع ہر دوشان بر شیر زد | شیر دانست آن طمع ہا را سند

ترجمہ: پڑگیا جب شیر پہ یہ عکس طمع | ستند تہا سربسر یہ عکس طمع

شرح یعنے اُنکی طمع کا عکس شیر پر پڑا اس عکس کو شیر نے اس بات کی سند گردان لیا اُنکی طمع موجود ہے کیونکہ آئینہ مین جیساکہ عکس پڑتا ہے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ اُن دونون کی طمع کو اُنکی سخیہ گاہ جانا یعنے یہ بات یقین کرلے کہ یہ دونو طمع پر تکیہ کیے ہین اور اپنی طمع کے باعث میری تائید سے غافل ہین یا یہ معنے ہین کہ شیر نے اُنکی تنبیہ دینے کے لیے اُنکی طمع کو سند یعنے دلیل سمجھ لیا اور اُنہین سزا دی چنانچہ تنبیہ کا ذکر آگے آتا ہے۔

ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر | او بداند ہر چہ اندیشد ضمیر

ترجمہ: ہے کہین جو شیر اسرار و امیر | جانتا ہے سب کا وہ مافی الضمیر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے بتائید خدائے علام الغیوب شیر اسرار و امیر اسرار یعنے عارف کامل دلون کے پوشیدہ حالات کو معلوم کرلیتا ہے جب کوئی اہل اسرار کی صحبت مین جاتا ہے تو اسکے مافی الضمیر کا عکس اُسکے آئینۂ دل پر پڑتا ہے اور حقیقت حال منکشف ہوجاتی ہے مگر یہ انکشاف نااہل اسرار کی توجہ کی حالت مین ہوتا ہے۔ بلا ہمت و توجہ غیر ممکن یا نادر ہے۔

ہین نگہدار اے دل اندیشہ خو | دل ز اندیشہ بدی در پیش او

ترجمہ: ہان خبردار اے دلِ اندیشہ خو | فکر بد ہرگز نہ لانا دل مین تو

شرح اندیشہ خو بمعنے خوگر فکر ہے یعنے اے دل اندیشہ خو مرشد کامل کے حضور مین دل کو بُرے اندیشہ اور فکر بد سے محفوظ رکھہ کیونکہ عارف کامل تیرے باطنی اندیشون کو خدا کے دیئے ہوئے نور سے معلوم کر لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ۔ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنے مومن کامل کی فراست سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے حالات کو خدا کے نور سے دیکھہ لیتا ہے۔

	داند او خر را ہمے راند خموش	بر رخت خندد برائے روے پوش
ترجمہ	ہے گدہے کو ہانک کر بالکل خموش	مُنہ پہ ہنستا ہے برائے روے پوش

شرح یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ جب عارف مافی الضمیر کو جانتا ہے تو پہر کہہ کیون نہین دیتا ہم مولانا فرماتے ہین کہ وہ جانتا تو ہے مگر فکر بد کے گدہے کو جو دوسرے شخص کی جانب سے اُسکی طرف جاتا ہے چپکے سے ہانک دیتا ہے یعنے اُسکو اپنے دلمین جگہہ نہین دیتا تاکہ کسی موقع پر زبان سے نہ نکلجائے اور اُس شخص کے رسوائی نہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ عارف تیرے فکر کو خوب جانتا ہے مگر بطور تجاہل عارفانہ پردہ پوشی کے لیے تیرے مُنہ پر ہنستا رہتا ہے اور ظاہرا جوش نہین ہوتا تاکہ تیرا بھید چھپا رہے اور تجکو رنج نہو۔ کیونکہ عارف متخلق باخلاق اللہ ہوتا ہے چنانچہ شیر نے بہی گرگ و روباہ کے وسوسون کو معلوم کرکے اُسوقت اُنکی رعایت کی اور جب اُنکی گستاخی زیادہ بڑہگئی تو سزا دی جیسا عارفین و کاملین کا قاعدہ ہے کہ جب مرید یا طالب حق سے زیادہ گستاخ ہوتے ہین تب اُنہین سزا دیتے ہین۔

	شیر چون دانست آن وسواس شان	وانگفت و داشت آن دم پاس شان
ترجمہ	شیر نے معلوم کرکے اُنکا حال	دل ہی دل مین رکہہ لیا اپنا خیال

شرح یعنے شیر نے گرگ و روباہ کا وسوسۂ بد معلوم کرکے اول اول اُنہین کچہہ نہ کہا اور اُنپر رعایت کی

	لیک با خود گفت بنمایم سزا	مر شما را اے خسیسان گدا
ترجمہ	اور کہا یہ دل مین بروقت اجزا	اے خسیسو تمکو مین دونگا سزا

شرح یعنے باوجود رعایت شیر نے اپنے دلمین ٹہان لی تہی کہ اے گرگ و روباہ تم نہایت ہی ذلیل گدا ہو مین تمہین سزا دونگا۔ کیونکہ تمہاری گستاخی حد سے زیادہ بڑہگئی ہے۔

	مر شما را بس نیامد رأے من	ظن تان اینست در اعطاے من
ترجمہ	راہ میری ہی تمہین کافی نگر	بدگمان تم ہوگئے ہو سر بسر

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ افسوس تمہین میری رائے اور اعانت جسکی بدولت تمہین شکار ملگیا ہے کافی نہوئی۔ اور تمنے اسکو غنیمت نجانا کہ میرا پس خوردہ تمہین ملجاتا۔ بلکہ میرے احسان وکرم کی بابت تمنے

یہ بُرا گمان کیا کہ اپنے آپ کو شکار کرنے کا واقعی فاعل سمجھکر میرے برابر کے شریک بنگئے۔ حالانکہ درحقیقت شکار کرنا میرا فعل ہے۔ اور تم میرے طفیلی اور دست نگر اور میرے ہاتھہ کا دیا کھانے والے ہو۔

	ای عقول و رائے تان از رائے من		از عطاہائے جہان آرائے من	
ترجمہ	ہے تمہاری رائے میری ذات سے		بخششین ملتی ہین میرے ہات سے	

شرح ہم اس سے پہلے اشارتًا بتا چکے ہین کہ شیر سے روح اور روح الروح (یعنے ذات الٰہی) دونو چیزین مراد ہوسکتی ہین۔ اور عقل ونفس اور تمام قوائے ظاہری و باطنی جسطرح روح کی مدد سے اپنا اپنا کام کرتے ہین اس سے زیادہ انہین امداد الٰہی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ روح خود محتاج الٰہی اور امر ربی ہے بس تو عقل ونفس نے جو اجسام کے جنگل مین معرفت کا شکار کیا ہے یہ فی الواقع انکا فعل نہ تہا بلکہ خدا کی تائید اور روح کی اعانت اس فعل کا حقیقی فاعل ہے چونکہ گرگ نفس اور روباہ عقل نے اپنے آپ کو ہی شکار کا فاعل سمجھکر شیر کے ساتہ برابر کی شرکت کا گمان پختہ کرلیا ہے۔ اسلیئے شیر انکو سزا دینی چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ تمہارے حواس ظاہری و باطنی اور تمام قوی میرے عطا کیے ہوے ہین۔ مطلب یہ کہ عقل ونفس کے قوت اللہ تعالے کے ارادہ اور تقدیر یا روح کی اعانت و امداد سے ظاہر ہوئی ہے اور اکتساب معرفت کی کوشش اور ریاضت ومجاہدہ کا شوق سب اسکی عطا اور احسان ہے عقل ونفس ان افعال کے حقیقی فاعل نہین ہین پہر ان چیزون کا خود فاعل بننا باعث قہر وہلاکت ہے کیونکہ اسمین شرک اور انانیت کی بو آتی ہے۔ بعض نسخون مین عقول کی جگہ وجود بمعنے ہستی ہے۔

	نقش با نقاش چہ سگالد دگر		چون سگالش اوش بخشید و نظر
ترجمہ	نفس کسب نقاش کا ہے ہمخیال		اسنے بخشا ہے اسے حسن وجمال

شرح یعنے نقش بہ نسبت نقاش یا مصنوع بہ نسبت صانع بجز اسکے کہ اسکا شکریہ ادا کرے اور کوئی دوسری بات بطور اعتراض سوچ ہی نہین سکتا کیونکہ نقش کو نقاش ہی نے قوت ادراک سگالش اور قوت نظر وفکر عنایت کی ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے محسن اور صانع کے ساتہ دعوے مساوات نکرنا چاہیئے۔ ورنہ اسکا قہر نازل ہوگا نظر بمعنے فکر ہے اور بعض نسخون مین نظر کے جگہ خبر ہے بمعنے عقل وہوش۔

	اینچنین ظن خسیسانہ بمن		مر شمارا بود ننگان زمن
ترجمہ	یہ کمینہ پن تمہارا مجہسے ہے		بدگمانی یہ خدارا مجہسے ہے

شرح شیر گرگ دوبارہ سے کہتا ہے کہ اے خسیسو۔ اے تمام زمانہ کے چلیو۔ کیا تمہین میری نسبت ایسا گمان کر بیٹہنا لایق تہا۔ جو سفلی کیا کرتے ہین یا جو سفلون کی جانب کیا جاتا ہے؟ بلکہ ہرگز نہ تہا۔ مطلب یہ کہ سفلی ننگ وجود ہون

مالا تفعلون کے مصداق ہوا کرتے ہین یعنے جس فعل کو خود نہین کر سکتے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اسکا فاعل ظاہر کر دیا کرتے ہین۔ اور اُس فعل مین شریک سمجھتے ہین جو سخت غلطی کی بات ہے۔

	ظانین باللہ ظن السوء را	گر نہ بُرم سر بود عین خطا	
ترجمہ	جو خدا سے بد گمان ہین سر بسر	یہ خطا ہے گر نہ کاٹون اُنکا سر	

شرح۔ اگر شیر سے روح مراد ہے تو یہ شعر مولانا کی زبان سے روح کا مقولہ ہے جو یہ کہتی ہے کہ اے گرگ وروباہ تم بدگمان ہو اور جو خدا سے بدگمانی رکھتے ہین یعنے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اُسکے فعل کا شریک جانتے ہین مین اگر اُنکا سر نہ کاٹ ڈالون یعنے نفس کو ہلاک نہ کر دون تو یہ میری خطا ہے کیونکہ نفس اتارہ کو جب تک ہلاک نہو عذاب سے رہائی نہین مل سکتی۔ اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد ہے تو لفظ اللہ سے شیر نے خود اپنی ذات مراد رکھی ہے۔ یعنے شیر یہ کہتا ہے کہ جو میرے ساتھ بدگمانی رکھتا ہے وہ گردن مارنے کے لایق ہے۔ یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے جو مشرکون اور منافقون کی شان مین وارد ہے وَیُعَذِّبَ اللّٰہُ المنافقینَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِینَ وَالْمُشْرِکَاتِ الظَّانِّینَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ۔ یعنے اللہ تعالےٰ اُن منافق اور مشرک مردو زن عورتون پر عذاب نازل کریگا جو خدا سے بدگمان ہین۔

	وا رہانم چرخ را از ننگتان	تا بماند در جہان این داستان	
ترجمہ	مار ڈالونگا تمھین اے جملہ عار	تا قیامت تا رہے یہ یادگار	

شرح شیر کہتا ہے کہ مین تمھارے ننگ وجود سے زمانے کو پاک کر دونگا یعنے تمھین مار ڈالونگا تاکہ یہ قصہ یادگار رہے کہ سفلون اور بدگمانون کو ایسی سزا ملا کرتی ہے۔ اِس سے آیندہ کیلیے اورون کو عبرت ہوگی

	شیر با این فکر مے زد خندہ فاش	از تبسم ہاے شیر ایمن مباش	
ترجمہ	شیر اپنے فکر مین تھا خندہ زن	اس سے ایمن تو نہو اے جان من	

شرح یعنے شیر اُنکے قتل کی تدبیر دل مین سوچ رہا تھا مگر اس سبب سے کہ راز فاش نہو جاے ظاہر مین ہنستا تھا۔ اے شخص شیر کے تبسم سے مطمئن نہو۔ وہ ہنستی ہنسی مین بھی مار ڈالتا ہے

	مال دنیا شد تبسم ہاے حق	کرد مارا مست و ہم مغرور و دق	
ترجمہ	مال دنیا کا تبسم حق کا ہے	اور ہمین مغرور کرتی ہے یہ شے	

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا ہے کہ بہت سے لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور ہین۔ اور اپنی بد افعالیون پر سخت متکبر اور مدعی انانیت ہین مگر اُنپر کسی قسم کا عذاب نازل نہین ہوتا بلکہ وہ اپنی دنیوی جاہ وثروت کو یہ سمجھتے ہین کہ خدا ہمسے خوش ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو کسیکو مال و دولت اور عیش ونشاط

دنیوی عطا کرتا ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ شیر ذات الٰہی ہم سے خوش ہے۔ بلکہ استدراج ہے اور یہ خندہ زہر خند ہے۔ مال دنیا کے شغل مین جب گستاخی غایت درجہ کو پہنچ جائے گی تو ضرور قہر الٰہی نازل ہوگا مطلب یہ کہ مال دنیوی گویا تبسم (استدراج) الٰہی ہے اُسنے ہمین اُسکی محبت مین مست اور اُسکی زینت پر مغرور کر رکھا ہے۔ اور ہم حصول دنیا سے نہایت خوش ہین جب یہ خوشی حد سے زیادہ بڑھ جائے گی تو شیر حق ضرور ہلاک کر ڈالے گا لفظ ق بالفتح بمعنے [illegible]س نفیس ہے جس سے یہان دنیوی زینت مراد ہے اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ شیر بمعنے روح اور ر[illegible] دونون طرح ہوسکتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین یہ آیت موجود ہے حتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً یعنی جب [illegible]ر رسولون کے منکر استدراج الٰہی کے باعث اپنے دنیوی مال و دولت پر مغرور ہوکر بہت خوش ہوے تو ہمنے ناگہان اُنکو [illegible] لیا یعنے اُنکو سخت عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کر دیا۔

	فقر و رنجوری بہشت ست اے سند	کان تبسم دام خود را بر کند
ترجمہ	فقر مین آتا ہے جنت کا مزا	دام اکھڑ جاتا ہے استدراج کا

[illegible] یعنے فقر اور سکنت بہشت اور باعث نجات ہے کیونکہ اسکے سبب وہ تبسم یعنے استدراج الٰہی اپنے دام [illegible] جو عاشقان دنیا کے لیئے بچھا رکھا ہے اُکھاڑ لیتا ہے اور دور کر دیتا ہے بعض نسخون مین بہشت ست کی [illegible]بشقت ہے یعنے بہشت برائے تو۔ اور سند بمعنے عالی رتبہ و سند طالبان راہ سلوک ہے اور یہ بطور تعظیم عام طالبین کو خطاب کیا گیا ہے۔ غرضیکہ فقر و عاجزی باعث رحمت خداوندی اور ہلاکت سے بچانیوالی صفت ہے

امتحان کردن شیر گرگ را و گفتن کہ پیش آ اے گرگ و صید ہا را قسمت کن در میان ما

ترجمہ بطور امتحان شیر کا بھیڑیے سے یہ کہنا کہ اے گرگ آگے آ۔ اور ان شکارون کو ہم مین تقسیم کر دے

شعر	گفت شیر اے گرگ این را بخش کن	معدلت را نو کن اے گرگ کہن
ترجمہ	شیر بولا بانٹ دے تو بے سخن	کر نیا انصاف اے گرگ کہن

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے گرگ تو جو پہلے یہ کہہ چکا ہے کہ تقسیم انصاف خسروانی کے مطابق ہونی چاہیئے تو مین تجھے حکم دیتا ہون کہ تو ہی انصاف سے ان شکارون کو تقسیم کر دے اور رسم عدالت کو تازہ کرکے دکھا دے۔

	نائب من باش در قسمت گری	تا پدید آید کہ تو چہ جوہری
ترجمہ	میرا نائب سبکے بانٹ اے نیکخو	تاکہ کھلجائے کہ ہے کیا چیز تو

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ کہن تو معاملہ تقسیم مین میرا نائب بنجا تاکہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تو جوہر نیک سے ہے یا جوہر بد۔ یعنے انصاف سے تقسیم کرتا ہے یا بے انصافی سے اور ایسے معاملات مین تو عقلمند ہے یا بے وقوف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ یعنے اے اُمّت محمّد

جنہوں نے تمہیں پہلی امتوں کے ہلاک کر دینے کے بعد زمین میں انکا جانشین کر دیا ہے اور اس سے یہ منظور ہے کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اس حکایت کا باطنی نتیجہ یہی ہے جسکو مولانا قدس سرہ العزیز مقصود از حکایت فضیلت آخر زمانیان کے عنوان میں آئندہ مصرح طور پر بیان کرینگے۔

گفت اے شہ گاو وحشی بخش تست	آن بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست
ترجمہ: بولا وہ یہ گاو وحشی ہے ترا	کیونکہ ہے تو بھی بڑا یہ بھی بڑا

شرح یہاں سے بھیڑیے نے تقسیم شروع کی ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے شیر یہ پہاڑی گائے آپکا حصہ ہے کیونکہ یہ موٹی تازی ہے۔ اور آپ بھی جسیم و قوی ہیں اسلیے حسب مناسبت جسمانی یہ گائے آپ ہی کو نوش فرمانی چاہیئے۔

بز مرا که بز میانه ست و وسط	روبها خرگوش بستان بے غلط
ترجمہ: در میانہ ہے یہ بز مجکو ملے	اور ہے خرگوش روبہ کے لیے

شرح بھیڑیا کہتا ہے کہ اے شیر گائے تو آپ کے حصہ میں آگئی بکرا مجھے ملنا چاہیئے کیونکہ بکرا درمیانہ اور متوسط شکار ہے علی ہذا القیاس میں بھی متوسط درجہ کا جانور ہوں۔ کیونکہ شیر سے چھوٹا ہوں۔ اور لومڑی سے بڑا اور اے لومڑی اپنے جسم اور حیثیت کے موافق خرگوش تو لے لے اس تقسیم میں بھیڑیے نے حصہ بقدر جثہ کا لحاظ رکھا ہے۔ اور روبہا میں الف ندا کا ہے۔ ان اشعار کے باطنی معنے یہ ہیں کہ بھیڑیا یعنے نفس یہ کہتا ہے کہ اے شیر ذات جمیع کائنات جو بہت بڑی چیز ہے صرف تیرا حصہ ہے یعنے تیرے صنعت خاص اور مملوک ہے یا اے شیر روح مخلوق تیرے سبب زندہ ہوئی ہے اور معاش و کسب میرا حصہ ہے یعنے میرے فعل اور ترکیب سے معاش پیدا ہوتی ہے اور فکر کر کے معاش کو دانائی کے طریقے سے حاصل کرنا عقل کا حصہ ہے گویا گرگ نے اپنے نزدیک بطریق انصاف تقسیم کی ہے مگر چونکہ اس تقسیم میں شیر کا شریک بنگیا تھا اسیلئے مقہور ہوا کیونکہ شیر ذات شرک و شریک و شرکت کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ اسی باعث شیر نے اس گستاخ بھیڑیے کو مار ڈالا

شیر گفت اے گرگ چون گفتی بگو	چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو
ترجمہ: شیر بولا کیا کہا یہ پھر تو کہہ	میرے آگے ما و تو؟ خاموش رہ

شرح شیر کہتا ہے کہ اے بھیڑیے اپنے تقسیم کو پہلا پھر تو بیان کر کیا تیرے یہ مجال ہے کہ میرے ہوتے اثنینیت کا دعوے کرے؟ ارے بیوقوف۔ جب میں ہوں تو تو کون ہے؟ اور تیری ہستی کیا ہے؟ کیا تیرے تمام فعل تیرے اختیار میں ہیں ہرگز نہیں بلکہ میرے جود و احسان کا نتیجہ ہیں۔ اے گرگ کہن تو نے بڑی غلطی کی۔ کہ معاش اور کسب کو اپنا اختیاری فعل بنایا۔ اور میرے ساتھ شرکت کا دعوے کیا اور اپنے وجود کو بھی ایک معتدبہ چیز سمجھا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ جسطرح تمام مخلوق میری ملک ہے اسیطرح کسب بھی میری مخلوق ہے کیونکہ کسب اس چیز کی

طلب کو کہتے ہین جو علم الٰہی مین ہے بلکہ علم الٰہی مین جسقدر چیزین موجود ہین انکا نام اعیان ثابتہ ہے وہ چیز بنی بر سعادت ہو یا مبنی بر شقاوت خیر ہو یا شر ہو ان سے طالب کو ہر شے حسب طلب ملتی رہتی ہے جب یہ بات ہے تو کسب بھی اسکی مخلوق ہے کیونکہ طلب اعیان ثابتہ کا ارادہ وہی دلمین ڈالتا ہے لیے گرگ تو نہین جانتا کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فی واحد منہما القیتہ فی النار ولا ابالی یعنے کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے جو شخص ان دو نو صفتون مین مجھسے جھگڑتا ہے یعنے میرا شریک ہونا چاہتا ہے مین اسے بے پروائی کے ساتھ دوزخ مین ڈالدیتا ہون۔ اس حدیث قدسی کے مضمون سے متکبرون اور اپنے افعال یا کسب معاش وغیرہ پر فخر کرنیوالونکو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ متکبرون کو بالتصریح دوزخ مین ڈالدینے کی وعید سنائی گئی ہے۔

گرگ خود چہ سگ بود کو خویش دید	پیش من چون شیر بے مثل و ندید
ترجمہ: گرگ کیا سگ ہے کہ ہو وین خویش بین	میرے آگے جسکا ثانی ہی نہین

شرح یعنے شیر جہلا کر بصیغہ غائب یہ کہتا ہے کہ بھیڑیا ایسا کہانکا کتّا ہے کہ اسقدر خود بین ہوگیا ہے ۹ مجھ جیسے بے مثل و بے نظیر شیر کے آگے اسکی خود بینی اور تکبر نہایت ذلیل حرکت ہے ۔

گفت پیش آ اے خرے کو خود ندید	پیشش آمد پنجہ زد اورا درید
ترجمہ: اور کہا اے پر غرور آگے تو آ	آگے آیا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا

شرح یعنے شیر نے یہ کہا کہ بھیڑیے ادھر آ۔ تو ایسا گدھا ہے جسنے اپنے نفس کو آپ خرید لیا ہے یعنے خود بین و متکبر ہے اور اپنے نفس کو قیمتی جانتا ہے چنانچہ اس جھڑکی سے بھیڑیا آگے آیا اور شیر نے پنجہ مار کر اسے پھاڑ ڈالا۔ خود را خریدن فارسی محاورہ ہے۔ بمعنے عجب و تکبر کرنا اور اپنے نفس کو قیمتی سمجھنا۔ مغرور ہو جانا۔

چون ندید اندر وی مغز و تدبیر رشید	در سیاست پوستش از سر کشید
ترجمہ: چونکہ وہ بے مغز و بے تدبیر تھا	کھال اسکی کھینچ لی اچھا کیا

شرح سیاست بمعنے قہر کرنا اور رعایا کو ہیبت دکھانی یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے چونکہ شیر نے بھیڑیے کو عقلمند اور نیک تدبیر نہ پایا اسلئے از روئے سیاست اسکی کھال کھینچ لی۔ یعنے۔ بھیڑیے کو جان سے مار ڈالا ۔

گفت چون دید منت از خود نبرد	اینچنین جان را بباید زار مرد
ترجمہ: اور کہا اک خود سر جاہل تھا تو	اسلیئے بس موت کے قابل تھا تو

شرح شیر بطور تنبیہ بھیڑیے کی لاش سے خطاب کرکے کہتا ہے کہ جبکہ میری دید یعنے حضوری نے تجھکو تیری خودی سے جدا نہ کیا یعنے تو نے میرے سامنے اگر تکبر نچھوڑا تو ایسے متکبر کی جان عذاب کے ساتھ نکل جانے اور ایسا خود پسند ذلت کے ساتھ مرنے کے قابل تھا۔

چون نبودی فانی اندر پیش من	فرض آمد مر ترا گردن زدن
ترجمہ: تو نہ تہا فانی جو میرے رُوبرو	اسلئے تہا قابل قتل اے عدو

شرح یعنے اے گرگ چونکہ از راہِ تکبر تونے اپنی ذات کو میرے سامنے فانی نسنجہا اسلئے گردن مار دینے کے قابل ٹہیرا مطلب یہ کہ جو شخص اپنی ہستی کو عشق الٰہی اور اتباع انبیا و اولیا مین فنا نہین کرتا یا ازروے تکبر احکام خدا و رسول پر عمل کرنے سے بے پروا ہے وہ مستحق عذاب ہے اور اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈال رہا ہے۔

گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل	گاہ گاہے میکنم در عدل فضل
ترجمہ: گرچہ غالب بذل مین ہوتا ہے فضل	گاہے گاہے عدل مین ہوتا ہے فضل

شرح یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین کہ عدل۔ اعمال و افعال کے مطابق اُنکی جزا و سزا کی برابری کو کہتے ہین یعنے عدل اُسکا نام ہے کہ جیسے جسکے اعمال ہون ویسی ہی اُسے جزا و سزا ملے۔ عدل دنیوی بادشاہون کے لیئے نیک صفت ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ اپنے بندون کے ساتہ عدل کرے تو لوگون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ کسیکو نجات مل سکے اسلیئے اُسکا فضل عدل پر غالب ہے۔ لیکن بعض اوقات عدل ہی مین اُسکا فضل مخفی ہوتا ہے یعنے شیر نے کہا کہ اگرچہ مین صرف کرنے مین فضل کو عدل پر غالب رکہتا ہون مگر کبہی کبہی عدل ہی مین فضل کردیتا ہون بعض نسخون مین از عدل ہے یعنے بعض موقع پر مین عدل ہی کے سبب فضل کرتا ہون۔ مثلاً سرکشون اور حد سے زیادہ بے ادبون کی تنبیہ بظاہر عدل ہے لیکن یہ عدل بمنزلۂ فضل ہے کہ خود سرکش زیادہ گناہون سے اور دیگر مخلوق اُنکے شر سے محفوظ رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کا فضل تو فضل ہے ہی اُسکا عدل بہی فضل سے کم نہین

کُلُّ شَیْئٍ ہَالِکٌ جز وجہ او	چون نہ در وجہ او ہستی مجو
ترجمہ: نیست ہے ہر چیز جب حق کے سوا	تو نہین فانی تو پہر ہستی ہے کیا

شرح وجہ بمعنے ذات ہے اور یہ شعر بطور نتیجہ حکایت مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے مخاطب ذات الٰہی کے سوا ہر چیز ہر زمانہ مین فانی ہے۔ اور جبکہ تو ذات الٰہی مین فانی نہین ہے بلکہ اپنی ہستی پر متکبر ہے تو حقیقی ہستی کو نڈہونڈ کیونکہ ہستی عشق الٰہی مین فنا ہونے کا نام ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جب فنا فی الذات نہین ہے تو اپنی ہستی کو نڈ ہونڈ کیونکہ تو اُس بہیڑیے کے مانند گردن کٹنے کے قابل ہے۔ جسطرح شیر نے اُسے مار ڈالا اسیطرح غیرت الٰہی تجہے ہلاک کردیگی

ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا	کُلُّ شَیْئٍ ہَالِکٌ۔ نبود جزا
ترجمہ: جو ہمارے ذات مین ہو گا فنا	نیستی ہرگز نہین اُسکی جزا

شرح یہ لسان قدرت سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ جو شخص ہماری ذات مین فنا اور ہمارے عشق مین نیست و نابود ہوگا۔ اُسکی جزا کُلُّ شَیْئٍ ہَالِکٌ نہین ہو سکتی۔ یعنے وہ ہلاک نہین ہوگا۔ کیونکہ ایسا شخص

مرنے سے پہلے مر کر حقیقی موت سے نجات پا چکا ہے نکتہ قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے ذات الٰہی کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے علمائے ظاہر نے لفظ ہالک (صیغۂ اسم فاعل) کو بمعنے استقبال اور علمائے باطن نے بمعنے استمرار (بلا قید زمانہ) لیا ہے۔

	زانکه در الاست او از لا گذشت		هر که در الاست او فانی نگشت	
ترجمہ	لا سے اب إلا مین ہے وہ بالیقین		اور جو إلا مین ہے فانی نہین	

شرح یعنے جو ذات الٰہی مین فنا ہے وہ اسلیئے ہلاک نہین ہو سکتا کہ ایسا شخص مقام الا مین ہے یعنے مرتبۂ الا وجہہ تک واصل ہو کر ہلاکت سے مستثنے ہو گیا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی یا مقام ہلاکت سے گذر گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لا کے بعد بجز الا کے اور کچھ نہین ہے چونکہ ذات الٰہی نقصان فنا سے بالکل منزہ ہے اسلیئے واصل ذات بقائے دائمی حاصل کرتا ہے۔

	هر که بر در او من و ما می زند		رد باب است او و بر لا می تند	
ترجمہ	اور ہے جسمین من و ما اے عزیز		راندۂ درگاہ ہے وہ بد تمیز	

شرح یعنے جو شخص دروازہ الٰہی پر من و ما کا دم مارتا ہے (تکبر اور خود بینی کرتا ہے) وہ اس دروازہ سے رد کر دیا جاتا ہے یعنے مردود اور راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی ہی پر تنتا ہے اور اپنی موہوم ہستی پر تکبر کرتا ہے اکڑتا ہے اُسے مقام وصال نصیب نہین ہوتا یعنے نتیجہ حکایت یہ ہے کہ سالک وجود ذات کے سامنے اپنے وجود کو بالکل فانی خیال کرے ورنہ شرک فی الطریقت کے باعث عذاب خداوندی اور قہر الٰہی نازل ہو جائے گا اور وہ اس قہر مین مبتلا ہو کر جلد ہلاک ہو گا۔

	قصۂ آن یارے که در یارے بکوفت	
ترجمہ	ایک دوست کا قصہ جسنے دوسرے دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔	

شرح اس قصہ کو گرگ و شیر کے داستان سے یہ مناسبت ہے کہ پہلے مولانا فرما چکے ہین کہ جو شخص اپنی ہستی کو چھوڑ کر فنا فی اللہ نہین ہوتا۔ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور صاحب مقام فنا ہمیشہ زندہ رہتا ہے اس دو یارون کے قصہ مین انہی مضمون کی تصریح کیگئی ہے جو خود مفصل معلوم ہو جائیگا۔

	آن یکے آمد در یارے بزد		گفت یارش کیستی اے معتمد	
ترجمہ	کھٹکھٹا دی یار نے زنجیر یار		یار بولا کون ہے اے باوقار	

شرح یعنے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ یا اندر داخل ہونے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا یا اپنے دوست کو باہر بلانے کے لیے زنجیر ہلائی۔ اور صاحب مکان نے گھر مین بیٹھے

سنتے ہی آواز بلند یہ کہا کہ اے عزیز تو کون ہے؟

	گفت من گفتش برو ہنگام نیست		بر چنین خوانے مقام خام نیست
ترجمہ	بولا وہ میں ہوں کہا اُس نے کہ چل		تیرے قابل کب ہے یہ جا ہٹ نکل

شرح یعنے جب صاحب مکان نے کنڈی کھٹکھٹانے والے سے یہ پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے تو اُسنے حسب عادت یہ جواب دیا کہ حضرت میں ہوں یہ سنکر صاحب مکان نے کہا کہ اے شخص چلا جا - ابھی اس مکان میں تیرے آنے کا وقت نہیں ہوا - کیونکہ ایسے خوان (نعمت قربت) پر خام کاروں کو جگہ نہیں ملتی - خام سے مراد وہ شخص ہے جو حقیقی عشق کی آگ میں جلکر اور اپنی میں (انانیت) کو چھوڑ کر محبت میں گداز اور پختہ ہوا ہو بعض نسخوں میں بر چنین خوانے کی جگہ در چنین بزمے ہے جس سے وہی مقام قرب مراد ہے اور مضمون شعر سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ صاحب مکان کوئی عارف کامل شخص تھا فائدہ اسی مضمون کے قریب قریب ایک حدیث صحاح میں موجود ہے - یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعنے ایکبار رسول خدا کے مبارک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا فقال من ذا یعنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ یہ دروازہ پر کون ہے فقلت انا جابر کہتے ہیں یعنے جواب دیا کہ میں ہوں - فقال انا انا - یعنے یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبار میں ہوں میں ہوں - فرمایا اس تکرار کے دو معنے ہیں اول یہ کہ اے شخص تیرے لفظ انا (میں ہوں) کہنے سے یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی کہ تو تخصیص کے ساتھ معین طور پر کون ہے - ایسے جب تک ہم تجھے پہچان نہ لیں دروازہ نہیں کھول سکتے - کیونکہ ہر متکلم اپنے آپ کو میں ہوں کہہ سکتا ہے دوسرے یہ کہ انا انا بطریق استفہام انکاری ہے یعنے اے شخص تو - اور انا انا یعنے انانیت کا مدعی؟ ایسا ہرگز نہ چاہیئے - بہر حال اس حدیث سے یہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جابر کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ انا کو برا خیال فرمایا - پھر جب اس لفظ کو مخلوق پسند نہیں کرتی تو یقیناً جان لینا چاہیئے کہ خالق بھی پسند نہیں کرتا -

	خام را جز آتش ہجر و فراق		کہ پزد کہ وا رہاند از نفاق
ترجمہ	چاہیے ہر خام کو سوز فراق		پختگی تا دور کر دے سب نفاق

شرح یعنے خام آدمی کو یہ چاہیئے کہ اول عاشق الٰہی ہو - اور پھر ہجر و فراق اور اشتیاق کے آگ میں جلے بیت نہیں وصال نصیب ہوگا - اور یہ آتش ہجر اُسکو نفاق ظاہر انانیت سے بچالیگی - یہ محض نفاق ہے کہ آدمی اپنے آپ کو قطعی فانی جانکر پھر دعوے انانیت کرے یا ظاہر میں پردہ دنیت سے شاہد حقیقی اور سچے یار سے طالب حق ہو دروازہ سے باب وصل و قرب اور صفت سے ریاضت و مجاہدہ اور نشر سے شعلۂ محبت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ شاہد حقیقی کا قرب اشتیاق حاصل ہو سکتا ہے کہ پہلے سالک ریاضت کی آگ میں جل چکا ہو -

	چون توئی تو ہنوز از تو نرفت	سوختن باید ترا از نار تفت
ترجمہ	چونکہ تجھمین ہے انانیت ابھی	چاہیئے جلنا تجھے اے [illegible]

شرح توئی یعنے تخصیص وتعین خاص وخودی وانانیت ہے یعنے صاحب مکان نے یہ کہا کہ اے شخص چونکہ ابتک تیری انانیت اور خودی تجھہ مین سے نہین گئی اسلیئے تجھے ہجر کی تیز آگ مین جلنا چاہیئے جب فراق کی آگ جلا کر پختہ کردیگی تب تو اس گہر (مقام قرب) مین داخل ہونے کے قابل ہوگا۔

	رفت آن مسکین و سالے در سفر	در فراق دوست سوزید از شرر
ترجمہ	چلدیا۔ اک سال تک تپتا رہا	سوز ہجر یار سے جلتا رہا

شرح یعنے دروازہ کہٹکہٹانے والا صاحب مکان کے جہڑک دینے کے باعث اُسکی ملاقات سے محروم و مایوس ہوکر چلا گیا۔ اور ایک سال تک سفر مین رہکر اپنے دوست کے فراق مین ہجر کی آگ سے جلتا رہا۔ اور اس آگ نے اُسے پختہ کردیا۔ باطنی مضمون کو ظاہری پر قیاس کر لیجئے۔

	پختہ گشت آن سوختہ پس باز گشت	باز گرد خانۂ انباز گشت
ترجمہ	ہوگیا جب پختہ پہر آیا وہین	یعنے گرد خانۂ یار مکین

شرح یعنے وہ محروم الوصال سال بہر کے بعد پختہ ہوکر پہر اُسی دوست کے گہر پہنچا۔ اور پہر دروازہ جا کہٹکہٹایا انباز یعنے شریک سے مراد وہی دوست ہے جسنے پہلے دروازہ نہین کہولا تہا۔

	حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب	تا بنجہد بے ادب لفظے زلب
ترجمہ	ڈرتے ڈرتے در پہ دستک اُسنے دی	تا نہ نکلے منہ سے کچھہ اچہی بُری

شرح یعنے سال بہر کے بعد واپس آکر اس بیچارہ نے نہایت خوف و ادب کے ساتہ اُس قدیم دوست کے دروازہ کی زنجیر کہٹکہٹائی اور یہ ادب اسلیئے تہا کہ کہین زبان سے خلاف ادب کوئی لفظ نہ نکل جائے۔

	بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن	گفت بر در ہم توئی اے دلستان
ترجمہ	یار بولا۔ کون ہے اے مہربان	یہ کہا اُسنے توئی ہے میری جان

شرح یعنے زنجیر کا کہٹکا سنکر صاحب مکان نے گہر مین سے آواز دی کہ دروازہ پہ کون ہے اُس آنیوالے یار نے جو پہلے مین ہون کہنے کے باعث محروم ہوکر چلا گیا تہا۔ اس مرتبہ یہہ جواب دیا۔ کہ اے دوست جسطرح گہر مین تو ہے اسیطرح دروازہ پہ بہی تو ہی ہے۔ مین نہین ہون۔ مطلب یہ کہ مینے اپنے وجود کو تیری ذات مین فنا کرکے دوئی کو چہوڑ دیا ہے اب یہ حال ہے کہ ع نظر آتے ہو زمانے مین تمہین تم مجکو۔ مطلب یہ کہ اب دوئی کا نقشہ مٹگیا ہے اور ہر طرف وحدت ہی وحدت کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

گفت اکنون چون منی اے من درآ	نیست گنجائی دو من در یک سرا
ترجمہ: بولا وہ اب اندر آ اے نیک خو	اک مکان میں کب سما سکتے ہیں دو

شرح لفظ منی بمعنے من ہستی ہیں یائے خطاب ہے یعنے فانی من ہستی اور علے ہذا القیاس اے من یعنے اے فانی من ہے اور گنجائی بمعنے گنجایش ہے یعنے صاحب مکان نے آنیوالے سے بر در ہم توئی سنکر یہ کہا کہ اے شخص اب تو میری ذات میں فنا ہو گیا ہے اے مجھ میں فنا ہو جانے والے۔ میں تیرے لیئے دروازہ کھولتا ہوں۔ اندر آجا۔ یعنے مقام قرب میں داخل ہو اسوقت تو ہمارا القرب حاصل کر سکتا ہے کیونکہ خانۂ وحدت میں دو مدعیان من کی گنجایش نہیں ہے یعنے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے ہوتے تو بھی انانیت کا دعوے کرسکے اس سے پہلے تو مدعی انانیت تہا اسلیئے ہمنے اندر آنے کی اجازت نہیں دی تہی۔

چون یکے باشد ہمہ نبود دوئی	ہم منی برخیزد آنجا ہم توئی
ترجمہ: ہو گئے جب ایک پھر کیسی دوئی	ہو گئی معدوم مائی و توئی

شرح اگر لفظ یکے کو بیائے معروف مصدری (یعنے ایک ہونا) لیا جائے تو برعایت لفظ دوئی نہایت مناسب ہے اور اگر یکے بیائے مجہول (بمعنے ایک) ہے تو بھی معنے درست ہیں۔ یعنے جبکہ یکتائی ہو گئی یا صرف ایک ہی ایک رہگیا تو دوئی جاتی رہی اور من و تو کی تمیز بالکل رفع ہو گئی۔ اور وحدت حقیقی جلوہ گر ہونے لگی اس قصہ کے باطنی نتیجہ کو ہم اشارتاً پہلے بیان کر چکے ہیں یعنے جو شخص انانیت اور خودی کا مدعی ہوتا ہے وہ بارگاہ الٰہی سے مردود کیا جاتا ہے اور جو فنافی اللہ ہو جاتا ہے وہ مقام قرب خاص میں داخل ہو جاتا ہے

نیست سوزن را سر رشتہ دوتا	چونکہ یکتائی درین سوزن درآ
ترجمہ: ایک سوزن اور دو تاگے یہ کیا	تو ہے گر یکتا تو اس سوزن میں آ

شرح یعنے سوئی کے بیچ تاگے کے دو سرے نہیں ہوتے کیونکہ اسکا روزن ایک ہے اگر تاگے کے دو سرے ہونگے تو داخل روزن نہو سکینگے ہاں جب دونو سرے بٹنے سے ایک ہو جائینگے۔ تو داخل ہونا ممکن ہے یہی حال سالک کا ہے جبتک مجاہدہ اور ریاضت سے اپنے وجود فانی کو فنا کر کے مرتبۂ بقا حاصل نہ کریگا سِرِّ وحدت ہاتھہ نہ آئیگا دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تو یکتا یعنے فنافی الذات ہے تو اس سوئی (مقام وحدت) میں داخل ہو جا اسوقت کوئی شئے مانع وصول مرتبۂ وحدت نہو گی۔ سوئی تاگے کی مثال مضمون گزشتہ کی تمثیل ہے بطور تفہیم

رشتہ را با سوزن آمد ارتباط	نیست در خور با جمل سم الخیاط
ترجمہ: گو ہے رشتہ کو سوئی سے ارتباط	ہے شتر کب لائق سم الخیاط

شرح یعنے تاگے کو سوئی سے علاقہ ضرور ہے لیکن سوئی کا چھید اس قابل نہین ہوتا ہے کہ اُسمین اونٹ داخل ہوسکے اسیطرح طالب کو ذات واحد سے کچھ علاقہ تو ہے لیکن یہ اپنے وجود کثیف کے باعث جو مانند جمل ہے داخل سوزن نہین ہوسکتا جمل یعنے اونٹ کنایہ وجود کثیف اور سمّ الخیاط رسوئی کا ناکا کنایہ ذات مطلق ہے قرآن مجید مین ہے انّ الّذین کذّبوا بآیٰتنا تا حتّیٰ یلج الجمل فی سمّ الخیاط۔ یعنے جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور اُنسے تکبر کیا اُنکے لیئے آسمان کے دروازے نہ کہولے جاینگے یعنے اُنکی روح کو عروج معنوی حاصل نہوگا۔ اور اُنکا جنت مین داخل ہونا ایسا محال ہے جیسا کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ کا داخل ہونا۔

	کے شود باریک ہستی جمل	جز بمقراض ریاضات و عمل
ترجمہ	کب ہوی باریک ہستی جمل	بغیر مقراض ریاضات و عمل

شرح یعنے تیرے وجود کثیف کا اونٹ باریک یعنے لطیف ہوکر سوزن وحدت مین داخل ہونے کے لائق ہرگز نہین ہوسکتا جب تک تو ریاضت اور مجاہدہ اور اعمال نیک کی قینچی سے کتر کتر کے اُسے باریک یعنے معدوم نہ کردے یعنے خدا کی راہ مین تکلیفین نہ اُٹھائے کیونکہ مرتبۂ وحدت اُنہین کو حاصل ہوتا ہے جو فنائی الذات ہوجاتے ہین اور لذات جسمانی کو ترک کرکے جسم کو فنا کر دیتے ہین۔

	دست حق باید مر آن را اے فلان	کو بود بر ہر محالے کن فکان
ترجمہ	دست حق مین ہے یہ قدرت جہان	کیونکہ ہے فرمان اُسکا کن فکان

شرح پہلے شعر مین مولانا قدس سرہ نے گویا آیت یلج الجمل فی سمّ الخیاط کے باطنی معنے بیان فرما کر اسطرف اشارہ کیا تہا کہ جمل ہستی روجود کثیف کا اونٹ بلا ریاضت۔ و مجاہدہ داخل ذات نہین ہوسکتا۔ مگر اب ظاہری تحقیق کی رو سے یہ فرماتے ہین کہ دست قدرت الٰہی اونٹ کو باوجود اسقدر جسیم ہونے کے سوئی مین داخل کرسکتا ہے کیونکہ وہ بیشک ایسی اشیا کے پیدا کرنے پر قادر ہے جو عقل کے نزدیک محال ہون۔ محالات کو موجود کرنے کے لیئے دست قدرت چاہیئے جو جمیع محالات کے ایجاد پر قادر ہے اور اُنکو امر کن سے پیدا کرسکتا ہے کن فکان یعنے قادر و مصداق کن فکان ہے اور آنرا کی ضمیر مضمون شعر سابق یعنے سوئی کے ناکے مین اونٹ کے داخل ہونے کی طرف ہے۔ باطنی طور پر اس شعر کے دوسرے یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ صاحبان وجود کثیف کے لیئے دست قدرت الٰہی چاہیئے جو اُنکو فنائی الذات کرسکتا ہے۔ اگرچہ یہ امر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کا دست قدرت ہر محال شئے پر قادر اور کل محالات کا موجد ہے انّما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون۔ یعنے خدا کا حکم ایسا زبردست ہے کہ جب وہ کسی شئے کی ایجاد کا ارادہ کرتا ہے تو صرف لفظ کن فرما دیتا ہے وہ شئے فی الفور عالم وجود مین آجاتی ہے اور اُسیوقت خدا کے حکم سے موجود ہوجاتی ہے۔

ہر محال از دست او ممکن شود　　ہر حرون از بیم او ساکن شود

ترجمہ: اُس سے ہو جاتا ہے ممکن ہر محال　　دب کے بیٹھے جائیں نہ سرکش کیا مجال

شرح یعنے خدا کا ہاتھ (قدرت الٰہی) ہر محال کو ممکن کر دیتا ہے اور ہر سرکش جانور اُسکے حکم اور خوف جبروت سے دبیا اور مطیع انسان ہے یا یہ معنے ہین کہ نفس سرکش یعنے امارہ اسکے خوف اور حکم سے ملہمہ اور مطمئنہ اور مطیع اولیا ہوتا جاتا ہے۔ حرون سرکش جانور کو کہتے ہین جو بمشکل قابو مین آئے۔ اس صورت مین مصرع دیگر اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ یعنے ہمنے جانوروں کو آدمیونکا تابع فرمان بنا دیا ہے بعض جانور اُنکی سواریان ہین اور بعض اُنکے کہانے کے کام آتے ہین۔

اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز　　لرزہ گردد از فسون آن عزیز

ترجمہ: کوڑھی اندھا کیا ہے مردہ ہو اگر　　جی اُٹھے گا ایک کُن سے سربسر

شرح اکمہ عربی مین مادر زاد اندھے اور ابرص کوڑھی کو کہتے ہین۔ لرزہ سے حرکت اور فسون بمعنے دم یا سخن سے کلمہ کن مراد ہے اور عزیز ننانوین ناموں مین سے اللہ تعالے کا اسم صفت ہے مطلب یہ کہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کا اچھا ہونا کیا چیز ہے اُس قادر عزیز اللہ تعالے کے حکم سے مُردہ بھی حرکت کرنے لگتا ہے اور اُسمین جان پڑ جاتی ہے۔ دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ آن عزیز سے حضرت عیسے اور فسون سے انفاس رحمانی و الہام ربانی یعنے دم عیسوی مراد ہو۔ یعنے حضرت عیسے جو مُردہ کو زندہ کرتے تھے یہ اُنکی ذاتی طاقت نہ تھی بلکہ خدا ہی کے حکم سے ایسا ہوتا تھا۔

آن عدم کز مُردہ مردہ تر بود　　در کف ایجاد او مضطر بود

ترجمہ: اور مردہ سے بھی مُردہ ہے عدم　　تابع فرمان حق ہے دمبدم

شرح اس شعر مین مضمون گزشتہ کو پہلے شعر سے ترقی دیگئی ہے یعنے پہلے یہ کہا گیا تہا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا مُردہ کو زندہ کرنے کی بہ نسبت سہل ہے اور اب یہ فرماتے ہین کہ مردہ کو زندہ کرنا بھی بہ نسبت اس بات کے سہل ہے کہ عدم جو مُردہ سے زیادہ مردہ ہے اُسکی دست ایجاد کا مسخر اور اُسکا حکم بجالانے پر مجبور ہے مردہ کا قالب صحیح و سالم موجود ہوتا ہے فقط اُسمین روح نہین ہوتی مگر روح کا گھر بنا ہوا ہے پھر اُسمین روح کا داخل کر دینا اس بات کے مقابلہ مین آسان ہے کہ عدم کو جسکے وجود کا اثر مطلق نہین ہے

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بخوان　　مرورا بے کار و بے فعلے مدان

ترجمہ: ہے وہ ہر لحظہ نئی اک شان مین　　وہ نہین بیکار پڑھ قرآن مین

شرح یعنے اے شخص سورۂ رحمان مین اس آیت کو پڑھ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنے اللہ تعالے ہر دن ایک نئی

شان مین ہے یعنے جو باتین وہ ازل مین مقرر کر چکا ہے مثلاً زندہ کرنا۔ مارڈالنا۔ عزت دینی۔ ذلت دینی۔ نیکی بدی وغیرہ ان تمام باتون کو اُنکے مقررہ وقتون پر اپنے حکم سے ظاہر کرتا رہتا ہے اسکا مطلب تو اُس فعّالٌ لِمَا یُرِید کو بے کار و بے شغل یعنے نعوذ باللہ معطل سمجھے۔ زمانہ مین جو کچھ ہورہا ہے یہ سب اُسیکے حکم کا اثر ہے۔ وہ ڈرنیوالون کو نجات طاعت کرنے والون کو قوت عبادت۔ مومنون کو پناہ محبون کو مرتبہ وصول مشتاقون کو اُلفت عاشقون کو وصال عارفون کو مشاہدہ توحید پر بیٹھانے والون کو مقام فنافی الذات دنیا پرستون کو غفلت غافلون کو خواہشات دنیوی مین لذت نیک کارون کو اُنکی اُجرت مرحمت فرماتا رہتا ہے مطلب یہ کہ اُسکی تجلیون اور اُسکی شان کی کچھ انتہا نہین ہے۔ بلکہ وہ ہر روز اور ہر لحظہ نئی شان مین ہے۔

	کمترین کارش بہر روز آن بود	کو سہ لشکر را روانہ مے کند
ترجمہ	اُسکا کمتر کام ہے یہ روز کا	تین لشکر بھیجتا ہے خدا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے لطیف اور قابل غور افعال تو ہماری سمجھ سے باہر ہین لیکن ادنے درجہ کی موٹی سی بات یہ ہے کہ وہ ہر روز تین طرح کے لشکر روانہ کرتا رہتا ہے ان لشکرون کی شرح آیندہ شعرون مین ہے۔

	لشکرے ز اصلاب سوے اُمہات	بہر آن تا در رحم روید نبات
ترجمہ	ایک لشکر پشت سے سوے شکم	تاکہ بچون کا محافظ ہو رحم

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے ہر روز ایک لشکر کو باپون کی پشت سے ماؤن کے رحم کی طرف اسلیئے بھیجتا ہے کہ پیٹ مین نبات اُگے۔ یعنے اولاد کی روئیدگی ہو بچون کے پیدا ہونے کی اُمیدین بندہی ہین۔

	لشکرے ز ارحام سوے خاکدان	تا ز نر و مادہ پُر گردد جہان
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے سوے خاکدان	تا نر و مادہ سے پُر ہو یہ جہان

شرح یعنے اللہ تعالےٰ اپنے دوسرے لشکر کو ماؤن کے پیٹ سے نکالکر خاکدان زمین یا دنیا مین اسلیئے بھیجتا ہے کہ نر و مادہ سے جہان پُر ہوجاے اور دنیا کا سلسلہ قیامت تک اسیطرح قایم رہے جسطرح اسوقت قایم ہے

	لشکرے از خاکدان سوے اجل	تا ببیند ہر کسے حسن عمل
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے پھر سوے اجل	دیکھ لے تا ہر بشر حسن عمل

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے تیسرے لشکر کو دنیا سے نکالکر اسلیئے موت کی طرف بھیجتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے نیک و بد عمل کا نتیجہ دیکھ لے۔ یہ تینون لشکر روانہ ہوتے رہتے ہین اور اسلیئے اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی شان نظر آتی ہے

	باز بیشک پیش از انہا مے رسد	آنچہ از حق پیش جانہا مے رسد
ترجمہ	اسنے پہلے جا پہنچتا ہے ضرور	حق کی جانب سے سوے ہر جان شعور

	وانچہ از جانہا بدلہا مے رسد		وانچہ از دلہا بہ گلہا مے رسد	
ترجمہ	جان سے ہے جو روان دل کی طرف		اور جو دل سے ہے روان گل کی طرف	

شرح یہ دو شعر جو بطور قطعہ بند ہین اکثر مثنویون مین نہین پائے جاتے اسیلئے بعض نے ملحقات مین سے کہا ہے مگر انکا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب جب تو یہ جان چکا ہے کہ اللہ تعالے کے یہ تین لشکر ہر روز بلکہ ہر دم اپنے اپنے منزل کے طرف روانہ ہوتے رہتے ہین تو یہ بہی جان لے کہ جو کچھ اللہ تعالے کی طرف سے جان کی طرف اور جان کی طرف سے دل کی طرف اور دل کی طرف سے بدن کی طرف پہنچتا ہے یہ اُن لشکرون سے پہلے چلتا ہے اور گویا اُنکا مقدمہ ہے۔ پہلا مصرع خبر مقدم ہے اور اسکے بعد کے تینون مصرعے مبتدائے مؤخر از انہا کا اشارہ لشکرون کی طرف ہے اور آنچہ سے مراد محبت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان لشکرون سے پہلے عورت کی محبت اللہ تعالے کیطرف سے آتی ہے کیونکہ ہم یہ پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ محبت زن محبت حق کا عکس ہے پہر یہ محبت روح سے دل کی طرف جاتی ہے اور دل مین حرکت جماع پیدا ہوتی ہے پہر دل کی محبت اور حرکت کا اثر بدن پر پڑتا ہے چنانچہ اطبا نے تشریح کی ہے کہ حرکت جماع دل سے پیدا ہوکر مرد و زن کے تمام اعضا مین سرایت کرتی ہے۔ اور ایک ایک عضو اسکے لیے بیقرار ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ مرد و عورت اور تمام نر و مادہ جماع کے مشتاق ہین۔ اگر یہ محبت خدا داد نہو تو دل مین اثر نہو اور جماع ہرگز وقوع مین نہ آسکے یہ بہی اُسکی ایک شان ہے کہ ان لشکرون کے پیدا کرنے کے لیئے مرد و زن کو باہم محبت عطا فرما رکہی ہے **فائدہ** گویا مولانا نے یہان ایک نیا مسئلہ بیان فرمایا ہے یعنے ان لشکرون کا بادشاہ تو اللہ تعالے ہی ہے مگر ایک چیز سر لشکر بہی ہے جسکو محبت کہتے ہین۔ اور جسکے باعث بعد اختلاط نر و مادہ یہ لشکر پیدا ہوتے ہین۔

	ہست لشکرہائے حق بے حد و مر		از پے این گفت ذکرے للبشر	
ترجمہ	ہین یہ اُس خالق کے لشکر بیشمار		اسیلئے آیا ہے ذکرے للبشر	

شرح - مر بمعنے عدد پنجاہ ہے اہل زبان جب کسی چیز کو پچاس تک گنتے ہین تو کہا کرتے ہین کہ یہ ایک مر ہوا علے ہذا القیاس سو کو دو مر بولتے ہین عربی مین مر بمعنے ریسمان و رفتن ہے لیکن یہان یہ لفظ فارسی ہے بمعنے مطلق عدد مطلب یہ کہ اسیطرح خدا کے لشکر بیحد بیشمار ہین اور اسیلئے اللہ تعالے سورۂ مدثر مین فرماتا ہے کہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ وَمَا ھِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یعنے خدا کے لشکرون کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہین جانتا اور یہ سورۂ مدثر جسمین دوزخ کے فرشتون کی تعداد انیس بیان کی گئی ہے۔ آدمیون کے لیئے نصیحت ہے اس سے کوئی عدد معین مراد نہین ہے یعنے یہ مطلب نہین کہ دوزخ کے فرشتے صرف انیس ہی ہین بلکہ اس سے مراد کثرت ہے کیونکہ خدا کے لشکرون کی کوئی انتہا اور تعداد نہین ہے۔

خواندن آن یار خود را پس از تربیت یافتن

ترجمہ: اُس صاحب مکان دوست کا اپنے دوست کو تربیت کے بعد گھر میں بلا لینا

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من — نے مخالف چون گل و خار چمن

ترجمہ: یار بولا اندر آ اے جا من — ہم نہین مثل گل و خار چمن

شرح لفظ جملہ من بمعنے سراسر فانی ذات من ہے یعنے جب اُس یار نے سفر سے واپس آکر صاحب مکان کا دروازہ کھٹکھٹاتے وقت بردر ہم تو ئی کہا تو صاحبِ مکان نے یہ جواب دیا کہ اے سراسر میری ذات مین فنا ہو جانے والے اندر آجا اب مجھہ مین تجھہ مین باہم ایسی مغایرت و مخالفت یا دوئی نہین رہی جیسی کہ خار و گل مین ہوا کرتی ہے بلکہ باغ معنی مین وحدت کا پھول کھل گیا ہے اور دوئی کا کانٹا بالکل نکل گیا ہے۔ یعنے اے شخص گو باعتبار تشخص و تعین تو مجھسے الگ ہے اور مین تجھسے جدا ہون لیکن باعتبار معنے مرتبۂ وحدت نے تجھے اور مجھے من تو شدم تو من شدی کا مصداق بنا دیا ہے مطلب یہ کہ وجود فانی کے چھوڑ دینے والے کو اللہ تعالے نے مرتبۂ وصال حقیقی عنایت فرما دیا۔ اور طالب و مطلوب مین جو دوئی کا پردہ حائل تہا بالکل اُٹھہ گیا۔

رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنون — گر دو تا بینی حروف کاف و نون

ترجمہ: ایک رشتہ ہو گیا ہے نیک خو — گرچہ ہین ظاہر مین کاف و نون دو

شرح غلط بمعنے خطا کردن در سخن۔ و بمعنے غلط کنندہ و غلط کردہ اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے اے طالب حق اب رشتہ دوئی ایک ہو گیا ہے اور تو نے جو دعوے انانیت کے باعث خطا کی تہی وہ گم ہو گئی ہے مٹ گئی ہے یا کم ہو گئی یعنے بالکل معدوم ہو گئی ہے کیونکہ اہل زبان لفظ کم کو بمعنے لاشے ہی لیتے ہین۔ دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے یعنے اے طالب اب ہم مین مرتبۂ عین وحدت ظاہر ہو گیا ہے اگرچہ باعتبار تعین و تشخص مغایرت باقی ہے جو وحدت کو نقصان نہین پہنچا سکتی۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ حروف کاف و نون یعنے کلمۂ کن۔ اگرچہ یہ حرف باعتبار صورت ظاہر دو ہین۔ مگر باعتبار معنے ایک چیز ہے کیونکہ انکا اثر یعنے معدوم کو موجود کر دینا ایک شے ہے۔

کاف و نون ہمچون کمند آمد جذوب — تا کشاند مر عدم را در خطوب

ترجمہ: کھینچتے ہین کاف و نون مثل کمند — جملہ معدومات کو اے ہوشمند

شرح جذوب صیغۂ مبالغہ ہے یعنے کھینچنے والا۔ اور خطوب جمع خطب ہے بمعنے کارہائے بزرگ و شانہائے عظیم۔ یعنے کلمۂ کن نے عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان انسان و حیوان نباتات و جمادات۔ ارواح و عقول و نفوس اور جن و پری وغیرہم کو عدم سے کھینچکر بہت سے بڑے بڑے کامون مین لگا دیا ہے اور تمام معدومات کو موجود کر دیا ہے بس تو ایجاد کا اثر کاف و نون دونون کے مجموعہ مین ہے اور یہ دو حرف باعتبار صورت در

ہوا کرین مگر باعتبار اثر معنوی ایک ہین۔

پس دو تا باشد کمند اندر صور
گرچہ یکتا باشد آن دو در اثر

ترجمہ: گو دو تا ہوتی ہے ظاہر مین کمند ۔ پر اثر مین ایک ہے اے ہوشمند

شرح: یعنے کمند بطور ظاہر مضبوط ہونے کے لیئے دو تہ ہوا کرتی ہے اگرچہ اُن دونون تہون کا اثر اور فعل (کسی چیز کو کہینچ لینا) ایک ہی ہے اسیطرح کمند کاف و نون یعنے کلمہ کن کا اثر ایک ہے اگرچہ حرف دو ہین یہ شعر سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم یعنے زیادہ وضاحت کے لیئے امثال دیگر مضمون گزشتہ کو سمجہایا گیا ہے۔

گر دو پا گر چار پا رہ را برد
ہمچو مقراض دو پا یکتا برد

ترجمہ: راہ روکے دو ہون یا ہون چار پانو ۔ ایک قینچی کی طرح ہے یار پانو

شرح: یہ شعر اسی مضمون کی دوسری تمثیل ہے پہلے مصرع مین برد بفتح البا بردن سے اور دوسرے مین بضم الباء بُریدن سے مشتق ہے یعنے اگرچہ کسیکے دو پانو اور کسی کے چار پانو رستہ چلتے ہین مگر چونکہ پانو کا فعل (رستہ چلنا) ایک شے ہے اسیلئے پانو باعتبار ظاہر دو ہون یا چار لیکن باعتبار معنی گویا ایک شے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے قینچی اگرچہ اُسکے دو پہل ہوتے ہین مگر چونکہ دونوکا فعل اور اثر (قطع کرنا) ایک ہے اسیلئے باعتبار معنی دونو پہل گویا ایک شے ہین بعض نسخون مین دو تا یکتا برد ہے اور بعض قلمی نسخون مین دونو مصرعون مین برد بضم الباء ہے اور پہلے مصرع مین راہ بریدن یعنے قطع کردن راہ ہے اور ماحصل تمام نسخون کا ایک ہے۔ نتیجہ تمثیلات یہ ہے کہ فانی فی اللہ مین اگرچہ باعتبار ظاہر مغائرت ہوتی ہے مگر باعتبار معنے وہ عین وحدت کا مظہر ہوجاتا ہے۔

آن دو انبازان گازر را ببین
ہست در ظاہر خلافے زان و زین

ترجمہ: ملکے دو دہوبی جو کپڑے دہوتے ہین ۔ حسب ظاہر وہ مخالف ہوتے ہین

شرح: اسی مضمون کی تیسری مثال چار شعر کے ایک قطعہ مین بیان کی گئی ہے۔ اور انبازان گازر مین اضافت صفت کی موصوف ہے یعنے ایخاطب تو کم از کم دو ایسے دہوبیون کو دیکہ جو کپڑے دہونے مین باہم انباز یعنے شریک فعل ہین کہ اُن دونون مین حسب ظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے اُسکی طرف سے اسکی مخالفت کیجاتی ہے اور اسکی طرف سے اُسکا خلاف ہوتا ہے۔ اس ظاہری مخالفت کا بیان آیندہ شعرون مین ہے

آن یکے کرباس را در آب زد
وان دگر انباز خشکش مے زند

ترجمہ: ایک پانی مین اُنہین کرتا ہے تر ۔ دوسرا کرتا ہے خشک اُسے پُر ہنر

شرح: یہ اُن دونو دہوبیون کی مخالفت کا بیان ہے یعنے ایخاطب اسپر غور کر کہ اُن دو مین سے ایک ہو کپڑون کو نہر مین غوطے دیتا ہے کہنگالتا ہے اور دوسرا نہر مین سے نکالکر خشک کر دیتا ہے یہ بطور ظاہر مخالفت ہے

بازاو آن خشک را تر مے کند	گوئیا ز استیزہ بر ضد مے تند
ترجمہ: کرد یا کرتا ہے تر وہ خشک کو	دو نو ظاہر مین ہین گویا جنگجو

شرح یعنے وہ پہلا دہوبی جو کپڑون کو نہر مین غوطے دے رہا ہے دوسرے دہوبی کے سوکہائے ہوئے کپڑون کو پہر غوطے دیکر تر کردیتا ہے اور سوکہانے والا پہر سکہا دیتا ہے تو گویا از روے مخالفت باہم ایکدوسرے کی ضد پر تنا ہوا ہے وُہ اسکے فعل کا مخالف ہے اور یہ اُسکے۔

لیک آن دو ضد استیزہ نما	یکدل و یک کار باشند اے فتا
ترجمہ: گو بظاہر برسر پیکار ہین	فی الحقیقت یکدل و یک کار ہین

شرح یعنے باوجود اس ظاہری مخالفت کے وہ دونو دہوبی جو باہم ایک دوسرے کی ضد کر رہے ہین اور ظاہر بینون کو لڑتے نظر آرہے ہین باعتبار معنے یکدل و یک کار یعنے ایک دوسرے کے موافق ہین اور ایک ہی کام مین شریک ہین کیونکہ ایک دہوبی کے کپڑون کو نہر مین غوطہ دینے اور دوسرے کی دہوپ مین سکہانے سے دونو نکا مطلب ایک یعنے کپڑون کو سفید کردینا ہے۔ اسیطرح عاشقان الٰہی (خواہ وہ کسی پیغمبر کی اُمت اور کسی مرشد کامل کے مرید ہون) باعتبار تعینات جُدا جُدا ہین مگر باعتبار فنا سب کے سب متحد اور مرتبۂ احدیت یعنے مقام وصال مین متمکن ہین۔ اور اس لحاظ سے سب متحد ہین۔

ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست	لیک تا حق مے برد جملہ یکیست
ترجمہ: خاصگان حق کی راہین ہین جدا	ایک ہین لیجاتی ہین جب تا خدا

شرح یعنے گو باعتبار فروع ہر پیغمبر کا مذہب جُدا اور ہر ولی کا مسلک الگ ہے لیکن چونکہ یہ تمام مذاہب و مسالک خدا تک پہنچا دیتے ہین اسلیئے باعتبار اصول و معنی سب کے سب ایک ہین یہ اُسی مضمون کی چوتہی مثال ہے

روے درکشیدن سخن از ملالت مستمعان
ترجمہ: سُننے والون کے ملول یا غافل ہونے کے باعث کہنے والیکا نصیحت و اسرار کی باتون سے خاموش ہوجانا

شرح پہلے شعر مین بیان کیا گیا تہا کہ ہر نبی اور ہر ولی کا مسلک حق کی طرف جاتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انبیا کی اُمت اور اولیاء کے مرید بہی اگر اُنہی کے مسلک پر چلین گے تو اُنکا راستہ بہی واصل الی اللہ ہوگا لیکن جبکہ یہ طالبین انبیا و اولیا کے ارشادات اور ہدایتین سُننے سے ملول یا غافل ہو جائینگے۔ اور سُستی کرینگے تو وہ بہی اپنے ناطقہ اور ارشادات کو بند کرلینگے چنانچہ مولانا اُسی مضمون کی تصریح ایک تمثیل مین کرتے ہین۔

چونکہ جمع مستمع را خواب برد	سنگہاے آسیا را آب برد
ترجمہ: سُننے والون پر جو غالب خواب تہا	آب سنگ آسیا کو لیگیا

شرح سنگہائے آسیا پنچکی کے پتھرون سے انبیاء علیہم السلام کے جواہر ارشادات اور اولیاء اللہ کے رشک گوہر ملفوظات مراد ہین۔ ملفوظات کو پانی اسلیئے پتھرون سے تشبیہ دیگئی ہے کہ اس مضمون کو پنچکی اور نہر کے پانی سے تمثیل دینی منظور تھی یا اسلیئے کہ انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو مومنون کے نزدیک سچے موتیون سے زیادہ قیمتی ہین منکرون اور اہل غفلت کے حق مین پتھر سے زیادہ سخت اور تکلیف پہنچانے والے ہوتے ہین اور آب سے مراد فیضان قوت ناطقہ ہے جو مانند آبحیات ہے یعنے جب سامعین پر خواب غفلت طاری ہوگیا تو کہنے والون (انبیاء و اولیاء) کی قوت ناطقہ جو ہر ارشادات کو بہا لیگئی۔ یعنے انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو نفع رسانی مین بمنزلہ سنگ آسیا تھے غافل طالبین سے چھن گئے اور انکی قوت ناطقہ غافلون کو ہدایت کرنے کا دروازہ بند کرکے اللہ تعالے سے ہمکلامی مین مصروف ہوگئی غالباً جسطرح ان اشعار مین کہنے والے سے انبیا و اولیا اور سنگ آسیا سے انکے کلمات مراد لیے گئے ہین اسیطرح گوینده سے مولانا قدس سرہ اور سنگ آسیا سے انکا کلام یعنے یہ مثنوی بھی مراد ہوسکتی ہے۔

	رفتن این آب فوق آسیاست	رفتنش در آسیا بہر شماست
ترجمہ	ہے چکی پانی کی چلتی ہے برسے	آسیا مین ہے تمہارے واسطے
	چون شمارا حاجت طاحون نماند	آب را در جوے اصلی باز راند
ترجمہ	بے ضرورت ہو جو چکی شہر مین	جار ہےگا اسکا پانی نہر مین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے قاعدہ یہ ہے کہ پانی پنچکی سے اوپر بہا کرتا ہے اسکا پنچکی مین آنا صرف تمہارے فائدے یعنے آٹا پیسنے کے لیئے ہے اسلیئے جب آٹا پیسنے کی ضرورت نہین رہتی تو پنچکی والا پانی کو اصل نہر کی طرف چھوڑ دیتا ہے علے ہذا القیاس انبیا و اولیا کے ناطقہ کا آبحیات مرتبہ مین نصیحت و ارشاد سے بہت بالاتر ہے کیونکہ انکا نطق عالم ملکوت سے ہمکلامی کے قابل ہے نہ کہ عالم ناسوت سے مکالمت کی لایق تمام انبیا و اولیا اپنے مرتبہ سے تنزل کرکے اپنی ناطقہ کا پانی شہر کے لوگون کے فائدہ کے لیئے ارشادات کی پنچکی چلایا کرتے ہین تاکہ طالبین کو معانی اور معرفت کا باریک میدہ حاصل ہوتا رہے مگر جبکہ لوگون کو اپنے غفلت کے باعث پنچکی ہی کی ضرورت نہین رہتی یعنے اہل غفلت ارشادات سے فائدہ اوٹھانا ہی نہین چاہتے) تو انبیا و اولیا بھی اپنے ناطقہ کے پانی کو اصلی نہر مین چھوڑ دیتے ہین یعنے بندون سے ہمکلامی کو منقطع کرکے اللہ تعالے کی ہمکلامی مین مصروف ہو جاتے ہین۔ اور لوگون سے بے پروائی ظاہر کرتے ہین۔

	ناطقہ سوے دہان تعلیم راست	ورنہ خود آن آب را جوے جداست
ترجمہ	ناطقہ ہے بہر تعلیم ھمارا	ورنہ اس پانی کی ندی ہے جدا

شرح آب سے وہی ناطقہ اور جوئے خدا سے وہی ہمکلامی عالم ملکوت یا منبع روح وقلب مراد ہے یعنے قوت ناطقہ جو منہ کی طرف آتی ہے اور آواز کا لباس پہنکر کانون کو فائدہ پہنچاتی ہے یہ فقط تمہاری تعلیم اور ہدایت وارشاد کیلیئے ہے اگر تمہین اپنی تعلیم منظور نہین تو یہ آب فیضان ناطقہ اپنی اصلی یا معنوی نہر یعنے ہمکلامی عالم ملکوت یا روح وقلب کی طرف چلا جائے گا یہ معنوی نہر اس ظاہری نہر ارشادات وہدایات سے جدا ہے جس سے اہل غفلت ہرگز فیض یاب نہین ہو سکتے۔

	مے رود بے بانگ و بے تکرارہا		تحتہا الانہار تا گلزارہا	
ترجمہ	پھر چلا جاتا ہے بے تکرار وہ		اور پہنچ جاتا ہے تا گلزار وہ	

شرح یعنے جب ارشادات انبیا اور ملفوظات اولیا کے سننے سے لوگ غافل ہو جاتے ہین تو اُنکا آب ناطقہ بلا حرف وصوت اور بلا تکرار وبحث ہمکلامی الٰہی یا منبع روح وقلب کی طرف چلا جاتا ہے جو لوگون کی تعلیم سے مرتبہ مین نہایت بالاتر ہے کیونکہ نصیحت وارشاد اور تعلیم مین حرف وتکرار اور بحث وآواز کی ضرورت ہوتی ہے اور معنوی ہمکلامی نہ حروف کی محتاج ہے نہ آواز اور بحث وتکرار کی اور اہل اللہ کا آب ناطقہ ایسا بڑا دریا ہے جسکے نیچے حقایق ومعانی کے بہت سی نہرین جاری ہین جو گلزار حقیقت تک جاتی ہین۔ مگر افسوس غافل سامعین کو اُسکے قدر نہین ہے مطلب یہ اگر تم اہل اللہ کے کلمات کو نہین سنتے تو یہ اُس معنوی نہر مین چلے جائینگے جو بلا آواز وتکرار جاری ہے اِس نہر سے مراد الہام ربانی ہے کیونکہ اولیا کا کلام اُسی نہر سے جاری ہوا تھا اور بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اُسیکی طرف رجوع کر جائے گا۔

	اے خدا بنما تو جان را آن مقام		کاندران بےحرف مے روید کلام	
ترجمہ	اے خدا جان کو دکھادے وہ مقام		جسمین بے آواز اُگتا ہے کلام	

شرح مقام سے مقام فنافی الذات یا مقام الہام مراد ہے اِس مرتبہ مین پہنچکر اولیاء اللہ پر انفاس رحمانی اور کلام ربانی کا (جو حروف وآواز سے بالکل پاک ہے) ہمیشہ فیضان ہوتا رہتا ہے۔ اور یہان سے مولانا قدس سرہ نے حصول مرتبۂ فنا کے لیئے عام طالبین کے حق مین دعا مانگنی شروع کی ہے۔ یعنے اے خدا تو ہماری جان کو وہ مقام فنا دکھادے جس مقام مین بلا استعانت حروف وآواز کلام پیدا ہوتا ہے۔

	تا کہ سازد جان پاک از سر قدم		سوئے عرصۂ دور پہنائے عدم	
ترجمہ	جان اطہر تا کرے سر کو قدم		اور جائے سوئے صحرائے عدم	

شرح یعنے اے خدا ہمین مقام فنافی الذات دکھادے تا کہ ہماری روح فرط شوق مین سر کو قدم بناکر فراخ میدان اور فضائے عدم (یعنے عالم علوی) کی طرف چل نکلے اور ہم اس عالم تنگ (یعنے عالم سفلی) سے نجات پاجائین

بعض نسخون مین عرصۂ دور پہنائے عدم بلا واو عطف اور مع الاضافت ہے۔ اسصورت مین اضافت بیانی ہے یعنے کاش نکلے ہماری روح اُس میدان عدم کی طرف سر کے بل چل نکلے جو نہایت طویل و عریض ہے۔

	عرصۂ بس باکشاد و با فضا		وین خیال و ہست زو یابد نوا
ترجمہ	ہے بہت عرصہ عدم کا پُر فضا		اور پاتا ہے خیال اُس سے نوا

شرح فضا بمعنے فراخ و فراخی و کشادگی صحن خانہ ہے اور مصرع اول لفظ عدم کی صفت ہے یعنے عدم نہایت فراخ اور کشادہ جگہ ہے اور روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فراخی ہی کو پسند کرتی ہے اور مقید ہونا اُسکے شان کے خلاف ہے۔ اسلیئے بمقتضائے الجنس لیلے الجنس میل روح کو عدم ہی کے عرصۂ پُر فضا کی آرزو ہے اور ہمارے یہ تمام خیالات اور وجود اُسی عرصۂ عدم سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہین کیونکہ عالم سفلی کو ہمیشہ عالم روحانی۔ یا عالم علوی سے مدد ملتی ہے۔ اگر یہ مدد منقطع ہو جائے تو عالم سفلی (تمام دنیا) فی الفور ہلاک ہو جائے اس لحاظ سے اُسی مقام کی آرزو کرنی چاہیئے جو اعلے درجہ کا ہے۔ **فائدہ** عالم عدم سے مرتبۂ الوہیت اور مقام حقیقت مراد ہے جو نہایت فراخ ہے اور تمام خیالات اور موجودات اُسی سے پیدا ہو کر فیضیاب ہوتے ہین

	تنگ تر آمد خیالات از عدم		زان سبب باشد خیال اسباب غم
ترجمہ	تنگ ہے وہ اور واسع ہے عدم		اس سبب سے ہے خیال اسباب غم

شرح ان چار پانچ شعرون کے سمجھنے کے لیئے اصطلاحات اور صوفیون کے نکات کے متعلق ایک مقدمہ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اول عالم عدم یا عالم اعیان ثابتہ نہایت وسیع ہے کیونکہ اعیان ثابتہ صور علمیۂ الٰہی کو کہتے ہین جسمین اعیان معدومات تک موجود ہین چونکہ علم الٰہی کے انتہا نہین ہے اسلیئے اس عالم کی وسعت بھی غیر محدود ہے۔ اس عالم کو عدم اسلیئے کہا گیا ہے کہ کسی متنفس کے عقل و گمان اور فکر و وہم کی آنکھین اسکو نہین دیکھہ سکتین اور نہ وجدان یعنے دل دریافت کرسکتا ہے۔ کوئی عقلمند اور حکیم اگر صور علمیۂ الٰہی کا تصور کرے تو غیر ممکن ہے **دوسرا عالم** عالم مثال ہے جسکو عالم خیال بھی کہتے ہین یہ عالم خیال بہ نسبت اس عالم اجسام کے [illegible] لطیف تر ہے اور بہ نسبت اُس عالم عدم کے تنگ تر اور کمتر درجہ کا ہے جو چیز اس عالم اجسام مین نظر آتی ہے اُسکے نظیر اور مثال اُس عالم مین موجود ہے اسلیئے اُسکو عالم مثال کہتے ہین مثلاً زید جو عالم اجسام مین موجود ہے اُسکی نظیر عالم مثال مین بھی موجود ہے یعنے ہم زید کی نظیر اور مثال کو اپنے تصور اور خیال مین لاسکتے ہین پس اُسی نظیر اور مثال کے تصور اور خیال کو عالم مثال کہتے ہین۔ یہ عالم عالم عدم سے اسلیئے کثیف ہے کہ اسکا تصور ممکن ہے اور عالم اجسام سے اسلیئے لطیف ہے کہ اسکو وجود ظاہری اور خارجی کی ضرورت نہین ہے **تیسرا عالم** عالم ہستی ہے جسکو عالم وجود اور عالم اجسام کہتے ہین یہ عالم۔ عالم خیال سے بھی زیادہ تنگ ہے

کیونکہ اسکو وجود خارجی کی ضرورت ہے۔ چوتھا عالم۔ عالم محسوسات ہے جو عالم ہستی سے بھی زیادہ تنگ ہے۔ کیونکہ اسکو علاوہ وجود خارجی کے حواس سے علاقہ رکھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ مثلاً زید جو ہماری نظرون سے غائب ہے۔ یہ عالم ہستی مین تو ضرور ہے مگر عالم حس مین نہین ہے مولانا قدس سرہ آئندہ اشعار مین انہی مضمون کی تصریح فرماتے ہین چنانچہ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ دوسرا عالم یعنے عالم خیالات عالم عدم کی بہ نسبت بہت تنگ ہے یہ اسی تنگی ہی کا سبب ہے کہ خیال باعث غم ہے خیال مین سوائے غم و فکر کے اور کچھ نہین ہوتا کیونکہ خیال ایسی چیز ہے کہ اُسکے سبب سے قوت مخیلہ کو غم عارض ہو جاتا ہے۔ آدمی جس چیز کا خیال کریگا (اگرچہ وہ شادمانی ہی کے متعلق کیون نہو) اُسکے خیال کو ابتدا مین غم ضرور عارض ہوگا چونکہ عالم خیال عدم مطلق نہین بلکہ عدم اضافی ہے یعنے بہ نسبت عالم اجسام کے ایک قسم کا عدم ہے اسلیئے عالم اجسام سے وسیع اور عدم سے تنگ ہے کیونکہ عالم خیال عالم عدم ہی سے صادر ہوا ہے۔

	باز ہستی تنگ تر بود از خیال	زان شود در وے قمر ہمچون ہلال
ترجمہ	اور اس سے بھی ہے ہستی تنگ تر	چاند آتا ہے ہلال اس سے نظر

شرح یعنے اسکے بعد تیسرا عالم یعنے عالم ہستی۔ عالم خیال سے بھی زیادہ تنگ ہے اسکی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ عالم ہستی کو وجود خارجی کی ضرورت ہے اور جو چیز کسی دوسری شے کی محتاج ہو۔ وہ مقید اور تنگ تر ہوا کرتی ہے اسلیئے چاند جو بحسب قول ابن عباسؓ زمین سے ساٹھ حصے زیادہ بڑا ہے ہلال معلوم ہوتا ہے چونکہ عالم وجود نہایت تنگ اور چھوٹا ہے اسلیئے اُسنے چاند کو بھی چھوٹا کر کے دکھایا ہے کیونکہ جیسا ظرف ویسا مظروف چاند جو وجود خارجی مین چھوٹا نظر آتا ہے فی الواقع عالم خیال مین ہم اُسکو بہت بڑا کہہ سکتے ہین کیونکہ عالم خیال مین ہر شے وسیع اور بڑی ہو سکتی ہے ہان عالم وجود اُسکو چھوٹا بنا دیتا ہے کیونکہ وہ خود چھوٹا اور عالم خیال سے صادر ہوا ہے۔

	باز ہستی جہان حس و رنگ	تنگ تر آمد کہ زندانی ست تنگ
ترجمہ	تنگ ہے اس سے جہان حس و رنگ	کیونکہ حس و رنگ ہے زندان تنگ

شرح یعنے اسکے بعد چوتھا عالم (عالم حس و رنگ) یعنے عالم محسوسات عالم ہستی سے بھی زیادہ تنگ ہے جو قید ہستی مین مقید ہونے سے علاوہ قید حواس مین بھی جکڑا ہوا ہے۔ اسلیئے دوسرے مصرع مین جملہ کہ زندانی ست تنگ کا کاف اضراب اور تنگ تر آمد کی ترقی بیان کے لیئے ہے اور زندانی مین یائے نسبت ہے۔ یعنے عالم محسوسات تنگ ہی نہین بلکہ ایسے قیدی کی مانند ہے جو کسی قید خانہ مین پابزنجیر ہو کر نہایت تنگی کے ساتھ رہتا ہو۔ اور اگر زندانے مین یائے مجہول ہے تو کاف تعلیلیہ مانا جائے گا یعنے عالم محسوسات نہایت

تنگ ہے اور یہ تنگی اسلیئے ہے کہ یہ عالم ایک تنگ قید خانہ کی مانند ہے اس عالم کی مثال اوپر بیان ہو چکی ہے

	علت تنگی ست ترکیب و عدد		جانب ترکیب حسہا میکشد
ترجمہ	باعثِ تنگی ہے ترکیب و عدد		کھینچتی ہے حس ادہر لے مستند

شرح یہ شعر عالم خیال اور عالم وجود اور عالم حس کے تنگ ہونے کی دلیل ہے اور لفظ عدد بمعنے تعدد ہے بمعنے متعدد و متعین ہونا اور مطلب شعر یہ ہے کہ عالم عدم کی بہ نسبت یہ تین عالم اسلیئے تنگ ہین کہ انمین ترکیب و تعدد موجود ہے اور ترکیب و تعدد تنگی کی علت ہے کیونکہ ترکیب اور تعدد ضرور کسی نہ کسی جگہ پہنچکر محدود ہونے والی چیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ محدود بہ نسبت غیر محدود کے تنگ ہوتا ہے چونکہ عالم خیال مین بہ نسبت عالم عدم اور عالم وجود مین بہ نسبت عالم خیال اور حس مین بہ نسبت وجود ترکیب و تعدد موجود ہے اسلیئے یہ تینون بہ نسبت یکدیگر تنگ ہین کیونکہ مرکب بہ نسبت بسیط تنگ اور اوسکا محتاج ہوتا ہے مثلاً عدم بالکل بے قید ہے اور عالم مثال اس سے مرکب ہے اور چونکہ یہہ عالم من وجہ عدم اور من وجہ وجود ہے اسلیئے اس عالم مثال مین جو ایک قسم کا تعین پایا جاتا ہے اسی تعین کو تعدد کہتے ہین اور یہ مرتبہ عالم عدم سے دوسری شے ہے علے ہذا القیاس عالم وجود اور عالم حس مین خیال سے زیادہ ترکیب و تعدد پایا جاتا ہے کیونکہ یہ دونو عالم عالم عدم اور مثال سے صادر اور مرکب ہین۔ اگر وہ نہوتے تو انکا وجود بھی نہوتا جسطرح بسیط کے نہونے سے مرکب کا وجود نہین ہوتا۔ اور چونکہ یہ دونو عالم بہ نسبت عالم عدم مرتبہ مین تیسری اور چوتھی شے مین اسلیئے انمین تعدد بکثرت پایا جاتا ہے خاصکر محسوسات مین ترکیب و تعدد سب سے زیادہ ہے جو چوتھے مرتبہ مین ہے کیونکہ حواس خواہ ظاہری ہون یا باطنی اہل حواس کو ترکیب و تعدد کی طرف کھینچتے ہین یعنے اہل حواس اُنہی اشیاء کو معلوم کرسکتے ہین جو مرکب یا متعدد و متعین ہون۔ دوسرا مصرع پہلے کی علت ہے یعنے عالم محسوسات مین ترکیب و تعدد کا پایا جانا اسلیئے تنگی کی علت ہے کہ حواس متعین اور محدود ہی شے سے متعلق ہوتے ہین

	زان سوئے حس عالم توحید دان		گر یکے خواہی بدانجانب بران
ترجمہ	عالم توحید ہے حس سے پرے		تو ہے گر طالب تو چل اس سے پرے

شرح یکے بیائے مصدر و بفتح اول و دونون طرح درست ہے اور بران صیغہ امر ہے مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا یعنے عالم توحید کو عالم حس سے اُسطرف یعنے بہت پرے خیال کر اور اگر ایک کا طالب یا وحدت کا خواہان ہے تو حواس ظاہری و باطنی کو عالم محسوسات سے جدا کرکے عالم عدم اور توحید کی طرف ہانک دے

	امر کن یک فعل بود و نون و کاف		در سخن افتاد و معنی بود صاف
ترجمہ	امر کن اک فعل ہے اور نون و کاف		آپڑا ہے بات مین معنے ہین صاف

شرح یعنے امر کن (جو صیغہ امر ہے) ایک فعل معنوی ہے جسکے معنے ایجاد معدوم کے ہین اور کاف و نون ترکیب
لفظی ہے جسکو معنے مین کچہ دخل نہین ***نکتہ*** یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ عالم عدم جس سے
باقی تین عالم صادر یا مرکب ہوئے ہین خود مرکب ہے (حالانکہ تم اُسکو بلا قید اور بسیط مان چکے ہو۔ کیونکہ عالم
عدم جو موجد تمام عالم ہے کاف و نون یعنے کلمۂ کن سے مرکب ہے اور کلمہ کن خود کاف و نون دو حرفون کے
ملکر بنا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ کلمۂ کن گو باعتبار لفظ مرکب ہے مگر باعتبار اثر و معنے دونون حرف متحد ہین گو کہ
کلمۂ یعنے دو الفاظ کے باعث ایسی حالت مین کہ معنے متحد ہون مرکب نہین کہلاتا۔ کیونکہ یہ ظاہری مغایرت فی الواقع
اتحاد معنوی ہے۔ اِس شعر مین لفظ نون و کاف در سخن اُفتاد کا فاعل ہے یعنے گو نون کاف ہمارے تلفظ
مین دو حرف بنکر واقع ہوئے ہین لیکن باعتبار معنے انکا اثر ایجاد معدوم ایک شے ہے شعر کے دوسرے معنے
یہ ہین کہ امر کن اللہ تعالے کا ایسا ایک فعل امر ہے جسکا بجا لانا ہر معدوم پر فرض ہے۔ اور اُسکی معنے رو ہی ایجاد
معدوم) بالکل صاف اور ظاہر ہین لیکن بالفعل یہ دو نو حرف محل گفتگو اور محل نزاع ہو گئے ہین۔ کیونکہ معتزلہ
اِن دونون کے منکر ہین۔ اور وہ یہ کہتے ہین کہ لفظ کُن کو ایجاد معدومات مین کچہ دخل نہین بلکہ کُن سُرعت تکوین
کا استعارہ ہے۔ یعنے یہ جو کلام اللہ مین کن فیکون واقع ہے۔ اِس سے یہ مراد نہین کہ جب اللہ تعالے کُن کہتا ہی
تب معدوم شے موجود ہوتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ جب وہ کسی فعل کو کرنا چاہتا ہے اُسیوقت کر دیتا ہے
اور بعض اس خاص لفظ کے مقر ہوے ہین اور وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا طریقہ ایجاد معدومات مین اسی
لفظ کے ساتہ جاری ہے اگرچہ وہ بغیر اس لفظ کے بہی ایجاد معدومات پر قادر ہے۔ مگر وہ اپنی عادت کے خلاف
نہین کرتا اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایجاد معدومات اِسی طریقہ کے ساتہ منحصر ہے گو اللہ تعالے بغیر اِس کلمہ کے بہی معدومات
پر قادر ہے مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اِسکی وجہ یہ ہے کہ اعیان ثابتہ (یعنے جو چیزین علم الٰہی مین ہین
استعداد وجود رکہتے ہین۔ اور زبان حال سے اس بات کے طالب اور اسپر مستعد ہین کہ اللہ تعالے اُنکو موجود کرے
مگر اُنکے ایجاد کے لیئے کوئی شے محرک یا موجد ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بذات خود موجود نہین ہو سکتین
اِسلیئے اللہ تعالے امر کن سے اُنکو موجود کر دیتا ہے ***التماس*** خاکسار راسخ شارح مثنوی نے بہت چاہا کہ عالم
عدم و مثال وغیرہ اور امر کن کے معنے اس سے بہی زیادہ سہل اور سریع الفہم بلکہ عام فہم الفاظ مین لکہے لیکن
افسوس اُردو مین ایسے الفاظ ہی نہین ہین جو اصطلاحات صوفیہ کے قایم مقامی کر سکین۔ لہذا ناظرین مجبور سمجہکر
معذور رکہین اِن اشعار کی شرح کو غور سے ملاحظہ فرمایئن انشاء اللہ تعالے تمام مطالب سمجہ مین آجائینگے۔ اگر ہمکو
اسکا یقین ہوتا کہ لوگ ایجاد بندہ کو مان جائینگے تو اُردو مین بہت سے نئے نئے الفاظ اور اُنکے معنے
گہڑ دیئے جاتے لیکن ؎ کون سنتا ہے فغان راسخ * قہر راسخ ہے بجان راسخ *

	این سخن پایان ندارد باز گرد	تا چه شد احوال گرگ اندر نبرد
ترجمہ	چھوڑ دے یہ سخن بے انتہا ہے	حال کہہ دے ہمسے شیر و گرگ کا

شرح یعنے اے مخاطب عالم عدم و مثال اور امر کن کے متعلق اسرار کی باتین کچھ انتہا نہین رکھتین۔ انکو چھوڑ کر شیر و گرگ کے قصہ کو پورا کر دے اور یہ بتا دے کہ شیر نے بے ادبی اور اپنے مقابلہ کی سزا بھیڑیے کو کیا دی اور اس گستاخ کا کیا حال ہوا تاکہ اس قصہ سے گستاخ کا ر طالب کو عبرت حاصل ہو اور وہ اپنے تکبر کو چھوڑ دے

	ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او
ترجمہ	شیر کا بھیڑیے کی بے ادبی کے سبب اُسے بطور تادیب سزا دینا

	گرگ را بر کند سر آن سرفراز	تا نماند دوسری و امتیاز
ترجمہ	مار ڈالا بھیڑیے کو اس سیلئے	عین وحدت مین دوئی کب چاہیئے

شرح لفظ دوسری بیائے معروف بمعنے دوئی ہے اور امتیاز بمعنے مغایرت اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ شیر نے بھیڑیے کا سر اسلیئے کاٹ ڈالا کہ دوئی اور مغایرت بالکل مٹجائے اور حرم سرائے وحدت مین کثرت کا دخل ہی نہ رہے۔ متکبر اور انانیت پسند کا وجود موہوم لاشئے ہو جائے اور صرف وحدت ہی وحدت جلوہ گر ہو بعض نسخون مین تا نماند دوسرے را امتیاز ہے اسصورت مین دوسرے بیائے مجہول بمعنے دوسرا انسان متکبر ہے یعنے شیر نے بھیڑیے کو اسلیئے مارا کہ دوسرا اور ان (شیر و گرگ) کا تفاوت ہرگز باقی نہ رہے۔ بلکہ بیجا متکبر کا وجود فنا ہو کر محض وحدت ہی وحدت رہجائے۔ شیر سے بطور استعارہ ذات الٰہی اور گرگ سے مدعی انانیت اور منکر احکام الٰہی مراد ہے چنانچہ گزشتہ امتون کے متکبر اور سرکش لوگون کو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے عذابون مین مبتلا کر کے ہلاک کیا ہے۔

	فانتقمنا منہم ست اے گرگ پیر	چون نبودی مردہ در پیش امیر
ترجمہ	ہمنے بدلہ لے لیا اسکے گرگ پیر	مردہ بننا چاہیئے پیش امیر

شرح یعنے جب شیر نے بھیڑیے کو مار ڈالا تو بطور تنبیہ اسکی لاش سے یہ کہا کہ اے گرگ کہن چونکہ تو امیر کے سامنے مردہ (یعنے ہماری ذات پاک کے روبرو عاجز) نہین ہوا تہا اور تو نے موتو قبل ان تموتو اپر عمل نہین کیا تہا۔ بلکہ مدعی انانیت اور متکبر تہا اسلیئے تو اس آیت کا مصداق ہے فانتقمنا منہم فاغرقناہم فی الیم یہ آیت سورۂ اعراف مین قوم فرعون کی حق مین نازل ہوی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے قوم فرعون سے موسیٰ کی تکذیب اور اپنی آیتون کے جہٹلانے کا بدلا لیا اور انکو دریا مین ڈبو کر ہلاک کر دیا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متکبرون خود پسند اور انانیت کے مدعیون کو ہلاک کر دیتا ہے اور عاجزون

نفس امّارہ کے مار ڈالنے والوں کو نجات دیکر ہمیشہ انعام واکرام مرحمت فرماتا ہے۔

بعد ازان رُو شیر با روباہ کرد　　گفت این را بخش کن از بہر خورد

ترجمہ　بولا پھر روباہ سے وہ شیر نر　　اسکو کہانے کے لیے تقسیم کر

شرح یعنے بھیڑیے کے ہلاک کر دینے کے بعد شیر نے لومڑی کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا کہ ان شکار کردہ جانوروں کو کہانے کے لیئے تقسیم کر دے یعنے روح نے نفس امّارہ کو مار ڈالنے کے بعد لذائذ معرفت حاصل کرنے کے لیئے عقل سے مدد چاہی۔ اور انعامات الٰہی حاصل کر کے خود مقرب خاص بنگئی۔

سجدہ کرد و گفت کاین گاو سمین　　چاشت خوردت باشد اے شاہ امین

ترجمہ　لومڑی بولی کہ موٹی گائے کا　　صبحدم کر لیجئے گا ناشتا

شرح یعنے جب شیر نے تقسیم کا حکم لومڑی کو دیا تو اسنے نہایت عاجزی کے ساتہ یہ کہا کہ اے شیر اے جانوروں کے بادشاہ امین یہ موٹی تازی گائے آپ کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے۔ اس نہاری کو آپ صبح کے وقت تناول فرمائین بعض نسخون مین شاہ گزین ہے یعنے بادشاہ برگزیدہ ہے۔

وین بز از بہر میانہ روز را　　یخنیے باشد شہ فیروز را

ترجمہ　ہے یہ بکرہ دوپہر کے واسطے　　ہو مبارک اسکی یخنی کہا لیجے

شرح یعنے گائے آپ کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے اور یہ پہاڑی بکرہ دوپہر کا کہانا ہے اے فتحمند بادشاہ دوپہر کو اسکی یخنی نوش فرما لیجیگا۔ یخنی اس پکے ہوئے گوشت کو کہتے ہین جو بطور ذخیرہ رکہا ہے اور ضرورت کے وقت کام آجائے۔ نیز یخنی پکے ہوئے کہانے اور ضرورت کے لیئے محفوظ غلّہ اور اسباب کو بھی کہتے ہین

وان دگر خرگوش بہر شام ہم　　شب چرا اے شاہ با لطف و کرم

ترجمہ　اور یہ خرگوش بھی ہے آپ کا　　شب کا کہانا بادشاہ پُر عطا

شرح یعنے اے شیر نر اے بادشاہ با لطف و کرم یہ خرگوش بھی آپ ہی کا حصّہ ہے اسکو آپ اپنا شب چرا رات کا کہانا سمجھکر رکہہ چہوڑین۔ اور بوقت شب تناول فرمائین مطلب یہ کہ گائے۔ اور بکرہ۔ اور خرگوش سب کچھ آپ ہی کے لیئے ہے۔ مین آپ کے سامنے کسی شمار و قطار مین نہین ہون باطنی مطلب یہ ہے کہ روباہ یعنے عقل اپنی ذات و صفات اور افعال کو شیر یعنے ذات الٰہی کے سپرد کر کے خود بھی مطلق رہگئی اور اُسنے اپنے آپکو شیر کے سامنے بالکل معدوم اور لاشئے ظاہر کیا۔ اور اسیلئے مصدر اکرام الٰہی ہو گئی۔

گفت اے روبہ تو عدل افروختی　　اینچنین قسمت ز کہ آموختی

ترجمہ　شیر بولا عدل یہ تو نے کیا　　کس سے یہ تقسیم سیکہی ہے بتا

شرح یعنے اِس تقسیم سے خوش ہوکر شیر نے یہ کہا کہ اے روباہ تو نے اپنی صفت عدالت کو اچھی طرح ظاہر کیا۔ مگر یہ بتادے کہ اِس طرح کی منصفانہ تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟ کہ آموختی مین کاف کدامیہ ہے۔

از کجا آموختی این اے بزرگ	گفت اے شاہِ جہان از حال گرگ
ترجمہ کس سے سیکھی ہے بتا یہ اے بزرگ	بولی وہ تعلیمگر ہے حال گرگ

شرح یعنے جب شیر نے یہ کہا کہ اے بزرگ صفت لومڑی تو نے یہ تقسیم کس سے سیکھی ہے تو لومڑی نے جواب دیا کہ اے شاہ جہان مینے یہ تقسیم بھیڑیے کے حال یعنے اُسکے ہلاک ہو جانے سے سیکھی ہے چنانچہ صحیح حدیث موجود ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنے نیکبخت وہ شخص ہے جو غیر کی حالت دیکھکر نصیحت حاصل کرے۔

گفت چون در عشق ما گشتی گرو	ہر سہ را برگیر و بستان و برو
ترجمہ بولا وہ جب چاہتی ہے تو ہمین	تینون حصّے تیرے ہین سبلے انہین

شرح یعنے لومڑی کا جواب سُنکر شیر نے یہ کہا کہ اے روباہ چونکہ تو ہماری محبت کی زنجیر مین جکڑی ہوی ہے اور ہمارے ہوتے اپنی ذات کو معدوم سمجھتی ہے اسلیئے ہمین بھی تجھسے محبت ہوگئی ہے۔ اِن تینون (گائے اور بکرے اور خرگوش) کو اُٹھا لے یہ سب تیری ملک ہین۔ لیجا۔ اور گھر مین بیٹھکر خوب عیش کر۔ مزے سے نوش فرما۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب عقل نے اپنی ذات و صفات کو جلال و عظمت الٰہی کے مقابلہ مین بالکل فنا کردیا تو اللہ تعالےٰ نے اُسپر کرم کیا اور اُسے حسب مضمون تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ اپنی صفتین عنایت فرماوین

روبہا چون جملگی ما را شدی	چونت آزاریم چون تو ما شدی
ترجمہ لومڑی جب تو ہماری ہوگئی	صورتِ جان ہمکو پیاری ہوگئی

شرح یعنے شیر کہتا ہے کہ اے روباہ چونکہ تو سراپا ہمارے لیئے ہوگئی ہے اور خودی کو چھوڑکر ہماری محبت مین فنا ہے اسلیئے ہم تجھے ہرگز آزار دینا نہین چاہتے اور آزار دین کیونکر تجھہ مین ہم مین دوئی نہین رہی بلکہ من تو شدم تو من شدی کا مضمون ہوگیا ہے اِس حالت مین تجھے ستانا گویا اپنی ذات کو آزار پہنچانا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خودی کو چھوڑکر مرتبۂ فنا فی اللہ تک پہنچگیے ہین وہ ہلاکت سے محفوظ اور ہمیشہ مصدر الطاف الٰہی رہتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللہُ لَہٗ یعنے جو شخص صرف خدا کا ہو رہتا ہے اللہ تعالےٰ اُسکا معاون و مددگار ہو جاتا ہے۔

ما ترا و جملہ اشکاران ترا	پاے بر گردون ہفتم نہ برآ
ترجمہ ہم بھی تیرے اور تیرے سب شکار	چرخ ہفتم ہے ترا اے با وقار

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے روباہ ہم بھی تیرے ہین۔ اور یہ تمام شکار بھی تیری ملک ہین تو اپنا پاؤن ساتوین آسمان

پرر کھکر بلند ہوجا یعنے جبکہ تو نے خودی اور انانیت کو چھوڑ دیا ہے تو تجھے مرتبۂ قرب وصال حاصل ہے جو ساتوین آسمان سے بھی زیادہ عالی مرتبہ ہے اور تو اب بی یسمع و بی یبصر کا مصداق ہے ہم تیرے معاون ومددگار ہین اور تیرے افعال گویا ہمارے افعال ہین۔ تو ہمارا بندۂ خاص بنگیا ہے

	پس تو روبہ نیستی گرگ منی		چون گرفتی عبرت از گرگ دنی	
	تو نہین روبہ بہادر ہے مری		بہیڑیے سے جب تجھے عبرت ہوی	ترجمہ

شرح شعر کہتا ہے کہ اے لومڑی جبکہ تو نے اس کمینہ بہیڑیے کا حال دیکھکر نصیحت حاصل کی ہے تو تو لومڑی نہین ہے بلکہ باعتبار صفات وہمت مردانہ میرا شیر ہے اور میرے نزدیک نہایت محبوب اور دلیر ہے کیونکہ نفس امارہ کو پامال کرکے مرتبۂ فنا حاصل کرنا بڑے شیر مردون کا کام ہے جو لومڑی سے نہین ہوسکتا۔

	مرگ یاران و بلائے محترز		عاقل آن باشد کہ عبرت گیرد از	
	آفتون سے جسکو عبرت ہو نصیب		ہے زمانہ مین وہ عاقل اے حبیب	ترجمہ

شرح محترز قابل احتراز یعنے وہ چیز جو قابل پرہیز ہو مطلب یہ کہ عقلمند وہ ہے جو عزیزون یگانون اور دوستون کی موت اور لوگون کو پہنچنے کے قابل بلاؤن مین مبتلا دیکھکر انکے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اور انکو مرتا دیکھکر خود مرنے سے پہلے مر جائے یعنے فنافی اللہ ہوجائے عرب مین یہ مثل مشہور ہے **اَلْعَاقِلُ مَنِ اتَّعَظَ بِمَوْتِ جِیْرَانِہٖ** یعنے عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے ہمسایون کے مرجانے سے عبرت پکڑے اور اپنے آپ کو فانی سمجھے

	کہ مرا شیر از پس آن گرگ خواند		روبہ آن دم بر زبان صد شکر راند	
	کہ مجھے پیچھے بلایا شاہ نے		شکر پھر اسپر کیا روباہ نے	ترجمہ

شرح یعنے لومڑی نے شیر سے انعام واکرام حاصل کرکے یہ کہا کہ خدا کا شکر ہے اور اسکا احسان کہ شیر نے مجھکو شکارون کی تقسیم کا امتحان لینے کے لیئے بہیڑیے کے بعد بلایا ورنہ مین ہرگز جیتی نہ بچتی۔

	بخش کن آن را کہ بردے جان ازو		گر مرا اول بفرمودے کہ تو	
	کون تھا وہ جو بچا لیتا مجھے		وہ اگر پہلے بلا لیتا مجھے	ترجمہ

شرح لومڑی کہتی ہے کہ اگر شیر بہیڑیے سے پہلے مجھے بلا کر یہ حکم دیتا کہ تو ان شکارون کو تقسیم کردے تو مین ہرگز جان بر نہوتی اور یہ شیر اس بہیڑیے کی طرح ضرور مجھے مار ڈالتا کیونکہ شکار مین مین بھی اپنا حصہ لگاتی

	مقصود در حکایت فضیلت آخر زمانیان	
	اس حکایت مین آخر زمانہ والون کی فضیلت کا بیان کرنا اصلی مقصود ہے	ترجمہ

شرح آخر زمانہ والون سے امت محمدیہ مراد ہے جو پہلی سرکش امتون کے بعد انکے حال سے عبرت حاصل کرنیکے

لیئے آخر زمانہ مین پیدا ہوئی ہے تاکہ پہلون کا حال دیکھہ دیکھہ کر آخرت کے عذاب سے نجات پا جائے

	پس سپاس او را کہ ما را در جہان	کرد پیدا از پس پیشینیان
ترجمہ	شکر حق احسان ذات کبریا	ہمکو جسنے بعد مین پیدا کیا

شرح یعنے اُس خدا کا شکر ہے جسنے ہمین پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے لیئے گزشتہ اُمتون کے بعد پیدا کیا تاکہ ہم اُس بھیڑیے کی حالت کو دیکھکر عقلمند لومڑی بنجائین اور نجات حاصل کرلین

	تا شنیدیم آن سیاستہائے حق	بر قرون ماضیہ اندر سبق
ترجمہ	ہمنے سب سن لین سیاستہائے حق	ہوگیا معلوم حال ماسبق

شرح یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے وہ قہر جو پچھلے زمانون مین پہلی اُمتو ہو چکے ہین سُن لین اور اُنسے عبرت حاصل کرکے خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت مین ہمیشہ جھکے رہین۔

	تا کہ ما از حال آن گرگان پیش	ہمچو روبہ پاس خود داریم بیش
ترجمہ	بھیڑیون کا تاکہ ہم سن سکے حال	رکھین روبہ سے بڑکے خود اپنا خیال

شرح یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم پہلے بھیڑیون (گزشتہ اُمتون) کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرکے بہت زیادہ اپنی حفاظت کرین اور خداتعالےٰ اور رسول کی اطاعت کرکے اُخروی ہلاکت سے اکر دیا

	اُمت مرحومہ زین رو خواند مان	آن رسول حق و صادق در بیان
ترجمہ	اسلیئے فراتے ہین سچے نبی	اُمت مرحومہ ہے اُمت مری

شرح یعنی چونکہ ہم پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے باعث مصدر رحم خداوندی ہین اسلیئے رسول نے ہمین اُمت مرحومہ کا خطاب دیا ہے حدیث شریف مین آیا ہے۔ اُمَّتِی مَرْحُومَۃٌ لَیْسَ عَلَیْہَا عَذَابٌ فِی الْآخِرَۃِ عَذَابُہَا فِی الدُّنْیَا اَلْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میری اُمت مرحومہ ہے اُسپر آخرت مین عذاب نہوگا بلکہ اُسے فتنہ و فساد اور زلزلون اور قتل کا عذاب دنیا مین دیا جائیگا یعنے بعض لوگ دنیا مین باہم فساد اور خونریزیان کرینگے لیکن باہم فساد و قتل کا دنیوی عذاب جو اُمت محمدیہ کو دیا گیا ہے یا دیا جائیگا وہ گزشتہ اُمتون کے دنیوی عذاب سے بہت ہلکا ہے کیونکہ وہ سور اور بندر بنادیئے گئے ہین۔ اور محققین کا قول ہے کہ اکثر اُمت محمدیہ شفاعت رسول مقبول کے باعث دوزخ سے بالکل محفوظ رہیگی۔ اور بعض گنہگار دوزخ مین بہت تھوڑی دیر رہینگے اور اُنپر ایک طرح کی غشی طاری ہوجائیگی بعد شفاعت اُنہین دوزخ سے نکال لینگے اور دوزخ مین تھوڑی دیر رہنا نہ رہنے کے برابر ہوجائیگا۔ اسلیئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اُمت محمدیہ پر آخرت مین عذاب نہوگا اور اسی وجہ سے اس اُمت کو آپنے اُمت مرحومہ فرمایا ہے

دوسری حدیث یہ ہے اُمتی مرحومۃ مِن جِہۃ کونہا متاخرۃ عَن الاُمم مُعتبرۃ بقہر اللہ لہم یعنے رسول مقبولؐ فرماتے ہین کہ میری اُمت اسلیئے مرحومہ ہے کہ وہ گزشتہ امتون کے بعد پیدا ہوئی ہے اور اُنپر جو قہر الٰہی نازل ہوچکا ہے اُس سے عبرت حاصل کرتی ہے اور یہ عبرت حاصل کرنا اسکے نجات کا سامان ہے

	استخوان و پشم آن گرگان عیان	بنگرید و پند گیرید اے مہان
ترجمہ	دیکھکر اُن بھیڑیون کی ہڈیان	چاہیئے حاصل کرے عبرت جہان

شرح یعنے اے لوگو اُن بھیڑیون (گزشتہ اُمتون) کی گڑی ہوئی ہڈیون اور بالون کو دیکھو اور خدا و رسول کی نافرمانی کے باعث اُنکے سخت عذاب مین مبتلا ہوکر ہلاک ہونے اور نام و نشان مٹجانے سے عبرت حاصل کرو۔ اور اس سے بچو۔ تاکہ تمہارا وہی حشر نہو جو اُنکا ہوا۔ یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے قُل سِیرُوا فِی الاَرضِ فَانظُرُوا کَیفَ کَانَ عَاقِبَۃُ المُکَذِّبِین یعنے اے پیغمبر لوگون سے کہدو کہ زمین مین چل پھر کر اس بات کو دیکھین کہ خدا اور اُسکے رسولون کے جھٹلانے والون کا انجام کیسا بُرا ہوا۔

	عاقل از سر بنہد این ہستی و باد	چون شنید انجام فرعونان و عاد
ترجمہ	چھوڑ دے غافل یہ ہستی و غرور	دیکھ حال عاد و فرعون کو ضرور

شرح یعنے اگرچہ حسب مضمون آیت وَمَا کَانَ اللہُ لِیُعَذِّبَہُم وَاَنتَ فِیہِم امت مرحومہ پر عذاب الٰہی نہوگا کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر جبتک تم اُنمین موجود ہو خدا اُنہین عذاب سے بچائے رکھیگا لیکن قرآن مجید مین یہ آیت بھی موجود ہے اِنَّ بَطشَ رَبِّکَ لَشَدِید یعنے بیشک اللہ تعالےٰ کا مواخذہ نہایت سخت ہے۔ اسلیئے ہر عقلمند شخص پر فرض ہے اپنی ہستی کے تکبر اور وجود کے عجب و غرور کے خیال کو دماغ سے نکال ڈالے۔ بالکل مٹادے۔ ورنہ اُنہی کی طرح ہلاک ہوجائے گا۔

	ورنہ بنہد دیگران از حال او	عبرتے گیرند و ز اضلال او
ترجمہ	ورنہ دیگر لوگ اُسکے حال سے	پکڑینگے عبرت سیر اضلال سے

شرح یعنے اگر کوئی شخص تکبر و غرور کے خیال کو دماغ سے نہ نکالیگا۔ اور خدا و رسول کے احکام کے سامنے نہ جھکے گا تو ضرور ہلاک ہوگا اور دیگر عقلمند لوگ اُسکے حال او اضلال (گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے) سے عبرت حاصل کرینگے۔ یعنے ایسا شخص ہلاک ہوکر پہلی اُمتون کی طرح خود محل عبرت بنجائیگا۔

تہدید کردن نوح علیہ السلام مر قوم را کہ با من مپیچید کہ من روپوشم خدا را پس با خدا مے پیچید بحقیقت نہ با من

ترجمہ نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو ڈرا کر یہ کہنا کہ اے لوگو مجھسے نہ لپٹو یعنے مجھسے نہ لڑو کیونکہ مین نقاب جمال

خداوندی ہوں اسلیئے تم مجھسے نہیں لڑتے بلکہ فی الحقیقت خداسے لڑتے ہو اس لڑائی کا انجام اچھا نہوگا۔
شرح یہ داستان عبرت کے متعلق گزشتہ بیان سے مناسبت رکھتی ہے اور پیچیدن یعنے لپٹنا یعنے مخاصمت کرنا ہے
اور لفظ روپوش بمعنے نقاب ہے یعنے حضرت نوح نے قوم سے یہ فرمایا تہا کہ میں متخلق با خلاق اللہ اور متصف
بصفات الٰہی ہوں اور میری بشریت اسکی جمال کا حجاب ہے یعنے وہ میرے وجود میں متجلی ہے پس تو میرے ساتہ تمہاری
یہ مخاصمت گویا اللہ تعالےٰ کے ساتہ لڑائی باندہنی ہے جسکے نتیجہ میں تم ضرور ہلاک ہوجاؤگے۔

	گفت نوح اندر نصیحت قوم را	در پذیرید از خدا آخر عطا
ترجمہ	نوح نے یہ قوم سے اپنی کہا	کیون نہیں عطیات خدا

شرح یعنے حضرت نوح نے نصیحت کرتے ہوئے اپنی قوم سے یہ کہا کہ اے لوگو خدا کی عبادت اور میری اطاعت
کرو اور خدا کے اس عطاء احسان کو قبول کرلو جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرنے کے بعد تمپر مینہہ کی طرح برسیگا
یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ نوح میں ہے۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء
علیکم مدرارا الیٰ آخر الآیہ یعنے حضرت نوح نے اللہ تعالےٰ سے اپنی قوم کی شکایت کرتے ہوئے یہ فرمایا
کہ اے خدا میں نے اپنی قوم سے کہدیا تہا کہ تم خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہو۔ وہ غفار ہے۔ تمپر جل تہل کر
دینے والا ابر بہیجیگا۔ اور مال واولاد سے تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے لیئے طرح طرح کے باغ اور نہریں پیدا کردیگا

	بنگرید اے سرکشان من من نیم	من زجان مردم بجانان زیم
ترجمہ	میں نہیں میں سرکشو۔ بیجان ہو نہیں	مردہ ہوں اور وصل جاناں ہو نہیں

شرح یعنے حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے سرکشو میرے مرتبہ کو پہچانو میں فی الواقع میں نہیں ہوں
بلکہ نقاب جمال خداوندی ہوں اور میں اپنی جان سے فنا ہوکر صرف اپنے جانان (شاہد حقیقی) کی مدد سے زندہ ہوں
مطلب یہ کہ میں گو صورتا میں بشر ہوں لیکن درحقیقت میری روح حیوانی فنا ہوگئی ہے اور میں شاہد حقیقی تک
واصل ہوں۔ اسلیئے مجھسے لڑنا اور میری مخالفت کرنی گویا خدا کی مخالفت کرنی ہے

	چون زجان مردم بجانان زندہ ام	نیست مرگم تا ابد پاینده ام
ترجمہ	مرکے جانان کے سبب زندہ ہوں میں	موت کیسی زندہ پائندہ ہوں میں

شرح یعنے جبکہ میں اپنی جان سے فنا ہوکر واصل جانان ہوگیا ہوں تو اب مجھے معمولی یعنے اضطراری موت
نہ آئیگی بلکہ ہمیشہ زندہ رہونگا۔ کیونکہ واصلان حق جو متخلق با خلاق اللہ ہوتے ہیں روحانی طور پر ہمیشہ زندہ رہتے ہیں

	چون بمردم از حواسات بشر	حق مرا شد سمع وادراک و بصر
ترجمہ	میں جدا مجھسے حواسات بشر	حق ہے میری سمع وادراک و بصر

شرح حضرت نوح قوم سے فرماتے ہین کہ جب مین حواس بشری اور روح حیوانی سے جدا ہوکر فانی فی اللہ ہوگیا تو اللہ تعالے نے مجھے اپنی صفتین مرحمت فرمادین اور وہ حسب مضمون حدیث شریف بی یسمع وبی یبصر خود میری سماعت و ادراک و بصارت بنگیا۔ یہ حدیث کئی جگہ نقل ہوچکی ہے۔

چونکہ من من نیستم این دم ز ہوست | ہیش این دم ہر کہ دم زد کافر اوست

ترجمہ: مین نہین مین بلکہ ہے یہ نطق ہو | اسکا جو منکر ہے حق کا ہے عدو

شرح حضرت نوح کہتے ہین کہ چونکہ مین فی الواقع مین نہین ہون بلکہ یہ دم یعنے میرا کلام یا نفس ناطقہ خدا کی طرف سے ہے اور مین متکلم بکلام حق ہون میرا کلام مصداق بی ینطق ہے اسلیئے میرے نفس ناطقہ یا کلام کے آگے جو شخص دم ماریگا۔ یعنے کلام کا انکار یا اسکی مخالفت کریگا۔ وہ بیشک کافر ہے۔ کیونکہ میرا کلام فی الواقع کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کا منکر بلا شک کافر ہوتا ہے۔ اے سرکشو میرا کلام سنو اور قبول کرو

ہست اندر نقش این روباہ شیر | سوے این روبہ نشاید شد دلیر

ترجمہ: جسم مین روباہ کے پنہان ہے شیر | شیر کی جانب نہ جا ہو کر دلیر

شرح نقش روباہ سے وجود بشری مراد ہے اور شیر استعارہ ذات ہے حضرت نوح کہتے ہین کہ میرے وجود بشری مین شیر ذات پنہان ہے اسلیئے مجھے لومڑی سمجھکر دلیری یعنے گستاخی کے ساتھ میری طرف آنا نچاہیئے۔ ورنہ گستاخی کرنے والا اس شیر کے پنجہ تو پنج سے ضرور ہلاک ہوجائے گا۔ اور اپنے کیے کی سزا پائے گا۔

گر ز روے صورتش مے نگروی | غرش شیران ازو مے نشنوی

ترجمہ: گر نہین ہے شکل ظاہر پر یقین | غرش شیران بھی تو سنتا نہین

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے انکا طب اگر تو باعتبار صورت روباہ سمجھکر انبیا کا گرویدہ نہین ہوتا اور انپر ایمان نہین لاتا تو کیا انبیاء کی شیرانہ غرش بھی تجکو نہین سنائی دیتی دوسرے مصرع مین استفہام تقریری ہے یعنے کیا تو نہین دیکھتا کہ انکی قوت لاکھ شیرون سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ شعر مین ہے

گر نبودے نوح را از حق یدے | پس جہانے را جہان برہم زدے

ترجمہ: گر نہوتی قوت یزدان پاک | نوح عالم کو نہ کر سکتے ہلاک

شرح یعنے اگر حضرت نوح کو اللہ تعالے کی طرف دست قدرت اور غیبی طاقت حاصل نہوتی تو وہ سارے جہان کو کیونکر درہم برہم کردیتے یعنے انکی بددعا کہ ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارا اے خدا کسی کافر کو زمین پر زندہ نچھوڑ ہرگز قبول نہوتی۔ اور طوفان نوح تمام کفار کو کسطرح غرق فنا کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح کی غیبی طاقت خداداد تھی جسنے تمام عالم کو ہلاک کردیا۔

صد ہزاران شیر بود اندر تنے　　ہر دو عالم را ہمے دید ارزنے

ترجمہ: اک بدن تہا لاکہہ شیرون کی بنی　　دونون عالم کی حقیقت کچہ نہ تہی

شرح ارزن ایک قسم کا غلہ ہے جسکو ہندی مین چینا کہتے ہین یعنے حضرت نوح ؑ کے ایک جسم مین لاکہون شیرون کی قوت پنہان تہی اسلیئے اُنہین دونو عالم اپنے خداداد غیبی قوت کے سامنے چینے کے ایک دانہ کے مانند نظر آتے تہے بعض نسخون مین اندر تنے کی جگہ اودر تنے ہے یعنے حضرت نوح ؑ اپنے جسم مین قوت غیبی کے اعتبار سے لاکہون شیرون کے مانند تہے کیونکہ قوت غیبی تمام قوتون سے بڑہی ہوی ہوتی ہے

او برون رفتہ جدا از ما و منے　　او چو آتش بود و عالم خرمنے

ترجمہ: تہے جدا وہ ما و من سے بیرچان　　آگ تہی وہ اور خرمن تہا جہان

شرح یعنے چونکہ حضرت نوح ؑ ما و من (تکبر و انانیت) سے بالکل الگ ہوکر فانی فی اللہ اور باقی بقا باللہ ہو گئے تہے اسلیئے اُنکے افعال افعال آلہی اور اُنکی طاقت طاقت خداوندی تہی۔ اور وہ اپنی قوت کا اثر ڈالنے مین آگ کے مانند اور تمام جہان اُنکا اثر قبول کرنے مین خرمن کی مانند تہا۔ یہی سبب تہا کہ اُنکی بد دعا نے تمام عالم کو ٹہنڈی آگ مین جلا دیا یعنے پانی مین غرق کردیا طوفان نوح کا قصہ مشہور ہے اسلیئے نقل کرنے کی ضرورت نہین

چونکہ خرمن پاس عُشر او نداشت　　او چنان شعلہ بران خرمن گماشت

ترجمہ: اُنکا حصہ جب نہ خرمن نے دیا　　شعلہ نے خرمن کو خاکستر کیا

شرح عُشر زمین کی پیداوار کے اُس دسوین حصّہ کو کہتے ہین جو بادشاہ وقت کو دیا جاتا ہے یعنے جبکہ خرمن کفار نے حضرت نوح ؑ کے دسوین حصہ کو محفوظ نہ کہا اُنکی اطاعت نہ کی تو نوح ؑ نے اُنکے خرمن وجود کو جلا ڈالنے کے لیے قہر آلہی کے شعلہ (بد دعا) کو حکم دیدیا اور اس شعلہ نے اُن سب کو ہلاک کردیا۔

ہر کہ او در پیش این شیر نہان　　بے ادب چون گرگ بکشاید دہان

ترجمہ: جو کوئی شیر نہان کے روبرو　　بے ادب ہوکر کرے گا گفتگو

ہمچو گرگ آن شیر بر درّاندش　　فانتقمنا منہم بر خواندش

ترجمہ: بے ادب کو شیر پہاڑ یگا ضرور　　فانتقمنا کا سبق دیگا ضرور

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جو شخص اُس شیر کے آگے جو صورت انسانی مین چہپا ہوا ہے اُس بہیڑیے کی طرح بے ادبی کے ساتہ منہ کہولدے گا یعنے انبیاء اولیا کے ارشادات و احکامات کی توہین کریگا تو وہ شیر کے لیے نامعقول اور بے ادب بہیڑیے کو ضرور پہاڑ ڈالیگا اور اُسے آیت فانتقمنا منہم (ہمنے اُنسے اپنا بدلہ لے لیا) پڑہکر سُنادیگا۔ اس آیت کی شرح پہلے ہو چکی ہے اسلیئے مکرر تشریح کی ضرورت نہین۔

	زخم یابد ہمچو گرگ از دست شیر	پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر
ترجمہ	کھائے گا بے شبہ و شک وہ زخم شیر	روبرو جو شیر کے ہوگا دلیر

شرح یعنے جو بیوقوف دلیر ہوکر شیر کے پاس چلا جاتا ہے وہ شیر کا تھپیڑ کھا کر ضرور زخمی ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ شیران بیشۂ توحید (انبیا و اولیا) کا مقابلہ کرتے ہین وہ عذاب الٰہی مین مبتلا کیے جاتے ہین

	کاشکے آن زخم بر جسم آمدے	تا بجستے کایمان و دل سالم بُدے
ترجمہ	کاشکے وہ زخم آتا جسم پر	تا دل و ایمان بچتے سر بسر

شرح یہان مولانا قدس سرہ اپنے دلی آرزو بیان کرتے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے کاش انتقام الٰہی کا زخم فقط جسم ہی پر آتا اور یہ بات ہوتی کہ دل مع ایمان کے سالم رہتا کیونکہ جسم کا زخم مندمل ہوکر فانی ہوجاتا ہے اور ایمان و دل کا زخم باقی رہنے والی شے ہے ایمان و دل کا زخم تکبر اور معاصی ہین جنسے اوّلاً دل سیاہ ہوکر قساوت قلبی حاصل ہوتی ہے اسلیئے اسمین ایمان داخل نہین ہوتا۔ اور معاصی بڑہتے جاتے ہین۔ یہانتک کہ انتقام کی ضرورت پڑتی ہے پس تو دل کا سیاہ کردینا ہی انتقام الٰہی ہے اور اُسکی سزا دوزخ ہے اسلیئے مولانا کی آرزو ہے کہ انتقام فقط بدن سے مخصوص ہوتا اور دل سیاہ نہوا کرتا۔ تاکہ ایمان بچا رہتا ہان بعض نافرمانیون کے بدلے مین فقط بدن کو صدمہ پہنچتا تو اتنا قابل افسوس نتہا بشرطیکہ ایمان سالم رہتا۔ کیونکہ ایمان کی سلامتی مین اگر بدن کو یہانتک صدمہ پہنچے کہ سارے جسم کا تلوار سے قیمہ کردیا جائے تو بھی اہل ایمان کو کسی قسم کا نقصان نہین پہنچا سکتا اور ایمان نہو تو جسمانی آرام اور لذتین بالکل بیکار اور عنقریب فنا ہوکر عذاب الٰہی مین مبتلا کرنیکے سامان ہین۔ یا الٰہی تو لوگون کے ایمان کو سلامت رکھ اور انہین جسمانی تکلیفون پر صبر دے

	قوتم بگسست چون اینجا رسید	چون توانم کردن این سر را پدید
ترجمہ	مجھمین اب قوت نہین ہے کیا کرون	کسطرح یہ بھید ظاہر کرسکون

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ جب میرا کلام مقام انتقام تک پہنچا تو آگے قوت بیانیہ جاتی رہی۔ کیونکہ اسکی حقیقت سمجھنی مشکل ہے کہ قہر الٰہی بدن سے متعلق ہو تو ایمان سلب نہین ہوتا اور دل سے متعلق ہو تو سلب ہوجاتا ہے اور انہین کیا بھید ہے کہ جب قلب کی طرف بلا آتی ہے تو راہ ایمان بند ہوجاتی ہے اور وہ بلا یعنے سیاہی قلب دل کی طرف کیون آتی ہے۔ اسکی واقعی حقیقت کیا ہے مین یہ اسرار بتفصیل بیان نہین کرسکتا یا تو اسلیئے کہ اس پوشیدہ راز کا کھولنا ہی مناسب نہین یا اسلیئے کہ مجھپر انتقام الٰہی کے ذکر سے خوف الٰہی طاری ہوجاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی غلبۂ خوف کے وقت کوئی کام نہین کرسکتا۔ لیکن بات مین دل کی سیاہی سے اور انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب اور نجات کا راستہ بطور اشارات بیان کیے دیتا ہون چنانچہ آیندہ شعر الٰہی

مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور آیندہ اشعار مین مولانا انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب بیان کرتے ہین۔

لیک ہم رمزے بگویم با شما	بو کہ دریابید و گردید آشنا
ترجمہ: مین کہے دیتا ہون تمسے ایک راز	تاکہ ہو اُسکے عمل سے سرفراز

شرح یعنے مین انتقام الٰہی کے متعلق اسرار کو بالتفصیل تو بیان نہین کرسکتا مگر اُس سے بچنے کی ایک ترکیب بتائے دیتا ہون شاید تم اُس ترکیب پر عمل کرنے لگو اور انتقام سے بچ جاؤ۔ وہ یہ ہے

ہمچو آن روبہ کم اشکم کنید	پیش او روباہ بازی کم کنید
ترجمہ: شکل روبہ کم کرو اپنا اشکم	مکر و حیلہ چھوڑ دو سب یک قلم

شرح یعنے انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ پیٹ کو کم کرو یعنے غذائین کم کھاؤ دنیوی لذات کے پابند نہ رہو ورنہ گناہون مین مبتلا ہو جاؤگے اور اکل و شرب کے حاصل کرنے یا حاجت سے زیادہ تلاش معاش مین حرام و حلال کی تمیز نہ رہیگی اور اپنے دنیوی سامانون پر مغرور ہو کر احکام خدا اور رسول کی پابندی نہ کروگے اور انجام کار انتقال الٰہی یعنے عذاب خداوندی مین مبتلا ہو جاؤگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے حضور مین روباہ بازی رفریب و مکر و دغا بازی) نکرو یعنے حیلے حوالے کرکے اسکے احکام کی نافرمانی نہ کرو ورنہ اللہ تعالےٰ بمقتضائے وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ تمہین ضرور سزا دیگا۔ اور اُس بھیڑیے کی طرح ہلاک کردیگا

جملہ ما و من بہ پیش او نہید	ملک ملک اوست ملک او را دہید
ترجمہ: اپنے ما و من کو کردو صاف گم	ملک اُسکی ملک ہے دو اُسکو تم

شرح یعنے اپنے وجود کو خدا کی محبت مین فنا کرڈالو اور تکبر و انانیت کو چھوڑ کر تمام اشیاء کو اسکے سپرد کردو اُسکو تمام کائنات کا حقیقی مالک جانو اور اپنے آپ کو فقیر خیال کرو اور اِس آیت کے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (خدا مالک و غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) مضمون پر غور کرو اور مملوک بنکر مالک کے احکام بجالاتے رہو۔ انتقام الٰہی کرنے سے بچے رہوگے

چون فقیر آئید اندر راہ راست	شیر و صید شیر خود آن شماست
ترجمہ: آؤ اس رستہ مین تم بنکر فقیر	پھر تمہین ہو شیر گیر و صید گیر

شرح یعنے اگر تم فقیر و ذلیل ہو کر اور تکبر و غرور کو چھوڑ کر خدا کے رستہ مین آجاؤگے تو شیر بھی تمہارا ہے اور اُسکے شکار کیے ہوے جانور بھی تمہاری ملک مین شیر سے ذات الٰہی صید شیر سے صفات الٰہی مراد ہین یعنے اگر تم خدا کے ہو جاؤگے تو خدا ہر حال مین تمہارا مددگار ہوگا اور تمہین اپنی صفتین عطا فرمادیگا جیسا کہ اُس شیر نے اپنے سب شکار لومڑی کو عطا کردیے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو بندون کا عجز نہایت پسند ہے اور وہ اپنی نعمتین عاجزون سے عطا فرماتا ہے اور متکبر ہمیشہ محروم رہتے ہین۔

	بے نیاز است او ز مغز نغز و پوست	زانکہ او پاکست و سبحان وصف اوست	
	اور مغز و پوست سے ہے بے نیاز	کیونکہ ہے اللہ پاک و کارساز	ترجمہ

شرح یہ شعر گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اللہ تعالے کے حضور میں فقیر و ذلیل ہو کر آنا اسلیئے فرض ہے کہ وہ غنی اور ہر شئے سے بے نیاز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو ایسا بے نیاز ہو اسکے سامنے متکبر و مغرور ہو کر آنا بالکل ناجائز ہے مغز نغز (خالص اور نادر) سے کمالات باطنی اور پوست یعنے ظاہری کمال سے مجاہدات ظاہری مراد ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالے کے افعال اغراض سے منزہ ہین اور وہ خود ہر قسم کے عیب و نقصان سے پاک اور بندون کے کمالات ظاہری و باطنی سے بالکل بے نیاز ہے اُسنے بندون کو ہر قسم کے کمالات انہین کے فائدہ کے لیے عطا فرما رکھے ہین اللہ تعالے کو اُنکی کچھ حاجت نہین۔ پھر ایسے بے نیاز کے حضور مین تکبر کرنا سخت غلطی ہی نہین بلکہ کفر ہے بعض نسخون مین ز مغز معز و پوست ہے۔ معز بعین مہملہ عربی مین بکرے کو کہتے ہین۔ چونکہ بکرے مین مغز و پوست دونو چیزین موجود ہوتی ہین اسلیئے یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالے کمالات باطنی و ظاہری سے مجموعۃً بھی پاک ہے اور الگ الگ بھی نیز بعض نسخون مین نغز و مغز و پوست (دونون جگہ بواو عطف) ہے اسصورت مین نغز بمعنے چیزے لطیف تر اور مغز بمعنے لطیف مطلق اور پوست بمعنے کثیف ہے یعنے اللہ تعالے لطیف تر اور مطلق لطیف اور کثیف مطلب یہ کہ جمیع اشیاء سے بے نیاز ہے

	از برائے بندگان آن شہ است	ہر شکار و ہر کراماتی کہ ہست	
	سب یہ بندون کے لئے ہے آشکار	جو کرامت اور جو کچھ ہے شکار	ترجمہ

شرح لفظ شکار بمعنے صنعت و ایجاد ہے کیونکہ شکار ایک معدوم شئے کی ایجاد کا نام ہے اور کرامات جمع کرامت بمعنے بزرگی ہے خواہ باطنی ہو یا ظاہری مطلب یہ کہ تمام افعال اور ہر طرح کی بزرگیان صرف بندون کے فائدہ رسانی کے لیئے پیدا کیگئی ہین اللہ تعالے ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

	تا نگردد بندہ ہر سو حیلہ جو	گفت الیس اللہ بکاف عبدہٗ	
	تا نہ بندہ حیلہ جو ہو سو بسو	ہے الیس اللہ بکاف عبدہٗ	ترجمہ

شرح یعنے چونکہ بندے ہر حال مین فقیر اور محتاج ہین اسلیئے اُنکو تسلی دینے کے لیے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ الیس اللہ بکاف عبدہٗ یعنے کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہین ہے بلکہ ہر حال مین کافی ہے مطلب یہ کہ جو شئے عالم وجود مین بندون کے پاس نہو اسے وہ خدا سے مانگ لیا کرین کیونکہ عالم اعیان ثابتہ اور خزینہ الٰہی مین ہر شئے موجود ہے اور یہ تسلی اسلیئے ہے کہ بندے ادہر اُدہر غیر اللہ سے اپنی حاجت نہ مانگتے پھرین درحقیقت اس آیت کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے اپنے رسول مقبول کو دشمنان دین کے شر سے کفایت کرتا ہے

لیکن مولانا نے بعموم لفظ عبد سے عام بندگان الٰہی مراد لیے ہین۔

نیست شہ را طمع بہر خلق ساخت ۔ اینہمہ دولت خنک آنکو شناخت

ترجمہ خالق بے طمع کو کیا چاہیئے ۔ ساری دولت ہے یہ خلقت کے لئے

شرح لفظ اینہمہ دولت۔ ساخت کا مفعول ہے یعنے اللہ تعالے نے باوجود بے نیازی یہ تمام دولت ظاہری و باطنی صرف بندون کے لئے بنائی ہے کہ صانع حقیقی کو پہچانین اور اُسکا شکریہ ادا کرین۔ خنک آنکو شناخت کا یہ مطلب ہے کہ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب و شادکام ہے جسنے اُسکی بے نیازی کے نمونون کو پہچان لیا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالے کو بے نیاز سمجھیگا وہ ضرور اپنے دولت ظاہری و باطنی کو ناقابل سمجھکر تجبر سے بچیگا۔ اور نجات حاصل کریگا۔ دولت ظاہری سے مال دنیوی اور باطنی سے دولت عرفان مراد ہے

آنکہ دولت آفرید و دو سرا ۔ ملک و دولت ہا چہ کار آید ورا

ترجمہ ہے جو دولت آفرین خلق آفرین ۔ ملک و دولت کی اُسے پروا نہین

شرح یعنے جس خدائے بے نیاز نے دولت اور دو جہان کو پیدا کیا ہے۔ اُسکو ملک و دولت کی کچھ حاجت نہین کیونکہ وہ غنی مطلق ہے اور تمام مخلوق محتاج و فقیر ہے غنی کو فقیر کی حاجت نہین ہوتی بلکہ فقیر غنی کا محتاج ہوا کرتا ہے

پیش سبحان بس نگہدارید دل ۔ تا نگردید از گمان بد خجل

ترجمہ چاہیئے ہے اُسکے آگے حفظ دل ۔ بدگمانی سے نہو تم تا خجل

شرح یعنے ایسے لوگو اللہ تعالے کی نسبت اِس گمان بد سے کہ اُسنے ممکنات کو کسی اپنی غرض کے لیے پیدا کیا ہے دل کو محفوظ رکھو ورنہ تم اِس بدگمانی کے باعث قیامت کے دن اُسکے حضور مین شرمندہ ہوگے اور خجالت اُٹھاؤگے۔ کیونکہ ایسے غنی کو صاحب غرض گمان کرنا کفر ہے اور کفر قابل سزا ہے۔

کو ببیند سر و فکر و جستجو ۔ ہمچو اندر شیر خالص تار مو

ترجمہ یون نظر آتا ہے اُسکو سب کا حال ۔ دودھ مین ہو جائے ظاہر جیسے بال

شرح یعنے اللہ تعالے کی نسبت اسلیئے بدگمانی نکرنی چاہیئے کہ وہ علام الغیوب۔ اور علیم بذات الصدور ہے یعنے تمام غیب کی چیزون اور سینہ کی چھپی ہوئی باتون سے واقف ہے۔ اور وہ ہر شخص کے بھید اُسکے فکر اور اُسکے باطنی جستجو و طلب کو اسطرح دیکھتا ہے جسطرح کوئی دیکھنے والا خالص دودھ مین بال کو دیکھ لیتا ہے۔

آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد ۔ نقشہائے غیب را آئینہ شد

ترجمہ جو یہان بے لوث صافی سینہ ہے ۔ غیب کی شکلون کا وہ آئینہ ہے

شرح یہان سے انسان کامل کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص تصور غیر سے بے نقش

رخالی) اور صاف سینہ ہے یعنے سوائے حق کے دوسرے کو سینہ مین جگہ نہین دیتا وہ نقشہائے غیب یعنے ذات حق مع جمیع اسماء کا آئینہ ہے یعنے صاف دل صوفی آئینہ تجلیات اسماء و صفات ہوا کرتا ہے۔

	سرّ مارا بے گمان موقن شود	زانکہ مومن آئینہ مومن بود
ترجمہ	سب کے بھیدون کا ہے موقن آئینہ	کیونکہ ہے مومن کا مومن آئینہ

شرح یعنے انسان کامل ہمارے بلکہ جمیع اشیاء کے بھیدون کو بلاشک اور یقیناً جانتا ہے کیونکہ وہ مومن کامل ہے اور مومن دوسرے مومن۔ یا ذات الٰہی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ وہ دوسرے شخص یا ذات الٰہی کا آئینہ ٹھیرا تو اُسکے واقف اسرار ہونے مین کسی قسم کا شک نہ کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کی شرح کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے پہلے گزر چکی ہے۔ مومن اسمائے صفاتین سے اللہ تعالےٰ کا نام ہے اور ہر مومن کو بھی مومن کہہ سکتے ہین۔

	مومنے او مومنے تو بے گمان	درمیان ہر دو فرقے بیکران
ترجمہ	وہ بھی مومن تو بھی مومن بے گمان	فرق ہے دونون مین لیکن میری جان

شرح یعنے المخاطب عام بظاہر تو بھی مومن کہلاتا ہے اور عارف خاص بھی مومن ہے مگر فی الواقع دونون مین بہت بڑا فرق ہے

	چون زند او نقد ما را بر محک	پس یقین را باز داند او ز شک
ترجمہ	ہے محک سے اسپہ ظاہر نقد حال	جانتا ہے وہ یقین و بدخیال

شرح نقد سے نقد حال مردم اور محک (کسوٹی) سے انسان کامل کا آئینہ دل مراد ہے نیز یقین یعنے اعتقاد صحیح اور شک یعنے اعتقاد قبیح ہے جو ذات الٰہی اور انبیاء و اولیا کی نسبت ہو۔ مطلب یہ کہ عارف کامل ہمارے نقد حال کو اپنے آئینہ دل کی کسوٹی سے معلوم کرلیتا ہے اور اُسپر ظاہر ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ذات الٰہی یا انبیاء و اولیاء کی نسبت صحیح اعتقاد رکھتا ہے یا قبیح صوفیون کے اس علم کا نام علم مشاہدہ ہے علم غیبی نہین ہے

	چون شود جانش محک نقدہا	پس بہ بیند نقد را و قلب را
ترجمہ	اُسنے جب سونا کسوٹی پر دھرا	کھلگیا فی الفور سب کھوٹا کھرا

شرح یعنے چونکہ عارف کامل کی روح کسوٹی کے مانند ہے اسلیئے وہ کھرے کھوٹے کو الگ الگ پرکھ لیتا ہے۔ قلب کھوٹی چیز کو کہتے ہین۔ اور مطلب اشعار یہ ہے کہ جب خدا کے کامل بندے اسرار کو معلوم کرلیتے ہین تو خدا واقف اسرار کیونکر نہوگا اسلیئے اسکی نسبت بدگمانی ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔

در بیان۔ نشاندن پادشاہان صوفیان را پیش روئے خود تا چشمشان بدیشان روشن شود

ترجمہ اس بات کا بیان کہ بادشاہ صوفیون کو اسلیئے اپنے منہ کے سامنے بٹھایا کرتے ہین کہ اُنکے سبب آنکھین روشن ہوجائین یعنے صوفیون کے سامنے بٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ بادشاہون کو اُنکے سامنے رکھنے سے اپنی باطنی آنکھین روشن کرنی منظور ہوتی ہین

	بادشاہان راچنین عادت بود	این شنیده باشی ار یادت بود
ترجمہ	بادشاہون کی یہ عادت ہے ضرور	یاد گر تجکو رہے لے یہ شعور
	دست چپ شان پہلوانان ایستند	زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بہ بند
ترجمہ	بائین جانب ہوتے ہین سب پہلوان	کیونکہ دل بائین طرف ہے بیر بجان

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ار بمعنے اگر ہے یعنے اے مخاطب اگر تجھے یاد رہے تو یہ بات سُننے کے قابل ہے کہ بادشاہون کی عادت مین داخل ہے۔ کہ پہلوان اور دلیر لوگ اُنکی بائین جانب کہڑے ہوا کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ دل جو تمام اعضا کی بنسبت نہایت دلیر اور پہلوان ہے بائین پسلی کی جانب مقید ہے اس مناسبت سے بادشاہ پہلوانون کو اپنی بائین جانب جگہ دیا کرتے ہین یا یہ وجہ ہے کہ بادشاہ کے دل کا عکس انپر اور اُنکے قلب کا پر تو اُسپر پڑے۔ اور دونون مین شجاعت کا مادّہ بڑہا رہے۔

	مشرف و اہل قلم بر دست راست	زانکہ علم ثبت و خط آن دست راست
ترجمہ	دہنی جانب ہے سپاہی اہل قلم	کام دہنا کا ہے خط اے محترم

شرح مشرف بضم میم و سکون شین و کسر رائے مہملہ بمعنے بلند۔ وخبردار۔ وقریب و نویسندہ کہ بالائے نویسندگان باشد یعنے لکہنے والون کا افسر جسے میر منشی کہتے ہین۔ اور لفظ ثبت بمعنے لکہنا ہے۔ پہلے مصرع مین راست لفظ دست کی صفت ہے یعنے داہنا ہاتہہ اور دوسرے مین را بمعنے برلئے ہے اور ست حرف ربط مطلب یہ کہ میر منشی اور اہل قلم بادشاہون کی دہنی طرف کہڑے رہتے ہین کیونکہ علم تحریر اور علم خط و کتابت اُسی دہنی کا حصہ ہے بس تو گویا اہل قلم بادشاہون کے لیئے دہنی ہاتہہ کے مانند ہین اور اسیلئے اہل قلم کا نام اہل یمین ہے بعض نسخون مین زانکہ علم ثبت و خط آن راست راست ہے اور مطلب دونو نسخونکا ایک ہے۔

	صوفیان را پیش رو موضع دہند	کائنہ جانند و زائنہ بہند
ترجمہ	سامنے رہتے ہین صوفی سربسر	کیونکہ ہین آئینۂ جان و نظر

شرح یعنے شاہی دربار مین پہلوان بائین اور اہل قلم دہنی طرف کہڑے ہوتے ہین مگر صوفیون کو بادشاہ کے مُنہ کی سامنے جگہ ملا کرتی ہے کیونکہ صوفی اپنی روشنضمیری کے باعث روح کے حق مین آئینہ کے مانند ہوا کرتے ہین جسطرح دیکہنے والے کو آئینہ اُسکے عیب وصواب سب دکہا دیتا ہے اسیطرح صوفی اپنے ہمصحبت لوگون کو زبان سے کہے بغیر اُنکے روحانی عیب وصواب سے آگاہ کر دیتے ہین کیونکہ صوفی آئینہ ذات حق ہونے کے باعث آئینہ سے بدرجہا بہتر ہین۔ اور طالبان حق کو انہی کی بدولت اپنے باطنی عیب وصواب نظر آتے ہین یہ سچ ہے کہ اولیاء اللہ نہون تو تمام جہان اندہا اور گمراہ ہو جائے۔

	حاجبان این صوفیانند اے پسر		سادہ و آزادہ و افگندہ سر
ترجمہ	صورت دربان ہین صوفی اے پسر		سادہ و آزاد اور افگندہ سر

شرح یعنے وہ صوفی جو سادہ (ماسوے اللہ سے خالی) اور آزاد (دنیوی تعلقات سے الگ) اور افگندہ سر (عاجزان بارگاہ الٰہی) ہین وہ بادشاہی دربانون کے مانند ہین کہ انکی وساطت بغیر کوئی شخص واصل الے اللہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ صوفی حقیقی رہبر اور خدا تک پہنچانے والے ہوتے ہین۔

	سینہا صیقل زدہ از ذکر و فکر		تا پذیرد آئینہ دل نقش بکر
ترجمہ	دہیان مین ہر وقت ہے ذکر حبیب		دل کے آئینہ مین ہے نقش عجیب

شرح یعنے صوفیون نے اپنے سینون کو ذکر الٰہی اور فکر وصال الٰہی سے اسلیئے صیقل کر لیا ہے (ما نجھ ڈالا ہے) کہ انکا آئینہ دل نقش بکر (صورت زیبا و نادر یعنے نقش اسرار معنوی یا تجلی الٰہی) کے عکس کو قبول کرلے کیونکہ آئینہ بلا صیقل کسی نقش کو قبول نہین کرسکتا۔

	ہر کہ او از صلب فطرت خوب زاد		آئینہ در پیش او باید نہاد
ترجمہ	اصل پیدائش مین ہو جو خوب رو		آئینہ لازم ہے اسکے روبرو

شرح صلب بمعنے پشت سے یہان اصل فطرت مراد ہے یعنے جو شخص اصل خلقت کے اعتبار سے خوبصورت پیدا ہوا ہے اسی کے سامنے آئینہ رکھنا چاہیئے تاکہ آئینہ اسکے بنے ہوسے کا جل اور پھیلی ہوی مسی کے عیب کو شادے (عارضی عیوب کو دفع کردے) ورنہ بدصورت آدمی کے سامنے آئینہ رکھنا خود آئینہ کو پانی پانی کردیتا ہے پس تو چونکہ صوفی اصل پیدائش ہی سے نیک ہین اسلیئے اللہ تعالےٰ نے انکے پاک وصاف دلکا آئینہ انکے روبرو رکھدیا ہے جسمین وہ ہمیشہ جلوۂ الٰہی کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین یا یہ معنے ہین کہ جو لوگ باعتبار فطرت نیک ہین اللہ تعالےٰ صوفیون کو آئینہ بنا کر انکے روبرو بھیجدیتا ہے تاکہ وہ اپنے عیبون کی اصلاح کرین

	عاشق آئینہ باشد روئے خوب		صیقل جان آمد و تقوے القلوب
ترجمہ	عاشق آئینہ ہے ہر روے خوب		صیقل باطن ہے اور تقوے القلوب

شرح یعنے جسطرح ظاہری حسین اور اچھی صورت والے آئینے کے عاشق ہوتے ہین اسیطرح باطنی روئے خوب (یعنے جمال الٰہی) صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے۔ اور صوفیون کا آئینۂ دل طالبین کے حق مین باعث صیقل روح اور پرہیزگاری دل ہوتا ہے انکے دل کی صفائی دوسرون کی روحانی کدورت کو دور کردیتی ہے اور دلون کو پرہیزگاری عنایت فرماتی ہے اس صورت مین آمد کی ضمیر لفظ آئینہ کی طرف راجع ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ روئے خوب (جمال الٰہی) جو صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے روح کے لیئے باعث صیقل

کدورت دنیوی۔ اور دل کے لیئے موجب پرہیزگاری ہے اسصورت مین آملہ کی ضمیر آئینہ کی طرف ہے
تیسرے معنے یہ ہین کہ جو لوگ خوب و ہین یعنے فطرتاً نیک پیدا ہوے ہین وہ اپنے عیب وصواب دیکھنے کو
صوفیون کے آئینۂ دل پر عاشق ہین کیونکہ اُنکا آئینۂ دل باعث صیقل جان اور موجب پرہیزگاری ہے لی
النّاس یہ تینون معنے خاکسار شارح نے اپنے وجدان اور وہب العطیات کی امداد سے لکھے ہین جو مثنوی کی
کسی شرح مین نہین دیکھے گئے۔ اور علے ہذا القیاس جابجا بہت سے اشعار کو اپنی ہی طبیعت سے حل کیا ہے
اسلیئے یہ شرح تصنیف وتالیف دونو چیزون کا مجموعہ ہے الحتہ یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے
وَمَن یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ یعنے جو شخص خدا کی نشانیون کی تعظیم کرتا
ہے وہ پرہیزگار ہے کیونکہ یہ تعظیم دلون کی پرہیزگاری کے باعث صادر ہوتی ہے۔ علمائے ظاہر نے
اس آیت کو ظاہری معنون یعنے مناسکِ حج (مثلاً صفا مروہ پر دوڑنے اور قربانی وغیرہ کرنے) پر محمول
کیا ہے۔ اور علمائے تصوف نے شعائر یعنے خدا کی نشانیون سے عموماً تمام موجودات مراد لیئے ہین جو
مظاہر جمال الٰہی ہین اور آیت کے یہ معنے بیان کیے ہین کہ جو شخص مظاہر کی تعظیم کرتا ہے یعنے اُنمین
جلوۂ حق کا مشاہدہ کرتا ہے وہ پرہیزگار ہے اور یہ مشاہدہ جان کو ماسوا اللہ کے زنگ سے بالکل
پاک کر دیتا ہے **فائدہ** ان تمام اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ روح ایک بادشاہ ہے جو جسم کے تخت پر بیٹھکر
عدالت کرنا یعنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کر دینا چاہتی ہے اور قوائے نفسانی اُسکے
پہلوان ہین جنکو اُسنے ادائے حقوق کی خدمت دے رکھی ہے اور قوت متفکرہ اور عقل اُسکے وزیر ہین
جنکی مدد سے روح سلطنت ادائے حقوق مین ترقی کرتی ہے اور دل اُسکا آئینہ ہے اگر یہ آئینہ صاف ہے
تو روح اُسمین اپنا جمال اچھی طرح دیکھ لیتی ہے اور اگر زنگ آلود ہے تو اُسپر اپنا نورانی عکس نہین ڈالتی اور
چونکہ روح امر ربی ہے اسلیئے خلاصۂ مطلب یہ ہوا کہ جو دل پاک وصاف ہے وہ مظہر ذات ہے اور جو
زنگ آلودہ ہے وہ عکس تجلیات سے محروم ہے پور دل نہین فقط مشت گِل ہے

طالب آئینہ باشد والسلام	ہر کہ دارد روئے خوب و باتمام	
طالب آئینہ ہے وہ والسلام	ہے یہان جو خوبروسے و باتمام	ترجمہ

شرح باتمام یعنے درست ہے یعنی جو شخص خوبصورت اور درست چہرہ رکھتا ہے وہ آئینہ کا طالب ضرور
ہوتا ہے یہ شعر گذشتہ شعر کا ہم معنی ہے ایسا ہی مطلب ہے جو اُسکا تھا۔

آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السلام

ترجمہ ایک قدیم اور لڑکپن کے دوست کا زیارت یا ملاقات کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا

	بشنو اکنون یک مثال معنوی	تا تو دیگر قول صورت نشنوی
ترجمہ	ہم سے سن لے باطنی تو اک مثال	پھر نہ سننا ظاہری کچھ قیل و قال

شرح یعنے اینجا طلب اس بات کی کہ دل آئینہ جمال حق ہے ایک معنوی مثال ہم سے سن لے۔ اس معنوی تمثیل کے سمجھ لینے کی بعد تجھے کسی ظاہری مثال کے سننے کی ہرگز ضرورت نہ رہے گی۔

	آمد از آفاق یار مهربان	یوسف صدیق را شد میهمان
ترجمہ	ایکدن اک آشنا - اک مہربان	ہو گیا یوسف کا آکر میہمان

شرح یعنے بعض اطراف سے وارد ہوکر ایک دوست حضرت یوسفؑ کا مہمان ہوا آفاق یعنے اطراف ہے

	کآشنا بودند وقت کودکی	بر وساده آشنائی متکی
ترجمہ	کیونکہ بچپن کے یہ دونو دوست تھے	اور باہم اک جان سے تھے دو پوست تھے

شرح یعنے اس شخص کے مہمان ہونے کا یہ سبب تہا کہ وہ اور حضرت یوسفؑ دونو لڑکپن مین دوست تھے اور دونو باہم ملکر محبت کے تکیہ پر سہارا لگاکر بیٹہا کرتے تھے مطلب یہ کہ دونون مین قدیم تعارف تہا۔

	یاد دادش جور اخوان و حسد	گفت آن زنجیر بود و ما اسد
ترجمہ	بھائیون کا اُسنے جب پوچھا حسد	بولے وہ زنجیر تھی ہم تھے اسد

شرح یعنے مہمان نے حضرت یوسفؑ کو اُنکے بھائیون کے جور و حسد کا واقعہ یاد دلایا اور گذشتہ مصیبت کا حال پوچھا حضرت یوسف نے جواب دیا کہ وہ جور و حسد زنجیر کے مانند تہا اور ہم شیر کے مانند ہین۔ جسطرح زنجیر شیر کے لیئے بلندی مرتبہ کا باعث ہے کیونکہ زنجیر گلے مین پڑنے سے شیر کی قوت و ہیبت کا اظہار ہوا کرتا ہے اسیطرح بھائیون کے جور و حسد کی زنجیر ہمارے لیے بلندی مرتبہ کا باعث ہوی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ازراہ حسد ہمین کنوئین مین نڈالتے تو ہم عزیز مصر کس طرح بنتے۔ اور مرتبہ شاہی کیونکر عنایت ہوتا۔

	عار نبود شیر را از سلسله	ما نداریم از قضای حق گله
ترجمہ	شیر کو کیا ننگ ہے زنجیر سے	ہم گلہ کرتے نہین تقدیر سے

شرح یعنے حضرت یوسف نے فرمایا کہ جسطرح شیر کو زنجیر سے عار نہین ہوتی بلکہ فخر ہوتا ہے اسیطرح اُنکی جور و حسد کی زنجیر ہمارے لیے باعث ننگ و عار نہین ہوسکتی کیونکہ یہ حسد کی زنجیر حکم الہی کی پابند تہی اور حکم الہی سے ناراضی ہوکر اُسکا گلہ کرنا ہمارا شیوہ نہین ہے بلکہ ہم تو صبر کے بندے ہین

	شیر را بر گردن ار زنجیر بود	بر همه زنجیر سازان میر بود
ترجمہ	طوق کو رکھا کرے گردن مین شیر	ہے مگر زنجیر سازون پہ دلیر

شرح یعنے اگرچہ شیر کی گردن مین زنجیر ہوا کرتی ہے لیکن باایہمہ وہ تمام زنجیر بنانے والون پر غالب ہوتا ہے اور اسکی قوت وہیبت کے خیال سے پکڑنے والے بہی اُسکے پاس نہین آسکتے بعض نسخون مین جیر کی جگہ میر مخفف امیر ہے یعنے غالب وقوی وزبردست۔ نکتہ باطنی طور پر یوسف سے روح مراد ہے جو عزیز مصر مین ہے اور آشنا سے عقل معاد۔ اور برادران یوسف سے دسون حواس ظاہری وباطنی مطلب یہ کہ عقل معاد نے روح سے یہ پوچہا کہ جب تجہے تیرے حواس عشرہ نے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالا تہا تو تیرا کیا حال تہا روح نے جواب دیا کہ مین ہر حالت مین شاکر ہون اگرچہ تقدیر الٰہی سے حواس نے مجہے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالدیا تہا لیکن چونکہ مین بمنزلہ شیر ہون اسلیئے یہ زنجیر کنوین کی قید میرے لیئے باعث فخر تہی اور مجہے چاہ طبیعت حیوانی مین بہت دنون تک رہنا نہین پڑا بلکہ مصیبت پر شاکر رہنے کے باعث اللہ تعالے نے بہت جلد رہائی دیدی۔ اور مجہے نہایت بلند مرتبے عنایت فرما دیئے۔

	گفت چون بودی تو در زندان و چاہ	گفت ہمچون در محاق و کاست ماہ
ترجمہ	بولا وہ کہہ تجہے حال قید و چاہ	بولے یہ جسطرح گہٹ جاتا ہے ماہ

شرح محاق چاند کے گہٹنے کو کہتے ہین جسکی ابتدا پندرہوین تاریخ کی شب کو ہوتی ہے۔ نیز محاق ہر مہینے کے اُن آخری تین تاریخون کو بہی کہتے ہین جنمین چاند بالکل غائب رہتا ہے اور کاست حاصل مصدر ہے یعنے گہٹ جانا۔ یعنے جب مہمان نے یہ پوچہا کہ قیدخانہ اور کنوین مین آپ پر کیا گزری تو حضرت یوسف نے یہ جواب دیا کہ مین زندان و چاہ مین اسطرح رہا جسطرح ماہ کامل کہ پندرہوین تاریخ سے گہٹتے گہٹتے آخر مہینے مین بالکل غائب اور پہلے کو ہلال ہوکر پہر رفتہ رفتہ پورا چاند ہوجاتا ہے یعنے مصیبت پر صبر کرنے کے باعث مجہے رتبہ عالی ملگیا نکتہ حضرت یوسف نے اپنے آپ کو اسلیئے محاق کی حالت مین کہا ہے کہ آپ آفتاب ذات یعقوب سے اسطرح دور ہو گئے تہے جسطرح چاند سورج سے دور ہوکر حالت محاق مین گرفتار ہوجاتا ہے۔

	در محاق ار ماہ نو گردد دوتا	نے در آخر بدر گردد بر سما
ترجمہ	ماہ نو جو ابتدا مین تہا دوتا	رفتہ رفتہ دیکہہ کامل ہوگیا

شرح دوتا یعنے خمیدہ و باریک ہے اور دوسرا مصرع استفہام تقریر ہے۔ یعنے حالت محاق مین اگرچہ ماہ نو ہلال خمیدہ اور باریک ہوجاتا ہے لیکن انجام کار آسمان پر ماہ کامل بنجاتا ہے۔ یعنے روح یہ کہتی ہے کہ جفائے حواس اور زندان طبیعت نے مجکو محاق غم مین ڈالدیا تہا۔ لیکن عنایت الٰہی نے وہان سے نکال کر مرتبۂ عالی تک پہنچا دیا۔ نکتہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اے انسان تو اپنے وطن اصلی (قرب الٰہی) سے جدا ہوکر جفائے حواس اور زندان طبیعت مین گرفتار مصیبت ہے اسلیئے مصیبت میرے کہ گناہون سے توبہ کر اور الطاف

الٰہی کا طالب رہ۔ تاکہ حواس برادران یوسفؑ کی طرح تیرے غلام بنجائیں اور تو عزیز مصر دل ہوجائے۔ اور اس ہجر کے بعد مرتبۂ وصال حاصل ہو اور صدمۂ فراق سے ہمیشہ کے لیئے نجات حاصل ہو۔

	گرچہ دُرِّ دانہ بہاون کوفتند	نورِ چشم و دل شد و دفع گزند
ترجمہ	پیسکے موتی۔ دیکھہ لے اے ہوشمند	چشم و دل سے دفع کرتا ہے گزند

شرح یہان سے اِس بات کی تمثیلین شروع ہوئی ہین کہ جو لوگ مصیبت مین خدا پر شاکر رہتے ہین وہ انجام کار بڑے بڑے درجے حاصل کر لیتے ہین۔ مثلاً دیکھہ لیجیے کہ اگرچہ موتی کے دانہ کو ہاون مین کوٹتے یا کھرل مین پیس ڈالتے ہین مگر انجام کار اُسکو یہ مرتبہ ملتا ہے کہ کٹ پیسکر آنکھون اور دل کی روشنی و قوت کا باعث اور چشم و قلب کی بیماریون اور نقصانات کا دافع ہو جاتا ہے **فائدہ** جسطرح موتی پیس کر سرمہ مین ڈالے جاتے ہین اسیطرح طاقت دل کے لیئے کہانے کے کام بھی آتے ہین۔ اُس سرمہ کا نام کحل الجواہر ہے اور اسکا جواہر مُہرہ۔ نیز موتی کہانے کی معجون اور خمیرون مین پڑا کرتے ہین۔

	گندمے را زیرِ خاک انداختند	پس ز خاکش خوشہ ہا بر ساختند
ترجمہ	تخم کو مٹی مین کرتے ہین نہان	خوشے تب اُگتے ہین اُس سے بیچان

شرح یعنے بوتے وقت گیہون خاک مین ڈالدیتے ہین اور حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بونے والون نے لاکھون من غلہ مٹی مین ملا دیا ہے لیکن وہی بونے والے چند روز کے بعد اُسی خاک مین سے گیہون کی خوشی بنا لیتے ہین۔ خاکش مین ضمیر شین جو بجانب گندم راجع ہے خوشہ ہا کا مضاف الیہ ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔ جو سمجہانے کے لیئے بیان کی گئی ہے۔

	بار دیگر کوفتندش ز آسیا	قیمتش افزود و نان شد جان فزا
ترجمہ	دلانے پہر آستے ہین زیر آسیا	اور پہر ہوتی ہے نان جان فزا

شرح یعنے پہر اُس گیہون کو خوشون مین سے نکالکر جب چکی مین پیسا تو اُسکی قیمت بڑہگئی اور روح و جان کی بڑہانے والی روٹی بنگئی یعنے کہانے سے پہلے روح حیوانی اُسکی طرف راغب ہوگئی۔ اُسکی صورت دیکھکر بدن مین جان سی آنے لگی۔ آنکھون کے سامنے تقویت روح کا سامان آگیا۔

	باز نان را زیرِ دندان کوفتند	گشت عقل و جان و فہم سودمند
ترجمہ	کہاتے ہین روٹی کو پہر اے ہوشمند	ہے نتیجہ جسکا عقل سودمند

شرح یعنے پہر جب روٹی کو دانتون سے چباکر کہا لیا تو وہ بڑی فائدہ مند چیز ہوگئی۔ یعنے عقل و جان و فہم وغیرہ بنگئی کیونکہ زندگی صرف روٹی یعنے غذا پر موقوف ہے اور حواس ظاہری و باطنی اور اعضائے خارجیہ

وو داخلی دین و دنیا کے تمام کام روٹی ہی کی بدولت انجام دیتے ہین۔ بعض نسخون مین سود مند کی جگہ ہوشمند ہے

	باز آن جان چونکہ محو عشق گشت	یعجب الزراع آمد بعد کشت	
ترجمہ	پہر وہ جان جب محو اُلفت ہو گئی	بونے والے کو مسرت ہو گئی	

شرح یعنے پہر جب کہ وہ جان جو درحقیقت دانۂ گندم ہے محو عشق الٰہی ہو جاتی ہے تو کہانے والے کو اُسکا یہ محو عشق ہو جانا تعجب مین ڈالتا ہے اور وہ خوش ہو کر از راہ تعجب کہا کرتا ہے کہ یہ عجیب دانہ تہا جو پہلے روح بنا اور پہر اُسنے روح مین محویت عشق پیدا کر دے۔ زراع سے روٹی کہانے والا مراد ہے جو بدن کے کہیت مین روٹی کے لقمے بو کر جان وعقل وغیرہما کے خوشی حاصل کرتا ہے آیت یعجب الکفار لیغیظ بہم الکفار الی آخرہ کا مطلب ہم پہلے لکہہ چکے ہین اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

	باز آن جان چون بحق او محو شد	باز ماند از سکر و سوے صحو شد	
ترجمہ	پہر وہ جان جب ضم ہوی جانا نین محو	سکر سے حاصل ہوا اند از صحو	

شرح یعنے پہر وہ جان جبکہ محو ذات حق ہو گئی تو اُسے نشۂ حیرت سے نجات ملگئی اور محو ذات ہو نیکے باعث ہوشیاری حاصل ہو گئی یعنے مرتبۂ بقا بعد انفصام حیرت ہو گیا جو تمام مراتب سے بلند ہے سکر نشۂ اور صحو ہوشیاری کو کہتے ہین

	عالمے را زان صلاح آمد ثمر	قوم دیگر را فلاح منتظر	
ترجمہ	ایک عالم کو ملا اُس سے ثمر	قوم دیگر منتظر ہے سر بسر	

شرح یعنے جب روح کو مرتبۂ ہوشیاری حاصل ہو گیا تو وہ قابل ارشاد وتلقین طالبان حق ہو گئی اور اُس سے ایک عالم کو ثمرۂ صلاح وتقوے (نیکی پرہیزگاری) حاصل ہونے لگا اور ایک دوسرے مگر خاص قوم کو ایسی فلاح (نجات) حاصل ہو گئی جسکا اُنہین انتظار تہا اس فلاح سے مرتبۂ وصال حقیقی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ خاص مرید و اصلان حق ہو گئے ایسی عالیمرتبہ روح سے مرشد کامل کی روح مراد ہے جسکا فیض تمام عالم کو پہنچتا ہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع ترکیب مین پہلے کی صفت ہو۔ یعنے عالم کو مرشد کامل کی روح سے وہ صلاح وتقوے بالفعل حاصل ہو جاتا ہے جو دوسری قومون کے لیئے ہنوز مرتبۂ انتظار اور مرتبہ بالقوہ مین ہے یہ تمام اشعار اُسی مضمون کی تیسری مثال ہین جو گزشتہ دو مثالون سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

	این سخن پایان ندارد باز گرد	تا کہ با یوسف چہ کردان نیکمرد	
ترجمہ	چہوڑدے ہے یہ سخن بے انتہا	یوسف و مہمان کا قصہ سنا	

شرح یعنے اس مضمون کی کہ مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے بے انتہا مثالین موجود ہین اسکو چہوڑ کر قصۂ یوسفؑ ومہمان سُننا چاہیئے۔ جس سے جدید معلومات بڑہے اور کوئی نیا نتیجہ نکلے۔

طلب کردن یوسف علیہ السلام ارمغان را از میہمان بعد از مقالات

ترجمہ: حضرت یوسفؑ کا بہت سی گفتگو کے بعد اپنے مہمان سے کوئی سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلان　　ہین چہ آوردی تو ما را ارمغان

ترجمہ: پھر کہا یوسف نے سُن اے مہربان　　دے ہمین لایا ہے تو جو ارمغان

شرح گفت. کا فاعل یوسفؑ ہین اور قصہ کہنے سے وہی بھائیون کا قصہ یعنے روح نے عقل معاد سے یہ کہا کہ یعنے عنایات الٰہی اور مجاہدات نامتناہی حواس کی زنجیرون اور طبیعت حیوانی کے کنوین سے نجات پائی ہے اب تو میرے لئے کیا تحفہ لائی ہے۔ کیونکہ جو شخص نجات پاکر یا سفر کرکے کہین سے آتا ہے دوست احباب اُسکو تحفے دیا کرتے ہین اور ایسے باہمی تحفے دوستی کو مضبوط کر دیتے ہین۔

بے در یاران تہیدست آمدن　　ہست بے گندم سوئے طاحونہ شدن

ترجمہ: جانے خالی ہات جو یارون کے پاس　　جائیگا بے غلّہ وہ سوے خراس

شرح یعنے دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانا ایسا ہے جیسا کہ چکّی کے پاس بغیر گیہون کے چلا جانا جسطرح ایسے شخص کو آٹا نہین ملسکتا۔ اسیطرح دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانے والا رعایت کا مستحق نہین ہو سکتا نکتہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر طالب حق حضور خداوندی مین اعمال نیک کا تحفہ لیکر نجائیگا تو بردز حشر مستحق الطاف الٰہی نہوگا۔ اور بہت پچتائے گا۔ اسلیئے اعمال نیک مین سبقت کرنی چاہیئے۔

حق تعالےٰ خلق را گوید بہ حشر　　ارمغان کو از براے روز نشر

ترجمہ: حق تعالےٰ یہ کہیگا روز حشر　　ہے کہان سوغات بہر روز نشر

شرح یعنے اللہ تعالےٰ بروز حشر مخلوق سے یہ سوال کریگا کہ تم آجکے دن کے لیئے کیا تحفہ لائے ہو۔ اور وہ تحفہ ہے کہان اِدہر لاؤ ہمارے سامنے پیش کرو روز نشر زندگی اور پراگندہ ہونے کا دن یعنے روز قیامت ہے

جئتمونا و فرادے بے نوا　　ہم بدان سان کہ خلقناکم کذا

ترجمہ: تم یہان آئے ہو بیکس بے نوا　　پہلی پیدائش مین جو کچہ حال تہا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید مین یہ فرماتا ہے کہ اے لوگو تم قیامت کے دن ہمارے حضور مین تنہا ہوکر مال واولاد وغیرہ سب کو چھوڑکر اُس صورت مین آؤگے کہ جس صورت مین ہمنے تمہین ماں کے پیٹ سے پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن اور ننگے پا نوا دبے ختنہ کیے ہوئے) اور جو کچہ ہمنے تمہین دنیا مین دیا تہا اُس سب کو پس پشت ڈال جاؤگے یہ اُس آیت کے ظاہری معنے ہین۔ اور مولانا قدس سرہ کے

نزدیک باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مخلوق سے قیامت کے دن یہ فرمائیگا کہ اے لوگو تم ہمارے پاس تنہا یعنے نیک عملون سے خالی ہوکر آئے اور ایسے کورے آئے جیسا کہ ہمنے تمہین مان کے پیٹ سے پیدا کیا تہا اور تمنے اُن نیک عملون کو جنکے بجا لانے کی ہمنے تمہین طاقت دے تہی یا جنکا حکم دے کہا تہا دنیا ہی مین چھوڑ دیا اور پس پشت پھینکدیا۔ لیکن اِن معنون کے لحاظ سے یہ خطاب عام لوگون کو ہوگا۔ عارف اس سے مستثنے ہین **فائدہ** آیت مین جئتمونا فرادے ہے مولانا قدس سرہ نے اقتباس کرتے ہوے وزن شعر درست کرنے کے لیئے صرف واو اور بڑہا دیا ہے یعنے اے لوگو تم ہمارے پاس آئے اور تنہا ہوکر آئے۔ اعمال نیک سے مفلس ہوکر آئے اور اُسی صورت مین آئے جس صورت مین ہمنے تمہین اول مرتبہ پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن ننگے پانو اور بے ختنہ کیئے ہوے آئے۔

	ہین چہ آوردید دست آویز را		ارمغانے روز رستاخیز را
ترجمہ	لائے ہو تم آج دست آویز کیا		ارمغان ہے بہر رستاخیز کیا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ مخلوق سے بروز حشر یہ فرمائے گا کہ آج تم اپنی نجات کی کیا دست آویز لائے ہو۔ اور قیامت کے لیئے اعمال نیک کی کونسی سوغات تمہارے پاس ہے دست آویز بمعنے سند و ذریعہ ہے

	یا امید باز گشتن تان نبود		وعدہ امروز باطل تان نمود
ترجمہ	یا تمہین اُمید پھرنے کی نہ تہی		آج کے وعدے تہے یا باطل سبہی

شرح سر سے مصرع ثانی سے حرف تردید (یا) محذوف ہے یعنے اللہ تعالےٰ بروز حشر فرمائے گا کہ اے لوگو یا تو تمہین مرنے کے بعد زندہ ہوکر ہمارے حضور مین آنے کی اُمید نہ تہی۔ یا تم قیامت کے حساب و کتاب کو جہوٹا وعدہ سمجہ رہے تہے۔ یہ قضیہ بطور مانعتہ الخلو ہے۔ اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا الی آخر الآیہ یعنے اے لوگو کیا تمہین یہ گمان ہے کہ ہمنے تمہین بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع نہ کروگے۔ بلکہ مرکر ضرور ہماری طرف آؤگے اور ہم حساب و کتاب لینگے۔

	منکری مہمانیش را از خری		پس ز مطبخ خاک و خاکستر بری
ترجمہ	اُسکی مہمانی کا گر منکر ہوا		کیا ملیگا تجکو مطبخ سے بتا

شرح یہان مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ایمخاطب تو اپنی بے وقوفی کے باعث اللہ تعالےٰ کے مہمان بننے (بروز قیامت حساب و کتاب دینے) کا منکر ہے اسلیئے اُسکے مطبخ انعام و احسان سے بجز خاک اور راکہہ (یعنے محرومی) کے اور کچہ حاصل نہوگا۔ کیونکہ اگر تجھے اُسکے مہمان ہونے کا خیال ہوتا تو نیک عمل ضرور کرتا۔ اور خوان احسان کا مستحق ہوجاتا اور تجھے بلند مرتبے حاصل ہوتے۔

	ورنہ اسنکر چنین دست تہی	بر در آن دوست چون پائے نہی
ترجمہ	ورنہ خالی ہات لیے مرد زبون	دوست کے دروازہ پہ جاتا ہے کیون

شرح یعنے اگر تو اللہ کے مہمان بننے اور اسکے سامنے جانے کا منکر نہین ہے تو اسطرح خالی ہاتہ بلا اعمال نیک اسکے دروازہ پر کیونکر قدم رکہہ سکیگا۔ بلکہ مہمانی کے وقت تعلین جہانتی اور ذلتین اٹہانی پڑینگی۔

	اندکے صرفہ بکن از خواب و خور	ارمغان بہر ملاقاتش ببر
ترجمہ	خواب و خور مین تہوڑا تہوڑا صرفہ کر	اور یہ سوغات لیجا پر ہنر

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو اسوقت خالی ہاتہ ہے اور آئندہ خدا کا مہمان بنا چاہتا ہے تو کچہ حصہ نیند مین سے کم کر اور کچہ کہانے مین سے یعنے ریاضت و مجاہدہ اور نفس کشی پر صبر کر تاکہ عبادت کا شوق پیدا ہو۔ اور یہی ترک خور و خواب ملاقات الٰہی کا ذریعہ اور اسکے گہر مہمان بنکر جانے کے لیئے سوغات بنجائے **فائدہ** حضرت عیسیٰ علیہ کا قول ہے کہ اے لوگو اگر مشاہدۂ الٰہی منظور ہے تو اپنے پیٹ کو بہوکا اور بدن کو ننگا رکہا کرو۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ سب سے پہلے بدعت جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جاری ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ پیٹ بہر کر روٹی کہانے لگے اور حضرت جنید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ یعنے حکمت و دانائی کی نئی نئی باتین بہوکا ہو کر بیٹہنے مین پائی ہین۔

	شو قلیل النوم مما یہجعون	باش در اسحار از یستغفرون
ترجمہ	رات کو کم سو اگر ہے تجکو ڈر	اور وقت صبح استغفار کر

شرح یعنے ایمخاطب تو خدا کے ان پیارے بندون اور پرہیزگارون مین سے ہو جا جو رات کو بہت کم سوتے ہین۔ اور جو صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہین اس آیت کی طرف اشارہ ہے کانوا قلیلاً من اللیل ما یہجعون و بالاسحار ہم یستغفرون یعنے پرہیزگار لوگ اسلیئے جنتون اور نہرون کے مستحق ہین کہ وہ رات کو کم سوتے تہے اور صبح کو اپنے گناہون کی بخشش چاہا کرتے تہے اس سے شب بیداری اور بالخصوص تہجد کی نماز مراد ہے۔ اور مطلق ذکر و شغل کے لیئے رات کو جاگنا بہی نہایت خیر و برکت کا باعث ہے۔

	اندکے جنبش بکن ہمچون جنین	تا ببخشندت حواس نوربین
ترجمہ	دست و پا کو کچہ ہلا مثل جنین	تاکہ حاصل ہون حواس نوربین

شرح یعنے دنیا کے پیٹ مین رہکر جو تیری مان کے مانند ہے جنین (پیٹ کے بچہ) کی طرح طاعات الٰہی مین بہی تہوڑی بہت کوشش کر لیا کر اور اعمال نیک مین ہاتہ پانو ہلا لیا کر تاکہ تجہے نور جمال الٰہی کے دیکہنے والے حواس باطنی مرحمت کر دیئے جائین۔ اور تیری اندرونی آنکہین کہلجائین یعنے مرتبہ کشف حاصل ہو جائے۔

	ورز جہان چون رحم بیرون روی		از زمین در عرصۂ واسع شوی	
ترجمہ	تا نکلکر اس جہان تنگ سے		پر فضا میدان مین تو جا پڑے	

شرح یعنے اعمال نیک مین کوشش کرتا کہ تو اس جہان دنیا سے جو رحم مادر کی طرح تنگ ہے باہر نکل جائے یعنے تاکہ ہجھے دنیا سے کسی طرح کا سروکار نرہے اور ایسے فراخ میدان (عالم ملکوت وعرصۂ قرب الٰہی) مین جلا جاے جو سارمی زمین سے فراخ تر ہے از زمین یا تو لفظ واسع کے متعلق ہے یا یہ معنے ہین کہ تو زمین سے نکلکر عرصۂ فراخ مین چلا جائے اسصورت مین از بمعنے بعد ومجاورت ہے ۔

	آنکہ اَرضُ اللہِ واسِع گفتہ اند		عرصۂ دان کانبیا در رفتہ اند	
ترجمہ	مطلب ارض اللہ واسع کا سمجھ		انبیا کا عرصہ ہے اسے ناسمجھ	

شرح یعنے قرآن مجید مین جو آیت اَرضُ اللہِ وَاسِعَۃٌ موجود ہے اور جسکے معنے یہ ہین کہ خدا کی زمین فراخ ہے اس آیت مین علمائے ظاہر نے زمین سے یہی دنیوی زمین مراد رکہی ہے اور انکے نزدیک اسمین دارالکفر سے ہجرت کر جانے کا اشارہ ہے لیکن صوفیہ کے نزدیک اس زمین سے عالم ملکوت وجبروت ولاہوت اور عالم جمال وجلال مراد ہے جسکی وسعت کی کچہ انتہا نہین اور انبیاء علیہم اسی زمین کی طرف ہجرت کر گئے ہین ۔

	دل نگردد تنگ زان عرصۂ فراخ		نخل تن آنجا نگردد خشک شاخ	
ترجمہ	تنگ ہو دل کیون وہ میدان ہے فراخ		نخل تن ہوتا نہین وہان خشک شاخ	

شرح یعنے مشاہدۂ جمال وجلال اور نظارہ عالم ملکوت مین دل کو فرحت ہوتی ہے ۔ جی کبھی نہین گھبراتا اور نخل بدن ہمیشہ سرسبز رہتا ہے کبھی سوکھی ٹہنی کی طرح خشک نہین ہوتا کیونکہ دل کی فرحت کا اثر بدن پر ضرور ہوتا ہے ۔ بعض نسخون مین نخل تن کی جگہ نخل تر ہے ۔ یعنے عالم ملکوت مین پہنچکر نخل تر جسم عارف کامل ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ یہ لفظ نخل تن ہو یا نخل تر دونو صورتون مین نگردد (بصیغہ نفی) کی جگہ بگردد (بیاے موحدہ وصیغہ اثبات) بہی جائز ہے یعنے عالم ملکوت مین خشک شاخ نخل تر ہو جاتی ہے یا نخل بدن کی طرح نشو و نما پاتی رہتی ہے اور یہ عالم موجب حیات ابدی ہے بعض نسخون مین نخل تن آنجا نگردد شاخ شاخ ہے ۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ عالم ملکوت مین دل کے طفیل بدن بہی پارہ پارہ نہین ہوتا بلکہ سرسبز رہتا ہے مگر اس صورت مین اگر بگردد (بصیغۂ اثبات) ہو تو نہایت مناسب ہے یعنے عالم ملکوت مین مشاہدۂ جمال کے باعث بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے ۔ مطلب یہ کہ آدمی اس عالم مین پہنچکر مرتبۂ وجود کو فنا کر دیتا ہے اور مرتبۂ بقا حاصل کر لیتا ہے اور اثبات کا ذکر بار بار آچکا ہے کہ وجود موہوم کو فنا کیئے بغیر مرتبۂ بقا اور مقام فنا جو مرتبۂ وصال الٰہی ہے کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا ۔

حاملی تو مر حواست را کنون | کند و مانده میشوی و سرنگون

ترجمہ: اب ہے تو خود حامل بار حواس | کندی و درماندگی ہے تیرے پاس

شرح لفظ کنون مخفف اکنون سے بمقابلہ لفظ خواب (جو آیندہ شعر مین ہے) حالت بیداری مراد ہے یعنے اسے شخص تو حالت بیداری مین اپنے حواس کا حامل (اُٹھانے والا) ہے یعنے حواس کو بوجھ کی طرح اُٹھائے اُٹھائے پھرا کرتا ہے اور آخرکار کند (سست) اور مانده (ضعیف و ناتوان) اور سرنگون ہوجاتا ہے یعنے حواس کے بوجھ اور استعمال سے تھک کر ہار جھک مار کر مُنہ اوندھا کے لیٹ رہتا ہے مطلب یہ کہ جب تو حواس سے زیادہ کام لیتا ہے تو وہ بھی تھک جاتے ہین اور تو بھی تھک کر سو رہتا ہے۔ اس شعر کا مطلب آیندہ کھلے گا۔ کیونکہ یہ آیندہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے۔

چونکه محمولی نه حامل وقت خواب | ماندگی رفت و شدی بے رنج و تاب

ترجمہ: ہان مگر حامل نہین تو وقت خواب | اسلیئے رہتا نہین کچھ رنج و تاب

شرح یعنے اے شخص جب تو ہار تھک کر سو رہتا ہے تو حامل حواس نہین رہتا بلکہ محمول حواس بنجاتا ہے یعنے تیرے حواس تجھے اُٹھائے اُٹھائے پھرتے ہین اور عالم ہستی سے عالم خیال مین لیجاتے ہین یہی باعث ہے کہ خواب کے وقت ماندگی اور تکان کا نام تک نہین رہتا اور رنج و تعب سب دور ہوجاتا ہے کیونکہ خواب کے وقت روح قید بشریت سے نکلکر عالم خیال مین چلی جاتی ہے جسکو عالم مثال اور عالم برزخ بھی کہتے ہین۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دونو کا مطلب آیندہ شعر مین معلوم ہوگا۔

چاشنیٔ دان تو حال خواب را | پیش محمولیّ حال اولیا

ترجمہ: تو نمونہ جان حال خواب کو | اولیا کے حال کا اے نیک خو

شرح یعنے اے مخاطب ہم جو گزشتہ دو شعرون مین بیداری اور خواب کی حالت بیان کر آئے ہین اُنپر اچھی طرح غور کر اور خواب کی حالت کو اولیاء اللہ کی محمولی کی حالت کا نمونہ یا مثال سمجھ۔ یعنے جسطرح خواب مین ہر شخص محمول حواس ہوتا ہے اسیطرح اولیاء اللہ بیداری و خواب کی ہر دو حالتون مین محمول حواس ہین یعنے اولیاء اللہ کی روح قید بشریت سے نکلکر دنیوی مشاغل اور بجز یاد الٰہی ہر طرح کے رنج و تعب سے فارغ ہوتی ہے عوام کو جو حالت خواب مین حاصل ہوتی ہے وہ اولیاء اللہ کو بیداری مین میسر ہے چنانچہ اسکی مثال آیندہ شعر مین ہے۔ اور مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب کو آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے۔

اولیا اصحاب کہف اند اے عنود | در قیام و در تقلب ہم رقود

ترجمہ: اولیاء اللہ ہین سب یار غار | ہم رقود انکو سمجھ اے ہوشیار

شرح عنود بمعنے سرکش ہے اور بعض نسخون مین لے عنود ہے بمعنے لے غافل اور لفظ در قیام و در تقلب لفظ اولیا کے متعلق ہے نیز قیام بمعنے بیداری اور تقلب یعنے کروٹین لینے سے عالم خواب مراد ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ بیداری وخواب کی دو حالتون مین اصحاب کہف کے مانند سورہے ہین یعنے عالم بیداری مین اولیاء کی محویت و مدہوشی اور ماسوے اللہ سے بیخبری ایسی ہے جیسے عوام کی حالت خواب مین ہوا کرتی ہے تو از راہ سرکشی اسکا منکر نہو کیونکہ اصحاب کہف اولیا ہی تو ہین یہ سورۂ کہف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ الی آخر الآیت یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو بیدار سمجھتا ہوگا مگر وہ سورہے ہین۔ ہم اس آیت کی شرح پہلے لکھ چکے ہین اسلئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

میکشد شان بے تکلف در فعال	بیخبر ذات الیمین ذات الشمال
ترجمہ بے تکلف کھیچ لیتا ہے اُنہین	دہنے بائین لینے مین وہ کروٹین

شرح لفظ بیخبر شان کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے جسطرح اللہ تعالے اصحاب کہف کو حالت بیخبری مین بلا تکلف و بلا مشقت کبھی دہنی طرف کھیچ لیتا ہے کبھی بائین طرف اسیطرح اولیاء کو دائین بائین کھینچا رہتا ہے اور اُنہین مطلق خبر نہین ہوتی یعنے اولیاء اللہ کبھی روحانی افعال کی طرف کھینچتے ہین کبھی جسمانی افعال کی طرف کبھی عالم روحانیت مین ہین کبھی بشریت مین۔ کبھی عالم فنا مین ہین کبھی بقا مین۔ کبھی کشف مین کبھی حجاب مین کبھی مقام تجلی مین کبھی استتار مین کبھی حالت جمع مین کبھی تفرقہ مین اور یہ سب مختلف افعال ایک حقیقی محرک کی تحریک سے ہین۔ کیونکہ جب وہ مرنے سے پہلے مر چکے ہین۔ تو اپنے طرف سے کوئی فعل نہین کرتے ہان یہ مذہب قدریہ و جبریہ کا ہے کہ وہ اپنے دنیوی فعل اپنے ہمت اور ارادہ سے کرتے ہین اور عبادات مین اپنے آپ کو عاجز اور غیر مختار جانتے ہین اس شعر مین آیت وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ ہے علماء ظاہر نے اصحاب کہف کو کروٹین بدلوانے کا یہ فائدہ لکھا ہے کہ انکے جسم کو ایک کروٹ سے لیٹے لیٹے زمین نہ کھاجائے۔ لیکن معنوی طور پر تقلب یعنے کروٹین بدلوانے سے ترقی مقامات و حالات مراد ہے کیونکہ تقرب الٰہی اور مشاہدۂ تجلیات کی کوئی انتہا نہین۔

چیست آن ذات الیمین فعل حسن	چیست آن ذات الشمال اشغال تن
ترجمہ دہنی کروٹ کیا ہے افعال حسن	بائین کروٹ کیا ہے اشغال بدن

شرح یعنے معنوی طور پر اولیاء اللہ کے حق مین لفظ ذات الیمین یعنی دہنی طرف کروٹ بدلوانا کیا معنے رکھتا ہے ؟ ہم سے سن اس سے اُنکے افعال نیک اور اعمال صالحہ مراد ہین جنکی طرف اللہ تعالے نے اُنکے دل کو کھینچ رکھا ہے اور ذات الشمال یا بائین جانب کروٹ بدلوانا اُنکو اشغال متعلقۂ بدن یعنے حسب اقتضاے

بشریت اسباب معاش اور بقدر کفایت سامان اکل و شرب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اسلئے اولیاء اللہ کے مشاغل جسمانیہ سے متعجب ہوکر اُنپر معترض نہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُنکا اصلی مقصود عشق ذات ہے اور مشاغل جسمانی جو اقتضائے بشریت مین داخل ہین قوت عبادت کے لیئے ہین۔

گر تو بینی شان بدشواری درون ۔ نیست شان خوفی و لا ہم یحزنون

ترجمہ: مشکلون مین دیکھہ لیگا اُنکو تو ۔ ہو نگے وہ بیخوف و غم اے نیک خو

شرح لفظ درون اظہار معنے بارے موحارہ کے لیئے زائد ہے یعنے ایمخاطب اگر تو دیکھہ سکیگا تو معلوم کرلے گا کہ اولیاء اللہ پر سختی کی حالت مین (بروز قیامت) کچھہ خوف نہوگا اور نہ غمگین ہونگے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ بقدر حاجت جسمانی مشاغل مین کبھی کبھی اسیلئے مصروف ہو جاتے ہین۔ کہ اُس سے قوت عبادت حاصل ہو اور روحانی طاقت بڑہے۔ اُنکا ہر لقمہ گویا نور ہوتا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنے اولیاء اللہ کو آخرت کے رنج کا خوف اور دنیوی سامان کے جاتے رہنے کا غم نہین ہوتا کیونکہ وہ حالت وصال مین دیدار الٰہی سے ہمیشہ مسرور رہنے والے ہین۔

می رود این ہر دو از مردم پدید ۔ بیخبر زین ہر دو ایشان در فرید

ترجمہ: ہین عیان لوگو نپہ یہ دو نو مگر ۔ اولیا ان دونو سے ہین بے خبر

شرح یعنے یہ دونو باتین (افعال حسن اور اشغال بدن) دیگر عام لوگون سے بطور ظاہر صادر ہوتی ہین یعنے عموماً تمام آدمی اپنے افعال سے خوب واقف ہوا کرتے ہین۔ لیکن اولیاء اللہ دونو باتون سے نہایت درجہ بے خبر رہتے ہین۔ کیونکہ وہ مستغرق ذات اور فنافی اللہ ہین اسیلئے نہ انہین اپنی نیکیان یاد رہتی ہین اور نہ اشغال جسمانی کی خبر ہوتی ہے۔ اور یہ مقولہ بالکل سچ ہے۔ ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

ہمی رود این ہر دو کار از انبیا ۔ بے خبر زین ہر دو ایشان چون صدا

ترجمہ: فاعل ان دونون کے ہین گو انبیا ۔ بیخبر دونون سے ہین مثل صدا

شرح چون صدا لفظ مے رود (بمعنے صادر میشود) کے متعلق ہے۔ یعنے یہ دونو فعل (افعال حسن اور مشاغل بدن) انبیاء علیہم السلام سے اسطرح صادر ہوتے ہین جسطرح پہاڑ سے آواز نکلتی ہے کہ جسکی خبر پہاڑ کو نہین ہوتی۔ اسیطرح انبیاء کو اپنے ان دونون فعلون کی خبر نہین ہوتی۔

گر صدایت بشنواند خیر و شر ۔ ذات کہ باشد زہر دو بے خبر

ترجمہ: آرہی ہے گو صدا لئے خیر و شر ۔ کوہ ہے دونون سے لیکن بے خبر

شرح یعنے اگرچہ پہاڑ تجکو نیک و بد کی صدا سنوا دیتا ہے مگر خود پہاڑ کو اُس صدا کے نیک و بد ہونے کی

نہین ہوتی۔ یہی حال انبیا اور انکی تابعین اولیا کا ہے کہ انکو عالم فنا اور بیہوشی مین اپنے افعال کے خبر نہین ہوتی یعنے جسطرح پہاڑ سے جو صدا آتی ہے وہ فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ آواز دینے والا کوئی اور ہوتا ہے اسیطرح وہ تمام افعال و اقوال جو انبیا و اولیا سے صادر ہوتے ہین انکا مصدر حقیقی اللہ تعالے ہے اسکی وجہ ہم کئی بار پہلے لکھہ چکے ہین اسلیئے یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین۔

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغان بہر تو آئینہ آوردہ ام تا چون در آن نگری مرا یاد آوری

ترجمہ یوسفؑ کے مہمان کا یہ کہنا کہ مین آپ کے لیئے سوغات مین آئینہ لایا ہون تاکہ جب آپ اسمین منہ دیکھین مجھے یاد کر لیا کرین

گفت یوسف ہین بیاور ارمغان ۔۔۔ او ز شرم این تقاضا در فغان

ترجمہ: بولے یوسف لا ہمین دے ارمغان ۔۔۔ میہمان تہا شرم و قف فغان

شرح یعنے جب حضرت یوسف نے اپنے مہمان سے یہ کہا کہ ہمارے لیے جو سوغات لایا ہے وہ پیش کر تو مہمان اس تقاضے کی شرم سے بہت ذلیل ہوا یہانتک کہ رودیا۔ یہ شرم اور رودینا اس خیال سے تہا کہ اگر اسیطرح محشر مین اللہ تعالے اپنے بندون سے یا خاصکر مجہسے ارمغان اعمال نیک طلب کریگا تو مین کیا جواب دونگا کیونکہ مین ایسے اعمال سے جو لایق قبولیت ہین بالکل خالی ہون۔

گفت من چند ارمغان جستم ترا ۔۔۔ ارمغانے در نظر نامد مرا

ترجمہ: پھر یہ بولا مینے ڈہونڈہا سر بسر ۔۔۔ ارمغان لیکن نہ آیا کچہہ نظر

شرح یعنے مہمان نے کہا کہ مینے ہر چند جستجو کی۔ مگر میری نظرون مین کوئی سوغات آپکے دینے کے قابل نجچی

حبہ را جانب کان چون برم ۔۔۔ قطرہ را سوئے عمان چون برم

ترجمہ: ریزہ کو لیجاؤن کیا مین سوے کان ۔۔۔ قطرہ کیا ہو وقف بحر بیکران

شرح حبہ یعنے دانہ۔ اور ایک رتی یا ایک جو۔ سونے یا چاندی کا وزن۔ یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے یوسفؑ مینے یہ خیال کیا کہ ایک رتی سونے کو کان کی طرف اور ایک قطرۂ آب کو دریا کے پاس کس منہ سے لیجاؤن آپ کان زر اور دریائے ذخار کے مانند ہین اور میری لائی ہوی سوغات ایک رتی سونا یا ایک قطرہ ہے یعنے آپ کے لایق نہین۔ اس خیال سے مین کوئی سوغات آپ کے لیئے لاسکا۔

زیرہ را من سوے کرمان آورم ۔۔۔ گر بہ پیش تو دل و جان آورم

ترجمہ: زیرہ لیجاؤنگا کرمان کی طرف ۔۔۔ لیچلون گر جان کو جانان کی طرف

شرح کرمان فارس مین ایک شہر کا نام ہے جہان سیاہ زیرہ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے یوسف اگر مین اپنے دل و جان کو بطور سوغات آپ کی نذر کر دون تو ایسا ہوگا جیسا کہ تحفہ ناد

سمجھ کر سیاہ زیرہ کرمان میں لیجاؤں جہاں زیرہ کی کوئی قدر ہی نہیں کرتا۔

نیست تخمے کاندرین انبار نیست ۔ غیر حسن تو کہ او را یار نیست

ترجمہ: کیا ہے وہ جو اس خزانے میں نہیں ۔ حسن یکتا ہے تمہارا بالیقین

شرح مہمان کہتا ہے کہ اے یوسفؑ کوئی تخم یعنے کوئی نادر چیز ایسی نہیں جو آپ کے ذخیرے یعنے خزانہ میں موجود نہو۔ اسلیئے میں کوئی نادر سوغات کہاں سے لاتا ہو البتہ آپکا حسن وجمال نہایت نادر تحفہ تھا مگر اسکی نظیر کہیں نہیں ملتی اور وہ کسی بازار میں بکتا نظر نہیں آتا مجبوراً حسب مناسبت حسن وجمال میں بطور سوغات ایک آئینہ لے آیا ہوں گر قبول اُفتد زہے عزوشرف

لایق آن دیدم کہ من آئینۂ ۔ پیش تو آرم چو نور سینۂ

ترجمہ: یعنے یہ سمجھا کہ لاؤں آئینہ ۔ شکل نور دل دکھاؤں آئینہ

شرح یعنے اسلیئے سمجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ ایک آئینہ جو عاشقان الٰہی کے سینہ پر نور کی طرح صاف اور روشن ہو پیشکس کردوں کیونکہ آئینہ آپ کے حسن وجمال سے اعلےٰ درجہ کی مناسبت رکھتا ہے۔

تا ببینی روئے خوب خود دران ۔ اے تو چون خورشید شمع آسمان

ترجمہ: آپ کا منہ تا نظر آئے عیان ۔ آپ ہیں خورشید شمع آسمان

شرح یعنے یہ آئینہ اسلیئے لایا ہوں کہ اے یوسف اے آسمان حسن کے روشن کردینے والے۔ آپ اسمین اپنا مُنہ دیکھا کریں۔ کیونکہ آئینہ حسینوں ہی کے قابل ہوتا ہے اور خوبرویوں ہی کو شایان ہے

آئینہ آوردمت اے روشنی ۔ تا چو بینی روئے خود یادم کنی

ترجمہ: آئینہ لایا ہوں میں اے نور دل ۔ تا کہ مجکو یاد رکھیں متصل

شرح یعنے اے یوسفؑ اے چشم عشاق کی روشنی یہ آئینہ اسلیئے لایا ہوں کہ آپ جب اسمین اپنا مُنہ دیکھا کرینگے تو غالباً مجھے یاد کرلیا کرینگے گویا یہ سوغات اچھی یادگار ہے۔

آئینہ بیرون کشید او از بغل ۔ خوب را آئینہ باشد مشتغل

ترجمہ: اور بغل سے پھر نکالا آئینہ ۔ شغل اچھو نکا ہے اچھا آئینہ

شرح دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے اور مشتغل بمعنے مشغلہ ہے۔ یعنے مہمان نے گزشتہ عذر و معذرت کے بعد بغل میں سے آئینہ نکالکر حضرت یوسفؑ کے سامنے رکھدیا کیونکہ حسین آدمی کے لیئے آئینہ ایک مشغلہ ہوجاتا ہے یعنے آئینہ حسینوں ہی کے قابل ہوتا ہے۔ بدصورت آدمی کو آئینہ دیکھنا نازیبا ہے کیونکہ آئینہ عارضی بدنمائی کے دفع کرنے کے لیئے ہوتا ہے اور بدصورت آدمی خود ہی ازلی بدنما ہے۔

نکتہ ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین کہ یوسف سے مراد روح ہے اور روح مولانا کی اصطلاح مین کنایہ ذاتہا ہوتا ہے چنانچہ یہان یوسف روح سے مراد ذاتہا ہی ہے یعنے بندہ یہ کہتا ہے کہ اعمال نیک کا جو ہدیہ اسد کی طرف بھیجا جائے وہ قلیل اور ناقابل ہے اے اسد میرے نزدیک جان اور دل بڑی عزیز چیزین ہین مگر مین انکو بھی تیرے حضور مین پیش کرون تو ایسا ہی گویا زیرہ کرمان مین لیجاؤن۔ تیرے یہان سب کچھ ہے مگر تیرے حسن وجمال کا مقابل اور شریک نہین ہے۔ اسلیئے مینے چاہا کہ ایک آئینہ لیجاؤن جو نور سینہ کی طرح صاف ہے۔ آئینہ سے مراد قلب سالم ہے جو کدورات حب دنیا اور زنگ ہوا و ہوس غیر سے پاک ہو تاکہ تو اسمین اپنا منہ دیکھے یعنے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الجَمَالَ اپنے جمال پاک کا عکس ڈالے۔

	آئینہ ہستی چہ باشد نیستی	نیستی بگزین گر ابلہ نیستی
ترجمہ	نیستی مرآت ہستی ہے عزیز	نیست ہو جا گر نہین تو بے تمیز

شرح یہان بطور تفہیم اور حسب مناسبت آئینہ مولانا یہ فرماتے ہین کہ نیستی آئینہ ہستی ہے جب طالب نیست ہو جائیگا تو اسکو ہستی نظر آئیگی یا یہ معنے ہین کہ وہ آئینہ جو شاہد حقیقی کے روبرو پیش ہو سکتا ہے نیستی ہے یعنے جب طالب اغراض دنیوی اور خواہشات نفسانی سے نیست ہو جائیگا تب جمال باکمال نظر آئیگا اسلیئے اے مخاطب اگر تو بے وقوف نہین ہے تو نیستی کو اختیار کر بعض نسخون مین نیستی برد گر تو ابلہ نیستی ہے یعنے اگر تو عقلمند ہے تو نیستی تحفہ آخرت اور توشۂ عقبے بناکر بارگاہ خداوندی مین اپنے ہمراہ لیجا۔

	ہستی اندر نیستی بتوان نمود	مالداران بر فقیر آرند جود
ترجمہ	نیستی مین ہوتی ہے ہستی عیان	اغنیا ہین مفلسون پر مہربان

شرح یعنے ہستی الٰہی کا جلوہ نیستی مین نظر آسکتا ہے کیونکہ مالدار فقیرون کو دیا کرتے ہین اگر تو ہستی کا دعوے کریگا تو اسد تعالے غنی ہے وہ عطائے دولت مشاہدہ سے تجکو محروم رکھیگا۔ کیونکہ اضداد ایک دوسرے کے لیے بمنزلہ آئینہ ہین جس طرح دن۔ رات کے۔ اور نور ظلمت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہستی الٰہی کا جلوہ اپنے آپ کو نیست کرنے اور عشق الٰہی مین فنا ہو جانے سے نظر آسکتا ہے۔

	آئنہ صافی نان خود گرسنہ ست	سوختہ ہم آئنہ آتش زنہ است
ترجمہ	نان آئینہ ہے ہر مشتاق کا	سوختہ آئینہ ہے چقماق کا

شرح یعنے صاف روٹی کا آئینہ بالتحقیق بھوکا آدمی ہے جب تک کوئی آدمی بھوکا نہ ہوگا روٹی کی لطافت اور اسکا حسن ہرگز ظاہر نہوگا اور اسیطرح جلانے کے قابل چیتھڑے چقماق کے حق مین بمنزلہ آئینہ ہین جب تک چیتھڑے نہونگے چقماق کا حسن اور اسکا اثر ہرگز ظاہر نہوگا۔ اسیطرح جب تک طالب فقیر و گرسنۂ جمال و چیتھڑون

کی طرح ذلیل اور فانی نہوگا اُسکو غذائے روحانی یعنے مشاہدۂ جمال اور عشق الٰہی کا نور حاصل نہوگا۔ آتش زن چقماق پتھر کو کہتے ہین جس سے آگ نکلتی ہے اور سوختہ بمعنے حراق ہے یعنے جلانے کے قابل چیتھڑے

	نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست	آئینہ خوبی جملہ ہست ہاست
ترجمہ	نیستی نے جسجگہ پایا ظہور	آئینہ ہستی کا ہے لیے پر شعور

شرح یعنے مرتبۂ نیستی و فنا بشرطیکہ حاصل ہوجائے تمام موجودات کی خوبی کا آئینہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تمام موجودات کی خوبی اللہ تعالےٰ سے ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیستی آئینہ جمال الٰہی ہے لفظ خاست بصیغۂ ماضی بمعنے حاصل و قائم شدہ ہے۔ کمال نقص کا اور نیستی ہستی کا آئینہ اور اسکا مظہر ہے۔

	بہر آن کہ نیستی پالودگی ست	وانچہ این ہستی ہمہ آلودگی ست
ترجمہ	نیستی ہے سر بسر پالودگی	اور ہستی سر بسر آلودگی

شرح یعنے نیستی اسلیے آئینۂ ہستی ہے کہ نیستی مجسم صفائی اور عین جلا ہے اس آئینہ مین جمال ہستی الٰہی بالکل صاف طور پر نظر آجاتا ہے اور دنیوی ہستی سر بسر کدورت و زنگ ہے اسیلئے نیست کردینے کے قابل ہے۔

	چونکہ جامہ چست و دوزیدہ بود	مظہر فرہنگ درزی کے شود
ترجمہ	ٹہیک جو کپڑا بدن پر ہو گیا	فہم درزی کا وہان پہر کام کیا

شرح یعنے جبکہ کپڑا خود ہی چست اور بدن پر ٹہیک اور سلا سلایا ہو تو وہ درزی کی عقل یا کاریگری کو ظاہر نہین کرسکتا۔ کیونکہ سلے سلائے کپڑے کے سینے درزی کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ اسیطرح جو شخص اپنے آپ کو ہست خیال کریگا اللہ تعالےٰ اُسکو مرتبۂ بقا سے محروم رکہیگا کیونکہ جب وہ اپنے نزدیک خود ہی ہست ہے تو اُسے مرتبۂ بقا حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا رہی۔ یہ نیستی و ہستی کے مضمون کی پہلی مثال ہے۔

	ناتراشیدہ ہمے باید جذوع	تا درودگر اصل سازد یا فروع
ترجمہ	بے گہڑا ٹہنا مرتجان چاہیئے	سب ستونون اور کڑیون کے لیئے

شرح جذوع جمع جذع ہے بمعنے تنۂ درخت یعنے ٹہنا اور درودگر بڑہئی کو کہتے ہین۔ اصل سے مراد ستون ہے اور فرع سے کڑیان۔ یعنے درخت کا ٹہنا ناتراشیدہ ہونا چاہیئے تاکہ بڑہئی اُسے گہڑ کہڑ اکر چاہے ستون بنالے۔ چاہے کڑیان اور جس حالت مین کہ ٹہنا خود تراشیدہ ہوگا یعنے ستون اور کڑیان بنی بنائی ہونگی تو بچار کی کچہ ضرورت نہین۔ مطلب یہ کہ نقص کو کمال کی ضرورت اور فقیر کو غنی کی حاجت ہوتی ہے طالب اپنے گمان مین اگر خود ہست اور کامل ہے تو اسکو مشاہدۂ ہستی الٰہی نصیب نہین ہوسکتا۔ اسیلئے نیست ہونا اور اپنے آپ کو ناقص سمجہنا فرض ہے تاکہ کمال اور مرتبۂ بقا حاصل ہو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

خواجہ اشکستہ بند آنجا رود — کہ در آنجا پائے اشکستہ بود

ترجمہ: جوڑنیوالا تو جاتا ہے وہین — جسکی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے کہین

شرح خواجہ بمعنے اُستاد ہے اور شکستہ بند بمعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا۔ یعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا اُستاد وہین جاتا ہے جہان فی الواقع کسیکے ہاتھ یا پانوکی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اسیطرح مشاہدۂ ہستی الٰہی اُسی کو میسر ہوسکتا ہے جو نیست ہوگیا ہو اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔

کے شود چون نیست رنجور و نزار — آن جمال صنعت طب آشکار

ترجمہ: ہو نہ جبتک کوئی رنجور و نزار — ہوتی ہے کب صنعت طب آشکار

شرح یعنے جبتک کوئی شخص بیمار و ناتوان نہین ہوتا۔ طبیب کی صنعت طب ظاہر نہین ہوسکتی۔ اسیطرح جبتک کوئی نیست نہین ہوتا جمال ہستی الٰہی کو نہین دیکھہ سکتا۔ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے۔

خواری و دونی مسہا بر ملا — گر نباشد کے نماید کیمیا

ترجمہ: نقص تانبے کا نہو گر برملا — کب اثر اپنا دکھلائے کیمیا

شرح لفظ برملا گر نباشد کے متعلق ہے اور نماید بمعنے ظاہر شود ہے۔ یعنے تانبے کے حقارت و ذلت اگر ظاہر نہو بلکہ تانبا خود ہی سونا ہوا کرے تو کیمیا کا اثر ظاہر نہین ہوسکتا۔ اسیطرح کیمیا کے مرتبۂ بقا انہین کو ملتی ہے جو ناقص ہین یعنے اپنے آپ کو نیست سمجھتے ہین۔ اسی مضمون کی پانچوین مثال ہے۔

نقصہا آئینۂ وصف کمال — وان حقارت آئینۂ عز و جلال

ترجمہ: نقص ہے آئینہ وصف کمال — ہے حقارت ہی آئینۂ عز و جلال

شرح یعنے نیستی اور فنا صفت کمال کا آئینہ ہے صفت کمال فنا ہی کے سبب ظاہر ہوتی ہے اور حقارت یعنے اپنے آپ کو ذلیل جاننا آئینہ عز و جلال ہے۔ انجام کار عزت اُسی کو ملتی ہے جو ابتدا مین ذلیل رہتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنے جو شخص اپنے نفس کو ذلیل و حقیر اور فانی سمجھتا ہے وہی اللہ تعالےٰ کو اہل فضل و جلال اور باقی رہنے والا جانتا ہے۔

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقین — زانکہ با سرکہ پدید است انگبین

ترجمہ: ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر بالیقین — سرکہ سے ہوتا ہے ظاہر انگبین

شرح یعنے حالت نقصان و فنا مین مرتبۂ کمال و بقا حاصل ہونے کا یہ سبب ہے کہ ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے اور کھٹے سرکہ سے شہد کی تمیز ہوجاتی ہے اسیطرح فنا سے اُسکی ضد یعنے بقا کا ظہور ہوجاتا ہے۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ضد اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

هر کہ نقص خویش را دید و شناخت | اندر استکمال خود دو اسپہ تاخت

ترجمہ: جسنے اپنے نقص پر ڈالی نظر | ہو گیا وہ شخص کامل جلد تر

شرح یعنے جو شخص اپنے نقص کو جان لیتا ہے وہ کمال حاصل کرنے کے لیے بہت جلد دوڑ جاتا ہے اسیطرح جو لوگ اپنے آپ کو فانی خیال کرتے ہیں وہ مرتبۂ بقا حاصل کر لیتے ہیں۔

زان نمی پرّد بسوئے ذوالجلال | کو گمانے می برد خود را کمال

ترجمہ: اُڑ نہیں سکتا وہ سوئے ذوالجلال | جانتا ہے خود کو جو بالکل کمال

شرح یعنے آدمی اسلیئے اللہ تعالےٰ کی طرف نہیں اُڑ سکتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو مجسم کمال گمان کرتا ہے۔

علتے بدتر ز پندار کمال | نیست اندر جانت اے مغرور ضال

ترجمہ: کیا بُری علت ہے پندار کمال | کر دیا کرتا ہے جو مغرور وضال

شرح یعنے اے مغرور اور گمراہ آدمی تیری ذات میں کوئی بیماری اس سے بدتر نہیں کہ تو اپنے آپ کو کامل گمان کرتا ہے بعض نسخوں میں نیست اندر جان تو اے ذو دلال ہے۔ اسصورت میں ذو دلال بمعنے صاحب تکبر و عجب ہے نکتہ لفظ اندر جان سے یہ بات نکلتی ہے کہ غرور و تکبر کی صفت گو ظاہر نہو مگر اکثر آدمی باعتبار باطن ضرور متکبر اور گمراہ ہوتے ہیں۔ اور امتحان کرنے سے انکا باطنی تکبر ظاہر ہو جاتا ہے

از دل و از دیدہ ات بس خون رود | تا ز تو این معجبی بیرون شود

ترجمہ: جب بہے گا تیری چشم و دل سے خون | جائے گا اُس دم تکبر اے زبون

شرح یعنے اے مخاطب تیرے دل و دیدہ سے بہت سا خون بہے گا تب یہ تکبر و غرور طبیعت سے نکلیگا یعنے تکبر و غرور کو دل سے نکال لینے کے لیئے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے حال پر خون کے آنسو بہانے چاہیئیں

علتِ ابلیس۔ اَنَا خَیْرٌ بدست | وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست

ترجمہ: علتِ ابلیس انا خیر ہے بس | یہ مرض کل خلق میں ہے بلہوس

شرح یعنے شیطان جس مرض میں گرفتار ہو کر ہلاک اور راندۂ درگاہ ہو گیا ہے وہ تکبر ہی کا مرض تہا کیونکہ اُسنے تکبر کے باعث حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اور یہ کہا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ یعنے ابلیس نے یہ کہا کہ اے رب العالمین میں آدمؑ کو اسلیئے سجدہ نہیں کرتا کہ تو نے مجھکو آگ سے اور اُسکو مٹی سے پیدا کیا ہے اور چونکہ آگ خاک سے بلند مرتبہ ہے اسلیئے میں حضرت آدمؑ سے بہتر ہوں لہٰذا ہر شخص تکبر کو طبیعت سے نکالدینا چاہیئے تاکہ شیطان کی پیروی سے نجات ملے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ تکبر کا مرض ظاہر نہی مگر مخفی طور پر ہر شخص کی ذات میں موجود ہے۔

گرچہ خود را بس شکستہ بیند او | آب صافی دان و سرگین زیر جو

ترجمہ: گرچہ ظاہر مین شکستہ ہے مگر | ہے نہان پانی مین گوبر سر بسر

شرح یعنے چونکہ ہر شخص مین باطنی طور پر تکبر و عجب کی صفت موجود ہوتی ہے اسلئے گو حسب ظاہر کوئی اپنے آپ کو از بس شکستہ و منکسر المزاج و متواضع یا تکبر سے خالی جانتا ہو مگر باعتبار باطن اُسمین تکبر و عجب اور اخلاق ذمیمہ بھرے رہتے ہین اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی نہر مین اوپر تو صاف پانی ہو۔ اور پانی کی تہ مین لید یا گوبر وغیرہ کوئی ناپاک چیز موجود ہو۔ کہ ظاہر مین نظر نہین آتی مگر فی الواقع موجود ہے۔

چون بشورانی مر او را از امتحان | آب سرگین رنگ گردد در زمان

ترجمہ: گر ہلائے تو برائے امتحان | رنگ سرگین آب پر ہوگا عیان

شرح یعنے اگر تو اُس پانی کو جسکی تہ مین گوبر ہے بطور آزمایش حرکت دیگا۔ تو اُسیوقت سارا پانی گوبر کے رنگ کا ہو جائیگا اور اپنا باطنی عیب ظاہر کر دیگا اسیطرح ہر شخص کے اخلاق کا جب تو امتحان کریگا اور اُسکے نفس امارہ کے خلاف کوئی بات کہدیگا تو اُسکے تکبر اور اخلاق ذمیمہ کا اظہار ہو جائے گا۔

در تگِ جو ہست سرگین اے فتا | گرچہ جو صافی نماید مر ترا

ترجمہ: نہر کی تہ مین ہے گوبر دیکھہ تو | گرچہ ہے ظاہر مین صاف اے نیک خو

شرح یعنے نہر کی تہ مین گوبر موجود ہے اگرچہ نہر کا پانی حسب ظاہر تجھے بالکل صاف نظر آتا ہے۔ یہ پہلے اشعار کی توضیح ہے۔ یعنے اس شعر کا مطلب وہی ہے جو پہلونکا تھا مگر تشریح کے لیئے اسی مضمونکو مکرر لایا گیا ہے

ہست پیر راہ دان پر فطن | باغہائے نفس کل را جوے کن

ترجمہ: سچ ہے پیر راہ دان و پر فطن | باغہائے نفس مین ہے نہر کن

شرح یعنے مرشد کامل اور خدا کے رستہ کو جاننے والا شیخ جو عقلمندیون سے پُر ہے تمام اشخاص کے باغ دل مین معرفت الٰہی کی ایسی نہر کہود دیتا ہے کہ جسکا ظاہر و باطن یکسان ہے یعنے وہ باہر سے بہی پاک ہوتی ہے اور اندر سے بہی۔ اسلئے انکا طالب اخلاق ذمیمہ اور تکبر و عجب سے نجات پانے کے لیے کسی مرشد کامل کو اختیار کرنا چاہیئے۔ فطن جمع فطنت ہے بمعنے زیرکی۔ اور جوے کن بمعنے پاک و صاف کنندہ نہر سے مرشد کامل مراد ہے جو اپنی خداداد باطنی پاکیزگی کے باعث طالبان حق کو بہی پاک کر دیتا ہے۔

جوئے خود را کے تواند پاک کرد | نافع از علم خدا شد علم مرد

ترجمہ: نہر خود کو پاک کر سکتی نہین | علم خالق سے ہے علم مرد این

شرح یعنے جسطرح نہر اُس نجاست سے جو اُسمین پڑی ہوی ہے اپنے آپ کو خود پاک نہین کر سکتی اسیطرح

ہر شخص اپنے آپ کو اخلاق ذمیمہ کی گندگی سے آپ پاک نہین کرسکتا۔ اسلیئے باطنی نہر کے صاف کرنیوالے یعنے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح وہ علم جو آدمی کو نظر و فکر سے حاصل ہوتا ہے اُسکے جہل کو دور نہین کرسکتا کیونکہ ایسا علم خود جہل ہے جب تک علم الٰہی نہو۔ یعنے انسان جبتک خدا کو خدا بجلنے بالکل جاہل ہے۔ علم اُسیوقت نفع دیگا کہ اُسکو علم الٰہی ہو۔ اس علم کے لیئے مرشد کامل کی حاجت ہے **فائدہ** حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ آخر زمانہ مین ایسے عالم ہونگے جو لوگون کو زہد و تقوے سکہائین گے اور خود متقی و زاہد نہونگے لوگون کو خدا سے ڈرائین گے اور خود نہ ڈرین گے دوسرون کو امیرون کی صحبت سے منع کرینگے اور خود باز نرہین گے ایسے عالم خدا کے دشمن ہین۔

کے تراشد تیغ دستہ خویش را	رو بجراحے سپار این ریش را
ترجمہ: اپنا دستہ تیغ سے بنتا نہین	سونپ جراحون کو زخم دل کہین

شرح یعنے تلوار اپنا دستہ آپ نہین بنا سکتی۔ اور زخم اپنے آپ کو خود اچہا نہین کرسکتا بلکہ دستہ کسی نجار یا لہار سے بنوانا چاہیئے۔ اور زخم کی مرہم پٹی کا کام کسی جراح کو سونپنا چاہیئے۔ اسیطرح باطنی اور اخلاقی برائیون کو مرشد کامل کے وسیلہ سے دفع کرنا واجب ہے یہ برائیان اپنی جد وجہد سے دفع نہین ہوسکتین

آب چو سرگین نتاند پاک کرد	جہل نفسش را نزوید علم مرد
ترجمہ: پاک کب سرگین کو کرتا ہے فرات	علم سے گھٹتا نہین ہے جہل ذات

شرح یعنے جسطرح نہر کا پانی ذات نجاست کو پاک نہین کرسکتا۔ اسیطرح آدمی کا علم اُسکے ذاتی جہل (نا خدا شناسی) کو دفع نہین کرسکتا۔ بلکہ علم الٰہی سیکہنے کے لیئے مُرشد کامل کی ضرورت ہے۔

بر سر ہر ریش جمع آمد مگس	تا نہ بیند قبح ریش خویش کس
ترجمہ: مکہیان ہین جمع سارے زخم پر	تا نہ پڑ جائے برائی پر نظر

شرح یعنے ہر زخم پر مکہیان اسلیئے بیٹہتی ہین کہ مجروح کو اپنی زخمون کی قباحت نمعلوم ہو مطلب یہ کہ آدمی اپنے قباحت کو آپ نہین معلوم کرسکتا۔ اور اگر معلوم بہی کرلے تو اپنے ہاتہہ سے اسکا ازالہ ناممکن ہے اسلیئے مرشد کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ تمام قباحتون کو زائل کردے۔

آن مگس اندیشہ ہا و امال تو	ریش تو آن ظلمت احوال تو
ترجمہ: مکہیان ہین آرزوئین اور خیال	اور زخم دل ہے تاریکی حال

شرح یعنے جس طرح ظاہری زخم بدن کو مکہیان ڈہانک لیتی ہین اور زخمی کو اپنا زخم نظر نہین آتا۔ اسیطرح ہر شخص کے باطنی زخم (ظلمت احوال۔ یا حالات کی تاریکی اور گناہون کی سیاہی) کو باطنی مکہیان رنجسے

خواہشیں اور بد آرزوئیں ڈہانک لیتی ہین یعنے ایخاطب تیرے افکار فاسدہ اور باطل آرزوئیں کہیان ہین اور تیرا زخم ظلمت احوال اور کدورت اوقات ہے اس زخم کو اندیشہائے فاسدہ نے ڈہانک رکھا ہے اسلیئے تجکو نظر نہیں آتا البتہ مرشد کامل اس زخم کو دیکھکر علاج کر دیگا بعض نسخون مین آمال کی جگہ مال ہے جس سے مال دنیوی مراد ہے اور آمال دونون نسخونکا ایک ہے۔

	ور نہد مرہم بران ریش تو پیر		آن زمان ساکن شود درد و نفیر
ترجمہ	اور اگر مرہم لگائے پیر مرد		اوسکہڑی جاتا رہے گا رنج و درد

شرح یعنے اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہان پر مرہم رکھدے یعنے اپنے ارشادات سے تجہے فیض پہنچائے تو تیرا دردو نالہ جاتا رہے گا یعنے محبت دنیا دل سے اور اخلاق ذمیمہ طبیعت سے دفع ہوجائینگے اور تو باطنی طور پر تندرست ہو جائیگا لیکن اوسکو کامل صحت نہ خیال کر اور مرشد سے ہرگز الگ نہو چنانچہ آئندہ شعر کا یہی مطلب ہے کہ مرشد سے تہوڑا سا فیض پانے کے بعد اپنے آپ کو کامل سمجہکر صحبت مرشد سے جدا نہونا چاہیئے

	تا نہ پنداری کہ صحت یافتست		پرتو مرہم درانجا تافتست
ترجمہ	لیکن اوسکو تو کبہی صحت نہ جان		پرتو مرہم ہے یہ اے مہربان

شرح تا بمعنے زنہار ہے یعنے اے شخص اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہانی پر مرہم رکہدے اور اس سے تجہے شفا ہونے لگے تو ہرگز اپنے آپ کو کامل صحت یافتہ گمان نہ کر بیٹہنا۔ بلکہ یہ تو مرہم کا تہوڑا سا پرتو اثر ظاہر ہوا ہے ابہی اچہی طرح صحت نہین ہوئی مطلب یہ کہ مرتبۂ کمال کے حاصل ہونے تک ارشادات پیر سے اعراض نہ کرنا چاہیئے۔ ہان بعد کمال ارشاد کی ضرورت نہین رہتی لیکن پیر سے برگشتہ ہونا اسحالت مین بہی کفران نعمت ہے اور بعض وجہ سے بالکل کفر ہے معاذ اللہ منہا خدا اس سے پناہ مین رکہے

	ہین ز مرہم سر مکش اے پشت ریش		وان ز پرتو دان مدان از اصل خویش
ترجمہ	سُن نہ اُس مرہم سے پہیر اے مرد دین		تیری صحت صحت ذاتی نہین

شرح یعنے ایخاطب باطنی مرہم (ارشاد مرشد) سے اعراض نکر کیونکہ تیری پشت طاعت زخمی ہے مرشد سے مرہم حاصل کرتا رہ اور اپنی تہوڑی بہت صحت کو اوسی مرہم کا اثر سمجہ اور اپنی قوت طبیعت و مزاج یا اپنی ذات کی طرف سے گمان نہ کر۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مرشد کے ارشادات سے ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہ ورنہ امراض معنوی مین مبتلا ہو جائیگا۔ اور پہر بڑی مشکل سے شفا حاصل ہوگی۔

مرتد شدن کاتب وحی بسبب آنکہ پرتو وحی برو زد آن آیت را پیش از پیغمبر بخواند گفت من ہم محل وحیم

ترجمہ ایک کاتب وحی کا اس سبب سے مرتد ہو جانا کہ اسپر نور وحی کا عکس ظاہر ہو گیا تھا اسلیئے اُسنے آیت کو پیغمبر سے پہلے اپنی زبان سے ادا کیا اور یہ کہا کہ مجھپر بھی وحی اُترتی ہے۔ اور اس خیال باطل کے سبب مرتد ہو گیا

شرح اس حکایت کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس مرتد ہونے والے کاتب وحی نے عکس نور وحی کو جناب مرشد کامل (حضرت محمد رسول اللہ صلعم) کے فیض صحبت کا عکس نہ سمجھا بلکہ اپنی ذاتی قوت کی جانب سے خیال کیا۔ اسلیئے مرض معنوی یعنے ارتداد مین مبتلا ہو گیا۔ اور اسکے غرور نے اُسے ہلاک کر دیا۔

پیش از عثمان یکے نساخ بود	کو بہ نسخ وحی جدّے مے نمود
ترجمہ پیشتر عثمان سے کاتب تھا ایک	وحی مین کرتا تھا ہر دم سعی نیک

شرح نساخ بمعنے لکھنے والا۔ اور جدّ بمعنے کوشش ہے۔ یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک کاتب تھا جو بحضور پیغمبر وحی لکھنے مین بہت کوشش کیا کرتا تھا۔

چون نبی از وحی فرودے سبق	او ہمان را وانوشتے بر ورق
ترجمہ جو نبی سے سُن لیا کرتا تھا وہ	اُسکو کاغذ پر لکھا کرتا تھا وہ

شرح یعنے جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ازروے وحی کوئی نازل شدہ آیت اُسے سُنا کر لکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے تو وہ اُسی آیت کو بلا کم و بیش کاغذ وغیرہ پر لکھدیا کرتا تھا۔ جیسا کہ کاتبونکا دستور ہوتا ہے۔

پرتو آن وحی بر وے تافتے	او درون خویش حکمت یافتے
ترجمہ نور آیت اُسپہ کرتا تھا ظہور	دلمین پالیتا تھا وہ حکمت کا نور

شرح یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور نازل شدہ آیتون کے لکھوانے کے باعث وحی کا نور اُس کاتب پر ظاہر ہو جاتا تھا اور وہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے بعض حکمت یعنے آیت کو اپنے دلمین معلوم کر لیتا تھا۔ **فائدہ** اس کاتب وحی (جسکے عبداللہ بن سعید) کا قصہ اسطرح منقول ہے کہ سورۂ مومنون کے نازل ہوتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لکھ لے عبداللہ لکھہ **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ** تا آخر **ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ** یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے آدمؑ کو اچھی کھنکار ہی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اُسکی اولاد کو منی سے پیدا کیا جو ایک خاص جگہ کی رہنے والی ہے پھر اُس منی کو جما ہوا خون بنایا پھر اُس جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی پھر اُس گوشت کی بوٹی کو سخت ہڈی کر دیا پھر اُس ہڈی کو گوشت اور چمڑا پہنا دیا۔ پھر اُسے دوسری پیدایش مین لائے یعنے اسے ماں کے پیٹ سے نکال کر دودھ پینے چلنے پھرنے اور باتین کرنے کی طاقت دی جب عبداللہ بن سعد نے اس آیت کو تا لفظ خلقا آخر لکھہ لیا تو صاحب پیغمبر علیہ السلام

کے طفیل یا نور وحی کے عکس کے باعث پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے لفظ آخر کے بعد اُسنے یہ آیت
پڑھ دی فتبارک اللہ احسن الخالقین پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا اس آیۃ کو لکھو کیونکہ یہ اسیطرح نازل
ہوی ہے اسوقت شیطان نے اُسکے دل مین وسوسہ ڈالا۔ اور وہ مغرور ہوکر اپنے آپ کو محل وحی سمجھ بیٹھا
اور مرتد ہو گیا اور یہ نجانا کہ یہ پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کا اثر تھا یہ بات بہی قرین قیاس ہے جو ابہی کمتر
شارح کی سمجھ مین آئی ہے کہ عبداللہ بن سعد عرب العربا تھا۔ اور قرآنمجید کی اکثر سورتین جو پہلے نازل
ہو چکی تہین اور جنمین اللہ تعالےٰ کے اسماء وصفات کا ذکر تہا اُسکے قلم سے لکہی جا چکی تہین۔ اس آیت
مین چونکہ خلقت انسانی کی شرح بیان ہوی تہی اسلیئے حسب اقتضائے مقام عبداللہ کی زبان سے
بے ساختہ ایک ایسا جملہ (فتبارک اللہ احسن الخالقین) نکلگیا جو اتفاقاً مطابق وحی تہا۔ اس سے یہ سمجھ
لیاکہ مین محل نزول وحی ہوگیا ہون ارتداد یعنے کفر ہے۔

عین آن حکمت بفرمود رسول	زین قدر گمراہ شد آن بو الفضول
ترجمہ کہدیا کرتے ستہے وہ آیت رسول	ہوگیا گمراہ اس سے بو الفضول

شرح یعنے نور وحی کے عکس کے باعث بعض آیت جو عبداللہ کے دل مین آئی پیغمبر علیہ السلام نے
بعینہ اُسی آیت کے لکہنے کا حکم عبداللہ کو دیا اور اُس سے گمراہ ہوکر اُسنے یہ خیال کر لیا کہ مجہپر بہی وحی
اُترتی ہے۔ اور یہ نجانا کہ اس آیت کا دلمین آنا اثر صحبت پیغمبر تہا

کانچہ میگوید رسول مستنیر	مر مرا ہست آن حقیقت در ضمیر
ترجمہ یعنے جو آیت کہ کہتے ہین نبی	ہوتی ہے وارد مرے دل پر وہی

شرح یعنے عبداللہ نے اپنے دل مین یہ گمان فاسد کرلیا کہ روشنضمیر پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم جو کچہ از روے وحی فرماتے ہین وہ وحی میرے دل پر بہی نازل ہوا کرتی ہے یعنی مین بہی محل وحی ہون

پرتو اندیشہ اش زد بر رسول	قہر حق آورد بر جانش نزول
ترجمہ کر گئے معلوم پیغمبر یہہ حال	اُسکی جان پر ہوگیا نازل وبال

شرح یعنے عبداللہ کے اندیشۂ باطل کا پرتو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر پڑا۔ اور آپنے معلوم
کرلیا کہ اس شخص کی جان پر قہر آلہی نازل ہوگیا۔ کیونکہ یہ گمان فاسد کے باعث اپنے آپ کو محل وحی سمجھنے لگا

پرتو آن ناگہش بر دل بتافت	در درون خویشتن حرفے نیافت
ترجمہ کہلگیا جب اُسپہ یہ حال شگرف	اپنے باطن مین نہ پایا ایک حرف

شرح لفظ ناگہش مین شین دل کا مضاف الیہ ہے اور ضمیر آن بجانب قہر حق ہے یعنے عبداللہ کے دل

پر قہر حق کا عکس پڑگیا۔ اور جیسا کہ پہلے اثر صحبت پیغمبر علیہ السلام کے باعث اسکے دل پر وحی کا نور چمک جاتا تہا اور اُسے آیت کے کچہ حرف معلوم ہو جاتے تہے اب اُسے اپنے دل مین ایک حرف بنایا اور کورے کا کورا رہگیا۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ طالب یا مرید اپنے باطنی صحت و صفائی قلب کو صحبت مرشد کا اثر خیال کرے اپنے مزاج یا طبیعت کی قوت کیجانب سے نہ سمجہے ورنہ ایمان و عرفان کے نور سے محروم رہجائے گا۔ اور اسکے علاوہ ملحد ہو جانے کا بہی اندیشہ ہے۔

	ہم ز نساخی بر آمد ہم ز دین	شد عدوے مصطفی از روے کین
ترجمہ	دین حق سے اور کتابت سے گیا	بنگیا بیدین عدو سے مصطفی

شرح یعنے عبد اللہ اپنے گمان فاسد کے باعث عہدۂ کتابت وحی سے بہی موقوف ہوا اور دین سے بہی خارج ہوگیا اور چونکہ وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجہ بیٹہا تہا اسلیئے خود کو مدمقابل یا حریف سمجہکر از رو کینہ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن ہوگیا۔ اور نبوت کا جہوٹا دعوے کر بیٹہا۔

	مصطفی فرمود کاے گبر عنود	چون سیہ گشتی اگر نور از تو بود
ترجمہ	مصطفی بولے کہ اے سرکش تبا	کیا ہوا وہ نور حق جو تجہمین تہا

شرح گبر اگر بکاف عربی ہے تو بمعنے مجسم تکبر ہے اور اگر بکاف فارسی ہے تو بمعنے کافر ہے یعنے مصطفی نے عبد اللہ سے یہ فرمایا کہ اے منکر یا سرکش کافر اگر نور وحی تجہپر خصوصیت کے ساتہ ذاتی طور پر نازل ہوتا تہا تو اب تو سیاہ باطن کیون ہوگیا ہے یعنے اب تجہپر نور وحی کا کوئی حرف نازل کیون نہین ہوتا۔

	گر تو ینبوع الٰہی بودۂ	اینچنین آب سیہ نگشودۂ
ترجمہ	تو اگر تہا چشمۂ نور خدا	سیلکے کیچڑ کیون ہوا اُس سے جدا

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ اے عبد اللہ اگر تو نور وحی الٰہی کا چشمہ ہوتا تو ایسی گمراہی کی کیچڑ ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ ینبوع چشمے اور آب سیہ کیچڑ کو کہتے ہین اور بودۂ و نگشودۂ بمعنے بودے و نکشودے ہے۔

	اندرون مے سوختش ہم زین سبب	توبہ کردن مے نیارست اینعجب
ترجمہ	اس سبب سے تہی اُسے اک سوختگی	توبہ کرنے کی مگر طاقت نہ تہی

شرح یعنے عبد اللہ کا دل اس سبب سے جلتا تہا کہ مین نہ ادہر کا رہا نہ اُدہر کا لیکن باینہمہ تعجب اسبات پر ہے کہ وہ توبہ بہی نکرسکتا تہا۔ کیونکہ خیال ننگ و ناموس توبہ سے منع کر رہا تہا۔

	تا کہ ناموسش بہ پیش این و آن	بستہ بربست از توبہ دہان
ترجمہ	تا رہے ناموس پیش این و آن	اسلئے تہی بند توبہ سے زبان

شرح یعنے باوجودیکہ عبداللہ اپنے اس دعوے سے کہ مجہپر وحی اُترتی ہے دل مین پشیمان تہا کیونکہ ہر شخص کا دل منصف ہوا کرتا ہے لیکن اُسنے اس خیال سے کہ اگر اب توبہ کرونگا تو ہر خاص و عام کے نزدیک میری عزت جاتی رہیگی توبہ کرنے سے اپنے مُنہ کو بند کرلیا۔ ترکیب مین لفظ ناموس نشکند کا فاعل ہے

	آہ میکرد و بنودش آہ سود		چون درآمد تیغ و سررا درربود	
ترجمہ	آہ اُسکو فائدہ کیا دے گئی		تیغ آئی اور سر کولے گئی	

شرح یعنے عبداللہ توبہ کرنے سے تو ساکت تہا مگر باطن مین اپنی حالت پر افسوس کیا کرتا تہا۔ لیکن یہ افسوس فائدہ مند نہ تہا کیونکہ بلا صفت ایمان صرف تاسف کچہ فائدہ مند نہین ہوتا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جب قہر الٰہی نازل ہوگیا تو آہ کرنے سے کچہ فائدہ نہین۔ بظاہر یہ شعر پہلے شعر کی منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسمین یہ فرمایا تہا کہ توبہ کرنے سے اُسکا مُنہ بند تہا اور اسمین یہ ارشاد ہے کہ وہ آہ کیا کرتا تہا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ پر تو وحی کے مسلوب ہوجانے کے سبب آہ کیا کرتا تہا توبہ کے ارادے سے تاسف نہین کرتا تہا۔ کیونکہ توبہ سے اُسکا مُنہ بند ہوگیا تہا فائدہ سورہ مومنون مکیہ ہے اور عبداللہ مدینہ مین جاکر مرتد ہوا تہا اسکا سبب یہ ہے کہ اُسپر تو وحی مکہ مین پڑا اور وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجہکر مدینہ چلا گیا اور اور وہان جاکر مرتد ہوا تمام مفسرین اور محدثین کا قول ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کفار کا خون معاف کردیا تہا۔ اسوقت عبداللہ مدینہ سے مکہ مین آئے ہوئے تہے فتح اسلام کی خبر اور خون کے ہدر ہونے کے خوف سے یہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے گہر جا بیٹہے اور اُنکو حضرت عثمانؓ رسول اللہؐ کے پاس لے آئے عبداللہ نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر علیہ السلام نے اُنسے بیعت لی چنانچہ دار قطنی اور ابن عساکر نے عثمانؓ سے اسیطرح روایت کیا ہے۔ بعدہ وہ جہادمین شریک ہوے اور بعض شہر اُنکے ہاتہہ پر فتح ہوئے امام بغوی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ مکہ سے آملہ کی طرف چلے گئے تہے مگر جب صبح قریب ہوئی تو یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ عَمَلِیْ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ یعنے اے خدا میرا سب سے پچہلا کام نماز صبح ہو۔ چنانچہ بعد سلام نماز صبح اُنکی وفات ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ پہر اسلام لے آئے تہے اسصورت مین گزشتہ اشعار عبداللہ کے توبہ کرنے اور اسلام لانے سے پہلے حالت کی طرف اشارہ کر رہے ہین یعنے وہ بعد ارتداد فوراً توبہ نکر سکے۔ مگر بعد فتح مکہ اسلام لے آئے۔ بعض ضعیف قول یہ بہی ہے کہ عبداللہ کفر کی حالت مین مرے ہین اور بعض نے یہ بہی کہا ہے کہ وہ مرتد شخص جو کاتب وحی تہا مسیلمہ کذاب تہا۔ اس صورت مین تاویل کی ضرورت نہین مگر یہ دونو قول غیر معقول ہین۔ کیونکہ مسیلمہ کبہی ایمان ہی نہین لایا تہا پہر مرتد ہونا کیسا اور اسیطرح عبداللہ کا مسلمان ہونا روایت صحیح سے ثابت ہے پہر کافر ہوکر مرنیکے کیا معنے

	گردحق ناموس را صد من حدید	اے بسا بستہ بہ بند ناپدید
ترجمہ	عزت و ناموس ہے سو من حدید	ہین بہت پابند قید ناپدید

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے بطور وعظ و پند ذکر ناموس دنیوی کی طرف انتقال کیا ہے اور عبداللہ کا قصہ تمام ہو گیا ہے یعنے دنیوی ننگ و ناموس اور عزت و آبرو کا خیال سومن لوہے کی ایک زنجیر ہے جسنے بہت سے دنیا پرستون اور متکبرونکو قید کر رکہا ہے وہ اس بہاری قید سے رہائی پاکر راہ ایمان کی طرف نہین آسکتے۔ چنانچہ ابوطالب کا مقولہ ہے کہ اے محمدؐ مین صرف ننگ و ناموس کے خیال سے تہاری نبوت ایمان نہین لاتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جنے دوزخ کو قبول کرلیا ہے ہر زمانے مین اکثر کافر صرف ننگ و ناموس کے خیال سے ایمان نہین لاتے۔ گو انکا دل اسلام کی طرف مائل ہوتا ہے۔

	کبر و کفر آن سان ببست آن راہ را	کو نیارد کرد ظاہر آہ را
شرح	کفر نے روکا ہے ایسا راہ کو	لب پہ کب لاتا ہے کافر آہ کو

شرح یعنے تکبر اور کفر نے اس راہ ایمان و عرفان کو اسطرح بند کر رکہا ہے کہ متکبر اور کافر شخص اپنے منہ سے آہ (توبہ و ندامت) کا اظہار نہین کرسکتا۔ اگرچہ دل ایمان لانے کی طرف مائل ہو مگر مال دنیوی اور ننگ و ناموس کا خیال لفظ ایمان و توبہ کو زبان تک نہین لانے دیتا۔ نعوذ باللہ منہا۔

	گفت اغلالاً فہم بہ مقمحون	نیست آن اغلال بر ما از برون
ترجمہ	یعنے انکی تہوڑیون تک طوق ہین	فہم ظاہر سے مگر با فوق ہین

شرح یہ اس آیت کی اشارہ ہے جو کافرون کی شان مین ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے کافرون کی گردن مین طوق ڈالے ہین جو انکی تہوڑیون تک پہنچے ہوے ہین اسلیئے وہ کسیطرف پہر پہر کر سر نہین ہلا سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار کا کفر انکے حق مین طوق یا لگام کے مانند ہے جسکی وجہ سے وہ آیات الٰہی اور ایمان کی طرف منہ پہیر کر نہین دیکہہ سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ آیت اِنَّا جَعَلْنَا مین طوق سے ظاہری نہین بلکہ باطنی طوق مراد ہین جو کفارون کی گردنون مین پڑے ہوے ہین مگر انہین نظر نہین آتے۔

	خلفہم سداً فاغشینا ہم	مے نہ بیند بند را پیش و پس او
ترجمہ	آگے پیچہے انکے اک دیوار ہے	اور نظر آتی نہین ہے کوئی شے

شرح یہ اس آیت کا اقتباس ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ یعنے ہمنے ایک دیوار کفار کے آگے بنا دی اور ایک دیوار انکے پیچہے۔ پہر انکی آنکہونکو

ڈھانک دیا کہ اُنہیں کچھ نظر نہیں آتا یعنے کفار کے لیئے ایمان کی طرف قدم بڑہانے کا رستہ بند ہے گویا آگے پیچھے دیوارین کہڑی ہین اور وہ آیات الٰہی کو ہرگز نہین دیکھ سکتے۔

	رنگ صحرا دارد آن سدّے کہ خاست	او نمے داند کہ آن سدِّ قضاست
ترجمہ	صورت صحرا ہے سدّ پُر فضا	وہ نہین ہے واقف سدّ قضا

شرح یعنے یہ سدّ (دیوار باطنی) جو کفار کے روبرو ہے رنگ صحرائے عظیم رکھتی ہے یعنے نہایت کشادہ اور وسیع ہے جسکی ابتدا انتہا کچھ نہین معلوم ہوتے اور چونکہ یہ دیوار غیبی اور سدِّ قضا ہے اسیلئے کوئی کافر اس دیوار کو جو حکم الٰہی سے اُسکے روبرو کہڑی ہے ہرگز معلوم نہین کرسکتا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح صحرا مین وسعت اور فرحت و تازگی اور دلچسپی ہوتی ہے اسیطرح کفار کے سامنے کی دیوار دنیا اور خواہش نفسانی نہایت دلچسپ ہے کفار اس دیوار کو باعث مسرت جانتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ یہ حکم ربی کی غیبی دیوار ہے جو اُنہین راہ حق مین قدم بڑہانے سے روک رہی ہے۔

	شاہد تو سدّ روئے شاہدست	مرشدِ تو سدّ گفت مرشدست
ترجمہ	تیرا شاہد سدِّ روئے یار ہے	اور مرشد سامنے دیوار ہے

شرح پہلے شاہد سے کبر و ناموس یا دنیا یا شاہد مجازی مراد ہے جو آدمی کو نہایت محبوب ہے اور دوسرے سے شاہد حقیقی۔ اور پہلے مرشد سے شیطان اور نفس امّارہ اور دوسرے سے انبیاء و اولیا مراد ہین یعنے تکبر و ناموس یا دنیا یا مجازی معشوق جلوۂ شاہد حقیقی کے آگے بمنزلہ دیوار ہے اور شیطان یا نفس امّارہ ارشاد مرشد کامل کے روبرو دیوار بنا ہوا ہے۔ جبتک یہ دیوار سامنے سے نہ گریگی جلوہ شاہد حقیقی یا مرشد کامل کے ارشادات سے فیض حاصل نہوگا۔ اور سالک ہمیشہ محروم رہیگا۔

	اے بسا کفار را سودائے دین	بندشان ناموس و کبر آن و این
ترجمہ	ہے بہت سے کافرون کو عشق دین	سدّ راہ دین ہے وہم آن و این

شرح آن و این سے خیالات فاسدہ اور تفکرات باطلہ مراد ہین اور سودا بمعنے اشتیاق و عشق ہے مطلب یہ کہ بہت سے کافرون کو باطنی طور پر دین حق قبول کرلینے کا شوق ہوا کرتا ہے مگر دنیوی ناموس و عزت وغیرہ کا خیال اُنکے پاؤن کی زنجیر ہو جاتا ہے جو دین حق کی طرف قدم نہین اُٹھانے دیتا۔

	بند پنہان لیک از آہن بتر	بند آہن را کند پارہ تبر
ترجمہ	بند پنہانی ہے آہن سے بتر	ٹکڑے ٹکڑے اسکو کرتا ہے تبر

شرح یعنے وہ زنجیر جو کافرون کو باوجود اشتیاق دین حق کی طرف قدم بڑہانے سے روک رہی ہے بند باطنی

یعنے مخفی زنجیر ہے جو ظاہر مین نظر نہین آتی لیکن وہ مخفی زنجیر سختی اور مضبوطی مین لوہے سے زیادہ ہے کیونکہ لوہے کی زنجیر یا طوق وغیرہ کو تبر یعنے تیشہ یا سوہن وغیرہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور باطنی زنجیر کو بجز خدا کے اور کوئی نہین توڑ سکتا اسلیئے اس زنجیر کے توڑنے کو مرشد کامل کا وسیلہ ڈہونڈنا چاہیئے۔

	بند آہن را توان کردن جدا	بند غیبی را نداند کس دوا
ترجمہ	بند آہن دم مین ہوتا ہے جدا	بند غیبی کی نہین لیکن دوا

شرح یعنے لوہے کی ظاہری زنجیر کو توڑ سکتے ہین مگر باطنی زنجیر کا علاج بجز خدا کے اور کوئی نہین کر سکتا۔

	مرد را زنبور اگر نیشے زند	طبع او آن لحظہ بر دفعے تند
ترجمہ	بہڑ اگر کاٹے کسی انسان کو	دفع کر دیتی ہے طبع چارہ جو
	زخم نیش اما چو از ہستی تست	غم قوی باشد نگردد درد سست
ترجمہ	نیش باطن سے ہوگا تن درست	بلکہ ہو جائے گا زخمی اور سست

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اور اوسی گزشتہ مضمون کی توضیح ہے مطلب یہ کہ کوئی مکھی یا بہڑ کسی آدمی کے بدن مین کاٹ کہائے یا ڈنک مار جائے تو اُس آدمی کی طبیعت اسیوقت ڈنک نکال ڈالنے یا زخم کی تکلیف دفع کرنے کے لیے کوشش کرنے لگے گی۔ اور چونکہ یہ ظاہری ڈنک کی تکلیف ہے اسلیئے تہوڑی دیر مین یا تو کسی دوا سے آرام ہو جاے گا یا خود طبیعت (جو طبیب بدن ہے) اُس تکلیف کو دفع کر دیگی۔ لیکن ناموس و تکبر کی مکہی کے ڈنک کا زخم جو تیری ہی وجود موہوم کیجانب سے ہو علاج پذیر نہین ہو سکتا کیونکہ یہ باطنی زخم ہے اسکی تکلیف و درد کا ازالہ مشکل سے ہوتا ہے۔

	شرح این سینہ برون مے جہد	لیک مے ترسم کہ نومیدی دہد
ترجمہ	شرح اسکی چاہتا ہون تمام	خوف نومیدی ہے لیکن اے ہمام

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین چاہتا تہا کہ اس بند غیبی کی شرح مفصل بیان کرون لیکن اس سے ڈرتا ہون کہ مخاطب نا اُمید نہو جائے اور گرفتار نفس یہ نہ کہنے لگے کہ میرے آگے تو بند غیبی موجود ہے جسکا کہلنا سخت مشکل ہے اب مین اپنے آپ کو محنت و ریاضت مین کیون ڈالون مجھے اس سے فائدہ ہی کیا ہوگا اسلیئے مولانا بند غیبی کی شرح چہوڑ کر اسکے توڑنے کی تدبیر آئندہ اشعار مین بتاتے ہین۔

	نے مشو نومید و خود را شاد کن	پیش آن فریاد رس فریاد کن
ترجمہ	تو نہو نومید دلکو شاد کر	روبرو واہب کے فریاد کر

شرح یعنے اے مخاطب تو اس خیال سے کہ میرے آگے بند غیبی موجود ہے نا اُمید نہو بلکہ خوشی منا کہ ہم اسکے

ٹوٹ جانے کی تدبیر بنائے دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اُس فریادرس (اللہ تعالے) کے آگے زاری و فریاد کیا کر اور اِس بند کے توڑ جانے کے لیئے اُسی سے مدد مانگتا رہ یہ غیبی دیوار جو نیکیون سے روک رہی ہے تیرے آگے سے ہٹ جائیگی

کاے محبّ عفو از ما عفو کن ‌ ‌ ‌ اے طبیب رنج ناسور کہن

ترجمہ بخشدے ساری خطائین اے مجیب ‌ ‌ ‌ تو ہی ناسور کہن کا ہے طبیب

شرح یعنے اللہ تعالے کے روبرو اِن لفظون مین فریاد کیا کر کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یعنے الٰہا بیشک تو معاف کرنیوالا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے میرے گناہ معاف فرما۔ اے پُرانے ناسور (تکبر و عجب و ننگ و ناموس) کی تکلیف کے دفع کرنے والے مجھے ان باطنی بیماریون سے صحت دے۔

عکس حکمت آن شقی را یاوہ کرد ‌ ‌ ‌ خود مبین تا بر نیارد از تو گرد

ترجمہ عکس حکمت سے ہوا کاتب شقی ‌ ‌ ‌ تو تکبر چھوڑ دے اے مدعی

شرح یہ شعر گویا قصہ کا بقیہ ہے اور شقی سے وہی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مراد ہے جو پہلے کاتب وحی تہا اور مرتد ہوکر پہر مسلمان ہوگیا تہا اِس صورت مین عبداللہ کو شقی کہنا مرتد ہو جانے کی حالت کے لحاظ سے ہے بعد ارتداد مسلمان ہونیکے لحاظ سے نہین نیز ممکن ہے کہ لفظ شقی سے مطلقًا بدبخت آدمی مراد ہو اسصورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ کبھی شقی پر بہی عکس حکمت وارد ہو جاتا ہے لیکن چونکہ وہ ازلی شقی ہوتا ہے اسلیئے اور زیادہ بیہودہ ہو جاتا ہے اور تکبر اُسے گمراہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ اپنی شقاوت کے سبب گمراہ ہوا اور ازلی سعید (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی زبان مبارک سے بہی یہی آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) صادر ہوی تہی جسکو سنکر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ اور یہ آیت بہی اسیطرح نازل ہوی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ایمخاطب خودبین اور متکبر نہو تاکہ یہ خودبینی تجھے ہلاک نہ کردے بر نیارد کا فاعل خودبینی ہے جو خود مبین مین ضمنًا مذکور ہے۔ اور گرد برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے ہلاک کردینا۔

اے برادر بر تو حکمت جاریہ ست ‌ ‌ ‌ آن ز ابدال ست و بر تو عاریہ ست

ترجمہ پڑ گیا ہے عکس حکمت تجھپہ گر ‌ ‌ ‌ یہ طفیل اولیا ہے سر بسر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجھپر جو حکمت الٰہی اور کشف و الہام وغیرہ کا فیضان ہوتا ہے یہ سب ابدال اور تیرے مرشدان کامل کا طفیل ہے ہان تجھپر بطور عاریت وارد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تو ہنوز مرتبۂ بشریت مین ہے۔

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست ‌ ‌ ‌ آن ز ہمسایہ منور تافت ست

ترجمہ گھر مین گو پہیلا ہوا رہتا ہے نور ‌ ‌ ‌ ہے مگر خورشید کا یہ سب ظہور

شرح یعنے گہر مین جو روشنی پائی جاتی ہے یہ ہمسایۂ منور (آفتاب روشن) کے طفیل سے ہے ذاتی نہین ہے

شکر کن غرہ مشو بینی مکن — گوش دار و ہیچ خودبینی مکن

ترجمہ: شکر کر غرّہ نہ کر اے پر غرور — چھوڑ خودبینی کو گر ہے با شعور

شرح بینی کندن بمعنے انکار کرنا اور ناک مارنا ہے پہلے مصرع مین مکن بفتح الکاف اور دوسرے بالضم۔ یعنے مرشدان کامل کے طفیل سے تجھپر جو حکمت الٰہی یا کشف و الہام کا فیضان ہوتا ہے اس نعمت پر خدا کا شکر کرو اور اسکو اپنی ذاتی قوت سمجھکر متکبر نہو اور اثر صحبت مرشد سے انکار نہ کر یہ ہماری نصیحت ہمیشہ کے لیے یاد رکھو اور کبھی خودبینی نکر ورنہ انجام اچھا نہوگا۔ ہیچ بمعنے ہیچ وقت ہے۔

صد دریغ و درد کاین عاریتے — معجبان را دور کرد از امتے

ترجمہ: حیف ہے اس کبر نے اے پر غرور — معجبون کو کر دیا امت سے دور

شرح اگر عاریتے اور امتے مین یائے مجہول ہے تو عاریت سے وہی حکمت مراد ہے جو بطور عاریت و مستعار مرشد کامل کے طفیل سے مرید کو حاصل ہو جاتی ہے اور امتے بمعنے امت مقبولہ ہے یعنے صد حیف کہ اس حکمت یا نور الٰہی نے جو بطور عاریت حاصل ہوتا ہے متکبرون کو امت مقبولہ سے الگ کر دیا ہے۔ مرتد بنا دیا ہے یعنے وہ اس حکمت کو اپنی ذات کا عطیہ سمجھکر گمراہ ہو گئے ہین اور اگر دونو جگہ یائے معروف ہے تو عاریتی مین یائے نسبتی ہے اور امتی مین مصدری یعنے ہزار افسوس اس حکمت نے جو منسوب بسوئے عاریت ہے متکبرون کو امت مقبول ہونے سے نکالدیا ہے مطلب دونو کا ایک ہے۔

من غلام آنکہ او در ہر رباط — خویش را واصل نداند بر سماط

ترجمہ: مین ہون ایسے شخص کا دل سے غلام — باکمالی کو جو سمجھے نا تمام

شرح رباط مسافرخانہ۔ سرائے اور مجازاً بمعنے منزل اور سماط بمعنے خوان نعمت ہے۔ یعنے مولانا بطور وعظ یہ کہتے ہین کہ مین ایسے سالک کا غلام اور مداح ہون کہ جو راہ سلوک کی منزلون مین سے کسی منزل کو طے کرکے یہ سمجھے کہ وصال حقیقی کے خوان نعمت پر پہنچگیا ہون ایسا جاننے سے دل مین تکبر پیدا ہو جائے گا۔ اور طلب کمال مین قصور واقع ہوگا۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگتا ہے وہ ہمیشہ ناقص رہتا ہے۔

بس رباطے کہ بباید ترک کرد — تا بمسکن دررسد یک روز مرد

ترجمہ: چاہئین طے کرنی لاکھون منزلین — مرد کی آسان ہون تا مشکلین

شرح یعنے سالک کو بہت سی منزلین طے کرنے اور پیچھے چھوڑ دینی چاہئین تاکہ ایک دن منزل مقصود یعنے مقام فنا تک جا پہنچے اگر ہر منزل مین اپنے آپ کو واصل سمجھہ لیگا تو مقام وصال سے محروم رہجائیگا مطلب یہ کہ خدا کے رستہ مین ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے جو اپنے آپ کو واصل سمجھ لیتے ہین وہ منزل مقصود تک نہین پہنچتے۔

گرچہ آہن سرخ شد او سرخ نیست ۔۔۔ پر تو عاریتے آتش زنے ست

ترجمہ: لال گو ظاہر مین لوہا ہو گیا ۔۔۔ ہے یہ لیکن پرتو ہ سب آگ کا

شرح یعنے اگرچہ لوہا بہٹی مین پڑکر سرخ ہوجاتا ہے مگر یہ سرخی اُسکی ذات مین نہین ہے بلکہ بطور عاریت یہ اگ جلانے کا طفیل یا پرتو ہے کہ لوہا سرخ ہوجاتا ہے اسیطرح سالک شعلۂ نور مرشد کامل کے نور کا عکس ہوا کرتا ہے یہ مادّہ سالک مین ذاتی نہین ہوتا ۔ یہ مضمون گزشتہ کی پہلی مثال ہے اور آتش زنی بیائے معروف بمعنے اگ جلانا ہے

گر شود پر نور روزن یا سرا ۔۔۔ تو مدان روشن مگر خرشید را

ترجمہ: ہو اگر پر نور روزن یا سرا ۔۔۔ اسکو تو پر تو سمجہہ خرشید کا

شرح یعنے اگرچہ گہر کا روشندان یا خود گہر روشن ہوا کرتا ہے مگر تو ذاتی طور پر اُس گہر یا روشندان کو منور نسمجہ بلکہ دراصل یہ سورج کی روشنی کا عکس ہے یعنے روزن خود روشن نہین ہے بلکہ آفتاب روشن نے ہر شے کو روشن کر رکہا ہے اسیطرح سالک کی روشنی مرشد کے آفتاب باطن کا عکس ہوا کرتا ہے یہ اسی مضمون کی دوسری مثال ہے

ہر در و دیوار گوید روشنم ۔۔۔ پرتو غیرے ندارم این منم

ترجمہ: کہتے ہین دیوار و در روشن ہین ہم ۔۔۔ غیر کا ہمپر نہین ہر گز کرم

شرح یعنے جب آفتاب کا عکس پڑتا ہے تو ہر در و دیوار بزبان حال یہ کہا کرتا ہے کہ مین اپنی ذات سے روشن ہون مجہپر کسی دوسرے کا عکس نہین پڑا ۔ اور یہ روشن و منور جو کچہ ہون مین ہی ہون ۔

پس بگوید آفتاب اے نارشید ۔۔۔ چونکہ من غائب شوم آید پدید

ترجمہ: اور یہ کہتا ہے مہر آسمان ۔۔۔ حال کہلجائیگا جب ہونگا نہان

شرح یعنے در و دیوار کا گزشتہ دعوے سنکر آفتاب یہ کہتا ہے کہ اے گم کردہ راہو اے بیوقوفو جسوقت مین غائب ہوجاؤنگا اور رات آجائیگی اسوقت ظاہر ہوجائے گا کہ مین سچا ہون اور تم اپنے دعوے مین بالکل جہوٹے ہو ۔ تمہاری روشنی ذاتی نہین ہے بلکہ میرا عکس ہے نکتہ متکبر سالک کا یہی حال ہے کہ وہ اُس نور باطنی کو جو بطفیل مرشد کامل حاصل ہوتا ہے ازراہ تکبر و تفاخر ذاتی سمجہنے لگتا ہے لیکن جب مرشد کی صحبت سے اپنے تکبر کے باعث دور ہوجاتا ہے تو معلوم کرلیتا ہے کہ فی الواقع وہ نور اُسی کے نور باطن کا عکس تہا اسلیئے ازراہ تکبر مرشد سے دور ہونا اور اپنی ذات کو کامل سمجہ لینا ابدی محرومی کا باعث ہے ۔

سبزہا گویند ما سبز از خودیم ۔۔۔ شاد و خندانیم بس زیبا خدیم

ترجمہ: پہول پہلواری یہ کہتے ہین کہ ہم ۔۔۔ خوب رو ہین شاد و خندان ہین بہم

شرح ۔ سبزہا جمع سبزہ سے سبزۂ گلشن رنگ برنگ بوٹیان اور پہول پہلواری مراد ہین ۔

فصل تابستان بگوید اے امم | خویش را بینید چون من بگذرم
ترجمہ: اور یہ سنکر کہتی ہے فصل بہار | جب گزر جاؤنگی ہو جاؤگے خار

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور تابستان بمعنے فصل بہار اور زیبا خد بمعنے خوب رو ہے۔ یعنے موسم بہار کی سبز چیزین بزبان حال یہ کہتے ہین کہ ہم ذاتی طور پر سرسبز اور شادو خندان اور خوب رو ہین ہماری یہ خوبیان کسیکی دی ہوی نہین بلکہ ذاتی ہین۔ اسکے جواب مین فصل بہار یہ کہتی ہے کہ لے سبزہ کی جماعتو۔ تم اپنی خوبی کا حال اور اپنے دعوے کا جھوٹ سچ اسوقت دیکھہ لوگے جبکہ مین گزر جاؤنگی اور تمہاری تر و تازگی بالکل جاتی رہیگی مطلب یہ کہ سبزہ کی خوبی ذاتی نہین ہے بلکہ فصل بہار کا عطیہ ہے۔ اسیطرح سالک کا نور مرشد کامل کا عطیہ ہوتا ہے۔ یہ اسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔ جسکی دو مثالین پہلے گزر چکی ہین۔

تن ہمے نازد بخوبی و جمال | روح پنہان کردہ فر و پر و بال
ترجمہ: جسم کو ہے ناز خوبی و جمال | روح کا پنہان ہے پر و فر و بال

گویدش اے مزبلہ تو کیستی | یکدو روز از پر تو من زیستی
ترجمہ: کہتی ہے ناپاک ہٹ تو کون ہے | ایکدو دن تجہہ میری عون ہے

شرح یہ دو نو شعر بھی گزشتہ کی طرح قطعہ بند ہین اور اسی مضمون کی چوتھی مثال ہے اور لفظ فر بمعنے شان و نور و پرتو ہے اور پر و بال بمعنے طاقت و قوت غیبی و لطافت و حسن ہے اور مزبلہ۔ کوڑی۔ ڈلاؤ یا ناپاک جگہ کو کہتے ہین۔ مطلب یہ کہ بدن اپنے جمال و خوبی پر ناز کرتا ہے اور روح اپنے نور و شان اور قوت کو چھپائے ہوئے ہے اور زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ لے جسم ناپاک میرے مقابلہ مین تو کون ہوتا ہے تیری ہستی کیا ہے تو ایک ناپاک چیز ہے اور تجہہ مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب میری ہی بدولت ہین ارے کمبخت تو میرے ہی طفیل مین چند روز عیش کر لیتا ہے۔ تیرے تمام خوبیان میری ہی عطا کی ہوی ہین۔ اسیطرح سالک طریقت بمنزلہ جسم اور مرشد بمنزلہ روح ہے سالک کا نور باطن مرشد کے نور باطن کا پرتو ہوا کرتا ہے۔

غنج و نازت مے نگنجد در جہان | باش تا کہ من شوم از تو جہان
ترجمہ: ناز تجکو ہے بہت گو بالیقین | ٹہیر جا تا مین نکل جاؤن کہین

شرح غنج بمعنے ناز و کرشمہ اور اعتدال حرکات معشوق ہے نیز پہلے مصرع مین جہان بمعنے عالم ہے اور دوسرے مین جہان بمعنے جہندہ یعنے روح بدن سے یہ کہتی ہے کہ لے جسم خاکی تیرا ناز و کرشمہ گو تمام عالم مین نہین سماتا یعنے تو نہایت متکبر و مغرور ہے لیکن چند روز صبر کر تاکہ مین تجھے چھوڑ کر پرواز کر جاؤن اسوقت دیکھنے والون کو معلوم ہو جائیگا کہ تیرے ناز و کرشمہ کہان گئے۔

گرم دارانت ترا گورے کنند — کش کشانت در تنگ گور افگنند

ترجمہ: دوست تیرے جتنے ہین بے شبہ تنگ — کھینچ لیجائینگے تجکو گور تک

شرح گرم دار بمعنے دوست ہے جو محبت مین سرگرم ہو اور کنند بفتح الکاف کند یدن سے مشتق ہے مطلب یہ کہ روح بدن سے کہتی ہے کہ میرے پرواز کر جانے کے بعد جو تیرے بڑے سرگرم دوست ہین وہی تیری قبر کھود دینگے۔ اور تجھے کھینچ کھانچکے گور کے گڑھے مین ڈالدینگے۔

تاکہ چون در گور یارانت کنند — طعمہ موران و مارانت کنند

ترجمہ: اور کر دینگے تجھے خود تیرے یار — اپنے ہاتون لقمۂ موران و مار

بینی از گند تو گیرد آن کسے — کہ بہ پیش تو ہمے میرد بسے

ترجمہ: ناک پر بد بو سے پھر رکھ لینگے ہاتھ — وہ جو یہان رہتے تھے ہر دم ساتھ ساتھ

شرح یعنے روح بدن سے کہتی ہے کہ جب تیرے یار دوست تجھے گور مین ڈال آئینگے اور تو چیونٹیون اور سانپون کی خوراک بنجائے گا اور لاش سڑ جائیگی۔ تو تیرے بد بو سے وہ لوگ بھی ناک بند کرنے لگین گے جو زندگی مین تجھپر مرتے تھے اور تجھے نہایت محبوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ مرنیکے بعد کوئی کسیکا نہین ہوتا۔

پرتو روح ست نطق و چشم و گوش — پرتو آتش بود در آب جوش

ترجمہ: روح کا پرتو ہے چشم و نطق و گوش — آگ کی تاثیر ہے پانی کا جوش

شرح یعنے بولنا اور دیکھنا اور سننا روح کا پرتو اور اسکا اثر ہے جیسا کہ پانی مین جوش آجانا آگ کا اثر ہے آگ نہوگی تو پانی مین جوش ہرگز نہ آئیگا۔ اسیطرح روح نہوگی تو بولنا دیکھنا سننا ناممکن ہوجائیگا۔

آنچنان کہ پرتو جان بر تن ست — پرتو ابدال بر جان من ست

ترجمہ: روح کا پرتو ہے تن پر جسطرح — پرتو نیکان ہے مجھپر اسطرح

شرح یہ گزشتہ شعر کا نتیجہ ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ جیسا کہ روح کا اثر بدن پر پڑتا ہے اسیطرح ابدال کا اثر روح پر پڑتا ہے یعنے روحانی زندگی اور انوار قلبی اور اسرار الٰہی یہ سب ابدال کی نظر کرامت اثر کا عکس ہین سالک کو روحانی زندگی انہین کے طفیل ملتی ہے اسلیئے یہ لوگ روح الروح یعنے بمنزلۂ جان جان ہین **فائدہ** یہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے کہ ابدال اولیاء اللہ کا ایک خاص گروہ ہے جنکی تعداد سات ہے ہر اقلیم مین ایک ابدال ہوتا ہے اقلیم اول کا ابدال حضرت ابراہیمؑ کا ہمقدم اور اقلیم دوم کا حضرت موسےٰ کا ہم قدم تیسری کا حضرت ہارون کا ہم قدم۔ اقلیم چہارم مین حضرت ادریس کا ہم قدم پانچوین مین حضرت یوسف کا ہم قدم چھٹی مین حضرت عیسےٰ کا ہم قدم ساتوین مین حضرت آدم کا ہم قدم ابدال موجود ہے اور ساتون ولایتین

انہیں سا توان کے سبب فیضیاب ہوتے ہین اور یہی لوگ بمنزلہ جان جان اور روح الروح ہین ۔

جان جان چون واکشد پارا ز جان — جان جان گردد کہ بیجان تن بدان

ترجمہ جان سے ہو گر عکس جانجان نہان — جان تن بیجان ہے بہر میر بجان

شرح جان جان سے ابدال اور اولیاء اللہ مراد ہین اور اگر ذات الٰہی مراد لی جائے تو بھی درست ہے مطلب یہ کہ اگر اولیاء اللہ طالب کی جان سے دینے فیضان کا قدم اٹھالین یا اللہ تعالےٰ رحمت کا قدم اُس سے دور رکھے تو طالب کی جان تن بیجان کی طرح ناکارہ رہجائے بہرحال اللہ تعالےٰ کی تائید اور اولیاء کے فیضان بغیر سالک سے انانیت نہین جاتی اسلیے اُسکو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل اور مرشد کے سامنے نیازمند رہے

سر ازان رو مے نہم من بر زمین — تا گواہِ من بود در یوم دین

ترجمہ اسیلئے رہتا ہون مین سر بر زمین — شاہد روز جزا ہو تا زمین

شرح چونکہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل بنجانا فرض ہے لیلئے مولانا بطور نصیحت عام یہ فرماتے ہین کہ ہم اسواسطے زمین پر اپنا منہ رکھے رہتے ہین (خدا کو سجدہ کرتے ہین) کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ بنجائے کہ ہم خدا کے روبرو ذلیل اور اُسکے بندگان کامل کے نیازمند رہے ہین۔ یہ عاجزی ہمارے انانیت کو کھودے گی۔

یوم دین کہ زلزلت زلزالہا — این زمین باشد گواہ حالہا

ترجمہ زلزلے ہین جبدن آئیگی زمین — شاہد حالات ہوگی بالیقین

شرح پچھلے شعر مین یہ دعوےٰ کیا گیا تہا کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ ہوگی اِس شعر مین زمین کے نطق و گواہی کو جو جمادات مین سے ہے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا گیا ہے یعنے قیامت کے دن جبکہ زمین سخت حرکت کے ساتھ ہلائی جائیگی تو یہی زمین بندون کے حال کی گواہ بنجائے گی اور انہون نے روئے زمین پر جو کچھ کیا ہے سب ظاہر کردیگی اسلیئے ہمین تکبر چھوڑکر عجز اختیار کرنا چاہیئے تاکہ زمین ہماری عاجزی کی گواہ ہو

کو تحدث جہرۃ اخبارہا — در سخن آید زمین و خارہا

ترجمہ باطنی خبرین بتادیگی تمام — بے زبان کرنے لگین گے سب کلام

شرح یعنے قیامت کے دن زمین بزبان فصیح ساری خبرین بیان کردیگی اور زمین کے ساتھ اُسکے کانٹے اور ببول اور شجر اور حجر سب بولنے لگین گے یہ دونو شعر اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہین **اذا زلزلت الارض زلزالہا** سے لیکے آخر سورۃ یعنے قیامت کے دن زمین ہلائی جائیگی اور اپنے تمام خزانے یہانتک کہ قبرون کے مردے نکال پھینکے گی اور انسان از روے حیرت یہ کہے گا کہ اسکو کیا ہوگیا ہے اُسدن زمین اپنی تمام خبرین یعنے نیک و بد عمل جو اُسپر کیے گئے ہین سب بتادیگی اور یہ حالت دوسری بار صور پھونکنے مین ہوگی۔ زمین کے بولنے

کی کیفیت مین اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ زمین زبان حال سے کلام کریگی اور معتزلہ نے کہا ہے کہ اسکو زبان مقال عنایت ہوگی اہل سنت کا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ زمین کو حیوان ناطق و عاقل بنا دیگا۔

	فلسفی منکر شود در فکر و ظن		گو برو سر را بدان دیوار زن
ترجمہ	فلسفی جو کام لے انکار سے		اُس سے کہدو مار سر دیوار سے

شرح لفظ فلسفہ اور فلسفی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے اہل فلسفہ عرف مین اُس قوم کو کہتے ہین جو اپنے فکر کی مدد سے بلا اتباع انبیا معقولات کو حاصل کرتے ہین اور جس چیز تک اُنکے فکر کی نظر پہنچتی ہے اُسکو قبول کر لیتے ہین اور جو اُنکے خلاف ہوتی ہے اُسکو رد کر دیتے ہین ۔ یہ تمام گروہ فاسد الاعتقاد اور سب کے سب حشر اجساد اور نطق جماد کے منکر ہین مطلب شعر یہ ہے کہ فلسفی اپنے فکر و گمان مین بیجان چیزون کے بولنے کا منکر ہے مگر اس سے کہدیا چاہیئے کہ اگر قیامت کے دن زمین وغیرہ کا بولنا سمجھ مین نہین آتا تو دیوار سے اپنا سر دے مار ہم ایسے بے وقوف کو جو قدرت الٰہی کا منکر ہو اسرار کی باتین نہین سمجھا سکتے کیونکہ وہ ایمانی عقل سے خارج ہے

	نطق آب و نطق خاک و نطق گل		ہست محسوس حواس اہل دل
ترجمہ	خاک کے پانی کی مشت گل کی بات		جانتے ہین اہل دل اے خوش صفات

شرح یعنے پانی اور خاک اور مٹی کا بولنا وہی لوگ معلوم کر سکتے ہین جو اولیاء اللہ اور اہل دل ہین چنانچہ ابو نعیم عبد اللہ ابن غسیل سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رض اور دیگر اہل بیت کو اک مکان مین جمع کیا اور اُنکو اک چادرہ سے ڈھانک لیا اور پھر یہ فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہین انکو دوزخ کی اگ سے اسیطرح محفوظ رکھہ جیسے مینے چادر سے ڈھانک لیا ہے مگر اُس مکان کے دیوار و در اور مٹی پتھر کی زبان سے لفظ آمین نکلا اور تمام حاضرین نے اپنے کانون سے اچھی طرح سُنا۔

	فلسفی کو منکر حنانہ است		از حواس انبیا بیگانہ است
ترجمہ	فلسفی جو منکر حنانہ ہے		انبیا کے حال سے بیگانہ ہے

شرح یعنے فلسفی جو ستون حنانہ کے رو دینے کا منکر ہے اسکا یہ سبب ہے کہ وہ اُن باطنی حواس سے بیگانہ ہے جو انبیا اور اولیا کو ملے ہین اسلیئے جو بات عقل مین نہین آتی اُسکا انکار کر دیتا ہے ستون حنانہ کا قصہ پہلے گزر چکا ہے

	فلسفی گوید ز معقولات دون		عقل از دہلیز مے ناید برون
ترجمہ	عقل کا پابند ہے گو فلسفی		عقل دروازہ سے باہر کب گئی

شرح یعنے فلسفی معقول کے مسئلے بیان کرتا ہے جو اسرار غیبی کے مقابلہ مین بالکل پست اور کم درجہ کے ہین کیونکہ عقل کی پرواز اُس جانور کی سی ہے جو گھر ہی گھر مین اڑتا ہے اور دہلیز سے باہر نہین جا سکتا۔

گوید او کہ پرتو سودائے خلق ❊ بس خیالات آورد در رائے خلق

ترجمہ: وہ یہ کہتا ہے کہ سودائے محال ❊ دلمین سے آتا ہے ناممکن خیال

شرح یعنے فلسفی یون کہتاہے کہ اثر جنون جو مجاہدے اور گرسنگی کے سبب سے پیدا ہوجاتا ہے خلقت کے ذہن مین کچھ کچھ مجنونانہ خیالات پیدا کردیتا ہے اور لوگ اُسسے مالیخولیاکے باعث نطق جمادات کے قائل ہوجاتے ہین۔ کیونکہ شدت گرسنگی مین معدہ سے بخارات اُٹھکر دماغ کو لگتے ہین۔ اور مالیخولیا ہوجاتا ہے اور صوفیون نے اس جنون یا مالیخولیا کا نام کشف وکرامت کہہ لیا ہے مولانا قدس سرہ آیندہ شعر مین اِسکا جواب دیتے ہین۔ بلکہ فلسفی ہی کو مجنون ثابت کرتے اور اُلٹا پاگل بناتے ہین۔

بلکہ عکس آن فساد وکفر او ❊ این خیال منکرے راز د برو

ترجمہ: بلکہ عکس کفر و اضلال وضلال ❊ ڈالتاہے اُسکے دل مین یہ خیال

شرح یعنے اولیاءاللہ فی الواقع سودائی یا مجنون نہین ہین بلکہ فلسفی کے بُرے عقیدے اور باطنی کفر نے اولیاءاللہ کی نسبت اس بُرے خیال کو اُسکے مُنہ پر ماردیاہے یعنے یہ فلسفی ہی کے ذاتی کفر اور بُرے خیالات اور ازلی جنون کا عکس ہے کہ اُسے اولیاءاللہ بُرے خیال والے اور سودائی نظر آتے ہین اور اُنکی نسبت فلسفی کا ذہنی خیال بُرے لفظون کے ساتھ مُنہ سے ظاہر ہوتاہے مطلب یہ کہ چونکہ فلسفی نطق جمادات کو اپنے کانون سے نہین سن سکتا اسیلئے اولیاءاللہ اور نطق جمادات کے قائلون کو مجنون سمجھتاہے حالانکہ وہ خود ازلی سودائی اور ایمانی عقل سے خارج ہے۔

فلسفی مر دیو را منکر بود ❊ در ہمان دم سخرۂ دیوے شود

ترجمہ: فلسفی شیطان کا جب منکر ہوا ❊ بندۂ شیطان ہوا کافر ہوا

شرح یعنے تمام فلسفی شیطان بلکہ عموماً اقسام جن کے منکر ہین۔ لیکن جسوقت کوئی فلسفی شیطان کا انکار کرتاہے اُسیوقت شیطان کے پھندے مین گرفتار ہوجاتاہے پس تو گویا شیطان کا انکار کرنا خود شیطان کے پھندے مین گرفتار ہوجاتا ہے یعنے شیطان ہی برے سوسے ڈالکر ایسے بدخیالات دلمین پیدا کردیتاہے فائدہ سلوک کے سات مرتبے ہین اوّل مرتبہ جسم ہے یعنے آدمی جسوقت کہانے اور سونے کو کم کردیگا اور مخلوق سے گوشہ گزین ہوجائے ہوگا اور اپنے خیالات کو مالا یعنے سے محفوظ رکھیگا تو اسکو عجیب عجیب صورتین نظر آنے لگین گی اور جن جنّہ ہر کسیکے احوال سے واقف ہوجائیگا۔ کیونکہ ہر عمل کا اثر ضرور ہوتاہے اور ترک خور وخواب ایسا عمل ہے جسکا اثر انکشاف حقایق ہے جس سے فلک اول تک کے حالات معلوم ہوسکتے ہین اور فرشتے دوست بنجاتے ہین البتہ اسکا عامل فلک اول سے اوپر ترقی نہین کرسکتا۔ اس قسم کے کشف مین مومن اور یہود ونصارے

سکے یہان سب شریک ہین۔ نیز اس مرتبہ پر مواظبت کرتے کرتے کوئی شخص مرگیا تو زمرۂ اولیا مین نہ گنا جائیگا
اسلیئے دوسرے مرتبہ ترقی کرنی ضرور ہے اور اس دوسری مرتبہ کا نام مرتبۂ النفس ہے جو تزکیۂ نفس بطریق لغت شرع
محمدی سے حاصل ہوتا ہے جب اتباع شریعت اور گزشتہ ریاضت کے باعث باطنی صفائی حاصل ہو جائیگی
نور روحانیات اور عجائبات ملکوتیہ نظر آنے لگین گے مگر چونکہ اس مرتبہ مین تلوّن بشریت موجود ہے اسلیئے
تیسری مرتبہ پر ترقی کرنے کی ضرورت ہوگی وہ مرتبۂ قلب ہے جو بلاترسب مرشد کامل سالک کے قوائے
نفسانی اور طبعی کو قوائے قلبیہ سے بدل دیتا ہے۔ اسوقت اُسے اہل دل کہہ سکتے ہین اور وہ زمرۂ ابرار مین داخل
ہوجاتا ہے مگر چونکہ قوت قلبیہ نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے اسلیئے چوتھے مرتبہ کی طرف ترقی کر جاتی ہے اسکا
نام مرتبۂ سِر ہے جسمین مرشد کے بتائے ہوئے ذکر قلبی اور جہر سے سالک کے باطنی قوی کو لطافت حاصل
ہوتی ہے۔ اسکا نام سِر ہے۔ اسوقت سالک ملکوتیون مین شامل ہوکر مستجاب الدعا اور مرتبہ اوتاد مین داخل
ہوجاتا ہے۔ اور بسا اوقات اُسپر جذبۂ الٰہی طاری ہوتا ہے جس سے وہ انا الحق بھی کہہ اُٹھتا ہے مگر چونکہ
اس مرتبہ مین وصال حقیقی ناممکن ہے اسلیئے پانچوین مرتبہ پر ترقی کرنی فرض ہے اسکا نام مرتبۂ روح ہے۔
سالک اسوقت جذبۂ رحمانی کے باعث اپنے قلب سے انا الحق اور ما سوے اللہ سب کی نفی کر دیتا ہے۔ اور
روح صفات الٰہی کے ساتھ متجلی ہو جاتی ہے اسوقت اُسے جنت کا اشتیاق اور دوزخ کا خوف کچھ نہین رہتا
اور اُسکا علم لدنی ہو جاتا ہے اور وہ ملائکہ اور ارواح انبیا کے ساتھ متکلم ہوتا ہے پھر یہان سے جذب الٰہی
چھٹے مرتبہ کی طرف کھینچ لیتا ہے اسکا نام مرتبۂ خفا ہے جو سالکین کا انتہائی اور واصلین کا ابتدائی مرتبہ ہے
اور اس مرتبہ کا نام جبروت ہے اسوقت دوئی نہین رہتی۔ بلکہ واصل اس مرتبہ مین فانی فی اللہ ہوکر مرتبہ عینیت
حاصل کر لیتا ہے۔ اسکو مرتبہ فنا بھی کہتے ہین اور یہ اقطاب کا مرتبہ ہے اسکے بعد جذب رحمانی ساتوین مرتبہ
کی طرف کھینچتا ہے اسکا نام غیب الغیوب ہے یعنے مرتبہ فنا فی اللہ و بقا باللہ جسمین واصل محو مطلق ہو جاتا ہے
اور اُسے کچھ شعور نہین رہتا۔ اس مرتبہ کا نام مقام محمدی ہے اور ایسے شخص کو امام زمانہ کہتے ہین خلاصہ
یہ کہ ان مرتبون مین سے فلسفی کو جو اپنی عقل کا پابند ہے کوئی مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا۔

	گر ندیدی دیو را خود را ببین	بے جنون نبود کبودی بر جبین
ترجمہ	تیری ہستی خود ہے شیطان کی دلیل	بے جنون ماتھے پہ کب ہوتا ہے نیل

شرح یہ شعر پہلے مضمون کی ترقی ہے یعنے اے فلسفی شیطان کا ذکر کئی جگہ قرآن مجید مین ہے اور جنات
کی شان مین سورۂ جن موجود ہے جنات خواص کیا بعض عوام کو بھی نظر آجاتے ہین لیکن تو اگر منکر شیطان
ہے تو یہ سمجھ لے کہ گرفتار وسوسۂ شیطانی ہے بلکہ تو خود شیطان ہے اگر تو نے شیطان کو نہین دیکھا تو اپنے

اپنے آپ کو دیکھ لے۔ کیونکہ کفر وانکار سب شیطانی افعال ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جیسے
ملتے ہیں بلا مرض جنون نیل نہین پڑا کرتا۔ کیونکہ دیوانہ آدمی بے شعوری کے باعث اپنا سر زمین یا پتھر
پر دے مارتا ہے اور اس سے پیشانی پر نیل پڑجاتے ہین اسیطرح اے فلسفی جب تو غور سے دیکھیگا
تو اپنے اعتقاد کی پیشانی پر تجھے خود گمراہی کے نیل پڑے ہوے نظر آئین گے۔ اور تو اپنی ذات مین باطنی
جنون کو معلوم کرلیگا یعنے اے گمراہ فلسفی تیرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا ہوا ہے

	ہر کرا در دل شک بے جانی ست		درجہان او فلسفی پنہانی ست
ترجمہ	اہل شک ہے یا ہے بیجان جو کوئی		ہے زمانہ مین وہ پنہان فلسفی

شرح بے جانی بمعنے بیروحی وسستی وضعف اعتقاد ہے یعنے جسکے دل مین نطق جمادات کی نسبت شک یا
وجود شیطان وجن کے متعلق ضعف اعتقاد ہے وہ چھپا ہوا فلسفی ہے گو ظاہر مین اپنے آپ کو مسلمان
یا اہل سنت کہتا ہے۔ اکثر شیعہ کشف اولیاء اللہ کے اور جبریہ وقدریہ حشر اجساد کے منکر ہین۔

	مے نماید اعتقاد او گاہ گاہ		آن رگِ فلسف کند رویش سیاہ
ترجمہ	گو دکھاتا ہے عقیدت گاہ گاہ		فلسفہ کرتا ہے اُسکا منہ سیاہ

شرح یعنے گو مخفی فلسفی گاہ گاہ عقیدہ درست ظاہر کرتا ہے مگر انجام کار رگِ فلسفی اُسکا مُنہ کالا کردیتی ہے
یعنے وہ وجود شیطان وجنات کا انکار ہی کردیتا ہے رگ سے مراد مادہ ہے۔ ابو العباس ابن تیمیہ کا قول
ہے کہ وجود جنات پر تمام مسلمانونکا اتفاق ہے اور علے ہذا القیاس یہود ونصاریٰ بھی اُنکے وجود کے قائل ہین
ہان مسلمانون اور اہل کتاب کے بعض فرقے منکر بھی ہین نیز انبیا علیہم السلام نے متواتر اُنکے وجود کی خبرین سنائی
ہین **فائدہ** جنات کی تین قسمین ہین **اول عفاریت** جو مسلمانونکے شہر مین داخل نہین ہوتے بلکہ جنگلون اور جزیرون
مین رہتے ہین کیونکہ اُنکے ہیبت ناک صورت کے دیکھنے کا انسان متحمل نہین ہو سکتا۔ **دوم اراذل** انمین سے
بعض جزائر مین رہتے اور آدمیون سے تعلق رکھتے ہین اور بعض آدمیون مین سے الگ ہو کر لوٹے پھوٹے
اور پڑانے مکانون مین رہتے ہین اور بعض نجس مقام اور جانورون کے بند ہنے کے جگہ بستے ہین اکثر حیوانون
کی۔ اور بعض اراذل اور اجلاف انسانون کی صورت بدل لیتے ہین **سوم اباریق** یہ سب مسلمان اور اکثر
اہل سلوک ہین خلوتی۔ جلوتی۔ مولوی نقشبندی۔ ادہمی انکے خاندانون کے نام ہین اور یہ سبکے سب جنات اربعہ
عناصر سے پیدا ہوے ہین مگر عنصر ناریت غالب ہے اور اُنکے وجود پر اعتقاد کرنا ارکان عقاید کا
ایک رکن ہے۔ غرضیکہ جنات کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور انکی ہستی کا انکار کرنے والا
کافر اور قرآن وحدیث کا منکر ہے اور جو فلسفی جنات کا منکر ہو وہ بھی گویا قرآن وحدیث کا مُنکر ہے۔

الحذر اے مومنان کو در شماست — در شما بس عالم بے منتہاست

ترجمہ: تم مین ہے وہ مومنو اُس سے ڈرو — تم مین سو عالم ہین غور اسپر کرو

شرح ضمیر لفظ کو رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے۔ یعنے اے مومنو شیطانی وسوسون سے بچنے اور خیالات بد سے پرہیز کرتے رہو کیونکہ اے مومنو تم مین بلکہ اے مومن واحد تجھین عالم اکبر و وسیع و بے نہایت موجود ہے کیونکہ انسان جمیع اشیاء کا جامع ہے اسلیئے اُسکو عالم اکبر کہتے ہین مثلاً انسان کی عقل فلک محیط ہے اور دو نو آنکھین شمس و قمر اور بقیہ حواس کواکب ہین اور اربع عناصر چارون خلط ہین نیز خون اور رگین نہرین ہین غم و محنت و فرح و عشرت فصول اربعہ ہین۔ بال یعنے موئے بدن نباتات ہین ہڈیان پہاڑ ہین روح فرشتہ اور نفس امّارہ شیطان ہے اور شہوات بہائم ہین اور انواع غضب درندے ہین پھر جب یہ سب چیزین موجود ہین تو مادۂ فلسفیانہ بھی ضرور ہے۔ اس سے خوف کرنا چاہیے

جملہ ہفتاد و ملت در تو ہست — وہ کہ آن روزے برآرد بر تو دست

ترجمہ: ہین بہتر ملتین تجھین نہان — فلسفہ غالب نہ آجائے میان

شرح یعنے اے شخص چونکہ تو عالم اکبر ہے اور باعتبار استعداد تمام شئے کا جامع اور ہر چیز کا اثر قبول کرنے کے لیے بالقوہ مستعد ہے اسلیئے گویا بہتر ملتین جو باطل پرست ہین بالقوہ تجھین موجود ہین اسلیئے یہ بات نہایت خوف اور افسوسناک ہے کہ کہین وہ فلسفی مادہ جو باطل کی طرف لیجاتا ہے کسی دن تجھپر غالب نہ آجائے اور تجھے مغلوب کرکے بے ایمان نہ بنادے وہ فارسی مین کلمۂ تحسین و افسوس ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ایسے امور کو جو مورث اخلاق ذمیمہ ہین مغلوب کرے اور مورث اوصاف حمیدہ کو غالب رکھے اگرچہ انسان جامع ہر دو صفات ہے لیکن صفات حمیدہ کو غالب رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ مشاہدہ حقایق غلبۂ اخلاق حمیدہ اور مغلوبیت اخلاق ذمیمہ پر موقوف ہے منجملہ اخلاق ذمیمہ نفس و شیطان اور رگ فلسفہ ہے اس سے پرہیز چاہیئے خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ آدمی مین جبریہ و قدریہ رافضی و خارجی وغیرہ ہوجانے کی قوتین موجود ہین اور نفس و شیطان اُن قوتون کو حرکت دیکر گمراہ کرنے پر آمادہ ہین اسلیئے نفس و شیطان اور فلسفہ کا اتباع قطعاً حرام ہے دوسرے مصرع مین ضمیر آن رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے اور برکسے یا از کسے دست برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے غلبہ پانا

ہر کہ او را برگ این ایمان بود — ہمچو برگ از بیم او لرزان بود

ترجمہ: رکھتے ہین ایمان کا جو ساز و برگ — کانپتے رہتے ہین اس سے شکل برگ

شرح یعنے جس شخص کے پاس اسطرح کے ایمان کا برگ و سامان ہو جسکا ذکر ہم کرچکے ہین یعنے جسکے اخلاق حمیدہ ذمیمہ پر غالب ہون اُسکو چاہیئے کہ مادۂ فلسفہ کے غالب آجانے سے پتے کی طرح کانپتا یعنے ڈرتا رہے

بر بلیس و دیوزان خندیدهٔ | کہ تو خود را نیک مردم دیدهٔ

ترجمہ: اسلیئے ابلیس پر ہنستا ہے تو | نیک اپنے آپ کو سمجہا ہے تو

شرح یعنی تجہے شیطان و دیو و بدکارون پر اسلیئے ہنسی آتی ہے کہ تو اپنے زعم مین مرد صالح بنا ہوا ہے

چون کند جان بازگونہ پوستین | چند واویلا بر آید ز اہل دین

ترجمہ: جان اُلٹ ڈالیگی جب یہ پوستین | تجہپہ واویلا کرینگے اہل دین

شرح پوستین بازگونہ کردن فارسی محاورہ ہے یعنے پوستین کو الٹ دینا اور چھپی ہوی بات کو ظاہر کرنا [illegible] گزشتہ شعر کے ساتہ بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو نیک کردار جانکر آج بدکارو[illegible] [illegible]ہے لیکن کل جبکہ تیری جان اپنے پوستین کو اُلٹ دیگی اور تیرے چھپے ہوے گناہ بعد مرگ محشر مین ظاہر [illegible]ینگے تو اہل دین تجہپر سخت افسوس کرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُہُمْ بِمَا عَمِلُوْا یعنے قیامت کے دن خدا تمام لوگون کو اُٹہائے گا اور اُنکے اعمال سے اُنہین آگاہ کردیگا

بر دکان ہر زر نما خندان شدست | زانکہ سنگ امتحان پنہان شدست

[illegible]ہے دکان پر زر نمایون شادمان | کیونکہ ہے پوشیدہ سنگ امتحان

[illegible] زر نما یعنے پر سونے اور چاندی کا ملمع کرکے دکہانے والا یا جہوٹا سکہ چلانے والا اس سے وہ مکار آدمی [illegible]ہے جو ظاہر مین نیک اور باطن مین بد ہو مطلب یہ کہ صراف کی دکان پر جا کر جہوٹا سکہ چلانیوالا اسلیئے خوش [illegible]ہے کہ ابہی صراف نے سنگ امتحان (کسوٹی) کو چہپا رکہا ہے اسیطرح بد باطن آدمی ظاہر مین اپنے آپ کو نیک بناکر اسیوقت تک خوش ہوے جب تک کہ محشر کا سنگ امتحان جو ہنوز پردہ مین ہے سامنے نہین آیا۔ جسطرح کسوٹی پر کسنے سے کہرے کہوٹے سکہ کا حال معلوم ہو جاتا ہے اسیطرح محشر کے دن ہر نیک و بد کی قلعی کہلجائیگی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ الی آخر الآیہ یعنے قیامت کے دن تمام چہپی ہوی باتین ظاہر کیجائینگی اور کوئی مددگار ہوگا

پردہ اے ستار از ما وا مگیر | باش اندر امتحان یار مجیر

ترجمہ: سب کا پردہ رکہہ لے اے ستار تو | امتحان مین کر نہ ہمکو خوار تو

شرح چونکہ قیامت کا دن نہایت سخت امتحان کا دن ہے اسلیئے مولانا مناجات کرتے ہوے یہ فرماتے ہین کہ اے خدا اے عیبون کے چہپانے والے تو ہمارے عیب قیامت کے دن ظاہر نہ کرنا اور ہمارا پردہ رکہہ لینا او اُس سخت امتحان کے دن ہمارا نگہبان بنجانا مجیر عربی لفظ ہے یعنے نگہبان اور محافظ

قلب پہلو مے زند با زر بشب | انتظار روز مے دارد ذہب

ترجمہ: قلب ہے زر کا مقابل وقت شب | منتظر ہے دن نکلنے کا ذہب

ہا زبان حال زر گوید کہ باش — اے مزور تا بر آید روز فاش

ترجمہ: یون زبان حال سے کہتا ہے زر — اے مزور ٹہر جا تو تا سحر

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بندہین اور بر دکان ہر زر نما خندان شدست کے متعلق ہین اور قلب بمعنے کہوٹا ہے اور پہلو زدن فارسی محاورہ ہے بمعنے برابری کرنا مطلب یہ کہوٹا سکہ رات کو اندہیرے کے وقت کہرے سونے کی برابری کا دعوے کیا کرتا ہے اور سونا صبح کی روشنی کا منتظر رہتا ہے۔ اور زبان حال سے یہ کہا کرتا ہے کہ اے جہوٹے سکہ تہوڑی دیر ٹہر جا ذرا دن نکلنے دے سب کو معلوم ہو جایگا۔ کہ سچا کون ہے جہوٹا کون۔ اسیطرح بد نیکون کی برابری کا دعوے کیا کرتے ہین لیکن نیک بندے روز جزا کا انتظار کر رہے ہین اسدن نیک بد کی تمیز الگ الگ ہو جائیگی اور تمام اہل محشر معلوم کر لینگے کہ نیک ایسے ہوتے ہین اور بد ایسے۔

صد ہزاران سال ابلیس لعین — بود ز ابدال و امیر المومنین

ترجمہ: رہچکا ہے پہلے ابلیس لعین — مثل ابدال و امیر المومنین

شرح: یعنے لاکہون برس شیطان ابدال اور امیر المومنین رہا ہے لیکن حضرت آدم سے مقابلہ کرنے اور اپنی ذات کو اُسنے اچہا سمجہنے کے سبب رانذہ درگاہ ہو گیا امیر المومنین بمعنے معلم الملکوت ہے اور کثرت عبادت کے سبب شیطان کو ابدال کہا گیا کیونکہ عبادت کرتے کرتے اسمین فرشتون کی سی صفتین ظاہر اور پیدا ہو گئی ہتین

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت — گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت

ترجمہ: ہوکے آدم کا مقابل بے حیا — مثل سرگین خوب رسوا ہو گیا

شرح: یعنے شیطان نے اپنے تکبر کے سبب حضرت آدمؑ کا مقابلہ کیا اور انجام کار اسطرح رسوا ہوا جسطرح صبح کے وقت نجاست رسوا ہو جاتی ہے رات کو سرگین وغیرہ کا عیب چہپا رہتا ہے۔ مگر صبح کو سب حقیقت کہل جاتی ہے

پنجہ با مردان مزن اے بوالہوس — بر تر از سلطان چہ میرانی فرس

ترجمہ: ہو نہ مردون کا مقابل بوالہوس — شاہ سے آگے نہ لیجا تو فرس

شرح: یعنے اے جاہ طلب حریص مردان خدا کے ساتہ مقابلہ نہ کیا کر کیونکہ مردان خدا معنوی طور پر بادشاہ ہین بطور مقابلہ گہوڑا بڑہا کر بادشاہون سے آگے نکال لیجانا گستاخی مین داخل ہے ایسے گستاخون کو انجام کار سزا ملتی ہے مطلب یہ کہ آدمی اپنے طاعت پر مغرور نہو اور نیکون کے ساتہ برابری کا دعوے نکرے اور فلسفی عقاید کی طرف نہ جائے ورنہ محشر مین اسطرح رسوا ہوگا جسطرح دنیا مین بلعم باعور رسوا ہوا جسکا قصہ اب شروع ہوتا ہے

دعا کردن بلعم باعور کہ موسے علیہ السلام و قومش را ازین شہر کہ حصار دادہ اند بیمراد گردان و مستجاب شدن

ترجمہ: بلعم بن باعور کا بد دعا دینا کہ ناکامیاب ہوں اور اُسکی قوم کو اس شہر سے جسکا محاصرہ کر رکہا ہے بیمراد واپس کر اور بد دعا کا قبول ہونا

شرح بلعم بن باعور بنی اسرائیل یا کنعانیون مین سے ایک مستجاب الدعوات شخص تہا۔ کہتے ہین اُسکو اسم اعظم
یاد تہا جب حضرت موسے بعد ہلاک فرعون محاربۂ قوم جبارین پر مامور ہوے (جو ایک سرکش اور نافرمان قوم
تہی) تو وہ قوم بلعم کے پاس آئی۔ تاکہ موسے کے حق مین بد دعا کرے بلعم نے انکار کیا جب قوم نے اصرار کیا تو اُسنے
یون کہا کہ مین استخارہ کرونگا۔ آخرکار اُسنے استخارہ کرکے اُنکو خبر دی کہ میرا استخارہ موسے کے حق مین بد دعا کرنی
سے مجکو منع کرتا ہے۔ اسکا انکار دیکہکر قوم جبارین اُسکی بیوی کے پاس گئے جو نہایت پُر طمع تہی اور اُسکو
بہت سا مال دیا۔ وہ عورت بناؤ کرکے بلعم کے پاس خلوت مین گئی۔ اور اُسکو فریب دیکر بد دعا کرائی۔ جس سے حضرت
موسے کے لشکر مین نامردی پیدا ہوگئی اور لشکر نے یہ کہا اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا یعنے اے موسے تو اور تیرا رب
دونو ملکر جبارین سے لڑو۔ ہم نہین لڑسکتے آخرکار موسے وہان سے واپس آئے۔ اور بلعم باعور کے لیئے بد دعا
کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلعم کی بد دعا اُسی پر پلٹ پڑی اور اُسکی زبان سینے تک لٹک آئی۔ اور وہ سخت رسوا ہوا

	بلعم باعور را خلق جہان	سغبہ شد مانند عیسی زمان
ترجمہ	ہوگئی مخلوق بلعم کی مطیع	شکل جیسے جانکر اُسکو شفیع

شرح یعنے بلعم باعور کے مستجاب الدعوات ہونے کے سبب خلقت اسطرح اُسکی مسخر اور فرمانبر ہوگئی جسطرح عیسی کی تہی

	سجدہ ناوردند کس را دون او	صحت رنجور بود افسون او
ترجمہ	عالم اُسکی بات کا مشکور رہا	اُسکا افسون صحت رنجور تہا

شرح یعنے خلقت سوائے بلعم کے اور کسی کی اطاعت نہین کرتی تہی اور اُسکی دعا باعث صحت بیمار تہی اِس
شعر مین سجدہ سے اطاعت اور افسون سے دعائے مقبول مراد ہے جسمین اسم اعظم شامل تہا۔

	پنجہ زد با موسی از کبر و کمال	آنچنان شد کہ شنیدستی تو حال
ترجمہ	ہوکے وہ موسے کا ہم پنجہ مگر	ہوگیا مردود عالم سر بسر

شرح یعنی بلعم بن باعور نے اپنے کمالِ مستجاب الدعوات ہونے کے تکبر سے حضرت موسے کا مقابلہ کیا اور اے مخاطب
انجام کار اُسکا وہی حال ہوا جو تونے قرآن مجید اور اُسکی تفسیرون مین دیکہا اور سنا ہے **فائدہ** بلعم بن باعور کا
حال قرآن مجید کی اِس آیت مین ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا الی آخر الآیہ یعنے اے پیغمبر ان یہود کو
اُس شخص (بلعم ابن باعور) کی خبر پڑہکر سنادے جسکو ہمنے اپنی نشانیان دی تہین (یعنی علم اسما عنایت کیا تہا جسمین
اسم اعظم بہی شامل تہا) پس وہ اُن آیتون سے نکلگیا (یعنی موسے کو بد دعا دینے کے سبب اسم اعظم بہول گیا) پہر
شیطان اُس سے جاملا اور وہ گمراہون سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اُسے اسم اعظم کے سبب اور بلند مرتبہ
کر دیتے لیکن وہ پستی یعنے دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اُسنے اپنی خواہشون کی پیروی کی اب اُسکی مثال کتے کی سی

ہے کہ تو اُسے تیز کرے تو زبان نکالتا ہے اور چھوڑ دے تو زبان نکالتا ہے یعنے ہر حالت مین ذلیل ہے۔

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان ‎ ہمچنین بودست پیدا و نہان

ترجمہ: ہین بہت ابلیس و بلعم میری جان ‎ عالم دنیا مین پیدا و نہان

شرح: یعنی جسطرح بلعم بن باعور ظاہر تہا اور شیطان پوشیدہ ہے اسیطرح بہت سے ابلیس اور بلعم صفت جہان مین موجود ہین

این دو را مشہور گردانید الہ ‎ تاکہ باشند این دو بر باقی گواہ

ترجمہ: کر چکا ہے مشتہر انکو الہ ‎ باقیون پر تاکہ ہون یہ دو گواہ

شرح: یعنے گو جہان مین بہت سے بلعم و ابلیس صفت موجود ہین لیکن اللہ تعالے نے ان دونو کو اسلیئے رسوا کر دیا ہے تاکہ دونو ملکر باقی بدون کے حال کی گواہی دین اور لوگو نپر ظاہر کر دین کہ ہم جلیسون کی پیروی گمراہی کا سامان ہے

رہزنان را در بیابان چون کشند ‎ یک دو تن را سوے دہ آرن کشند

ترجمہ: دشت مین رہزن جو مارے جاتے ہین ‎ ایک دو کو شہر مین لے آتے ہین

تا ببینند اہل دہ گیرند پند ‎ روئیت ایشان بود شان ہمچو بند

ترجمہ: تاکہ اس سے شہر والونکو ہو پند ‎ دیکھنا اُنکا ہوا انکے حق مین بند

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بند ہین مطلب یہ ہے کہ جب بادشاہی فوج ٹہگون اور ڈکیتون کو بیابان مین مار ڈالتی ہے تو ایک دو ٹہگون کو اُنکے گانو کی طرف کہینچ لیجاتے ہین تاکہ اُنکی لاشون کو دیکہکر گانو والے عبرت حاصل کرین اور اُن لاشون کا دیکھنا اُنکے حق مین بمنزلہ قید ہو جائے اور باقی گانو والے رہزنی سے باز رہین اسیطرح اللہ تعالے نے بلعم اور ابلیس دونون کو رسوا کرکے مخلوق کو عبرت دلائی ہے کہ اُنکی پیروی سے بچتے رہین

این دو دزد آویخت بر دار بلند ‎ ورنہ اندر شہر بس دزدان بوند

ترجمہ: انکو لٹکایا ہے اُسنے دار پر ‎ شہر مین ہین ورنہ ایسے بیشتر

شرح: یعنے اگرچہ شہر مین ہزارون چور ہوتے ہین لیکن بادشاہ عبرت دینے کے لیئے دو ایک کو سولی پر لٹکا دیتا ہے اسیطرح اللہ تعالے نے ان دو رہزنون (ابلیس و بلعم) کو رسوائی کی سولی پر لٹکا دیا ہے تاکہ جہان کے دیگر رہزنو کو عبرت ہو بعض نسخون مین شہر کی جگہ قہر ہے جس سے سیاست بادشاہی یا قہر الٰہی مراد ہے۔

این دو را بر چرم بسوے شہر برد ‎ کشتگان قہر را نتوان شمرد

ترجمہ: قہر سوے شہر انکو لے گیا ‎ کشتگان قہر کی گنتی ہے کجا

شرح: پر چرم جنگلی گائے کی دُم اور کاکل اور علم کے پہریرے کو کہتے ہین اور یہان مجازاً بمعنے تازیانۂ قہر الٰہی ہے یعنی گو کشتگان قہر الٰہی کی گنتی نہین ہوسکتی مگر اُسکے غضب کا تازیانہ انہین دو کو رسوائی کی طرف لیگیا ہے تاکہ دیگر

لوگون کو عبرت ہو اور وہ خود ایسے اعمال نہ کرین جنکے باعث شیطان اور بلعم گمراہ ہوے ہین

	نازنینی تو ولے در حدِ خویش		الله الله پا منہ زاندازہ بیش
ترجمہ	نازنین ہے تو مگر اے ذوالکرم		حد سے باہر کیون بڑہاتا ہے قدم

شرح یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے۔ لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے اس شخص خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکہہ یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے۔ لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے اے شخص خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکہہ یعنے انبیا و اولیا کا مقابلہ نہ کر بمقتضاے رحم الله امرأ عرف قدرہ و لم یتعد طورہ یعنے خدا اُس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانتا ہے اور اپنے درجہ سے تجاوز نہین کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔

	گر زنی با نازنین تر از خودت		در تگِ ہفتم زمین زیر آردت
ترجمہ	ہین زیادہ تجہسے ہی جو نازنین		وہ تجہے کر دینگے پیوند زمین

شرح یعنے اگر تو ایسے شخص کے مقابلہ مین دم ماریگا جو تجہسے زیادہ نازنین (یعنے تجہسے بڑہکر مقبول الٰہی) ہے تو یہ مقابلہ تجہے ساتوین زمین کے تہ مین پہنچا دیگا۔ یعنے انبیا و اولیا کا مقابلہ قرب الٰہی سے دور کرکے اسفل سافلین مین داخل کردیگا اور تیرا وہی حال ہوگا جو شیطان اور بلعم بن باعور کا ہوا۔

	قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست		تا بدانی کانبیا را نازکی ست
ترجمہ	اسلیئے ہے قصۂ عاد و ثمود		تاکہ ناز انبیا کی ہو نمود

شرح یعنے عاد و ثمود کا قصہ قرآن مجید مین کسلیئے مذکور ہوا ہے ؟ اسلیئے کہ تجہے معلوم ہو جائے کہ انبیا علیہم السلام کو خاص نازکی یعنے قرب الٰہی حاصل ہے جو دیگر لوگون کو نصیب نہین۔ اسلیئے اُنکے مخالف ہلاک کیے گئے ہین

	این نشان خسف و قذف و صاعقہ		شد بیان عزِ نفس ناطقہ
ترجمہ	یہ نشان خسف و قذف و صاعقہ		ہے بیان عزِ نفس ناطقہ

شرح خسف بمعنے زمین مین دہنس جانا اور قذف بمعنے پتہر مارنا ہے اور صاعقہ بجلی کی کڑک کو کہتے ہین یعنے یہ قارون کا زمین مین دہنس جانا اور قوم لوط پر پتہرون کا مینہہ برسانا اور قوم ثمود کو بجلی کی کڑک سے ہلاک کردینا انبیا علیہم السلام کے نفس ناطقہ اور ذات قدسیہ کی عزت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو سرکش لوگ خدا کے خاص بندون کا مقابلہ کرتے ہین وہ ضرور ہلاک کیے جاتے ہین۔ قارون اور قوم لوط و ثمود وغیرہم کا مفصل حال تفسیرون موجود اور عام لوگون مین مشہور ہے اسلیئے ہم کتاب کو طول دینا نہین چاہتے اُردو پڑہنے والے اگر شوق رکھتے ہین تو اُردو قصص الانبیا مین تمام پیغمبرون اور انکی اُمتون کی حالات دیکھہ لین۔

	جملہ حیوان را پے انسان بکش	جملہ انسان را بکش از بہر ہش
ترجمہ	ذبح کر حیوان کو انسان کے لیے	ہوش پر قربان ہوں انسان چاہیئے

شرح ہش۔ مخفف ہوش سے عقل کُل یعنے انبیاءؑ مراد ہین جو سراپا عقل اور مجسم ہوش ہین۔ مطلب یہ کہ جسطرح حسب فرمان الٰہی اُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ (ا ے لوگو تمہارے لیئے بے زبان چوپائے حلال کیے گئے ہین) انسان کی فائدہ رسانی کے لیئے حیوانات کا ذبح کرنا جائز ہے اسیطرح مجسم عقل (انبیاء علیہم السلام) کی خفاظت کے لیئے عموماً آدمیون کا مار ڈالنا روا ہے۔ چنانچہ طوفان نوح وخسف وقذف وصاعقہ سے سرکش قومین اسیلیے ہلاک ہوی ہین نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اولیاء اللہ انبیا کے تابع ہوتے ہین اور انکی مخالفت بھی ہلاکت کا سبب ہوجاتی ہے۔ چنانچہ پہلی اُمتین اسی سبب ہلاک ہوی ہین

	ہش چہ باشد عقل کل اے ہوشمند	عقل جزوی ہش بود اما نژند
ترجمہ	ہوش کیا ہے عقل کل اے ہوشمند	عقل جزوی ہوش ہے لیکن نژند

شرح نژند۔ بمعنے ناقص وافسردہ وضعیف ہے۔ یعنے لفظ ہوش سے ہماری مراد عقل کل (انبیاء واولیاء) ہین جو مجسم عقل دینی ہین ہان یہ مانا کہ عقل جزوی کو بھی ہم ہوش کہہ سکتے ہین۔ لیکن چونکہ یہ عقل صرف معاش دنیوی کے مدارج تک ترقی کرسکتی ہے اسیلیئے ناقص ہے اور یہی سبب ہے کہ جزوی عقل والے انسان حیوانون کے مانند ہین یعنے جسطرح بعض حیوان اہلی ہوتے ہین اور بعض بالکل وحشی اسیطرح بعض صاحبان عقل جزوی عقل کل سے مانوس ہوجاتے ہین۔ اور بعض بالکل متنفر رہتے ہین۔ اسی لیئے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ

	جملہ حیوانات وحشی ز آدمی	باشد از حیوان انسی در کمی
ترجمہ	دیکھہ وحشی جانور ہین جسقدر	کم ہین اہلی جانور سے سر بسر

شرح لفظ آدمی۔ وحشی کے متعلق ہے۔ یعنے ایسے تمام جانور (مثلاً ہرن یا خرگوش وغیرہ) جو آدمی سے وحشت کرتے ہین اور انسان کے سایہ سے بھاگتے ہین۔ اُنست اور محبت کرنے والے جانورون (مثلاً گھوڑون گدھون وغیرہ) سے کم درجہ کے ہین اسیلیے وحشی جانورون کا شکار ہوتا ہے اور اہلی کا نہین ہوتا۔

	خون آنہا خلق را باشد سبیل	زانکہ وحشی اند از عقل جلیل
ترجمہ	وحشیونکا خون ہے بالکل سبیل	کیونکہ وہ رکھتے نہین عقل جلیل

شرح یعنے وحشی جانورون کا خون گرانا اور اُنہین شکار کرلینا اسیلیئے مباح ہے کہ وہ عقل خدا داد یا عقل بزرگ صفت سے بیگانہ ہین اور اہلی جانور باوجود بے عقلی اسیلیئے شکار نہین کیے جاتے کہ وہ انسانونکی صحبت اور اُس سے کچھ نہ کچھ عقل حاصل کرلیتے ہین۔ یہی حال کفار کا ہے چونکہ وہ انبیاء اولیاء سے انس نہین رکھتے

اسلیئے انکا خون مباح کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ الیٰ آخر الآیۃ یعنے جو لوگ خدا و رسول کا مقابلہ کرتے ہین اُنکی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائین یا سُولی دیئے جائین

	خون ایشان خلق را باشد روا	زانکہ انسان را نیند ایشان سزا
ترجمہ	ہوگیا ہے خون ان سب کا روا	قابل انسان نہین ہین ناسزا

شرح یعنے جسطرح لوگون کو وحشی جانورون کا خون کر ڈالنا جائز ہے کیونکہ وہ انسان سے محبت کرنے کی قابلیت نہین رکھتے اسیطرح کفار کا خون بہا دینا جائز ہے کیونکہ وہ انبیاء اولیا سے محبت نہین رکھتے۔

	عزت وحشی ازان ساقط شدست	کہ مر انسان را مخالف آمدست
ترجمہ	اسلیئے جائز ہے خون وحشیان	ہین یہ انسان کے مخالف بیمر جہان

شرح یعنے وحشی جانور کی عزت اسلیئے نظرون سے گر گئی ہے اور اُسکا خون اسلیئے مباح ہے کہ وہ انسان کا مخالف ہے در اُسکا کہنا نہین مانتا یعنے آدمی سے اُنس نہین رکھتا۔ علی ہذا القیاس کفار کا خون اسلیئے مباح ہے کہ وہ انبیاء اولیا کے فرمانبر نہین ہوتے بعض نسخون مین ساقط شدست کی جگہ اُفتاد پست ہے اور کہ مر انسان کی جگہ کامر انسان ہے۔ امر یعنے حکم ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	پس چہ عزت باشدت اے نادرہ	چون شدی تو حُمُرٌ مُستنفرہ
ترجمہ	پس تری عزت رہے کیا نابکار	ہوگیا ہو جبکہ تو وحشی حمار

شرح نادرہ تحفے اور عجیب و غریب اور کمیاب چیز کو کہتے ہین۔ یہان عجیب الخلقت بیوقوف کے معنون مین ہے یعنے اے بے وقوف جبکہ تو وحشی گدہون مین شامل ہو گیا تو تیرے کیا خاک عزت رہی بلکہ اسوقت تیرا خون مباح ہو گیا ہے۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَۃٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَۃٍ یعنے کفار جو احکام الٰہی اور صحبت پیغمبر سے نفرت کرتے ہین اُن گدہون کے مانند ہین جو تیر اندازون کی جماعت یا شیر سے خوف کہا کر بہاگ جاتے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جسطرح وحشی جانورون کا شکار مباح ہے اسی طرح کافرون کو قتل کر ڈالنا جائز ہے۔ اور انبیا نے اسی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد کیا ہے

	خر نشاید کشت از بہر صلاح	چون شود وحشی شود خونش مباح
ترجمہ	ہمنے مانا خر ہے سامان صلاح	ہوگیا وحشی تو پہر ہے خون مباح

شرح یعنے اس گدہے کو ہرگز نمارنا چاہیئے جو کام درست کرنے (بوجہ لادنے یا سوار ہونے) کے لیئے ہو۔ ہان جسوقت ایسا اہلی گدہا وحشی ہو جاتا ہے اور انسانون سے نفرت کر کے سرکشی کرنے لگتا ہے تو اسکا خون مباح ہو جاتا ہے چنانچہ اب بہی وحشی گدہون اور سرکش گہوڑ و نکو گولی سے مار ڈالتے ہین۔

	اگرچہ خر را دانش زاجر نبود		ہیچ معذورش نمے دارد ودود	
ترجمہ	گو نہین ہے معتمد زاجر کی تمیز		پر گدھا معذور کب ہے اے عزیز	

شرح یعنے اگرچہ گدھے کو زاجر (جھڑکنے والے یا منع کرنے) کی توبیخ وتنبیہ کا علم نہین ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ مجھکو میرے وحشی ہونے کے باعث میرا مالک ایک دن ہلاک کر دیگا۔ لیکن اے دوست باوجود اُس گدھے کو کوئی شخص معذور یا مجبور سمجھکر ہلاکت سے بچا نہین سکتا بلکہ اُسے مار ہی ڈالتے ہین۔

	پس چو وحشی شد ازان دم آدمی		کے بود معذور اے یار سمی	
ترجمہ	وحی سے وحشی ہوا جو آدمی		کب ہے وہ معذور اے یار سمی	

شرح یعنے جب کہ گدھا وحشی ہوکر ہلاکت سے نہین بچ سکتا تو اے یار بلند مرتبہ آدمی اُس دم (وحی الٰہی اور کلام نبوی) سے نفرت کر کے کس طرح معذور ہو سکتا ہے ہرگز نہین ہو سکتا یہی سبب ہے کہ کفار کا خون مباح کیا گیا ہے۔ دم بمعنے سخن سے وحی اور کلام نبی مراد ہے جو فی الواقع خدا کا کلام ہوتا ہے

	لاجرم کفار اخون شد مباح		ہمچو وحشی پیش نشاب ورماح	
ترجمہ	اسلیئے ہے خون کافر کا مباح		پیش تیغ و نیزۂ و تیر و رماح	

شرح نشاب بمعنے سہام و تیر ہے اور رماح بمعنے نیزہ۔ یعنے چونکہ کفار وحی الٰہی اور کلام نبوی سے وحشت رکھتے ہین اسلیئے اُنکا خون اسطرح مباح ہے جسطرح تیرون اور نیزون کے آگے وحشی جانورونکا خون مباح ہوتا ہے

	جفت وفرزندان شان جملہ سبیل		زانکہ بے عقلند و مردود و ذلیل	
ترجمہ	عورتین بچے ہین اُنکے سب سبیل		کیونکہ ہین بے عقل و مردود و ذلیل	

شرح یعنے جسطرح خود کفار کا خون مباح ہے اسیطرح اُنکی عورتون اور بچون کا پکڑ لیجانا اور لونڈی غلام بنالینا حلال ہے کیونکہ کفار سب کے سب وحشی جانورون کی طرح بے عقل اور راندۂ درگاہ اور ذلیل ہین انکو کلام نبوی سے وحشت کرنے کی یہ سزا دیگئی ہے۔ جو وحشی گدھے کو دیجاتی ہے

	باز عقلے کو رماد از عقل عقل		گردد از عقلی بحیوانات نقل	
ترجمہ	انبیا سے بھاگتا ہے جو کوئی		واقعی حیوان ہے وہ آدمی	

شرح یعنے اس تمام داستان کے بعد سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس عقل نے عقل عقل (یعنے انبیار اولیا کے کلام و اتباع) سے نفرت یا وحشت اختیار کی اُسنے مرتبۂ عقلیت (عاقل ہونے) سے تنزل کر کے گویا مرتبۂ حیوانات مین انتقال یا رجوع کیا ہے اسیلئے اُسکا خون مباح ہوگیا ہے۔ پہلے مصرع مین عقل عقل سے انبیاء و اولیا مراد ہین اور دوسرے مین عقلی بیائے معروف ہے۔

اعتماد کردن ہاروت و ماروت بر عصمت خویش و امیری اہل دنیا خواستن و در فتنہ افتادن

ترجمہ ہاروت و ماروت کا اپنی عصمت پر بہروسہ کرنا اور اہل دنیا کی سروری چاہنی اور فتنہ مین پڑنا

شرح ہاروت و ماروت کی نسبت اوائل کتاب مین بہی ہم کچہ لکہہ چکے ہین۔ قرآن مجید مین انکو ملک بفتح لام اور ملک بکسر لام یعنے فرشتہ یا بادشاہ کہا گیا ہے اکثر محققین کہتے ہین کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تہے کہ جنکو آدمیون کے امتحان کے لئے علم سحر دیا گیا تہا۔ اور وہ بابل مین تعلیم سحر کے لیئے نازل کیے گئے تہے۔ جو انسان اُنسے جادو سیکہنے آتا تہا اوّل اُسکو منع کرتے تہے اور یہ کہتے تہے کہ اسکا انجام کفر ہے اور ہم امتحان کے لیئے بہیجے گئے ہین۔ تو سحر نہ سیکہہ لیکن جب وہ اصرار کرتا تہا تو سکہا دیتے تہے یہ قول نہایت درست اور مطابق قرآن و حدیث ہے۔ اور مؤرخون کا یہ قول ہے کہ ان دو فرشتون پر عجب عبادت طاری ہوا اور اُنہون نے تکبر کیا۔ اللہ تعالےٰ نے از روئے امتحان اُنکو شہوت انسانی عطا فرمائی۔ اور بابل مین بصورت انسان مصور فرماکر نازل کیا اور یہ معاصی مثلاً زنا و شراب مین مبتلا ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسوقت کے پیغمبر کی زبانی اُنکو عذابِ دنیا یا عذابِ آخرت قبول کرلینےکا اختیار دیدیا اُنہون نے عذاب دنیا کو اختیار کرلیا۔ اور ابلیس کی طرح عذابِ آخرت کے منتظر ہین اسلیئے چاہِ بابل مین گرفتار عذاب کیے گئے قیامت کے دن نجات پائینگے عوام مین بہی یہ قصہ اِس طرح مشہور ہے لیکن محدثین نے اسکو موضوع اور غلط کہا ہے صحیح اسیقدر ہے جو پہلے بیان ہوا مولانا قدس سرہ اُسی مشہور قصہ کو اپنی مثنوی مین بیان کرتے ہین۔ لیکن اس سے یہ نہین نکلتا کہ وہ اسکو صحیح ہی جانتے ہین بلکہ اُنہون نے نتیجہ نکالنے کے لئے جسطرح اور قصے بیان کئے ہین۔ اسیطرح اِس قصہ کو بہی جسطرح عام مین مشہور تہا نقل کردیا ہے اگر حسب قول عوام ہاروت و ماروت کا فی الواقع فرشتہ ہونا اور امتحان کے لیئے صورت انسانی مین لایا جانا فرض کرلیا جائے تو محل عجب نہین ہے کیونکہ جسطرح بعض قوائے انسانی عین قوائے ملکی ہوجاتے ہین اسیطرح کیا عجب بعض قوائے ملکی عین قوائے انسانی ہوگئی ہون۔ لیکن یہ کہنا کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے گناہ کیا اور وہ ستارہ کے صورت مین مسخ ہوگئی بالکل غلط اور افترا ہے جسکا ثبوت قرآن و حدیث سے کہین نہین ملتا۔ اگرچہ قوائے انسانی مین آکر فرشتون سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر چونکہ اسکے سند کہین نہین اسلیے سراسر افترا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ دونو انسان اور متکبر سردار تہے اور اُنہون نے ریاضت بہت کی تہی اسیلئے لوگ اُنکو مَلَک یعنے فرشتہ کہنے لگے بہرحال وہ فرشتے تہے یا آدمی۔ اُنکا تعلیم سحر کے لیئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدمیون کے امتحان کے لیئے مامور ہونا اور بابل مین رہنا ٹہیک ہے باقی مشہور قصے محض افترا ہین لیکن مولانا قدس سرہ جو کچہ آگے بیان کرینگے وہ اسی قصہ کے مطابق ہے جو عوام مین مشہور ہے

ترجمہ	ہمچو ہاروت و چو ماروت و شہیر		از بطر خوردند زہر آلود تیر
	جسطرح ہاروت و ماروت اے بشہ		کہا چکے ہین کبر سے تیر کیطرح

شرح لفظ ہمچو اس قصہ کا تعلق پہلے شعر سے ظاہر کر رہا ہے یعنے جو لوگ مرتبۂ عقلی سے مرتبۂ حیوانی کی طرف انتقال کر جاتا ہے وہ ہاروت اور ماروت کی مانند ہے جنہوں نے ازراہ تکبر یہ کہا تھا کہ اگر بالفرض ہمین انسانی خواہشین بھی دیجائین تو انسانون کی طرح ہرگز گناہ نہ کرین چنانچہ اُنہین قوائے انسانی دیئے گئے اور اُنہون نے گناہ کیا اور قہر حق کے زہر آلودہ تیر کھائے کیونکہ وہ تکبر کے باعث قید عقل سے نکلکر مرتبۂ حیوانیت کی طرف نقل کر گئے تھے اگر ہاروت و ماروت کو فرشتہ مانا جائے تو انہین ملکوتیت کا اور اگر بادشاہ کہا جائے تو مملکت کا تکبر سما گیا تھا نکتہ لفظ شہیر اشارہ کر رہا ہے کہ مولانا قدس سرہ نے ہاروت و ماروت کا فرشتہ ہو کر مبتلائے عصیان اور گرفتار قہر الٰہی ہونا بطور قصۂ مشہور مان لیا ہے ورنہ اُنکی تحقیق وہی ہے جو قرآن و حدیث مین موجود ہے بطر بمعنے فخر و تکبر

	اعتمادے بود شان بر قدر خویش		چیست بر شیر اعتماد گاومیش	
ترجمہ	تھا بھروسہ پاک ہین ہم سر بسر		کیا بھروسہ بھینس کو ہو شیر پر	

شرح شیر سے قضائے الٰہی مراد ہے اور گاومیش سے بندۂ متکبر و معتمد بر عقل و زہد خود یعنی ہاروت و ماروت کو اپنی پاکیزگی یا زہد و تقوے پر بھروسہ تھا اسلیئے اُنہون نے ازراہ تکبر اللہ تعالے سے انسانی خواہشین طلب کین اور گناہ و عذاب مین مبتلا ہوے اسلیئے زہد و تقوے پر متکبر ہونا نہایت مذموم ہے جسطرح گائے بھینس کو شیر پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اسیطرح متکبر آدمی کو شیر قضا پر اعتماد نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ قضا حسب مضمون آیت اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ (بیشک تیرا رب گھات مین ہے) متکبرون کو ضرور ہلاک کر دیگی اُسکے تامل اور استدراج پر بھروسہ کرنا خلاف عقل و نقل اور باعث ہلاکت ہے

	گرچہ او با شاخ صد چارہ کند		شاخ شاخش شیر نر پارہ کند	
ترجمہ	سینگ سے ہوتی ہے گو وہ چارہ گر		شیر ٹکڑے کر ہی دیتا ہے مگر	

شرح اگر لفظ شاخ شاخ بلا اضافت ہے تو بمعنے ایک ایک شاخ ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو شاخ مضاف بمعنے ٹہنی ہے اور شاخ مضاف الیہ بمعنے سینگ یعنے اگرچہ شیر سے مقابلہ کرتے وقت گائے یا بھینس اپنے سینگون سے اپنے بچاؤ کی سو تدبیرین کرتی ہے مگر بچ نہین سکتی کیونکہ شیر اُسکے سینگ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اسیطرح متکبر آدمی قضائے الٰہی نازل ہونے کے وقت چاہے جسقدر اپنی عقل آرائی اور تدبیر سے کام لے مگر شیر قضا کے پنجے سے بچ نہین سکتا۔ اِذَا جَاءَ الْقَدَرُ بَطَلَ الْحَذَرُ

	گر شود پر شاخ ہمچون خار پشت		شیر خواہد گاو را ناچار کشت	
ترجمہ	سر بسر گر شاخ ہووے جیسے خار پشت		شیر اسکو پہاڑ ڈالے گا ضرور	

شرح یعنی بالفرض گائے یا بھینس بمقابلۂ شیر خارپشت کی طرح اپنے بدن پر بہت سے سینگ پیدا کرلیگی تو بھی انجام کار شیر اُسے مار ہی ڈالیگا مطلب یہ کہ متکبر اور اپنے زہد و عقل پر بھروسہ کرنے والا قضاے الٰہی کے وقت اُس سے بچنے کی چاہے ہر بن مُو سے تجویز کرلے اور سراپا عقل بنجائے مگر شیر قضاسے بچ نہین سکتا خارپشت جنگلی چوہے کو کہتے ہین جسکے تمام بدن پر کانٹے کانٹے سے ہوا کرتے ہین

بادِ صرصر کو درختان میکند	با گیاہے پست احسان میکند
ترجمہ ٹہنون کو آندہی گراتی ہے مگر	گہاس پر کرتی ہے احسان سربسر

شرح بادِ صرصر سے قہر الٰہی اور درخت سے متکبر شخص اور گہاس سے بندۂ ذلیل مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کے متکبرون کو ہلاک کرنے اور ذلیل بندون کو انعام دینے کی ایسی مثال ہے جیسے آندہی کہ بڑے درختون کو اُکھاڑ دیتی ہے اور ذلیل گہاس کو قایم رکھکر تر و تازہ کردیتی ہے

بر ضعیفیٔ گیاہ این باد تند	رحم کرد اے دل تو از قوت ملند
ترجمہ رحم کرتی ہے ہوا یُن گہاس پر	تو بھروسہ اپنی قوت پر نکر

شرح ملند صیغہ نہی لُندیدن سے مشتق ہے بمعنے تکبر کرنا بڑا بول بولنا یعنے اے شخص گہاس کی ضعیفی پر آندہی رحم کرتی ہے تو اپنی قوت کے بھروسہ پر بڑا بول نہ بول اور تکبر نکر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

تیشہ را ز انبوہیٔ شاخ درخت	کے ہراس آید بپرّد لخت لخت
ترجمہ تیشہ کو ٹہنونکا ہرگز ڈر نہین	ٹکڑے کردیتا ہے سبکو بالیقین

شرح یعنی کسی درخت کی شاخین گہنی ہون تو تیشہ اکلہاڑی کو کچہ خوف نہین آتا بلکہ وہ ٹکڑے کرہی ڈالتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را	جز کہ بر ریشہ نکوبد نیش را
ترجمہ کام پتون سے نہین رکہتا مگر	دیکہہ رگ کو چہیڑتا ہے نیشتر

شرح یہ شعر پہلے شعر سے ملکر بطور قطعہ بنا ہے یعنے تیشہ ٹہنون کے کاٹ دینے سے خوف نہین کرتا لیکن اپنی ذات کو پتو نپر استعمال کرنے سے روکتا ہے اور اُنکی ضعیفی پر رحم کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ فصّاد نشتر اُسی رگ پر مارتا ہے جو سرکش اور متمرد ہے اور جسمین خون فاسد جمع ہے ریشہ بمعنے رگ ہے اور دوسرے مصرع مین نکوبد کا فاعل (فصاد) حسب قرینۂ فعل محذوف ہے اور اگر دوسرے مصرع مین نکوبد کا فاعل تیشہ ہے تو یہ معنے ہین کہ تیشہ اپنی دہار کو بجز ریشے اور شاخ کے پتو نپر استعمال نہین کیا کرتا پہلی صورت مین نیش بمعنے نشتر ہے اور دوسری صورت مین بمعنے دہار اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جسطرح تیشہ بڑے بڑے ٹہنون کو کاٹ ڈالتا ہے اور پتون کو آزار نہین پہنچاتا اسیطرح غضب الٰہی کا تیشہ متکبر لوگ

سرکشون اور اپنے آپ کو قوی سمجھنے والون کی گردن کاٹ دیتا ہے اور ضعیفون عاجزون پر رحم کرتا ہے

شعلہ را ز انبوہی ہیزم چہ غم	کے رمد قصاب ز انبوہی غنم
ترجمہ لکڑیون کا کچھہ نہین شعلہ کو غم	کچھ نہین قصاب کو خوف غنم

شرح یعنے شعلہ کو لکڑیون کے ڈھیر سے کچھ غم نہین ہوتا بلکہ وہ سب کو جلا ڈالتا ہے اور اسیطرح قصاب بکریون کے ریوڑ سے نہین بھاگتا مطلب یہ کہ قہر حق جو شعلہ یا قصاب کے مانند ہے متکبر اور سرکش آدمیون کے ہلاک کر دینے سے ہرگز نہین ڈرتا کیونکہ متکبر لوگ اس شعلہ کے آگے لکڑی اور اس قصاب کے سامنے بکری کے مانند

نکتہ ان گذشتہ اشعار مین قہر الہی اور متکبر آدمی کی حالت کو کئی تمثیلون مین بیان کیا گیا ہے اور یہ تمثیلین مفرد اور مرکب دونو طرح صحیح ہین تمثیل مفرد مین ممثل اور ممثل لہ کے اجزا کا لحاظ ہوتا ہے اور مرکب مین نہین ہوتا تمثیل مفرد مین ایک ایک جز کو ایک ایک جز سے اور تمثیل مرکب مین سارے مضمون کو ایک اور مضمون سے تمثیل دیا کرتے ہین مثلاً اگر ہم یون کہین کہ اللہ تعالے نے متکبرون کو ہلاک کر دینے اور عاجزون کے قایم رکھنے کو اس تیشہ سے تمثیل دی ہے جو بڑے ٹہنون کو کاٹ ڈالے اور پتون کو چھوڑ دے تو یہ تمثیل مرکب ہے اور اگر یہ کہین کہ قہر الہی کو تیشہ سے اور متکبر کو شاخ سے اور عاجز کو برگ سے تمثیل دی تو یہ تمثیل مفرد کہلاتی ہے مگر باعتبار معنی دونو تمثیلون کا مطلب ایک ہوتا ہے اور مثنوی مین ایسی تمثیلین بہت ہین

پیش معنی چیست صورت بس زبون	چرخ را معنیش دارد سرنگون
ترجمہ سامنے معنی کے صورت ہے زبون	چرخ کو رکھتا ہے معنی سرنگون

شرح یعنے تمام صورتین معنی کے مقابلہ مین بالکل زبون اور ہیچ ہے اور جتنی چیزین ظاہر مین معلوم ہوتی ہین ان سب صورتون مین انکے معنے کا تصرف ہے معنی سے قدرت الہی اور تصرف خداوندی مراد ہے مطلب کہ جو کچھ ظاہری صورتون یعنے متعینات سے افعال صادر ہوتے ہین یہ فی الحقیقت صورتون سے نہین بلکہ معنی یعنے قدرت اور تصرف الہی سے صادر ہوتے ہین کیونکہ صورتین خود اپنی ذات اور وجود مین محتاج ذات مطلق ہین پھر صفات اور افعال مین بدرجۂ اولے اسکی محتاج ہونگی چنانچہ آسمان کو جس چیز نے سرنگون اور مسافر و متحرک کر رکھا ہے وہ معنی آسمان یعنے تصرف الہی ہے کیونکہ ہر چیز مین اسکی معنے کا تصرف ہے

تو قیاس از چرخ دولابی بگیر	گردشش از کیست از عقل منیر
ترجمہ چرخ دولابی پہ تو کر لے قیاس	تا کھلے گردش کا حال اے خوش اساس

شرح دولابی بیائے معروف و مجہول دونو طرح درست ہے یعنے اے مخاطب تو گردش فلک کو گردش دولاب پر قیاس کر لے تاکہ گردش دینے والے کا حال معلوم ہو جائے اور یہ بھی ظاہر ہو کہ دولاب کی گردش کس چیز سے ہے

صادر ہوتی ہے اگر تجھے دولاب کا گردش دینے والا معلوم نہین تو ہمسے سن لے دولاب کی گردش عقل روشن کی طرف سے صادر ہوتی ہے یعنی دولاب بنانیوالون کی عقل نے دولاب مین گردش کرنے کی قوت پیدا کر دی اس لحاظ سے گو باعتبار ظاہر دولاب کا گردش دینے والا کوئی شخص مجسم ہوتا ہے مگر فی الواقع اصلی محرک اسکی عقل ہے بس توجسطرح عقل محرک دولاب ہے اسیطرح عقل کل (تصرف الٰہی) محرک آسمان ہے یا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ دولاب کی گردش کسکی طرف سے صادر ہوتی ہے اسکا گردش دینے والا کون ہے اینخاطب اس سوال کا جواب اپنی عقل روشن سے پوچھ لے عقل خود تجھے بتا دیگی کہ جسطرح بلا محرک کے گردش دولاب نا ممکن ہے اسیطرح بلا تصرف ذات الٰہی آسمان کی گردش غیر معقول ہے کیونکہ کوئی فعل بلا فاعل وقوع مین نہین آسکتا

گردش این قالب ہمچون سپر | ہست از روح مستر اے پسر

ترجمہ: گردش قالب یہ کر لیجے نظر | روح کے باعث سے ہے یہ سر بسر

شرح گردش سے حرکات و افعال مراد ہین یعنی تیرے اس جسم کی گردش جو روح کے لیئے بمنزلہ سپر بنا ہوا ہے روح پنہان کی بدولت ہے روح جسم مین نہو تو جسم سے کوئی فعل صادر نہین ہوسکتا۔ بس تو جسم بمنزلہ صورت ہے اور روح اسکے لیئے بمنزلہ معنی کیونکہ روح امر ربی ہے جو خدا کے حکم سے جسم مین متصرف ہے بدن کو سپر روح اسلیئے کہا ہے کہ بدن حتی الامکان اکثر آفتین اپنے اوپر جھیل کر روح کو بچاتا رہتا ہے ہان یہ سپر جب بودی اور نکمی ہوجاتی ہے اور صدمۂ حوادث روح تک پہنچ جاتا ہے تو وہ بدن کو چھوڑ کر نکلجاتی ہے۔

گردش این باد از معنی اوست | ہمچو چرخے کو اسیر آب جوست

ترجمہ: ہے ہوا وابستۂ معنے ہو | جسطرح دولاب اسیر آب جو

شرح حکما کے نزدیک عقل فعال عقل عاشر یعنے دسوین فرشتے کو کہتے ہین جسنے تمام افراد عالم کو پیدا کیا ہے اور جبریل انکے نزدیک یہی عقل فعال ہے اللہ تعالیٰ اسیکے واسطہ سے تمام اشیا اور عناصر پر متصرف ہے اور اہل تحقیق ملکوت اور قدرت الٰہی کو عقل فعال کہتے ہین چنانچہ فَسُبْحَانَ الَّذِی بِیَدِہٖ مَلَکُوتُ کُلِّ شَیْءٍ (یعنے خدا وہ پاک ذات ہے جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہی ہے) سے ظاہر ہے۔ اس آیت مین ملکوت بمعنے قدرت و سلطنت ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کی گردش اسکے معنے کے سبب سے ہے یعنے چونکہ قدرت الٰہی اسمین متصرف ہے اسلیئے ہوا کو حرکت ہوتی ہے اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ آٹا پیسنے کی چکی جو مقید ہوا کرتی ہے جب تک نہر مین سے پانی نہ آئیگا ہرگز نہ چلیگی چرخ بیائے مجہول بمعنے آسیا ہے اور اسیر بمعنے مقید و محتاج

جزر و مد و دخل و خرج این نفس | از کہ باشد جز زجان اے بوالہوس

ترجمہ: آنا جانا سانس کا اے پر ہوس | یہ سمجھ لے روح کے باعث ہے بس

شرح یعنے سانس کا کم ہونا اور بڑہنا اور آنا اور جانا خود سانس کا فعل نہین ہے اینجا طلب پر ہوس تحقیق معانی یہ سب روح کی جانب سے ہے اور روح امر ربی ہے جب روح متحرک ہوتی ہے تو سانس کو بہی حرکت ہوتی ہے اور اُس سے ہلکی یا بہاری آوازین نکلتی ہین جہر زور مدغیرہ سے چپکے چپکے باتین کرنا اور آہستگی سے بولنا اور زور آواز سے کچہ کہنا اور چلاّ کر الفاظ نکالنا مراد ہے مطلب یہ کہ یہ سب صفتین سانس کے ذاتی اوصاف نہین ہین بلکہ حسب خواہش روح سانس الفاظ کی صورت بنکر نکلتے ہین کبہی زور سے کبہی آہستگی سے

	گاہ جیمش میکند گہ حا و دال	گاہ صلحش میکند گاہے جدال
ترجمہ	جیم کرتی ہے کبہی۔ گہ حا و دال	صلح کرتی ہے کبہی گاہے جدال

شرح یعنے کبہی روح سانس کو جیم کر دیتی یعنے کبہی سانس سے لفظ مفرد نکلتا ہے اور کبہی جا و دال کر دیتی ہے یعنے اُس سے الفاظ مرکب نکلتے ہین جا کے بعد واو عاطفہ بمعنے مع ہے۔ تاکہ مفرد اور مرکب کا تقابل صحیح ہو جائے اور کبہی اُس سے ایسے الفاظ نکلتے ہین جو باعث صلح و محبت ہوتے ہین اور کبہی ایسے جو موجب جنگ و جدال ہین۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ سانس سے کبہی مفرد لفظ نکلتا ہے۔ مثلاً جیم اور کبہی اُسی جیم کو دال سے مرکب کر کے جدال بنا دیتی ہے۔ اور کبہی اس سے فقط حا نکلتی ہے مگر اُسکو صاد و لام سے مرکب کر کے صلح کر دیتی ہے اور تیسرے معنے یہ ہین کہ کبہی جیم اور حا اور دال کو مرکب کر کے لفظ جحد نکالتی ہے جو بمعنے انکار ہے اور کبہی صلح کر لیتی ہے

	گہ یمینش میبرد گاہے یسار	گہ گلستان میکند گاہیش خار
ترجمہ	گہ یمین لیجاتی ہے گاہے یسار	گہ گلستان کرتی ہے گہ اُسکو خار

شرح یعنے روح سانس کو کبہی یمین یعنے دہنی طرف لیجاتی ہے اور کبہی یسار یعنی بائین طرف اور کبہی اُسے گلستان کر دیتی ہے اور کبہی خار لفظ یمین و یسار اور گلستان و خار سے یا تو یہی خاص الفاظ مراد ہین جو سانس سے نکلتے ہین یا یمین و گلستان سے مقالات حسنہ اور یسار و خار سے الفاظ قبیحہ مراد ہین۔

	ہمچنین این آب را یزدان پاک	کرد بر فرعون خون سہمناک
ترجمہ	کردیا اللہ نے فرعون پر	دیکھ لے پانی کو خون پر خطر

شرح گزشتہ اشعار مین اس بات کا ذکر تہا کہ تمام اشیا مین افعال معتاد اللہ تعالے کی قدرت سے پیدا ہوتے ہین اب مولانا قدس سرہ یہ فرماتے ہین کہ جسطرح اللہ تعالے اشیا مین افعال معتاد کے پیدا کرنے پر قادر ہے اسیطرح غیر معتاد تاثیرات اور عادات پر بہی قدرت رکہتا ہے مثلاً اسی پانی کو جو ہم تم پیتے ہین اللہ تعالے نے فرعون اور اُسکی قوم کے لیئے خون بنا دیا تہا چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمُ الطُّوْفَانَ الیٰ آخر الآیہ یعنی ہمنے قوم فرعون پر طوفان اور ٹڈیون اور چچڑیون یا جوؤن اور مینڈکون اور خون کا عذاب بہیجا قبطیون نے جب

حد سے زیادہ احکام الٰہی اور حضرت موسےٰ کی نافرمانی کی تو سات دن تک مینہہ برسا اور قبطیون کے گہر ڈوب گئے اور اُنہون نے عاجز ہوکر حضرت موسےٰ سے دعا کرائی اور مینہہ کہل گیا مگر قبطیون نے پہر سرکشی کی اللہ تعالےٰ نے ٹڈیان بہیجین کہ اُنکی تمام کہیتیان اور درخت چاٹ گیئن پہر چیچڑیون یا جوؤن کو بہیجا جو کہانے سے لیکر پانی تک تمام چیزون مین بہر گیئن پہر مینڈکون کو بہیجا یہ تمام کہانے پینے مین بہیل گیئن پہر خون کو حکم دیا یہانتک کہ تمام دریائے نیل اور سارے کوؤن اور مشکون کا پانی خون بنگیا۔ قبطی بنی اسرائیل کے آدمیون سے اپنے منہ مین کلیان کرایا کرتے تہے لیکن پانی کی کلی جب تک اسکے منہ مین تہی پانی تہی اور جب قبطی کے منہ مین جاتی تہی خالص خون بنجاتی تہی ہر عذاب مین ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا تہا اور ہر عذاب متواتر سات دن تک رہتا تہا اللہم احفظنا من کلّ بلآء الدُّنیا وعذاب الآخِرۃ

	ہمچنین این باد را یزدان ما	کردہ بُد بر عاد ہمچون اژدہا
ترجمہ	ہوگئی حکم الٰہی سے ہوا	عاد کے حق مین بشکل اژدہا

شرح یعنی جسطرح اللہ تعالےٰ نے قبطیون کے حق مین پانی کو خون کر دیا تہا اسیطرح ہوا کو قوم عاد کے حق مین اژدہا بنا دیا تہا یعنے ہوا نے اُنکو اسطرح ہلاک کر دیا تہا جسطرح کسی کو اژدہا ہلاک کر دیتا ہے۔

	باز ہم این باد را بر مومنان	کردہ بُد صلح و مراعات و امان
ترجمہ	اور اسی کو بہر حفظ مومنان	کر دیا صلح و مراعات و امان

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے جس ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کر دیا تہا اسی ہوا کو مومنون کے حق مین باعث امان اور موجب نگہبانی اور دوست بنا دیا جو ہوا کافرون سے لڑ رہی تہی اُسی نے مومنون سے صلح کر لی تہی قوم عاد پر اُنکی سرکشی کے سبب ہوا کا عذاب بہیجا گیا سات رات اور آٹہہ دن مین تمام قوم عاد ہلاک ہوگئی اور اُنکے پیغمبر حضرت ہود مع ایمان والون کے اُسی ہوا مین سلامت رہے نکتہ معنوی طور پر ان اشعار کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ جسطرح تمام چیزون (مثلاً پانی یا ہوا) وغیرہ مین اُنکا معتاد اثر پیدا کرتا رہتا ہے اسیطرح غیر معتاد اثر پیدا کرنے پر بہی قادر ہے اُسے پوری قدرت ہے کہ موٹے موٹے ٹہنون یعنے متکبرون کو ہلاک کر دے اور ذلیل گہاس یعنے عاجزون کو قایم رکہے چنانچہ اُسنے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے

	گفت المعنی ہو اللہ شیخ دین	بحر معنی ہاست رب العالمین
ترجمہ	یاد رکہنا ہے یہ قول شیخ دین	بحر معنی ہے وہ رب العالمین

شرح شیخ دین سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہین جنکا قول ہے ؎

فَالکُلُّ عِبارۃٌ وَاَنْتَ المَعْنیٰ ✤ یَا مَنْ ہُوَ لِلقُلُوبِ مَقْناطِیْس ✤ یعنے اے خدا ہر شئے عبارۃ یعنے ظاہری صورت ہے

اور تو اُس صورت کے لیئے بمنزلہ معنی ہے مثنوی کے شعر کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ ہر چیز مین اُسکے معنے (یعنے قدرت الٰہی) کا تصرف ہے اسلیئے شیخ دین حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ معنی سے مراد ذات الٰہی ہے جو دریائے معانی ہے یعنے عالم مین بلا واسطہ یا بواسطہ متعینات متجلی او رمتصرف ہے اور یہ تمام ظاہری صورتین اُسی معانی کی پہچان کے لیئے پیدا ہوئی ہین نیز شیخ دین سے شیخ اکبر محی الدین بن عربی بھی ہو سکتے ہین کیونکہ بعض شارحین نے حضرت جنید والے شعر کو انہین شیخ اکبر کی طرف منسوب کیا ہے

جملہ اطباق زمین و آسمان　　ہمچو خاشاکے دران بحر روان

ترجمہ: کل مینہین اور یہ افلاک سب　　بحر مین ہین صورت خاشاک سب

شرح کوئی شخص یہ کہتا تہا کہ جب متصرف اور قادر اللہ تعالٰے ہے تو یہ ظاہری صورتین کالعدم سمجھنی چاہیئین حالانکہ مشاہدہ اِسکے تصرف و تاثیرات کی گواہی دے رہا ہے مولانا اِسکا جواب دیتے ہین کہ تمام زمین و آسمان کے طبقے اُس بحر معانی مین خاشاک اور تنکے کی طرح ہین۔ یعنے تمام ظاہری صورتون مین ذات الٰہی بمنزلہ معنی ہے اور اس معنی کے سامنے صورت ایسی حقیر چیز ہے جیسا دریا مین تنکا جو حرکت مین دریا کا محتاج ہے

حملہ ہا و رقص خاشاک اندر آب　　ہم ز آب آمد بوقت اضطراب

ترجمہ: آب مین یہ تیرنا خاشاک کا　　حرکت آبی سے حاصل ہو گیا

شرح حملہ بالفتح آہنگ جنگ کو کہتے ہین مگر یہان بمعنے مطلق ارادہ ہے نیز حِملہ بالکسر و ضم تکلف اور دقت کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنے کو کہتے ہین یہان یہ پچھلے معنے نہایت چسپان ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ خاشاک کا ارادہ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنا اور رقص یعنے اُسکی تمام حرکتین دریا ہی کی طرف سے ہین یعنے جسوقت پانی مین حرکت ہوتی ہے خاشاک بہی متحرک ہوجاتا ہے اور جب پانی ٹہرتا ہے تو تنکا بہی ٹہرا رہتا ہے اسیطرح تمام موجودات اور صورتون کے حرکات و سکنات ذاتی نہین ہین بلکہ اللہ تعالٰے کی طرف سے ہین محرک حقیقی اور معنی وہی ہے۔ ترکیب مین بوقت اضطراب آب کے متعلق ہے

چونکہ ساکن خواہدش کرد از مرا　　سوے ساحل افگند خاشاک را

ترجمہ: اگر ٹہرانا اُسکو چاہتا ہے　　سوئے ساحل پہینکتا ہے سر بسر

شرح مرا بمعنے جنگ و برابری و جدال و خود نمائی۔ یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے جب دریا یہ چاہتا ہے کہ خاشاک کو خود نمائی سے جدا کر دے تو اسکو کنارہ پر پہینکدیتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے کہ متکبر اور معجب اور مغرور شخص کے خود نمائی کو دفع اور اسکے دعوے برابری اولیاء اور جدال انبیاء کو دور کرے تو اُسکو اپنی رحمت سے جدا کر کے ہلاکت کر دیتا ہے۔

چون کشد از ساحلش در موجگاه	آن کند با او که صرصر با گیاہ
ترجمہ: اور جب ساحل سے اسکو کہیچ لے	تب وہ کرتا ہے جو صرصر گہاس سے

شرح یعنے جب دریا خاشاک کو ساحل سے اپنی طرف کہیچ لیتا ہے تو اُسکی ساتھ معاملہ کرتا ہے جو ہوا گیاہ سے کرتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ باد تند بڑے شاخون کی دشمن ہے اور گیاہ کو قایم اور تر و تازہ رکہتی ہے۔ اسیطرح جب اللہ تعالے کسی کو ساحل بشریت سے دریائے فنا کی طرف کہیچ لیتا ہے تو اُسکو تر و تازہ کرکے مرتبہ بقا عنایت کردیتا ہے بعض نسخون مین صرصر کی جگہ آتش ہے یعنے جسطرح آگ گیاہ کو فنا کردیتی ہے اور اُسکی خرمن ہستی کو جلا کر اڑا دیتی ہے اسیطرح دریا خاشاک کو اور اللہ تعالے اپنے خاص بندون کو محو ذات کردیتا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک صرصر با گیاہ چسپان اور مناسب مقام ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے جب قلوب عشاق کی تسکین چاہتا ہے تو اُنکو عالم محو اور فنا سے نکالکر ساحل بشریت کی طرف پہینکدیتا ہے اور جب اُنہین متحرک و مضطرب کردینا پسند فرماتا ہے تب اپنے عشق اور فنا کی طرف کہیچ لیتا ہے اسیلئے بحر معانی مین کبہی وہ موجین اُٹہتی ہین جو مجنون مین تہین اور کبہی وہ جو لیلی مین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان اور رعیت زمین اور آسمان ابلیس اور آدمؑ موسٰے اور معلم ہاروت اور ماروت ملائک اور انسان دنیا اور آخرت جنت اور نار۔ حور اور قصور سب کے سب مظاہر اسما و صفات اور قدرت الٰہی کے قبضہ مین ہین۔

این حدیث آخر ندارد باز ران	جانب ہاروت و ماروت ایجوان
ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے سیر بجا ان	قصۂ ہاروت سن لے ایجوان

شرح یعنی تصرف و قدرت الٰہی کا بیان غیر متناہی ہے اے حسام الدین اب اپنی طبیعت کو قصۂ بالا کی جانب متوجہ کر

باقی قصۂ ہاروت و ماروت و نکال عقوبت ایشان ہم در دنیا
ترجمہ: ہاروت اور ماروت کے قصہ کا بقیہ اور دنیا ہی مین اُنکے مبتلائے تکلیف و عذاب ہونیکا حال

شرح اگر لفظ ہم دنیا کے متعلق ہون تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت کو جسطرح آخرت مین عذاب ہوگا اسیطرح دنیا مین بہی ہوا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ وہ آخرت کے عذاب سے بری ہین اسیلئے لفظ ہم نکال عقوبت کے متعلق ہے یعنی ہاروت و ماروت کا قصہ اور نیز اُنکے دنیا مین مبتلائے عذاب ہونیکا حال۔

چون گناہ و فسق خلقان جہان	میشدے بر ہر دو روشن آنزمان
ترجمہ: جبکہ عصیان سارے مخلوق جہان	نور حق سے ہوتے تہے اُنپر عیان
دست خائیدن گرفتندے بخشم	لیک عیبِ خود ندیدندے بچشم
ترجمہ: غصہ کہا کر کاٹتے تہے اپنے ہاتہہ	پر نہ دیکہا عیب جو تہا اُنکے ساتہہ

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ جب ہاروت وماروت نے مخلوقِ جہان کے گناہ دیکھے اور اُن دونو پر گنہگارون کے حالات روشن ہونے لگے تو اُنہون نے اپنے ہاتہ چبالیے اور انسانون کی نافرمانی پر اُنہین بہت غصہ آیا لیکن اپنی آنکھون سے اپنا عیب نہ دیکھہ سکے بلکہ دوسرون ہی کو عیب ناک خیال کیا یعنے اُنکی نظر اسپر نہ پڑی کہ دوسرونکا عیب دیکھنا خود معیوب صفت ہے نکتہ ہاروت وماروت پر مخلوق کا حال یا تو اسلیے روشن ہوتا تہا کہ یہ دونو فرشتے تہے اور حکم الٰہی سے احوال مخلوق اُنپر ظاہر ہو جاتا تہا یا اسلیے کہ وہ ۔۔۔ انسان مگر صاحبِ کشف اور کرامات اور روشن ضمیر تہے اور اپنے عیب پر آنکہ نہ ڈالنے کے یہ معنے ہین کہ اُنہون نے اپنی ریاضت ومجاہدہ اور تقدس کے مقابلہ مین گنہگارون کو نہایت ذلیل سمجہا حالانکہ یہ سراسر عیب ہے اگر ہاروت وماروت کو انسان مانا جائے تو اُنکا عجب وتکبر قرینِ قیاس ہے کیونکہ یہ دونو صفت انسانی ہین اور اگر فرشتہ مانا جائے تو اُنکے عجب وتکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ فرشتون نے اپنی تسبیح وتقدیس کے مقابلہ مین حضرت آدم کی پیدایش پر اعتراض کیا تہا مگر اتنا فرق ہے کہ فرشتون نے اپنے فعل سے بہت جلد توبہ کرلی تہی اور ہاروت وماروت مین عجب وتکبر جاگزین ہو گیا تہا۔

	خویش در آئینہ دید آن زشت مرد	رو بگردانید ازان وخشم کرد
ترجمہ	آئینہ مین دیکھکر وہ اپنا منہ	غیر پر کرتا ہے غصہ ۔ کالا منہ

شرح یعنے ہاروت وماروت کے ناخوش ہونے اور لوگون کے عیوب دیکھکر غضبناک ہو جانے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھا اور غضبناک ہو گیا مطلب یہ کہ اُنہون نے لوگون کی بُرائی کو ایسا مکروہ جانا گویا اُنہین کی بُرائی تہی یا اسکی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھکر تو چشم پوشی کی اور دوسرے کو بدصورت دیکھکر غضبناک ہو گیا جو سراسر خلافِ انصاف ہے۔

	خویش بین چون از کسے جرمے بدید	آتشے در وے ز دوزخ شد پدید
ترجمہ	خویش بین اوروں کو پاکر پُر قصور	آتش دوزخ مین جلتا ہے ضرور

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے خود بین اور متکبر آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب دوسرے کو مجرم دیکھتا ہے تو اُسکے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے اور نہایت غصہ آتا ہے گویا جسم مین دوزخ کے شعلے بہرے ہوے ہین یہ غیرتِ نفسانی کی آگ ہے کہ آدمی گنہگار ہو پہر دوسرے کو توبیخ کرے اور اپنے عیب چہپانے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ حدیث شریف مین ہے عِرضُ المؤمنِ کدمہ یعنے مومن کی آبروریزی خونریزی کی برابر ہے

	حمیتِ دین خواند او این کبر را	ننگرد در خویش نفسِ گبر را
ترجمہ	اور اسکو جانتا ہے شرم دین	نفس پر اپنے نظر کرتا نہین

شرح حمیت بفتح حا مخفف حمیّت بمعنے غیرت ہے یا یہ لفظ حِمیت بکسر حا و سکون میم بمعنے حفاظت و نگہداشت و حکم پرہیز ہے یعنے متکبر اور خود بین شخص جو دوسرون کے گناہ دیکھکر اُنپر غصہ کرتا ہے اُسنے اِس غصہ کا نام حمیت دین یا حفاظتِ اسلام رکھہ لیا ہے حالانکہ یہ حمیتِ دینی نہین ہے بلکہ حمیّتِ نفسانی ہے دینی غیرت اِسکا نام ہے کہ آدمی خود بینی خویشتن بینی اور تکبر سے توبہ کرلی اور اپنے نفس کا فرکی حالت کو دیکھے کہ اُسمین غیرتِ دینی کا مادّہ ہے یا حمیتِ نفسانی کا پہلے مصرع مین کبر بمعنے تکبر اور دوسرے مین گبر بمعنے کافر ہے **نکتہ** اگر کوئی معترض یہ کہے کہ نہی عن المنکر گناہون سے روکنا حمیتِ نفسانی اور تکبر نہین ہے کیونکہ مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے کو مبتلائے عصیان دیکھکر ضرور منع کرے۔ اور تم اِسکو غیرت نفسانی اور خود بینی کہتے ہو اِسکا جواب یہ ہے کہ آدمی غیرت ایمانی اور نفسانی مین فرق کرے بلا تجسس و تفحص اگر کسیکو مبتلائے معاصی دیکھے تو ضرور منع کرے اِسکا نام ایمانی حمیت ہے اور اگر تجسس کرکے گناہکار کو ذلیل اور اپنے آپ کو تقدس مآب سمجھے تو نفسانی حمیت ہے کیونکہ اسکا نفس اپنے پاکی اور دوسرے کی بُرائی کرنا چاہتا ہے

	حمیتِ دین را نشانِ دیگرست	کہ ازان آتش جہانے اخضرست
ترجمہ	اور کچہ ہے غیرت دین کا نشان	ہے ہرا اس اگ سے سارا جہان

شرح یعنی غیرتِ نفسانی اور ہے اور غیرتِ دینی اور غیرتِ دینی بہی ایک اگ ہے مگر ایسی اگ کہ جو حضرت ابراہیم کی اگ کی طرح سارے جہان کو سرسبز کردیتی ہے اِسمین شک نہین کہ اِسی دینی غیرت نے تمام عالم کو سرسبز کررکھا ہے کیونکہ دینی حمیت یا حرارت نہوتی تو انبیاء اور اُنکے خلفا ہرگز ہدایت نہ کرسکتے اور دین کی کہیتی کبہی سرسبز نہوتی دینی حمیت یہ ہے کہ آدمی گنہگارون کو نرمی سے سمجہائے اور اُنہین گناہون کے بدلے مین عذاب سے ڈرائے

	گفت حق شان گر شما روشنگرید	در سیہ کاران مغفّل منگرید
ترجمہ	حق نے فرمایا۔ جو ہو روشنضمیر	کیون گنہگارون کو رکہتے ہو حقیر

شرح گزشتہ شعر بطور نصیحت عامہ تہے اور یہان سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہے روشن گر بمعنے منور ہے یعنے روشن گشتہ چنانچہ سُرمہ سا بمعنے سرمہ سائیدہ یعنے فاعل بمعنے مفعول اور مغفّل بمعنے غفلت شعار ہے یعنے اللہ تعالے نے ہاروت و ماروت سے یہ کہا کہ اگر تم ملکوتیت یا ریاضت کے سبب روشن ضمیر ہو تو گنہگارون اور غفلت شعارون کو نظرِ حقارت سے نہ دیکہو کیونکہ میری رحمت نہایت وسیع اور میرے غصہ پر غالب ہے

	شکر گوئید اے سپاہ و چاکران	رستہ اید از شہوت و از چاکران
ترجمہ	شکر کرنا چاہیئے ہے اے سپاہ	تم نہین پابند حرص و شرمگاہ

شرح پہلے مصرع مین سپاہ بمعنے لشکر اور چاکران جمع چاکر ہے بمعنے نوکر اور دوسرے مین چاکران بمعنے

سوراخ ران ہے یعنے شعر کا زنان مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے ہاروت اور ماروت سے یہ فرمایا کہ اے میرے لشکریو (فرشتو) اور اے میرے نوکرو (خاص بندو) تم ہمارا شکر کرو کہ ہر قسم کی خواہش نفسانی اور جماع کی لذت سے نجات پائے ہوے ہو اگر تمہین بہی انسانی خواہشین دیجاتین تو غالبا گناہ مین مبتلا ہو جاتے

گر ازان معنی نہم من بر شما	مر شما را کے پذیرد آسما
ترجمہ خواہشین کردون اگر تم مین نہان	کب قبولے تمکو اوج آسمان

شرح ازان معنی کا اشارہ خواہشاتِ انسانی کی طرف ہے یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت اگر مین تم مین انسانی خواہشین پیدا کردون تو تمہین آسمان نہ قبولے یعنے تم گناہون مین مبتلا ہوکر بلند مراتب کی طرف زیادہ ترقی نہ کرسکو یا عالم ملکوت کی طرف چلنے کے لیئے دنیا سے دو قدم آگے نہ بڑہ سکو مطلب یہ کہ اگر تم مین ہمارا دیا ہوا تقدس نہو تو تم روحانی مراتب مین ترقی نہین کرسکتے اسلیئے اپنے زہد و تقدس پر مغرور نہو ورنہ اپنے مرتبہ سے گرجاؤگے اور اس تکبر کی سزا پاؤگے

عصمتے کہ مر شمارا در تن ست	آن ز عکس عصمت و حفظ منست
ترجمہ تم مین عصمت ہے فقط میرے سبب	میرے ہی باعث ہو تم معصوم سب

شرح یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت وہ عصمت جو تمہین عطا کی گئی ہے میری عصمت اور حفاظت کا عکس ہے تمہاری ذاتی عصمت نہین ہے اسلیئے ہمارے عطیہ پر مغرور نہ بنو۔

آن ز من بینید نہ از خود ہین ہین	تا نچربد بر شما دیو لعین
ترجمہ تم مین جو عصمت ہے وہ ذاتی نہین	ڈالتا ہے وسوسہ دیو لعین

شرح نز مخفف نہ از ہے اور چربد کی جگہ بعض نسخون مین چیرد ہے معنے دونو کے ایک ہین یعنے اے ہاروت و ماروت اُس عصمت کو میری طرف سے خیال کرو اور خبردار خبردار اپنی طرف سے نہ سمجھو تاکہ تم پر شیطانِ لعین غالب نہ آجائے اور تم متکبر نہو جاؤ چربیدن بمعنے غالب ہونا اور چیرد بمعنے چیرہ و غالب شود مضارع فعل ہے اور یہ شعر بہی گزشتہ اشعار کی طرح اللہ تعالے کا مقولہ ہے۔

آنچنان کان کاتبِ وحیِ رسول	دید در خود حکمت و نور و صول
ترجمہ جسطرح وہ کاتب وحی رسول	جانتا تہا خود مین انوار وصول

شرح یعنی اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ تم عصمت کو ذاتی سمجھ لینے کے سبب متکبر ہوجاؤ اور تم پر شیطان اسطرح غالب آجائے جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس کاتبِ وحی پر غالب آگیا تہا جسکا قصہ گزر چکا ہے کہ اُسنے حکمت اور نور وصولِ الے اللہ کو ذاتی سمجھ لیا تہا اور اسلیئے مرتد ہوگیا تہا

خویش را ہم صوت مرغان خدا ۔ می شمرد آن بد صفیرے چون صدا

ترجمہ: خود کو ہم آواز مرغان خدا ۔ جانتا تہا اور وہ تہی اِک صدا

شرح یعنے اُس کاتب وحی نے اپنے آپ کو انبیا کا مقابل جانا اور اُنکی آواز اور زبان کو اپنی آواز اور زبان سمجہا۔ حالانکہ یہ آواز یعنے فتبارک اللہ احسن الخالقین جو اُس سے صادر ہوی تہی صدائے کوہ کی مانند تہی جو پہاڑ کی جانب منسوب تو ہوتی ہے مگر فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ غیر شخص کی ہوتی ہے اسیطرح یہ آواز صاحب وحی کی تہی جو ببرکت مصاحبت اسپر منعکس ہوگئی تہی۔ مرغان خدا سے انبیا مراد ہین اور اُنکی آواز وحی الٰہی ہے اور صفیر طائر کی سی اُس آواز کو کہتے ہین جو صیاد طائرون کو دہوکا دینے کے لیئے زبان سے نکالتا ہے اور اُنہین گرفتار کر لیتا ہے بس توجسطرح صیاد کی آواز فی الواقع طائر کی آواز نہین ہوتی اسیطرح اُس کاتب وحی کی آواز ذاتی نہ تہی بلکہ وحی الٰہی کا عکس تہا اور وہ اسے ذاتی آواز سمجہکر گمراہ ہوگیا تہا۔

لحن مرغان را اگر واصف شوی ۔ بر مراد مرغ کے واقف شوی

ترجمہ: بولکر تو طائرون کی بولیان ۔ واقف اُنکے دل سے ہوتا ہے کہان

شرح یعنے ہمنے مانا کہ تو جانورون کی آواز کا واصف (بیان یا نقل کرنیوالا) ہوسکتا ہے یعنے جانورون کی بولی بول سکتا ہے مگر اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ تو جانورون کی مراد سے بہی واقف ہوجائیگا۔ مثلاً بلبل کی بولی بولنے والا یہ بات ہرگز نہین بتا سکتا کہ بلبل کا فلان ترانہ فراق گل سے تعلق رکہتا ہے یا عالم وصال کی بیخودی سے متعلق ہے کیونکہ نقال کو اصلی حال معلوم نہین ہوسکتا۔ بلکہ آواز کی نقل لفظ بلا معنی کا نام ہے اسیطرح اگر کوئی شخص مرغان الٰہی یعنے انبیا و اولیا کی اصطلاحین یا کلمات یاد کرلے تو اُنکے معنی و اسرار سے واقف نہین ہوسکتا بلکہ اُسکا کلام صرف ایک بے معنی آواز کے مانند ہے۔

گر بیاموزی صفیر بلبلے ۔ تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے

ترجمہ: سیکہہ لے بلبل کی گر آواز تو ۔ اُسکا گل کا جاننے گا کیا راز تو

شرح یعنے اگر کوئی بلبل کی سی آواز بنا کر اُسکی بولی بولنے لگے تو اس آواز سے تجہے یہ ہرگز معلوم نہ ہوگا کہ گل سے بلبل اسطرح کا راز و نیاز اور کسطرح کا عشق رکہتا ہے اور فریاد و زاری یا مناجات عرض حاجات سے اُسکا کیا مطلب ہے کیونکہ بلبل کی بولی بولنے والا گل سے کسی قسم کا باطنی تعلق نہین رکہتا۔ اسیطرح اپنا طلب انبیا اور اولیا کے کلمات سیکہہ کر باغ وحدت کے ہمیشہ بہار گل کی کیفیت اور حالات سے مطلع نہین ہوسکتا

ور بدانی باشد آن ہم از گمان ۔ چون زلب جنبان گمانہائے گران

ترجمہ: علم بہی ہو تو گمان سے سر بسر ۔ ہے مثال اسکی گمان مردِ کر

شرح یعنے اگر تو یہ بات جان بہی لیگا اور سمجھ مین بہی آجائیگی کہ بلبل گل کے ساتھ کیسا تعلق رکھتا ہے تو یہ تیرا علم نہوگا بلکہ بیہودہ گمان ہوگا اور اِس گمانِ فاسد کی مثال ایسی ہوگی جیسا کہ کسی لب ہلانے والے یا دوسرے شخص کی حرکت لب سے بعض الفاظ خاص کے متعلق کسی بہرے آدمی کا گمان ہوتا ہے حالانکہ حرکت لب سے بہرا یہ ہرگز نہین معلوم کرسکتا کہ لب ہلانے والے نے کیا کہا ہے۔ لفظ جنبان اسم فاعل ترکیبی ہے یا صیغۂ امر ہے بمعنے مصدر یعنے جنبش لب یا جنبان صفت لب ہے بفک اضافت

بہ عیادت رفتن کر نخانہ ہمسایہ بیمار ورنجیدن بیمار ازوے

ترجمہ ایک بہرے آدمی کا اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کو جانا اور بیمار کا اُس سے رنجیدہ ہونا

شرح چونکہ پچھلے شعر مین بلبل کی بولی بولنے والے کو بہرے کے گمان سے تشبیہ دیگئی ہے اسی مناسبت سے ایک بہرے آدمی کا قصہ شروع کیا گیا ہے جو اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کے لیئے گیا اور اُسے رنج دیا

آن کرے را گفت افزون مایۂ — کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ

ترجمہ ایک بہرے سے یہ بولا مالدار — ہے ترا ہمسایہ بس بیمار و زار

شرح یعنی ایک افزون مایہ (مالدار آدمی) نے ایک بہرے سے یہ کہا کہ ترا فلان ہمسایہ بیمار ہے اُسکی عیادت کو جا کیونکہ بیمار کی عیادت فرض کفایہ ہے اور تجہیر فرض عین ہے کیونکہ تو ہمسایہ ہے۔

گفت باخود کر کہ با گوش گران — من چہ دریابم زگفت آنجوان

ترجمہ سوچکر دلمین یہ بہرے نے کہا — مین سنونگا اُس جوان کی بات کیا

شرح یعنے بہرے نے اپنے دلمین کہا کہ مین عیادت کو جاتا تو ہون مگر اُس نوجوان بیمار کی بات کیونکر سنونگا اور کسطرح سمجھونگا اور کیا جواب دیسکونگا کیونکہ مین بہرہ اور قوت سامعہ سے بالکل بے بہرہ ہون۔

خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد — لیک باید رفت آنجا نیست بد

ترجمہ خاصکر جو ناتوان ہو سر بسر — کیا کہے گا۔ چاہیئے جانا مگر

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین تندرست آدمی کی بات اُسوقت سمجھ سکتا ہون جبکہ وہ چیخ چیخ کر بولے پہر جس شخص کی عیادت کو جاتا ہون وہ تو بیمار اور ضعیف آواز اور کمزور ہے وہ میری اور مین اُسکی کیونکر سمجھ سکونگا لیکن چونکہ وہ میرا ہمسایہ ہے اسلئے عیادت کو ضرور جانا چاہیئے بلا عیادت چارہ نہین ہے بد عربی لفظ ہے بمعنے چارہ و علاج حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالےٰ فرمائیگا اے بندے ہم بیمار رہے تو ہماری عیادت کو نہ آیا اِس سے عیادت مریض مراد ہے

چون بہ بینم کان لبش جنبان شود — من قیاسے گیرم آن را از خرد

ترجمہ جب ہلائے گا وہ لب بہر کلام — عقل سے اپنی سمجھ لونگا تمام

شرح یعنی عیادت کیلئے جانے سے پہلے بہرے نے اپنے دلمین یہ سوچ لیا کہ جب بیمار کے لب ہلین گے یعنے وہ کچہ کہیگا تو گو میرے کانون سے سنائی نہین دیتا مگر مین جنبش لب کو اُسکے لب ہلنے سے اپنے ذہن مین بطور قیاس یہ سمجہ لونگا کہ اسنے فلان بات کہی ہے کیونکہ جب عیادت کو جاتے ہین تو بیمار سے معمولی باتین پوچہتے ہین اور بیمار معمولی ہی جواب دیتا ہے یعنے اپنی غذا اور بیماری اور طبیب کے تقرر وغیرہ کا حال بتا دیتا ہے بہرے نے پہلے ہی سے دل مین ٹہان لی تہی کہ مین بیمار سے جب مزاج کی کیفیت پوچہونگا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ مین اچہا ہون کیونکہ اہلِ اسلام کا یہی طریقہ ہے مین اسکے جواب مین الحمد للہ کہونگا غرضکہ اسی قسم کا مسودہ گانٹہکر بہرہ اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کے لیے گہر سے چل نکلا

	من بگویم چونی اے محنت کشم	او بخواہد گفت نیکم یا خوشم
ترجمہ	مین کہونگا کہئیے کیسا ہے مزاج	وہ کہے گا خوش ہون مین اچہا ہون آج

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین جب اُس بیمار سے یہ پوچہونگا کہ اے محنت کش اور بیماری کی تکلیفین اُٹہانے والے تو کسطرح ہے تو غالبًا وہ یہی جواب دیگا کہ مین اچہا ہون تندرست ہون جیسا کہ اہل اسلام کا قاعدہ ہے

	من بگویم شکر چہ خوردی ابا	او بگوید شربتے یا ماش با
ترجمہ	مین کہونگا شکر ہے کہایا ہے کیا	وہ کہے گا کوئی شربت یا دوا

شرح پہلے مصرع مین لفظ ابا اگر بفتح الہمزہ ہے تو بمعنے اے پدر ہے کیونکہ اب عربی مین باپ کو کہتے ہین آخر مین الف ندائیہ بڑہایا گیا ہے اور اگر بکسر الہمزہ ہے تو بمعنے سالن ہے ماش با شوربہ ماش یعنے آب عدس کو کہتے ہین جو بیمارون کو دیا کرتے ہین یعنے بہرہ کہتا ہے کہ جب وہ بیمار اپنے آپ کو تندرست بتائیگا تو مین شکر الٰہی ادا کرنے کے بعد یہ کہونگا کہ اے باپ تو نے کیا کہایا تہا یا اے بیمار تو نے کیا غذا کہائی ہے وہ اسکے جواب مین کہیگا کہ یہی شربت یا دال کا پانی پیا ہے اس بہرہ کا مریض کو باپ کہنا ازراہِ تعظیم سمجہا گیا ہے۔

	من بگویم صحۃ نوشت کیستان	از طبیبان پیش تو گوید فلان
ترجمہ	مین کہونگا تجہکو صحت ہو طبیب	نام کیا ہے کون ہے تیرا طبیب

شرح صحت کی تائے ملفوظہ کو حالت وقف مین ہائے موقوف سے بدل لیا ہے اور صحۃ نوش کی اضافت مقلوب ہے یعنے جب وہ کہے گا کہ یہی شوربہ ماش کہایا ہے تو مین یہ کہونگا کہ یہ غذا تیرے لیئے شراب صحت ہو اب تو یہ بتا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے پاس موجود ہے۔ وہ کہے گا فلان بعض نسخون مین صحۃ نوشت باوان ہے یعنے وہ شوربہ ماش تیرے لیئے شراب صحت ہے بعض نسخون مین صحّ بصیغہ ماضی ہے یعنے وہ غذا اچہی ہے خدا کرے تجہکو نوش اور ہضم ہو لیکن اسصورت مین پیش تو کے بعد لفظ کیست محذوف ماننا پڑیگا۔

من بگویم پس مبارک پاست او | چونکه او آمد شود کارت نکو

ترجمہ: مین کہونگا ہان مبارک پا ہے وہ | اک طبیب حاذق دیکھتا ہے وہ

شرح: بہرہ کہتا ہے کہ جب بیمار یہ کہیگا کہ فلان طبیب میرا معالج ہے تو مین یہ کہونگا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اب چونکہ اسکے قدم آگئے ہین اسلیئے تیرا کام ضرور بنجائیگا یعنے تو بالکل تندرست ہوجائیگا۔

پائے او را آزمودستیم ما | ہر کجا شد میشود حاجت روا

ترجمہ: ہمنے اسکا آزمایا ہے قدم | وہ جہان جاتا ہے ہوتا ہے کرم

شرح: بہرہ کہتا ہے کہ مین اس بیمار سے یہ کہونگا کہ اس طبیب کو ہمنے بارہا آزمایا ہے وہ جہان جاتا ہے بیمارون کی حاجتین پوری ہوجاتی ہین یعنی مریض بہت جلد شفایاب ہوجاتا ہے لہٰذا اے مریض تو بھی شفایاب ہوگا۔

این جوابات قیاسی راست کرد | عکس آن واقع شد اے آزادمرد

ترجمہ: اسنے سوچے جو قیاسی جواب | عکس انکا ہوگیا اے خوش خطاب

شرح: یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنی بہرے نے اسطرح کے قیاسی جواب ذہن نشین کرلیئے تھے مگر اے مخاطب واقعہ اسکے برعکس ہوا یعنے بیمار نے کچھ اور کہا اور بہرے نے کچھ اور سمجھکر الٹے جواب دیئے۔

گوئیا رنجور را خاطر ز کر | اندکے رنجیدہ بود اے پر ہنر

ترجمہ: گویا اس بہرے سے دل بیمار کا | کچھ نہ کچھ پہلے ہی سے رنجیدہ تھا

شرح: یعنی بہرے کے الٹے جواب دینے سے مریض ایسا بیزار ہوا گویا بہرے کی طرف سے اسکا دل پہلے ہی کھٹا ہوا تھا

کر درآمد پیش رنجور و نشست | بر سر او خوش ہمی مالید دست

ترجمہ: آکے بیٹھا پاس بہرہ۔ الغرض | اور پوچھا اس سے احوال مرض

شرح: یعنی بہرہ یہ تمام منصوبے سوچ کر بیمار کی عیادت کو آیا اور پاس بیٹھکر اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

گفت چونی گفت مردم گفت شکر | شد ازان رنجور پر آزار و نکر

ترجمہ: بولا وہ مرتا ہون یہ بولا کہ شکر | ہوگیا اس سے وہ پر آزار و نکر

شرح: یعنے بہرے نے بیمار سے کہا کہ تو کس طرح ہے اسنے جواب دیا کہ مین قریب ہلاک ہون بہرے نے کہا شکر ہے اس بے محل جواب سے بیمار کو باطنی تکلیف پہنچی اور اسکا غصہ یا انکار بڑھ گیا نکر یعنے غصہ و انکار ہے

کین چہ شکرست این عدو ما بدست | او قیاسے کرد و آن کژ آمدست

ترجمہ: یعنے کیسا شکر یہ بکتا ہے کیا | جو قیاس اسنے کیا الٹا ہوا

شرح: یعنے مریض نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شکر کا کونسا محل ہے شاید یہ بہرا باطنًا ہماری طرف سے دل مین کجی

رکھا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اُس بہرے کا قیاس اُلٹا ہو گیا بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ۔ کاین چہ شکرست این عدوے ما برست ٭ گر قیاسے کرد آن کج آمدست ٭ اس صورت مین دونو مصرعے مقولہ مریض ہین یعنے بیمار نے اپنے دل مین یہ کہا کہ بہرہ کا بے محل شکر دو حال سے خالی نہین یا تو یہ ہمارا دشمن ہے یا یہ کہ اسنے اپنے قیاس مین مجھے تندرست سمجھا ہے ۔ حالانکہ یہ قیاس غلط ہے ۔

بعد ازان گفتش چہ خوردی گفت زہر ۔ گفت نوشت باد افزون گشت قہر

ترجمہ پھر کہا کھایا ہے کیا بولا وہ سم ۔ بولا وہ ہو نوش تجکو دمبدم

شرح یعنے بیمار بہرے کے بیجا شکر یہ سے بیزار تو ہو ہی گیا تھا جب بہرہ نے یہ کہا کہ تو نے کیا کھایا ہے تو بیمار نے جھلا کر کہا کہ زہر کھایا ہے بہرہ اپنے قیاس مین یہ سمجھکر کہ اسنے دال کے یا قی کی طرف اشارہ کیا ہے یہ بول اُٹھا کہ خدا کرے تجکو ہضم ہو اس دوسرے بیمحل جواب کو سنکر بیمار کا غصہ اور زیادہ ہو گیا ۔

بعد ازان گفت از طبیبان کیست او ۔ کہ ہمے آید بچارہ پیش تو

ترجمہ پھر کہا ہے کون سا تیرا طبیب ۔ چارہ گر ہے کون تیرا اے حبیب

شرح یعنے پھر بہرے نے یون کہا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے علاج کے لیے آتا ہے ۔

گفت عزرائیل می آید برو ۔ گفت پایش بس مبارک شاد شو

ترجمہ بولا عزرائیل ہین بس چارہ گر ۔ بہرہ بولا ہے مبارک سربسر

این زمان از نزد او آیم برت ۔ گفتم او را تا کہ گردد غمخورت

ترجمہ مین اب آیا ہون اُسی کے پاس سے ۔ وہ دلائیگا رہائے یاس سے

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بہرے نے جب یہ پوچھا کہ تیرا معالج کونسا طبیب ہے تو بیمار نے جو پہلے ہی سے جھلایا ہوا تھا نہایت غضبناک ہو کر یہ جواب دیا کہ میرا طبیب عزرائیل (فرشتہ موت) ہے اے بہرے تو یہان سے چلا جا بہرے نے کہا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اے مریض تو خوش ہو نکتہ لفظ برو بیمار کے غصہ پر دلالت کر رہا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مریض حالت مرض مین نہایت بدمزاج ہو جاتا ہے ۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے مریض مین ابھی اُس طبیب کے پاس سے آ رہا ہون اور اُس سے تیری غمخواری کی سفارش کر دی ہے وہ نہایت توجہ سے تیرا علاج کریگا یہ دونو شعر بہرے کی زبان سے ہین ۔

کر برون آمد بگفت او شادمان ۔ شکر کش کردم مراعات این زمان

ترجمہ کر یہ کہکر وہان سے نکلا شاد شاد ۔ اور کہا صد شکر بر آئی مراد

شرح یعنے بہرہ یہ سوال و جواب کر کے باہر نکل آیا اور دل مین خوش ہو کر شکریہ ادا کیا کہ یعنے اس بیمار کے دل کی

نگہبانی کی یعنے عبادت شرطین کامل طور سے بجالایا مگر یہ اسکا باطل وہم اور غلط قیاس تھا۔

خود گمانش از کری معکوس بود | این زیان محض را پنداشت سود

ترجمہ: بہرے پن سے اُسکا اُلٹا تھا گمان | سود اُسے جانا جو تھا بالکل زیان

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اُس بہرے کا یہ گمان کہ مین شرائط عیادت اچھی طرح بجا لایا ہون بالکل برعکس تھا اُسنے محض نقصان کو فائدہ خیال کر لیا تھا کیونکہ بیمار اُسکے الفاظ عیادت سے نہایت رنجیدہ ہوا تھا

گفت رنجور این عدوی جان ماست | ما ندانستیم کو کان جفاست

ترجمہ: سُنکے یہ بیمار نے دل مین کہا | کیا خبر تھی ہے یہ دشمن جان کا

شرح یعنے جب بہرہ چلا گیا تو بیمار نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ہماری جان کا دشمن ہے ہمین معلوم نہ تھا کہ یہ ایسا پر جفا نکلے گا بہرہ بہشتی ہوا کرتا ہے اِس دوزخی نے ہمسایہ ہوکر کیسے بُرے کلمے مُنہ سے نکالے ہین

خاطر رنجور جویان صد سقط | تا کہ پیغامش کند از ہر نمط

ترجمہ: کام ہے رنجور کا لاف و گزاف | دلمین جو آتی ہے کہدیتا ہے صاف

شرح یعنے بیمار کا دل یہ چاہا کرتا ہے کہ سیکڑون طرح کی بیہودہ باتین اور گالی گفتار اور لعن و طعن دوسرے کو سنائے یہ حالت عموماً ہر مریض کی ہوتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ مریض جسطرح کھانا ہضم نہین کرتا اسیطرح دوسرے کی بات بھی نہین سہہ سکتا یہی باعث تھا کہ اُس بیمار کو بہرہ پر نہایت غصہ آیا دوسرے مصرع مین پیغامش کی ضمیر شین رنجور کی جانب ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیمار کا دل دوسرے کو سخت سُست کہنے پر آمادہ رہتا ہے اور بیمار کے دل مین ہرطرح کے بُرے خیالات ڈالدیتا ہے جس سے اُسے ہذیان ہوجاتا ہے

چون کسی کو خوردہ باشد آش بد | می بشوراند دلش تا قی کند

ترجمہ: جسطرح کھائے کوئی بے لطف شئے | متلی ہوتی ہے اُسسے کرتا ہے قے

شرح یعنے بیمار کے ہذیان اور بیہودہ بکنے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے کوئی ضرر دینے والی یا خلاف طبیعت سڑی بُسی غذا کھالی اِس سے کھانے والے کا دل بگڑتا رہتا ہے پریشان ہوجاتا ہے متلی ہوتی رہتی ہے یہانتک کہ قے کردیتا ہے علےٰ ہذا القیاس باطنی مریض جسکے اخلاق نادرست ہوتے ہین خلاف طبیعت ذرا سی بات نہین سُن سکتے اُسسے ظاہری مریض کی طرح فوراً غصہ آجاتا ہے اور وہ بیہودہ کلمات کی قے کردیتا ہے

کظم غیظ است آن را قی مکن | تا بیابی در جزا شیرین سخن

ترجمہ: غصہ کھانا چاہیئے تو قے نکر | تا جزائے خیر پائے سر بسر

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید مین جو آیت ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

یعنے جنت انکے لیئے ہے جو غصہ کہاتے ہین اور لوگون کو معاف کردیتے ہین - اس آیت کے یہ معنے ہین کہ آدمی آتش بد کو کہایا کرتے نہ کرے یعنے اپنے حق مین کسی کی بری بات سنکر اسکا بدلہ نہ لے بلکہ صبر کرے غم کہائے دوسرے کو رنج نہ پہنچائے اچہا طب اگر تو غم کہائے گا تو اپنے برا کہنے والے سے اسکے بدلے مین سخن شیرین پائیگا۔

	چون نبودش صبر می‌پیچید او	کین سگ زن روسپی حیز کو
ترجمہ	کر رہا تہا ہو کے مضطر یہ کلام	ہے کہان نامرد جورو کا غلام

شرح یہان سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے چونکہ اس بیمار کو صبر نہ تہا اسلیئے آپ ہی آپ پیچ و تاب کہاتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ وہ بہرہ جو فاحشہ عورت کا کتا یعنے بدکار عورت کا غلام اور حیز یعنے نامرد اور دیوث ہے کہان چلا گیا میرے سامنے آجائے تو مزا چکہاؤن۔ بعض نسخون مین کین سگ زن روسپی ناچیز کو؛ ہے اس صورت مین ناچیز بمعنے نالایق ہے اور لفظ روسپی کے بعد حرف عطف محذوف ہے۔ روسپی بازاری رنڈی کو کہتے ہین۔

	تا بریزم بر وے آنچہ گفتہ بود	کان زمان شیر ضمیرم خفتہ بود
ترجمہ	تا کہ دون اسکے کہے کا مین جواب	شیر دل تہا مرا اسگہڑی مصروف خواب

شرح یعنے بیمار غصے مین یہ کہہ رہا تہا کہ اب وہ بہرا کہان گیا تاکہ مین اسکے کہے کو اسی پر پلٹ دون یعنے اسکی بیہودہ گوئی کا جواب دون کیونکہ اسوقت میرا باطنی شیر سو رہا تہا یعنے قوت ناطقہ ضعیف تہی مین جواب و سوال کا متحمل نہین ہوسکتا تہا اور مین دلیری کے ساتہ کلام نہین کرسکتا تہا شیر ضمیر سے دلیری اور بہادری مراد ہے

	چون عیادت بہر دل آرامی است	این عیادت نیست دشمن کامی است
ترجمہ	ہے عیادت تو پے آرام جان	یہ عیادت دشمنی ہے مہربان

شرح یعنے مریض کہتا ہے کہ عیادت بیمار کی دل آرامی (آسایش و قرار دل و اطمینان قلب) کے لیئے ہوتی ہے اور اس بہرے نے جو عیادت کی ہے وہ عیادت نہین بلکہ سراسر دشمنی ہے۔

	تا ببیند دشمن خود را نزار	تا بگیرد خاطر زشتش قرار
ترجمہ	تاکہ وہ دیکہے مجہے خوار و نزار	اور اسکے دلکو آجائے قرار

شرح یعنے بہرے نے عیادت کے بہانے دشمنی کا اظہار اسلیئے کیا ہے تاکہ اپنے دشمن کو یعنے مجہے ناتوان اور بری حالت مین دیکہے اور اس سے زیادہ آزار پہنچائے یہانتک کہ اسکے دل کو قرار آجائے

	بس کسان کایشان عبادتہا کنند	دل برضوان و ثواب آن نہند
ترجمہ	بس سمجہ لے جو عبادت کرتے ہین	اور دل بدلے پر اسکے دہرتے ہین
	خود حقیقت معصیت باشد خفی	بس کدر آن راکہ پنداری صفی
ترجمہ	معصیت ہے یہ خطا میری معاف	یہ مکدر ہے تجہے نزدیک صاف

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ پہلے ایک خاص عبادت یعنے عیادت کا ذکر تہا اب مطلق عبادت کے ذکر کی طرف انتقال فرماکے حکایت کا باطنی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ اور یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عبادت کرکے رضوانِ جنت اور ثوابِ عبادت یا رضائے مردم اور اجرِ دنیا یا رضوان الٰہی اور اجراعمال ریائی سے دل کو لگا لیتے ہین اُنکا یہ سمجھنا یا اس نیت سے عبادت کرنا فی الحقیقت چھپی ہوی معصیت ہے اگرچہ اُنکے نزدیک عبادت ہو تو ہوا کرے کیونکہ اسمین عجب وریا اور دنیا طلبی پائی جاتی ہے۔ اسلیئے لازم ہے کہ عبادت خاص اللہ کے لیئے ہو طلب دنیا یا رضائے مردم یا طلب جنت کے لیئے نہو کیونکہ طریقت مین طلب غیر اللہ شرک خفی ہے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ آدمی بہت سی مکدر چیزون کو صاف خیال کیا کرتے ہین مگر وہ فی الواقع صاف نہین ہوتین اسیطرح ریائی عبادت کدورت سے پاک نہین ہو سکتی۔ اور رضوان بمعنے رضائے الٰہی نیز بمعنے رضوان جنت دونو معنے رکہتا ہے کیونکہ رضائے الٰہی کے کامل بہروسہ پر عبادت کرنی معصیت ہے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ پس کسان کاینشان ز طاعت گمرہند ؎ تا بہ رضوان و ثواب آن زہند ؎ یعنے جو لوگ طاعت کے معنون سے گمراہ ہین اور محض اس نیت سے عبادت کرتے ہین کہ رضوان اور ثواب تک پہنچ جاوین وہ فی الواقع گنہگار ہین۔ کیونکہ عبادت طلب ثواب کے لیئے نہونی چاہیئے۔ بلکہ عابد خدا کا طالب ہو۔

	ہمچو آن کر کو ہمے پنداشتست	کہ نکوئی کرد و آن برعکس جست
ترجمہ	جسطرح تہا نیک بہرے کا خیال	اور اُلٹ کر ہوگیا جانکا وبال

شرح یعنی تکبر اور ریا کی نیت سے عبادت کرنے والون کی مثال اُس بہرے کی سی ہے جسنے اپنے گمان مین اُس بیمار کے عیادت کیلئے اپنے نزدیک نیکی کی تہی مگر فی الواقع بدی نکلی بعض نسخون مین برعکس جست کی جگہ خود ر ایکست ہے یعنے اُس بہرے کی نیکی گویا اپنے حق مین بُرائی تہی کیونکہ مریض کو اشتعال دیکر اُسنے گالیان کہائین۔

	اونشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام	حق ہمسایہ بجا آوردہ ام
ترجمہ	خوش تہا وہ اس سے کہ خدمت دینے کی	دوست کے اپنے عیادت دینے کی
	بہرِ خود او آتشے افروختست	در دلِ رنجور خود را سوختست
ترجمہ	ہر لگائی آگ اپنے واسطے	اور دہوان اُٹہا دل بیمار سے

شرح یعنے بہرہ گو اس خیال سے خوش تہا کہ مینے بیمار کی عیادت کی اور حق ہمسایہ بجا لایا لیکن فی الواقع اُسنے مریض کے دل مین اپنے لیئے آگ جلائی اور اُس آگ مین خود جل مرا کیونکہ بیمار کے غصہ کی آگ کا اثر اُسی کو پہنچا ایسلئے ہر غافل شخص گویا گوش باطنی کی طرف سے بہرہ ہے اور اسی لیئے انبیا اور اولیا کی نصیحت نہین سن سکتا۔ اور ریائی عبادت سے اپنے جلانے کا سامان مہیا کر رہا ہے کیونکہ ریائی عبادت باعث غضب الٰہی ہے۔

فاتقوا النار التی او قدتمو — انکم فی المعصیۃ ازددتمو

ترجمہ: آگ جو بھڑکائی ہے اُس سے ڈرو — معصیت میں بڑھ گئے ہو دوستو

شرح یعنی عجب وریا وتکبر معصیت ہے اور معصیت خود آگ کی صورت میں مصور ہوکر دوزخ کا جز بننے والی چیز ہے اسلیئے اے لوگو اس آگ سے بچو اور ریاکاری سے جو شرک فی العبادت ہے پرہیز کرو تمہارے گناہ بہت بڑھ گئے ہیں کیونکہ تم ریائی عبادت کو واقعی عبادت سمجھکر ثواب کے طالب رہتے ہو۔

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا — صل انک لم تصل یا فتا

ترجمہ: اک مُرائی سے پیمبر نے کہا — صل انک لم تصل یا فتا

شرح یہ حدیث صحیحین میں بھی وارد ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا رسول علیہ السلام مع صحابہ بیٹھے ہوئے تھے اُسنے نماز پڑہی۔ اور فارغ ہوکر آپ کو سلام کیا آپنے فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل (یعنے نماز پھر کے سے پڑہ تیری یہ نماز نہیں ہوئی) چنانچہ اُسنے پھر نماز پڑہی اور فارغ ہوکر پھر سلام کیا آپنے پھر فرمایا صل فانک لم تصل علے ہذا القیاس اُسنے پھر نماز پڑہی اور آپنے پھر وہی لفظ فرمایا۔ تیسری مرتبہ اُس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ مجکو نماز کی تعلیم کیجیئے۔ آپنے شرائط اور ارکان نماز بتلائے۔ اور تعدیل ارکان کی تاکید فرمائی وہ شخص رکوع سجود جلدی جلدی ادا کرتا تھا یہ حدیث تعدیل ارکان نماز میں وارد ہے۔ مگر چونکہ ترک تعدیل بسبب قصور اخلاص ہوتا ہے اسلیئے مولانا قدس سرہ نے اسکو صاحب ریا کہا ہے چنانچہ ایک حدیث میں لاصلوۃ الا بحضور القلب بھی آیا ہے۔ یعنی جب تک دل ریا سے خالی نہوگا نماز ہرگز قبول نہ ہوگی۔

از برائے چارۂ این خوفہا — آمد اندر ہر نمازے اہدنا

ترجمہ: اور نمازوں میں اسی سے مقتدا — ہے ہمیں تعلیم لفظ اہدنا

شرح یعنی چونکہ عبادت میں ریا اور قصور اخلاص کا خوف تہا اسلیئے اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس خوف کے دفعیہ کی تدبیر بتائی اور یہ حکم دیا ہے کہ ہر نماز میں اہدنا الصراط المستقیم الے آخر الآیہ پڑہا کرو۔ اس آیت کے معنے گزر چکے ہیں

کین نمازم را میامیز اے خدا — با نماز ضالین واہل ریا

ترجمہ: یعنے رب العالمین میرے خدا — کر عبادت کو ریاؤں سے جدا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے نماز میں ہمیں یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنے اے خدا ہماری نماز اور عبادت کو گمراہوں اور ریاکاروں کی عبادت سے ممتاز رکھہ

آن قیاسے کہ بکرد آن کر گزین — صحبت دہ سالہ باطل شد بدین

ترجمہ: بات بہرہ نے قیاسی جو کہی — اُس سے پہلے دوستی جاتی رہی

شرح یعنے بہرے نے جو عقلی قیاس اختیار کر لیا تھا اس سے وہ دوستی جو بہرے اور بیمار مین قدیم سے چلی آتی تھی چہوٹ گئی۔ اور حق صحبت کہن باطل ہو گیا لفظ گزین بمعنے اختیار و پسندیدہ ہے

خاصہ اے خواجہ قیاس حس دون ۔ اندران وحیے کہ ہست از حد برون

ترجمہ ہے زبون نبتیک قیاس حس دون ۔ وحی کے ہوتے کہ ہے حد سے برون

شرح یعنے جبکہ قیاس کرنے اور اُسمین غلطی واقع ہونے کے باعث اُس بیمار سے بہرے کی قدیم دوستی چہٹ گئی تو اے مخاطب تیرے حس ظاہری یا باطنی کا قیاس خاصکر اُس وحی الٰہی کے مقابلہ مین جو حدِ قیاس و گمان سے باہر ہے تجھے کسقدر غلطی مین ڈالکر قربِ الٰہی سے دور کر دیگا کیونکہ قیاسات عقلی وحی کا مقابلہ نہین کر سکتے۔

خواجہ پندارد کہ طاعت میکند ۔ بیخبر کہ معصیت جان میکند

ترجمہ طاعت اُسکو جانتا ہے مرد کار ۔ جانتا ہے کب کہ ہون عصیان شعار

شرح یعنے عبادت ریائی یا وحی کے مقابلہ مین قیاس کرنے والا گو اپنے عبادت کو اچہا اور اپنے قیاس کو درست خیال کرتا ہے مگر اسکی خبر نہین کہ یہ گناہ اُسکی روح کو صدمہ پہنچا رہا ہے اور وہ اپنے لیئے دوزخ کے سامان مہیّا کر رہا ہے۔ یہ قیاس ابلیس کے قیاس کے ہمپلہ ہے جو گمراہ کرنے والا ہے

این قیاس خویش را رو ترک کن ۔ ور قیاس تو شود ریش کہن

ترجمہ چہوڑ دے اپنے گمان کو بے سخن ۔ ورنہ ہو جائیگا زخم دل کہن

شرح یعنے وحی کے مقابلہ مین اپنا قیاس چہوڑ دے کیونکہ ایسے قیاس سے تیرا باطنی زخم (کفر) ناسور بن جائیگا جو کسی علاج سے اچہا نہو گا یعنے تو شیطان کی طرح ہمیشہ گمراہ رہیگا۔

گوش حس تو بحرف ار در خورست ۔ دانکہ گوش غیب گیر تو کرست

ترجمہ گوش ظاہر بات سُن لیتا ہے گو ۔ گوش غیبی بہرے ہین اے زشت خو

شرح یعنے اگرچہ تیرے ظاہری کان الفاظ سُننے کی لیاقت رکہتے ہین مگر یہ جان لے کہ تیرے وہ باطنی کان جو غیب کی باتین سُن سکین بالکل بہرے ہین۔ یہی سبب ہے کہ تو انبیا و اولیا کے ارشادات نہین سُن سکتا اور یہی باعث ہے کہ ان ظاہری کانون کو معنوی اسرار کا حصہ نہین ملتا۔

دربیان آنکہ اول کسے کہ در مقابل نص صریح قیاس کرد ابلیس علیہ اللعنہ بود

ترجمہ اسبات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابلہ مین قیاس کیا وہ ابلیس لعین تہا

شرح نص لغت مین کسی چیز کے بلند کرنے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین قرآن مجید کی وہ آیتین جو ظاہر المعنے ہین اور امر متشابہ کو ممتاز کر رہی ہین مثلاً احل اللہ البیع وحرم الربوٰ یعنے اللہ تعالیٰ نے بیچنا حلال کر دیا ہے اور سود

حرام چونکہ کفار شبہ کر رہے تہے کہ بیع اور سود ایک چیز ہے اسلیئے اس آیت نے متشابہ امر کو ممتاز کر دیا نیز نص کا اطلاق اُن ظاہر آیتون پر بہی کیا جاتا ہے جو وضاحت کے ساتہ معنے مقصود پر دلالت کرتے ہین قطع نظر از امتیاز امر متشابہ۔ مثلاً اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ یعنے نماز پڑہو اور زکوٰۃ دو فارسیون کے ہان ہر کلام صریح و ظاہر کو نص کہتے ہین شیطان نے جس نص صریح کی مخالفت کی تہی وہ اسجدوا لآدم الیٰ آخر الآیت ہے یعنے ہمنے فرشتونکو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو چنانچہ بجز ابلیس سب نے سجدہ کیا یہ بہی معلوم رہے کہ قیاس کی دو قسمین ہین اول عقلی جسمین عقل کسی چیز کی مماثلت دوسری چیز سے ڈہونڈہکر کوئی حکم قایم کر دے اور اس مماثلت کے لیئے کوئی اصل شرعی قایم نہو دوم شرعی جسمین از روے حکم کسی فرع کو اصل شرعی کے ساتہ مساوی کیا کرتے ہین مثلاً لواطت کی حرمت قیاس شرعی سے ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید مین قُل ہُوَ اَذًی ہے یعنے حیض ناپاکی ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالت حیض مین عورت کے پاس جانا حرام ہے۔ اور اسکی دلیل ناپاکی ہے۔ چونکہ یہی ناپاکی لواطت مین پائی جاتی ہے اسلیئے قیاس شرعی نے اسکو بہی حرام کر دیا ہے قیاس شرعی دلائل شرعیہ مین سے ایک واجب العمل جس سے پہلا قیاس عقلی موہوم ہے۔ اور حدیث مین جو یہ آیا ہے من فسر القرآن بالرأی فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جو قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹہکانا دوزخ مین کر لے اس سے مراد یہی قیاس عقلی ہے اور مجتہدین و مفسرین کی استنباطات یا بطریق قیاس شرعی ہین یا بطور تاویل فقط معنے بیان کرنے کے لیئے ہین اور تفسیر اُس بیان اور تقریر کو کہتے ہین جو بالکل شبہات کو دفع کر دے یعنے جن معانی پر قطعاً حکم لگا دیا جائے ایسی تفسیر رسول اللہ یا صحابہ یا تابعین کا مرتبہ ہے۔ اور کوئی شخص اپنے قیاس سے نکالے ہوے معانی کو قطعی طور پر حکم لگا کر بیان کریگا تو داخل وعید ہوگا۔ البتہ تاویل جسمین قطعی حکم نہو جائز ہے اور اہل تصوف کی تاویل اِنَّ لِلقرآن ظہرًا و بطنًا کے تحت مین داخل ہے نیز یہ بات ہے کہ یہ لوگ اوصاف بشریت سے الگ ہوکر متخلق باخلاق اللہ اور مظہر انوار ہو گئے ہین اسلیئے انکی تفسیر احسن التفاسیر اور جامع اسرار ربّانی ہے۔ انکے مرتبہ کو ظاہری علما اور اہل قیاس و تاویل ہرگز نہین پہنچتی۔ ابلیس کے قیاس فاسد کا مفصل بیان آیندہ اشعار سے شروع ہوتا ہے۔

	اول آنکس کاین قیاسکہا نمود	پیش انوارِ خدا ابلیس بود
ترجمہ	سب سے پہلے جسنے دکہلایا قیاس	تہا وہ ابلیس لعین و بد اساس

شرح قیاسک مین کاف تصغیر و تحقیر ہے اور انوار خدا سے حضرت آدمؑ مراد ہین جو سراپا نور تہے۔ مطلب یہ کہ سب سے پہلے جس شخص نے انوار الٰہی کے مقابلہ مین نہایت ذلیل و حقیر قیاس سے کام لیا وہ ابلیس تہا اس قیاس کی شرح آیندہ شعر مین ہے۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اُسنے اپنے آپ کو نورانی اور آدمؑ کو خاکی سمجہا تہا

	گفت نار از خاک بیشک بہتر است	من ز نار و او ز خاک اکدر است
ترجمہ	اور کہا ہے آگ بہتر خاک سے	آگ سے مین وہ مکدر خاک سے

یعنے جبکہ اللہ تعالے نے یہ فرمایا مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لے آخر الآیہ یعنے اے ابلیس تو اُس چیز (حضرت آدم) کو سجدہ کیوں نہین کرتا جسکو مینے اپنے دونو ہاتون سے بنایا ہے تو ابلیس نے یہ جواب دیا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو مٹی سے اور آگ اپنی نورانیت کے باعث مٹی سے جو کثیف اور مکدر ہے بدرجہا بہتر ہے اسلیئے مین اپنے سے کمتر مرتبہ کی چیز کو سجدہ نہین کرسکتا۔

	پس قیاس فرع بر اصلش کنیم		او ز ظلمت ما ز نور روشنیم
ترجمہ	پس قیاس فرع ہے ہر اصل پر		ہے وہ ظلمت نور ہین ہم سربسر

شرح یہ ابلیس کا قول ہے کہ مین فرع کو اُسکی اصل پر قیاس کرتا ہون۔ آدمؑ کی اصل کثیف مٹی ہے اسلیئے آدم خود کثیف اور ظلمانی ٹہیرے اور میرے اصل آگ ہے جو اپنی ذات مین نورانی ہے اسلیئے مین خود سراپا نور ہون یعنے شیطان نے اپنی اور آدمؑ کی خلقت کو باعتبار جسم مماثل کرکے اپنی بہتری اور اُنکی بدتری کو بطور قیاس عقلی ثابت کردیا مگر چونکہ اس قیاس کے لیئے کوئی شرعی اصل موجود نہ تہی اسلیئے بالکل فاسد اور اُسکی گمراہی کا باعث ہوا نکتہ چونکہ نار باعتبار ظاہر نورانی چیز ہے اسلیئے ابلیس نے اپنے اصل کو نور کہا ہے ورنہ وہ فی الواقع جوہر نورانی نہین ہے بلکہ ارواح ناریہ سے مخلوق ہوا ہے۔ اس سے قطع نظر آگ بظاہر نورانی سہی مگر فی الواقع نہایت سرکش ہر چیز کی دشمن اور ہلاک کردینے والی ہے اور مٹی عموماً تمام اشیاء کو زندہ کردیتی ہے اُگا دیتی ہے اس لحاظ سے مٹی آگ سے بدرجہا بہتر ہے اور سب سے زیادہ قابل غور یہ نکتہ ہے کہ آدمؑ فقط مٹی ہی کے ڈہیر نہ تہے بلکہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی بہی تہے۔ لیکن افسوس ابلیس کو اُنکا نور نظر نہ آیا۔

	گفت حق نے بلکہ لا انساب شد		زہد و تقوے فضل را محراب شد
ترجمہ	حق نے فرمایا نہین ہے یان نسب		زاہدون پہ ہے ہمیشہ فضل رب

شرح اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ اے ابلیس ملعون فرع کو اصل پہ قیاس کرنا ہر جگہ معتبر نہین ہوتا۔ تیری اصل (آگ) تیرے لیئے کمال کا اور آدم کی اصل (خاک) اُنکے لیئے نقصان کا باعث نہین ہوسکتی۔ بلکہ زہد و تقوے بزرگی کی محراب ہے۔ قرآن مجید مین ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ یعنے خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے چونکہ حضرت آدمؑ بجمیع اسمائے الٰہی تسبیح کرتے تہے اسلیئے اُنکی عبادت تمام فرشتون کی عبادت سے بہتر تہے کیونکہ فرشتون کی تسبیح بطور خصوصیت بعض اسمار کے ساتہ تہی پہلے مصرع مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یعنے جب قیامت کے دن صور پہونکا جائیگا تو حسب و نسب کی پرسش نہوگی بلکہ اعمال پوچھے جاینگے۔ چنانچہ مولانا جامی نے گویا اِسی آیت کا ترجمہ اس شعر مین کیا ہے ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ❊ کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ❊

این نہ میراث جہان فانی ست | کہ بانسابش بیابی جانی ست

ترجمہ: یہ نہین مانند میراث جہان | بلکہ اسکا نام ہے میراث جان

شرح مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے یہ زہد و تقوے اور فضل و بزرگی دنیائے فانی کی میراث نہین ہے کہ نسب کے ذریعہ سے ملے یا باپ کے بعد بیٹے کو حاصل ہو جائے بلکہ یہ تو جانی یعنے روحانی امر ہے جو خدا کی فضل اور مرشد کامل کی تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسین حسب و نسب کو کچھ دخل نہین ہے

بلکہ این میراث ہائے انبیاست | وارث این جانہائے اتقیاست

ترجمہ: انبیا کا ورثہ کہتے ہین اسے | اتقیا کا حصہ کہتے ہین اسے

شرح یعنے یہ فضل و زہد انبیاء کی میراث ہے اور اسکے وارث وہی لوگ ہین جو متقی و پرہیزگار ہین۔

پور آن بوجہل شد مومن عیان | پور آن نوح نبی از گمرہان

ترجمہ: ہو گیا بوجہل کا بیٹا ولی | نوح کے بیٹے نے پائی گمرہی

شرح یعنے چونکہ فضل و تقوے مین دنیوی حسب و نسب کا اعتبار نہین ہوتا اسلیئے بوجہل کے بیٹے (حضرت عکرمہؓ) کھلے مومن بنگئے۔ اور حضرت نوحؑ کا بیٹا گمراہون مین سے رہا۔ اگر بلا اعمال صرف نسب کا اعتبار ہوتا تو عکرمہ مومن اور پسر نوح ہرگز گمراہ نہوتے۔ سچ ہے ع بندگی باید پیمبرزادگی درکار نیست۔

زادۂ خاکی منور شد چو ماہ | زادۂ آتش توئی اے روسیاہ

ترجمہ: خاک کا پتلا ہوا مانند ماہ | اصل تیری آگ ہے اے روسیاہ

شرح یعنے اے سرکش مخاطب دیکھہ تو سہی کہ آدمی زادہ جو خاک سے پیدا ہوا ہے نور ایمان حاصل کر کے چاند کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور تو اپنی سرکشی یا غلط قیاسات اور ابلیس کی پیروی کی باعث آگ کی پیدایش بنکر ابلیس کی طرح روسیاہ ہو جاتا ہے۔ بعض نسخون مین رو روسیاہ ہے اس صورت مین یہ شعر مقولہ حق اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ الیٰ آخر الآیہ یعنے اللہ تعالے نے شیطان سے یہ کہا کہ اے ملعون جنت سے نکل تو راندۂ درگاہ ہے اور تجھپر قیامت تک لعنت ہے حضرت آدمؑ چاند کی طرح روشن ہین اور تو روسیاہ ہے۔ اس صورت مین لفظ توئی ابلیس کی طرف خطاب ہے۔

این قیاسات و تحری روز ابر | یا بشب مر قبلہ را کردست حبر

ترجمہ: ابر کے دن جستجو قبلہ کی ہے | یا اندہیری رات مین اے نیک پے

شرح حبر بفتح الحاء و بالکسر بمعنے دانشمند نیکوکار و عالم و مجتہد اور تحری بمعنے جستجو و کوشش ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابر کے دن یا اندہیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم کرنے کے لیئے ہر عالم یا مجتہد نے قیاسات مقرر کر لیئے

ہین اور فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر بحالت سفر اندہیرے مین کسیکو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو قیاس کرے اور اپنے دلمین سمت قبلہ تلاش کرکے جسطرف کو دل گواہی دے اُسیطرف کو نماز پڑہ لے اُسکی نماز ہو جائیگی اور اگر پہر یہ معلوم ہو جائیگا کہ اُسطرف قبلہ نہ تہا تو نماز پہیرنے کی ضرورت نہوگی۔ کیونکہ وہی قیاسی سمت اُسکا قبلہ تہا۔

	لیک با خورشید و کعبہ پیش رو	این قیاس و این تحری را مجو
ترجمہ	ہو مگر جسوقت کعبہ پیش رُو	پہر تحری ہے غلط اے راستت خو

شرح یہ شعر گذشتہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بنا ہے یعنے گو اندہیرے مین تحری کرکے سمت قبلہ کا دلمین ٹہرا لینا جائز ہے لیکن جسحالت مین کہ خورشید روشن ہو اور کعبہ منہ کے سامنے موجود ہو تو یہ قیاس و تحری ناجائز ہے اسیطرح قیاسات عقلی صرف ناواقفیت کی حالت مین کچہ کام دیسکتے ہین اور جسجگہ خورشید رسالت یا کعبہ ولایت موجود ہو وہان قیاسات ہرگز نہین چل سکتے بلکہ صریح نص یا ارشادات انبیاء و اولیاء کے مقابلہ مین قیاس کرنا گمراہی ہے۔ یہی باعث ہے کہ انوار الٰہی کے مقابلہ مین ابلیس کا قیاس غلط اور اُسکے لعنتی ہونیکا سبب ہو گیا

	کعبہ نادیدہ مکن رو زو متاب	از قیاس۔ اللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	مُنہ نہ پہیر اس کعبہ سے اے خوش خطاب	آگئے ہے اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے کعبہ کو باوجود سامنے ہونے کو نادیدہ خیال نہ کر۔ اور اُس سے مُنہ نہ پہیر۔ مطلب یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث اولیا و علماء تیرے سامنے موجود ہین اُنکے ارشادات کے روبرو اپنے عقلی قیاسات کو پیش نکر اور اُنکی صحبت سے مُنہ نہ پہیر۔ اور اللہ اعلم بالصواب کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے نزدیک تو حق یہی ہے کہ خورشید یا کعبہ کے موجود ہوتے اُس سے مُنہ نہ پہیرنا چاہیئے۔ آیندہ حقیقت حال خدا جانے ان اشعار مین معنوی طور پر خورشید سے انبیا اور کعبہ سے اولیا مراد ہین۔ بعض نسخون مین رو زو متاب ہے رو بمعنے برقسہ ہے۔

	چون صفیرے بشنوی از مرغ حق	ظاہرش را یاد گیری چون سبق
ترجمہ	سُنتے تو بیشک صدائے مرغ حق	یاد کر لیتا ہے مانند سبق
	وانگہے از خود قیاساتے کنی	مر خیال محض را ذاتے کنی
ترجمہ	اُسپہ کرتا ہے قیاس اے بد صفات	اور ذاتی جانتا ہے واردات

شرح یہ دو نو شعر بطور قطعہ بند ہین اُن لوگون کی نصیحت کے لیئے ہین جو اولیاء اللہ کے کلمات پر اپنے قصور فہم سے اعتراض کیا کرتے ہین۔ اُنکا مطلب یہ ہے کہ اے طالب سمجہ کہ تو اولیاء اللہ کے ظاہری الفاظ سن لیتا ہے اور اُنکو سبق کی طرح یاد کر لیتا ہے مگر چونکہ وہ طیور الٰہی ہین اسلیئے اُنکی آواز اور کلمات کے معنے تو تیری سمجہ مین آتے نہین جو اسرار سے بہرے ہوئے ہین۔ بلکہ اپنی طرف سے قیاسی معنے گہڑ کے اُنکو برا بہلا کہنے لگتا ہے

اور اپنے خیالات محض کو اُنکی ذات سمجھ لیتا ہے یا اپنے خیالات کو بعینہ اُنکے کلمات کے معنے جان لیتا ہے اور چونکہ تیرے خیالات مین کفر ہے۔ اسلیئے اُنکو کافر اور ملحد بنا دیتا ہے۔ اسصورت مین قیاساتے اور ذاتی بیائے مجہول ہے بعض نسخون مین وانگہی خود را قیاساتی کنی ہم خیال محض را ذاتی کنی ہے اسصورت مین قیاساتی ذاتی بیائے معروف نسبتی ہے یعنے تو اپنے آپ کو صاحب قیاسات بنا لیتا ہے اور خیالات محض کو ذاتی اور واقعی چیز سمجھ لیتا ہے حالانکہ تو یہ نہین جانتا کہ ابدال اور اولیاء اللہ کی اصطلاحین بڑے بڑے عقلمندون کی سمجھ مین نہین آسکتین

	اصطلاحاتیست مر ابدال را	کہ نباشد زان خبر عقال را
ترجمہ	اصطلاحین ہین بہت ابدال کی	عقل کو جس سے نہین ہے آگہی

شرح عقال بمعنے صاحب عقل و قیاسات کثیرہ ہے اور بعض نسخون مین بجائے عقال اقوال ہے یعنے اہل اقوال و قیاسات مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے اکثر اصطلاحین ایسی ہین جنسے بڑے بڑے عقلمند اور اہل قیاس بے خبر ہین

	منطق الطیرے بصوت آموختی	صد قیاس و صد ہوس افروختی
ترجمہ	سیکھکر تو جانور کی بولیان	اُنکی آوازون کا کرتا ہے گمان

شرح منطق الطیر جانورون کی بولی کو کہتے ہین۔ یعنے ایمخاطب تو نے مرغان الٰہی (انبیاء اولیاء) کی بولی سیکھی ہے یعنے اُنکے الفاظ یاد کر لیئے ہین۔ اور اُن پر اپنی بیہودہ ہوس اور خیال باطل کے موافق بہت سی غلط باتون کو قیاس کر لیا ہے اور اُنکو انبیاء و اولیا کی اصل آواز سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہ تیری غلطی اور سخت گمراہی ہے

	ہمچو آن رنجور دلہا از تو خست	تو بہ پندار اصابت گشتہ مست
ترجمہ	اولیا ہین تجسے رنجیدہ بہت	تو گمان مین اپنے خنزیدہ بہت

شرح یعنے جسطرح اُس بہرے کی باتون اور غلط قیاسات سے بیمار کا دل دُکھ گیا تھا اسیطرح تیری بدگمانیون سے اکثر اولیاء اللہ کے دلون کو رنج پہنچتا رہتا ہے کیونکہ تو اپنے علم کو اُنکے علم لدنی پر قیاس کر کے اپنے نزدیک اُسے درست سمجھتا ہے اور اپنے قیاس کو صحیح خیال کر کے نہایت خوش ہوتا ہے اور بادۂ مسرت سے بدمست ہو جاتا ہے حالانکہ تیرا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ایسے غلط خیال سے ہرگز خوش ہونا نچاہیئے۔

	کاتب آن وحی ازان آواز مرغ	برده ظنے کہ منم انباز مرغ
ترجمہ	سنکے اُس نساخ نے آواز مرغ	دل مین یہ ٹھانی کہ ہون انباز مرغ
	مرغ پرے زد مر اورا کور کرد	نک فرو بردش بقعر مرگ و درد
ترجمہ	مُرغ نے پر سے کیا کاتب کو کور	اور اُسکو لگیا تا قعر گور

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تیری مثال اُس کاتب وحی کی سی ہے جسنے مرغ حق کی آواز

یعنے کلام رسول علیہ السلام سنکر یہ گمان کیا تہا کہ مین بہی شریک اسرار مرغ الٰہی ہون۔ اور اسکے ساتہ حکمت وحی کے ہوا مین اوڑتا ہون لیکن اس بدگمانی کی سزا دینے کے لیئے مرغ الٰہی یعنے حضرت رسالت پناہی نے غضب کا تیر مار کر اسکی آنکہین پہوڑ دین یعنے اُسسے نظر باطن اور نور ایمان سے اندہا کر دیا اور بارگاہ قبولیت الٰہی سے ہنکا دیا۔ اور اسکو دیکہہ کہ اُس بے ادب اور بدگمان کو باطنی مرگ درد کے گڑہے مین اُتار دیا۔ اسیطرح تو اپنے قیاس مین درباب فہم اسرار الٰہی اپنے آپ کو اولیاء اللہ کا شریک سمجہکر اُنپر معترض ہوا کرتا ہے کہین ایسا نہو کہ اُس کاتب وحی کی طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہو جاوے اور رحمت ابدی سے ہمیشہ کے لیئے محروم رہے۔

	ہین بعکسے پا بدگمانی ہم شما	در سفید از مقامات سما
ترجمہ	عکس کے پا بد گمانی کے سبب	گر پڑوگے مرتبہ سے سب کے سب

شرح یہان سے پہر قصۂ ہاروت و ماروت کی طرف رجوع ہوا ہے اور یہ شعر تا آخر بدبر شما دیو لعین کے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت تمپر میری حفاظت اور عصمت کا عکس پڑا ہوا ہے اس عصمت کو ذاتی اور اپنے کو نورانی و روحانی گمان کر کے تم کہین مقامات عالیہ اور ہمارے قرب سے پستی کے گڑہے مین نہ جا پڑنا کیونکہ تم تکبر کروگے تو ہم تمپر سے اپنی عصمت کا عکس اوٹہا لینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ ملکوتیت سے مرتبۂ بشریت مین نہ گر پڑنا اور بشر ہونے کی خواہش نہ کرنا کیونکہ جب تم مرتبۂ بشریت مین چلے جاؤگے تو خواہشین تمہارے ساتہ ہونگے اور ضرور گناہون مین مبتلا ہو جاؤگے۔

	گرچہ ہاروتید و ماروت و فزون	از ہمہ بر بام نحنُ الصّافون
ترجمہ	ہو فرشتون سے مراتب مین فزون	اور ہو مصداق نحن الصافون

شرح لفظ از ہمہ مصرع سابق کے لفظ فزون سے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے فرشتو اگرچہ تم ہاروت و ماروت ہو اور اُن تمام مقرب فرشتون سے جو مرتبۂ نحنُ الصّافون کی بلندی پر ہین مرتبہ مین زیادہ ہو۔ لیکن خود بینی ہمین پسند نہین **فائدہ** نحنُ الصّافون اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَاِنَّا لَنَحنُ الصّافون وَاِنَّا لَنَحنُ المُسَبِّحُون یہ آیت فرشتون کا مقولہ ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم عبادت الٰہی کے لیے صفین باندہے رہتے ہین۔ اور ہم تسبیح کرنیوالے ہین او ساتہہ بلند مرتبے والے ہین اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے فرشتون کے قول کو بطور حکایت بیان کیا ہے۔ اور بام سے بلندی مرتبہ مراد ہے۔

	بر بدیہائے بدان رحمت کنید	بر منی و خویش بینی کم تنید
ترجمہ	چاہیئے بدکارون پر رحمت ضرور	چہوڑ دو یہ خویش بینی و غرور

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت خواہ تم کیسے ہی بلند مرتبہ ہو لیکن گنہگارون پر رحم کرو اُنہین ذلیل نہ جانو

اور اپنے تکبر و خود بینی کے بھروسے پر نہ تنو۔ ورنہ ہم اس تکبر کی سزا دینگے اور متکبرون کو ذلیل کر دینگے بعض نسخون مین برمنی و خویش بین لعنت کنید ہے یعنے تکبر اور متکبر دونون پر لعنت کرنی چاہیئے۔

ہین مبادا غیرت آیدا از کمین — سرنگون افتید در قعر زمین

ترجمہ: حق کو تا غیرت نہ آجائے کہین — جاؤ سر کے بل سوئے قعر زمین

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث ہماری غیرت کو حرکت ہو اور تم اوندہے منہ یا سر کے بل کسی گڑہے مین جا پڑو۔ یعنے عالم علوی سے عالم سفلی اور پستی کی طرف رجوع کر جاؤ کیونکہ غیرت الٰہی متکبرون کی گہات مین ہے اور سرکشونکو اللہ تعالےٰ مہلت دیکہ ہلاک کر دیتا ہے

ہر دو گفتند اے خدا فرمان تراست — بے امان تو امانے خود کجاست

ترجمہ: دونو بولے تو ہے حاکم اے خدا — تو نہ دے تو پھر امان کا کیا پتا

شرح یعنے ہاروت و ماروت دونون نے یہ جواب دیا کہ الٰہا تو حاکم ہے اور ہم محکوم تیرا ہی حکم بحال رہیگا۔ اور جب تک تو امان نہ دیگا کسیطرح گناہون سے امان نہین ملسکتی۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی ذاتی قوت کے باعث گناہ سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ بلکہ گناہون سے بچانے اور نیکیونکی قوت دینے والا فقط اللہ تعالےٰ ہے۔

این ہمی گفتند و دلشان می طپید — بد کجا آید ز ما نعم العبید

ترجمہ: کہہ رہے تھے اور دل تھا بیقرار — ہم بدی کر سکتے ہین کب اختیار

شرح یعنے ہاروت و ماروت ظاہر مین تو یہ کہتے تھے کہ الٰہا ہم تیرے محکوم ہین تو وہی کر جو ہمارے لیئے بہتر ہو۔ لیکن انکا دل مرتبۂ بشریت حاصل کرنے کے لیئے بیقرار تہا اور وہ اپنے دلمین یہ کہتے تھے کہ ہم جیسے نیک بندون سے بدی کیونکر ظہور مین آئیگی۔ بلکہ ہرگز نہ آئیگی اور ہم عالم بشریت مین جا کر بھی نیک ہی رہینگے

نکتہ اس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت بشر نہ تھے بلکہ فرشتے ہی تھے اور یہی قول زیادہ مستند ہے چنانچہ قرأۃ مَلَکَین بفتح اللام جمہوری ہے اور بکسر اللام شاذہ ہے۔

خار خارے دو فرشتہ ہم نہشت — تا کہ تخم خویش بینی را نکشت

ترجمہ: تہہ گیا دونون کے دل مین خار کبر — تخم خود بینی ہوا انبار کبر

شرح خار خار بمعنے اضطراب قلب و وسوسۂ اول ترکیب مین نہشت کا فاعل ہے اور ہشتن بمعنے ترک کرنا چہوڑ دینا ہے۔ اور لفظ دو فرشتہ نہشت کا مفعول ہے بحذف علامت۔ یعنے اس اضطراب قلب نے جو ہاروت و ماروت کو مرتبۂ بشریت حاصل کرنے یا اس وسوسۂ باطن نے جو انہین اپنے عالم بشریت مین آکر پرہیزگار رہنے کی بابت تہا ان دو فرشتون کو بہی نہ چہوڑا یہانتک کہ انہون نے اپنے نفس کی زمین مین تکبر کا بیج نہ بو لیا

بلکہ وہ اپنے وسوسہ باطن کے سبب متکبر ہو ہی گئے مگر اس سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ لفظ خار بمعنے بسیار تخم سے متعلق ہو اور دل طپان کو جو گزشتہ شعر مین مذکور ہے بہشت کا فاعل قرار دیا جائے یعنے دل بیقرار نے فرشتون کو بہی نہ چہوڑا یہانتک کہ انہون نے بہت سے خودبینی کے بیج بوئے۔

	پس ہمی گفتند کاے ارکانیان	بیخبر از پاکیے روحانیان
ترجمہ	اور کہتے تہے کہ اے جمع بشر	پاکی روحانیان سے بیخبر

شرح ارکانیون سے بنی آدم مراد ہین جو چار ارکان یعنے اربعہ عناصر سے مرکب ہین یعنے ہاروت و ماروت ازراہ تکبر یہ کہتے تہے کہ اے اولاد آدم تم روحانیون (فرشتون) کی پاکیزگی سے بیخبر ہو فرشتے گناہ نہین کیا کرتے

	ما برین گردون تتقہا می تنیم	بر زمین آئیم و شادروان زنیم
ترجمہ	تانتے ہین خیمہ جب گردون پہ ہم	تو زمین پر بہی رہینگے نیک دم

شرح تتق بضمتین بمعنے سراپردہ اور شادروان بضم دال مہملہ و بالفتح بمعنے شامیانہ و سائبان و خیمۂ کلان ہے یعنے ان دونو فرشتون نے ازراہ خودبینی یہ کہا کہ جب ہم آسمان پر عبادت الٰہی کا خیمہ تانتے ہین تو زمین پر جا کر اس سے بڑا شامیانہ کہڑا کر دینگے یعنے زمین پر آسمان سے زیادہ عبادت کرینگے۔

	ہر دو شان گفتند ما را باک نیست	کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست
ترجمہ	خوف کچہ ہمکو نہین ہے بالیقین	خلقت اپنی پانی مٹی سے نہین

شرح یعنے ان دونون نے یہ کہا کہ ہمین جامۂ بشریت مین آنے اور زمین پر چلے جانے سے کچہ خوف نہین کیونکہ انسانون کی طرح ہماری خلقت پانی اور مٹی سے نہین ہے اسلیئے ہم انسانی خواہشون سے پاک ہین اور اسیطرح پاک رہینگے اور ہمسے کوئی گناہ سرزد نہو گا کیونکہ ہم فرشتے ہین

	عدل ورزیم و عبادت آوریم	باز ہر شب سوئے گردون بر پریم
ترجمہ	عدل و طاعت ہی کرینگے دمبدم	رات کو اُڑ جائینگے گردون پہ ہم

شرح ہاروت و ماروت کا مقولہ ہے کہ ہم زمین پر جا کر عدل یعنے نیکی اور عبادت کیا کرینگے اور رات کو آسمان کی طرف اُڑ جایا کرینگے۔ یعنے ہم دین و دنیا دونو طرح کی خوبیان حاصل کرینگے

	تا شویم اعجوبۂ در دور زمان	تا نہیم اندر زمین امن و امان
ترجمہ	تا کہ ہون ہم نادر دور زمان	اور پہیلے خاک پر امن و امان

شرح یعنے ہم زمین پر جانا اسلیئے پسند کرتے ہین کہ دن کو مرتبۂ بشریت اور شب کو مرتبہ ملکوتیت حاصل کر کے عجوبۂ روزگار بنجائین اور دیکہنے سُننے والے کو اس سے حیران و متعجب ہو جائین کہ یہ دونو شخص جامع مراتب

انسانیت و ملکوتیت ہین اور ہم اسیلئے زمین پر جانا چاہتے ہین کہ وہان امن و امان اور عدل و انصاف پھیلاوین

این قیاس حال گردون بر زمین	راست ناید فرق دارد در کمین
ترجمہ: آسمان پر خاک کو کرنا قیاس	راست آتا ہی نہین لے بداساس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا درست نہین ہے بلکہ آسمان و زمین کے حالات مین باطنی فرق بہت بڑا ہے۔ آسمان تسبیح و تقدیس و عبادت کا مخزن اور زمین لذات و شہوات و معاصی کا منبع ہے چنانچہ ہاروت و ماروت مبتلائے معاصی ہوکر سزایاب ہوئی گئی اس شعر مین قلب عبارت ہے یعنے مولانا کا مطلب تو یہ تہا کہ زمین کے حال کو آسمان پر قیاس نہ کرنا چاہیئے لیکن زبان قلم سے نکلگیا کہ آسمان کو زمین پر قیاس کرنا غلط ہے۔ غرضیکہ آسمان و زمین کے حالات کو باہم قیاس کرنے مین مین دا سما کا فرق ہے

در بیان آنکہ حال خود و مستی خود پنہان باید داشت از جاہلان
ترجمہ: اس بات کا بیان کہ اپنا اور اپنی مستی و ذوق و شوق کا حال جاہلون سے چھپانا چاہیئے

شرح اس بیان کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے مولانا قدس سرہ اُن لوگون کو تنبیہ کرچکے ہین جو اولیاء اللہ پر اعتراض کیا کرتے ہین اور انکو بدگمانی سے برا بہلا کہا کرتے ہین اور اب یہ فرماتے ہین کہ اولیاءاللہ اور عارفون کو اپنی مستی اور ذوق و شوق کی حالت مخفی رکھنی چاہیئے تاکہ جاہل معترض کو اعتراض کا موقع ہی نہ ملے

بشنو الفاظ حکیم پردۂ	سرہمان جا نہ کہ بادہ خوردۂ
ترجمہ: سمجھے سن لے تو یہ الفاظ حکیم	میکدہ مین بھید کو رکھہ لے فہیم

شرح لفظ پردۂ مین یائے نسبتی ہے جو ہائے ہوز کی صورت مین لکھی گئی ہے اور خوردۂ مین یائے خطاب ہے پردہ کے یعنے صاحب پردہ و اسرار ہے اور حکیم سے مراد حکیم سنائی ہین یعنے اے مخاطب ایک حکیم صاحب اسرار یعنے حکیم سنائی کے الفاظ سن لے وہ یہ کہگئے ہین کہ اپنا بھید وہین تک رکھہ جہان تونے شراب پی ہے حکیم سنائی کا پورا شعر یہ ہے ؎ بر مدار از مقام مستی پے ۞ سرہمانجا نہ کہ خوردی مے ۞ مولانا نے دوسرے مصرع کا اقتباس کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنا قدم مقام مستی سے آگے نہ بڑہا اور اپنا راز وہین تک رکھ جہان تونے شراب پی ہے یعنے ایسی جگہ بجا کہ جہان اہل ظاہر اور جاہلون پر تیرا راز کھل جائے بلکہ مرشد کامل کے اُسی میخانہ صحبت مین رہ جہان تونے شراب محبت الٰہی نوش کی ہے غرضیکہ مرشد کے دروازہ سے باہر نہ نکل اور اجنبیون جاہلون سے میل جول نہ رکھہ۔ ورنہ وہ تجھے پاگل بنالینگے۔

چونکہ از میخانہ مستی ضال شد	تسخر و بازیچۂ اطفال شد
ترجمہ: اس سے باہر گر کوئی بدحال ہے	مسخرہ بازیچۂ اطفال ہے

شرح یعنے جب کوئی شخص شراب پیکر میخانہ سے نکلتا ہے اور نشہ مین رستہ بہولجاتا ہے تو لڑکے اُسے ہنسی مین اُڑادیتے ہین اُسکے ساتہ مسخراپن کرنے لگتے ہین اسیطرح جو طالب میخانۂ صحبتِ مشایخ سے (ضال دست بیخود) ہوکر نکلتا ہے جاہل لوگ اُسے ہنسی مین اُڑادیتے ہین۔ دیوانہ سمجہنے لگتے ہین جا بیجا اعتراض کربیٹھتے ہین اسلیئے اولیاء اللہ پر اپنی حالت کا چہپانا فرض ہے۔

مے فتد او سو بسو در ہر رہی	در گل و میخندش ہر ابلہی
ترجمہ راہ مین گرتا ہے وہ چارون طرف	بے خرد ہنستے ہین اُسپر صف بصف

شرح یعنے جسطرح نشۂ باز رستہ مین جگہہ جگہہ لڑکہڑا کر گارے کیچڑ مین گرپڑتا ہے اور بیوقوف اُسپر ہنستے ہین اسیطرح مست محبت الٰہی اگر اپنے ذوق و مستی کو ظاہر کریگا اور حالتِ بیخودی مین مرشد کامل کے میخانۂ صحبت سے باہر نکلجائے گا تو لوگ اُسپر قہقہے اُڑائینگے۔ اور ناواقف اُسے پاگل بنادینگے۔

او چنین و کودکان اندر پیش	بے خبر از مستی و ذوق ویش
ترجمہ اور پیچہے پیچہے لڑکے بیشتر	اوسکی مستی سے ہین بالکل بے خبر

شرح یعنے نشہ باز کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ اپنے نشہ کی دُہن سے کچہ نہین سوجہتا اور لڑکون کا یہ حال ہوتا ہے کہ اُسکے پیچہے پیچہے تالیان بجاتے اور قہقہے اُڑاتے چلے جاتے ہین حالانکہ لڑکون کو اُسکی مستی کی کیفیت اور شراب کے لطف کی خبر نہین ہوتی۔ یہی حال مست محبت الٰہی کا ہے کہ جب وہ خلقت سے میل جول پیدا کرلیتا ہے اور حالت سُکر مین کچہ کلام کرتا ہے تو بیوقوف لوگ (جو بمنزلہ اطفال ہین) اُسے دیوانہ سمجہتے ہین اور اسکا مذاق اُڑاتے ہین اسلیئے اہل اللہ کو مخلوق سے الگ رہنا اور سبسے اپنا حال چہپانا چاہیئے

خلق اطفالند جز مست خدا	نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
ترجمہ ہے یہ خلقت طفل اور مست خدا	ہے وہی جو خواہشون سے ہو جدا

شرح یعنے بجز اُس شخص کے جو مست محبتِ الٰہی ہے تمام مخلوق دنیا بچون کے مانند ہے اور عاقل و بالغ وہ ہے جو بڑی خواہشون سے نجات پائے ہوے ہے مطلب یہ کہ جسطرح بچون کو باریک باتون کی خبر نہین ہوتے ہین اسیطرح مخلوق کو مست شراب محبت الٰہی کی حالت سے آگاہی نہین ہے۔ بلکہ لوگ انپر خندہ زنی کرتے ہین

گفت دنیا لعب و لہوست و شما	کودکید و راست فرماید خدا
ترجمہ قول حق سے راست بالکل میری جان	یعنے دنیا کہیل بازی ہے جہان

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَہْوٌ الی آخر الآیۃ یعنے دنیوی زندگانی صرف لہو و لعب ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو دنیا کو کہیل کود کی جگہہ اور مخلوق کو اطفال فرمایا ہے

یہ بالکل صحیح ہے اور اسکے دو سبب ہیں اول یہ کہ لہو و لعب کی طرح دنیا بھی جلد گزر جانے اور فنا ہونے والی چیز ہے دوم یہ کہ جسطرح بچے لہو و لعب کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں مخلوق بھی اسکی طرف زیادہ رغبت ہے۔ بالغ اور خدا رسیدہ وہ ہے جو دام دنیا سے رہا ہوگیا ہے۔

	از لعب بیرون نہ رفتے کودکی	بے زکات روح کے باشی زکی
ترجمہ	جا گزین ہے تجھمیں خوئے کودکی	بے زکات جان کب ہو گا زکی

شرح یعنے ایمخاطب چونکہ تو لہو و لعب کے احاطہ سے باہر نہیں نکلا اسلئے گو عمر میں بوڑہا بڑا ہو کرے مگر بچہ ہی کے مانند ہے اور جب تک اپنی روح کی زکات نہ دیگا ہر گز پاک نہو گا سخنۃ زکات مالی یہ ہے کہ آدمی اپنے مال میں سے بقدر فرض خدا کی راہ میں دے اور زکات روح یہ ہے کہ لذات نفسانیہ اور اوصاف رذیلہ کو ترک کرکے اوصاف حمیدہ اختیار کرے۔ ان اشعار میں مولانا قدس سرہ نے آیت قرآنی سے تمام مخلوق کا طفل نابالغ ہونا ثابت کر دیا ہے اور جبکہ مخلوق طفل نابالغ ہے تو اس سے اپنی حالت مستی کو چھپانا چاہیئے ورنہ لوگ تمسخر کرنے لگیں گے اور اولیاء اللہ کو دیوانہ سمجھیں گے چنانچہ اکثر امتوں نے اپنے رسولونکو دیوانہ کہا ہے۔

	چون جماع طفل دان این شہوتی	کہ ہمی رانند اینجا اے فتی
ترجمہ	خواہش دنیا ہے لڑکون کا جماع	سر بسر بیکار ہے ایسا جماع

شرح یعنے اے پیارے نوجوان مخاطب یہ خواہش مخلوق جماع طفل کے مانند ہے اور یہ شہوت رانی لڑکونکا کھیل ہے مطلب یہ کہ خواہش جماع جو عام مخلوق میں ہے مانند جماع طفل ہے اسکو لوگ فقط لہو و لعب کی نیت سے عمل میں لاتے ہیں البتہ خواص کا مقصود جماع سے مخلوق کی کثرت اور امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑہوتری ہے اور عوام کا قصد فقط لہو و لعب ہے اسکی مثال ایسی ہے جسطرح چھوٹی چھوٹی بچے اپنے ماں باپ کو دیکھکر جماع کرنے لگیں تو یہ جماع فقط صورت میں جماع ہوگا۔ فی الحقیقت جماع نہیں ہے بلکہ انکے نزدیک ایک کھیل ہے۔ اسیطرح عوام کا جماع گویا خواص کے مقابلہ میں بیفائدہ اور اس قسم کے تقلید ہے جسکا کچھ نتیجہ نہیں۔ یا شہوت سے مراد مطلق خواہشات دنیوی ہیں۔ اسصورت میں یہ مطلب ہے کہ خواہشات دنیوی مانند جماع طفل بے نتیجہ اور عبث ہیں اور رفتے اما لا فتا ہے بمعنے نوجوان۔

	این جماع طفل چہ بود۔ بازیے	با جماع رستمے و غازیے
ترجمہ	ہے جماع طفل اک بیہودہ بات	سامنے شہ زور کے اے خوش صفات

شرح یعنے یہ بچے کا جماع کرنا کیا شے ہے کچھ بھی نہیں صرف ایک کھیل ہے۔ اور ایک رستم یا غازی (بڑے پہلوان یا بہادر) آدمی کے مقابلہ میں تو بالکل ہی کھیل اور لغو فعل ہے۔ معنوی طور پر رستم اور

غازی سے اولیاء اللہ مراد ہین جنکا جماع با نتیجہ ہوتا ہے اور جس سے اولاد صالح کے اُمید ہوتی ہے بایہ معنے ہین
کہ اگر اولیا لذائذ دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس سے قوت عبادت اور اطمینان قلب مقصود ہوتا ہے بخلاف عوام
جنکا مقصود صرف لہو ولعب ہے چنانچہ جماع سے عوام کا مقصود حظ نفس ہوتا ہے اور خواص کا فرزند نیک

جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان ۔ جملہ بیمعنی و بے مغز و مہان

ترجمہ: جنگ خلقت کی ہے جنگ کودکان ۔ سب کے سب بیمغز ہین یہ بیمزہ جان

شرح یعنے مخلوق کی باہمی جنگ دنیا کے لیے ہوتی ہے اور چونکہ دنیا خود لہو ولعب اور مخلوق بچون کے مانند ہے اسلیئے مخلوق کی باہم لڑائی گویا بچون کی لڑائی ہے جو بالکل بے معنے اور عبث اور نہایت ذلیل ہے البتہ نفس پر جہاد کرنے والون کی لڑائی خدا کے لیئے ہوا کرتی ہین وہ اس بیکار جنگ سے مستثنے ہین۔ مہان عربی لفظ ہے بمعنے حقیر و ذلیل اور مطلب یہ ہے کہ اشخص دنیوی اغراض کے لیئے لڑنا اچھا نہین ہے۔

جملہ با شمشیر چوبین جنگ شان ۔ جملہ در لا ینبغی آہنگ شان

ترجمہ: کاٹھہ کی تلوار سے ہے انکی جنگ ۔ ناسزا ہین انکے سارے رنگ ڈھنگ

شرح یعنے تمام مخلوق کی باہمی جنگ بچون کی طرح کاٹھہ کی تلوار سے ہوتی ہے اور سب کا قصد بیکار اور ناسزاوار باتون کی طرف متوجہ ہے یعنے مخلوق بچون کی طرح بیکار کامون مین مصروف اور کھیل مین مشغول ہے

جملہ شان گشتہ سوارہ بر نئے ۔ کاین براق ماست یا دلدل پئے

ترجمہ: سب کے سب ہر نے پہ گویا ہین سوار ۔ جانتے ہین اُسکو دلدل نابکار

شرح یعنے تمام مخلوق کی ایسی مثال جیسے بچے کہ لکڑی کو گھوڑا بنا کر اُسپر سوار ہو جاتے ہین اور اُسے براق یا دلدل سمجھتے ہین۔ اسیطرح مخلوق اپنے کھیل کود او دنیوی مشغلون کو اچھا جانتی ہے مگر فی الواقع اُسکی تمام باتین لغو اور محض بیکار ہین۔ براق رسول علیہ السلام کی وہ سواری ہے جسپر آپ شب معراج مین سوار ہوئے تھے اور دلدل آپکے خچر کا نام ہے اور بعض نے حضرت علیؓ کے گھوڑے کا نام دلدل کہا ہے۔

حاملند و خود ز جہل افراشتہ ۔ راکب و محمول رہ پنداشتہ

ترجمہ: سبکے سب حامل ہین لیکن مہ بیجان ۔ راکب و محمول کرتے ہین گمان

شرح یہ شعر مطبوعہ نسخون مین گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار کے بعد ہے جو عنقریب آنیوالا ہے مگر قلمی نسخہ مین یہان تہا جہان ہمنے درج کیا ہے اور باعتبار ربط ابیات اسکا یہین ہونا مناسب ہے مطلب یہ کہ تمام مخلوق حامل یعنے بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے اور اپنی نادانی کے باعث اپنے آپ کو بلند مرتبہ یعنے محمول اور سوار براق یا دلدل جانتی ہے اور راکب راہ حقیقت گمان کرتی ہے مگر فی الواقع محمول نہین بلکہ حامل ہے چنانچہ

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم یحملون اوزارہم علےٰ ظہورہم یعنے لوگ اپنے گناہ کے بوجھ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے ہین غرضیکہ مخلوق لڑکون کی مانند ہے جو لکڑی کو گھوڑا خیال کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ گھوڑا ہمین اُٹھائے اُٹھائے پہر رہا ہے حالانکہ وہ خود گھوڑے کو اُٹھائے پہرا کرتے ہین اسیطرح مخلوق اپنے نزدیک اپنے اعمال کو اچھا سمجھتی ہے مگر فی الواقع انکی سب باتین بیکار اور محض لغو ہین لفظ خود فعل افراشتہ کا مفعول ہے۔ اور لفظ را۔ علامت مفعول محذوف ہے یعنے مخلوق بوجھ لیے ہے اور اپنے آپ کو سوار جانتی ہے۔

	باش تا روزے کہ محمولان حق	اسپ تازان بگزرند از طبق
ترجمہ	صبر کر چندے کہ محمولان حق	طے کرین اک دم کے دم مین نو طبق

شرح یعنے مخلوق جو اپنے آپ کو بُراق یا دُلدل سوار سمجھتی ہے یہ بالکل غلط گمان اور جہوٹا دعوے ہے ایجاب جہوٹے دعوے کی حالت معلوم کرنے کے لیئے چندروز صبر کر۔ ایکدن محمولان حق اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر نہ فلک سے گزر جائینگے۔ اُسدن معلوم ہو جائے گا کہ یہ مدعی براق پر سوار تہے یا دُلدل پر روز سے قیامت کا دن محمولان حق سے جنتی اور اسپ سے اُنکے اعمال حسنہ مراد ہین جو سواریون کی صورت مین متشکل ہوکر اُنکو پلصراط سے گزار دینگے۔ چنانچہ حدیث مین ہے سمّنوا ضحایاکم فانہا فی الآخرۃ مطایاکم یعنے اے لوگو فربہ قربانیان کیا کرو کیونکہ وہ آخرت مین تمہاری سواریان ہو جائینگی نیز ممکن ہے کہ محمولان حق سے عارفان کامل مراد ہین اور اُنکے اعمال بمنزلہ مرکب ہین جنپر روح سوار ہوکر آسمانون اور لوح و قلم تک عروج کر جاتی ہے اسکا نام معراج عارفین ہے خلاصہ یہ کہ اس شعر مین یا تو عالم صلحاء کی طرف اشارہ ہے جو محشر مین محمول و بلند مرتبہ ہونگے یا عارفان خاص مراد ہین جنکو دنیا ہی مین عروج ہو جاتا ہے اِس معراج عارفین کی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	تعرج الروح الیہ والملک	من عروج الروح یہتز الفلک
ترجمہ	اُسکی جانب جاتی ہے روح و ملک	روح وہ ہے جس سے ہلتا ہے فلک

شرح ملک کا عطف روح پر عطف تفسیری ہے یعنے اولیاء اللہ کی روح جو روح ملکی ہے اللہ تعالےٰ کی طرف عروج پاتی ہے اور چونکہ اُنکی روح نہایت مکرم و پرسطوت و جلیل القدر اور ہیبت الٰہی کو اپنے ساتھ لیئے ہوئے ہوتی ہے اسیلیئے اُسکے عروج سے فلک ہلجاتا ہے عرش کانپ اُٹھتا ہے اگر روح کا عروج دنیا ہی مین مان لیا جائے تو اس سے اولیاء اللہ کی روح مراد ہے اور اگر یہ کیفیت بعد موت ہوتی ہے تو عام مومنین و صالحین کی روح مقصود ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم سے آخر الآیۃ۔

	ہمچو طفلان جملہ تان دامن سوار	گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
ترجمہ	بچے ہو تم اپنے دامن پہ سوار	اور ہے دامن کا گوشہ اسپ وار

شرح یعنے اے غافلو تم سب لڑکون کی مانند ہو جو اپنے دامن کا گوشہ پکڑکے اُسپر سوار ہو جاتے ہین اور دامن کو گھوڑا سمجھ لیتے ہین حالانکہ بچون کا یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ اسیطرح تم اپنے گمان مین اپنے افعال کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سراسر بُرے ہین جیطرح دامن فی الواقع گھوڑا نہین ہوتا اسیطرح بداعمال نیک نہین ہوتے۔

از حق اِنّ الظّنّ لا یُغنی رسید	مرکبِ ظن بر فلکہا کے دوید
ترجمہ سامنے حق کے گمان کیا آوے گا	مرکبِ ظن کب فلک پر جاوے گا

شرح یعنے اے لوگو تم اپنے گمان کو بمنزلہ یقین سمجھکر اپنے افعال کو اچھا جانتے ہو حالانکہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرمارہا ہے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے گمان حق ویقین سے بے نیاز نہین کرسکتا بلکہ حق کی حاجت ضرور ہوتی ہے اور گمان اکثر بیکار ہوجاتا ہے اسلیئے تمہارا ظنی مرکب (گمان کا گھوڑا) فلک پر نہین دوڑ سکتا یعنے تمہین مرتبہ معراج عارفین تک نہین پہنچا سکتا اسلیئے اعمال صالحہ کا حقیقی مرکب خریدنا چاہیئے۔

اَغلبُ الظّنّین فی ترجیح ذا	لاتُماری الشّمس فی توضیحہا
ترجمہ اغلب الظنین کو ترجیح ہے +	کب مقابل مہر حق کے ہے یہ شے

شرح ممارات لغت مین بمعنے مجادلہ وشک وبرابری ہے اور ذا کا فعل با فاعل محذوف ہے یعنے خذا ہذا بمعنے بگیر وحاصل کن این را مطلب یہ کہ حق ترجیح مین اغلب الظنین (دو گمانون مین سے غالب تر گمان) کو پکڑلے اور اُسپر عمل کر لیکن اس اغلب الظنین کو درباب توضیح شمس یقین کے مقابل نکر کیونکہ غلبۂ ظن یقین کے آگے کچھ کام نہین دیتا۔ تیر دامن پر سوار ہوکر اسکو گھوڑا سمجھنا اور راہ لینا، کا اعمال حسنہ کی براق پر سوار ہوکر آسمانون سے گزرجانا یقینی ہے یہ اُسکے برابر نہین ہوسکتا۔ بعض نسخون مین لایماری بصیغہ غائب ہے۔ اسوقت دوسرا مصرع اغلب الظنین کے خبر ہے۔ یعنے اغلب الظنین یہی اغلب الظنین آفتاب یقین کا مقابلہ نہین کرسکتا۔

آفتابِ حق چو گردد مستوی	در قیامت بر رشید و بر غوی
ترجمہ روزِ محشر آفتابِ حق کا نور	ہر کسیکو خود دکھاوے گا ظہور
آنگہے بینید مرکبہائے خویش	مرکبے سازیدہ ایداز پائے خویش
ترجمہ مرکب اپنے آپ دیکھوگے تمام	ہیں تمہارے پاؤن کے گھوڑے تمام

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ حق باطل کا مقابل ہے یعنے اے غافلو قیامت کے دن جبکہ آفتاب حق وراستی ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ پر غالب آجائیگا یعنے حق آفتاب کی طرح سب پر روشن ہوجاوے گا اسوقت تم اپنے گھوڑون کو دیکھہ لوگے اور یہ معلوم ہوجائیگا کہ تمنے اپنے پانو کو گھوڑا گمان کرلیا تہا حالانکہ یہ گمان بالکل غلط تہا۔ کیونکہ قیامت کے دن گمان وشک کچھ کام نہ دیسکینگے اور ہر شخص کو اپنی واقعی حقیقت نظر آجائیگی۔

	وہم و حس و فکر و ادراکات ما		ہمچو نے دان مرکب کودک ہلا
ترجمہ	وہم و حس و فکر کی ہے یہ مثال		نے کو لڑکا کا اسپ کرتا ہے خیال

شرح یعنے ایمخاطب خبردار ہم جیسے غافلون کی حس و فکر اور معلومات اُس لکڑی کی مانند ہین جسکو لڑکے نے اپنا گھوڑا خیال کر رکھا ہے مطلب یہ کہ ہم گمان کو بمرتبہ یقین سمجھتے ہین حالانکہ یہ ہماری سخت غلطی ہے ہلا عربی مین حرف تنبیہ ہے بمعنے خبردار غرضیکہ وہم و فکر و حواس سے یقینی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

	علمہائے اہل دل حمال شان		علمہائے اہل تن احمال شان
ترجمہ	اہل دل کا علم اک رہوار ہے		اہل تن کا علم اُنپر بار ہے

شرح یعنے اہل دل اور اولیاء اللہ کا علم چونکہ الہام ربانی اور فیض رحمانی ہے اسلیئے اُنکی سواری بنا ہوا ہے اُنہین اُٹھائے اُٹھائے پھرتا ہے حتے کہ عالم ملکوت تک لے اُڑتا ہے اور اہل ظاہر کا علم چونکہ رسمی اور دنیوی ہے اسلیئے بوجھ کی طرح اُنپر لدا ہوا ہے یہی باعث ہے کہ وہ بوجھل ہوکر عالم معنی کی طرف عروج نہین کرسکتے حمال بمعنے اُٹھانیوالا ہے اور احمال جمع حمل ہے بمعنے بارگران۔

	علم چون بر دل زند یارے شود		علم چون بر تن زند بارے شود
ترجمہ	اہل دل کا علم اونکا یار ہے		اہل تن کا علم اونکا بار ہے

شرح یعنے جو علم دلپر اثر کرتا ہے اور عالم اُسپر عمل کرنے لگتا ہے وہ علم یار و مددگار بنجاتا ہے۔ یہانتک کہ نجات دلوا دیتا ہے چنانچہ عیسائی بادشاہ نجاشی اور اُسکے ارکان دولت رسول مقبول یا حضرت جعفر طیار سے علم سیکھکر یعنے قرآن مجید کی آیتین سُنکر ایمان لے آئے تھے آیت واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الی آخرہا اُنہین کی شان مین ہے۔ یعنے جب اُنہون نے وہ آیتین سُنین جو رسول پر اُتری ہین تو اُنکی آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ اور جو علم بدن پر اثر کرتا ہے یعنے فقط زبان سے پڑھا جاتا ہے اور محض آسائیش جسم اور حصول جاہ یا نوکری چاکری کے لیئے پڑھا جاتا ہے اور جس علم پر عمل نہین کیا جاتا ایسا علم بوجھ یعنے سراسر بارگناہ ہے چنانچہ اللہ تعالے نے ایسے علم کو گدہے کا بوجھ فرمایا ہے۔

	گفت ایزد یحمل اسفارہٗ		بار باشد علم کان نبود زہو
ترجمہ	یحمل اسفارہ ہے قول آلہ		اہل تن کا علم ہے بار گناہ

شرح ہو سے مراد ذات حق ہے یعنے ایسا علم جو خدا کی طرف سے نہین ہے وہ بار گناہ ہے اسیلئے اللہ تعالے نے یہود کے حق مین یہ فرمایا ہے کہ مثل الذین حملوا التوراۃ الی آخر الآیہ۔ یعنے اُن لوگون کی مثال جنہین توریت پر عمل کرنے کی تکلیف دیگئی مگر اُنہون نے عمل نہ کیا اُس گدہے کی سی ہے جو کتابین اُٹھائے ہوئے ہے

مگر اُنکے معانی و مطالب سے واقف نہین ہے۔ یہی حال اُن لوگون کا ہے جو آسایش جسم اور حصول جاہ کے لیے علم پڑہتے ہین۔ انکا حال اس مصرع کا مصداق ہے ع لاکہہ طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

	علم کان نبود ز ہو بے واسطہ	آن نپاید ہمچو رنگ ماشطہ
ترجمہ	علم باطن گر نہو بے واسطہ	کب رہیگا شکل رنگ ماشطہ

شرح ماشطہ اُس عورت کو کہتے ہین جو دُلہن کی کنگہی پٹی کیا کرتی ہے اور رنگ ماشطہ اُبٹنے کا وہ عارضی رنگ ہے جو اس ماشطہ عورت کے دہونے مانجہنے اور اُبٹنا وغیرہ ملنے سے دُلہن کے چہرہ پر آجاتا ہے اور چند روز مین اُڑجاتا ہے اور بیواسطہ بمعنے بلاکشف و الہام ہے مطلب یہ کہ جو علم خدا کی طرف سے نہو بلکہ دنیوی ہو اور جو علم کہ بلاکشف و الہام نہو یعنے لدُنّی نہو وہ پائدار نہین ہوتا اور اسطرح اُڑجاتا ہے جسطرح دولہن کے چہرہ کا رنگ جو ماشطہ کی محنت سے چڑہ گیا تہا۔ رنگ ماشطہ کی اضافت سببی ہے حاصل یہ کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہین کرتا وہ بار گناہ اُٹہائے ہوے ہے اور جو عمل تو کرتا ہے۔ لیکن اُسکا علم ذاتی اور لدنی و نہین ہے بلکہ کسبی یا تحصیلی ہے تو یہ علم ناپائدار ہے جو صرف اسکی زندگی تک رہیگا بعدہ اُسکا فیضان باطنی سالکان طریقت تک نہ پہنچیگا۔ بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو علم بلا وسیلۂ غیر یعنے الہامی ہوگا وہ ضرور پائدار ہوگا

	لیک چون این بار را نیکو کشی	بار برگیرند و بخشندت خوشی
ترجمہ	جب خوشی سے تو اُٹہائیگا یہ بار	تو خوشی بخشیگا تجہکو کردگار

شرح یعنے گو علم ظاہری جس سے دنیا کا مقصود ہو بار گناہ ہے مگر اس بار عظیم کو اگر تو اچہی طرح کہینچیگا یعنے حسب مقتضائے علم عمل کرنے لگیگا تو یہ بار گران تیرے کندہے سے اُٹہا لیا جائیگا اور انجام کار تجہے خوشی حاصل ہوگی یعنے نجات ملجائیگی۔ کیونکہ ظاہری علم حدیث و قرآن پر عمل کرنے والے بہی ناجی ہین۔

	ہین مکش بہر ہوا این بار علم	تا ببینی در درون انبار علم
ترجمہ	مت اُٹہا بہر طمع یہ بار علم	تا ملے دلمین تجہے انبار علم

شرح یعنے حصول خواہشات دنیوی اور حرص و ہوا کے لیئے علم کا بوجہہ نہ کہینچ بلکہ عمل کرنے اور خدا سے ڈرنے کی نیت سے علم حاصل کرتا کہ تیرا دل مخزن انبار علم الہامی بنجائے۔

	تا کہ بر رہوار علم آئی سوار	بعد از آن اُفتد ترا از دوش بار
ترجمہ	راہوار علم پر تا ہو سوار	اور کندہے سے ترے گرجائے بار

شرح یعنے جب تو علم پر عمل کرکے باعث مخزن علوم الہامی بنجائے گا تو تیرا علم سواری بنکر تجہے عالم ملکوت کی طرف لے اُڑیگا اور تیرے کندہے کا بوجہہ گر پڑیگا یعنے اسوقت علم باعث گناہ نہ رہے گا۔

	از ہوا تا کے رہی بے جام ہو	اے زہو قانع شدہ با نام ہو
ترجمہ	حرص سے تو کب چھٹا بے جام حق	خو سے کیون قانع ہے لیکر نام حق

شرح یعنے اے طالب جب تک تو محبت ذات الٰہی کا جام نہ پیئے گا دنیوی خواہشون سے ہرگز نجات نہین پاسکتا مگر تو تو فقط ہو کے نام پر قانع ہے اور ذاتِ ہو سے تعلق ہی نہین رکھتا۔ حالانکہ محض اسم ہو پر قناعت کرنا مناسب نہین بلکہ اسم کو معلوم کر کے مسمے کے مشاہدہ کی کوشش کرنی چاہیئے یعنے بلا محبت ذات الٰہی فقط زبان سے اللہ اللہ کہنا زیادہ مفید نہین ہے بلکہ مفید یہ ہے کہ زبانی اللہ اللہ کے ساتھ دلمین بھی عشق الٰہی جاگزین ہو جاے

	از صفت وز نام چہ زاید خیال	وان خیالش ہست دلّال وصال
ترجمہ	نام سے گو دلمین آتا ہے خیال	اور وہ ہے بے شبہ دلّال وصال

شرح یعنے کسی شخص کی صفت بیان کرنے یا اُسکا نام لینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ نکلتا ہے کہ دل مین اُسکا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خیال اُسکے وصال یعنے ملاقات کا رہبر بنجاتا ہے اسیطرح اللہ تعالے کے اسماو صفات کا ذکر دلّال وصال ہے یعنے اللہ اللہ کرنے سے خیال ذات پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اللہ تعالے کو کریم و رحیم و رزاق وغیرہ جانے گا تو ضرور اُسے ان صفات کے سبب مشاہدہ ذات کا شوق پیدا ہو جاے گا لیکن باینہمہ اگر موصوف با سمے کا خیال ہی خیال ہے اور مرتبۂ وصال نصیب نہو تو یہ خیال بیکار ہے خیالش مین ضمیر شین لفظ ہو یعنے ذاتِ الٰہی کی طرف راجع ہے۔

	دیدۂ دلّال بے مدلول ہیچ	تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ
ترجمہ	ہے مگر دلّال بے مدلول کب	گر نہو جادہ تو پھر ہون غول کب

شرح پہلے مصرع مین استفہام انکار ہے یعنے اے طالب تو نے کبھی دلّال بے مدلول دیکھا ہے کبھی نہین دیکھا یعنے ایسا ہرگز نہین ہوسکتا کہ کہین دلّال رہبر تو موجود ہو اور مدلول یعنے طریقہ مطلوب خاص موجود نہو کیونکہ دال اور مدلول مین تلازم ہے اور اس تلازم کی مثال یہ ہے کہ جب تک راستہ نہو کا غول بیابانی ہرگز نپایا جائیگا۔ کیونکہ غول بیابان ہی مین ہوتا ہے۔ بس تو خیال ذات الٰہی جو وظیفۂ اسماء و صفات سے حاصل ہوتا ہے دلّال وصال ہے اور وصال و مشاہدہ مدلول ہے اگر اللہ اللہ کرنے سے مشاہدہ حاصل نہوا تو یہ دلّال بلا مدلول کسیکام کا نہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ بلا کوشش حصول مشاہدۂ ذات صرف زبان سے اللہ اللہ کہنا باعث قرب نہین ہوسکتا۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ دلّال بے مدلول ہرگز نہین ہوسکتا اسلیئے ضرور خیال ذات دلّال وصال ہوکر مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اگر خیال طریق وصول الی اللہ کا رہبر نہوتا تو غول بیابانی رنفس و شیطان رہزنی نہ کرتے حالانکہ یہ رہزنی کرتے ہین کیونکہ خیال ذات کو دل مین قائم نہین رہنے دیتے اس سے

معلوم ہوا کہ خیال دلال وصال ہے لیکن مدلول خاص کو چھوڑ کر صرف دلال پر قناعت کرنا غیر مناسب ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ	باز کاف و لام گل گل چیدۂ
ترجمہ: نام کب ہے بے حقیقت اے جہول	کاف و لام گل نہیں دیتا ہے پہول

شرح نام بمعنے اسم اور حقیقت بمعنے مسمے ہے۔ یعنے ایمخاطب تو نے کوئی اسم بلا مسمے کہیں دیکھا ہے؟ ہرگز نہیں دیکھا۔ بلکہ ہر اسم کا مسمے ضرور ہوتا ہے مثلاً اسم زید کسی شخص پر اُسیوقت صادق آئیگا۔ جبکہ زید فی الواقع کوئی شخص ہو۔ ورنہ اسم بلا مسمے محض بیکار ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی بیوقوف لفظ گاف ولام گل یعنے اسم گل سے پہول چننا چاہے تو ہرگز نہیں چن سکتا بلکہ حقیقت یعنے گل کے مسمے سے پہول حاصل ہو سکتے ہین مطلب یہ کہ اسماے الٰہی سے مسمے کو ڈہونڈنا چاہئے ورنہ ہزار دانون کی تسبیح لیکر صرف اللہ اللہ بہا بجنے سے قرب ذات حاصل نہین ہو سکتا۔ جیسا کہ لفظ گل سے پہول کی خوشبو حاصل نہین ہو سکتی۔

اسم خواندی رَو مسمّے را بجو	مہ بہ بالا دان نہ اندر آب جو
ترجمہ: اسم سے ڈہونڈو مسمےٰ بالیقین	ہے فلک پر چاند پانی مین نہین

شرح یعنے جب تو خدا کا نام زبان سے لیتا ہے تو مسمے کی بہی تلاش کر۔ فقط نام لینے سے مقصود حاصل نہین ہو سکتا اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کے پانی مین چاند کے عکس کا نام چاند رکہدیا جائے اس نام رکہدینے سے چاند کا عکس واقعی چاند نہین ہو سکتا۔ بلکہ چاند تو آسمان پر ہے آبجو مین نہین ہے کیونکہ اسم شئے عین مسمے نہین ہوا کرتا۔ مثلاً اگر ہم زید کا نام (یعنے ز ی د ملاکر) کسی کاغذ پر لکہین اور اس کاغذ کے وسط مین ایک کیل ٹہوکدین تو ذات زید یعنے مسمے کو ہرگز کسی قسم کی تکلیف نہوگی اس سے ظاہر ہے کہ اسم عین مسمے نہین ہوا کرتا اگر ایسا ہوتا تو وہ کیل جو اسم زید مین گاڑی گئی تہی ذات زید کے جسم مین گڑ جاتی۔ بس تو جبکہ اسم اور مسمے مین جدائی ٹہیری تو محض اسماے الٰہی کے ورد سے مسمے حاصل نہین ہو سکتا اسلئے حصول مسمے کے متعلق کوشش کرنی چاہئے۔

گر ز نام و حرف خواہی بگذری	پاک کن خود را ز خود ہین یکسری
ترجمہ: نام سے گر چاہتا ہے در گزر	خود کو تو اپنی خودی سے پاک کر

شرح یعنے اگر تو ظاہری نام وحرف سے گزر کر واصل ذات ہونا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ کو دور کردے اسصورت مین تو بیشک آئینہ ذات الٰہی اور واصل حق ہو جائیگا۔

ہمچو آہن ز آہنی بے رنگ شو	در ریاضت آئنہ بے زنگ شو
ترجمہ: اور سیاہی چہوڑ دے اے نیکخو	بن ریاضت کے سبب آئینہ تو

شرح یعنے آہن کی طرح اپنی آہنی (کدورت۔ سیاہی) کو چہوڑ کر بے رنگ ہو جا یعنے اپنا رنگ چہوڑ دے

جسطرح لوہا آگ مین پڑکر اپنا رنگ چھوڑدیتا ہے اور آتشی رنگ قبول کرلیتا ہے اسیطرح تو عشق الٰہی کی آگ مین پڑکر باطنی صفائی حاصل کرلے اور ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے صاف و شفاف آئینہ کے مانند بنجا تاکہ تجلی ذات منعکس ہونے لگے اور تیرا باطن آئینہ کی طرح صاف و شفاف اور زنگ سے پاک ہوجائے۔

خویش را صافی کن از اوصاف خود ۔۔۔ تا ببینی ذات پاک و صاف خود

ترجمہ: صاف کر دلکو بُرے اوصاف سے ۔۔۔ دیکھہ جلوہ اپنی طبع صاف سے

شرح یعنے اینجا طب اپنے آپ کو اوصاف رزیلہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلے اسوقت تو اپنے ذات کو پاک وصاف اور مظہر ذات الٰہی و انوار نامتناہی دیکھے گا۔ اور تجھے معلوم ہوجائیگا کہ تیری ذات دراصل پاک وصاف ہے

بینی اندر دل علوم انبیا ۔۔۔ بے کتاب و بے معید و اوستا

ترجمہ: انبیا کے علم تا کھل جائیں سب ۔۔۔ بے کتاب و اوستاد و بے طلب

شرح معید عربی لفظ ہے یعنے معلم جو یاد کرانے کے لیئے باربار لڑکون پر سبق کا اعادہ کیا کرتا ہے مطلب یہ کہ جب تو اپنی ذات کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلیگا تو بلا ذریعۂ کتاب و معلم و اوستاد اپنے دل مین علوم انبیا یعنے الہامی باتون کی روشنی دیکھے گا۔ اور بطور کشف تجھے بہت سی باتیں بلا تعلیم و تعلم حاصل ہوجائینگی۔

گفت پیغمبر کہ ہست از اُمتم ۔۔۔ کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم

ترجمہ: قول پیغمبر ہے اُمت میں میری ۔۔۔ میرے ہم گوہر ہیں میرے اُمتی *

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین بعض لوگ میرے ہم گوہر (یعنے اُمّی ہونے مین میرے ہم اصل) اور میرے شریک ہمت یعنے ریاضت اور مجاہدہ مین میرے ہم ارادہ ہونگے حضرت ابوذر سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اپنے اُن بھائیون کا مشتاق ہون جو میرے بعد آئینگے اور اُنکی شان انبیا کی شان سے ملتی جلتی ہوگی۔ اور وہ شہیدونکا مرتبہ رکھتے ہونگے اللہ تعالے ہر روز ستر مرتبہ اُنکو نظر رحمت سے دیکھیگا۔ اے ابوذر مین اُنکا مشتاق ہون۔ چنانچہ حضرت جلیبیا عجمی رض محض اُمّی اور زمانہ رسالت کے بعد پیدا ہوی مگر مجاہدہ و ریاضت اور عنایت الٰہی کے باعث قدوۃ الواصلین ہوگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مجاہدہ بلا وسیلۂ تعلیم و تعلم طالب کو صاحب کشف بنا دیتا ہے۔

مہر ازان نور ببید جان شان ۔۔۔ کہ من ایشان را ہمے بینم عیان

ترجمہ: دیکھتے ہیں نور باطن سے مجھے ۔۔۔ دیکھتا ہون اُنکو میں جس نور سے

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہین کہ میرے اُن نیک اُمتیون کی روحین جو میرے بعد آئینگی مجکو اُس نور سے دیکھہ رہی ہین جس نور سے مین اُنہین اسوقت دیکھہ رہا ہون مطلب یہ کہ میری اُمت کے بعض

لوگ گو ہنوز پیدا نہین ہوے مگر وہ ابہی سے زمرۂ اولیاء اللہ مین شامل ہین اور مجکو اسطرح دیکھہ رہے ہین گویا میری مصاحبت مین حاضر ہین۔ اور جسطرح وہ سب مجہے دیکھہ رہے ہین اسیطرح مین اُنکو اپنا جمال مبارک دکہاتا رہتا ہون۔ کیونکہ اُنکو جو باطنی یا روحانی نور عطا کیا گیا ہے وہ میری ہی ذات کا نور ہے۔ اسلئے مجہمین اُنمین جُدائی نہین رہی۔ بعض نسخون مین عیان کی جگہ بدان یعنے بآن ہے

	بلکہ اندر مشرب آب حیات		بے صحیحین واحادیث ورُوات
	پائیگا تو چشمۂ آبحیات		ترجمہ بے صحیحین واحادیث درُدات

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور یہی اندر دل علوم انبیا کے متعلق ہے یعنے ایطالب اگر تو اوصاف بشری سے پاک ہو جائیگا۔ تو علوم انبیا بلا وسیلۂ اُستاد اور بلا مدد صحیح بخاری و صحیح مسلم و احادیث وُرُوات حاصل کرلے گا یعنے تیرا علم لدُنّی ہو جائیگا۔ بلکہ تو اپنے دلمین چشمۂ آبحیات پائیگا۔ یعنے قلب کو مظہر ذاتِ الٰہی دیکھے گا۔ اندر کے بعد لفظ دل حسب قرینہ محذوف ہے۔

	راز اَصبحنا عرابیا بخوان		سِرِّ اَمسینا لکردیا بدان
	راز اَصبحنا عرابیا سمجھہ		ترجمہ سِرِّ اَمسینا لکردیا سمجھہ

شرح یعنے ایطالب سید ابوالوفا کے اس مقولہ کو کہ مین شام کو کُردی تہا اور صبح کو عربی بنگیا غور سے سمجہ۔ اس راز کے سمجہنے سے صاف طور پر معلوم ہو جائیگا کہ اولیاء اللہ کو بلا وسیلۂ کتاب و اُستاد علم الہامی حاصل ہوتا ہے **فائدہ** سید ابوالوفا کُردی کا حال ہم دیباچۂ شرح مثنوی مین بہی لکھہ چکے ہین یہ بزرگ بکریان چرایا کرتے تہے اتفاقًا انہین کہین سے ایک کاغذ کا ٹکڑہ ملا جسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تہا چونکہ یہ بالکل اَن پڑہ اور عربی زبان سے ناواقف تہے اسلئے ایک اور شخص سے پوچہا کہ اس کاغذ پر کیا لکہا ہے اُسنے بتادیا کہ بسم اللہ لکہی ہے حضرت ابوالوفا نے اس کاغذ کو مٹی وغیرہ سے پاک صاف کرکے ایک بلند جگہ تعظیم کے طور پر رکھدیا۔ اور اُسکے آگے صبح تک باادب تمام کہڑے رہے۔ صبح کے وقت جذبۂ الٰہی نے اپنی طرف کہینچ لیا اور اُنکو زبان عربی کا الہام ہوگیا نیز اسکے علاوہ اور بہت سے علوم منکشف ہوگئے۔ بعد صبح یہ منبر پر چڑہے اور یہ فرمایا کہ الحمد للہ اَمسینا کردیا و اَصبحنا عرابیا یعنے خدا کا شکر ہے کہ مین رات کو کُردی تہا۔ اور صبح کو اعرابی ہوگیا۔ مولانا کا اس شعر سے یہ مطلب ہے کہ جب تصفیۂ قلب اور جذب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے تو طالب کا قلب مظہر اسرار و علوم الہامی بنجاتا ہے جسکو کتاب یا اُستاد کے واسطہ کی ضرورت نہین رہتی بعض نسخون مین اَمسیتُ اور اَصبحتُ ہے مگر مطلب ایک ہے اَمسیتُ اور اَصبحتُ صیغۂ واحد متکلم ہے اور اَمسینا و اَصبحنا صیغۂ جمع متکلم مع الغیر ہے۔

سرّ اسپنا و اصبحنا ترا — میرساند جانب راہ خدا

ترجمہ: سرّ اَشپنا و اَصْبَحْنَا تجھے — تا خدا لیجائیگا یہ دیکھ لے

شرح یعنے سید ابو الوفا کے اس قول سے کہ مین شام کو کردی تہا اور صبح کو عربی ہوگیا اسکا مطلب تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تصفیۂ قلب اور جذب الٰہی واصل ذات کر دیتا ہے اور اہل اللہ کو علم لدنی حاصل کرنے مین وسیلۂ کتاب و اُستاد کی ضرورت نہین رہتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انکو از روئے الہام سب طرح کا علم عنایت کر دیتا ہے۔

ور مثالے خواہی از علم نہان — قصہ گو از رومیان و چینیان

ترجمہ: چاہیئے علم نہان کی گر مثال — رومیون اور چینیونکا سن یہ حال

شرح علم نہان بمعنے سرّ علم باطن ہے یعنے اگر تجھے اسبات کی کوئی مثال چاہیئے کہ تصفیہ قلب اور ریاضت سے حصول علم باطن ہوجاتا ہے جسکے آگے علم ظاہر مغلوب ہے تو روم اور چین کے نقاشون کا ایک قصہ سن لے جس سے علم ظاہر و باطن کا فرق معلوم ہو جائیگا۔ اور باطنی حصہ ملجائیگا۔

قصہ مری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی و صورتگری

ترجمہ: صنعت نقاشی اور تصویرکشی مین رومیون اور چینیون کے مقابلہ کرنے کا قصہ

شرح رومیون اور چینیون نے بادشاہ وقت کے روبرو اپنے فنّ نقاشی اور صورت کشی کا دعوے کیا تہا بادشاہ نے انکا امتحان لیا آخرکار چینی رومیون سے ہار گئے اس قصہ کا باطنی نتیجہ یہ ہے کہ نقش علم ظاہری مغلوب علم باطنی ہے۔ کیونکہ علم باطنی علم الٰہی ہوتا ہے جو تمام علوم پر غالب ہے۔

چینیان گفتند ما نقاش تر — رومیان گفتند مارا کرّ و فر

ترجمہ: چینی کہتے تہے کہ ہم نقاش ہین — رومی کہتے تہے ہم اسمین فائق ہین

شرح یعنے چینی کہتے تہے ہم بڑے نقاش ہین اور رومی کہتے تہے کہ ہمین اس فن مین بڑی کرّ و فر حاصل ہے

گفت سلطان امتحان خواہم درین — کز شما ہا کیست در دعوے گزین

ترجمہ: شاہ یہ بولا کرونگا امتحان — تا عیان ہو صدق دعوئے نہان

شرح یعنے بادشاہ وقت نے یہ کہا کہ ہم امتحان لیکر یہ دیکہنا چاہتے ہین کہ دونو گروہون مین سے اپنے دعوے مین اُستاد پسندیدہ کون ہے بعض نسخون مین گزین کی جگہ مبین ہے بمعنے اظہار کنندۂ صدق دعوے

چینیان گفتند خدمتہا کنیم — رومیان گفتند بر حکمت تنیم

ترجمہ: چینی بولے ہم کرینگے خدمتین — رومی بولے دیکہیےگا صنعتین

شرح یعنے چینیون نے کہا کہ ہم خدمت نقاشی بجا لائینگے اور رومی بولے کہ ہم اپنی حکمت پر تنے رہینگے

اہل چین و روم در بحث آمدند — رومیان در علم واقف تر بدند

ترجمہ: اہل چین و روم مین بحث ہوئی — رومیونکو علم سے تہی آگہی

شرح: یعنی چینی اور رومی نقاشی مین بحث کرنے لگے مگر رومی اپنے فن نقاشی مین چینیون سے زیادہ ماہر تہے

چینیان گفتند یک خانہ بما — خاص بسپارید و یک آن شما

ترجمہ: چینیون نے یہ کہا اک گہر ہمین — اور اک ملجاوے اُنہیں سے تمہیں

شرح: یعنی چینیون نے رومیون سے یہ کہا کہ نقش و نگار بنانے کے لیئے ایک مکان ہمین دیدو اور ایک تم لیلو تاکہ امتحان کے دن تک ایک دوسرے پر یہ ظاہر نہو کہ رومی اپنے مکان مین کیا کر رہے ہین اور چینی کیا بنا رہے ہین

بود دو خانہ مقابل در بدر — زان یکے چینی ستد رومی دگر

ترجمہ: در بدر تہا دو گہرونکا سامنا — ایک چینی ایک رومی نے لیا

شرح: یعنے بادشاہ کے دیئے ہوئے دو مکان ایسے آمنے سامنے کے تہے کہ اُنمین سے ہر ایک کا ایک ایک دروازہ ایکدوسرے کے مقابل تہا اُنمین سے ایک مکان چینیون نے لے لیا۔ اور ایک رومیون نے۔

چینیان صد رنگ از شہ خواستند — پس خزانہ باز کرد آن ارجمند

ترجمہ: اہل چین نے رنگ مانگے شاہ سے — دیر تہی وہان کیا خزانے کہلگئے

شرح: یعنے چینیون نے نقش و نگار کے لیئے بادشاہ سے صدہا قسم کے رنگ مانگے اور اُسنے خزانہ کہولدیا۔

ہر صباحے از خزینہ رنگہا — چینیان را راتبہ بود و عطا

ترجمہ: رنگ لیجاتے تہے چینی ہر سحر — دیتا تہا راتب شہ باعز و فر

شرح: یعنے چینیون کو ہر صبح کے وقت شاہی خزانہ سے رنگون کا راتب ملا کرتا تہا راتبہ بمعنے مقرر روزینہ

رومیان گفتند نہ نقش و نہ رنگ — در خور آید کار را جز دفع زنگ

ترجمہ: رومیونکا قول تہا بے نقش و رنگ — کام مین آئیگا بیشک دفع زنگ

شرح: یعنے رومیون نے باہم یہ کہا کہ بجز مکان کے صاف کرنے اور گہونٹنے اور در و دیوار وغیرہ کی کدورت دور کرنے کے کوئی نقش و رنگ ہمارے کام کے لائق نہین اور ہمین کسی قسم کے ظاہری نقش و نگار کی ضرورت نہین نکتہ اس سے ظاہر ہے کہ بلا تصفیہ باطنی علم ظاہری کا عکس یعنے اثر ہرگز دل پر نہین پڑتا۔

در فرو بستند و صیقل مے زدند — ہمچو گردون سادہ و صافی شدند

ترجمہ: گہر کو یون صیقل کیا ہوکر نہان — بنگئے دیوار و در ایک آسمان

شرح: مے زدند کا فاعل رومی اور صافی شدند کا فاعل در و دیوار خانہ ہے یعنے رومیون نے دروازہ بند کرکے اُس

مکان کو ایسا گھونٹا کہ سب در و دیوار اور چھتین وغیرہ آسمان کی طرح صاف و شفاف ہوگئین

از دو صد رنگی بہ بے رنگی رہیست ... رنگ چون ابر است و بے رنگی مہیست

ترجمہ: جانب بے رنگ ہے رنگون کو راہ ... رنگ ہے اک ابر بے رنگی ہے ماہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ دو سو رنگون سے بے رنگ کی طرف رستہ جاتا ہے اور تمام رنگ بے رنگ پر دال ہین یعنے رنگ و نقوش موجودات ذاتِ مطلق پر دلالت کرتے ہین یا یہ معنے ہین کہ اسمائے متقابلہ اور صفات متضادۂ الٰہی جو مختلف رنگ کے مانند ہین سب کے سب ذاتِ واحد پر دال ہین ان سب رنگون کی اصل بے رنگی ہے جسطرح کپڑے پر جب تک بے رنگ اور سادہ نہو کوئی رنگ نہین چڑھ سکتا۔ اسیطرح ذاتِ مطلق نہو تو رنگ ہستی موجودات کو قبول نہین کرتا اور رنگ ابر کی اور بے رنگی چاند کے مانند ہے جسطرح رنگ کپڑے کی اصل اور سفیدی کو چھپائے رکھتا ہے اسیطرح رنگ ہستی و نقوش موجودات نے ذات بے رنگ کو چھپا رکھا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا ابر کہ چاند کا پردہ ہوجاتا ہے

ہرچہ اندر ابر ضو بینی و تاب ... آن ز اختردان و ماہ و آفتاب

ترجمہ: ابر مین معلوم ہوتی ہے جو تاب ... ہے وہ عکس نجم و ماہ و آفتاب

شرح یعنے جسطرح ابر چاند سورج وغیرہ کا پردہ ہوجاتا ہے اور ابر مین جو کچھ روشنی یا چمک معلوم ہوتی ہے وہ ابر کی ذاتی روشنی نہین ہوتی بلکہ اُسی آفتاب وغیرہ کی روشنی ہوا کرتی ہے۔ اسیطرح ماسوے اللہ کا وجود اور حسن و جمال عکس وجود جمال ذاتِ الٰہی ہے اور دنیا مین یہ تمام روشنی اُسی آفتاب کی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس علوم ظاہری بمنزلہ رنگ ہین اور عارفین کے دل چاند کے مانند بے رنگ ہوتے ہین جسطرح سفید کپڑے پر ہرطرح کا رنگ چڑھ جاتا ہے اسیطرح عارفین کے دل ہر قسم اور ہر رنگ کے علم سے ماہر ہوجاتے ہین۔

چینیان چون از عمل فارغ شدند ... از پئے شادی دہلہا مے زدند

ترجمہ: کام کر کے چین والے کل کے کل ... شادمانی سے بجاتے تھے ڈہل

شرح یعنی چین والے جب صنعتِ نقش و نگار سے فارغ ہوگئے تو مارے خوشی کے ڈہول بجانے لگے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا ... مے ربود آن عقل را و فہم را

ترجمہ: نقش ایسے شاہ کو آئے نظر ... عقل کو تھی جنسے حیرت سر بسر

شرح یعنے امتحان کے دن بادشاہ آیا اور چینیون کے بنائے ہوئے عقل و فہم کے کھودینے والے نقش و نگار دیکھے

بعد ازان آمد بسوے رومیان ... پردہ را بالا کشیدند از میان

ترجمہ: شاہ آیا پھر بسمتِ رومیان ... اُٹھگئے سب پردہ ہائے درمیان

عکس آن تصویر و آن کردارہا — زد برین صافی شدہ دیوارہا

ترجمہ: عکس نقش اہل چین کا سربسر — رومیون کی پڑگیا دیوار پر

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بادشاہ وقت جب چینیون کی نقاشی دیکہکر رومیون کی طرف آیا تو رومیون نے وہ پردہ جو اُنکے اور چینیون کے مکان کے مابین حائل تہا اُٹہا لیا اسوقت چینیون کی تصویرون اور صنعتونکا عکس رومیون کے صاف شدہ مکان کی در و دیوار پر پڑا اور دیکہنے والے کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ عکس بمنزلہ اصل نقش و نگار ہے۔ کردار بمعنے صنعت و کاریگری ہے نکتہ اسیطرح اللہ تعالے جب اولیا کے دل سے پردۂ غیریت اور حجاب واسطہ اُٹہا لیتا ہے تو اُنکے دل پر تمام علوم ظاہرہ کا عکس پڑجاتا ہے اور وہ بلا امداد استاد علم الہامی حاصل کرلیتے ہین۔ یعنے اُنکا علم ظاہری و باطنی لدنی ہوجاتا ہے۔

ہرچہ آنجا بود اینجا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ مے ربود

ترجمہ: جو وہان تہا وہ یہان آیا نظر — بلکہ بہتر جس سے خیرہ تہی بصر

شرح: یعنے جو نقش و نگار چینیون کے مکان مین تہے بطور عکس رومیون کے مکان مین اُس سے بہتر دکہائی دیئے یہ تمام نقش و نگار ایسے باآب و تاب تہے کہ روشنی کو آنکہون سے چہینے لیئے جاتے تہے۔ کیونکہ جو چیز زیادہ روشن اور باآب و تاب ہوتی ہے وہ بجلی کی طرح نگاہ کو خیرہ کردیتی ہے۔ اور بینائی کو اچک لیجاتی ہے دیدہ خانہ بمعنے چشم خانہ ہے مطلب یہ کہ چینیون کی صنعت کا عکس رومیون کے مکان نہایت شفاف ہوکر نظر آیا

رومیان آن صوفیانند اے پسر — بے تکرار و کتاب و بے ہنر

ترجمہ: کون رومی ہین وہ صوفی سربسر — ہین جو عالم بے کتاب و بے ہنر

شرح: بیتکرار جار و مجرور شبہ فعل محذوف یعنے لفظ مشتغل کے متعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب صوفی اور اولیاء اللہ رومیون کے مانند ہین کہ نہ کسی کتاب کے بار بار سبق لینے مین مشغول رہتے ہین اور نہ کوئی ہنر یعنے علم ظاہری پڑہتے ہین۔ بلکہ تصفیہ باطن کے سبب ظاہری وسائل سے بالکل بے پروا ہین اور انکا علم الہامی ہوتا ہے قصہ تمام ہوکر اس شعر سے نتیجہ حکایت شروع ہوا ہے چینیون سے اہل دنیا اور رومیون سے اہل اللہ مراد ہین۔

لیک صیقل کردہ اند آن سینہا — پاک ز آز و حرص و بخل و کینہا

ترجمہ: لیکن اُنکے سینے سب آئینے ہین — بے ہوا و بخل ہین بے کینے ہین

شرح: یعنے صوفی ظاہری وسیلون سے بے پروا ہین بلکہ اُنہون نے اپنے باطن کو صیقل کرکے حرص و بخل و کینہ (صفات بشریہ و اخلاق ذمیمہ) سے پاک کرلیا ہے اسلیئے علوم باطنی دلمین منعکس ہوگئے ہین جنکے مقابلہ مین علوم ظاہری بالکل بے حقیقت ہین کیونکہ علوم باطنی الہامی ہوا کرتے ہین۔

	آن صفائے آئنہ وصف دلست	صورت بے منتہا را قابلست
ترجمہ	ہے صفائی آئینہ کی وصف دل	صورتین جسمین ہین لاکھون منفعل

شرح یعنے رومیون سے مراد صوفی ہین اور انہون نے جو در و دیوار کو گہوٹ کر آئینہ کی طرح صاف کر لیا تہا اِس صفائی سے وصف دل مراد ہے جب دل کو یہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بے انتہا صورتون اور بیحد علمونکا قبول کرنیوالا ہو جاتا ہے کیونکہ حقیقت قلبیہ مین بے انتہا صورتون کے قبول کرنیکا مادہ رکہا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دل مظہر الٰہی ہو جاتا ہے جسکے مقابلہ مین کون و مکان سب ہیچ ہین

	صورت بے صورت بے حد غیب	ز آئنہ دل تافت بر موسیٰ ز جیب
ترجمہ	حضرت موسے پہ شکل برق غیب	دل کے آئینے سے آئی سوے جیب

شرح یعنے ایسی صورت (تجلی الٰہی) جو فی الواقع بیصورت اور غیر متشکل تہے اور ایسی صورت جو بیحد اور غیر موجود فی الخارج تہے اور وہ صورت صورت غیب تہی آئینہ دل کے لطافت کے باعث حضرت موسےٰ پر متجلی ہوی اور انکے گریبان مین ہاتہہ ڈالنے سے ظاہر ہوگئی اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے اُدخل یدک فی جیبک الے آخرہا یعنے اے موسےٰ اپنے گریبان مین ہاتہ ڈال وہ آفتاب کی طرح روشن ہو کر نکلیگا۔ چونکہ گریبان دل کے پاس ہوا کرتا ہے اسلیئے گریبان مین ہاتہ ڈالنے سے حضرت موسےٰ کے ہاتہہ مین تجلی قلبیہ منعکس ہوگئی تہی غیب مضاف الیہ ہے اور بیصورت بیحد اُسکے صفت مطلب یہ کہ قلب کی صفائی سے تجلی ذات حاصل ہوتی ہے اور اُسکا اثر اعضا پر بہی پہنچتا ہے۔ یعنے دل کی صفائی تمام اعضا کو نورانی بنا دیتی ہے۔

	گرچہ این صورت نگنجد در فلک	نے بعرش و فرش و دریا و سمک
ترجمہ	اِسکی گنجایش نہین رکہتا فلک	اور نہ عرش و فرش و دریائے و سمک

شرح یعنے یہ اگرچہ یہ صورت (تجلی ذات) نہ آسمان مین سماسکتی ہے نہ عرش و فرش مین نہ دریا مین نہ ماہی مین لیکن آئینہ دل مین نمایان ہو جاتی ہے چنانچہ یہ حدیث بار بار نقل ہو چکی ہے کہ مین اپنے بندہ کے دل مین رہتا ہون۔ تجلی کو صورت کہنا سمجہانے کے لیئے ہے۔ ورنہ تجلی الٰہی جسم و صورت ہونے سے پاک ہے۔

	زانکہ محدودست و معدودست آن	آئینہ دل را نباشد حد بدان
ترجمہ	کیونکہ سب محدود ہین یہ بالیقین	اور دل کے آئینہ کی حد نہین

شرح یعنے عرش و فرش و دریا وغیرہ محدود و متناہی چیزین ہین اسلیئے انمین تجلی ذات نہین سماسکتی البتہ آئینہ دل نہایت وسیع اور بیحد صورتون کو قبول کرلیتا ہے۔ بس تو تجلی بہی غیر محدود ہے اور آئینۂ دل بہی اسلیئے اِس آئینہ مین تجلی سما سکتی ہے۔ کیونکہ جتنا مظروف اتنا ظرف ہو تو مظروف اُس ظرف مین سما سکتا ہے۔

	عقل اینجا ساکت آمد یا مضل		زانکه دل با اوست یا خود اوست دل	
ترجمہ	عقل یان ساکت ہے یا گم یا خجل		دل ہے اسکے ساتھ یا خود وہ ہے دل	

شرح یعنے ان معنون مین کہ دل آئینۂ ذات کسطرح ہو سکتا ہے؟ عقل جزئی یا تو فرطِ ادب سے ساکت ہے اور اس سوال کا کچھ جواب نہین دیسکتی۔ یا جواب دیتی ہے تو ایسا جیسا کوئی مُضل یعنے حیران اور گمراہ آدمی دیا کرتا ہے۔ کبھی یون کہتی ہے کہ دل اُسکے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وہ دل کے ساتھ۔ کیونکہ یہان یا اوست کی بائے موحدہ بمعنے مصاحبت ہے اور مصاحبت دونو طرف سے ہوا کرتی ہے اور کبھی یون کہتی ہے کہ دل کوئی علیحدہ چیز نہین ہے بلکہ قلب جسکو کہتے ہین وہ ذات مطلق ہی ہے لیکن اسصورت مین قلب سے مراد قلب صنوبری نہین ہے جو ہر شخص کے پہلو مین ہوتا ہے بلکہ وہ شے ہے جو اندرون عارف مین متجلی ہے۔ اور اسمین شک نہین کہ عارفون کے دل مین سوائے ذات کے اور کوئی شے متجلی نہین ہے صوفیہ کا قول ہے لا نعلم ان خال حسنہ عکس قلبنا۔ او قلبنا عکس خال حسنہ یعنے ہمین معلوم نہین کہ اُسکے حسن کا خال ہمارے دل کا عکس ہے یا ہمارا دل اُسکے خال حسن کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث یسعنی قلب عبد المومن (مین اپنے مومن و مخاص بندہ کے دل مین سمایا ہوا ہون) مین جو ظرفِ و مظروفیت کی حالت ہے اسکے معنے عقل جزئی نہین جانتے بلکہ ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

	عکس ہر نقشے نہ تابد تا ابد		جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد	
ترجمہ	عکس ایک اک چیز کا سُن میری جان		تا ابد دل ہی مین ہوتا ہے عیان	

شرح یعنے تمام موجودات مین سے کسی نقش یعنے شئے کا عکس سوائے دل کے اور کسی عضو مین ظاہر نہین ہوتا البتہ دل ایسی چیز ہے کہ ہر نقش کا عکس اپنے اندر لے لیتا ہے بس تو جب اسمین عکس قبول کرنیکا مادہ موجود ہے تو وہ محل انعکاس انوار ذات بھی ہو سکتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ دل کے عکس کا کچھ اثر اعضا پر پہنچتا ہے جیسا کہ دست موسے دل ہی کے اثر سے روشن ہوا تھا۔ ہم با عدد و بیعدد عکس کے متعلق ہے یعنے عکس جو دل مین ظاہر ہوتا ہے وہ با عدد ہے یعنے ممکنات متعدد اور بے عدد یعنے ذات مطلق دونون سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ دل ممکن و واجب دونو چیزون کے عکس کو قبول کر لیتا ہے

	تا ابد نو نو صور آید بدو		مے نماید بے حجابے اندرو	
ترجمہ	صورتیں آتی ہیں دل مین بے حساب		اور ظاہر ہوتی ہین سب بے حجاب	

شرح یعنے ہمیشہ نئی نئی صورتین جو دل پر منعکس ہوتی ہین بلا کسی حجاب کے دل مین دکھائی دیتی ہین۔ یعنے انعکاس جلد زوال پذیر نہین ہوتا بعض نسخون مین تا ابد ہر نقش۔ نو آید بر دو۔ اور بعض نسخون مین بدو ن اور اندرون ہے

یعنے جو نئی نئی صورتین عالم موجودات مین ظاہر ہوتی ہین ۔ بلا حجاب دل کے اندر انکا عکس دکھائی دیتا ہے ۔

اہل صیقل رستہ اند از بو و رنگ ۔ ہر دمے بینند خوبی بے درنگ

ترجمہ ۔ اہل باطن ہوتے ہیں بے بو و رنگ ۔ خوبی حق دیکھتے ہیں بے درنگ

شرح یعنے صاف باطن صوفی بو و رنگ (علوم ظاہری و زینت دنیوی) سے نجات پا گئے ہین اور انکو ہردم اپنے دلمین باطنی خوبی (تجلی الٰہی) یا علم الہامی دکھائی دیتا رہتا ہے یعنے وہ صاحب کشف ہین ۔

نقش و قشر علم را بگذاشتند ۔ رایت عین الیقین افراشتند

ترجمہ ۔ علم ظاہر سے اُنہین مطلب نہین ۔ رکھتے ہین وہ رایت عین الیقین

شرح یعنے اولیاء اللہ نے علم کے ظاہری نقش اور قشر یعنے پوست کو چھوڑ کر عین الیقین کا جھنڈا بلند کرلیا ہے مطلب یہ کہ وہ اپنے عین الیقین (علوم الہامی) کے مقابلہ مین علم الیقین یعنے علوم ظاہری سے بے پرواہ ہین

رفت فکر و روشنائی یافتند ۔ بر و بحر آشنائی یافتند

ترجمہ ۔ اُنکو حاصل ہے سراسر روشنی ۔ اُنکو ہے سب بر و بحر دوستی

شرح یعنے اولیاء اللہ کا فکر دنیوی جاتا رہا ہے اور باطنی روشنی حاصل ہوگئی ہے اور اُنہون نے فضائے عرفان اور دریائے حقیقت کو معلوم کرلیا ہے بعض نسخون مین نحر و بحر ہے نحر بمعنے ذبح ہے اور ذبیح معرفت فنا فی اللہ ہوجاتا ہے نیز نحر سینہ پر ہاتھ باندھنے کو کہتے ہین جو تعظیم کے لیئے ہوتا ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی اللہ ہین یا اُنہون نے تعظیم معرفت حاصل کرلی ہے ۔ کہ اپنی ہستی کو ہیچ سمجھا ہے ۔

مرگ کین جملہ ازو در وحشتند ۔ میکنند این قوم برو ے ریشخند

ترجمہ ۔ موت سے نفرت ہے لوگون کو مگر ۔ ہنستے ہین یہ لوگ اُسپر سر بسر

شرح ریشخند گو بمعنے تمسخر ہے لیکن یہان بمعنے خوش ہونا ہے ۔ یعنے موت ایسی خوفناک چیز ہے کہ عموماً لوگ نفرت سے کہتے ہین لیکن اولیاء اللہ اس سے خوش ہوتے ہین چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اَلْمَوْتُ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ ۔ یعنے موت مومن کا تحفہ ہے ۔ اور حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ رَیْحَانَةُ الْمُؤْمِنِ یعنے موت مومن کے سونگھنے کا خوشبودار پھول ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ غَنِیْمَةُ الْمُؤْمِنِ یعنے موت مومن کے لیئے غنیمت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان تینون چیزون سے آدمی خوش ہوا کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی موت سے بھی خوش ہوا کرے

کس نیابد بر دل ایشان ظفر ۔ چون صدف گشتند ایشان پُر گہر

ترجمہ ۔ اُنکے دلپر کسکو حاصل ہے ظفر ۔ ہین سب شکل صدف ہیں پُر گہر

شرح یعنے اولیاء اللہ پر کوئی شے یہانتک کہ موت بھی قابو نہین پا سکتی۔ اسکے یہ معنے نہین کہ اولیاء اللہ موت سے مستثنے ہین بلکہ یہ معنے ہین کہ بخلاف عوام انپر موت کا صدمہ نہین ہوتا اور ملال غالب نہین ہوتا کیونکہ انکا دل گوہر عرفان اور قالب بمنزلہ صدف ہے موت انکے جسم کو توڑتی ہے مگر گوہر دل کو صدمہ نہین پہنچا سکتی بلکہ جسطرح گوہر صدف سے نکلکر قیمتی ہو جاتا ہے اسیطرح انکی روح بعد مرگ اور زیادہ مقام قرب مین پہنچ جاتی ہے جسکو مرتبہ وصال حقیقی کہتے ہین خلاصہ یہ کہ عارفین کی موت عین حیات ہے

	گرچہ نحو و فقہ را بگزاشتند	لیک محو و فقر را برداشتند
ترجمہ	گرچہ نحو و فقہ سے غافل ہین وہ	لیک محو و فقر مین کامل ہین وہ

شرح یعنے گو اولیاء نے نحو و فقہ وغیرہ علوم ظاہری کو بطور ظاہر چھوڑ دیا ہے لیکن خلاصہ علوم یعنے محو عشق الہی ہونے اور فقر کو حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ نحو و فقہ وغیرہ تمام علوم کا نتیجہ عشق الہی ہے۔

	تا نقوش هشت جنت تافتست	لوح دلشان را پذیرا یافتست
ترجمہ	آٹھون جنت کے ہین نقشے سب عیان	انکی لوح دل ہے قابل بیگمان

شرح یعنے اولیاء نے فقر و محو کو یہانتک پسند کیا ہے کہ انپر آٹھون بہشتون کے حالات ظاہر ہو گئے ہین جنت کو اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا ہے اور اللہ تعالے نے انکی لوح دلکو قابل قبول تجلی پایا ہے یعنے انکو از روے کشف غیبی چیزین معلوم ہونے لگی ہین۔ خدا نے انہین روشن ضمیر کر دیا ہے

	برترند از عرش و کرسی و خلا	ساکنان مقعد صدق خدا
ترجمہ	لامکان و عرش و کرسی سے پرے	بیٹھنے والے ہین بزم خاص کے

شرح خلا بمعنے خالی سے یہان مجازاً لامکان مراد ہے اور مقعد صدق بمعنے مجلس حق ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی الذات ہونے کے باعث عرش و کرسی و لامکان سے برتر اور مجلس حق کے بیٹھنے والے ہین قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ یعنے پرہیزگار باغون اور نہرون مین بادشاہ قادر و توانا کے پاس مجلس حق مین ہونگے۔ علماے ظاہر نے مقعد صدق سے جنت اور علماے باطن نے مجلس الہی مراد لی ہے یعنے پرہیزگار مقام قرب الہی مین رہینگے۔

	صد نشان دارند و محو مطلقند	چہ نشان بل عین دیدار حقند
ترجمہ	با نشان ہین اور محو ذات رب	عین دیدار خدا ہین سب کے سب

شرح یعنے گو اولیاء اللہ بشریت کے بہت سے نشان رکھتے ہین (مثلاً ہاتھہ پانو کھانا پینا وغیرہ) مگر با اینہمہ محو ذات مطلق ہین یا یہ معنے کہ بالکل محو ہین دوسرے مصرع مین اس مضمون کو ترقی دیگئی ہے

یعنے اُنکی بشری علامتین فی الواقع لاشئے ہوگئی ہین بلکہ وہ حقیقتاً اُسنے گزرکر عین دیدارِ حق بنگئے ہین۔ اُنکی زیارت گویا تجلیات الٰہی کا مشاہدہ ہے یعنے اولیاء اللہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی ہوتے ہین۔

پرسیدن پیغمبر مر زید را کہ امروز چونی و چگونہ برخاستی از خواب جواب و کہ اصبحت مومنا حقا

ترجمہ: پیغمبرؐ کا زید سے پوچھنا کہ تم آج خواب سے کسطرح اُٹھے ہوا ور اُنکا جواب کہ مین مومن حق ہوں

شرح یہ داستان اُس حدیث کا خلاصہ ہے جسکو شیخ شہاب الدین سہروردی نے کتاب ارشاد المریدین مین نقل کیا اور جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ایکدن رسول اللہ نے زید بن حارث سے یہ فرمایا کہ تو نے کس حال مین صبح کی زید نے جواب دیا کہ مومن حق ہونے کی حالت مین آپنے فرمایا کہ ہر شئے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے تو اپنے ایمان کی حقیقت بتا۔ زید نے کہا کہ مینے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا ہے اسلئے میرے نزدیک ڈھیلا پتھر اور سونا چاندی سب برابر ہین دنون کو پیاسا ر روزہ دار) اور راتون کو بیخواب (شب بیدار) رہا ہون اسلئے مین اپنے خدا کے عرش اور جنت و دوزخ کو گویا اپنے آنکھون سے دیکھ رہا ہون جنتی ایک دوسرے کی زیارت اور دوزخی ایک دوسرے کے پاس آمد و رفت کرتے مجھے دکھائی دے رہے ہین یہ سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے زید تو حق کو پہنچگیا ہے پس اس راز کو چھپا یا صوم وصلوٰۃ کا التزام رکھ حدیث مین لفظ الزم کے دو معنے ہو سکتے ہین

گفت پیغمبر صباحے زید را	**کیف اصبحت اے رفیق با صفا**
ترجمہ: زید سے اک دن پیغمبرؐ نے کہا	صبح کی کیونکر رفیق با صفا
گفت عبداً مومنا باز اوش گفت	**کو نشان از باغ ایمان گر شگفت**
ترجمہ: بولے وہ ہون عبد مومن بیگمان	آپ بولے کیا ہے ایمان کا نشان

شرح یعنے پیغمبرؐ نے ایکدن زید سے پوچھا کہ اے رفیق صاف باطن تو نے کس حالت مین صبح کی ہے تو زید نے جواب دیا کہ مومن ہونیکی حالت مین آپنے فرمایا کہ تیری ایمان کی علامت کیا ہے اگر ترا باغ ایمان شگفتہ ہے تو اُسکی کوئی علامت بتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کے لیے کوئی نہ کوئی علامت ضرور مقرر فرمائی ہے۔

گفت تشنہ بودہ ام من روز ہا	**شب نخفتستم ز عشق و سوز ہا**
ترجمہ: بولے وہ پیاسا رہا ہین مدتون	رات کو جلتا رہا ہین مدتون
تا ز روز و شب جدا گشتم چنان	**کہ ز اسپر بگزرد نوک سنان**
ترجمہ: ہون زمانہ سے الگ یون اے بشیر	ڈھال کو جسطرح چیرے نوک تیر

شرح یعنے زید نے جواب دیا کہ مین دنون کو پیاسا اور راتون کو ذکر و شغل مین بیدار رہا ہون یہ اسیکی برکت ہے کہ مین روز و شب یعنے زمانہ کی قید سے اسطرح نکلگیا ہون جسطرح تیر کی نوک ڈھال سے نکلجاتی ہے۔ یعنے زمانہ

سے گزر کر فلک اسماؤ صفات کی طرف عروج کرجانے کے باعث محرم لامکان ہوگیا ہون جہان لیل ونہار یعنے زمانہ مفقود ہے کیونکہ عالم علوی قدیم ہونیکے سبب حادثات یعنے زمانہ وغیرہ کی قید سے آزاد ہے

کہ دران سو جملۂ ملت یکے ست — صد ہزاران سال و یکساعت یکے ست

ترجمہ اسطرف ہیں ایک ساری ملتین — ایکسان لاکھون برس اور ساعتیں

شرح یعنے مین ایسے مقام مین پہنچگیا ہون جہان تمام ملتین اور طریقے متحد ہین اور لاکھون برس اور ایک ساعت برابر ہے کیونکہ لیل ونہار اور مکان وزمان اور قلیل وکثیر اور قرب وبعید اور ملت واختلاف اور محبت وعداوت عالم ناسوت مین جدا جدا ہین اور عالم لاہوت مین متحد ہین صوفیہ کا قول ہے لامساءٌ عند اللہ ولا صباح ولا ایام ولا شہور یعنے خدا کے نزدیک شام صبح اور دن مہینا کچھ نہین ہے کیونکہ یہ سب چیزین زمانہ سے تعلق رکھتی ہین اور عالم غیب زمانہ سے پاک ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را رہ نیست آنسو ز افتقاد

ترجمہ ہے ازل ملکر ابد سے ایک شے — عقل کا رستہ وہان مفقود ہے

شرح افتقاد بمعنے گم شدن راہ ہے مشتق از فقد زید کہتے ہین کہ مین مقام وحدت مین پہنچگیا ہون جہان کثرت شلاشے اور معدوم ہے اور جہان ہر موجود ازل سے ابد تک اتحاد رکھتا ہے کیونکہ مرتبۂ وحدت مین ازل اور ابد ایک چیز ہے اور ان دونون کا اختلاف باعتبار مخلوقات ومحدثات ہے بعض نسخون مین سوے افتقاد ہے مصدر بمعنے مفعول یعنے مفتقد وگم گشتہ مطلب یہ کہ عقل گم گشتہ چیز کی طرف نہین جاسکتی۔

گفت ازین رہ کو رہ آوردی بیا — درخور فہم و عقول این دیار

ترجمہ بولے کیا لایا ہے تو سوغات ا — اہل دنیا کے مطابق سچ بتا

شرح یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ اے زید اس سفر معنوی سے کوئی ایسا تحفہ جو عالم صورت کے لایق اور عام لوگون کے سمجھنے کے قابل ہو اگر تو لایا ہے تو لا یعنے کوئی عام فہم بات بیان کر رہ آورد بمعنے سوغات ہے

گفت خلقان چون ببیند آسمان — من ببینم عرش را با عرشیان

ترجمہ بولے خلقت دیکھتی ہے آسمان — ہیں میری نظروں میں عرش وعرشیان

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بُت پیش شمن

ترجمہ آٹھ جنت سات دوزخ سامنے — سربسر رہتا ہے بُت برہمن سامنے

یک بیک وامے شناسم خلق را — ہمچو گندم من ز جو در آسیا

ترجمہ خلق کو پہچانتا ہون اس طرح — گندم وجو آسیا مین جس طرح

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست — پیش من پیدا چو مار و ماہی ست

ترجمہ کہ بہشتی کون ہے ناری ہے کون — کسکو عزت صاحب خواری ہے کون

شرح یعنے زبیر نے جواب دیا کہ جسطرح لوگ آسمان کو دیکھتے ہین مین اسیطرح عرش اور عرش والونکو دیکھہ رہا ہون آٹھون بہشت اور ساتون دوزخ میری آنکھون کے سامنے اسطرح موجود ہین جسطرح بُت پرست کے آگے بُت ہوتے ہین مین سب کو الگ الگ پہچانتا ہون جسطرح چکی مین گندم اور جَو کی تمیز الگ الگ ہو جاتی ہے تمام بہشتی اور دوزخی میرے سامنے اسطرح جدا جدا ہین جسطرح سانپ اور مچھلیان الگ الگ ہوتے ہین۔

	این زمان پیدا شدہ برین گروہ	یَوْمَ تَبْیَضُّ وَتَسْوَدُّ وُجُوہٌ
ترجمہ	عالم دُنیا مین اُن پر ہر زمان	گورے کالے چہرہ والے ہین عیان

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اولیاء اللہ پر دنیا ہی مین اُس روز قیامت کا حال مکشوف ہے کہ جس روز بہت سے مومنون کے چہرے روشن اور بہت سے کافرون کے مُنہ کالے ہونگے۔

	پیش ازین ہرچند جان عیب بود	در رحم بود و ز خلقان غیب بود
ترجمہ	اس سے پہلے جان گو پُر عیب تھی	اور زیر پردہائے غیب تھی
	الشقی من شقی فی بطن اُم	من سمات اللہ یُعرف حالہم
ترجمہ	ہر شقی ہے بطن مادر مین شقی	اولیا کو ہے خبر اس حال کی

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دوسرے شعر کا پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے اور چوتھا مصرع خبر۔ اور سمات بمعنے علامت ہے مطلب یہ کہ اگرچہ روز قیامت سے پہلے جانین پُرعیب تھین اور رحم دنیا مین اُنکے عیب مخلوق کی نظر سے اسطرح پوشیدہ تھے جسطرح رحم مادر مین بچے کی صورت وصفت مخفی رہتی ہے کیونکہ حدیث مین موجود ہے کہ بد وہی ہے جو مان کے پیٹ مین بد ہو اور نیک وہی ہے جو مان کے پیٹ مین نیک ہو یعنے نیکی بدی مان کے پیٹ مین متحقق ہو جاتی ہے گو دنیا مین لوگون کو اسکی تمیز نہین ہوتی اور یہ سب حال بروز حشر معلوم ہوگا لیکن اولیاء اللہ کا گروہ خدا کی دی ہوئی علامت سے مخلوق کے حالات دنیا ہی مین معلوم کرلیتا ہے یعرف بصیغہ معروف ہے اور ضمیر فاعل این گروہ کی طرف راجع ہے۔ بعض نسخون مین من سمات الجسم ہے یعنے جسطرح قیامت کے دن جسمی علامت (چہرہ کے سفید یا سیاہ ہونے) سے نیک و بد مین تمیز ہو جاگی اسیطرح اولیاء اللہ دنیا مین جانونکا حال جسمی علامت یعنے چہرہ سے معلوم کرلیتے ہین یعنے وہ بچہ کو رحم مادر مین دیکھہ لیتے ہین کہ اسکا جسم ریاضت و مجاہدہ کو قبول کریگا۔ یا عیش اور لذات دنیوی کی طرف مائل رہیگا۔

	تن چو مادر طفل جان را حاملہ	مرگ درد زادن ست و زلزلہ
ترجمہ	تن ہے مادر اور طفل جان جنین	موت کو تو دردِ زہ کرلے یقین

شرح یعنے جسطرح رحم دنیا مین مخلوق کا اور رحم مادر مین بچہ کا حال چھپا رہتا ہے اسیطرح رحم بدن مین روح کا

حال مخفی رہتا ہے روح بمنزلۂ جنین اور جسم اسکے لیئے مانند مادر اور سختی موت مانند درد زہ ہے اس بچہ کا پیدا ہونا یعنے جانکا نکلنا اعمال پر موقوف ہے اگر اعمال نیک ہین تو بچہ اچھی طرح پیدا ہوگا۔ اور اگر بد ہین تو مشکل سے نکلیگا

جملہ جانہائے گزشتہ منتظر	تاچگونہ زاید این جان بطر
ترجمہ: منتظر ہین پہلی روحین سب وہان	تاکہ دیکھین کسطرح نکلے یہ جان

شرح بطر بکسر طائے مہملہ قافیہ منتظر صفت مشبہ ہے بمعنے نافرمان و ناسپاس و غافل و شادمان یعنے وہ روحین جو اس روح کے نکلنے سے پہلے عالم برزخ مین پہنچگئی ہین اسبات کے منتظر ہین کہ دیکھین یہ روح نافرمان و غفلت شعار کس طرح نکلتی ہے۔ اگر نیک ہے تو نیکون مین جائیگی اور اگر بد ہے تو بدون مین۔

زنگیان گویند خود از ماست او	رومیان گویند بس زیباست او
ترجمہ: کہتے ہین زنگی ہماری ملک ہے	رومی کہتے ہین کہ ہے نادر شے

شرح یعنے روح نکلجانے کے بعد زنگی ارواح اشقیائے سیہ دل یا فرشتہائے عذاب یہ کہتے ہین کہ یہ روح جو اب نکلی ہے ہماری جنس مین سے ہے اور ارواح نورانیہ اہل سعادت یا فرشتہائے رحمت یہ کہتے ہین کہ یہ ہماری جنس مین سے ہے اور نہایت زیبا اور ہم مین شامل ہونے کے قابل ہے۔

چون بر آید در جہان جان وجود	پس نماید اختلاف بیض و سود
ترجمہ: جب نکلجائیگی یہ جان وجود	تب کہلے گا اختلافِ بیض و سود
گر بود زنگی برندش زنگیان	روم را رومی برد ہم از میان
ترجمہ: زنگیون مین جا ملیگی روسیاہ	نیک کو لیجائیگی رومی سپاہ

شرح جہان سے عالم آخرت یا عالم برزخ مراد ہے اور جان وجود کی اضافت ظرفیہ ہے (یعنے جانیکہ در وجود بود) بعض نسخون مین بزاید ہے۔ مگر مطلب دونونکا ایک ہے۔ یعنے جب روح عالم برزخ کی طرف جائیگی تو سفید و سیاہ اور سعید اور شقی کا اختلاف یعنے امتیاز ظاہر ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالے تازہ مسافر کی روح کا حال بیان فرما کر ارواح سابقہ کا جہگڑا مٹا دیگا۔ اگر وہ روح بد ہوگی تو بدون مین اور نیک ہوگی تو نیکیون مین شامل ہو جائیگی

تا نزاد او مشکلات عالم است	آنکہ نازادہ شناسد او کم است
ترجمہ: حال نازائیدہ کچھہ [illegible] نہین	واقف اسرار کم ہین بالیقین

شرح یعنے جب تک روح بدن سے نہین نکلتی باعث مشکلات عالم ہوتی ہے۔ مخلوق کو اسکا حال معلوم نہین ہوتا جیسا کہ بچہ جب تک پیدا نہین ہوتا اسکے حسن و قبح کا حال نہین کہلتا۔ لیکن جب روح نکلکر برزخ یا محشر مین چلی جاتی ہے تو ضرور اسکا امتیاز ہو جاتا ہے ہان جو لوگ ناپیدا ہونے سے پہلے روح موجودہ جسم کی حالت کو معلوم

کر لیتے ہین وہ بہت کم ہین - یہ لوگ عارف اور اولیاء اللہ ہین جنکو از راہ کشف مخلوق کے جسمانی روحانی حالات معلوم رہتے ہین

	او مگر ینظر بنور اللہ بود	کاندرون پوست او را رہ بود
ترجمہ	جو یہان ناظر بنور اللہ ہے	اندرونی حال سے آگاہ ہے

شرح یعنے نازائندہ بچے کو کوئی نہین پہچان سکتا مگر وہ شخص جو خدا کے نور سے دیکھتا ہو اور اندرون پوست یعنے رحم مادر یا جسم انسان کے حالات سے واقف ہو۔ مطلب یہ کہ عارف پر دنیا ہی مین برزخ و حشر کا حال مکشوف ہوتا ہے جسطرح زید ابن حارثہ پر تہا۔ مگر عارفون کو اسرار غیب کے ظاہر کرنے کی اجازت نہین ہے۔

	اصل آب نطفہ اسپیدست و خوش	لیک عکس جان رومی و حبش
ترجمہ	اصل نطفہ ہے سفیدی سر بسر	عکس جان رومی و زنگی مگر
	مے دہد رنگ احسن التقویم را	تا باسفل مے برد آن نیم را
ترجمہ	احسن التقویم کو دیتا ہے رنگ	پست ہو جاتے ہین جس سے اہل ننگ

شرح اس قطعہ مین مضمون سابق کی خارجی تمثیل ہے - یعنے دراصل نطفہ سپید باقی ہے رومی کا ہو یا حبشی کا دونون کے نطفے مین کچہ فرق نہین ہوتا لیکن گورے اور کالے آدمی کی روح کا عکس یعنے فطرتی مادہ مان کے پیٹ مین احسن التقویم یعنے قوام نطفہ کو رنگ دیا کرتا ہے اگر آدمی گورا ہے تو قوام نطفہ بہی گورا ہوگا اور اگر کالا ہے تو یہ بہی کالا ہوگا اور یہ رنگ اسلیئے ہے تاکہ اُس آدہے یعنے سیاہ رنگ کو مرتبہ اسفل کی طرف لیجائے یعنے اُسکو مکروہ اور بدرنگ پیدا کرے اور دوسرے آدہی کو خوبصورت پیدا کرے۔ اسیطرح اصل فطرت انسانی اچہی یعنے اسلام پر مبنی ہے لیکن سعادت اور شقاوت ازلی کا اثر اُسکو سپید و سیاہ یعنے سعید و شقی بنا دیتا ہے تاکہ آدہے یعنے سیاہ کو مرتبہ اسفل السافلین کی طرف لیجائے اور آدہی کو اعلےٰ علیین کی طرف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسمین بطور معنوی اسفل سے مرتبہ شقاوت اور ایمان سے مرتبہ سعادت مراد ہے۔ اور یہ دو نو مرتبے ازل ہی مین ملجاتے ہین۔

	یوم تبیض و تسود وجوہ	ترک و ہندو شہرہ گردد زان گروہ
ترجمہ	تیرہ رو جب ہونگے کچہ کچہ ماہرو	ہونگے ترک و ہند ظاہر چار سو
	فاش گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ	ہندوی یا ترک پیش ہر گروہ
ترجمہ	یہ کہلے گا کاہ ہے تو یا کہ کوہ	جان لیگا تیری حالت ہر گروہ

شرح یعنے قیامت کے دن جبکہ بہت سے چہرے سفید اور بہت سے سیاہ ہونگے ترک و ہندو ہر ایک وہ الگ الگ انگشت نما ہو جائے گا اور ہر فرقے کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ایمخاطب تو کاہ تہا یا کوہ تہا - یا بہلا

ذلیل تھا یا عالیمرتبہ۔ تھا۔ یعنے قیامت مین ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائیگا کہ فلان شخص نیک تھا یا بد اچھا تھا یا بُرا۔

در رحم پیدا نگردد ہند و تُرک — چونکہ زاید بیندش زار و سترگ

ترجمہ: پیٹ مین ماکے نہین ہے ہندو تُرک — بعد پیدائش کے ہے زار و سترگ

شرح بیند کا فاعل ہر گروہ ہے اور زار و سترگ شین کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے ماکی پیٹ مین کسی بچہ کو سیاہ و سفید (نیک و بد) نہین کہہ سکتے البتہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو ہر گروہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ بچہ زار و ناتوان ہے یا قوی جسیم ہے اسیطرح دنیا مین لوگونکا حال مخفی رہتا ہے مگر قیامت کے دن معلوم ہو جائیگا کہ وہ نیک تھا یا بد۔ نیک روشن چہرون اور بد سیہ روئی کے باعث جدا جدا پہچانے جائینگے۔

این سخن پایان ندارد باز ران — تا نمانیم از قطار کاروان

ترجمہ: یہہ سخن بے انتہا ہے میری جان — آ کہین سو کے قطار کاروان

شرح یعنے یہ سخن بے انتہا ہے اسلیئے یہان سے اسپ ہمت کو قصۂ زید کی طرف ہانک دے تا کہ مین قطار کاروان (قصۂ معرفت و اسرار) ظاہر کرون۔ یا پیغمبر کے قافلہ والون زید و علی کا حال لکھون۔

جواب گفتن زید رسول خدا را کہ احوال خلق بر من پوشیدہ نیست و ہمہ را می شناسم

ترجمہ: زید کا پیغمبر خدا کو جواب دینا کہ مخلوق کا حال مجھسے پوشیدہ نہین ہے مین سبکو پہچانتا ہون

جملہ را چون روز رستاخیز من — فاش مے بینم عیان از مرد و زن

ترجمہ: دیکھتا ہون شکل محشر سب کو مین — نیک و بد سب آشکارا مجھپہ ہین

شرح یعنے زید نے کہا کہ یا رسول اللہ جسطرح قیامت کے دن تمام مخلوق کی مرد عورت اور جنتی دوزخی الگ الگ نظر آئینگے اسیطرح مجھے آج نظر آرہے ہین اور مین اپنی آنکھون سے دیکھ رہا ہون کہ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ یعنے ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک دوزخ مین۔

ہین بگویم یا فرو بندم نفس — لب گزیدش مصطفے یعنے کہ بس

ترجمہ: کچھ کہون یا چپ رہون اے تیز ہوش — مصطفے بولے کہ چپ رہ بس خموش

شرح زید کہتے ہین کہ یا رسول اللہ مجھے از راہ کشف عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ کا تمام حال معلوم ہو گیا ہے اور یہ سب چیزین میرے نگاہ کے سامنے موجود ہین۔ لیکن آپ یہ فرمائین کہ مین یہ احوال غیب اور زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرون یا خاموش ہو رہون رسول اللہ نے زید کے لب کاٹ دیئے یعنے بند کر دیئے اور یہ فرمایا کہ اے زید بس اس راز غیبی کو زیادہ ظاہر نکرو ورنہ لوگونکا ایمان بالغیب زائل ہو جائیگا جنتی مغفرت کے بھروسے پر اعمال نیک چھوڑ دینگے اور دوزخی مایوس ہو کر ایمان نہ لاسکینگے حالانکہ یہ دونون باتین ناپسندیدہ ہین۔

یارسول اللہ بگویم سرِّ حشر — در جہان پیدا کنم امروز نشر

ترجمہ: یارسولؐ بتادون سرِّ حشر — آج ہی ہو جائے ظاہر روزِ نشر

ہل مرا تا پردہا را بردرم — تا چو خورشیدے بتابد گوہرم

ترجمہ: چھوڑ دیجے تا کرون مین پردہ چاک — اور چمکے مہر بنکر ذات پاک

شرح باوجودیکہ رسول اللہ نے زید کو آیندہ کچھ کہنے سے منع کر دیا تہا لیکن شدت ذوق وشوق اور کیفیت بیتابانہ کے باعث اُنسے نرہا گیا اور یہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ مین سرِّ محشر کہے دیتا ہون اور جہان مین آج ہی قیامت برپا کیئے دیتا ہون یعنے جو کچھ مینے دیکہا ہے لوگون کو بہی دکہائے دیتا ہون آپ مجہے اجازت دین کہ غیب کے پردے پہاڑ دون تاکہ اس سے میری حقیقت انسانی جو مظہر اسما وصفات ہے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے اور جہانکو معلوم ہو جائے کہ حقیقت انسانی آئینہ ذات بنکر اسطرح واقف اسرار ہو جایا کرتی ہے ہل صیغہ امر ہے بمعنے بگزار اور گوہر بمعنے اصل وحقیقت ہے۔ یا گوہر سے وصلی اتحاد مراد ہے جسمین دوئی کو قطعاً جگہہ نہین ملتی۔

تا کسوف آید زمن خورشید را — تا نمایم نخل را و بید را

ترجمہ: تاکہ ہو خورشید کو مجہ سے گہن — تا عیان ہو بید اور نخل چمن

شرح یعنے مین پردۂ غیب اسلیئے پہاڑنا چاہتا ہون کہ میری حقیقت انسانی ظاہر ہو کیونکہ حقیقت انسانی آئینہ ذات ہے اسکے مقابلہ مین ایک کیا لاکہہ آفتاب ہون تو بہی گہنا جائینگے اور تاکہ مین نخل پُر ثمر (مومن) اور بید بے ثمر (کافر) دونوکو جدا جدا دکہا دون اور مومن وکافر یا نیک وبد اپنے اپنے مرتبے اور درجے جُدا جُدا دیکہ لین

وا نمایم روز رستاخیز را — نقد را و نقد قلب آمیز را

ترجمہ: تا دکہا دون روزِ رستاخیز کو — نقد کو اور نقد قلب آمیز کو

شرح یعنے یارسولؐ مجہے اجازت دیجئے کہ روز محشر کا جلوہ دکہا دون اور کہرے کہوٹے (نیک وبد) کو الگ الگ ظاہر کر دون

دستہا ببریدہ اصحاب شمال — وا نمایم رنگ کفر و رنگ آل

ترجمہ: سب کے سب گنجے ہین اصحاب شمال — کہولدونگا کافر و مومن کا حال

شرح یعنے مجہے اجازت دیجئے کہ جن کافرون کے نامۂ اعمال بائین ہات مین ہونگے اُنکے کٹے ہوے ہاتہ دکہا دون اور کفر کا رنگ سیاہ جو کافرون کے چہرہ پر قیامت کے دن ہوگا الگ ظاہر کر دون اور مومنین کا رنگ سرخ الگ۔ آل سرخ رنگ کو کہتے ہین نیز آل سے آل رسولؐ یا تمام مومنین مراد ہو سکتے ہین کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کل مومن تقی فہو آلی۔ یعنے ہر پرہیزگار مومن میری آل ہے۔ گناہ گارونکے دست بریدہ ہونے سے انکا صاحب نقصان و خسارت ہونا مراد ہے یہ نہین کہ محشر مین مجرم ہونگا ہاتہ کاٹا جائے گا

وانمایم ہفت سوراخ نفاق — در ضیا کے ماہ بے خسف و محاق

ترجمہ: کھولدون مین ہفت سوراخ نفاق — چاند اک روشن ہے بے خسف و محاق

شرح: سوراخ بمعنے دروازہ ہے اور سوراخ نفاق کی اضافت سببی ہے یعنے یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ دوزخ کے وہ سات دروازے جو نفاق کے سبب کہلجاتے ہین ظاہر طور پر لوگون کو دکھادون۔ ان سات دروازون سے یہ سات قسم کے گناہ مراد ہین جو فی الواقع دوزخ کے دروازے ہین شرک۔ قتل ناحق۔ زنا۔ سود کہانا۔ یتیمون کا مال کہاجانا۔ جہاد سے بہاگنا۔ جادو کرنا نیز صحیح حدیث مین منافق کیچار علامتین مذکور ہین امانت مین خیانت کرنا۔ باتون مین جہوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ لڑائی جہگڑے مین گالیان بکنا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یارسول اللہ یہ دوزخ کے سات دروازے مین اپ کی ماہ نبوت کی روشنی کے طفیل مین دکھاسکتا ہون جو بلا خوف و بلا نقصان ہے کیونکہ میرا آئینۂ قلب آپکے آفتاب رسالت کے پرتو سے منور ہوگیا ہے نیز ممکن ہے کہ ضیا کے ماہ سے نور ذات مراد ہو جسکے طفیل کشف اسرار ہوتا ہے اور جو محاق وخسف سے ہمیشہ محفوظ ہے

وانمایم من پلاس اشقیا — بشنوانم طبل و کوس انبیا

ترجمہ: مین دکھادونگا لباس اشقیا — اور سنوادونگا کوس انبیا

شرح: یعنے آپ اجازت دین تو مین لوگون کو دوزخیون کی پوشاک دکھادون اور انبیا کی شان و شوکت کے نقارے بجتے سنوادون

دوزخ و جنات و برزخ درمیان — پیش چشم کافران آرم عیان

ترجمہ: دوزخ و جنات و برزخ سب کے سب — کافرون کے سامنے لاتا ہون اب

شرح: یعنے آپ اجازت دین تو دوزخ و جنت کو اور نیز ان دونون کے پاس اعراف ہو کافرون کی آنکہون کے سامنے لے آؤن۔ یا یہ کہ دوزخ و جنت اور عالم برزخ زمانہ مابین موت و حشر کو ظاہر کردون تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ مرنے کے بعد مومن کا کیا حال ہوتا ہے اور کافر پر کیا گزرتی ہے لفظ برزخ بمعنے اعراف و عالم برزخ دونو طرح صحیح ہے۔ عالم برزخ وہ عالم ہے جسمین مرنے کے بعد سے قیامت کے دن تک رہنا پڑیگا۔

وانمایم حوض کوثر را بجوش — کآب بر روشان زند بانگش بگوش

ترجمہ: حوض کوثر کو دکہاؤن جوش مین — منہ پہ ہے چھینٹے ہون صدا ہو گوش مین

شرح: یعنے آپ اجازت دین تو مین حوض کوثر کو ہی حالت مین ظاہر کردون کہ موجین مارہا ہو اور لوگون کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہو اور اسکی موجون کی آواز کانون مین آرہی ہو ضمیر شان عموماً آدمیون کی طرف راجع ہے۔

وان کسان کہ تشنہ بر گردش دوان — یک بیک را وانمایم کہ کیند

ترجمہ: اور جتنے حوض پر ہین تشنہ کام — مجھپہ ایک اک کرکے ظاہر ہین تمام

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین اُنمین سے ایک ایک کا نام لیکر بتا دون جو حوض کوثر کے گرد پیاسے پہر رہے ہین۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ❊ وانکسان کہ تشنہ بر گردش دوان ❊ گشتہ اند اینہم نمام من عیان ❊ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے اُن پیاسونکو ظاہر کرودن جو حوض کوثر کے گرد دوڑتے پہرتے ہین۔

می بساید دوش شان دوشِ من ❊ نعرہا شان میرسد در گوش من

ترجمہ: یعنے چھلتا ہے کہوے سے وہان کہوا ❊ اور صدا آتی ہے کانونمین ہوا

شرح یعنے میرے کندہے حوض کوثر کے گرد پہرنے والون کے کندہون سے ملے ہوئے ہین اور اُنکی آواز مین میرے کانونمین آرہی ہین

اہل جنت پیش چشمم زاختیار ❊ درکشیدہ یک بیک را در کنار

ترجمہ: اہل جنت جسقدر ہین کامگار ❊ ہین مری آنکہون کے آگے ہمکنار

شرح زید کہتے ہین کہ یا رسول اللہ اہل جنت اپنے اختیار سے میری آنکہون کے سامنے ایک دوسرے کو بغل مین لئے ہوئے ہین یعنے معانقہ کر رہے ہین اور باہم ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے دوستون کی ملاقات اور جنت کے بازارون کی سیر کو جارہے ہین اور حورون کے لبون کے بوسے لے رہے ہین۔

کر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ ❊ از حسان و نعرۂ واحسرتاہ

ترجمہ: کان بہرے ہوئے جاتے ہین سن سن کے آہ ❊ اہل دوزخ کرتے ہین واحسرتاہ

شرح یعنے یا رسول اللہ مین اہل جنت کی طرح دوزخیون کی حالت کو بہی دیکہہ رہا ہون۔ ادن کمینون کی آہ وفریاد اور نعرہ واحسرتاہ رہا ہے افسوس ہم ایمان کیون نہ لائے اسے میرے کان بہرے ہو گئے ہین۔

این اشارتہاست گویم از نغول ❊ لیک مے ترسم ز آزار رسول

ترجمہ: یہ اشارے ہین کہون کیا بوالفضول ❊ ہے مجہے بس خوف آزار رسول

شرح زید کہتے ہین کہ اہل جنت و دوزخ کے مذکورہ بالا احوال یعنے بطور اشارہ وکنایہ بیان کئے ہین مین تو یہ چاہتا ہون کہ عمیق و مفصل طور پر کہون اور ایک ایک جنتی اور دوزخی کا نام لیکر بتا دون لیکن رسول اللہ کے رنجیدہ ہونے سے ڈرتا ہون کیونکہ مین آپ کے حکم کے برخلاف ان اسرار کو ظاہر کرونگا تو حضور کو رنج ہوگا نغول بمعنے عمیق و کامل و تمام و دراز و بعید مستعمل ہے لیکن یہان بمعنے شرح مفصل لیا گیا ہے

ہمچنین میگفت سرمست و خراب ❊ داد پیغمبر گریبانش بتاب

ترجمہ: بیخودی مین اسطرح کہتے تہے زید ❊ لوٹے پیغمبر کہ کر باتون کو قید

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے زید سرمستی عشق الٰہی اور نشۂ وحدت مین اسیطرح سے کہے چلے جاتے تہے یہانتک پیغمبر نے اُنکے گریبان کو مروڑ دیا۔ یعنے اشارہ کیا کہ اے زید خاموش رہ۔ بس اور کچہ نہ کہہ

گفت ہین در کش کہ اسپت گرم شد | عکس حق لا یستحیی زد شرم شد

ترجمہ: بولے پیغمبر ترا اشہب ہے گرم | پیش حق گوئی نہین باقی ہے شرم

شرح: یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زید خبردار کلام کی باگ کھینچ لے۔ کیونکہ تیرا اسپ جذبات اور سمند مشاہدات تیز ہو گیا ہے اب تو اس سے اترکر عالم بشریت کی طرف آ۔ اے زید تجھپر ان اللہ لا یستحیی من الحق (اللہ تعالے حق کہنے سے ہرگز نہین شرماتا) کا عکس پڑ گیا ہے اسلئے تیری شرم جاتی رہی ہے۔ یعنے حق بات کہنے سے شرم نکرنا صفت الٰہی ہے یہ صفت تجھپر عکس افگن ہے اور تو متخلق باخلاق اللہ ہے۔

آئینہ تو جست بیرون از غلاف | آئینہ میزان کجا گوید خلاف

ترجمہ: تیرا آئینہ ہوا ہے بے غلاف | آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح: یعنے اے زید تیرا آئینہ دل غلاف کثرت و کثافت سے باہر نکل آیا ہے اور ذات و صفات و حشر و نشر وغیرہ سب واقعی طور پر اسمین منعکس ہو گئے ہین۔ کیونکہ آئینہ اور ترازو دروغ گو نہین ہوا کرتے آئینہ بلا زیادتی و نقصان اُسی چیز کو دکہاتا ہے جو واقع مین ہوتی ہے اور ترازو اشیا کے وزن کو اُسیقدر بتاتی ہے جسقدر اُنکا واقعی وزن ہوتا ہے سیر کو دو سیر یا برعکس ظاہر نہین کرسکتی اے زید اسیطرح تیرے دل نے حشر و نشر وغیرہ کی وہی کیفیت بیان کی ہے جو واقعی ہے۔ مطلب یہ کہ پیغمبر نے حضرت زید کے قول کی تصدیق فرمائی۔

آئینہ و میزان کجا بندد نفس | بہر آزار و حیائے ہیچکس

ترجمہ: آئینہ میزان نہین رہتے خموش | بہر آزار و حیا اے تیز ہوش

شرح: یعنے آئینہ اور ترازو اظہار حق سے کبھی خاموش نہین رہتے بلکہ ہر وقت زبان حال سے امر واقعی کہتے رہتے ہین اور اس اظہار امر حق مین اُنکو نہ کسی کے ستانے کا خیال ہے اور نہ کسی سے شرماتے ہین خواہ اُنکو کوئی توڑ پہوڑ دے خواہ ثابت رکھکر اُنپر احسان کرے پہلی حالت مین انہین آزار کا خیال نہین اور دوسری حالت مین پاس حیا نہین کرتے بلکہ ہر حالت مین آئینے اور ترازو کا کام سچ بولنا ہے۔ اے زید اسیطرح تیرا آئینہ دل اظہار امور واقعی سے جو بطور کشف تجھے معلوم ہوے ہین۔ ہرگز نہین شرماتا لیکن تاہم اسرار کا چھپانا ہے بہتر ہے

آئینہ و میزان محکہاے سنی | گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی

ترجمہ: آئینہ میزان کسوٹی ہین ضرور | کوئی خدمت کرکے گر اے پر شعور

کز براے من بپوشان راستی | بل فزون بنما و منما کاستی

ترجمہ: یون کہے میرے لئے تو جہوٹ بول | کچھ دکہا برعکس یا برعکس تول

شرح: ان اشعار مین میزان آئینہ پر معطوف ہے مگر وزن اشعار درست رکھنے کے لئے آئینہ بلا ہمزہ پڑہا جائیگا

	اوش گوید ریش و سبلت بر مخند		آئینہ و میزان و آنگہ ریو و بند
ترجمہ	وہ یہ کہتے ہین کہ او احمق معاف		آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ آئینہ اور ترازو دونو امر واقعی معلوم کرنے کی محک یعنے کسوٹی ہین۔ اگر کوئی شخص اُنکے ساتھ عرصۂ دراز تک تملق و چاپلوسی کرکے بھی یہ کہے کہ اے آئینہ و ترازو تم میرے لیئے راستی یعنے امر واقعی کو چھپالو اور میرے حق مین زیادتی یعنے فائدہ ہی ظاہر کرو اور نقصان نہ دکھاؤ تو وہ دونو یہ کہہ دیتے ہین کہ اے بیوقوف اپنے ڈاڑھی اور مونچھون پر نہ ہنس یعنے احمق اور مسخرا نہ بن۔ تو ہمکو آئینہ و ترازو بھی کہتا ہے اور پھر ہمسے مکر و حیلہ بھی چاہتا ہے یہ ہرگز نہوگا۔ ہمسے جھوٹ فریب کسطرح سرزد نہوگا۔ اسیطرح اہل اللہ کا آئینہ دل اپنے کشف کو غیر واقعی طور پر بیان نہین کیا کرتا بلکہ انکا کہا سچ ہوتا ہے

	چون خدا ما را برائے آن فراخت		کہ بما بتوان حقیقت را شناخت
ترجمہ	اسلیئے پیدا ہوئے ہین ہم یہان		واقعی حالت ہو تا سب پر عیان
	این نباشد ما چہ ارزیم اے جوان		کے شویم آئین روئے نیکوان
ترجمہ	گر نہو یہ بات تو پھر کیا ہین ہم		مُنہ لگائین کیا ہمین اہل کرم

شرح یعنے آئینہ اور ترازو اس تملق کرنے والے بیوقوف آدمی سے یہ کہتے ہین کہ ہمین اللہ تعالے نے حقیقت اشیا ظاہر کرنے کے لیئے پیدا کیا ہے جب ہم مین یہ صفت نہوگی بلکہ جھوٹ بولنے لگین گے تو ہم کیا قدر و قیمت پاسکینگے۔ اور نیک لوگ ہمارے استعمال کے عادت کیونکر ڈالین گے حسین آئینہ کو کبھی مُنہ نہ لگائینگے اور ترازو کبھی نیکبختون کے سامنے نہ آئیگی حالانکہ نیکون کی عادت نفع لینے نیکی ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ و میزان جھوٹ نہین بولتے اسیطرح اے زید تیرا آئینہ دل مظہر جمال مطلق اور تیرے کلمات ترازو سے حق ہین مگر تاہم اس راز کو مخفی رکھہ

	لیک درکش در بغل آئینہ را		گر تجلی کرد سینا سینہ را
ترجمہ	رکھہ بغل مین اپنے اس آئینے کو		اس نے سینا کر دیا ہے سینے کو

شرح یہ شعر گذشتہ مصرع (آئنہ تو جست بیرون از غلاف) کے متعلق مقولہ پیغمبر علیہ السلام ہے۔ یعنے اے زید جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ بالکل واقعی امر ہے لیکن تو اس آئینہ اسرار کو اپنے بغل مین چھپالے یعنے عالم بشریت کی طرف آجا۔ اگرچہ تجلی اسرار نے تیرے سینہ کو طور سینا بنادیا ہے مگر اس راز کا چھپانا ہی بہتر ہے بعض نسخون مین بغل کیجگہ نمد ہے یعنے نمدہ جو آئینہ کا غلاف ہوا کرتا ہے اور اگر معنے اگرچہ ہے اور بعض نسخون مین گر کی جگہ کز ہے مخفف کہ از یعنے اے زید آئینہ اسرار کو نمدہ مین چھپا لے کیونکہ تجلی اسرار الٰہی کے باعث سینہ طور سینا بنگیا ہی اور تیرے دل مین غیب کی باتین منکشف ہوگئی ہین لیکن ایسے اسرار کا چھپانا فرض ہے چنانچہ موسیٰ کا بیہوش ہو کر دنیا اسرار چھپانے کے لئے تھا

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل — آفتاب حق و خرشید ازل

ترجمہ: بولے وہ چھپتا ہے کب زیر بغل — آفتاب ذات و خرشید ازل

ہم دغل را ہم بغل را بر درد — نے جنون ماند بہ پیشش نے خرد

ترجمہ: ہے دغل شکل بغل اس سے زبون — اسکے آگے ہیچ ہے عقل و جنون

شرح یعنے جب پیغمبرؐ نے اس راز کے چھپانے کی تاکید کی تو زید نے یہ کہا کہ آفتاب حق اور خرشید ازل (یعنے ذات حق) کو کوئی بغل مین کیونکر چھپا سکتا ہے کیونکہ آفتاب دغل (قالب انسانی) اور بغل وغیرہ کو پھاڑ کر اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور اسکی تجلی کے سامنے نہ جنون رہتا ہے نہ عقل۔ بلکہ آدمی فنافی الذات ہوجاتا ہے۔ اور بے اختیاری کے عالم مین ناگفتنی کہہ بیٹھتا ہے۔ دغل اس شخصکو کہتے ہین جسکا باطن خلاف ظاہر ہو۔ چونکہ قالب انسانی مین یہ صفت موجود ہے اسلیئے بدن کو دغل کہا گیا ہے۔

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی — بینی از خرشید عالم را تہی

ترجمہ: بولے حضرت رکھکے انگلی آنکھہ پر — دیکھہ لے کب سورج آتا ہے نظر

یک سر انگشت پردۂ ماہ شد — این نشان ساتری اللہ شد

ترجمہ: ایک انگلی کو حجاب ماہ جان — ہے یہی اک ستر خالق کا نشان

شرح لفظ ساتری مین فک اضافت اور یائے تحتانی مصدری ہے بمعنے ستر یعنے زید کے جواب مین پیغمبر نے یہ فرمایا کہ جب تو ایک انگلی اپنی آنکھہ پر رکھہ لیتا ہے تو آفتاب سے عالم کو خالی دیکھتا ہے سورج تیری نظر سے غائب ہوجاتا ہے۔ اسیطرح ایک انگشت چاند کا پردہ بنجاتی ہے اور اسے چھپالیتی ہے یہ آنکھہ پر انگلی رکھنے سے چاند سورج کا چھپ جانا ستر الٰہی کی تشبیہ ہے جسطرح انگلی آنکھہ پر رکھنے سے چاند سورج چھپ جاتا ہے اسیطرح تیرا سکوت انگلی رکھنے کے مانند ہے جب تو انکشاف راز سے سکوت کرکے مرتبۂ بشریت کی طرف آجائیگا تو جلوۂ ذات پنہان ہوجائیگا۔ یہ معنے ہین کہ سر انگشت کا چاند سورج کو چھپالینا خدا کے ستار ہونے کی دلیل ہے بس تو اے زید تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہوکر اس راز کو چھپالے جب ایک انگلی سورج کو چھپالیتی ہے تو کیا تو راز کو نہین چھپا سکتا

تا بپوشاند جہان را نقطۂ — مہر گردد منخسف از سقطۂ

ترجمہ: ایک نقطہ کل جہان کا ہے حجاب — ابر کا ٹکڑہ ہے ستر آفتاب

شرح تا بمعنے خبردار ہے یعنے اے زید جسطرح سارے جہان کو ایک نقطہ (سر انگشت) چھپالیتا ہے کیونکہ جب آدمی نے آنکھہ پر انگلی رکھلی تو اسکے نزدیک تمام جہان معدوم یا مخفی ہوگیا اور سورج ایک سقطہ (ابر کے ایک ٹکڑہ) سے گہن مین آجاتا ہے اسیطرح انگشت سکوت تجلی ذات کو چھپالیتی ہے۔

	لب بہ بند و غور دریائے نگر	بحر را حق کرد محکوم بشر
ترجمہ	قعر دریا دیکھ لب کو بند کر	کر دیا ہے حق نے محکوم بشر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اےمخاطب دریائے اسرار کے گہراؤ کو جو قلب مین روان ہے خاموش ہو کر دیکھ یہ ہر حالت مین تیرا محکوم ہے مستی و ہوشیاری خموشی و گویائی وحدت و کثرت مین ایک طرح قلب مین جاری رہتا ہے البتہ اسکا کنارون سے باہر یعنے لب سے نکلنا موجب ہلاکت عام ہے وہ عوام سی تو جانتے نہین گرداب الحاد مین گرفتار ہو جائینگے۔ اور تیری تکذیب کرینگے۔

	ہمچو چشمۂ زنجبیل و سلسبیل	ہست در حکم بہشتی جلیل
ترجمہ	شکل نہر زنجبیل و سلسبیل	ہین جو محکوم بہشتی جلیل

شرح یعنے جسطرح چشمۂ زنجبیل سلسبیل ہر جلیل القدر بہشتی کا محکوم ہوگا اسیطرح دریائے اسرار تیرا محکوم ہے۔

	چار جوئے جنت اندر حکم ماست	این نہ زور ما ز فرمان خداست
ترجمہ	چار نہرین ہین ہمارے حکم مین	اصل مین ہین سب خدا کے حکم مین

شرح یعنے جسطرح بہشت کی چار نہرین جنتیون کی محکوم ہین اسیطرح چار نہرین اولیاءاللہ کی محکوم ہین چنانچہ دنیا مین پانی کی نہر جوئے علم و معرفت شیر کی نہر جوئے عمل شراب کی نہر جوئے عشق اور شہد کی نہر جوئے حلاوت و قرب ہے اور یہ نہرین اُنہی بہشت کی نہرون مین ملجاتی ہین۔ مگر انکا محکوم ہونا اولیاءاللہ کی طاقت کے سبب نہین ہے بلکہ خدا کے حکم سے ہے یعنے چونکہ اولیاء خدا کے خاص محکوم ہوتے ہین اسلیئے اللہ تعالےٰ ہر چیز کو انکا محکوم بنا دیتا ہے۔ کیونکہ حسب مضمون حدیث جو خدا کا ہو رہتا ہے سب چیزین اُسکی ہو جاتی ہین۔

	ہر کجا خواہیم داریمش روان	ہمچو سحر اندر مراد ساحران
ترجمہ	مانتے ہین اسطرح وہ اپنا حکم	سحر مانے جسطرح ساحر کا حکم

شرح یعنے اولیاء دنیوی اور بہشتی نہرون کو جسطرف چاہین روان کر سکتے ہین جنت مین نہرونکا ہر طرف روان کرنا یہ ہے کہ اپنے مکانون مین نہرون کو جہان چاہین بہا سکتے ہین اور دنیا مین یہ کہ اولیا قلوب اہل عالم پر قادر ہین۔ اسلیئے علم و عمل اور عشق و قرب کی نہرین جس طالب کے دل کی طرف چاہین پھیر سکتے ہین۔ اور یہ نہرین اولیاء کی اسطرح محکوم ہین جسطرح سحر جادوگر کا محکوم ہوتا ہے کیونکہ جادوگر جہان چاہتا ہے اپنے سحر سے کام لے لیتا ہے۔

	ہمچو این دو چشمۂ چشم روان	ہست در حکم دل و فرمان جان
ترجمہ	جسطرح یہ چشمۂ چشم روان	زیر حکم دل تو فرمانِ جان

شرح یعنے اسرار کے دریا اور چشمے اسطرح اولیاءاللہ کے محکوم ہین جسطرح چشم روان دور تک پہنچنے والی آنکھیں

کے دو چشمے دل اور جان کے محکوم ہین یہ دو چشمے اُدہر ہی کو جاتے ہین جدہر دل لیجاتا ہے

	گر بخواہد رفت سوے زہر مار	ور بخواہد رفت سوے اعتبار
ترجمہ	جاتی ہے گاہ آنکھ سوے زہر مار	حکم دل سے ۔ گاہ سوئے اعتبار
	گر بخواہد سوے محسوسات شد	ور بخواہد سوے ملبوسات شد
ترجمہ	گاہ محسوسات کی جانب گئی	گاہ ملبوسات کی جانب گئی
	گر بخواہد سوے کلیات راند	ور بخواہد حبس جزئیات ماند
ترجمہ	حکم دل سے محو کلیات ہے	اور گاہے حبس جزئیات ہے

شرح زہر مار (سانپ کے زہر) سے محرمات جسمانیہ و لذات نفسانیہ اعتبار سے عبرت از حال رفتگان ۔ یا عجائب برا سرار اشیا ، محسوسات سے معلومات ظاہری ملبوسات سے معلومات پنہانی کلیات سے عالم ملکوت اور جزئیات سے افعال دنیوی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ آنکھین دل کی محکوم ہین دل اپنی خواہش کے مطابق انہین کبھی محرمات جسمانیہ کی طرف لیجاتا ہے اور کبھی کسی چیز کو دیکھکر عبرت حاصل کرنے کی طرف کبھی معلومات ظاہری کی طرف کھینچتا ہے اور کبھی معلومات باطنی طرف ۔ کبھی عالم ملکوت کی جانب ہانکدیتا ہے اور کبھی یہ دو نو دنیوی جزئیات مین قید ہو کر رہجاتی ہین ۔ غرضیکہ ہر حال مین آنکھین دل کی محکوم ہین اور اُسی جانب اُٹھتے ہین جسطرح پہلے دل برانگیختہ ہو کر انہین اُٹھاتا ہے ۔

	ہمچنین ہر پنج حس چون نایزہ	بر مراد امر دل شد جائزہ
ترجمہ	اور اسی صورت سے یہ پانچون حواس	رکہتے ہین ہر وقت حکم دل کا پاس

شرح یعنے جسطرح آنکھین دل کی محکوم ہین اسیطرح پانچون حواس (سمع بصر شم ذوق لمس) دل کے حکم کے مطابق ٹونٹی کی طرح روان رہتے ہین ۔ نایزہ (بمعنے ٹونٹی) جائزہ بمعنے روان سے متعلق ہے ۔

	ہر طرف کہ دل اشارت کردشان	میرود ہر پنج حس دامن کشان
ترجمہ	دل اشارہ انکو دیتا ہے جدہر	جاتے ہین یہ اُس طرف کو دوڑ کر
	دست و پا در امر دل شد مبتلا	ہمچو اندر دست موسے آن عصا
ترجمہ	دست و پا ہین حکم دل مین مبتلا	جسطرح تہا دست موسےٰ مین عصا

شرح یعنے پانچون حواس دل کے محکوم ہین اور دل جدہر اشارہ کرتا ہے اُسکا حکم بجالانے کے لیئے اُدہر ہی چلے جاتے ہین چنانچہ ہات پانو اسطرح دل کے مطیع ہین جسطرح حضرت موسےٰ کے ہاتہہ مین اُنکا عصا مطیع تہا کہ حسب الحکم کبھی سانپ بنجاتا تہا اور کبھی عصا ۔ یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے قال القہا یموسےٰ ۔ یعنے اے موسےٰ اس عصا کو ہاتہہ سے پہینکدو جب اُنہون نے پہینکا تو سانپ بنگیا اور جب اُسے اُٹھا لیا تو پھر عصا ہو گیا ۔

	دل بخواہد پا در آید زو برقص		یا گریزد سوے افزونی زنقص
ترجمہ	پا تو حکم دل سے ہین مصروف رقص		ہین گریزان سوے افزونی و نقص

شرح زو یا تو مخفف زود ہے یا بمعنے از و ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو پانو بہت جلد یا دل کے محکوم ہونیکے باعث رقص مین آجاتا ہے یا نقصان یعنے فسق وعصیان سے فائدے یعنے کمال طاعت و احسان کی طرف گریز کرجاتا ہے بعض نسخون مین افزونی ونقص بواو عطف ہے بمعنے یائے تردید مطلب دونکا ایک ہے۔

	دل بخواہد دست آید در حساب		یا اصابع تا نویسد او کتاب
ترجمہ	ہاتہہ حکم دل سے کرتا ہے حساب		انگلیان تحریر کرتی ہین کتاب

شرح اصابع دست پر معطوف ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو آدمی کا ہاتہہ عبادت یا زر و مال دنیوی کا حساب کرنے لگتا ہے۔ اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتہہ انگلیون کی مدد سے لکہنا شروع کردیتا ہے غرضیکہ ہر عضو دل کا محکوم ہے

	دست در دست نہانے ماندہ است		او درون تن برون بنشاندہ است
ترجمہ	دست پنہانی کا نوکر ہے یہ ہات		اور وہ اندر ہے باہر ہے یہ ہات

شرح نہانے بیائے معروف ومجہول دونو طرح صحیح ہے اور دست نہان سے مراد قلب ہے یعنے یہ ظاہری ہاتہہ ایک باطنی ہاتہہ (قلب) کا آلہ اور اسکا محکوم ہے باطنی ہاتہہ اندر ہے اور اسنے تن یعنے ظاہری اعضا کو اجرائے حکم کے لیئے باہر بیٹہار کہا ہے یعنے تمام اعضا دل کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے ہین۔

	گر بخواہد بر عدو مارے شود		ور بخواہد بر ولی یارے شود
ترجمہ	حکم دل سے غیر کے حق مین ہے مار		حکم دل سے یار کا ہوتا ہے یار

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتہہ دشمن کے حق مین سانپ بنجاتا ہے یعنے اُسے ایذا پہنچاتا ہے اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتہہ ولی یعنے دوست کا مددگار ہوجاتا ہے اور اسکے حق مین سپر بنکر ایذا سے بچالیتا ہے

	گر بخواہد کفچۂ در خوردنی		ور بخواہد ہمچو گرزِ دہ منی
ترجمہ	ہے کبہی وہ چمچہ بہر خوردنی		اور کبہی ہے شکل گرز دہ منی

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتہہ خوردنی (کہانے کے لایق چیزون) کے لیئے چمچہ بنجاتا ہے اور حسب خواہش دل یہی ہاتہہ دوسرون کو آزار دینے کے لیئے دس سیر کا گرز ہوجاتا ہے۔

	دل چہ میگوید بدیشان اے عجب		طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب
ترجمہ	ان سے کچہہ دیتا ہے دل کیا اے عجب		ہے عجب پیوند و پنہانی سبب

شرح یعنے یہ اعضا جو محکوم دل ہین یا الٰہی دل اُنسے کیا کہدیتا ہے۔ دل اور اعضا مین کچہہ عجیب طرح کا پیوند

با تعلق ہے کہ جو دل کہدیتا ہے اعضا اُسے قبول کر لیتے ہین اور یہ دل کے حاکم اور اعضا کے محکوم ہونے کا کوئی عجیب پنہانی سبب ہے جو بطور ظاہر ہر کسی کو معلوم نہین ہو سکتا وہ پنہانی سبب یہ ہے کہ دل مظہر انوار الٰہی ہے اسلیئے سب اعضا اور تمام ظاہری و باطنی حواس اس سے ایسا تعلق رکھتے ہین جو نوکر کو آقا یا رعایا کو بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ یعنے دل بادشاہ ہے اور تمام قوے اسکی رعایا۔

دل مگر مہر سلیمان یافتہ ست — کہ مہار پنج حس برتافتہ ست

ترجمہ: دلکو کیا مہر سلیمان مل گئی — حاسّون کی باگ جسنے پہیر دی

شرح: یعنے شاید دل نے حضرت سلیمان کی مہر (سلطنت عظیم) حاصل کر لی ہے کہ تمام حواس کی باگ پہیر کر اپنے تصرف مین کر لی ہے اور جسطرح مخلوق سلیمان ؑ کی مطیع تہی اسیطرح حواس دل کے تابع ہین۔

پنج حسے از برون مامور او — پنج حسے از درون مامور او

ترجمہ: حس ظاہر سب کے سب اُسکے اسیر — حس باطن سب کے سب فرمان پذیر

شرح: یعنے پانچون ظاہری حواس اور پانچون باطنی حواس دل کے مطیع ہین مامور بمعنے قیدی و پابند ہے

ده حس ست و هفت اندام و دگر — آنچه اندر گفت ناید می شمر

ترجمہ: ہین اُسی کے سات اعضا۔ دس حواس — اور جو چیزین ہین بیرون از قیاس

شرح: یعنے دسون حواس اور ساتون اعضا اور انکے سوا دیگر قوتین (مثلاً قوت نباتیہ وحیوانیہ) اور دیگر رگ پٹّہے اور انتڑیان وغیرہ (جو بیان مین نہین آسکتے) ایخاطب تو خود سوچکر گنتا جا سب کے سب محکوم دل ہین لفظ دگر دوسرے مصرع سے متعلق ہے **فائدہ** دس حواس ظاہری و باطنی مشہور ہین یعنے باصرہ سامعہ شامہ لامسہ ذائقہ حواس ظاہری ہین اور خیال وہم۔ حافظہ متخیلہ حس مشترک حواس باطنی ہین اور سات اعضا باعتبار ظاہر سر پیٹ دو نوہات دو نو پانو اور شرمگاہ ہے اور باعتبار باطن دل۔ جگر۔ دماغ گردہ۔ پہیپڑہ تلی ششش سپرز ہین

چون سلیمانی دلا در مهتری — بر پری و دیو زن انگشتری

ترجمہ: چاہیئے تشکل سلیمان سروری — مار دیو نفس پر انگشتری

شرح: یعنے ایدل تو سلیمان ثانی اور تمام قوتون پر حاکم ہے اسلیئے تمام پریون (قوائے نفسانیہ) اور دیوون (خواہشات حیوانیہ) پر انگشتری مار یعنے تمام قوتون کو اپنا مسخر و مطیع کر لے۔ انگشتری زدن بمعنے حکومت کرنا ہے

گر درین ملکت بری باشی ز ریو — خاتم از دست تو نستاند سه دیو

ترجمہ: گر نہو تجہین مر یجان مکر و ریو — چہین سکتا ہے انگوٹھی کب سہ دیو

شرح: یعنے ایدل اگر تو مکر اور حیلہ سے بری ہے اور صدق و صفا کو قبول کر لے۔ تو تیری حکومت سہ دیو نہین چہین سکینگے

یعنے تیری حکومت جو تمام اعضا پر ہے اسکو شیطان اپنا مسخر نہین کرسکتا۔ اور تو اپنے اس وقوے سے مغلوب نہین ہوسکتا بلکہ ہمیشہ غالب رہیگا سدیو اُس دیو کا نام ہے جسنے حضرت سلیمان ؑ کے انگشتری چرائی تھے مگر یہان مراد شیطان ہے۔ بعض نسخون مین سہ دیو ہے۔ یعنے شیطان اور نفس اور حب ماسوے اللہ کے تین دیو تجھپر غالب نہین آسکتے بشرطیکہ تو صدق وصفا کا پابند رہے اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالے۔

بعد ازان عالم بگیرد اسم تو ۔۔۔ دو جہان محکوم تو چون جسم تو

ترجمہ تاکہ عالم گیر پھر ہوجائے اسم ۔۔۔ دو جہان محکوم ہون مانند جسم

شرح یعنے اگر تو صدق وصفا کو اختیار کرلیگا تو سارا جہان نیکی کے ساتھ تیرا نام لیگا۔ اور دو جہان تیرے ایسے محکوم ہوجائینگے جیسا کہ تیرا جسم تیرا محکوم ہے۔ یعنے تجکو علم تسخیر مخلوقات حاصل ہوجائیگا۔

ور ز دستت دیو خاتم را ببرد ۔۔۔ بادشاہی فوت شد بختت بمرد

ترجمہ گر انگوٹھی لیگیا دیو اے حبیب ۔۔۔ بادشاہی ہوچکی ہو یا نصیب

شرح یعنے تیری حکومت اگر شیطان نے چھین لے اور تجسے بد افعال صادر کرالے تو یہ سمجھ کہ بادشاہی جاتی رہی اور نصیبا سو گیا یعنے تو قرب الٰہی سے محروم رہا۔ اور رحمت سے دور ہوکر جہنم مین جا پڑا نعوذ باللہ منہا۔

بعد ازان یا حسرۃً شد للعباد ۔۔۔ بر شما مختوم تا یوم التناد

ترجمہ بعد ازان رہ جائیگی حسرت تجھے ۔۔۔ تا قیامت غم رہیگا۔ جان سے

شرح لفظ شد مختوم کے متعلق ہے۔ اور مختوم بمعنے مہر کردہ و لازم شدہ ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو مضمون آیت یا حسرۃً علی العباد اے بندو تمپر افسوس ہے قیامت تک واجب و لازم ہوگیا۔ بعض نسخون مین یا حسرتا شد یا عباد ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو اے لوگو یا حسرتاہ ہائے افسوس ہائے افسوس کرتے رہوگے

ور تو دیو خویشتن را منکری ۔۔۔ از ترازو و آئنہ کے جان بری

ترجمہ اور اگر شیطان کا منکر ہے تو ۔۔۔ آئینہ کو دیکھہ لے اے زشت رو

شرح یعنے اگر تجھے یہ خیال ہے کہ نفس و شیطان کوئی شے نہین تو ذرا صبر کر محشر کے دن آئینۂ اعمال اور ترازوے عدالت سے جان بر نہو سکیگا۔ تیرے اعمال تیرے سامنے آئینہ کی طرح پیش کئے جائینگے اور میزان مین تولے جائینگے۔ بعض نسخون مین مکر خود را گر تو انکار آوری ہے۔ یعنے اگر تو اپنے مکر باطن کا منکر ہے تو ذرا صبر کر محشر مین سب معلوم ہوجائیگا۔ کہ تو نے کیا کیا مکر کیئے اور کن فریبون سے دنیا یا دین کو حاصل کیا۔

متہم کردن غلامان و خواجہ تاشان لقمان را کہ میوہ ہا خوب خوردہ

ترجمہ غلامونکا لقمان پر تہمت لگانا اور یہ کہنا کہ اچھے اچھے میوے اسی نے کھالئے ہین

شرح آگے چلکر معلوم ہوجاویگا کہ خواجہ نے لقمان کا امتحان لیا تہا اور اسیطرح اللہ تعالے اعمال بندگان کا امتحان لیگا اس لحاظ سے دونو قصوں مین مناسبت موجود ہے اس امتحان کی تفصیل عنقریب آتی ہے

بود لقمان پیش خواجہ خویشتن　　در میان بندگانش خوار تن

ترجمہ روبرو خواجہ کے لقمان جلیل　　تہے میان بندگان خوار و ذلیل

شرح یعنے حضرت لقمان غلامی کی حالت مین اپنے مالک کے آگے دیگر غلامون کی زمرہ مین انہی کی طرح ذلیل و خوار رہتے سہتے حضرت لقمان کی ولایت پر سب کا اتفاق ہے اور عکرمہؓ نے انکو نبی بھی کہا ہے پہلے عرب مین یہ کسیکے غلام تہے اور پھر آزاد ہوگئے حضرت لقمان کے عجیب وغریب واقعے تفسیر کی کتابوں مین مذکور ہین۔

مے فرستاد او غلامان را بباغ　　تا کہ میوہ آیدش بہر فراغ

ترجمہ اُسنے بہیجے باغ بین اپنے غلام　　تاکہ لائین توڑ کر میوے تمام

شرح یعنے مالک غلامون کو اپنے باغ مین اسلیئے بہیجا کرتا تہا کہ وہ میوے توڑ لائین اور مالک فراغت سے کہائے

بود لقمان در غلامان چون طفیل　　پر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل

ترجمہ تہے طفیلی اُن مین وہ ایسے نیکذات　　پر معانی تیرہ رنگت جیسے رات

شرح یعنے لقمان ظاہر مین رات کی طرح سیاہ رنگ اور باطن مین انوار معانی و اسرار سے پر تہے طفیلیون کی طرح رہتے تہے

آن غلامان میوہ ہائے جمع را　　خوش بخوردند از نہیب طمع را

ترجمہ اُن غلامون نے کیا جو میوہ جمع　　تہے ندیدے کہا گئے سب بہر طمع

شرح دوسرے مصرع مین نہیب بمعنے غلبہ اور را بمعنے برائے ہے۔ یعنے اُن غلامون نے اپنے جمع کیے ہوے میوون کو غلبۂ حرص و طمع کے سبب خوب کہا یا اور اپنا جرم لقمان کے ذمے لگا دیا۔

خواجہ را گفتند لقمان خورد آن　　خواجہ بر لقمان ترش گشت و گران

ترجمہ اور کہا خواجہ سے لقمان کہا گیا　　اس سے لقمان پر ہوا خواجہ خفا

شرح یعنے غلامون نے میوے تو خود کہائے اور مالک سے آکر یہ کہدیا کہ لقمان تمام میوون کا لقمہ کر گیا ہے اس سے خواجہ نہایت بدمزہ اور گران یعنے لقمان پر غضبناک ہوا اور لقمان کی خیانت کو برا جانا۔

چون تفحص کرد لقمان از سبب　　در عتاب خواجہ اش بکشاد لب

ترجمہ دلمین جب لقمان نے ڈہونڈا سبب　　روبرو خواجہ کے کہولے اپنے لب

شرح یعنے جب لقمان نے خواجہ کی خفگی کا سبب تلاش کر لیا تو اپنے خواجہ پر عتاب کرنے مین لب کہولے کیونکہ خواجہ بلا تحقیق حال لقمان پر غضبناک ہوا تہا اسلیئے خود قابل عتاب تہا۔ کیونکہ بلا تحقیق کام کرنیوالے لائق ملامت ہوتے ہین

گفت لقمان سید اپیش خدا — بندۂ خائن نباشد مرتضےٰ

ترجمہ: اپنے خواجہ سے یہ لقمان نے کہا — ہونگے سب خائن خجل پیش خدا

شرح یعنے لقمان نے از روے عتاب یہ کہا کہ اے خواجہ خدا کے آگے خیانت کرنے والا آدمی کبھی امیدوار رحمت ہوکر نہ آئیگا بعض نسخون مین مرتجے کی مرتضے ہے بمعنے لسپندیدہ و برگزیدہ -

امتحان را کار فرما اے کیا — شربتے ز آتش بدہ بہر نما

ترجمہ: امتحان ہم سب کا کرلے بالضرور — گرم پانی سب کو دے اے پُرشعور

شرح یعنے لقمان نے خواجہ سے یہ کہا کہ اے خداوند ہمارا امتحان کیجے. اور میوون کی چوری ظاہر کرنے کے لیئے ہمین آگ کا پکا ہوا پانی دیجیئے جسنے میوے کہائے ہونگے وہ گرم پانی پینے کے باعث میوون ہی کی قے کریگا

امتحان کن جملہ مارا اے کریم — سیرمان در دہ تو از آب حمیم

ترجمہ: آزما لو ہم سبہونکو اے کریم — اور پلادے پیٹ بھر آب حمیم +

شرح یعنے اے خواجہ کریم النفس ہم سب غلامون کے امتحان کے لیے ہمین پیٹ بہر بہر کے گرم پانی پلوائیے.

بعد ازان مارا بصحراے کلان — تو سوارہ با پیادہ یا دوان

ترجمہ: پہر اک جنگل مین سبکو بعد ازان — یا پیادہ سبکو دوڑا دے وہان

انگہان بنگر تو بدکردار را — صنعہاے کاشف اسرار را

ترجمہ: دیکھ پھر اوسوقت بدکردار کو — اور صنع کاشف اسرار کو

شرح یعنے لقمان نے کہا کہ اے خواجہ ہمین گرم پانی پلا کر کسی بڑے میدان مین سوار یا پیادہ یا دوڑنے کا حکم دے اور پہر میوہ کہانے والے بدکردار کو دیکہہ کہ کون ہے اور کاشف اسرار اللہ تعالے کی صنعتون کو ملاحظہ فرما کہ اُسنے اپنے بندون کو کیا کیا عقلین دی ہین. کہ اکثر چھپی ہوئی باتین عقل کے زور سے ظاہر ہوجاتی ہین -

گشت ساقی خواجہ از آب حمیم — مر غلامان را و خوردند آن ز بیم

ترجمہ: گرم پانی اُنکو خواجہ نے دیا — خوف سے سارے غلامون نے پیا

بعد ازان مے راند شان در دشتہا — میدویدند سے میان کشتہا

ترجمہ: اور دوڑایا پھر اونکو دشت مین — دیرتک دوڑا کئے سب کشت مین

شرح یعنے مالک نے غلامون کو گرم پانی پلا دیا اور اُنہون نے خوف کے مارے پی لیا اور پہر خواجہ لے اُنکو جنگل کی طرف ہانکا اور جکڑ کے ساتہ ایک بڑے میدان مین خوب دوڑایا - یہ دونون شعر قطعہ بند ہین - اور نتیجہ یہ ہے کہ خواجہ نے گرم پانی پلا کر غلامونکو دوڑایا - اور بیچارے لقمان سب کے پیٹ سے میوے نکلے -

قے در افتادند ایشان از عنا | آب مے آورد زیشان میوہا

ترجمہ: بہاگنے سے آگئی جب اُنکو قے | ہوگیا ظاہر کہ قے میں میوہ ہے

شرح یعنے بہاگ دوڑ کی مشقت کے باعث تمام غلاموں کو قے آنے لگی۔ اور گرم پانی نے وہ تمام میوے باہر نکال پہینکے جو اُنہوں نے چرا چرا کر کہائے تہے مطلب یہ کہ جتنی کا کہایا پیا سب نکل گیا

چونکہ لقمان را در آمد قے ز ناف | مے در آمد از درونش آب صاف

ترجمہ: ہان مگر قے آئی جب لقمان کو | صاف وآب پاک تہا اے نیک خو

شرح یعنے جب لقمان کو قے آئی اور پیٹ میں سے کچہ نکلا تو وہ صاف پانی تہا۔ میوے نتہے کیونکہ لقمان نے میوہ کہایا ہی نہ تہا جو قے میں نکلتا۔ بلکہ یہ سراسر دیگر غلاموں کی لگائی ہوئی تہمت تہی

حکمت لقمان چو تاند این نمود | پس چہ باشد حکمت رب الوجود

ترجمہ: ایسی حکمت سے ہے لقمان باخبر | ہوگی کیا کچہ حکمت رب البشر

شرح یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے جب لقمان کی حکمت ایسا کر سکتی ہے (مخفی راز کو ظاہر کردیتی ہے) تو رب وجود (اللہ تعالے) کی حکمت کیا کچہ کر سکیگی۔ یعنے اُسکی حکمت بدرجۂ اولے بندوں کے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کردیگی اور گنہگاروں کو میدان محشر میں سخت رسوا ہونا پڑیگا۔

یوم تبلی السرائر کلہا | بان منکم کامن لا یشتہی

ترجمہ: راز مخفی جب عیان ہوں گے تمام | خواہش دل کے خلاف اے نیکنام

شرح یعنے اللہ تعالے کی حکمت اُسدن معلوم ہوگی جبکہ کُل چہپی ہوی چیزیں ظاہر کردیجائینگی اور اسے لوگو ایسا ہر چہپا ہوا کام ظاہر ہوجائے گا جسکے ظاہر کرنے کو جی نہیں چاہتا تہا اور دنیا میں جسکے آشکارا کرنے کی خواہش نہیں کیجاتی تہی لا یشتہی صیغہ مضارع مجہول ہے اور کامن امر مخفی کو کہتے ہیں اور یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم تبلی السرائر الی الآخر الآیہ یعنے قیامت میں جبکہ چہپے ہوے گناہ ظاہر کردیے جائینگے تو آدمی کو اُنکے چہپائے رکہنے کی قوت نہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا کہ جسکی مدد سے گناہ چہپ سکیں یا عذاب سے نجات ہوجاے۔

چون سقوا ماء حمیما قطعت | جملۃ الاستار مما افظعت

ترجمہ: گرم پانی پردے سب کردیگا چاک | یعنے سے روز قیامت ہولناک

شرح یعنے جب گناہگاروں کو گرم پانی پلایا جائیگا تو اُن چیزوں (گناہوں) کے پردے جو آدمی کو رسوا کردینگی پہاڑ دیئے جائینگے قُطِّعَتْ بصیغہ مجہول ہے اور جملۃ الاستار مفعول مالم یسم فاعلہ اور مما افظعت استار کا بیان ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے سُقُوا مَاءً حَمِیمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ یعنے دوزخیوں کو ایسا گرم پانی پلایا

جائے گا جو اُنکی انتڑیون کو کاٹ ڈالے گا مولانا قدس سرہ نے بطور باطن انتڑیون سے بڑے بڑے گناہ مراد لئے ہین

نار ازان آمد عذاب کافران ‖ که حجر را نار باشد امتحان

ترجمہ: آگ ہے پھر عذاب کافران ‖ پتھرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے کافرونکو آگ کا عذاب اسلئے دیا جائیگا کہ اُنکے دل بمقتضائے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پتھر کی مانند بلکہ اُس سے بھی زیادہ سخت ہوا کرتے ہین اور پتھر کا امتحان بجز آگ کے اور کسی چیز سے نہین ہوسکتا۔ کیونکہ آگ ہی ایسی شے ہے جو پتھر کو لاشے کردیتی ہے اسلئے قلبی مناسبت کے لحاظ سے کفار عذاب نار ہی کے قابل ہین انہین آگ مین ڈالکر اس بات کا امتحان لیا جاوے گا کہ دیکھین اُنکے دل اب بھی پگھلتے ہین یا نہین کفر کی سختی بجز آگ کے اور کسی چیز سے زائل نہین ہوسکتی اسلئے کافرون کو وہی سخت عذاب دیا گیا ہے جو اُنکی سنگدلی کے لایق تھا۔

این دل چون سنگ را تا چند چند ‖ پند گفتیم و نمی پذرفت پند

ترجمہ: سخت دل والونکو تا ایام چند ‖ پند کی لیکن نہین سنتے وہ پند

شرح بعض نسخون مین نرم گفتیم ہے۔ یعنے کفار کے دلون کو جو پتھر کے مانند سخت ہین اولیا نے مدتون نصیحت کے ذریعہ سے نرم کرنا چاہا مگر اسپر کسی نصیحت کا اثر نہوا کیونکہ پتھر آسانی سے نہین پگھلتے اسلئے اللہ تعالے نے اُنکو نصیحت دینے کے لیئے عذاب نار مقرر کردیا ہے کیونکہ انصاف کے یہ معنے ہین کہ سزا گناہ کے مطابق ہو۔

ریش بد را داروے بد یافت رگ ‖ مر سر خر را سزد دندان سگ

ترجمہ: جانتی ہے بد دوا زخمونکی رگ ‖ ہین سر خر کے لئے دندان سگ

شرح یعنے سڑے ہوئے زخم کی رگ (حقیقت) اُسی دوا نے معلوم کرلی ہے جو خود سڑی ہوئی نہایت تیز اور بدبودار ہے۔ کیونکہ ایسے بُرے زخم کو ایسی ہی بُری اور تیز دوا فایدہ کریگی۔ اور گدھے کا سر کتے ہی کے کھانے کے قابل ہے مطلب یہ کہ بد کی سزا بد ہے اور نیک کی جزا نیک۔ کفار چونکہ نہایت بد تھے اسلئے اُنکو آگ کا بدتر عذاب دیا جائے گا رگ دریافتن کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کو کہتے ہین۔

اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ حکمت است ‖ زشت را ہم زشت جفت و بابت است

ترجمہ: ہین بُرے بیشک بُرونکے واسطے ‖ اور بدون کے دوست ہین جان سے

شرح یعنے بدون کے لیئے بُرے پیدا کردینے خدا کی حکمت ہے کیونکہ بُرا بُرے کا جوڑا اور بُرے ہی کی لایق ہے لفظ بابت مخفف بابست ہے بمعنے لایق قرآن مجید مین ہے کہ بُرے بُرونکے لیئے ہین اور اچھے اچھون کے لیئے

پس تو ہر جفتے که میخواہی بگیر ‖ محو او باش و صفات او پذیر

ترجمہ: ہو بدونکا دوست یا اچھونکا تو ‖ تجھمین آجائے گی بیشک اُسکی خو

نور خواہی مستعد نور شو — دور خواہی خویش بین و دور شو

ترجمہ: نور کا طالب ہے گر ہو محو نور — چاہیئے دوری تو رہ تو حق سے دور

شرح یعنے نیک نیکی کو پسند کرتے ہین - اور بد بدی کو - اب تو جسکو چاہے اختیار کرلے چاہے نیکی مین محو ہو جا اور نیکون کی صفات قبول کرلے چاہے بدی مین - اگر نور الٰہی کو چاہتا ہے تو ریاضت و مجاہدہ پر کمر باندہکر اُسکے حاصل کرنیکے لیئے تیار رہ اور اگر قرب ذات سے دور ہونا چاہتا ہے تو خود بین اور وصف انسانیت سے دور ہو جا

ور ہمے خواہی ازین سجن خرب — سر مکش از دوست واسجد واقترب

ترجمہ: چاہیئے گر قید دنیا سے نجات — قرب حق کو ڈھونڈلے آغوش صفات

شرح یعنے اگر تو اس سجن خرب (قید خانۂ ویران) یعنے دنیا سے بایان ہو کر جانا چاہتا ہے تو سجدہ کر اور قرب الٰہی ڈھونڈ خرب یعنے خراب شدہ و ویران ہے اور دوسرے مصرعہ کا اختتام جزو آیت ہے -

سرکشان را این سراسر در عذاب — سر بنہ واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: سرکشوں پر حق کا ہوتا ہے عذاب — بندہ بن - واللہ اعلم بالصواب

این سخن پایان ندارد خیز زید — بر براق ناطقہ بر بند قید

ترجمہ: انتہا اُوسکی نہیں ہے اوٹھکے زید — کر براق ناطقہ کو اسپنے قید

شرح پہر قصۂ زید کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مولانا گویا بلسان رسالت یہ فرماتے ہین کہ لے زید اپنی قوت ناطقہ کی بُراق کو روک لے اور راز غیبی کو ہرگز ظاہر نکر نکتہ باطنی طور پر اس قصۂ لقمان کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے عقل اور حواس ظاہری و باطنی اور قوائے جسمانی و نفسانی کو باغ وجود انسانی مین بہیجا تاکہ اعمال کے پہل لیکر حضور ذے الجلال مین حاضر ہون عقل معاد بہی اُنکے ساتہ گئی اس باغ مین آکر یہ سب غلبہ نفس امارہ کے سبب عقل کو ذلیل سمجہنے لگے اور محبت دنیا اور اُسکے سامانون پر مائل ہوگئے اور لذات دنیوی سے خوب ہی کہہین تان تا کر سیٹ بہرا جب اللہ تعالےٰ کے حضوری کا وقت آیا تو ان غلامون نے یہ سمجہا کہ ہم جہوٹ بولکر نجات پا جائینگے اسیلئے اُنہون نے پہلون کا کہانا یعنے لذائذ دنیا کا حاصل کرنا لقمان عقل کی طرف منسوب کردیا حالانکہ اسکو خبر بہی نہ تہی (کیونکہ غلامان حواس و نفس نے عقل کو میوہ خواری کے وقت اپنے پاس ہی نہین آنے دیا تہا) عقل پر عتاب ہوا تب اُسنے کہا کہ یا اللہ مین اپنے ساتہیون کے باعث مصدر عتاب ہوئی - حالانکہ مینے لذائذ دنیوی کو ہرگز حاصل نہین کیا - مین اُنکے ساتہ فقط تیرا حکم بجالانے کے لیئے گئی تہی - تو عالم السر والخفیات ہے اب ہمارا امتحان مار میم موت سے کر اور ہمکو سکرات موت کے جنگل مین دوڑا تاکہ ہمنے جو کچہ دنیا مین کیا ہے ظاہر ہو جاے چنانچہ اس امتحان سے عقل پہلون کے کہانے سے پاک نکلے اور وہ سب جہوٹے اور گنہگار ثابت ہوئے

حکایت زید با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وجواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور زید کی حکایت اور آنحضرت کا جواب

ناطقہ چون فاضح آمد عیب را ‖ مے دراند پردہائے غیب را

ترجمہ ناطقہ کرتی ہے ظاہر عیب کو ‖ پہاڑتی ہے پردہائے غیب کو

شرح یہ تمام حکایت بزبان رسالت مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور پیغمبرؐ کا زید کو جواب دینا مولانا نے حدیث کے لفظ الزم سے نکالا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ قوت ناطقہ عیب کی فضیحت و رسوا کرنے والی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب کے پردے بھی پہاڑ سکتی ہے کیونکہ غیب وعیب دونو چھپی ہوی چیزین ہوتی ہین اور ناطقہ ان دونو کو ظاہر کرسکتی ہے۔ پہلا مصرع دوسری کی تمثیل ہے بطور تفہیم

غیب مطلوب حق آمد چند گاہ ‖ این دہل زن را بران بربند راہ

ترجمہ غیب ہے مطلوب خالق چند گاہ ‖ اس دہل زن کو ہنکا کر بند راہ

شرح یعنے اے زید بسا اوقات غیب (کسی چیز کو چھپائے رکھنا) مطلوب حق اور مرغوب الٰہی ہوتا ہے کیونکہ وہ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے پردہ دری کو پسند نہین کرتا۔ اسلئے تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہوکر پردہ دری کو پسند نہ کر اور اس ڈہول بجانے والے (ناطقہ) کو مارکر نکال دے اور طریق کلام کو بند کر۔

تنگ مران درکش عنان مستور بہ ‖ ہرکس از پندار خود مسرور بہ

ترجمہ کہینچ لے تو اپنے توسن کی لگام ‖ تا رہے ہر شخص دل مین شاد کام

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے زید سمند کلام کو دوڑا کر نہ ہانک اور اسکی لگام کہینچ لے کیونکہ احوال غیب پوشیدہ ہی رہے تو بہتر ہے یا اسلئے کہ جب تک غیب کا حال مستور رہیگا ہر شخص اپنے گمان وخیال سے مسرور رہیگا۔ نیک طالب جنت اور بد امیدوار مغفرت رہینگے اور جب تو پردۂ غیب اٹھا کر ہر جنتی کو جنت مین اور دوزخی کو دوزخ مین اسکی آنکھ سے دکہادیگا تو جنتی اسلئے کہ دلی مقصد حاصل ہوگیا ہے طاعت الٰہی چھوڑ دینگے اور دوزخی اسلئے کہ ہر حالت مین دوزخ ہی کا نوالہ بنین گے توبہ واستغفار کو بیکار سمجھین گے کیونکہ ہر شخص حیلہ کو بہت جلد قبول کرلیتا ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدان او ‖ زین عبادت ہم نگردانند رو

ترجمہ چاہتا ہے حق کہ نا امید بھی ‖ اسکی طاعت مین کرین ازین تر زندگی

شرح لفظ ہم نومیدان سے متعلق ہے یعنے اے زید اللہ تعالےٰ یہ چاہتا ہے کہ گنہگار اور رحمت سے ناامید بندے بھی اسکی عبادت سے منہ نہ پھیرین اور جب تو ہین انکا ٹہکانہ یعنے دوزخ دکہادیگا تو وہ عبادت کرنی چھوڑ دینگے اور اوسکی رحمت سے ناامید ہوکر حد سے زیادہ سرکش اور نہایت سخت کافر ہوجائینگے۔

هم مشرف در عبادتهاے او — مشتغل گشته بطاعتهاے او

ترجمہ: ایک مدت تک عبادت مین رہین — اور عابد حق کی طاعت مین رہین

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ جو لوگ اُسکی عبادتون سے مشرف ہو رہی ہین وہ اور زیادہ طاعتون مین مشغول ہو جائین اور جب تو اُنہین اُنکا ٹہکانا یعنے جنت دکہاویگا تو وُہ آئندہ بامید ترقی درجات زیادہ طاعت کرنی چہوڑ دینگے اور جنت کے اُسی مرتبہ پر قناعت کر لینگے جو اُنہین مل چکا ہے۔

هم بامیدے مشرف می شوند — چند روزے در رکابش مے دوند

ترجمہ: خلق کو اُمید سے پہنچے شرف — اُسکی خدمت مین رہین تا صف بصف

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ لوگ امید رحمت و مغفرت کے باعث مشرف بخلعت طاعات و عبادات ہون یعنے ثواب کی اُمید پر عبادت کرتے ہین اور چند روز یعنے موت کے دن تک رکاب طاعات مین دوڑتے رہین۔ اگر انکو اپنا حشر و نشر آج ہی معلوم ہو جائے گا تو طاعت چہوڑ بیٹھین گے

خواهد آن رحمت بتابد بر همه — بر بد و نیک از عموم مرحمه

ترجمہ: ہے یہ منشا رحمت خالق کا نور — نیک و بد سب پر کرے اپنا ظہور

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے چاہتا ہے کہ رحمت کا ظہور ہر نیک و بد پر ہو کیونکہ اُسکی رحمت عام ہے جو غضب پر غالب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رحمت بلا طاعت نازل نہین ہو سکتی بس تو نتیجہ یہ ہوا کہ اے زید اگر تو لوگون کے احوال عاقبت کو آنیز ظاہر کر دیگا تو لوگ طاعت الٰہی چہوڑ دینگے۔ جسکے سبب رحمت حق نازل نہو گی،

حق همے خواهد که هر میر و اسیر — با رجا و خوف باشند و حذیر

ترجمہ: مرضی حق ہے کہ ہر فرد بشر — ہو ہمیشہ با رجاؤ پر حذر

شرح یعنے اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ ہر نیک و بد امید و بیم کی حالت مین رہے اور خدا کی عظمت سے ڈرے نیک اپنی عبادت پر مغرور نہو اور بد اپنے گناہون کے باعث نا اُمید نہو حذیر بمعنے ڈرنیوالا صیغہ اسم فاعل صفت مشبہ ہے

این رجا و خوف در پرده بود — تا پس این پرده پرورده بود

ترجمہ: اور رجاؤ خوف در پردہ رہے — یعنے زیر پردہ پرورده رہے

چون دری پرده کو خوف و رجا — غیب را شد کر و فرے بر ملا

ترجمہ: جب نہو پردہ تو کہا خوف و رجا — غیب کا احوال ہوگا بر ملا

شرح یعنے اے زید یہ رجا و خوف پردے ہی مین رہتا ہے اور پردے ہی مین پرورش پاتا یعنے بڑہتا ہے جب تو نے غیب کے پردے پہاڑ دیئے تو خوف و رجا کہان رہا بلکہ اسوقت غیب کا سامان سب پر ظاہر ہو جائیگا

اور رجا و خوف و طاعت و عبادت سب جاتی رہیگی اسلیئے اسرار غیب کا چھپانا ہی فرض ہے۔

حکایت بعض نسخہ مین یہ سُرخی نہین ہے مگر ہمارے نزدیک یہ بونی ضرور چاہیئے گزشتہ اشعار سے اسکی بیت کی مناسبت آئندہ بیان ہوگی جس سے معلوم ہو جائیگا کہ بہیدکی باتونکا ظاہر کردینا مناسب نہین ہوتا۔

	بر لب جو بُرد ظنّے یک سُفتے		کہ سلیمانست ماہی گیر ما
ترجمہ	نہر پر یہ اک جوان کی راے ہتی		مچھلیون والے سلیمان ہین یہی

شرح یعنے جب دیو نے حضرت سلیمان کی انگوٹھی چرالی اور آپ سلطنت سے الگ ہو کر مچھلیان پکڑنے لگے تو ایک نوجوان آدمی نے آپ کو نہر کے کنارے سے دیکھکر یہ کہا کہ شاید یہ مچھلیان پکڑنے والے وہی شخص ہین جو پہلے بادشاہ تہے۔کیونکہ اُنکے چہرہ پر سلطنت و نبوت کا رعب موجود تہا **فایدہ** حضرت سلیمان کی مچھلیان پکڑنیکا قصہ معتبر نہین ہے مگر مولانا قدس سرہ نے نتیجہ نکالنے کے لیئے مورخون کی نقل اور شہرت کا اعتبار کیا ہے۔

	گر وَیست این از چہ فردست و خفیست		ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست
ترجمہ	گر وہی ہین تو ہین مخفی کس لیئے		ورنہ شاہی کی علامت چاہیئے

شرح یعنے اُس نوجوان نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر یہ مچھلی پکڑنیوالا سلیمان ہی ہے تو تنہا اور پوشیدہ حالت مین کیون ہے اور اگر سلیمان نہین ہے تو علامت سلیمانی . نشان بادشاہی اُسکے چہرہ سے کیون ظاہر ہے

	اندرین اندیشہ مے بود او دو دل		تا سلیمان گشت شاہ مستقل
ترجمہ	نوجوان تہا اس سے حیران دو دل		ہو گئیے پہر آپ شاہ مستقل
	دیو رفت از ملک و تخت او گریخت		تیغ بخشش خون آن شیطان بریخت
ترجمہ	دیو بہاگا اُنکے ملک و تخت سے		ہو گیا قتل اُنکی تیغ بخت سے

شرح یعنے وہ نوجوان شخص اپنے دلمین متردد و متفکر رہا یہان تک کہ حضرت سلیمان پہر بادشاہ ہو گئے اور دیو اُنکے تخت سے اُترکر بہاگ گیا اور سلیمان کے بخت بلند کی تلوار نے اُس شیطان یعنے دیو پلید کا خون کر دیا۔

	کرد در انگشت خود انگشتری		جمع آمد لشکر دیو و پری
ترجمہ	ہاتہہ مین لی اپنے انگشتری		سب مسخر ہو گئیے دیو و پری
	آمدند از بہر نظارہ رجال		در میان شان آنکہ بد صاحب خیال
ترجمہ	اور زیارت کے لیئے آئے رجال		اُنمین تہا وہ مردم صاحب خیال
	چون در انگشتش بدید انگشتری		رفت اندیشہ و گمانش یکسری
ترجمہ	دیکھ لی جب اُنکے پاس انگشتری		ہو گیا اندیشہ سے اپنے بری

شرح یعنے سلیمانؑ نے جب پھر انگوٹھی پہن لی اور تمام دیو و پری پھر اُنکی لونڈی غلام بنگئے تو بہت سے آدمی اُنکی زیارت کے لیئے آئے اُنہین وہ نوجوان بھی تھا جسنے آپ کو نہر پر مچھلیان پکڑتے دیکھا تھا جب اس جوان نے سلیمانؑ کے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھہ لی تو اُسکا پہلا وہم و گمان سب جاتا رہا اور یقین ہوگیا کہ وہ ماہی گیر یہی سلیمان تھے نکتہ اس حکایت مین فقط اس بات کی تمثیل ہے کہ جب حقیقت کھلجاتی ہے تو پہلا گمان اور وہم مٹ جاتی رہتی ہین جیسا کہ یہ جوان پہلے گمان کیا کرتا تھا کہ مچھلیان پکڑنے والے شاید سلیمان ہین جب فی الواقع انگو دیکھہ لیا تو وہ گمان جاتا رہا اسے زید اسیطرح جب احوال حشر و نشر لوگ دیکھہ لینگے تو اُنکو مغفرت اور ترقی درجات کا گمان اور اُمید جاتی رہیگی اور عبادت چھوڑ دینگے اسوقت ہر شخص یہ گمان کر رہا ہے کہ میری روح جو سلیمان وقت ہے دریائے عرفان سے ماہی عشق آلہی کا شکار کر رہی ہے لیکن اگر جان کو حشر و نشر اور اپنے اعمال کی حقیقت معلوم ہوجائے تو پہلا گمان جاتا رہے اور گنہگار اسلیئے عمل کرنا چھوڑ دین کہ وہ مغلوب دیو ہوچکے ہین اور اُنہون نے اپنا برا ٹھکانا نہ دیکھہ لیا ہے اور مومن اسلیئے کہ اُن کے مدارج کے ترقی محدود ہوگئی ہے یہ اس حکایت کے باطنی معنے ہین

وہم آن گاہست کو پوشیدہ است	این گمان خود از پئے نادیدہ است
ترجمہ وہم جبتک ہے کہ وہ پوشیدہ ہے	اور گمان سارا پئے نا دیدہ ہے

شرح یعنے نجات و مغفرت کے ہونے نہونے کا وہم اُسیوقت تک ہے جب تک کہ عالم غیب پوشیدہ ہے اور کیسے جنتی یا دوزخی کا گمان اسیلیئے ہے کہ غیب کے کارخانہ کو کسی نے نہین دیکھا اگر یہ پردۂ غیب اُٹھہ جائے تو سارا جہان درہم و برہم ہوجائے اور اُمید و بیم کچھہ نہ رہے بعض نسخون مین این تحری از پئے نادیدہ است ہے یعنے تحری کعبہ اُسحالت مین جائز ہے کہ کعبہ سامنے نہو ورنہ جب کعبہ سامنے آجاتا ہے تو تحری باطل ہوجاتی ہے ایسے زید اسیطرح غیب کے سامنے آنے سے اُمید و بیم اور ایمان بالغیب جاتا رہتا ہے۔

بد خیال غائب اندر سینہ زفت	چونکہ شد حاضر خیال از سینہ رفت
ترجمہ سینہ مین رہتا ہے غائب کا خیال	جب ہوا حاضر نہین رہتا وہ حال

شرح یعنے غائب چیز کا خیال دل مین بکر غظیم الشان ہوجاتا ہے اور جب وہ غائب شے حاضر ہوگئی تو اُسکا خیال بالکل نہین رہتا اسیطرح جنت کی اُمید اور دوزخ کا ڈر اسیلیئے عظیم الشان ہے کہ جنت و دوزخ آنکھون سے غائب ہین اگر سامنے آجائین تو اُمید و بیم کچھہ نہ رہے اور لوگ طاعت و عبادت اور توبہ استغفار سب چھوڑ دین

گر سمائے نور بے بارید نیست	ہم زمین تار بے بالید نیست
ترجمہ گر نہین بے بارش رحمت سما	کب زمین رہتی ہے بے نشو و نما

شرح بارید یا بالید حاصل بالمصدر ہین اور نیست کلمہ مستقل ہے بمعنے نفی یعنے اگر آسمان نور بے بارش نہین ہے

بلکہ آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین بھی بے نشو و نما نہین ہے اسکا برسنا ضروری ہے اور اسکو نشو و نما ضروری
نیز ممکن ہے کہ یہ لفظ بارندگی و بالیدگی ہو - مطلب یہ کہ جسطرح بارش مستلزم نشو و نما ہے اسیطرح غیب مستلزم ایمان ہے
اگر غیب نہو بلکہ شہود ہو جاوے تو اُمید و بیم کچھ نہ رہے اور ایمان بالغیب باطل ہو جائے۔

گرچہ ہست اظہار کردن ہم کمال ۔۔ میرہاند جانہا را از خیال
ترجمہ: گرچہ ہے اظہار بہی اُوسکا کمال ۔۔ دل سے جاتے رہتے ہیں فاسد خیال

لیک یک در صد بود ایمان بغیب ۔۔ نیک دان و بگذر از تزویر و ریب
ترجمہ: ہے بھلا سو مرتبہ ایمان غیب ۔۔ غور کر اور چھوڑ دے تزویر و ریب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور زبان رسالت سے مولانا کے مقولے ہین یعنے رسول اللہ فرماتے ہین کہ اے زید
اگرچہ غیب کا ظاہر کر دینا بہی کمال ہے کیونکہ یہ اظہار خیال حشر و نشر سے جسکو لوگ موہوم سمجھتے ہین نجات
دلوا دیتا ہے لیکن ایک ایمان بالغیب سو ایمان بالشہود کے برابر ہے یعنے ایمان بالغیب کامل تر ہے اسیلئے
حضرت علیؓ نے فرمایا ہے لَو کُشِفَ الغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا (یعنے اگر غیب کے پردے کہولدیئے جاوین تو
میرا ایمان بالغیب جو اسوقت ہے کچھ زیادہ نہ بڑہے) دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب ایمان بالغیب
کے معنے اچھی طرح سمجھ اور مکر و شک کو چھوڑ دے یعنے بیشک ایمان بالغیب کامل تر ہے۔

یؤمنون بالغیب مے باید مرا ۔۔ زان ببستم روزن فانی سرا
ترجمہ: یؤمنون بالغیب ہے مجکو پسند ۔۔ ہے جھروکا اسلئے دنیا مین بند

شرح یہان سے بزبان قدرت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ چونکہ مجھے ایمان
بالغیب پسندیدہ ہے اسیلئے اس فانی سرا (دنیا) کا جہروکہ یا روشندان بند کر دیا ہے تاکہ دنیا مین عقبےٰ کا مشاہدہ
نہو سکے اور مرتبۂ مومن و کافر کی تمیز نہو۔ روزن سے مشاہدۂ غیب مراد ہے

چون شگافم آسمانرا در ظہور ۔۔ چون بگویم ہل تریٰ فیہا فطور
ترجمہ: آسمانی راز کا گر ہو ظہور ۔۔ کیون کہون مین ہل ترا‌ی فیہا فطور

شرح پہلے مصرع مین چون حرف شرط ہے اور دوسرے مین بمعنے استفہام - یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر
مین آسمان کو عالم ظہور (دنیا) ہی مین چیر دیتا اور اسرار غیب ظاہر کر دیتا تو قرآن مجید مین یہ کیون کہتا کہ ہَلْ تَرٰے
مِنْ فُطُوْرٍ یعنے اے دیکھنے والے کیا تجھے آسمان مین کوئی شگاف نظر آتا ہے ؟ بلکہ ہرگز نہین آتا یعنے اس آیت
کے یہ معنے ہین کہ قیامت سے پہلے آسمان مین شگاف نہوگا اور اسرار پوشیدہ ہرگز ظاہر نکیے جاوینگے کیونکہ
مجھے ایمان بالغیب پسند ہے۔ اگر دنیا مین عالم غیب کو ظاہر کرنا منظور ہوتا تو آیت مذکورہ نازل نہوتی۔

تا درین ظلمت تحری گسترند	ہر کسے رو جانبے مے آورند
ترجمہ: تا اندھیرے مین کرین کچھ جستجو	اور پھیرے ہر کوئی منہ ایک سو

شرح یعنے عالم غیب کا چھپانا اسلیئے مطلوب ہے تا کہ اس ظلمتکدۂ دنیا مین لوگ طلب حق کی کوشش کرتے رہین پردہ اٹھہ جائیگا تو طلب حق باطل ہوجاوے گی اور لوگ اپنے مراتب اور مقام دیکھکر طاعت اور طلب حق چھوڑ دینگے لو کشف الغطاء لبطلت الشرائع یعنے اگر پردہ اٹھہ جائے تو شریعتین باطل ہوجائین اس سے وہ یہ مقصود ہے کہ ہر شخص اپنے خاص مطلب کی طرف توجہ کرتا رہے بعض زائد تحری کے باعث ایمان کامل کے ساتھ مشرف ہون اور بعض ناقص تحری کے سبب ضعیف الایمان اور بعض بالکل کافر ہین اور اسماء کی تاثیر مثلاً ہادی اور مضل کا اثر ظاہر ہو۔ کیونکہ اگر پردہ پھٹ جائے تو دوزخ کے خوف اور جنت کی خواہش کے سبب ہر شخص ایمان کی طرف متوجہ ہو جائے اور یا مضل کا ظہور کہین نہو حالانکہ اللہ تعالے کو یہ منظور نہین ہے کیونکہ جنت و دوزخ اسکی مخلوق ہے اور اسے دونوکا پیٹ بھرنا ہے

مدتے بر عکس باشد کارہا	شحنہ را دزد آورد بر دارہا
ترجمہ: مدتون تا کار خلق الٹا رہے	اور شحنہ چور سے ڈرتا رہے

شرح یعنے عالم غیب کا چھپانا اس اظہار حکمت کے لیئے ہے۔ کہ دنیا مین ایک مدت (یعنے وقوع قیامت) تک اقوال اور افعال معکوس رہین۔ نیک بدون سے مغلوب اور حق باطل مین پنہان رہے اور وحدت کثرت مین مخفی رہے اور چور کوتوال کو سولی دیتے رہین یعنے ناقصین کاملین کو ستاتے رہین۔ کیونکہ اسمین نیکون اور اہل حق اور موحدون اور کاملین کو ثواب دینا منظور ہے۔ اور یہ انتظام اسلیئے پسند ہے کہ اسماء کے تاثیر کا ظہور متحقق ہوتا ہے۔ البتہ قیامت کے دن یہہ دنیوی معکوس حالت خود معکوس ہو جائیگی۔ یعنے اگر کسینے کسیکو ستایا ہے تو ستانے والے سے بدلہ لیا جائیگا اور غالب کو مغلوب کر دیا جائے گا۔

تا کہ بس سلطان عالی ہمتے	بندۂ بندہ خود آید مدتے
ترجمہ: تا کہ جو سلطان ہین عالی مقام	وہ رہین اپنے غلامون کے غلام

شرح یعنے عالم غیب کو چھپانا اسلیئے مطلوب ہے تا کہ بہت سے عالی ہمت بادشاہ زادہ اولیاء و صلحاء ایک مدت تک اپنے غلامون (کافرون) کے غلام ہو کر رہین۔ اگر پردہ غیب اٹھہ جاتا تو کافر صلحاء کے مرتبہ کو دیکھکر انہین زبردستی غلام نہ بناتے اور صلحاء کفار کی اذیتین اٹھاکر ثواب حاصل نہ کر سکتے۔ اولیاء اللہ اپنے غلامون کے غلام اسصورت سے ہین کہ وہ لوگ (کفار) جو کل محشر مین انکے آگے غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہونے والے ہین آج اولیاء اللہ کو اپنا غلام بنالیتے ہین مثلاً حضرت بلالؓ اور سلمان فارسیؓ اور صہیبؓ

دنیا مین کفار کے غلام تھے مگر قیامت مین کفار انکے روبرو غلامون سے زیادہ ذلیل ہونگے۔

بندگی در غیب آید خوب وکش ۔۔ حفظ غیب آید در استعباد خوش

ترجمہ: بندگی غیبت مین بیشک خوب ہے ۔۔ اور حفظ غیب خوش اسلوب ہے

شرح یہ شعر ایمان بالغیب کی فضیلت پر دلیل ہے اور لفظ کش بمعنے بہتر ہے اور استعباد بمعنے عبودیت یعنے بندہ بننا مطلب یہ کہ بندگی وطاعت جسقدر غیبت مین آقا کو پسند ہے اسقدر حضور مین پسند نہین۔ اور بندہ بننے کی حالت مین حفظ غیب (آقا کی غیبت مین اسکے حقوق کی نگہبانی) نہایت اچھی صفت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے کو ایمان بالغیب پسند ہے اور حدیث تعبد واللہ کانک تراہ یعنے اے مخاطب خدا کی عبادت اسطرح کر گویا تو اسے دیکھہ رہا ہے) کے یہ ہین کہ خدا کو غائب جانکر اسکے حدود اور اپنے مراسم عبودیت کی حفاظت کرنی چاہئے اور اسی لیے ملائکہ کی تسبیح سے انسان کی تسبیح ثواب مین زیادہ ہے اور یہی باعث کہ جس انجمن مین ذکر الہی ہوتا ہے فرشتے اسکو گھیر لیتے ہین۔

تو کہ مدح شاہ گوید پیش او ۔۔ تا کہ در غیبت بود او شرم رو

ترجمہ: ایک حاضر ایک غائب مدح گر ۔۔ فرق ہے دونو مین اے کان ہنر

شرح یعنے کہان وہ شخص جو اپنے بادشاہ کی تعریف اسکے روبرو کرے اور کہان وہ جو غیبت مین اس سے خوف رکھے شرماتا رہے۔ اور بازپرس کے خوف یا سزا کی شرم سے اسکے حقوق کی حفاظت کیا کرے ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے اور غائب حاضر سے اچھا ہے اسیطرح ایمان بالغیب بھی ایمان بالشہادۃ سے بہتر ہے

قلعہ دارے کز کنار مملکت ۔۔ دور از سلطان وسایہ سلطنت

ترجمہ: سلطنت سے دور ہے اک قلعہ دار ۔۔ مملکت کے سایہ سے ہے برکنار

پاس دارد قلعہ را از دشمنان ۔۔ قلعہ نفروشد بمال بیکران

ترجمہ: دشمنون سے اسکو رکھتا ہے نگاہ ۔۔ اور لالچ سے نہین ہوتا تباہ

غائب از شہ در کنار ثغرہا ۔۔ ہمچو حاضر او نگہدارد وفا

ترجمہ: بادشہ سے گو وہ غائب ہوگیا ۔۔ صورت حاضر مگر ہے باوفا

نزد شہ بہتر بود از دیگران ۔۔ کہ بخدمت حاضرند وجانفشان

ترجمہ: دوسرون سے ہے وہ بہتر میر یجان ۔۔ جو حضوری مین ہین اکثر جانفشان

شرح یہ چارون شعر قطعہ بند ہین جنمین ایمان بالغیب کی تفصیل کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے ایک ایسا قلعہ دار جو سرحد سلطنت اور بادشاہ سے دور رہکر دشمنون سے قلعہ کی نگہبانی کرے اور اسکو بیچ نہ ڈالے

اور بادشاہ کی آنکھہ سے اوجھل ہوکر اطراف سرحد مملکت مین وفاداری کو نگاہ رکھے وہ بادشاہ کے نزدیک حاضرباش نوکرون اور دیگر جان نثارون سے بہتر ہے۔ اسیطرح ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے اچھا ہے
نکتہ باطنی طور پر قلعدار سے روح یا عقل اور قلعہ سے بدن مراد ہے اگر روح قلعۂ بدن کو مال بیگران (لذت دنیوی) کے بدلے مین نہ بیچیگی تو مقبول الٰہی ہوجائیگی۔ ورنہ خائن اور مردود بارگاہ رہیگی۔ ثغر عربی لفظ ہے بمعنے سرحد مملکت یعنے کسی بادشاہ کے ملک کا انتہائی حصہ۔ جہان سے دوسرے کی حد شروع ہوجاتی ہے۔

	پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار		بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار
ترجمہ	خدمت غائب جو با اسلوب ہے		حاضری سے لاکھ درجہ خوب ہے

شرح یعنے غیبت مین آدھے ذرہ کی برابر خدمت و طاعت کی حفاظت کرنی حالت حضور مین لاکھہ بار حفظ طاعت و خدمت سے بہتر ہے۔ اسکی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	طاعت و ایمان کنون محمود شد		بعد مرگ اندر عیان مردود شد
ترجمہ	طاعت و ایمان اب محمود ہے		اور بعد مرگ سب مردود ہے

شرح یعنے ایمان و طاعت صرف اسیوقت (عالم دنیا ہی مین) مقبول ہے۔ مرنے کے بعد حالت عیان (یعنے عالم شہود) مین مقبول نہین ہے۔ اللہ تعالے ایسے ایمان کو قبول نہین کرتا جو غیب کے کارخانہ دیکھنے کے بعد حاصل ہو۔ کیونکہ ایمان باس (مشاہدۂ عالم غیب سے خوف کھاکر ایمان لانا) ہرگز مقبول نہین ہوتا۔ قرآن مجید مین ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا یعنے جسدن ہماری بعض نشانیان (موت یا مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا) آجائینگی تو کسی شخص کو اُسکا ایمان لانا نفع نہ دیگا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ مین اُس شخص کے ایمان سے تعجب نہین کرتا جو پیغمبر کے معجزے دیکھکر ایمان لایا ہو۔ بلکہ تعجب اُس سے ہے جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔ مومن صادق اُسیکا نام ہے جو ایمان بالغیب رکھتا ہو۔

	چونکہ غیب و غائب و روپوش بہ		پس دہان بربند و لب خاموش بہ
ترجمہ	غیب کا پوشیدہ رہنا ہے بھلا		بند کر لب کیون ہے یہ چون و چرا

شرح یعنے چونکہ عالم غیب اور غائب (حشر و نشر یا جنت و دوزخ) کا چھپا رہنا بہتر ہے اسلیئے اے زاہد اپنے مُنہ کو بند کرلے اور لب پر مہر خاموشی لگالے ورنہ خرابی عالم متصور ہے۔

	اے برادر دست وا دار از سخن		خود خدا پیدا کند علم لدن
ترجمہ	اے برادر تو رہا کر کم سخن		خود خدا دیگا تجھے علم لدن

شرح یہان سے آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے یعنے اظہار اسرار سے ہاتھہ اُٹھالے یعنے مرشدان

کامل سے عالم غیب کی کیفیت پوچھ اگر تو ریاضت و مجاہدہ کرتا رہیگا تو اللہ تعالے تیرے دل مین خود علم لدنی والہامی ال دیگا کیونکہ حضرت علی سے یہ حدیث مروی ہے کہ علم باطن اسرار الٰہی مین سے ایک بھید ہے وہ جسکے دل مین چاہتا ہے ڈالدیتا ہے۔ اور جب عارف کو کشف باطن حاصل ہوجاتا ہے تو وہ معمولی اور ایمان بالغیب سے ایمان بالمشاہدہ کی طرف ترقی کرجاتا ہے۔

	پس بود خورشید را رویش گواہ	ای شئے اعظم الشاہد اِلٰہ
ترجمہ	مہرذات مہر کا ہے خود گواہ	اور بڑا ہے سب گواہون سے آلہ

شرح یعنے جسطرح ذات آفتاب خود آفتاب کے وجود کی گواہ ہے اسیطرح ذات الٰہی اسکی ہستی اور واحدانیت کی تمام ہے۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے پہچانا ہے اسلیئے ایمان بالغیب پر اکتفا اور قیل وقال سے قطع نظر کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سب سے بڑا اور سچا گواہ کون ہے ؟ اللہ تعالےٰ ہے جو اپنے مظاہر کی زبان حال سے اپنی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ نیز یہ مصرع اس آیت کا اقتباس ہے قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ یعنے اے پیغمبر قریش سے کہدو کہ ازروے شہادت کونسی شے بزرگتر ہے قریش یہ سنکر خاموش ہوگئے اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ میرے تمہارے مابین خدا گواہ ہے جو سب سے برتر ہے یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ قریش نے خدا کے معبود برحق ہونے پر پیغمبر سے گواہ طلب کیا تھا۔

	نے بگویم چون قرین شد در بیان	ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان
ترجمہ	اس شہادت مین ہوئے کیون مشترک	ہمرہ حق اہل علم اور کل ملک

شرح لفظ نے مضمون سابق کی نفی بطریق ترقی ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین صرف یہی بتاکر خاموش نہین رہ سکتا کہ اللہ تعالےٰ اپنی وحدانیت کا خود سب سے بڑا گواہ ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہون کہ اس گواہی مین خدا اور فرشتے اور اہل علم قرین یعنے شریک کیون ہین ؟ خدا نے فرشتون اور عالمون کو شریک شہادۃ کیون کرلیا ہے ؟ لفظ بیان یا تو بمعنے گواہی ہے یا بمعنے قرآن مجید۔ کیونکہ خدا کے ساتھ فرشتون اور عالمون کی گواہی قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور اسکا آیت کا اقتباس آیندہ شعر مین ہے۔

	یشہد اللہ والملاک واہل العلوم	انّہ لا ربّ الّا من یدوم
ترجمہ	اہل علم اور سب فرشتے ہین گواہ	ہے ہمیشہ رہنے والا رب الٰہ

شرح یعنے خدا نے فرشتون اور اہل علم کو اس بات کا گواہ بنالیا ہے کہ معبود برحق اور رب العالمین وہی ہے جو ہمیشہ رہیگا۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ یعنے خدا اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود حق نہین ہے یہان خدا کیساتھ فرشتون اور عالمون کی شرکت بیان ہوئی ہے اسکا کیا سبب ہے۔

چون گواہی داد حق کہ بود ملک — تا شود اندر گواہی مشترک

ترجمہ: حق کے آگے بے حقیقت ہے ملک — کیون گواہی مین ہوا ہے مشترک

شرح: یہ شعر تقریر سوال کی دلیل ہے یعنے جبکہ خدا خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے تو فرشتے (اور اہل علم) کون ہین کہ اس گواہی مین شریک ہون غرضکہ یہ تینون شعر ملکر ایک مدلل سوال ہین اور اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

زانکہ شعشاع حضور آفتاب — بر نتابد چشم و دلہائے خراب

ترجمہ: ہے یہ باعث پیش نور آفتاب — ٹھہر سکتی ہی نہین چشم خراب

چون خفاشے کو تف خرشید را — بر نتابد بگسلد اُمید را

ترجمہ: شپرہ کو تاب سورج کی نہین — توڑ دیتا ہے اُمیدین بالیقین

شرح: یہان سے اُس سوال کا جواب شروع ہوا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے وحدانیت کی گواہی مین فرشتون کو اسلئے شریک کیا ہے کہ ہر آنکھ آفتاب کے سامنے اسکی روشنی اور چمک کی سہار نہین رکھتے مثلاً چمگادڑ کہ دھوپ کو ہرگز نہین سہارتا اور نظارۂ آفتاب کے متعلق اپنی اُمید کو توڑ دیتا ہے اسیطرح آفتاب وحدت کے پرانوار شہادت کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔ بلکہ کلام قدرت کے سمجھنے والے (جو لسان قدرت سے صادر ہوتا ہے) بہت کم ہین اسلئے فرشتون کو گواہ بنایا ہے کیونکہ عالم ملکوت تک پہنچکر فرشتونکی شہادت سننے والے اکثر ہین۔

پس ملائک را چو ما ہم یار دان — جلوہ گر خرشید را بر آسمان

ترجمہ: صورت انسان ملائک سر لب — جلوہ گر ہین آسمان قرب پر

شرح: لفظ ہم ملائک را کے متعلق ہے اور یار بمعنے دوست و مقرب اور دوسرے مصرع مین آ سببیہ ہے اور لفظ ما سے اولیا و علما مراد ہین یعنے ایمخاطب فرشتونکو بھی علمائے باعمل و نیکوکار کی طرح مقرب الٰہی سمجھ اور یہ یقین کرلے کہ فرشتے خرشید ذات ہی کے سبب آسمان پر جلوہ گر ہین مطلب یہ کہ فرشتے اور اہل علم باطنی ہم مرتبہ ہین اسلئے اللہ تعالیٰ نے دونون کو وحدانیت کا گواہ بنایا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ اہل علم دوسرے کو تعلیم دیکر وحدانیت خدا کی گواہی دیتے ہین اور فرشتے از روے القار والہام نیز اہل علم کے گواہ بنانے کا بڑا سبب یہ ہے کہ فرشتون کی شہادت باطنی ہے جسکے معنے ہرکس و ناکس نہین سمجھ سکتا اسلئے اہل علم کو گواہ کیا ہے جنکی تعلیم عام ہے بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ پس ملائک را چو ماہان باز دان ماہان جمع ماہ ہے بمعنے چاند چونکہ ہلال ہونے سے بدر ہونے تک اور بدر سے محاق تک چاند کی مقدار مین اختلاف ہوتا رہتا ہے اور اسیطرح فرشتون کے مراتب مختلف ہین اسلئے ماہ کو بصیغۂ جمع لانا صحیح اور فرشتون کے مراتب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مطلب یہ کہ فرشتون کو چاندون کے مانند سمجھ جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے

اسیطرح فرشتے آفتاب وحدت سے نور حاصل کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ

کاین ضیا ما ز آفتابے یافتیم　　چون خلیفہ بر ضعیفان تافتیم

ترجمہ　ہمنے یہ خورشید سے پایا ہے نور　　اور ضعیفون پر ہمارا ہے ظہور

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمنے آفتاب وحدت کے سبب روشنی حاصل کی ہے اور جسطرح آفتاب چاند پر اپنا نور ڈالتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون (قلوب وعقول انسانی) پر نور وحدانیت ڈالتے ہین اور اسکی گواہی دیتے ہین اور ہماری مثال خلیفہ وقت یعنے بادشاہ کی سی ہے جسطرح وہ رعایا پر احسان کیا کرتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون کو روشنی عنایت کرتے ہین۔ نیز خلیفہ سے پیغمبر اور صحابہ اور تمام علماء مراد ہو سکتے ہین جو وحدانیت کے سچے گواہ ہین اور قیامت تک رہینگے کیونکہ یہ لوگ خدا کے نائب ہین۔

چون سہ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر　　مرتبہ ہر یک بود در نور وقدر

ترجمہ　ماہ نو ہے کوئی اور کوئی ہے بدر　　اسطرح ہے فرق مراتب فرق قدر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایک دن کی یا تین روز کے یا پورے چاند کے مانند ہر فرشتے کا مرتبہ نور اور شرافت مین مختلف ہے۔ بعض فرشتے اکمل ہین بعض کامل۔ بعض نورانی بعض انور بعض شریف بعض اشرف۔ بعض نسخون مین ہر ملک دارد کمال و نور وقدر ہے مطلب دونکا ایک ہے

ز اجنحہ نور ثلاث او رباع　　بر مراتب ہر ملک را آن شعاع

ترجمہ　نور کے پر تین ہین اور چار چار　　ہین فرشتونکے لئے ایسے نیک کار

شرح لفظ اجنحہ نور کی طرف اور نور ثلاث کی طرف مضاف ہے یعنے نور کے پرون کے سبب جو کسی فرشتے کو تین تین ملے ہین اور کسیکو چار چار علے قدر مراتب ہر فرشتے کو وہ نور وحدانیت دیا گیا ہے یہ اس آیت کا اقتباس ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا الے آخرہا۔ یعنے سب تعریف اس خدا کے لیئے ہے جسنے فرشتون کو دو دو تین تین چار چار پر دیئے ہین مولانا نے ان پرون سے نور کے پر مراد لیئے ہین جنسے فرشتے صحرائے معرفت مین اڑتے ہین۔ مگر کسیکے اڑان کم ہے کسیکی زیادہ۔ فرشتونکے فرق مراتب کی مثال اینده شعر مین ہے

ہمچو پرہائے عقول انسیان　　کہ بسے فرقست شان اندر میان

ترجمہ　جسطرح ہین عقل انسانی کے پر　　ہین اسی صورت ملائک سر بسر

شرح لفظ ہمچو گزشتہ شعر کے لفظ اجنحہ کے متعلق ہے یعنے فرشتون کی پر اسیطرح مختلف ہین جسطرح عقل انسانی کے پر کہ انمین بہتے تفاوت مراتب ہے انسانون مین بعض فقیہ ہین بعض کامل۔ بعض عارف بعض مقرب بعض مجاہد بعض مشاہد۔ بعض محجوب اسیطرح فرشتون مین بعض عام ہین بعض خاص۔ بعض اولیا بعض مرسل

پس قرین ہر بشر در نیک و بد　　آن ملک باشد کہ مانندش بود

ترجمہ: نیک و بد مین ہے قرین ہر بشر　　اک فرشتہ ملہم ہر خیر و شر

شرح: یعنے جبکہ فرشتون کے مرتبے بہی مختلف ہین اور انسانون کے بہی تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیکی بدی مین ہر شخص کا مصاحب ایک ایسا فرشتہ ہے جو نیکی بدی مین اُس شخص کے مانند ہوتا ہے نیکون کے ساتہ رحمت کے فرشتے ہوتے ہین اور بدون کے ساتہ عذاب کے۔ البتہ نیکی کا فرشتہ ایک نیکی کی دس لکہتا ہے اور بدی کا ایک کی ایک

چشم اعمش نور خور چون بر نتافت　　اختر او را شمع شد تا رہ بیافت

ترجمہ: مہر سے جس آنکہ کو پہنچے ضرر　　ہین ستارے اوسکے حق مین راہبر

شرح: یہ شعر گذشتہ شعر برنتابد چشم ودلہائے خراب کے متعلق ہے۔ یعنے جبکہ مریض چشم اور عام آدمی کو خورشید پر نظر ڈالنے یعنے اللہ تعالےٰ کی لسان قدرت یا فرشتون کے الہام اور القاء سے جو وحدانیت کی گواہی دیتے ہین راہ حق نہ ملی۔ تو ستارے یعنے اہل علم اُسکے لیئے شمع بنگئے جو وحدانیت کی تعلیم کرتے ہین اور سمع شہادت دے رہے ہین یہ حکمت تہی کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتون اور اہل علم کو گواہ بنالیا ہے

گفتن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مر زید را کہ این سر را فاش تر ازین مکن

ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام کا زید سے یہ فرمانا کہ اس بہید کو اس سے زیادہ ظاہر نہ کرنا

گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم　　رہروان را شمع و شیطان را رجوم

ترجمہ: قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم　　رہروونکو شمع شیطان کو رجوم

شرح: یعنے پیغمبر علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین یعنے سالک شریعت و طریقت کے لیئے شمع ہین اور شیطان کے لیئے تازیانہ اور شعلۂ آتش ہین۔ کیونکہ اُنہون نے میرے قمر رسالت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق نور خورشید حقیقی حاصل کیا ہے۔

ہر کسے را گر بُدے آن چشم و زو　　کہ گرفتے ز آفتاب چرخ نور

ترجمہ: ہر کسی کی آنکہ اگر اے پُرشعور　　دیکھ لیتی بے ضرر سورج کا نور

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل　　کہ بُدے بر نور خورشید او دلیل

ترجمہ: بے ضرورت تہے ستارے اے ذلیل　　نور پہ سورج کے کیون ہوتی دلیل

شرح: یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور اگر آفتاب سے مراد ذات ہے۔ تو ستارہ سے مراد انبیا ہین یعنے اگر ہر شخص شمس ذات سے استفادہ انوار اسرار و معارف کر سکتا تو رسولون کا بہیجنا غیر ضروری تہا۔ اور اگر آفتاب سے مراد رسول ہین تو ستارون سے صحابہ اور تابعین و مشائخ اور اولیا و علما ہین۔ جو آفتاب ذات یا رسالت کیطرف

رہبر ہین۔ یعنے اگر ہر شخص کی آنکھون مین اتنی طاقت ہوتی کہ آفتاب ذات یا رسالت سے نور حاصل کر لیتا تو ستارون (اولیاء علماء) کی حاجت نہوتی اور وہ نور آفتاب ذات یا رسالت کی طرف رہبر نہوتے۔

هیچ ماه و اختر بے حاجت نبود ۔۔۔ که بُدے بر آفتاب حق شهود

ترجمہ: کیا ضرورت تھی کہ انجم اور ماہ ۔۔۔ آفتاب حق کے ہوجاتے گواہ

شرح شہود جمع شاہد ہے بمعنے گواہ۔ یعنے اگر ہر شخص آفتاب ذات سے بلاواسطہ نور حاصل کر لیتا تو کسی ماہ و اختر (نبی یا ولی یا عالم) کے پیدا کرنے کی ضرورت نہوتی اور وہ ہرگز آفتاب حق کے گواہ نہ ہوتے۔

ماه میگوید به ابر و خاک و فَے ۔۔۔ من بشر بودم ولے یُوحیٰ اِلیَّ

ترجمہ: ماہ کہتا ہے یہ ابر و خاک سے ۔۔۔ ہون بشر وحی آتی ہے افلاک سے

شرح فے سایہ کو کہتے ہین اور ماہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین۔ یعنے چاند (ہمارے پیغمبر) ابر اور خاک اور سایہ یعنے اجسام ظلمانی (جنمین انس و جن بھی شامل ہین) کو مخاطب بنا کر یہ فرماتے ہین کہ مین بھی بشر ہی ہون مگر مجھ مین اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحىٰ اِلَيَّ نکتہ اس آیت مین اسطرف اشارہ ہے کہ بشریت و استعداد انسانیت سب مین برابر ہے اسمین نبی ولی مومن کافر فاسق ساوی ہین مگر فضیلت ایمان اور ولایت و نبوت اور وحی و معرفت کا فرق ہے کافر اپنے کفر کے باعث مجسم تاریکی ہیں اور مومن اپنے ایمان کے باعث سراسر نور ہین۔

چون شما تاریک بودم در نُهیٰ ۔۔۔ وحی خُرشیدم چنین نورے بداد

ترجمہ: مین تمھاری طرح سے تارک تھا ۔۔۔ کر دیا ہے وحی نے بدر الدجا

شرح یعنے وہی چاند (پیغمبر علیہ السلام) یہ فرماتے ہین۔ کہ اے لوگو مین بھی جبلت اور فطرت انسانی مین تمھاری طرح تاریک تھا لیکن مجھے آفتاب ذات کی بھیجی ہوی وحی نے منور کر دیا ہے۔

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس ۔۔۔ نور دارم بہر ظلمات نفوس

ترجمہ: گو مین تیرہ ہون مقابل شمس کے ۔۔۔ نور ہون تاریکیِ دل کے لئے

شرح شموس جمع شمس ہے آفتاب ذات الٰہی مراد ہے اور اس ایک شمس کو بنظر کثرت اسمائے صفات شموس کہا گیا ہے۔ یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین بہ نسبت آفتاب ذات ظلمانی ہون کیونکہ مخلوق خالق کے مانند ہرگز نہین ہو سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ آفتاب ذات اور مین ماہ رسالت اور یہ ظاہر ہے کہ چاند سورج کی بہ نسبت ظلمانی ہوتا ہے چنانچہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مسلمہ مقولہ ہے مطلب یہ کہ مین آفتاب ذات کا بندہ ہون اور یعنے چاند ہوکر آفتاب ذات سے جو نور حاصل کیا ہے اسکا افاضہ حسب استعداد مردم کرتا رہتا ہون جس سے

نفس کی تاریکیان دفع ہوجاتی ہین اور انوار باطنی دلکو روشن کردیتے ہین

زان ضعیفم من کہ تابے آوری | کہ نہ مرد آفتاب انوری

ترجمہ اسلیئے ہو ہین ضعیف اے پر حجاب | تو نہین رکھتا ہے تاب آفتاب

شرح ضعیفے بشر مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین اسلیئے بشر کی صورت مین ہوکر افاضۂ انوار کرتا ہون کہ اے مخاطب تو آفتاب ذات سے روشنی حاصل کرنے کی تاب نہین رکھتا تو ایسا مرد نہین ہے کہ آفتاب ذات کے روبرو ہونے کی تاب لاسکے اسلیئے مین نائب حق ہوکر تجہپر انوار کا افاضہ کرتا ہون۔

ہمچو شہد و سرکہ در ہم بافتم | تا سوئے رنج جگر رہ یافتم

ترجمہ شہد و سرکہ ہوگیا ہون سر بسر | تا ملے رستہ سوے رنج جگر

شرح بافتن بمعنے بنُنا یا مخلوط ہوجاتا ہے لیکن یہان اس سے روحانیت و بشریت کے ساتھ امتزاج پانا مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین شہد و سرکہ کی طرح روحانیت و بشریت سے مرکب ہون اور یہ اسلیئے ہے تاکہ تمہارے اندرونی مرض کی طرف راہ پاجاؤن اور سکنجبین بنکر صفرائے خواہش دنیوی کو نکالدون اگر مین فقط سرکہ ہوتا تو نسبت پا نجاتا اور اگر صرف شہد ہوتا تو فائدہ نہ کرتا یعنے اگر مین صرف روحانی یا فرشتہ ہوتا تو تم میرے دیکھنے اور کلام سُننے کی تاب نہ لاتے اور اگر محض بشر ہوتا تو عامی آدمی سمجھکر مجھے رسول نہ مانتے مرض جگر سے مراد صفرا ہے اور صفرا کو سکنجبین دفع کرتی ہے

چون زعلت وارہیدی اے رہین | سرکہ را بگزار و میخور انگبین

ترجمہ جب مرض سے چھوٹ گیا تو کرکے جہد | چھوڑدے سرکہ غذا کر اپنی شہد

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے گرفتار امراض باطنی جب تو نے بیماری (اخلاق ذمیمہ) سے صحت پالی تو سرکہ (بشریت) کو چھوڑدے اور شہد (روحانیت) کو قبول کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ سے تائب ہونے کے بعد پھر بشریت کی طرف رجوع نہ کر بلکہ روحانی بننے کی سعی کر یعنی سرکہ نہ کہا بلکہ شہد کا استعمال کر

تخت دل معمور شد پاک از ہوے | بر وے الرحمن علی العرش استوے

ترجمہ تخت دل جسکا ہے بے حرص و ہوے | ہے وہ مصداق علی العرش استوی

شرح یعنے روحانی ہوجانے کی حالت مین تیرے دل کا تخت ہوا و ہوس سے پاک ہوکر انوار الٰہی سے آباد ہوگا اور اُسپر اُس خدا کی تجلی ظاہر ہوگی جو عرش پر قائم ہے یا یہ کہ اُسپر آیت اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی کا مضمون صادق آجائے گا کیونکہ عارف کا دل عرش الٰہی ہوتا ہے **فائدہ** اس آیت کے یہ معنے نہین کہ اللہ تعالی عرش پر اسطرح متمکن ہے جسطرح بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ باوجود عظمت اللہ تعالی عرش پر بھی غالب ہے

حکم بر دل بعد ازین بے واسطہ — حق کند چون یافت دل این رابطہ

ترجمہ: حکم حق آئے گا پھر بے واسطہ — حق سے پا یا جائیگا جب را بطہ

شرح یعنے جب اللہ تعالے سے دل اسقدر اتصال حاصل کر لیتا ہے کہ عرش الٰہی بنجاتا ہے تو اللہ تعالے اُس پر بلا واسطہ معلومات ظاہری وحی یا الہام نازل کیا کرتا ہے اور ایسے دل والے کو رسالت یا ولایت کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے

این سخن پایان ندارد زید کو — تا دہم پندش کہ رسوائی مجو

ترجمہ: ہے یہ بے غایت کہاں ہیں آج زید — تا کہوں رکھیئے زبانکو اپنی قید

نیست حکمت گفتن این اسرار را — چون قیامت میرسد اظہار را

ترجمہ: ہے بڑا اظہار ان اسرار کا — خود قیامت وقت ہے اظہار کا

شرح مولانا فرماتے ہیں کہ اسرار و معارف کی باتین بے انتہا ہیں اے مخاطب بس کر اور یہ بتا کہ اسوقت زید رضی اللہ عنہ کہان ہیں تاکہ مین اُنسے ازراہ خیر خواہی یہ کہوں کہ اسرار کی تشہیر نہ کیجیئے اسوقت انکا اظہار حکمت سے بعید ہے بلکہ قیامت پر موقوف کیجیئے جو اظہار اسرار ہی کے لیئے بنی ہے اور جسدن بلا تکلیف اظہار اسرار خود بخود ظاہر ہو جاینگے

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

زید را اکنون نیابی کو گریخت — جست از صف نعال و نعل ریخت

ترجمہ: زید کو اب تو نپائے گا کہین — سوئے حق ہین وہ گریزان بالیقین

شرح یعنے اے مخاطب اب تو زید کو نہین پا سکتا کیونکہ وہ وجود موہوم سے بجانب حق گریز کر گئے ہین اور صف نعال بشریت سے نکلگئے ہین اور اُنہون نے اپنی خواہشات طبعی و نفسانی کو جو نعل یعنے جوتی کی مانند ذلیل ہین دور کر دیا ہے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت — ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت

ترجمہ: زید کو اپنی نہین اب خود خبر — مہر کے آگے ہین تارے مستتر

شرح یعنے اے مخاطب تو ایسا کون ہے کہ زید کو معلوم کر سکیگا۔ بلکہ محو ذات ہو جانے کے باعث زید اپنے آپ کو خود بھی معلوم نہین کر سکتے کہ مین کون ہون اور کہان ہون بلکہ جسطرح سورج کے نکلنے سے تارے چھپ جاتے ہین اسیطرح زید جلوہ آفتاب وحدت مین فنا ہو گئے ہین یعنے اولیاء اللہ اور عارفان کامل غرق دریائے فنا ہو کر اپنے حال سے خود بیخبر ہو جاتے ہین۔ چنانچہ سعدی کا قول بالکل درست ہے ع کا نراکہ خبر شد خبرش باز نیامد

نے ازو نقشے بیابی نے نشان — نے کہے یابی براہ کہکشان

ترجمہ: اب نہین اُنکا کہین نقش و نشان — کاہ سے ہے پاک راہ کہکشان

شرح یعنے اب زید کا نقش ونشان بشریت اسطرح نہین ملتا جسطرح کہکشان کے رستہ مین تنکا نہین ملتا۔ لوگون نے چند ستارون کا نام کہکشان رکھدیا ہے حالانکہ کہکشان کے رستہ مین گھانس نہین ہے اسیطرح زید کا فقط نام ہی نام رہگیا ہے اور فی الواقع وہ وجود بشری سے نکلکر فنائے ذات ہوگئے ہین۔

	شد حواس ونطق بے پایان ما	محو نور دانش سلطان ما
ترجمہ	عارفونکا نطق اور اُنکا شعور	محو نور دانش حق ہے ضرور

شرح یعنے عارفون کے حواس ظاہری وباطنی اور قوت ناطقہ جو بے انتہا ہے سب نور علم الٰہی میں محو ہین یعنے حسب مضمون حدیث شریف خود اللہ تعالےٰ عارفون کی سماعت وبصارت وادراک اور ہاتھ پانو بنجاتا ہے وہ اپنی قوتون سے کوئی کام نہین لیتے۔ اسمضمون کی دلیل اکثر جگہہ بیان ہوچکی ہے۔

	حسہا وعقلہا شان۔ در درون	موج در موج لدینا محضرون
ترجمہ	رہتی ہے ایسون کی حس اندرون	داخل موج لدینا محضرون

شرح۔ لفظ درون حس وعقل کے متعلق ہے۔ اور اول لفظ موج کے بعد میر نند محذوف یعنے عارفین کے حواس دریا شہود مین محجین یا بھی نیز ممکن ہے کہ در درون دوسرے مصرع سے متعلق ہو اور موج در موج لدینا کی صفت مقدم مانی جاوے یعنے عارفین کی عقل اور حواس دریائے لدینا کے اندر جو موج در موج یعنے نہایت ذخار وبے پایان ہے حاضر ہین یعنی عالم حضور وشہود الٰہی مین ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ ظاہری معنے یہ ہین کہ جب صور پھونکا جائیگا تو تمام مُردے ہمارے پاس حاضر ہوجاوینگے اور باطنی طور پر صیحہ سے مراد جذبۂ واحدہ ہے۔ یعنے ہمارے ایک جذب کے سبب تمام عارفان کامل اپنے وجود موہوم اور مرتبۂ غیب سے نکلکر عالم شہود مین پہنچ جاتے ہین چنانچہ عارفین کامل کا یہی حال ہے کہ خودی سے گم ہوکر بجمیع صفات حاضر حضور رب العالمین رہتے ہین۔

	چون شب آمد باز وقت بار شد	انجم پنہان شدہ بر کار شد
ترجمہ	رات آئی آگیا پھر وقت بار	انجم پنہان ہوئے سب آشکار

شرح یعنے یہ قاعدہ ہے کہ جب رات آتی ہے تارے نکل آتے ہین اور جب آفتاب نکلتا ہے تو چھپ جاتے ہین اسیطرح جب آفتاب ذات نظرون سے غائب رہتا ہے تو بشریت کی شب تار آجاتی ہے اور حواس وعقل کے تارونکا ظہور ہوجاتا ہے۔ اور عارف ظاہری اوامر ونواہی مین مشغول ہوجاتا ہے جو باعث تکلیف وبال ہے۔ اور جب آفتاب ذات متجلی ہوجاتا ہے تو حواس وعقل کے تارے غائب ہوجاتے ہین شعر مین ذات کو آفتاب سے حواس کو تارون سے اور عالم بشریت مین آنے کو شب سے تشبیہ دیگئی ہے۔

خلق عالم جملگی بیہش شوند   پردہا بر رو کشند و بغنوند

ترجمہ: ہوتی ہے بیہوش خلقت سربسر   اور سو رہتی ہے چادر تان کر

شرح یعنے جب رات آتی ہے تو عالم بیہوش ہوجاتا ہے اور خلقت منہ پر کپڑا تان تان کر سو رہتی ہے مطلب یہ کہ عارف بشرطیکہ محو کلی نہون جب ظلمت بشریت مین آجاتے ہین تو حق سے بیہوش ہوکر بشری کامون مین مشغول ہوجاتے ہین جو شان بشریت ہے چنانچہ اکثر انبیا و اولیا امور خانہ داری مین بھی مصروف رہے ہین۔

صبح چون دم زد علم افراشت خور   ہر تنے از خوابگہ برداشت سر

ترجمہ: ہوگئی جب صبح نکلا آفتاب   خوابگہ سے جاگ اُٹھے سرمست خواب

بیہشان را داد حق ہوشہا   حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا

ترجمہ: سارے بیہوشونکو ملجاتے ہیں ہوش   روبرو حق کے ہیں سب حلقہ بگوش

شرح یعنے جب صبح نمودار ہوتی ہے اور آفتاب نکل آتا ہے تو ہر شخص بستر خواب سے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ تعالٰے بیہوش کو ہوش دیدیتا ہے اور ہر جماعت ہوش و خرد حاصل کرنے مین حلقہ بگوش یعنے مطیع حکم الٰہی ہوجاتی ہے۔ اسیطرح جب صبح تجلی آتی ہے اور آفتاب ذات متجلی ہوتا ہے تو ہر عارف خواب بشریت سے جاگ اُٹھتا ہے۔ اور خدا اُنہین ہوشیار کردیتا ہے ظلمت بشریت جاتی رہتی ہے حلقہ حلقہ و ہا کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ اور لفظ حلقہ حلقہ حسب قاعدہ فارسی بمعنے جماعت ہا ہے

پاے کوبان دست افشان در ثنا   ناز نازان ربنا احییتنا

ترجمہ: وجد میں سب حق کی کرتے ہیں ثنا   قول سب کا ربنا احییتنا

شرح یعنے جسطرح لوگ صبحکو بستر سے اُٹھتے وقت خدا کی تعریف کیا کرتے ہین اسیطرح عارف ہوش مین آنے کے باعث نہایت قرب کے عالم مین خدا کی تعریف کرنے لگتے ہین اور نہایت درجہ فخر و ناز کے ساتھ یہ کہتے ہین کہ اے خدا شکر ہے تو نے ہمین زندہ کردیا۔

آن جلود و آن عظام ریختہ   فارسان گشتہ غبار انگیختہ

ترجمہ: جسم کی کھال اور ساری ہڈیان   بنگئیں گویا سوار راہ دان

شرح یعنے وہ جسم اور ہڈیان جو رات کو عالم مین خواب مین بستر پر بیہوش پڑی تھین خدا کے ہوش دینے سے گھوڑے کا غبار انگیز سوار بنگئین مطلب یہ کہ وہ جسم و استخوان جو شب کو بیحس و حرکت تھے صبح کو چلنے پھرنے لگے اور اُنہین نئی زندگی ملگئی اسیطرح صبح تجلی الٰہی سے عارفون کو نئی زندگی ملجاتی ہے اور وہ اپنے تمام جسم اور سارے دل و جمیع قوے کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوجاتے ہین۔

	جملہ آرند از عدم سوئے وجود	در قیامت ہم شکور و ہم کنود
ترجمہ	سب عدم سے آئینگے اسُوئے وجود	کافر و مومن اُٹھیں گے اے ودود

شرح یعنے جسطرح قیامت کے دن شکرگزار و ناشکرگزار (مومن و کافر) کو عدم سے وجود کی طرف لے آئینگے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے صبح کے وقت سب کو بیہوشی سے ہوش میں لے آتا ہے اتنا فرق ہے کہ شکرگزار (مومن و عارف) کو بجز خدا کے اور ناشکرگزار (کافر و دنیاپرست) کو بجز دنیا کے اور کسی چیز کا ہوش نہین رہتا۔ کنود بمعنے کافر نعمت و ناشکر ہے

فائدہ چون شب آمد باز وقت بار شد سے لیکر یہانتک تمام اشعار کے دو معنے ہیں **اول** بیان حال عارف جسکی شرح ہم ابہی لکھہ چکے ہیں۔ دوم یہ کہ چون شب آمد سے حال عارف کو چھوڑکر بیان حال قیامت کی طرف انتقال ہے اسصورت میں اشعار کے معنے یہ ہیں کہ تمام خلقت نفخۂ اولے کے بعد بیہوش ہو جائیگی اور جب صبح محشر اپنا جھنڈا بلند کریگی تو سب ہوشیار ہو جائینگے اور یہ کہتے ہوے میدان محشر کی طرف چلین گے رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ یعنے اے خدا تو نے ہمیں دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا۔ اول ہم عالم عدم میں مُردہ تہے پہر دنیا میں زندگی ملی اور پہر دنیا ہی میں موت آئی۔ بعدہ قیامت میں زندہ ہوے قیامت کے دن تمام گلے ہوے چمڑون اور ریزہ ریزہ ہڈیون میں جان ڈالی جائیگی اور تمام مردے عدم سے وجود کی طرف لائے جائینگے۔

	سرچہ مے پیچی چرا نادیدۂ	در عدم ز اول نہ سر پیچیدۂ
ترجمہ	حشر سے اب کیون تجکے انکار ہے	تو ازل سے تابعِ غفار ہے

شرح یہان سے منکر حشر جسمانی کا رد شروع ہوا ہے۔ یعنے اے منکر حشر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے سے تجھے انکار کیون ہے تو نے اسبات کو کبہی نہین دیکہا کہ اس سے پہلے ملک عدم میں تو خدا کے حکم سے سر نہین پہیر سکا تہا اور کلمۂ کن سے فوراً زندہ ہو گیا تہا۔ اسیطرح مرکر محشر کے دن بہی تو ضرور زندہ ہوگا اور اسکے حکم کی نافرمانی ہرگز نکر سکیگا کیونکہ تو جس طرح اسکے حکم سے ایکبار زندہ ہو چکا ہے اسیطرح دوسری بار زندہ ہو جائیگا۔

	در عدم افشردہ بودی پائے خویش	کہ مرا کہ بر کند از جائے خویش
ترجمہ	پہلے تہا تو ساکنِ ملکِ عدم	کہتا تہا اب کون اُکہاڑیگا قدم
	می نہ بینی صنعِ ربانیت را	چون کشید او موے پیشانیت را
ترجمہ	آنکہہ اٹہا کر صنعِ ربانی کو دیکھ	اُسنے کہینچا موئے پیشانی کو دیکھ

شرح افشردن بمعنے مضبوط کرنا اور گاڑنا ہے یعنے اے منکر حشر دنیا میں آنے سے پہلے تو نے ملک عدم میں اپنا قدم خوب مضبوط گاڑ رکہا تہا اور زبان حال سے یہ کہا کرتا تہا کہ مجھے اپنی جگہ (عدم) سے کون حرکت دے سکتا ہے ہرگز نہین دے سکتا۔ لیکن اے شخص تو اپنے خدا کی صنعت و قدرت کو نہین دیکہتا کہ پیشانی کے بال پکڑکر تجھے عدم سے

وجود کی طرف کہینچ لیا ہے اسیطرح بروز قیامت وہ تمام معدومات کو موجود کردیگا اور سبکو اسکا حکم ماننا پڑیگا۔

	تا کشیدت اندرین انواع حال		کہ نبوت در گمان و در خیال
ترجمہ	آپ چکے ہین بجہیر ایسے ایسے حال		وہم مین جنکا نتہا ہرگز خیال

شرح انواع حال مین اضافت صفت لسوے موصوف ہے بمعنے حالات متنوعہ۔ یعنے المخاطب تو اسکو کیون نہین دیکہتا کہ اللہ تعالےٰ نے بتجہے طرح طرح کے حالات کی طرف کہینچا ہے اوّل عدم سے نباتیت کی طرف کہینچا پہر حیوانیت کی طرف پہر نطفہ ہونے کی طرف پہر نطفہ کو خون اور خون کو گوشت کے لوتھڑے کی طرف۔ پہر لوتھڑے کو ہڈیان اور ہڈیون کو گوشت عنایت کیا۔ پہر جان ڈالی۔ پہر برسون عالم طفلی مین رکھا۔ پہر جوان کیا پہر بوڑہا بادیا پہر موت بہیجی جبکہ اتنی حالتون مین تو نے مجبور ہوکر خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے تو کیا وہ بتجہے مارنیکے بعد زندہ نہ کرسکیگا یا تو اسکے اس آخری حکم کو نہ مانے گا ہرگز نہین بلکہ بتجہے طوعًا وکرہًا ضرور زندہ ہونا پڑیگا۔

	این عدم او را ہمارہ بندہ است		کارکن دیو اسلیمان زندہ است
ترجمہ	یہ عدم ہر وقت اسکا بندہ ہے		کام کر شیطان سلیمان زندہ ہے

شرح ہمارہ مخفف ہموارہ ہے بمعنے ہمیشہ یعنے المخاطب عالم عدم ہمیشہ محکوم اور مطیع حکم الٰہی ہے اسکے کلمۂ کن کہنے سے ہر معدوم شئے فورًا موجود ہوجاتی ہے اسیطرح تو بہی مرنے کے بعد بالکل معدوم ہوکر فورًا زندہ ہوسکیگا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے دیو یعنے منکر حشر سلیمان یعنے بادشاہ حقیقی ہمیشہ زندہ رہنے والا اور حی القیوم ہے۔ تو ہمیشہ اسکی طاعت وخدمت کرتا رہ اور حشر کا انکار نہ کر اور اسطرح اسکا مطیع رہ جسطرح دیو حضرت سلیمان کے مطیع رہتے تہے۔ کیونکہ تیرا بادشاہ حقیقی فانی نہین ہے اسلیئے اسکی خدمت فرض عین ہے

	دیو مے سازد جفان کالجواب		زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب
ترجمہ	کام تہا انکا جفان کالجواب		کیا مجال انکی کہ دے سکتے جواب

شرح یعنے دیو حضرت سلیمان کے لیئے بڑے حوض کے برابر پیالے بنایا کرتے تہے اور باوجودیکہ ایسے ایسے سخت اور مشکل کام کرتے تہے۔ مگر حضرت سلیمان کے خوف سے انکی یہ مجال نہ تہی کہ چہوڑ کر چلے جائین یا جواب دیدین اسیطرح کسیکو اللہ کے حکم کے دفع کرنے کی طاقت نہین ہے منکران حشر ہر طرح مطیع حکم ہین وہ منظور کرین یا نہ کرین مگر مرنیکے بعد حساب وکتاب کے لیئے ضرور زندہ کیئے جائینگے یہ اس آیت کا اقتباس ہے یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ الایۃ الاخر یعنے جن حضرت سلیمان کے لیئے محرابین اور تصویرین جنکا بنانا اس زمانہ مین جائز تہا اور حوض کی برابر پیالے اور ایسی بڑی دیگین جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکین بنایا کرتے تہے اور ہر وقت حضرت سلیمان کی خدمت مین حاضر رہتے تہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ از راہ سرکشی خداوند کی عبادت نہین کرتے وہ شیطانون سے بہی بدتر ہین۔

	خویش را بین چون ہمی لرزی ہم	مر عدم را نیز لرزان بین مقیم
ترجمہ	خوف سے ہر وقت جب لرزان ہے تو	ہے یہی حال عدم اے نیک خو

شرح یعنے اے مقیم (غافل و برجا ماندہ) اپنی حالت کو دیکھہ جسطرح تو خوف موت سے کانپتا رہتا ہے اسیطرح عدم بھی حکم الٰہی سے ہر وقت لرزان ہے اللہ تعالےٰ ہر وقت عدم کے وجود اور معدوم کے موجود کر دینے پر قادر ہے اور عدم ہر لحظہ اسکا مطیع ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ ہر وقت معدوم کے موجود کرنے پر پوری قدرت رکہتا ہے

	ور تو دست اندر مناصب میزنی	ہم ز ترس ست آنکہ جانے مے کنی
ترجمہ	کوشش جاہ و مناصب اے غنی	خوف کے باعث سے ہے یہ جانکنی

شرح یعنے تو جو مراتب دنیوی حاصل کرنے اور مال کمانے مین مشغول ہے اسکا باعث خوف فقر و محتاجی ہے کہ تو اسقدر محنت کر کے اپنی جان کو ہلاک کیا کرتا ہے مگر چونکہ فقر حق کے جانب سے ہے تو خوف بھی حق ہی کی جانب سے ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب تجہے دنیا طلبی کی حالت مین بھی جو خدا سے دور کرنے والی چیز ہے خوف خدا ہے تو کیا عدم کو خوف الٰہی نہوگا جو ہمیشہ مطیع حکم رہا ہے۔ بلکہ ضرور ہوگا۔ نیز ممکن ہے کہ آنکہ جانے مے کنی بیان ترس ہو یعنے تو مال دنیوی اس خوف سے کماتا ہے کہ ایکدن جان نکلجائے گی تو حسرت ہی حسرت رہجائیگی۔ پہر دنیا کے مزے اڑانے کون آئیگا۔ اور بال بچے بے سر و سامان رہجائینگے۔ بس تو جب تجکو موت کا اتنا خوف ہے کہ دنیا کمانے مین بھی اس سے غافل نہین ہوتا تو کیا عدم کو خدا کا خوف نہوگا۔ ضرور ہوگا اور اسکے حکم سے فی الفور جامۂ وجود پہن لیگا بعض نسخون مین ہم ز ترس آنکہ جانے می کنی ہی دوسرے معنون کی تائید کر رہا ہے

	ہرچہ جز عشق خدائے احسن ست	گر شکر خواری ست آن جانکندن ست
ترجمہ	سچ تو یہ ہے ماسوائے عشق رب	گرچہ شکر ہے مگر ہے زہر سب

شرح لفظ جانکنی کی مناسبت سے مولانا قدس سرہ نے وعظ و نصیحت کی طرف انتقال فرمایا ہے یعنے اے مخاطب عشق خدا کے سوا جو سراپا احسن ہے دوسری چیز خواہ باعتبار ظاہر کیسی ہی اچھی اور شیرین ہو مگر عذاب جانکنی کے برابر ہے۔

	چیست جانکندن سوئے مرگ آمدن	دست در آب حیاتے نازدن
ترجمہ	جانکنی کیا چیز ہے میل ممات	چھوڑ دینا شربت آب حیات

شرح یعنے جانکنی سے ہمارا مطلب کیا ہے؟ باطنی موت کی طرف آنا۔ یعنے دل کی موت جو غیر اللہ کی محبت سے حاصل ہوتی ہے اور چشمۂ آب حیات (دریائے عشق الٰہی) مین نہ تیرنا بلکہ ماسوے اللہ کے عشق مین غوطے کہا کر ہلاک ہوجانا

	خلق را دو دیدہ در خاک و ممات	صد گمان دارند در آب حیات
ترجمہ	دیکھتے ہیں خاک کو جو میر جیا لیں	آبحیوان سے ہین بالکل بدگمان

شرح ممکن ہے کہ اس شعر کے دو نو مصرعے الگ ہوں۔ اور خاک و حمات سے لذات دنیویہ اور خواہشات فانیہ مراد ہوں۔ اسوقت یہ مطلب ہے کہ خلقت کے دو نو دیدے لذات و شہوات کے اندر کہلے ہوے ہیں اور عشق الٰہی میں اُنہیں ہزاروں بدگمانیاں ہیں بعض نے اسکو ظنی یا وہمی بات سمجھ رکھا ہے اور بعض نے جنون نام رکھدیا ہے اسصورت میں دارند کا فاعل ضمیر ہے جو بجانب خلق راجع ہے یا یہ کہ دوسرا مصرع پہلے کی خبر ہے۔ یعنے خلقت کے دو دیدے جو خاک و حمات میں کہلے ہوے ہیں آبحیات کو ظنی اور وہمی سمجھتے ہیں اسوقت دارند کا فاعل دو دیدہ ہیں

جہد کن تا صد گمان گردد نود — شب برو ور تو بخسپی شب رود

ترجمہ: بدگمانی اپنی کم کر بد صفات — رات کو چل ورنہ پہر جاتی ہے رات

شرح یعنے اے مخاطب اسبات کی کوشش کر کہ تیری بدگمانیاں سو سے نوے رہجائیں یعنے روز بروز کم ہوتی جائیں یہ بات ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہو سکتی ہے جسکی بدولت اسرار غیبی نظر آنے لگتے ہیں اور گمان کو مرتبہ عین الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ دوسرے مصرع میں شب سے مراد دنیا ہے۔ یعنے دنیا میں رہکر سیدہا اور عشق الٰہی کا رستہ اختیار کر اگر غفلت کی نیند سو جائیگا تو دنیا خود فنا ہونے والی ہے یہ خود تجہے چہوڑکر چلی جائیگی اور پہر حسرت ہی حسرت رہجائیگی۔ حدیث شریف میں ہے اَلنَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوا انْتَبَہُوا۔ یعنے آدمی غفلت کی نیند سو رہے ہیں جب مر جائینگے تب بیدار ہونگے۔ یعنے مرنے کے بعد آنکہیں کہلیں گی کہ ہم کسطرح کی غفلت میں محو تہے۔

در شب تاریک جو آن روز را — پیش کن آن عقل ظلمت سوز را

ترجمہ: ڈہونڈ اندہیرے میں کہیں اُس روز کو — سامنے لا عقل ظلمت سوز کو

شرح یعنے اندہیری رات (دنیا) میں اُس روز روشن (نور حق) کو ڈہونڈ اور اپنی عقل (عقل معاد یا مرشد کامل) کو جو اندہیرے کے دفع کرنے والی ہے اپنا پیشوا اور رہبر بنالے اس سے تجہے جلوۂ نور حق نظر آنے لگیگا۔

در شب بد رنگ بس نیکی بود — آب حیوان جفت تاریکی بود

ترجمہ: ہے شب بد رنگ بیشک نیک ذات — یعنے تاریکی میں ہے آب حیات

شرح یعنے اس اندہیری رات (دنیا) میں بہت سی نیکیاں (مرشدان کامل) موجود ہیں کیونکہ آبحیوان تاریکی میں موجود اور اندہیری کا دوست ہے پس تو اے مخاطب تو مرشد کامل کی جستجو سے غافل نہ رہ اسی اندہیرے میں آبحیوان ملجائیگا یا یہ معنے ہیں کہ بعض اسرار الٰہی خصوصیت کیساتہہ رات ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔ اسلیئے اے مخاطب تو راتوں کو عبادت کیا کر۔ اسصورت میں یہ اشعار نماز تہجد کی تاکید کے لیئے لائے گئے ہیں۔

سر ز خفتن کے توان بر داشتن — با چنین صد تخم غفلت کاشتن

ترجمہ: خواب سے تو کب اُٹھا سکتا ہے سر — تخم غفلت بو دیا ہے اسقدر

شرح یعنے باوجود اسقدر تخم غفلت بونے اور گناہ کاٹنے اور لذات پر مٹنے کے ہین اُمید نہین کہ تو خواب سے سر اُٹھا سکیگا کیونکہ دنیا سے تجھے عبادت الٰہی کی فرصت ہی نہ ہوگی یہانتک کہ ایک روز غفلت ہی مین موت آجائیگی۔

خواب مردہ ولقمہ مردہ یار شد — خواجہ خفت و دزد شب در کار شد

ترجمہ خواب ولقمہ دو تو مُردے دو تو یار — خواجہ غافل چور ہے مصروف کار

شرح یعنے خواب غفلت بہی مردہ ہے اور لقمہ بہی مردہ ہے جب یہ دو مُردے ترے مصاحب ہوگئے تو یہ سمجہ کہ دل کی موت آگئی۔ اور جبکہ تو اُنکی مصاحبت مین تو خود بہی مردہ ہوگیا یعنے خدا سے غافل رہا تو یہ جان لے کہ ایک بادی چور شیطان اپنا کام کرگیا۔ اور تجھے دوزخ مین جا گرایا۔

تو نمی دانی کہ خصم تو کیند — ناریان خصم وجود خاکیند

ترجمہ تیرے دشمن کون ہین سن لے اہمام — خاکیون کے ہین عدو ناری تمام

شرح یعنے اگر تو یہ نہین جانتا کہ تیرے باطنی دشمن کون ہین تو ہمسے سُن لے۔ تمام ناری شیطان وشیاطین و خواہشات نفسانی آدمیون کے دشمن ہین۔ چنانچہ قرآن مجید مین جا بجا تصریح ہے کہ شیطان وشیاطین آدمیون کے صریح دشمن ہین اور یہ دشمنی طبعی ہے کیونکہ شیاطین ناری ہین اور انسان خاکی۔

نار خصم آب و فرزندان اوست — ہمچنانکہ آب خصم جان اوست

ترجمہ دیکھ لیجے آب کی دشمن ہے آگ — جسطرح ہے آب کو آتش سے لاگ

آب آتش را کشد زیرا کہ او — خصم فرزندان آبست و عدو

ترجمہ آگ کو پانی بجہاتا ہے ضرور — کیونکہ ہے وہ دشمن جان پر شعور

شرح ان شعرون مین انسان اور شیطان کی باطنی دشمنی کو آگ اور پانی کی ظاہری تمثیل مین بیان کیا گیا ہے یعنے آگ پانی کی بہی دشمن ہے۔ اور اُن چیزون کی بہی جو پانی کی اولاد ہین یعنے پانی سے پیدا ہوی ہین مثلا نباتات حیوانات وانسانات آگ ان سب کی دشمن ہے اور سب کو جلا ڈالتی ہے اور اسیطرح پانی آگ کا دشمن ہے کہ اُسے بجہا دیتا ہے۔ غرضیکہ آگ اور پانی کی باہم دشمنی دونو طرفون سے ہے۔ بس تو انکا طب جس طرح شیطان وشیاطین تیرے دشمن ہین اسیطرح تو اُنکا دشمن بنجا۔ ورنہ شیطان کی دشمنی اور اُس سے تیری دوستی تجھے ناری بنا دیگی۔

بعد ازان این نار نار شہوتست — کاندرو اصل گناہ و زلتست

ترجمہ آتش شہوت ہے آگ اے روسیاہ — کیونکہ شہوت ہوتی ہے اصل گناہ

شرح یعنے جب تو ظاہری آگ اور پانی کی دشمنی کو معلوم کرچکا ہے تو اب یہ بہی سمجہ لے کہ آگ سے ہماری مراد آتش شہوت نفسانی ہے جو اغوائے شیطانی سے پیدا ہوتی ہے اور یہی تمام گناہون کی اصل اور سبب ہے

رستہ سے قدم کو پھسلا دیتی ہے انکا مطلب اس دشمن سے بخوف رہو ورنہ تیری لغزش تجھے دوزخ میں ڈالیگی

نار بیرونی بہ آبے بفسرد	نار شہوت تا بدوزخ مے برد
ترجمہ: آگ تو پانی سے بجھ جاتی ہے یار	آتش شہوت ہے رہبر سوئے نار
نار شہوت مے نیارامد بہ آب	زانکہ دارد طبع دوزخ در عذاب
ترجمہ: ہاں بجھا سکتا نہیں ہے اسکو آب	بلکہ ہے یہ آگ دوزخ کا عذاب

شرح یعنے یہ ظاہری آگ پانی سے بجھ جاتی ہے لیکن خواہشات کی آگ پانی سے نہیں بجھتی بلکہ آدمی کو دوزخ تک لیجاتی ہے اور جسطرح حسب مضمون ہل من مزید دوزخ کا پیٹ نہیں بھرتا اسیطرح نار شہوت اور خواہشات کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور عذاب دیتے ہیں۔ دوزخ اور نار شہوت باہم مناسبت تامہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہی نار شہوت و معاصی دوزخ میں آکر عذاب ہوجاویگی یا یہ کہ دوزخ عالم دنیا میں نار شہوت کے صورت میں مصور ہوگیا ہے۔ اسلیئے اُسکا اور اسکا عذاب ایکسان کیا معنے ایک ہی ہے حدیث میں آیا ہے حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنے جنت محنت و مشقت سے اور دوزخ خواہشوں سے ڈھانکی گئی ہے۔

نار شہوت را چہ چارہ نور دین	نورکم اطفاء نار الکافرین
ترجمہ: نار شہوت کا ہے چارہ نور دین	یہہ بجھا دیتا ہے نار کافرین

شرح نار شہوت را چہ چارہ سوال ہے اور نور دین اسکا جواب یعنے آتش خواہشات کا علاج کیا ہے؟ ہے سن لے دین و ایمان کا نور ہے جسقدر یہ نور بڑھتا جائیگا اُسیقدر آتش شہوت بجھتی جائیگی کیونکہ اے مومنو۔ تمہارا نور کافروں (شیطان ونفس وشہوات) کی آگ کو بجھانے والا ہے یہاں اطفاء مصدر ہے بمعنے اسم فاعل بطور مبالغہ۔ یہ حدیث پہلے بھی نقل ہوچکی ہے کہ دوزخ کی طرف سے ایمان والوں کو خطاب ہوگا کہ اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے نیز یہ بھی صحیح حدیث میں ہے کہ الصلوٰۃ نور علے الصراط یعنے نماز پلصراط کا نور ہے۔ اسلیئے نور ایمان یعنے نماز کی محافظت انسان کا سب سے پہلا فرض ہے

چہ کشد این نار را نور خدا	نور ابراہیم را ساز اوستا
ترجمہ: ہاں بجھاتا ہے اسے نور خدا	نور ابراہیم کو رہبر بنا

شرح یعنے انکا مطلب اس آتش شہوت کو خدا کا نور بجھا دیتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کے نور کو اپنا پیشوا بنا۔ اور اُنکی قدم بقدم چل یہ اسطرف اشارہ ہے واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا۔ جسطرح اُنکے نور نے آگ کو بجھا دیا تھا اُنکی تقلید سے جذبہ نور الٰہی تیرے نار شہوت کو بھی ضرور بجھا دیگا۔ فائدہ نور سے عرفان اور اتباع شریعت کی روشنی مراد ہے جو باطنی اندھیرے کو دفع کرتی ہے اور نار شہوت کو بجھا دیتی ہے

تا ز نار نفس چون نمرود تو ۱۰۹ وا رہد این جسم ہمچون عود تو

ترجمہ تا کہ نار نفس سرکش سے بچے ہو نجات اور آتش دوزخ بجھے

شرح یعنے نور ابراہیم (نور باطنی و توحید) کی تقلید اسلیئے واجب ہے کہ نفس نمرود صفت (سرکش و امارہ) کی آگ سے تیرا جسم جو عود کے مانند آتش دوزخ کے قبول کرنے کا مادہ رکھتا ہے نجات پا جائے۔

نار پاکان را ندارد خود زیان کے ز خاشاکے شود دریا نہان

ترجمہ آگ پاکون کو نہین دیتی زیان تنکے سے دریا نہین ہوتا نہان

شرح یعنے جسطرح تنکے دریا کو چھپا نہین سکتے اسیطرح پاکون (عارفان کامل) کو آگ (آتش خواہشات) کچھ نقصان نہین پہنچا سکتی اسکی وجہ آئیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

ہر کہ تریاک خدائی را بخورد گر خورد زہرے مگویش کہ بمرد

ترجمہ جسکو تریاک الٰہی ہو نصیب زہر سے مرتا نہین وہ اے حبیب

شرح تریاک خدائی سے تقوے و پرہیزگاری و پاکی و کمال مراد ہے یعنے جسنے پرہیزگاری و کمال حاصل کر لیا ہو اسکو نار شہوت جو عوام کے حق مین زہر ہے کچھ زیان نہین کرتی۔ کیونکہ وہ تریاک الٰہی کھائے ہوئے ہے یہ زہر اسکے حق مین شہد اور یہ نار اسکے لیئے نور ہے کیونکہ عارفان کامل کھانے پینے کی لذت اور جماع کی کیفیت مین مشغول ہوتے وقت بھی مشاہدۂ حق کرتے رہتے ہین اور انکا کھانا پینا طاقت عبادت حاصل کرنے کے لیئے ہے اور شہود حق حلال بیوی مین کامل درجہ کا ہے جسکی تشریح پہلے ہو چکی ہے اے شخص تو اگر کاملین کو لذات مین (جو تیرے لیئے زہر ہین) مشغول ہوتا دیکھے تو یہ نکہہ کہ وہ مر جائینگے یا یہ انکے لیئے مضر ہے کیونکہ جو تریاک اکبر الٰہی کھائے ہوئے ہین وہ ہرگز نہ مرینگے تریاق و تریاک ایک معجون مرکب ہے جو زہر نباتی اور حیوانی کو دفع کر دیتی ہے

خود کند رنجور را رنجور تر وانکہ معمور ست ازو معمور تر

ترجمہ اوس سے ہے رنجور خود رنجور تر اوس سے ہے معمور خود معمور تر

شرح یعنے زہر لذات بیمار (دنیا پرست) کو اور زیادہ بیمار اور آباد (عارف صاحبدل) کو اور زیادہ آباد کر دیتا ہے مطلب یہ کہ پاک و پرہیزگار (کامل شخص) اس زہر لذات سے اور زیادہ کامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لذات و شہوات سے اسکو مشاہدۂ حق کی طاقت حاصل ہوتی ہے اور دنیا پرست لذات کے استعمال سے اور زیادہ سگ دنیا اور نفس کے بندے بنجاتے ہین۔ اسلیئے لذات کا استعمال عارفون کے حق مین تریاک اور اہل دنیا کے حق مین زہر ہے۔

گر طبیبت گوید اے رنجور زار از عسل پرہیز کن ہین ہوش دار

ترجمہ گر ترحم سے کہے تجکو طبیب چھوڑ دے تو شہد بیمار لبیب

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم — کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم

ترجمہ: تو کہے اوس سے پلٹ کر اے سقیم — کسلئے کہاتا ہے تو بیخوف و بیم

گویدت در دل حکیم نکتہ دان — کج قیاسے کردۂ چون ابلہان

ترجمہ: دلمین سوچے گا طبیب نکتہ دان — ہے قیاس اسکا قیاس ابلہان

شرح تینون شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے اگر طبیب تجسے یہ کہے کہ اے بیمار شہد کہانے سے پرہیز کر اور تو اپنی نادانی سے یہ جواب دے کہ حکیم صاحب آپ بلاخوف وہراس شہد کیون کہاتے ہین تو اس جواب سے طبیب اپنے دلمین یہ کہیگا کہ اے بیمار تو نے بیوقوفون کا سا قیاس کیا ہے۔ تو بیمار ہے مین تندرست اسلئے شہد تجہے ضرور دیگا اور مجہے نفع بخشیگا

در تو علت مے فروزد ہمچو نار — ہین مکن با نار ہیزم را تو یار

ترجمہ: شہد سے بڑہ جائے گا تیرا ملال — دیکھ بیمار آگ مین لکڑی نہ ڈال

شرح یعنے طبیب یہ کہیگا کہ اے بیمار تو مریض ہے اور مین تندرست ہون شہد کہانا تیری بیماری کو آگ کی طرح بہڑکا دیگا۔ لکڑی کو آگ کے پاس نہ لیجا یعنے شہد نہ کہا ورنہ بیماری بڑہ جائیگی اور تجہے ہلاک کر ڈالیگی۔

زین دو آتش خانہ ات ویران شود — قالب زندہ از و بے جان شود

ترجمہ: خانۂ جسم آگ سے جلجائے گا — قالب زندہ کو مردہ پائے گا

شرح یعنے طبیب بیمار سے یہ کہیگا کہ اس دو طرح کی آگ (آتش مرض وحرارت شہد) سے تیرا خانۂ جسم ویران اور قالب زندہ بے جان ہوجائیگا اسلئے تجہے شہد کا استعمال نہ چاہیئے اسیطرح بیمار دن (مریضان خواہش نفسانی) کو شہد لذت دنیوی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ طبیب (عارف کامل) کو یہ شہد نقصان نہین دیتا۔

در تن از نار یست آن ہمچو نور — نار صحبت در تن افزاید سرور

ترجمہ: نار سے ہے مست وہ مانند نور — آتش صحبت بڑہاتی ہے سرور

شرح یعنے عارف کامل اپنے جسم مین آتش خواہشات کے باعث ایسا مست وخوشحال ہوتا ہے گویا تمام جسم مین نور بہرا ہوا ہے کیونکہ اسکی خواہشین قوت عبادت یا مشاہدۂ حق حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہین اور جسطرح عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت تمام بدن مین خوشی اور کیفیت پیدا کردیتی ہے اسیطرح کاملون کی آتش خواہشات اُنکے لیئے باعث مسرت وانبساط ہوتی ہے

نار صحبت چون فروزد در وجود — بے زبان تن بود صد گو شود

ترجمہ: آتش صحبت جہان روشن ہوئی — باعث صد سود جان و تن ہوئی

شرح یعنے جب عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت جسم مین پیدا ہوتی ہے تو بدن کو نقصان نہین پہنچاتی اور

اسمین بہت سے فائدے ہین مثلاً مسرت دل اور اولاد صالح وغیرہ موجود ہین اسطرح کاملون کی خواہشین مضر نہین ہین بلکہ سراسر مفید ہین کیونکہ کامل کی ہر بات درجۂ کمال تک پہنچی والی ہوتی ہے اور اُسکی خواہشین دینی ہوا کرتی ہین۔

شہوت ناری برا ندن کم نشد	آن بماندن کم شود بے ہیچ بد
ترجمہ شہوت ناری نہین ہوتی ہے کم	اسکا چارہ صبر ہے اے ذوالکرم

شرح راندن بمعنے ہانکنا اور تیز کرنا ہے اور ماندن بمعنے ٹہیر جانا اور بد بمعنے چارہ و تدبیر۔ یعنے خواہش نفسانی بڑہانے اور شہوت رانی سے کم نہین ہوتی بلکہ بڑہتی ہے البتہ ٹہیر جاتے اور صبر کرنے سے بلا ضرورت چارہ کم ہو جاتی ہے اور بغیر کسی علاج کے جاتی رہتی ہے کیونکہ صبر تمام بُری خواہشونکا اچھا علاج ہے۔

تاکہ ہیزم مے نہی بر آتشے	کے بمیرد آتش از ہیزم کشے
ترجمہ ڈالے جاؤ آگ پر گر لکڑیان	بجھتی ہے کب آتش شعلہ فشان

شرح یعنے جب تک تو آتش خواہشات پر لکڑیان رکھتا رہیگا (مشغول لذات دنیوی گا) یہ آگ ہرگز نہ بجھیگی بلکہ اور بھڑکے گی کیونکہ ہیزم کش (آگ مین لکڑیان ڈالنے والا) آگ کو بجھا نہین سکتا۔ بلکہ اُسے اور تیز کرتا ہے

چونکہ ہیزم باز گیری نار مرد	زانکہ تقوے آب سوئے نار برد
ترجمہ کھینچ لے ایندھن کہ تا بجھ جائے آگ	آگ سے تقوے کی پانی کو ہے لاگ

شرح یعنے جب تو لکڑیان ڈالنی (استعمال لذائذ دنیوی) موقوف کر دیگا تو یہ آگ فوراً بجھ جائیگی کیونکہ تو اسوقت متقی ہو جائیگا اور تقوے پانی کو آگ کی طرف لیجائیگا۔ یعنے اُسے بجھا دیگا۔

کے سیہ گردد با تش روئے خوب	کو نہد گلگونہ از تقوے القلوب
ترجمہ آگ سے تیرہ نہوگا روئے خوب	اُسپہ ہے گلگونہ تقوے القلوب

شرح یعنے جو شخص دل کی پرہیزگاری کا اُبٹنا منہ پر ملتا ہے (لذائذ دنیوی سے پرہیز کرتا ہے) اُسکا منہ آتش خواہشات سے ہرگز کالا نہین ہوتا۔ کیونکہ پرہیزگاری دلون کو آتش شہوت مین گرنے سے بچالیتی ہے

آتش افتادن در شہر در ایام عمر رضی اللہ عنہ
ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین آگ لگنے کا ذکر

آتش افتادن در ایام عمرؓ

شرح چونکہ گذشتہ اشعار مین آگ کا ذکر تہا اسلیئے آتش زدگی مدینہ کا حال ربط قصۂ لاحق کو خود ظاہر کرتا ہے

آتشے افتاد در عہد عمرؓ	ہمچو چوب خشک میخورد او حجر
ترجمہ عہد فاروقی مین آگ ایسی لگی	لکڑیون اور پتہرون کو کہا گئی
در فتاد اندر بنا و خانہ ہا	تا زد اندر پر مرغ و لانہ ہا
ترجمہ بنا و ہر مکان مین جا لگی	تا پر مرغ و آشیان مین جا لگی

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین۔ مدینہ منورہ مین ایسی آگ لگی کہ پتھرون کو سوکی لکڑی کی طرح کہاگئی اور لکڑیون پتھرون سے قطع نظر مکانون کی بنیادون اور گھرون تک پہنچگئی اور یہانتک نوبت ہوی کہ جانورون کے پرون اور گھونسلون تک مین جالگی لا نہ یعنے آشیانہ ہے اور اصل مطلب یہ ہے کہ ایکبار مدینہ مین نہایت شدید آگ لگی۔

نیم شہر از شعلہا آتش گرفت	آب مے ترسید ازان و مے شگفت
ترجمہ نصف شہر اس سے ہوا جل جلکے خاک	اُسکی ہیبت سے تہا پانی خوفناک

شرح یعنے اپنے شعلون کے سبب آگ نے آدہے شہر کو پکڑ لیا اور یہ حال ہوا کہ پانی اُس آگ سے ڈرتا تہا اور از راہ تعجب زبان حال سے یہ کہتا تہا کہ یا الٰہی یہ کیسی آگ ہے جو میرے قابو مین بہی نہین آتی۔

مشکہائے آب و سرکہ مے زدند	بر سر آتش کسان ہوشمند
ترجمہ سرکہ اور پانی کی مشکین بے شمار	چہڑکے جاتے تہے وہان کے ہوشیار

شرح یعنے لوگ پانی کی مشکین اور شدت اضطراب مین سرکہ کے مٹکے آگ پر چہڑکتے تہے اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ آتش خواہشات بجہانے کے لیئے صدق دل سے آب طاعت اور سرکۂ اشک کو مبذول کرتا ہے انشاءاللہ یہ آگ بجہ جائیگی اور خواہشات کی آگ خود بجہکر آتش دوزخ کو ضرور بجہادیگی۔

آتش از استیزہ افزودے لہب	میرسد او را مدد از صنع رب
ترجمہ بڑہتی تہی اُسکی لپیٹ اُسکے سبب	دیتی تہی امداد گویا صنع رب

شرح یعنے جسقدر لوگ پانی ڈالتے تہے آگ از راہ سرکشی اپنی لپیٹ کو اور زیادہ کردیتی تہی اور قدرت خدا سے پانی گویا تیل بنکر اُسکے بہڑکنے مین مدد دیتا تہا مطلب یہ ہے کہ آگ کسی تدبیر سے نہ بجہتی تہی۔

با عمر کردند مردم رو شتاب	کآتش ما مے نمیرد ہیچ ز آب
ترجمہ لوگ دوڑے آئے پہر سوے عمر	اور لگے کہنے نہین بجہتے شرر

شرح یعنے ناچار ہوکر لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ وہ آگ کسیطرح کسی پانی سے نہین بجہتی۔

گفت این آتش ز آیات خداست	شعلۂ از آتش بخل شماست
ترجمہ بولے وہ یہہ آگ ہے شان خدا	یعنے شعلہ ہے تمہاری بخل کا

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے کہا کہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے وہ اس پردہ مین اپنی قدرت دکہاتا ہے یہ آگ ظاہر مین آگ ہے مگر باطن مین تمہارا بخل آگ کی صورت مین مصور ہوکر ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی راحت و مصیبت اعمال نیک و بد کی تصویر ہوا کرتی ہے اے لوگو تمہارے زکوۃ نہ دینے اور صدقات و خیرات نہ کرنے کا گناہ آگ کا لباس پہنکر آشکارا ہوا ہے۔ اور تمہین انہی بداعمالی کی سزا مل رہی ہے

آب بگذارید و نان قسمت کنید ۔ بخل بگذارید اگر آلِ منید

ترجمہ: چھوڑو پانی کو بانٹو روٹیان ۔ بخل چھوڑو تا خدا ہو مہربان

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے لوگو اس آگ پر پانی چھڑکنا موقوف کرو بلکہ آگ بجھانے کی تدبیر یہہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا تقسیم کرو اور اگر میری آل (تابع فرمان) ہو تو بخل کو چھوڑ دو۔ بعض نسخون مین آل کی جگہ اہل ہے یعنے فرمانبر۔ حدیث شریف مین ہے الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ یعنے صدقہ دینا خدا کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے

خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم ۔ ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم

ترجمہ: لوگ بولے باز ہے باب کرم ۔ کیونکہ ہین اہل سخا دنیا مین ہم

شرح یعنے صدقہ کی تاکید سنکر لوگون نے حضرت عمرؓ سے یہ کہا کہ ہمنے پہلے ہی صدقات و خیرات کا دروازہ کھول رکھا ہے کیونکہ ہم سخی اور اہل ہمت و جوانمرد ہین لیکن باینہمہ کیا باعث کہ آگ نہین بجھتی۔

گفت نان بر رسم و عادت دادہ اید ۔ نز برائے حق در بکشادہ اید

ترجمہ: بولے وہ ہے یہ کرم بہر ریا ۔ یہ نہین بہر جناب کبریا

شرح یعنے انکے جواب مین حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ تمہاری سخاوت بطور رسم و عادت ہے خالص خدا کے لیئے نہین ہے چنانچہ اپنی شہرت اور بزرگون کی ناموری کے لیئے اہل عرب کی سخاوت و مہمان نوازی تمام دنیا مین مشہور ہے

بہر فخر و بہر بوش و بہر ناز ۔ نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز

ترجمہ: ہے یہ بہر فخر و زیب و بہر ناز ۔ یہ نہین ہے بہر تقوے و نیاز

شرح بوش بفتح البا بمعنے کر و فر و زیب و زینت ہے یعنے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری سخاوت فخر اور ظاہری کر و فر اور تکبر کی نیت سے ہے خدا کے خوف اور پرہیزگاری اور نیازمندی کی نیت سے نہین ہے اسلیئے آگ نہین بجھتی

مال تخم است و بہر شورہ منہ ۔ تیغ را در دست ہر رہزن مدہ

ترجمہ: مال کو ضایع نہ کر اے نیکخو ۔ دست رہزن مین نہ دے تلوار کو

شرح یعنے اے شخص مال بمنزلہ تخم ہے اس سے شجر سعادت و شقاوت دونو پیدا ہو سکتے ہین تو اس تخم کو شور زمین مین نہ ڈال یعنے دنیوی نام و نمود کے لیئے خلاف شرع کامون مین صرف نہ کر۔ ورنہ بے محل مال صرف کرنا اور فاسقون کو دینا ایسا ہے جیسا رہزن کے ہاتھہ مین تلوار دینی یعنے بے محل صرف کرنے والے کو انجام کار اُسکا مال ہی ہلاک کریگا دوزخ مین ڈالدیگا۔ کیونکہ حرام مین مال صرف کرنا گویا قیمت دیکر دوزخ خریدنا ہے۔

اہل دین را باز دان از اہل کین ۔ ہمنشین حق بجو با وے نشین

ترجمہ: اور ہین کچھ اہل دین و اہل کین ۔ اہل دین کا رہ ہمیشہ ہمنشین +

شرح یعنے اہل دین اور اہل کین (کفار و فساق) مین تمیز پیدا کرو اپنا مال اہل دین کے سوا فاسقون کو ہرگز نہ دے اور مصاحبت کے لیئے خدا کے ہمنشین (عارف کامل) کو ڈہونڈ اور انہی کا جلیس بن انہیکی صحبت مین رہ۔

	ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد	کاغہ بندارد کہ او خود کار کرد
ترجمہ	ہر کسی نے قوم کو اپنی دیا	کہتے ہین احمق کہ کام اچھا کیا

شرح یعنے ہر شخص اپنی قوم یا عزیزون پر اسلیئے بخشش کیا کرتا ہے کہ اُنسے بدلا لے یا اپنی دولتمندی کا اظہار کرکے اُنہین فقیر و ذلیل سمجھے اور اپنا احسان رکھے مگر احمق لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ایسے شخص نے کوئی نیک کام کیا ہے حالانکہ یہ سخاوت نیکی پر مبنی نہین ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ خواہ کسیکو دے مگر صرف اللہ کے لیئے سخاوت کرے۔ کاغہ لغت مین بمعنے احمق ہے۔ **نکتہ** سخاوت نیک نیتی کے ساتھ نہو تو وہ رہینہ دین کے کام آیا نہ دنیا کے۔

	خیوہ انداخت خصم بر روے امیر المومنین علیؓ و انداختن آنحضرت شمشیر از دست
ترجمہ	دشمن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مُنہ پر تہوک دینا اور آپ کا اپنے ہاتھ سے تلوار پھینک دینا

شرح گزشتہ اشعار مین اخلاص عمل کا ذکر تہا اور اس حضرت علیؓ کے قصہ مین اسی کا بیان ہے اسلیئے ربط داستان خود ظاہر ہے

	از علی آموز اخلاص عمل	شیر حق را دان منزہ از دغل
ترجمہ	مرتضے سے سیکھ اخلاص عمل	شیر یزدانی سے تہے وہ اور بے دغل

شرح یعنے حضرت علیؓ سے اخلاص عمل سیکھ لے کیونکہ وہ شیر خدا کھوٹ اور حیلے سے بالکل پاک تہے۔

	در غزا بر پہلوانے دست یافت	زود شمشیرے بر آورد و شتافت
ترجمہ	ایک کافر پہلوان کو کرکے زیر	لیکے شمشیر آ گئے شیر دلیر

شرح یعنے حضرت علیؓ نے جہاد مین ایک کافر پہلوان پر غلبہ پاکر فوراً اُسکے ہلاک کر دینے کو تلوار نکال لی

	او خدو انداخت بر روے علی	افتخار ہر نبی و ہر ولی
ترجمہ	اُسنے تہوکا جانب روے علی	ہے جو فخر ہر نبی و ہر ولی

شرح یعنے جب علیؓ نے اُسے ہلاک کرنا چاہا تو اُسنے آپ کے چہرۂ مبارک پر تہوک دیا۔ حضرت علیؓ کو باعث فخر ہر نبی و ولی اسلیئے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی نسبت ارشاد فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا یعنے مین علم کا شہر ہون اور علیؓ اُسکا دروازہ ہے پس تو آنسرور کا فخر کرنا گویا جمیع انبیا و اولیا فخر کرنا ہے کیونکہ جس بات کو سردار کرتا ہے وہ تمام رعایا کی طرف سے ہوتی ہے خدو بفتحتین و خیوہ بحرکات ثلثہ کرخائے منقوط تہوک کو کہتے ہین

	او خیوہ انداخت بر روے کہ ماہ	سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
ترجمہ	تہوک بیٹھا ایسے منہ پہ رو سیاہ	سجدہ جسکے روبرو کرتا تہا ماہ

شرح یعنے اُس پہلوان نے ایسے مبارک چہرہ پر تہو کا کہ جسکے آگے چاند زمین پر اُترکر سجدہ کیا کرتا تہا یعنے باعتبار حسن ظاہری و باطنی چاند اُسکے آگے ماند بلکہ اُسکا ایک داغی غلام تہا کیونکہ حضرت علیؓ کا چہرہ تجلی الٰہی اور انوار صحبت رسالت پناہی کی جہلک رکہتا تہا اور آسمانی چاند گو انوار سہی مگر بوجہ اتم مظہر الٰہی نہین ہے

در زمان انداخت شمشیر آن علی	**کرد او اندر غزایش کاہلی**
ترجمہ پہینک بیٹہے اپنے خنجر کو علی	اور اُسکے قتل مین کی کاہلی

شرح یعنے جسوقت پہلوان نے مُنہ پر تہو کا حضرت علیؓ نے فوراً ہاتہہ سے تلوار پہینکدی اور اُسکے قتل کرنے یا قتل کرکے غازی بننے مین تامل کیا مطلب یہ کہ حضرت علی اُسکے قتل کرنے سے باز رہے اِسکا سبب آگے بیان کیا جاے گا لفظ غزا بمعنے قتل اور بمعنے غازی بننا دونو طرح درست ہے ۔

گشت حیران آن مبارز زین عمل	**از نمودن عفو و رحم بے محل**
ترجمہ رہگیا حیران وہ اِس فعل سے	یعنے ہے یہ رحم بیجا کس لئے
گفت بر من تیغ تیز افراشتی	**از چہ افگندی چرا بگذاشتی**
ترجمہ اور یہہ بولا ۔ اُٹہا کر تونے تیغ	اے علی کیون پہینکدی بے بد سے تیغ

شرح یعنے وہ کافر پہلوان اِس فعل یعنے علیؓ کے خون معاف کرنے اور بے محل رحم فرمانے سے متعجب اور حیران رہگیا ۔ اور یہ کہنے لگا کہ اے علیؓ آپنے تلوار اُٹہا کر پہر پہینک کیون دی اور مجہے کسلئے جیتا چہوڑ دیا حالانکہ تلوار میرے قتل کے ارادہ سے اُٹہائی تہی اور مُنہ پر تہو کدینا دوسری گستاخی تہی

آنچہ دیدی بہتر از پیکار من	**تا شدی تو سست در اشکار من**
ترجمہ چیز کیا بہتر ہے میرے قتل سے	سُست میرے قتل مین ہو کس لیے

شرح یعنے اے علی تمہارے مذہب مین توحید الٰہی پہیلانے کے لیئے کافر دن کے قتل کر دینے سے بہتر کوئی چیز نہین ۔ آپنے ایسی کیا چیز یا مصلحت دیکہی جو میرے قتل کر دینے سے بہتر ہے اور جسکے باعث آپ میرے شکار کرنے یعنے قتل سے رُک گئے ۔ پیکار سے مراد قتل ہے نیز یہان بمعنے جنگ بہی درست ہے

آنچہ دیدی تا چنین خشمت نشست	**تا چنین برقے نمود و باز جست**
ترجمہ کیا ہوا غصہ یہ کیون جاتا رہا	برق تابان رہ گئی یہہ کیا ہوا ۔

شرح یعنے اے علی آپنے ایسی کیا مصلحت دیکہی کہ اسطرح یکایک آپکا غصہ فرو ہو گیا اور غصہ کی بجلی یا آپکی تلوار چمک کر جہپٹ غائب ہو گئی حالانکہ مین کافر اور آپ کا مقابل ہونے کے سبب واجب القتل تہا اور چہرہ مبارک پر تہو کدینے کی گستاخی اسکے علاوہ تہی ۔ پہر آپ کا عفو فرمانا اور میری حالت پر رحم کرنا کیا معنے رکہتا ہے ۔

آنچه دیدی که مرا زان عکس دید | در دل و جان شعلهٔ آمد پدید

ترجمہ: سچ بتا دیجے کہ یہ دیکھا تھا کیا | نور جس سے دل مین پیدا ہو گیا

شرح دید حاصل بالمصدر ہے۔ یعنے کافر پہلوان نے یہ کہا کہ اے علیؓ آپنے ایسا کیا جلوہ دیکھا کہ اُس مشاہدہ کے اثر سے میرے دل و جان مین نور ایمان اور شعلۂ ایقان جلوہ افگن ہو گیا ہے یعنے شاید آپنے اسوقت شاہد وحدت کا مشاہدہ کیا ہے جسکے اثر سے میرے دل و جان مین بہی شعلۂ توحید چمک گیا ہے۔ اور فی الواقع ایسا ہی تہا کہ اسوقت حضرت علی مشاہدۂ شاہد وحدت مین مشغول تہے اور یہی سبب تہا کہ عالم محویت مین آپنے اُسے قتل نہ کیا چنانچہ مفصل بیان آئندہ آئیگا۔ نکتہ اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ پہلوان اسوقت دل مین ایمان لیے آیا تہا۔

آنچه دیدی بهتر از کون و مکان | که به از جان بود و بخشیدم جان

ترجمہ: چیز کیا دونو جہان سے خوب ہے | جان بخشی کیون مری مطلوب ہے

شرح یعنے اے علیؓ آپنے ایسی کیا چیز دیکہہ لی ہے جو کون و مکان سے برتر اور جان عزیز سے بہتر ہے اور جسکے اثر سے آپنے مجہے تازہ روح یعنے جدید ایمان عطا فرمادیا ہے بخشیدیم مین میم ضمیر مفعول ہے یعنے بخشیدی مرا یا جان بخشنے سے ترک قتل اور جان بخشی مراد ہے مطلب یہ کہ میرے قتل نکرنے کا سبب بیان فرمادیجے

در شجاعت شیر ربانیستی | در مروت خود که داند کیستی

ترجمہ: شیر ربانی شجاعت مین ہے تو | کیا خبر ہے کیا مروت مین ہے تو

شرح یعنے اے علی تم بہادری مین شیر خدا ہو اور مروت و احسان مین کسی کو معلوم نہین کہ کون ہو یعنے حد سے زیادہ بامروت ہو کہ اپنے مقابل اور گستاخ کافر منکر کے قتل کر دینے سے ہاتہہ روک لیا

در مروت ابر موسائی به تیه | کامد از وے خوان و نان بے شبیه

ترجمہ: تیہ مین ہے ابر موسےٰ بے گمان | جس سے ہوتا تہا نزول خوان و نان

شرح یعنے اے علیؓ آپ مروت و احسان مین ایسے ہین جیسے حضرت موسےٰ کے زمانہ کا وہ ابر جسمین سے بیابان تیہ مین من و سلوےٰ اُترتا تہا تیہ ایک خاص جنگل کا نام ہے جسمین موسےٰ مع بنی اسرائیل چالیس برس تک سرگردان رہے تہے

ابرہا گندم دہد کان را بجہد | پختہ و شیرین کند مردم چو شہد

ترجمہ: دیکھ لے گیہون کو کرکے جد و جہد | لوگ پختہ کرتے ہین مانند شہد

ابر موسےٰ پر رحمت بر کشاد | پختہ و شیرین بے زحمت بداد

ترجمہ: ابر موسےٰ نے جو کہولے اپنے پر | بے مشقت رزق بخشا سر بسر

شرح یہان سے مولانا کا مقصود شروع ہوا ہے یعنے ابر آدمیون کو گیہون دیتا ہے کہ لوگ اُسے محنت مشقت

سے پکائیں اور لذیذ کہانے تیار کریں لیکن حضرت موسے کے ابر نے رحمت کی بیخ کہو لدیئے تہے اور بنی اسرائیل کو پکا پکایا کہانا بلا محنت و مشقت دیا کرتا تہا لیکن اونہوں نے ناشکری کی اور طعام غیبی منقطع ہوگیا۔

از برائے پختہ خواران کرم ‏ ‏ رحمتش افراخت در عالم علم

ترجمہ: تہا برائے مستحقان کرم ‏ ‏ سربلند اللہ کی رحمت کا علم

تا چہل سال آن وظیفہ و آن عطا ‏ ‏ کم نشد یکروز زان اہل رجا

ترجمہ: وہ عطائے حق رہی چالیس سال ‏ ‏ بے کم و نقص اور بے خوف زوال

شرح کرم سے طعام آسمانی مراد ہے یعنے آسمان کا پکا ہوا کہانا کہانے والون رہتی اسرائیل کے لیئے رحمت الہی نے عالم مین اپنا علم بلند کر رکہا تہا یعنے تمام زمانہ مین یہ مشہور ہوگیا تہا کہ بنی اسرائیل کے لیئے پکے پکائے کہانے آسمان سے آتے ہین یہ وظیفہ اور عطائے الہی اُن امیدوارون رہنی اسرائیل سے چالیس برس تک منقطع نہوا

تا ہم ایشان از خسیسی خاستند ‏ ‏ گندنا و تره و خس خواستند

ترجمہ: اُنہین سے حاضر ہوئے سفلہ صفات ‏ ‏ اور مانگا ساگ لہسن گہاس پات

شرح خسیسی بمعنے دنارت و کمینگی و ذلت پسندی ہے۔ یعنے آسمانی کہانا چالیس برس تک منقطع نہوا یہانتک کہ اُنہین بنی اسرائیل مین سے بعض شخص اپنی کمینگی کے سبب اُٹہے اور حضرت موسےٰ سے لہسن ادہری ترکاریان اور ساگ پات مانگنے لگے۔ اور غیبی کہانے کی جو بلا محنت ملتا تہا کچھ قدر نہ کی۔

جملگی گفتند با موسےٰ ز آز ‏ ‏ بقل و قثّاء و عدس سیر و پیاز

ترجمہ: یہ کہا موسےٰ سے پہر از روئے آز ‏ ‏ چاہیئے ککڑی مسور اور ساگ پیاز

زان گدا روئی و حرص و آز شان ‏ ‏ منقطع شد منّ و سلوے ز آسمان

ترجمہ: اُنکی حرص اونکی گدائی کے سبب ‏ ‏ منّ و سلوے ہوگیا موقوف سب

شرح یعنے بنی اسرائیل کی فقیری اور حرص طمع کے باعث آسمان سے من و سلوے اُترنا موقوف ہوگیا **فائدہ** چونکہ ابتدائے کتاب مین ہم اس قصہ کو مفصل لکہہ چکے ہین اسلیئے یہان مکرر نقل کرنے کی ضرورت نہین ہے

امت احمد کہ ہستند از کرام ‏ ‏ ہست باقی تا قیامت آن طعام

ترجمہ: امت احمدؐ مین ہین جو ذو الکرام ‏ ‏ اونکو ملتا ہے ہمیشہ وہ طعام

شرح یعنے گو من و سلوے منقطع ہوگیا ہے مگر اُمت احمدؐ کے لیئے جو کہ بزرگون یعنے بہترین اُمم مین سے ہے یہ آسمانی کہانا قیامت تک باقی ہے یا یہ معنے ہین کہ اُمت احمدؐ مین جو لوگ کہ خواص مین سے ہین وہ قیامت تک من و سلوے کہاتے رہینگے پہلی صورت مین کاف بیانیہ ہے اور دوسری حالت مین کہ بمعنے مہر کاہ ہے چونکہ پہلی صورت مین

اُمت سے خواص اُمت مراد ہیں اسلیئے دونو معنونکا مآل ایک ہے یا در مطلب ہر دو متحد ہے۔

	چون اَبِیتُ عِندَ رَبِّی فاش شد	یُطعِمُ وَیَسقِی کنایت زاش شد
ترجمہ	سن اَبِیتُ عِندَ رَبِّی کا حصول	یُطعِمُ وَیَسقِی ہے خود قول رسول

شرح لفظ زاش یا تو بمعنے ازان ہے یا کنایت ازا اسم فاعل ترکیبی ہے اور ضمیر شین طعام آسمانی کی طرف راجع ہے اور یہ شعر اُس حدیث کا اقتباس ہے جو بخاری و مسلم مین موجود ہے یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے صوم وصال یعنے تہ کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے یہ کہا کہ یا رسول اللہ آپ ہی تہ کے روزے رکھتے ہین آپنے جواب دیا اَیُّکُم مِثلِی اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی وَیَسقِینِی یعنے اے لوگو تم میرے برابر نہین ہو سکتے ہین اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہون وہ مجکو کہلا پلا دیتا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ حدیث اَبِیتُ عِندَ رَبِّی صحیح اور مشہور ہے اور اُسمین کہلانے پلانے اُسی طعام آسمانی کی طرف اشارہ ہے جو خواص کے لیئے پکا پکایا اُترتا ہے۔

	ہیچ بے تاویل این را در پذیر	تا در آید در گلو چون شہد و شیر
ترجمہ	تو بلا تاویل کر اسکو قبول	تاکہ ہو یہ خوشگوار اے بوالفضول

شرح اہل ظاہر نے حدیث مذکورۂ بالا کے معنے بیان کرتے وقت یہ کہا ہے کہ اس کہلانے پلانے سے جو اللہ تعالے اپنے رسول کو کہلاتا پلاتا تہا کوئی واقعی کہانا مراد نہین ہے بلکہ خداداد قوت مراد ہے جو رسول کو صوم وصال (تہ کے روزے) رکھنے کے لیئے غیب سے عنایت ہوتی تہی اور ہر خاص و عام کو نہین ملتی مگر مولانا ایسی تاویل کو منع کرتے ہین یعنے ایہا طب بغیر کسی تاویل کے اس حدیث کے مضمون کو قبول کرلے تاکہ طعام و شراب غیبی تیرے حلقوم مین شیر و شکر کی طرح جا پہنچے اور اگر تاویل کرکے بمعنے قوت لیگا تو یہ طعام و شراب تیرے حلقوم سے دور رہیگا کیونکہ تجہے جس چیز کے واقعی ہونیکا یقین ہی نہین وہ تیرے حلق تک کیونکر پہنچ جائیگی تتمہ اگر کوئی یہ کہے کہ جب طعام و شراب سے حقیقی کہانا پینا مراد ہے تو پیغمبر کے صوم وصال کے کیا معنے ہوے اسکا جواب یہ ہے کہ دنیوی کہانا پینا روزہ کو توڑتا ہے اور غیبی طعام و شراب منافی صوم نہین ہے۔

	زانکہ تاویل ست واداد عطا	چونکہ بیند آن حقیقت را خطا
ترجمہ	کیونکہ ہے تاویل ترویدِ عطا	مان لینا ہے حقیقت کو خطا

شرح یعنے ہر جگہ تاویل کرنی اسلیئے ممنوع ہے کہ تاویل عطائے الٰہی کے رد کرنے کو کہتے ہین۔ تاویل وہین کرنی چاہیئے جہان کسی کلام کے حقیقی معنے نہ بنتے ہون یا کوئی مرجح نپایا جائے اور جبکہ حضرت موسے پر بلا تاویل واقعی پکا پکایا کہانا اُترتا تہا تو پیغمبر کے کہانے پینے کو بمعنے قوت باطنی لینا بیجا تاویل یعنے عطائے الٰہی کا رد کرنا ہے یعنے ہم تو یہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنے خوان عطا سے پیغمبر کو پکا پکایا کہانا کہلایا پلایا اور تو یہ کہتا ہے کہ

کہلانے پلانے سے مراد قوت عطا کرنی ہے تو گویا تو نے عطائے الٰہی کو رد کیا اور اس تاویل کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ تاویل کرنے والا اس کہانے پینے کے حقیقی معنون کو مبنی بر خطا دیکہتا ہے حالانکہ یہ سراسر اُسی کی عقل کا قصور اور اُسیکی خطا ہے کیونکہ شریعت و طریقت کے باریک مسائل اور لطیف اسرار ہر شخص کی سمجھ مین نہین آتے۔

	آن خطا دیدن ز ضعف عقل اوست	عقل کل مغزست و عقل جزو پوست
ترجمہ	دیکہنا اُسکو خطا ہے ضعف عقل	عقل کل ہے عقل عقل جزو نقل

شرح یعنے حقیقی معنون کو مبنی بر خطا سمجہنا تاویل کرنے والے کی ضعف عقل کے سبب سے ہے وہ عقل کل (نبی یا ولی) تو ہے ہی نہین جو سر بسر مغز اور مجسم دانائی ہوا کرتے ہین بلکہ عقل جزوی رکہتا ہے جو بالکل پوست یعنے بے مغز ہے اسیلئے طعام و شراب غیبی کے حقیقی معنے نہین سمجہ سکتا۔ **فائدہ** سیوطی نے سلمۃ بن نفیل سے خصائص محمدیہ مین یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہم پیغمبر خدا کے پاس بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ پر کبہی آسمان یا جنت سے بہی کہانا اُترا ہے آپنے فرمایا ہان گرم کہانا۔ انگیٹھی مین کہانا ہوا اُسنے پوچھا کہ اُسمین کا بچا ہوا کہانا کیا ہوا۔ آپنے فرمایا کہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ نیز کتاب سیرۃ الرسول مین ہے کہ تقی الدین بن مخلد صاحب سند نے ایکبار پیغمبر کو خواب مین دیکہا کہ آپ اُنہین دودہ پلاتے ہین تقی الدین نے اسکی تصدیق اسطرح کی کہ صبح کو قے کردی اور اُس قے مین دودہ نکلا۔ اس سے نکلتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے تابعین پر طعام و شراب غیبی نازل ہوتا ہے تاویل کرکے اسکو یعنے قوت نہ لینا چاہیئے۔

	خویش را تاویل کن نہ اخبار را	مغز را بد گوے و نے گلزار را
ترجمہ	اپنی کر تاویل اور خبرون کو چہوڑ	گل ہین خوشبودار اپنا مغز پہوڑ

شرح یعنے اے مخاطب اپنے نفس کو اخبار (احادیث رسول اللہ) کے مطابق کر احادیث کی تاویل اپنے نفس کے مطابق نکر اور اگر تجہے پہولون کی خوشبو نہین آتی تو اپنے مغز (قوت شامہ) کو برا کہہ گلزار کی برائی بیان نہ کر دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔ یعنے تاویل کرنا ایسا ہے جیسا اپنی بد دماغی کے باعث پہولون کو برا کہنا۔

	اے علی کہ جملہ عقل و دیدہ	شمہ واگو از آنچہ دیدہ
ترجمہ	اے علی تو عین عقل و دیدہ ہے	مجہہ سے کہدے تونے دیکہی جو شے

شرح یہان سے پہر کافر پہلوان اور علیؓ کا قصہ شروع ہوگیا ہے یعنے پہلوان نے کہا کہ اے علیؓ آپ مجسم عقل اور حکیم عرفان و حقیقت بین آپنے میرے قتل نہ کرنے مین جو کچہ مصلحت دیکہی ہے اُسکا تہوڑا ہی سا حصہ بیان فرمادیجے

	تیغ حلمت جان ما را چاک کرد	آب علمت خاک ما را پاک کرد
ترجمہ	جان ہے صد چاک تیغ حلم سے	پاک ہے تن تیرے آب علم سے

شرح یعنے اے علی رضؓ آپ کے حلم وبردباری کی تلوار نے مجھے باطنی طور پر شہید کردیا ہے یعنے مین آپ کے حلم پر قربان ہوگیا ہون۔ اور آپ کے بحر علم نے میری خاک کو کفر وجہالت نجاست سے پاک کردیا ہے بالکل دہو دیا ہے کیونکہ آپ باب مدینہ علم ہین آپکے اخلاق حمیدہ کے اثر نے مجھے آپکا بندہ بے دام اور سچا غلام بنالیا ہے

باز گو دانم کہ این ز اسرار ہوست ۔۔۔ زانکہ بے شمشیر کشتن کار اوست

ترجمہ: مجھسے کہدیجے یہ ہے اسرار حق ۔۔۔ قتل بے خنجر ہے بیشبہ کار حق

شرح یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علیؓ اگرچہ مین جانتا ہون کہ یہ بلا شمشیر ظاہری مجھے مار ڈالنا یعنے تیغ حلم سے مسخر کرلینا اسرار الٰہی مین سے ہے۔ آدمی کا کام نہین۔ بلکہ ایک راز الٰہی ہے جو آپ کے وسیلہ سے ظاہر ہوا ہے لیکن آپ اپنی زبان سے یہی تہوڑا بہت اس راز کو ظاہر فرما دین تاکہ میری تسلی ہوجائے

صانع بے آلت و بے جارحہ ۔۔۔ واہب این ہدیہائے رائحہ

ترجمہ: صانع بے واسطہ ہے وہ ضرور ۔۔۔ ہدیے دیتا ہے بہت اے پرشعور

شرح یہان سے پہر مولانا کا مقولہ شروع ہے یعنے اللہ تعالے صانع حقیقی ہے کہ بلا وسیلۂ ظاہری اور بلا واسطۂ دست وپا یہہ خوشبو دار تحفے (ایمان وعرفان جو دماغ روح کو معطر کرتے ہین) لوگون کو بخشدیتا ہے جیساکہ اِس کافر پہلوان کو بغیر سبب ظاہری تحفۂ ایمان عطا فرمادیا۔

صد ہزاران مے چشاند روح را ۔۔۔ کہ خبر نبود دل مجروح را

ترجمہ: بخشتا ہے وہ شرابین روح کو ۔۔۔ کیا خبر اُنکی دل مجروح کو

صد ہزاران روح بخشد ہوش را ۔۔۔ کہ خبر نبود دو چشم وگوش را

ترجمہ: روح ایسی بخشتا ہے ہوش کو ۔۔۔ کب خبر ہوتی ہے چشم وگوش کو

شرح لفظ مے بمعنے شراب سے شراب محبت وعرفان اور ہوش سے عقل کلی مراد ہے جو انبیاء واولیا کو نصیب ہوتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے انبیا واولیا کی روح کو اسرار قدسیہ اور تجلیات غیر تناہی کی ایسی شرابین پلاتا ہے جسکی خبر دل کو نہین ہوتی اور اُنکی عقل کو ایسی روح عنایت کرتا ہے جسکی خبر حواس ظاہرہ کو نہین ہوتی کیونکہ حواس ظاہرہ عالم کثرت سے تعلق رکہتی ہین۔ اور حواس باطنہ عالم قدس اور عالم قرب الٰہی سے متعلق ہین

باز گو اے باز عرش خوش شکار ۔۔۔ تا چہ دیدی این زمان از کردگار

ترجمہ: ہان بتادے مجکو باز عرش رب ۔۔۔ کیا دکہایا ہے تجہے خالق نے اب

شرح یہ اشعار مولانا کی زبان سے اُسی پہلوان کا مقولہ ہین یعنے اے علیؓ تم شہباز عرش الٰہی اور اسرار ومعانی کے اچہی طرح شکار کرنے والے ہو تمہاری پرواز عرش تک ہے یہ بتادو کہ میرے قتل نہ کرنے مین اللہ تعالے

کی طرف سے تمہین کیا مصلحت نظر آئی اُس خاص مصلحت کو ازراہ بندہ نوازی مجہپر ظاہر فرما دیجیے۔

چشمہائے حاضران بردوختہ		چشم تو ادراک غیب آموختہ	
اور ہے غیروںنکی اندہے پن کا عیب		تیری آنکھین رکہتی ہین ادراک غیب	ترجمہ

شرح یعنے اے علی آپ کی آنکہہ نے حالات غیب معلوم کرنے سیکہہ لیئے ہین اور دیگر حاضرین کی آنکہین سلی ہوئی ہین بند ہین یعنے غیروںنکو وہ غیبی اسرار ہرگز نظر نہین آتے جو آپکو معلوم ہین۔

وان یکے تاریک بیند جہان		آن یکے ماہے ہمے بیند عیان	
دوسرا اندہا سمجہکر پاسر بسر		ایکسا کو اک چاند آتا ہے نظر	ترجمہ
این سہ کس بنشستہ یک موضع نعم		وان یکے سہ ماہ مے بیند بہم	
ایک موضع کے ہین تینون ہمنشین		تیسرے کے روبرو ہین چاند تین	ترجمہ

شرح یہ دو نو شعر جو بطور قطعہ بنا ہین گزشتہ شعر کی دلیل ہین اور کئی کئی معنے رکہتے ہین **اول** یہ کہ اے علی رض تمام حاضرین (اہل دنیا) کی آنکہین اسلیئے سلی ہوئی ہین کہ لوگون کی تین قسمین ہین ایک وہ جو صرف ایک ماہ شریعت کو دیکہتا ہے یہ شخص طریقت اور حقیقت کی جانب سے نظر دوختہ ہے دوسرا وہ جو سارے جہان کو تاریک دیکہتا ہے (یعنے کافر و فاسق ہے) یہ بالا والے نظر دوختہ ہے تیسرا وہ جو تین چاند (قمر شریعت و طریقت و حقیقت) اکہٹے دیکہہ رہا ہے مگر یہ مرتبۂ معرفت سے نظر دوختہ ہے یہ تینون قسم کے لوگ ایک خاک آلودہ اور ذلیل جگہ بیٹہے ہوے ہین یعنے عالم دنیا مین پائے جاتے ہین لیکن اے علی رض آپ مقام معرفت طے کیے ہوے ہین اسلیئے یہ تینون قسمون کی لوگ آپ کے مقابلہ مین نظر دوختہ ہین **دوم** یہ کہ ان اشعار مین اُس حدیث کا اقتباس ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ آخر زمانہ مین میری اُمت کے تین فرقے ہوجاینگے ایک وہ جو خدا کے خالص عبادت کریگا دوسرا وہ جو عبادت ریائی بجا لائیگا تیسرا وہ جو کہانے کہانے کے لیئے عابد و زاہد بنے گا پہلا فرقہ تین چاند (قمر شریعت و طریقت و حقیقت) اکہٹے دیکہہ رہا ہے اور دوسرا صرف ایک چاند (قمر شریعت) کا مشاہدہ کر رہا ہے اور تیسرا بالکل اندہا اور محجوب ہے لیکن اے علی رض تیرے مقابلہ مین سب نظر دوختہ ہین کیونکہ تو صاحب عرفان ہے ان دو شعرون مین مراتب ثلثہ (جمع تفرقہ۔ جمع الجمع) کی طرف اشارہ ہے صوفیون کی اصطلاح مین جمع کے یہ معنے ہین کہ آدمی کثرت مین ذات یکتائی حق کا مشاہدہ کرے۔ آن یکے ماہے ہمے بیند عیان اسکیطرف اشارہ ہے۔ اور تفرقہ فقط مشاہدۂ کثرت ہے بلا مشاہدۂ حق جو اہل غفلت اور محجوبون کو حاصل ہے اور آن یکے تاریک مے بیند جہان۔ اسکی طرف اشارہ ہے۔ اور جمع الجمع اسکو کہتے ہین کہ ذات واحد کا مشاہدہ کثرت خلق مین ہو اور کثرت خلق کا وحدت حق مین۔ اسوقت

خلقت کا ہی مشاہدہ ہوا۔ اور حق کا ہی اور اتحاد خلق با حق کا ہی گویا یہ تین چاند ہین اس جمع الجمع کے مرتبہ مین دید
حق دو وجہ سے ہے ایک دید حق در خلق اور ایک دید حق در حق اور دید خلق صرف ایک وجہ سے وہ یہ ہے کہ دید
خلق در حق۔ اور چونکہ خلق خلق کا آئینہ نہین ہے اسلیئے دید خلق در خلق ناممکن ہے مطلب یہ کہ اے علی حضات
مرتبہ جمع و تفرقہ و جمع الجمع آپ کے مقابلہ مین نظر دوختہ ہین کیونکہ آپ ان تینون مرتبون سے برتر اور صاحب
عرفان اور فنافی اللہ ہین **چہارم** یہ کہ تین چاند سے مشاہدۂ ذات و افعال و صفات مراد لیا جائے یعنے
تین چاند کے دیکھنے والے وہ شخص ہین جو اپنی ذات و افعال و صفات کو ذات و افعال و صفات حق مین فانی
دیکھتے ہین۔ اور ہر ذات کو فرع ذات حق اور صفات اور افعال کو فرع صفات و افعال حق جانتے ہین
اس تاویل سے ایک چاند کا دیکھنے والا وہ ہے جو فقط توحید کو جانتا ہے اور جہان کو تاریک دیکھنے والا
وہ ہے جو کافر یا فاسق ہے کہ اُسے کچھ بھی نظر نہین آتا **پنجم** یہ کہ ایک چاند کے دیکھنے والے سے موحد
مسلمان اور جہان کو تاریک دیکھنے والے سے ملحد اور دہریے اور تین چاند دیکھنے والے سے نصارے
مراد ہین کیونکہ تمام جہان انہین تین طریقون کا پابند ہے۔ یا موحد و مسلمان ہین یا ملحد اور منکرین صانع
یا مشرک۔ چونکہ شرک عام ہے اسلیئے تمام مشرک نصارے کے ساتھ شامل ہین مطلب یہ ہے کہ اے علی
جو کچھ آپ کو نظر آرہا ہے وہ اور حاضرین محفل دنیا کی آنکھون کو نظر نہین آتا۔ کیونکہ حاضرین دنیا مین سے
کوئی ایک چاند کا دیکھنے والا ہے کوئی تین چاند کا۔ اور کوئی بالکل اندھا ہے اسلیئے میرے قتل نہ کرنے
مین جو کچھ مصلحت آپ نے دیکھی ہوگی وہ دوسرے کو نظر نہین آسکتی **ششم** یہ کہ محفل دنیا مین لوگ حقیقت
حال کو معلوم نہین کرسکتے مثلاً ایک شخص کو آسمان پر ایک چاند نظر آتا ہے حالانکہ چاند کا وجود ہی نہین ہوتا
دوسرے کو ایک چاند کے تین نظر آتے ہین اور تیسرا بالکل اندھا ہے اے علی آپ حقیقت حال سے آگاہ
ہین میرے قتل نہ کرنے کی حکمت کو بیان فرما دیجیے۔ رغم بفتحتین صفت مشبہ ہے مشتق از رغم یعنے خاک آلودہ
شدن و خوار شدن بعض نسخون مین رَغَم کی جگہ نَعَم ہے نعم حرف ایجاب ہے بمعنے ہان

	چشم ہر سہ باز و چشم ہر سہ تیز		در تو آمیزان و از من در گریز	
ترجمہ	آنکھین سبکی ہین کشادہ اور تیز		تجھ سے ملکر مجھ سے کرتے ہین گریز	

شرح یعنے اے علی ان تینون فرقون کے حواس درست ہین اور ظاہری آنکھین کھلی ہوئی ہین۔ لیکن فرق
یہ ہے کہ مرئی (منظور نظر) اور مطلوب ایک کو حاصل ہے ایک کو نہین اور ایک کو اعلے درجہ کا حاصل ہے
مگر آپکا مرتبہ ان تینون فرقون سے بالاتر ہے اسلیئے مین آپ ہی کی زبان سے انکشاف راز چاہتا ہون
دوسرے مصرع مین لفظ **من** و **تو** سے اگر ذات مبارک علیؓ اور نفس پہلوان مراد ہے۔ تو یہ معنے ہین کہ

اے علی ان تینوں قسموں کے لوگوں کی آنکھیں گو ظاہر میں کھلے ہوئے ہیں مگر تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور مجھسے دور بھاگتے ہیں یعنے تو از راہ کشف ان اصحاب مراتب ثلثہ کا حال جانتا ہے کہ فلاں شخص کس مرتبہ کا ہے اور فلاں کس مرتبہ کا ہیں نہیں جانتا اور اگر تو سے عوام اور **من** سے خواص مراد ہیں تو یہ مطلب ہوا کہ ایمخاطب عام ان تینوں فرقوں کی آنکھیں تجھسے متعلق ہیں کیونکہ تو انکا ہمسر اور ہمچشم اور مد مقابل ہے اور خواص سے بھاگتی ہیں کیونکہ خواص کا رتبہ ان تینوں مرتبوں سے بڑھکر ہے اسلیئے ان مراتب ثلثہ کے لوگ اُنسے آنکھ نہیں ملاسکتے نیز **من** و تو سے بلا تخصیص و تعمیم جمیع متعینات مراد ہوسکتے ہیں یعنے اے علیؓ ان تینوں فرقوں کی آنکھیں کسی چیز سے ملکر اسکی کیفیت معلوم کرلیتی ہیں اور کسی چیز سے گریز کر جاتی ہیں بہر حال انمیں نقصان ہے اور آپ مجسم کمال ہیں کیونکہ آپ از روے کشف اُن حالات سے آگاہ ہیں یعنے عین واقف ہیں

	سحر عینست این عجب لطف خفیست	**بر تو نقش گرگ و بر من یوسفیست**
ترجمہ	یہ کوئی جادو ہے یا لطف خفی	گرگ ہے وہاں یاں ہے نقش یوسفی

شرح یعنے اے علیؓ یہ آنکھ پر جادو یا عجب طرح کی کوئی پوشیدہ حکمت ہے کہ جس کسی کو مطلوب حقیقی حاصل ہے خلق اُسکی نظر میں یوسف ہے وہ مخلوق کو اسلیئے دوست رکھتا ہے کہ آئینہ خلق میں اُسکے حسن کو دیکھتا رہتا ہے کیونکہ جلوۂ حسن حق تمام موجودات میں ہے اور جسکو مطلوب حقیقی حاصل نہیں ہے اُسکے نزدیک مخلوق مانند دشمن ہے کیونکہ المرء عدوٌ لما جہلہا یعنے آدمی جس چیز کو نہیں جانتا اُسکا دشمن ہوا کرتا ہے یہ معنے اُس صورت میں ہیں کہ **من** و **تو** سے عام متعینات و مخلوقات مراد ہو اور اگر ذات علی و نفس پہلوان مراد ہے تو یہ معنے ہیں کہ اے علیؓ یہہ عجیب سحر اور عجب طرح کا لطف الٰہی ہے کہ میری قتل کا ارادہ تم پر نقش گرگ یعنے صورت قبیح میں ظاہر ہوا اور مجھپر صورت یوسف میں۔ یعنے اچھی صورت میں کیونکہ آپ کے صرف قتل کے ارادہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا ہے **فائدہ** سحر العین وہ شے ہے کہ صرف آنکھیں اُسکا سبب نہ دیکھ سکیں۔ اور لطف خفی یہ کہ اُسکا سبب کسی حواس کے ذریعہ سے نہ معلوم ہوسکے۔ اِس اعتبار سے لطف خفی سحر سے اعلےٰ درجہ کی چیز ہے

	عالم از ہجدہ ہزارست و فزون	**ہر نظر را نیست این ہجدہ زبون**
ترجمہ	گرچہ بہہ عالم ہے اٹھارہ ھزار	ہر نظر پر کب ہیں اسرار آشکار

شرح یعنے اے علیؓ اگرچہ عالم اٹھارہ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہے لیکن ایسا ضعف نہیں ہے کہ ہر نظر اُسکا مشاہدہ کرسکے۔ بلکہ تمام عالموں کا مشاہدہ فقط ولی یا غوث یا قطب یا صحابہ یا رسول کو حاصل ہوا کرتا ہے اٹھارہ ہزار عالم سے اقسام عالم کی کثرت مراد ہے مثلاً عالم انسانات عالم حیوانات عالم نباتات عالم جنات عالم حور و قصور عالم ملائکہ عالم عقبا عالم برزخ عالم جنت و دوزخ وغیرہم۔

راز بکشا اے علی مرتضیٰ ❊ اے پس سوء القضا حسن القضا

ترجمہ: کھولدی راز اے علی مرتضیٰ ❊ تو بدی کے بعد ہے حسن القضا

شرح سوء القضا (بری تقدیر) سے بغض اسلام اور حسن القضا (اچھی تقدیر) سے محبت اسلام مراد ہے یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علی آپ کے سبب مجھے بری تقدیر کے بعد اچھی تقدیر حاصل ہوگئی ہے یا آپ میرے لیے سوء القضا (اضطراری موت) کے بعد حسن القضا (روحانی زندگی اور حیات ابدی) کا باعث ہوگئے ہیں میرے قتل نہ کرنے کا راز ظاہر کردیں۔ اس شعر سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔

یا تو واگو آنچہ عقلت یافتست ❊ یا بگویم آنچہ برمن تافتست

ترجمہ: آپ کہدیں آپ نے سمجھا ہے کیا ❊ یا بتادوں میں مجھ میں چمکا ہے کیا

شرح یعنے اے علیؓ یا تو آپ میرے قتل نہ کرنے کا وہ سبب بتائیں جو آپ کی عقل مبارک نے معلوم کیا ہے یا مجھے ارشاد کیجیے کہ میں اس نور الٰہی کا اظہار کردوں جو آپ کے سبب یا آپ کی طرف سے مجھ پر چمکا ہے

از تو بر من تافت چون داری نہان ❊ مے فشانی نور چون مہ بے زبان

ترجمہ: نور کو تم رکھ نہیں سکتے نہان ❊ نور افشان شکل مہ ہو بے زبان

شرح یعنے اے علیؓ آپ کی طرف سے نور باطنی مجھ پر چمک چکا ہے پھر آپ ایسے نور کو جو بلا تکلف دوسری پر چمک جائے چھپا کیونکر سکتے ہیں کیونکہ جسطرح چاند بلا تکلم نور افشانی کرتا رہتا ہے اسیطرح آپ خاموش ہیں مگر آپ کا نور مجھ پر چمک رہا ہے جس سے میرے باطنی ظلمت کافور ہوگئی ہے۔

لیک اگر در گفت آید قرص ماہ ❊ شب روان را زود تر آرد براہ

ترجمہ: ہو منور رات کو گر قرص ماہ ❊ شب رو وں کو جلد تر ملجائے راہ

شرح یعنے اگرچہ چاند بلا تکلم ہی نور افشانی کرتا رہتا ہے لیکن اگر کلام کرنے لگے (یعنے پورا پورا ظاہر ہو جائے) تو پچھلی رات سے چلنے والے مسافروں کو رستے سے لگا دیتا ہی یعنے مسافر گھری چاندی دیکھکر چل پڑتے ہیں چاند کے کلام کرنے سے اسکا ظاہر الدلالت ہونا اور خوب روشن ہو کر لوگوں کو سیدہا رستہ دکھانا مراد ہے

از غلط ایمن شوند و از ذہول ❊ بانگ مہ غالب شود بر بانگ غول

ترجمہ: گمرہی سے دور ہوں وہ سربسر ❊ بانگ مہ غالب ہو بانگ غول پر

شرح یعنے جب چاند اچھی طرح نکل آتا ہے تو مسافر رستہ کی غلطی اور بہول سے بیخوف ہو جاتے ہیں اور چاند کی آواز (روشنی) غول بیابانی کی خوفناک آواز پر غالب آجاتی ہے یعنے چور و چکار اور جن بہوت کا کچھ خوف نہیں رہتا اور یہ فطرتی بات ہے کہ چاند کی روشنی میں راہ گیر کو خوف نہیں معلوم ہوتا

ماہ بے گفتن چو باشد رہنما | چون بگوید شد ضیا اندر ضیا

ترجمہ: چاند خاموشی مین ہے جب رہنما | ہوگیا گویا تو بالکل ہے ضیا

شرح یعنے جبکہ چاند بغیر کلام کیے (تہوڑی سی روشنی کی حالت) مین رہنما ہنجاتا ہے پہر جب کلام بہی کرنے لگے (خوب روشن ہو جائے) تو (وہ) علے نور ہو جائے گا باطنی مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل جو رہبر طریقت ہے جب اپنے انوار باطن کا فیضان کرتا ہے تو سالک کعبۂ مقصود اور بیت المقدس عرفان تک پہنچ جاتا ہے اور راہ سلوک کی غلطی سے ایمن اور غفلت سے بیخوف ہو جاتا ہے اور جب ارشاد زبانی اور انوار باطنی دونو سے سالک کو فائدہ پہنچاتا ہے تو اُسکے حق مین نور علے نور پہنچاتا ہے پہر سالک غول بیابانی (نفس و شیطان یا جہوٹے مشائخ) کا سیر و نہین ہوتا۔

چون تو بابی آن مدینۂ علم را | چون شعاعی آفتاب حلم را

ترجمہ: اے علیؓ تم باب شہر علم ہو | اور شعاع آفتاب حلم ہو

شرح یعنے اے علیؓ چونکہ آپ مدینۂ علم کے دروازے اور آفتاب حلم (پیغمبر علیہ السلام) کی شعاع ہین اور آپ کو بطفیل رسول مقبول علم لدنی حاصل ہے اسلیئے میرے قتل نکرنے کے راز کو کہولدیجئے۔ یہ شعر راز بکشا اے علی مرتضے کے متعلق ہے۔ اور اوسی کے مضمون کی تاکید ہے

باز باش اے باب بر جوئے باب | تا رسند از تو قشور اندر لباب

ترجمہ: کہُل کہین جلدی سے باب علم نغز | تاکہ تجہسے پوست سب ہو جائین مغز

شرح پہلوان کہتاہے کہ اے باب مدینۂ علم (اے علیؓ) جو یائے باب اسرار کے (یعنے میرے) لیئے کہلجا اور وا ہو جا۔ تاکہ تیری بدولت پوست جو سراسر بے مغز ہین مغز ہونے کے مرتبے کو پہنچ جائین یعنے آپکے ارشاد سے اجسام خاکی حقیقت و معرفت اور مرتبۂ فنا فی الذات تک جا پہنچین۔ قشور جمع قشر یعنے پوست اور لباب جمع لب یعنے مغز ہے۔ اور یہ دونون عربی لفظ ہین۔

باز باش اے باب رحمت تا ابد | بارگاہ ما لہ کفواً احد

ترجمہ: اے در رحمت پناہی کہل کہین | مظہر شان الٰہی کہل کہین

شرح یعنے پہلوان حضرت علیؓ سے کہتاہے کہ اے دروازہ رحمت تو ہمیشہ کے لیئے کہلجا۔ کیونکہ تو بارگاہ (محل ظہور) اسماء و صفات حق ہے اور اُس ذات پاک کا مظہر اتم ہے جسکا کفو اور ہمسر کوئی نہین۔

ہر ہوا و ذرہ خود منظر ست | کے بگوید کور دل کاینجا درست

ترجمہ: ہر ہوا ہر ذرہ منظر او سکا ہے | کور کیا جانے کہ یہ در اوسکا ہے

شرح یعنے تمام موجودات منظر حق ہین اُسکا جلوہ دریچۂ دل سے ہر شے مین نظر آتا ہے مگر جو دل کا اندہا ہے وہ ہرگز یہ نہین کہتا کہ دنیا مین اُسکے دیکھنے کا کوئی جوہر کا موجود ہے بلکہ وہ منظر ہی کا منکر ہے اور اسیلئے اُسے منظور نظر نہین آتا بعض نسخون مین ناکشادہ کے بود کا بجا درست ہے یعنے جسجگہ دروازہ ہوتا ہے ناکشادہ نہین رہتا بلکہ منظور اُس منظر مین جلوہ دکہا ہی دیتا ہے یہان سے مولانا کا مقولہ ہے

	تا نہ بکشاید درے را دیدبان	در درون ہرگز نہ جنبید این گمان
ترجمہ	باب دل جبتک نکہولدے دیدبان	دلمین آتا ہی نہین ایسا گمان

شرح یعنے جب تک اس راز کو کوئی دیدبان (صاحب دید یعنے مرشد کامل) نہ کہولیگا تیرے دل مین یہ گمان (ہر شے کا مظہر حق ہونا) ہرگز پیدا نہوگا کیونکہ اسکی تصدیق روشن ضمیری سے متعلق ہے ۔

	چون کشادہ شد درے حیران شود	مرغ امید و طمع پران شود
ترجمہ	کہلگیا جب باب حیران ہو گیا	طائر امید پران ہو گیا

شرح یعنے جب بطفیل مرشد کامل کشف کا دروازہ کہلجاتا ہے تو سالک حیران ہوجاتا ہے (مگر یہ حیرت محمود ہے کیونکہ مشاہدہ کے باعث حاصل ہوی ہے) اور مشاہدہ کی اُمید و طمع کا مرغ اُڑجاتا ہے کیونکہ جب مطلوب حاصل ہوجاتا ہے تو اُسکے ملنے کی طمع نہین رہتی ۔ اور تحصیل حاصل پر عمل نہیں کیا جاتا ۔

	غافلے ناگہ بویران گنج یافت	سوئے ہر ویرانہ زان پس مے شتافت
ترجمہ	ملگیا غافل کو ویرانہ مین گنج	سوئے ہر ویرانہ اب ہے محو رنج

شرح یعنے جس ناواقف نے ایک کہنڈر مین سے اتفاقاً خزانہ پالیا ہے وہ ہر کہنڈر کی طرف دوڑتا پہرا کرتا ہے اور یہ سمجہتا ہے کہ شاید اُس کہنڈر مین بہی خزانہ ہو اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ جب ایک کہنڈر (مرشد کامل) جو بظاہر خراب حال ہو) سے خزانہ معرفت حاصل کرلے تو دوسرے کہنڈر یعنے درویش کی خدمت مین جلائے اور اسکی ظاہری حالت کو خراب دیکہکر نفرت نہ کرے ۔ ورنہ محروم رہجائیگا ۔

	تا ز درویشے نیابی تو گہر	کے گہر جوئی ز درویش دگر
ترجمہ	ایک سے گر تو ہو محروم گہر	خاک دیگا تجہکو درویش دگر

شرح یعنے جبکہ تو نے کسی پہلے درویش سے گوہر معرفت حاصل نہین کیا اور تجہے اس گوہر بے بہا کی قدر معلوم نہین ہوی تو دوسرے درویش سے کیا خاک حاصل کرسکیگا ۔ اسلیئے گوہر عرفان حاصل کرنے کے لیے ہر درویش کو ٹٹولنا اور ہر کہنڈر کو کریدنا چاہیئے ۔ ایک پہول کیلئے بہت سے کانٹے سہنا اور ایک لعل بے بہا کے لئے بہت سے پتہر پہوڑنے لازم ہیں ۔ ع مراعات صدکس برائے یکے ۔

سالہا گر ظن دود با پائے خویش ۔ نگذرد ز اشگاف بینی ہائے خویش

ترجمہ: سالہا گر پانوں سے دوڑے گمان ۔ دور جا سکتا نہیں ہے میری جان

شرح: یعنے اگر گمان اپنے پانون سے برسون دوڑیگا۔ تو اپنی ناک کے نتھنون سے آگے نگذر سکیگا۔ مطلب یہ کہ صاحب گمان و وہم بلا امداد مرشد کامل مرتبۂ کمال و یقین کی جانب ہرگز ترقی نہین کرسکتا۔ بلکہ پستی ہی مین رہتا ہے اور تنزل ہی کی حالت مین رہ کر انجام کار اضطراری موت کا شکار ہوجاتا ہے۔

تا بہ بینی نایدت از غیب بو ۔ غیر بینی ہیچ مے بینی بگو

ترجمہ: غیب سے بینی مین گر آئے نہ بو ۔ غیر بینی کچھ نہین اسے نیاک خو

شرح: یعنے جب تک تیری ناک مین گلشن غیب کے پہولون کی خوشبو نہ آئیگی تجھے بجز ناک کے اور کچھ نہ سوجھیگا یعنے برائے نام چہرے پر ناک ہی ناک ہوگی مگر وہ ناک خوشبوئے غیب سے بے نصیب ہوگی۔

سوال کردن آن کافر از علیؓ کہ چون بر من ظفر یافتی شمشیر از دست چون انداختی

ترجمہ: اس پہلوان کا حضرت علی سے یہ پوچھنا کہ مجھپر غلبہ پا کر آپنے مجھے قتل کیون نہ کیا اور تلوار کیون پھینکدی

شرح: یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طالب کو جو مسئلہ یا نکتہ معلوم نہ ہو اُسکو مرشد کامل سے بار بار پوچھتا رہے اور سوال کرنے مین ہرگز نہ شرمائے کیونکہ ہر طرح کا علم سوال ہی کرنے سے ترقی کرتا ہے۔

پس بگفت آن نو مسلمان ولی ۔ از سر مستی و لذت با علیؓ

ترجمہ: پس یہ بولا وہ مسلمان ولی ۔ از سر مستی و لذت اے علی

کہ بفرما یا امیر المومنین ۔ تا بجنبد جان بتن ہمچون جنین

ترجمہ: یہ بتا دیجئے امیر المومنین ۔ روح کو حرکت ہو تا مثل جنین

شرح: یعنے اس نو مسلم پہلوان نے حضرت علیؓ سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین میرے قتل نہ کرنے کے راز کو بیان فرما دیجئے تاکہ نفخ کلمات حضور سے میری روح کو جو بالفعل مردہ ہے وہ نئی زندگی حاصل ہو جو بچے کو مان کے پیٹ مین ہوتی ہے مطلب یہ کہ مین آپکے جانفزا قول سے باعث نئے سرے سے زندہ ہو جاؤنگا

ہفت اختر ہر جنین را مدتے ۔ میکنند از جان بنوبت خدمتے

ترجمہ: تارے ہر بچے کی خدمت کرتے ہین ۔ اور پہر نوبت بنوبت کرتے ہین

چونکہ وقت آید کہ جان گیرد جنین ۔ آفتابش آن زمان گردد معین

ترجمہ: روح کا وقت آگیا جب بالیقین ۔ آفتاب اُسوقت ہوتا ہے معین

شرح: یعنے سات ستارے (سبعہ سیارہ) مان کے پیٹ مین نوبت بنوبت ہر بچے کی خدمت کرتے رہتے

ہین لیکن جب بچہ مین جان پڑنے کا وقت آتا ہے تو آفتاب اپنے ذمہ خدمت لیکر اسکا مددگار ہو جاتا ہے
یہان سے آخر داستان تک تمام اشعار مولانا اور پہلوان دونوں کا مقولہ ہو سکتی ہین

چون جنین را نوبتِ تدبیر رو — از ستارہ سوے خرشید آید او

ترجمہ آگیا جب وقت تدبیر جنین — سوے خورشید فلک اے مہ جبین

این جنین در جنبش آید ز آفتاب — کافتابش جان ہمے بخشد شتاب

ترجمہ بچہ کو دیتا ہے حرکت آفتاب — بخشتا ہے زندگی اسکو شتاب

شرح پہلے شعر مین لفظ را قایم مقام اضافت ہے اور رو بمعنے ذات ۔ اور ضمیر او نوبت کی طرف راجع ہے یعنے جب تدبیر و ترتیب ذاتِ جنین کی نوبت دیگر ستارون سے منتقل ہوکر خرشید کی طرف آجاتی ہے تو اس بچہ مین تاثیر آفتاب سے حرکت یعنے جان پڑجاتی ہے اسیطرح سالک اکثر مشائخ یا اور علما سے تربیت پاتا رہتا ہے مگر اسکو روحانی اور ابدی زندگی اسی آفتاب سے ملتی ہے جسکا نام مرشد کامل ہے نکتہ اکثر نجومیون اور شاعرون مین ستارون کی تاثیرین مشہور ہین اسی لحاظ سے مولانا نے شہرت کا اعتبار کیا ہے ورنہ بچہ کی تربیت کے متعلق ستارون کی تاثیر قرآن و حدیث سے ثابت نہین ہے ۔ البتہ آفتاب کی تاثیر کا اشارہ کہین کہین پایا جاتا ہے ۔ اسیلئے مولانا نے آفتاب کی تربیت پر زور دیا ہے۔

از دگر انجم بجز نقشے نیافت — آن جنین تا آفتابے بر نتافت

ترجمہ دوسرے تارون سے کچھہ حاصل نہین — مہر ہی سے جان پاتا ہے جنین

شرح یعنے جسطرح اس پیٹ کے بچہ کو دیگر ستارون سے بجز نقش وجود کے روح وغیرہ کچھہ نہ ملی اور جان اسیوقت پڑی جبکہ آفتاب نے اپنا پرتو ڈالا اسیطرح سالک کو بلا ترتیب آفتاب شریعت و طریقت (مرشد کامل) زندگی حاصل نہین ہو سکتی یہ اسی مضمون کی تشریح ہے اور اگر یہ اشعار پہلوان کا مقولہ ہین تو آفتاب سے مراد ذات الٰہی ہے

از کدامین رہ تعلق یافت او — در رحم با آفتاب خوبرو

ترجمہ ربط کس رستہ سے ہے اے خوش خطاب — پیٹ مین بچہ فلک پر آفتاب

شرح یعنے اے مخاطب یہ بتا کہ آفتاب روشن سے مان کے پیٹ مین بچہ نے کون سے رستہ سے تعلق پیدا کیا کیونکہ بظاہر دونون مین بہت فاصلہ ہے ۔ اس پوشیدہ رستہ کی تشریح مولانا آیندہ اشعار مین خود فرماتے ہین

آن رہِ پنہان کہ دور از حس ما ست — آفتاب چرخ را بس راہ ہا ست

ترجمہ حس سے پوشیدہ ہے وہ اے پر شعور — آفتاب چرخ کے رستے ہین دور

شرح یعنے اگر تجھے جواب نہین آتا تو ہم بتلاتے ہین کہ بچے نے آفتاب کے ساتھ اس پوشیدہ اور جیدرستے

سے تعلق پیدا کیا ہے جو ہمین نظر نہین آتا ہماری معلومات سے دور ہے یعنے معنوی رستہ ہے کیونکہ آفتاب کو تعلق پیدا کرنے کے بہت سے طریقے معلوم ہین جنکی تفصیل آیندہ اشعار مین ہے۔

	آن رہے کہ سرخ سازد لعل را	وان رہے کہ برق بخشد لعل را
ترجمہ	لال کرتا ہے وہ رستہ لعل کو	اور شعلہ بخشتا ہے لعل کو

شرح یعنے آفتاب کے معنوی تعلق پیدا کرنے کا وہ رستہ ہے جو لعل کو سرخ رنگ کر دیتا ہے اور لعل اسپ یعنے لوہے کو پتھر پر گرنے سے بجلی یعنے شعلے عنایت کرتا ہے **فائدہ** علم طبعیات مین تشریح ہوچکی ہے کہ پتھر پر لوہا مارنے سے جو آگ نکلتی ہے یہ آفتاب ہی کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔

	آن رہے کہ پختہ سازد میوہ را	وان رہے کہ دل دہد کالیوہ را
ترجمہ	پختہ میوے ہوتے ہیں اوس راہ سے	احمق اچھے ہوتے ہین اوس راہ سے

شرح یعنے آفتاب کا یہ معنوی طریقہ وہ ہے جو میوون کو پختہ کر دیتا ہے۔ اور کالیوہ (احمق و مجنون) کو قوت قلبی عطا کرتا ہے اور انکے مرض کو کم کر دیتا ہے **فائدہ** یہ ظاہر ہے کہ اکثر میوے حرارت آفتاب کے باعث پکتے ہے اور یہ بھی تجربہ ہے کہ احمق مغلوب العقل دیوانے اور پریشان آدمی کو اُسکا مرض رات کو زیادہ ستاتا ہے اونکو حرارت آفتاب کے سبب کم ہوجاتا ہے ان اشعار کا معنوی مطلب یہ ہے کہ جسطرح آفتاب فلک اشیائے مذکورۂ بالا سے معنوی تعلق پیدا کرکے اُنہین مرتبۂ کمال پر پہنچا دیتا ہے اسیطرح آفتاب کون و مکان خالق زمین و زمان بندون سے اور آفتابِ ہدایت (مرشد کامل) سالکون سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین کمال عرفان عنایت کر دیتا ہے مگر اس تعلق باطنی کا طریقہ ایسا مخفی ہے کہ ہماری عقل و حواس مین نہین آسکتا۔

	باز گو اے باز پر افروختہ	با شہ و با ساعدش آموختہ
ترجمہ	راز کہہ اے باز پر افروختہ +	بازوئے شہ کا ہے تو آموختہ

شرح پھر قصہ کی جانب رجوع ہوا ہے یعنے پہلوان کہتا ہے اے علیؓ تو ایسا شہباز ہے جسنے شکار عرفان کے لئے اپنے پر کھول رکھے ہین اور بادشاہ کی مصاحبت مین اُسکے بازو پر تربیت پائی ہے یعنے تجھے مراتب قرب بادشاہ حقیقی حاصل ہوچکے ہین خدا کے لیئے اُس راز کو ظاہر کر دے۔

	باز گو اے باز عنقا گیر شاہ	اے سپاہ اشکن بخود نے با سپاہ
ترجمہ	منہ سے بول اے باز عنقا گیر شاہ	تو سپاہ افگن ہے بیشک بے سپاہ

شرح یعنے اے علیؓ آپ بادشاہ حقیقی کے ایسے شہباز ہین جو عنقائے اسرار الٰہی کا شکار کرتا رہتا ہے اور ایسے بہادر یعنے اسد اللہ الغالب ہین کہ بلا معاونت لشکر خود لشکر شکن اور سپاہ شکن ہین یعنے تنہا ہو کر کفار پر غالب رہتے ہین

اس راز سے مجھے آگاہ فرمایئے تاکہ آپ کی طفیل مین بھی واقف اسرار باطنی ہوجاؤن

	است وحدی یکے وصد ہزار		بازگو اے بندہ بازت را شکار
ترجمہ	ایک ہوکر تم ہو گویا صد ہزار		مین تمہاری باز معنے کا شکار

شرح یعنے اے علی گو آپ باعتبار ظاہر ایک اَست (یعنے شخص واحد) ہین لیکن باعتبار باطن لاکھہ آدمیون کے برابر ہین یا یہ کہ آپ اس حدیث کے مصداق ہین کہ ایک فقیہ ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر غالب آتا ہے یا یہ کہ آپ ظاہر مین ایک اور باطن مین مظہر اسما و صفات کثیرہ ہین آپ کے اس شہباز کا جو شکار اسرار و عرفان کرتا رہتا ہے مین شکار ہوگیا ہون اب وہ راز بتا دیجیے۔

	در محل قہر این رحمت زچیست		اژدہا را دست دادن کار کیست
ترجمہ	قہر کی جا مجھپہ کیون رحمت ہوی		اژدہا کا چھوڑنا کیا بات تھی

شرح یعنے اے علیؓ یہ بتایئے کہ اس قہر کے موقع پر آپنے مجھپر رحم کیون کیا اور آپکا اژدہا کو قوت یا مہلت دینا یعنے قتل نہ کرنا فی الواقع کس کا کام ہے۔ یعنے آپنے اپنی جانب سے ایسا کیا ہے یا خدا کے اشارہ سے

	جواب گفتن امیرالمومنین علیؓ و سبب افگندن شمشیر از دست نا چار بود در عمل
ترجمہ	حضرت علیؓ کا اُس پہلوان کو جواب دینا اور تلوار پھینکدینے کا سبب بیان کرنا اور بندہ کا افعال مین ناچار ہونا

	گفت من تیغ از پے حق میزنم		بندۂ حقم نہ مامور تنم
ترجمہ	آپ بولے۔ بہر حق ہون تیغ زن		بندۂ حق ہون۔ نہین مامور تن
	شیر حقم نیستم شیر ہوا		فعل من بر دین من باشد گوا
ترجمہ	شیر حق ہون مین نہین شیر گناہ		میرے فعلو نپر مرا دین ہے گواہ

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اس پہلوان کو اُسکے قتل نہ کرنے کا سبب یہ بتایا کہ اے شخص مین خدا کے لیئے تلوار چلایا کرتا ہون کیونکہ مین شیر خدا اور بندۂ حق ہون بندۂ جسم یا نفس امّارہ کا غلام اور مغلوب الغضب نہین ہون۔ میرا یہ فعل (یعنے تجھے قتل نہ کرنا) میرے دین حق کا گواہ ہے نکتہ چہرۂ مبارک پر تھوکدینے کے بعد حضرت علیؓ نے یہ خیال فرماکر اُسے چھوڑ دیا تھا کہ اگر اس پہلوان کو اسوقت قتل کردونگا تو خدا کے کام مین نفس کا حصہ بھی شامل ہوجائے گا گویا مین اُس سے اس گستاخی کا بدلہ لونگا۔ چنانچہ مولانا آیندہ اشعار مین خود اسکی تصریح فرماینگے یہی سبب تھا کہ حضرت علی نے اسکے قتل سے ہاتھ روک لیا۔

	من چو تیغم وان زنندہ آفتاب		ما رمیت اذ رمیت در حراب
ترجمہ	تیغ مین ہون تیغ زن رب قدیر		جنگ مین وہ مارتا ہے آپ تیر

شرح یعنے اے پہلوان مین تیغ الٰہی یعنے آلۂ حق ہون اور تلوار مارنے والا وہی آفتاب حقیقت یعنے اللہ تعالیٰ ہے چونکہ مین فنافی اللہ ہون اسلیئے میرے تمام افعال خدا کی طرف منسوب ہین جسطرح تلوار خود بخود نہین مار سکتی اسی طرح مین اپنی خواہش سے کسیکو قتل نہین کرسکتا دوسرے مصرع مین لفظ رمیتُ اگر بصیغۂ متکلم ہے تو حضرت علیؓ یہ فرماتے ہین کہ جب کبھی جنگ مین مینے تیر پہینکے ہین وہ گویا مینے نہین پہینکے بلکہ واقعی تیر انداز اللہ تعالےٰ ہے اور بندہ اسکا آلہ ہے اور اگر رمیتَ بصیغہ حاضر ہے تو یہ معنے ہین کہ مین مصداق آیۂ مارمیت اذ رمیت ہون اس آیت مفصل تفسیر پہلے گزر چکی ہے اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین ہے

	غیر حق را من عدم انگاشتم	رخت خود را من زرہ برداشتم
ترجمہ	غیر حق لاشئے نظر آیا مجھے	رخت اٹھا لایا ہون اپنا راہ سے

شرح یعنے مینے اپنے رخت وجود موہوم کو راہ معرفت سے اٹھا کر الگ پہینکدیا ہے کیونکہ وہ بمنزلہ سنگ راہ تہا. یا یہ کہ اپنی ہستی کو راہ تعینات وکثرت سے اٹھا کر فنافی الذات کردیا ہے۔ اور بجز حق کے سبکو لاشئے جانتا ہون

	زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال	من چو تیغم پر گہرہاے وصال
ترجمہ	زندگی دیتا ہون مین بعد قتال	تیغ وہ ہون جسکا جوہر ہے وصال

شرح یعنے مین تیغ ہون اور میرا جوہر وصال الٰہی ہے یا یہ کہ میری تلوار کے قبضہ مین وصال الٰہی کے موتی جڑے ہوے ہین اور مین لڑائی مین لوگون کو مارتا نہین بلکہ زندہ کردیتا ہون یعنے جہاد کرنے سے میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری شمشیر کے خوف سے بہت سے لوگ ایمان لے آئینگے۔ اور جاودانی زندگی پائینگے سیکڑون اسلام لانے والون کے مقابلہ مین دو چار یا دس بیس کا فر مارے گئے تو یہ سمجہیئے کہ گویا مارے ہی نہین گئے یا یہ معنے ہین کہ مین چند کافرون کو قتل کرکے بہت سے مسلمانون کو زندہ کرتا ہون۔ کیونکہ کافر رعب شمشیر سے پہر فتنہ وفساد اور خونریزی اہل اسلام کی جرأت نہین کرسکتے یا تیغ سے سیف زبان ہوتا اور گہرہاے وصال سے کلمات اسرار وعرفان مراد ہین۔ یعنے میرے کلمات سے لوگ مرتے نہین ہین بلکہ روحانی زندگی پاتے ہین۔ مین تیغ زبان کے اثر سے اخلاق ذمیمہ کا سر کاٹکر لوگون کو زندہ کردیتا ہون۔ یعنے میری تیغ دسنان اور تیغ زبان اثر سے خالی نہین

	حاجبم من نیستم او را حجاب	سایہ ام من کدخدایم آفتاب
ترجمہ	اور حاجب ہون نہین اسکا حجاب	سایہ ہون مین اور مصاحب آفتاب

شرح کدخدا بمعنے قرین ومصاحب اور میم آفتاب کا مضاف الیہ ہے یعنے مین مصاحب آفتاب حقیقت اور سایہ کی طرح اسکے حکم مین ہون۔ جدہر آفتاب پہرتا ہے ادہر ہی مین پہرجاتا ہون مطلب یہ کہ مین اپنی طرف سے کوئی فعل نہین کرتا اور مین اسکا حاجب یعنے خادم اور اسکے قبضۂ قدرت مین ہون خادم وہی کام

کرتا ہے جو آقا فرما دیتا ہے اور مین حجاب تجلیات نہین ہون بلکہ جو شخص مجکو دیکھتا ہے وہ گویا تجلیات الٰہی کو دیکھہ رہا ہے یا حجاب بمعنے رد کنندہ قضاء الٰہی ہے یعنے مین قضائے الٰہی اور اپنی ذات کے مابین آڑ اور شے نہین ہون کہ اُسکے حکم کو اپنی تدبیر سے روک کر اپنی ذات تک نہ پہنچنے دون یا حجاب بمعنے محجوب ہے ۔

	خون نپوشد گوہر تیغ مرا	باد از جا کے برد میغ مرا
ترجمہ	خون کب ڈھانکے گا میری تیغ کو	کیا اڑا لینگے ہوائین میغ کو

شرح یعنے میرے جوہر تیغ کو خون نہین ڈھانک سکتا مطلب یہ کہ میری تیغ کے گردن پر خون نہین ہوتا کیونکہ مین اپنے حکم اور مقتضائے طبیعت سے کسیکو نہین مارتا دوسرے مصرع مین باد سے باد نفس یعنے عداوت اور میغ سے استقلال و ہمت مراد ہے یعنے عداوت میرے ارادہ کو خونریزی کی طرف نہین لیجاتے بلکہ حکم الٰہی کیطرف لیجاتی ہے یعنے مین خدا ہی کے لیئے دوستی اور خدا ہی کے لیئے دشمنی کیا کرتا ہون

	کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد	کوہ را کے در رباید تند باد
ترجمہ	گھاس کب ہے مین ہون کوہِ صبر و داد	کوہ کا کیا کر سکے گی تند باد

شرح یعنے مین گھاس کے مانند خفیف الحرکات نہین بلکہ حلم کا پہاڑ ہون مجھے ہوائے نفسانی اپنی جگہ سے زائل نہین کر سکتی

	آنکہ از بادے رود از جا خسیست	زانکہ باد ناموافق خود بسیست
ترجمہ	گھاس اُکھڑ جاتی ہے بیشک سر بسر	ناموافق ہین ہوائین بیشتر

شرح یعنے جو شخص بعض صفات نفسانی کی ہوا کے جھوکے سے مرتبہ تحمل کو چھوڑ دے وہ آدمی نہین بلکہ گھاس کا تنکا ہے اور ایسے تنکون کے حق مین بہت سی ہوائین ناموافق ہین جنکی تفصیل آیندہ اشعار مین ہے

	باد خشم و باد شہوت باد آز	برد او را کہ نبود اہل نماز
ترجمہ	خشم و شہوت حرص و غفلت کی ہوا	ہے ہمیشہ دشمن اہل ہوا
	باد کبر و باد عجب و باد حلم	برد او را کہ نبود از اہل حلم
ترجمہ	اور ہوائے کبر و عجب و فخر و حلم	انکی دشمن ہے نہین جو اہل علم

شرح یعنے ناموافق ہوائین یہ ہین کہ غصے اور خواہش بیجا اور طمع کی ہوا اُس شخص کو مرتبہ صبر و تمکین سے گرا دیتی ہے جو خدا کے سامنے عاجزی نہین کرتا اور تکبر عجب اور غرور حلم کی ناموافق ہوا اُسکو جگہہ سے اکھاڑ دیتی ہے جو صاحب علم باطنی نہین ہوتا علم باطنی کی قید اسلیئے ہے کہ علم ظاہری والے اکثر مغرور ہوتے ہین ۔

	کوہم و ہستی من بنیاد اوست	ور شوم چون کاہ بادم باد اوست
ترجمہ	کوہ ہونمین تو ہون بنیاد خدا	کاہ ہونمین تو ہون برباد خدا

شرح یعنے مین مقام فنا فی اللہ مین پہاڑ کے مانند قدم مضبوط کیے ہوے ہون اور جب کبھی کاہ ہنجاتا ہون یعنے حدود شریعت قایم کرنے کے لیے مرتبہ بشریت مین آجاتا ہون تب بہی اُسیکی ہوائے شوق اُڑاتا ہے وہ مجھے تنکے کی طرح کبھی اُدھر لیجاتا ہے کبھی ادہر مطلب کہ میرے تمام افعال اللہ تعالی کیطرف منسوب ہین۔

جز بیاد او نجنبد میل من	نیست جز عشق احد سرخیل من
ترجمہ: یاد حق سے مجکو ہر دم میل ہے	ہر گھڑی عشق خدا سرخیل ہے

شرح یعنے مجھے بجز یاد الٰہی کے اور کسی چیز کی رغبت نہین اور بجز عشق خدا کے اور کوئی شے میرے لشکر قوی کا افسر نہین یعنے عشق میری تمام قوتون پر غالب ہے۔ مین جو کچھ کرتا ہون وہ خدا ہی کی محبت سے ظہور مین آتا ہے

خشم بر شاہان شہ و ما را غلام	خشم را هم بسته ام زیر لگام
ترجمہ: غصہ ہے شاہونکا شاہ اپنا غلام	ہمنے اُس سرکش کی ڈالا ہے لگام

شرح یعنے غصہ بادشاہون پر غالب ہوا کرتا ہے اور ہمسے مغلوب ہے ہمنے اُسکو زیر لگام کرکے اپنی ذلیل سواری بنا لیا ہے۔ تابع کر لیا ہے یعنے ہم مغلوب الغضب نہین ہین کہ غضب مین حدود شرع یا حق اللہ وحق العباد کی پروا نکرین

تیغ حلمم گردن خشمم زدست	خشم حق بر من چو رحمت آمدست
ترجمہ: غصہ کو کاٹا ہے تیغ حلم سے	خشم حق رحمت ہے میرے واسطے

شرح یعنے میرے حلم کی تلوار نے غصہ کو مار ڈالا ہے اور جب سے مینے اپنے غصہ کو فنا کر دیا ہے اللہ کا غصہ میرے حق مین رحمت سے بدل گیا ہے۔ یا یہ کہ مینے اپنے غصہ کو یہانتک فنا کیا ہے کہ خدا کے غصہ کو رحمت سمجھتا ہون اور اُس سے ناراض نہین ہوتا کیونکہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔

غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب	روضہ گشتم گرچہ هستم بو تراب
ترجمہ: نور مین ہون باطن مین ظاہر مین خراب	باغ حق ہون گرچہ ہون مین بوتراب

شرح یعنے مین اگرچہ مین ظاہر مین پرانی چہت کی طرح فنا ہونے والا ہون لیکن باطن مین غرق دریائے انوار معرفت ہون۔ اور اگرچہ میری کنیت ابو تراب (مٹی والا) ہے مگر مین فی الواقع اسرار الٰہی کا باغ ہون کیونکہ باغ مٹی ہی سے پیدا ہوتے ہین۔ ابو تراب حضرت علی کی مشہور کنیت ہے۔

چون در آمد علتے اندر غزا	تیغ را دیدم نہان کردن سزا
ترجمہ: کار حق مین جب ہوی علت عیان	کر لیا جھٹ مینے خنجر کو نہان

شرح علیؓ فرماتے ہین کہ اے پہلوان چونکہ تیرے قتل کرنے مین ایک باطنی سبب (خیال حصۂ نفس خود) پیدا ہو گیا تہا۔ اسلیے مینے تلوار کو میان ہی کر لینا مناسب سمجہا۔ اگر مین تجھے مار ڈالتا تو خالص خدا کے لیے نہوتا بلکہ منہ پر تھوکنے کا بدلہ ہی ہو جاتا

	تا احب للہ آید نام من	تا کہ ابغض للہ آید کام من
ترجمہ	تا احب للہ میرا نام ہو	اور ابغض للہ میرا کام ہو
	تا کہ اعطے للہ آید جود من	تا کہ امسک للہ آید بود من
ترجمہ	تا کہ اعطے للہ میری جود ہو	اور امسک للہ میری بود ہو

شرح یعنے مینے تجھے اسلئے قتل نہین کیا تا کہ میرا نام اُن لوگون مین رہے جو خدا کے لیئے دوستی اور اُسی کے لیئے بغض رکھتے ہین - اور خدا ہی کے لیئے دیتے ہین اور اُسی کے لیئے ہاتھہ کھینچ لیتے ہین یہ ایک صحیح حدیث کا اقتباس ہے مطلب یہ کہ اگر مین تجھے اسوقت مار ڈالتا تو یہ بغض صرف خدا کے لیئے نہوتا بلکہ نفس کا بغض بھی شامل ہوجاتا - حدیث کے الفاظ یہ ہین من احب للہ وابغض للہ واعطے للہ وامسک للہ فقد استکمل الایمان

	بخل من للہ عطا للہ وبس	جملہ للہ ام نیم من آن کس
ترجمہ	بخل ہے للہ عطا للہ ہے	آن مردم جو ہوا گمراہ ہے

شرح یعنے میرا بخل و عطا خدا کے لیئے ہے اور مین سراپا اُسیکا ہون اُسکے سوا کسیکی بندگی نہین کرتا -

	وانچہ للہ میکنم تقلید نیست	نیست تخییل وگمان جز دید نیست
ترجمہ	فعل للہی - نہین تقلید سے	بے خیال و بے گمان ہے دید سے
	ز اجتہاد و از تحری رستہ ام	آستین بر دامن حق بستہ ام
ترجمہ	یعنے پائی ہے تحری سے نجات	دامن حق تھام کر لے خوش صفات

شرح یعنے جو فعل مین للہ کیا کرتا ہون وہ صرف پیغمبر کی تقلید ہی نہین ہے بلکہ نتیجہ مشاہدہ و کشف ہے مین خیال وگمان اور قیاس و فکر سے نجات پاکر دامن حق سے اپنی آستین سیے ہوئے ہون یعنے واصل الی اللہ ہون -

	گر ہمے پرم ہمے بینم مطار	ور ہمے گردم ہمے بینم مدار
ترجمہ	چرخ پر اڑتا ہون جا دیکھکر	گردشین کرتا ہون مین جا دیکھ کر

شرح مطار یعنے جاگہے پریدن اور مدار یعنے محل گردش ہے یعنے مین آسمان معرفت پر اڑون یا کوچہ شریعت مین گشت کرون پہلے اڑنے کی جگہ اور محل گردش دیکھکر یہ معلوم کرلیتا ہون کہ یہ جگہ اڑنے یا گردش کرنیکی قابل ہے یا نہین یعنے میرے افعال مشاہدہ پر موقوف ہین تقلید پر مبنی نہین ہین

	ور کشم بارے بہ بینم تا کجا	ماہم و خورشید پیشم پیشوا
ترجمہ	کھینچتا ہون بوجھ منزل دیکھ کر	ماہ ہون مین مہر ہے پیش نظر

شرح یعنے جب مین بار عبادت اُٹھاتا ہون تو پہلے یہ دیکھہ لیتا ہون کہ اُسکو کس ذات پاک کے حضور تک کہیان تک

یعنے پہلے معبود کا مشاہدہ کر لیتا ہون۔ یا ازراہ کشف یہ معلوم کر لیتا ہون کہ اس عبادت کو کونسے زمانہ تک کرونگا اور اسکے بعد کونسی نیک کام مین مشغول ہو جاؤنگا۔ لفظ کجا بمعنے ظرف مکان و زمان دونو طرح صحیح ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ مین بندہ ہون اور خرشید و آفتاب رسالت امیرے پیشوا ہین۔

پیش ازین با خلق گفتن روی نیست | بحر را گنجائی اندر جوی نیست

ترجمہ: اس سے آگے ہے خموشی۔ بالیقین | بحر ندی مین سما سکتا نہین

شرح: یعنے اس سے زیادہ اسرار الٰہی کہنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ دریا نہر مین نہین سما سکتا

در شریعت مر گواہی بندہ را | نیست قدرے وقت دعوی و قضا

ترجمہ: شرع مین بیشک گواہی غلام | ہوتی ہے بے قدر و قیمت لا کلام

گر ہزاران بندہ باشند گواہ | شرع نپذیرد گواہی شان بکاہ

ترجمہ: ہون بہت سے بردے گر ملکر گواہ | ہے گواہی انکی مثل پر کاہ

بندۂ شہوت بتر نزدیک حق | از غلام و بندگان مسترق

ترجمہ: بندۂ شہوت ہے نزدیک خدا | سو غلامون کے غلامون سے برا

شرح: یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے کسی دعوے یا فیصلہ کے متعلق شریعت مین غلام کی گواہی قبول نہین ہوتی۔ ایک کیا ہزار غلام بھی گواہی کے اعتبار سے تنکے کے برابر قیمت نہین رکھتے اسیطرح اپنے خواہشون اور نفس امارہ کا غلام خدا کے نزدیک غلامون سے بدتر ہے۔

کین بیک لفظے شود آزاد و حُر | وین زید شیرین و میرد سخت مُر

ترجمہ: اسکو دو بالون مین آزادی ملی | زندگی اچھی ہے موت اسکی بری

بندۂ شہوت ندارد خود خلاص | جز بفضل ایزد و انعام خاص

ترجمہ: بندۂ شہوت نہین پاتا خلاص | حق نہ دے جب تک اسے انعام خاص

شرح: یعنے غلام آقا کے اس ایک لفظ کہنے سے کہ مینے تجھے آزاد کیا آزاد ہو جاتا ہے اور بندۂ شہوت عیش و عشرت مین زندگانی بسر کرتا ہے مگر مرتے دم تلخکام ہو جاتا ہے۔ بجز فضل خدا کے گناہون سے نجات اور عذاب سے آزادی حاصل نہین کر سکتا اس لحاظ سے بندہ شہوت اور غلام مین بہت بڑا فرق ہے۔

پست میگویم باندازۂ عقول | عیب نبود این بود کار رسول

ترجمہ: بات کہتا ہون علے قدر عقول | عیب کیا ہے یہ تو ہے فعل رسول

شرح: یعنے مینے یہ کمتر درجہ کی خیالات فقط سمجھانے کے لئے ظاہر کیے ہین اور اسمین کوئی عیب نہین

کیونکہ یہ پیغمبر کا فعل ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ لوگوں سے انکے اندازۂ عقل کے مطابق کلام کیا کرو

	از غرض حرم گواہی حر شنو	کہ گواہی بندگان نرزد بجو
ترجمہ	بے غرض ہو میں گواہی حر کی سن	ہیچ ہے قول غلامان بے سخن

شرح حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں اغراض نفسانی و دنیوی سے آزاد ہوں اسلیئے جو کچھ کہتا ہوں وہ بالکل سچ ہوتا ہے اگر میں بندۂ نفس ہوتا تو البتہ تیری گواہی قبول نہوتی۔

	در چہے انداخت او خود را کہ من	در خور قعرش نمے یابم رسن
ترجمہ	بندۂ شہوت گرا اس چاہ میں	رسی رہ جاتی ہے جس کی راہ میں
	در چہے انداخت کان را غور نیست	وان گناہ اوست جبر و جور نیست
ترجمہ	گر گیا گہرے کنوین میں مرد دون	خود ہے وہ اپنے گناہوں سے زبون
	چون گناہ اوست ایجان چون کنم	کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم
ترجمہ	چاہ میں گرتا ہے خود اسکا گناہ	کس طرح لاؤن اسے بیرون چاہ

شرح مولانا فرماتے ہین کہ بندۂ شہوت نے اپنے آپ کو ایسے نہایت گہرے کنوین میں ڈالدیا ہے کہ میں اسکے تہ تک پہنچنی والی رسی نہیں پاتا اور اسے نکال لوں وہ ایسے کنوین میں گرا ہوا ہے کہ جسکی تہاہ نہین ملتی اور یہ اسی کا گناہ ہے کیسکا زور و ظلم نہین ہے کیونکہ لا اکراہ فی الدین دین مین کیسکی زبردستی نہین ہے) چونکہ یہ اسی کا گناہ ہے اسلیئے مین اسے کنوین سے نہین نکال سکتا مطلب یہ کہ بندۂ شہوت کو بجز فضل خدا کوئی انسانی تدبیر گناہون سے آزاد نہین کرا سکتی۔

	بس کنم گر این سخن افزون شود	خون جگر چہ بود کہ خارا خون شود
ترجمہ	بس ہے اب یہ بات گر ہوگی فزون	تو جگر ہو جائیگا پتھر کا خون

شرح یعنے اب مین بس کرتا ہون اگر یہ نصیحت زیادہ طویل ہو جائیگی تو جگر کیا سنگ خارا خون ہو جائیگا کیونکہ میرا کلام از روے الہام ہے اور الہامی کلام اپنی سچی تاثیر کے باعث دلون کو نہایت نرم کر دیتا ہے

	این جگرہا خون نشد از سختی ست	غفلت و مشغولی و بدبختی ست
ترجمہ	دل نہین جو خون بیشک سخت ہے	غافل و مشغول ہے بدبخت ہے

شرح یعنے ان بندگان شہوت کے جگر جو میری نصیحت سے خون نہین ہوے اسکا سبب انکی سختی۔ غفلت دنیا مین مصروف رہنا اور بدنصیبی ہے۔ اگر اہل غفلت خوش نصیب ہوتے تو ضرور انکے دل پسیج جاتے اور الہامی کلام کا اثر انہین پانی پانی کر دیتا اور وہ ضرور اثر پذیر ہوتے۔

خون شود روزے کہ خونش سود نیست ‌‌ ‌ خون شو این وقتے کہ خون مردود نیست

ترجمہ: خون ہوگا جبکہ خون بے سود ہے ‌ ‌ خون اب ہو جا کہ بس محمود ہے

شرح: یعنے جگر اسدن (بروز قیامت) خون ہوگا جبکہ اسکا خون ہونا فائدہ نہ دیگا لے جگر اب خون ہو جا کہ اس وقت کا خون ہو جانا مردود نہیں بلکہ مقبول ہے۔ خون تو خون دنیا مین خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا خدا کو پسند ہے

چون گواہی بندگان مقبول نیست ‌ ‌ عدل او باشد کہ بندہ غول نیست

ترجمہ: کب غلامونکی گواہی ہے قبول ‌ ‌ ہو عدول اب تو کہیں ہے عبد غول

شرح: یعنے شریعت مین غلامون کی گواہی مقبول نہین بلکہ گواہ آزاد اور ثقہ ہونا چاہیے اسلیے ثقہ وہی ہے جو نفس وشیطان کا غلام نہو غول سے نفس امارہ یا شیطان مراد ہے۔

گفت ارسلناک شاہد در نذر ‌ ‌ زانکہ بد از کون او حر ابن حر

ترجمہ: رکھ تو ارسلناک شاہد پر نظر ‌ ‌ غیر سے آزاد تھے خیر البشر

شرح: نذر جمع نذیر ہے بمعنے ڈرانیوالا یعنے قرآن مجید۔ اور کون بمعنے تعلقات دنیوی ہے۔ یعنے چونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دنیوی تعلقات سے آزاد اور نیکون کی اولاد تھے اسلیے اللہ تعالے نے قرآن مجید مین انکی نسبت یہ فرمایا ہے کہ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا اے پیغمبر ہمنے تمہین گواہ اور خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے مطلب یہ کہ سچا گواہ وہی ہے جو نفسانی خواہشون سے آزاد ہو

چونکہ حرم خشم کے بندد مرا ‌ ‌ نیست اینجا جز صفات خود مرا

ترجمہ: ہون مین حر غصہ سے پائی ہے نجات ‌ ‌ ہین مری ہمراز انسانی صفات

شرح: یہان سے پھر حضرت علیؓ کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان چونکہ مین خواہشات نفسانی سے آزاد ہون اسلیے غصہ مجھے پابند نہین کر سکتا۔ کیونکہ میرے پاس بجز میری انسانی صفتون کے اور جو صفات الٰہی کا عکس ہین حیوانی صفتین نہین ہین بلکہ برکت ریاضت کے باعث حیوانی صفتین بالکل زائل ہو گئی ہین۔

اندر آ کازاد کردت لطف حق ‌ ‌ زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق

ترجمہ: لطف حق نے تجکو بھی حر کر دیا ‌ ‌ غصہ پر غالب ہے رحم کبریا

اندر آ اکنون کہ رستی از خطر ‌ ‌ سنگ بودی کیمیا کردت گہر

ترجمہ: آ کہین تو راہ حق مین بے خطر ‌ ‌ پہلے پتھر تھا ہوا ہے اب گہر

شرح: یعنے اے پہلوان مقام فنا مین آجا۔ کیونکہ خدا کی مہربانی نے تجھے خواہشات نفس سے آزاد کر دیا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اسکی رحمت غصہ پر غالب ہے اے شخص تو نے خوف عذاب الٰہی سے نجات حاصل

کرلی ہے اور پہلے تو بہتر تہا اب کیمیائے لطف حق نے تجکو موتی یعنے قابل قدر بنا دیا ہے۔

رستۂ از کفر و خارستان او ‏— چون گلے بشگفتہ در بستان ہو

ترجمہ خار زار کفر سے پاکر نجات ‏— باغ حق کا گل ہے تو اے خوش صفات

شرح یعنے اے پہلوان تو کفر کے خارستان سے الگ ہو گیا ہے اور باغ قرب الٰہی مین پہول کی طرح کہلا ہوا ہے۔ بعض نسخون مین چون گلے بشگفتہ در بستان او ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے

تو منی و من توام اے محتشم ‏— تو علی بودی علی را چون کشم

ترجمہ مجہمین تجہمین اٹہہ گئی بالکل دوئی ‏— کیونکر اپنے آپکو مارے کوئی

معصیت کردی بہ از ہر طاعتے ‏— آسمان پیمودۂ در ساعتے

ترجمہ معصیت بہتر تری نیکی سے ہے ‏— کردیا ہے آسمان دم بہر مین طے

شرح یعنے حضرت علی فرماتے ہین اے پہلوان حسب مضمون حدیث اَلمُومِنُونَ کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (تمام مومن ایک جان کے مانند ہین) اب مجہ مین اور تجہ مین دوئی نہین رہی۔ تو علیؓ (یعنے یکجان و دو قالب) ہوگیا ہے مین علیؓ کو کیونکر مار ڈالون یعنے خودکشی کیونکر کرون تیرا ظاہری گناہ (منہ پر تہوکنا) لوگون کی ہر قسم کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ اسیکے سبب تجہے ایمان نصیب ہوا ہے اور تونے دم بہر مین آسمان معرفت کو طے کر لیا ہے۔ اور حقیقت کے اعلےٰ مرتبہ تک پہنچکر مقصود اصلی حاصل کر چکا ہے

بس خجستہ معصیت کان مرد کرد ‏— نے ز خارے بر دمد اوراق ورد

ترجمہ ہے مبارک یہ گنا والے پر شعور ‏— پہول کانٹون سے نکلتے ہین ضرور

نے عمر را قصد آزار رسول ‏— میکشیدش تا بدرگاہ قبول

ترجمہ تہا عمر کو قصد آزار رسول ‏— اس سے پہنچے تا بدرگاہ قبول

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے اس پہلوان کا گناہ (منہ پر تہوکنا) نہایت مبارک تہا کہ جان بہی بچی اور ایمان بہی نصیب ہوا۔ ایسا طلب کیا کانٹون مین سے گلاب کے پہول نہین کہلتے کیا۔ آزار رسول نے حضرت عمرؓ کو درگاہ قبولیت الٰہی تک نہین کہینچا۔ بلکہ ضرور کہینچا ہے کیونکہ حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے ارادہ سے آئے تہے۔ مگر آتے ہی مسلمان ہوگئے یہانتک کہ امیر المومنین بہنگئے۔ اور انکا گناہ طاعت ہوگیا جائدہ حضرت عمرؓ کے اسلام کا قصہ پہلے مفصل بیان ہوچکا ہے

نے بسحر ساحران فرعون شان ‏— میکشید و گشت دولت عون شان

ترجمہ سحر سے نیکی بدونکو مل گئی ‏— دولت دین ساحرونکو مل گئی

شرح یعنے کیا جادوگری کے سبب فرعون جادوگرون کو اپنی طرف نہین بلاتا تہا۔ بلکہ ضرور بلاتا تہا لیکن انجام کار وہی جادو جو کبیرہ گناہ تہا باعث طاعت ہوگیا یعنے جادوگر موسے سے ہار کر مسلمان ہوگئے اور دولت ایمان اُنکی مددگار ہوگئی تینون شعرون مین استفہام تقریری ہے۔

گر نبودے سحرشان و آن جحود　　که کشیدے شان بفرعون عنود

ترجمہ: نہوتا سحر لاتا کون انہین　　کون لاتا جانب فرعون اُنہین

کے بدیدندے عصا و معجزات　　معصیت طاعت شد اے قوم عصات

ترجمہ: دیکھتے وہ کب عصا و معجزات　　معصیت طاعت ہے اے قوم عصات

شرح یعنے اگر وہ جادوگر سحر نجانتے اور موسےؑ کی نبوت کا انکار نہ کرتے تو اُنہین فرعون تک کون پہنچاتا اور وہ عصائے موسوی اور معجزے کب دیکہتے اور ایمان کسطرح لاتے پس تو اُنکی معصیت بمنزلۂ طاعت تہی۔ اے قوم گنہگار۔ گناہون کے باعث رحمت سے ناامید نہو کیا خبر تمہارے گناہونکا انجام یہی طاعت ہوجائے

ناامیدی را خدا گردن زدست　　چون گنہ مانند طاعت آمدست

ترجمہ: کام ہرگز ناامیدی کا نہین　　ہے گنہ مانند طاعت بالیقین

شرح یعنے اللہ تعالے نے ناامیدی کو گردن مار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ اے بندو خدا کی رحمت سے ناامید نہو کیونکہ بہت سے گناہ ایسے ہوتے ہین۔ کہ اُنکا انجام طاعت و ثواب ہوجاتا ہے گنہگارونکو بوسیلۂ استغفار رحمت کا طلبگار ہونا چاہیئے۔

چون مبدل میکند او سیئات　　عین طاعت میکند رغم وشات

ترجمہ: وہ بدل دیتا ہے لوگون کے گناہ　　عین طاعت اُن کو کرتا ہے اِلٰہ

شرح وشات جمع واشی بمعنے غمازان و دروغگویان سے یہان شیاطین مراد ہین یعنے جب اللہ تعالے حسب مضمون یُبَدِّلُ اللہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ گناہونکو بدلنا چاہتا ہے تو برعکس گمان شیاطین اُنہین عین طاعت کردیتا ہے یعنے گناہون سے بچاکر نیکیان کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔

زین شود مرجوم شیطان رجیم　　وز حسد او بطرقد گردد دونیم

ترجمہ: اس سے ہے مردود شیطان رجیم　　اور حسد سے چر کے ہوتا ہے دو نیم

او بکوشد تا گناہے آورد　　زان گنہ ما را بچاہے آورد

ترجمہ: چاہتا ہے وہ کہ ہون سرزد گناہ　　جس سے ہوجائین بشر گم کردہ راہ

چون ببیند کان گنہ شد طاعتے　　گردد او را نامبارک ساعتے

ترجمہ: دیکھتا ہے جب ہوا طاعت گناہ　　نامبارک عہد سے اُترا ہے آہ

شرح یعنے اس سبب سے کہ خدا ہمارے گناہون کو طاعت کر دیتا ہے شیطان مردود اور یہی راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے اور مارے حسد و غضب کے پہٹ کر بیچ سے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس کوشش مین رہتا ہے کہ ہمسے کوئی گناہ سرزد کرائے اور ہمین کنوین مین ڈالدے۔ لیکن جب یہ دیکھتا ہے کہ خدا نے بندہ کے گناہ کو طاعت سے بدلدیا تو نہایت نامبارک ساعت اُسکے سامنے آتی ہے اور غصہ مین تڑاقا پہر کر دو ٹکڑے ہوجاتا ہے شیطان کا دو ٹکڑے ہوجانا اور سخت صدمہ اٹہانا صحیح حدیثون اور اقوال سے ثابت ہے۔

اندر آ من در کشایم مر ترا ۔ تف زدی و تحفہ آوردم ترا

ترجمہ: اندر آ۔ در کہولدون تیرے لئے ۔ تو نے تہوکا اور مین تحفہ دون تجہے

شرح یہان سے پہر حضرت علیؓ کا مقولہ شروع ہے یعنے اے پہلوان کامل ایمان والون کے گروہ مین چلا آ۔ یعنے تیرے لئے معرفت کا دروازہ کہولدیا ہے۔ اور تو نے جو میرے منہ پر تہوکا ہے یعنے اسکے بدلے مین تجہے تحفۂ ایمان و عرفان مرحمت کیا ہے یعنے ہم بدی کے عوض مین نیکی کرنے والے لوگ ہین

چون جفا گر را چنین ہا مے دہم ۔ پیش پائے چپ چیان سر مے نہم

ترجمہ: دشمنون پر جب ہے میرا یہہ کرم ۔ سر رکہا کرتا ہون مین پیش قدم

پس وفا گر را چہ بخشم تو بدان ۔ گنجہائے و ملکہائے جاودان

ترجمہ: دوستونکو بخشتا ہون میری جان ۔ ایک دم مین گنج و ملک جاودان

شرح یعنے جب کہ مین ظالمون کو ایسے تحفے دیتا ہون۔ اور اُنکے پائین پانون کے آگے سر رکہے رہتا ہون یعنے دشمنون کے ساتہ نیکی کرتا ہون تو اے شخص تو ہی بتا دے کہ دوستون کو کسقدر خزانہ معرفت اور ملک جاودانی کی بادشاہت بخشتا ہونگا کیونکہ جو لوگ دوستون پر مہربانی کرتے ہین وہ دشمنونکے کسقدر قدردان ہونگے

جاودانہ بادشاہی بخشمش ۔ آنچہ اندر وہم ناید بدہمش

ترجمہ: سلطنت وہ جو نہ آئے فہم مین ۔ مملکت وہ جو نہ آئے وہم مین

شرح یعنے مین اپنے دوستون کو جاودانہ بادشاہی اور وہ چیز (سلطنت روحانی) دیتا ہون جو کسیکی وہم و گمان مین نہین آسکتی کیونکہ روحانی جنت و حیات کسی کو حواس کے ذریعہ سے معلوم نہین ہوسکتی

من چنان مردم کہ بر خونی خویش ۔ نوش لطفِ من نشد در قہر نیش

ترجمہ: مین ہون وہ مردہ کہ خونی پر ذرا ۔ پہر سمجہہ بڑہتا نہین غصہ مرا

شرح حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین مرنے سے پہلے ہی فنا ہوچکا ہون اور اپنے آپ کو یہانتک لا شے اور معدوم سمجہتا ہون کہ مجہے اپنی قاتل پر (جسکو پیغمبر کے بتلانے سے مین اچہی طرح جانتا ہون اور جو میرا

خادم ہے اسلئے کبھی غصہ نہین آتا۔ اور نوش لطف حالت غضب مین نیش نہین بنتا۔

گفتن پیغمبر بگوش رکابدار علیؓ کہ ہر آئنہ کشتن علیؓ بدست تو خواہد بود

ترجمہ: حضرت علیؓ کے رکابدار سے پیغمبرؐ کا یہ فرمانا کہ ائے شخص علیؓ تیرے ہاتھ سے شہید ہونگے

شرح: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ائے علیؓ کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ امتون مین نہایت بدبخت کون تھا۔ علیؓ نے جواب دیا کہ جسنے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو ذبح کر دیا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ ائے علیؓ پچھلی امت مین بدبخت کون ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ مین نہین جانتا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تیرا قاتل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ملجم نے جو حضرت علیؓ کا رکابدار (خادم اور گھوڑے کی رکاب تھامنے والا) تھا آپ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کی شہادت کا مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے

گفت پیغمبر بگوش چاکرم ... کو برد روزے ز گردن این سرم

ترجمہ: کہہ گئے نوکر سے یہ خیر البشرؐ ... تو علیؓ کا ایکدن کاٹیگا سر

کرد آگہ آن رسول از وحی دوست ... کہ ہلاکم عاقبت بر دست اوست

ترجمہ: آئی تھی پیغامبرؐ پر وحی پاک ... یعنے کر دیگا مجھے نوکر ہلاک

شرح: حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ پیغمبرؐ نے میرے خادم (ابن ملجم) سے از روے وحی الٰہی فرمایا تھا کہ تو علیؓ کا قاتل ہوگا

او ہمی گوید بکش پیشین مرا ... تا نیاید از من این منکر خطا

ترجمہ: وہ یہ کہتا ہے کہ پہلے مجکو مار ... تا نہ مجھسے یہ خطا ہو آشکار

شرح: یعنے میرا نوکر اس کو سنکر بار بار یہ کہتا ہے کہ ائے علیؓ آپ پہلے مجھے مار ڈالین تاکہ مجھسے آپکے قتل کا گناہ صادر نہو اور یہ خطا جو نہایت مذموم اور سخت کبیرہ گناہ ہے مجھسے سرزد نہو۔

من ہمی گویم چو مرگ من ز تست ... با قضا من چون توانم حیلہ جست

ترجمہ: مین یہ کہتا ہون کہ جب قاتل ہے تو ... کسطرح ہو نہین قضا سے حیلہ جو

شرح: یعنی مین اپنے نوکر سے یہ کہتا ہون کہ جب میری موت تیرے ہاتھ سے ہے تو مین قضاے حق کے دفع کرنے کے لیے کوئی تدبیر نہین کر سکتا۔ اسلئے یہ ممکن نہین کہ مین تجھے مار ڈالون بلکہ تو مجھے قتل کریگا۔

او ہمی افتد بپیشم کاے کریم ... مر مرا کن از براے حق دو نیم

ترجمہ: وہ یہ کہتا ہے کہ اے شخص کریم ... اپنے خنجر سے مجھے کر دے دو نیم

تا نیاید بر من این انجام بد ... تا بسوزد جان من بر جان خود

ترجمہ: تا نہو انجام عاصی کا برا ... اور جاے یہ جلا پا جان کا

شرح یعنے میرا نوکر یہ کہتا ہے کہ اے علی پہلے مجھے مار ڈالیے تاکہ میرا انجام برا نہو اور میری جان اپنی بری حالت پر نہ جلے اور میرا خاتمہ بدی کے ساتھ نہو اور برسون دوزخ مین نہ جلنا پڑے۔

ترجمہ	من ہمیگویم بر و جفَّ القلم	از قلم بس سرنگون گردد علم
ترجمہ	مین یہ کہتا ہون کہ چل جف القلم	سرنگون آگئے قلم سے ہے علم

شرح یعنے مین اپنے نوکر کو پیغمبر کی یہ حدیث سنا دیا کرتا ہون کہ جَفَّ القَلَم بِمَا ہُوَ کَائِنٌ یعنے قلم قدرت اُن تمام چیزون کو جو قیامت تک ہونے والی ہین لکھکر خشک ہوگیا ہے تقدیر نے علم تدبیر کو گرا دیا ہے تقدیر کا لکھا مٹ نہین سکتا پیغمبر کی پیشین گوئی کے مطابق تو ضرور کسیدن مجھے قتل کریگا۔

ترجمہ	ہیچ بغضے نیست در جانم ز تو	زانکہ این را من نمیدانم ز تو
ترجمہ	دشمنی تیری مری دل مین نہین	تیری جانب سے نہین یہہ بالیقین
	آلت حقے تو فاعل دست حق	چون زنم بر آلت حق طعن و دق
ترجمہ	تو ہے آلہ اور فاعل ہے خدا	آلۂ حق کا نہو کا سر جدا

شرح حضرت علی کہتے ہین کہ اے رکابدار مین تجھے کچھ نہین کہتا کیونکہ تو در اصل قاتل نہین ہے بلکہ آلۂ حق ہے اور فاعل مختار خدا کا ہاتھ ہے۔ مین آلۂ حق کو مطعون و محل اعتراض کرنا نہین چاہتا و قابل اعتراض

	گفت او پس این قصاص از بہر چیست	گفت ہم از حق و آن سر خفیست
ترجمہ	وہ یہ بولا کیون ہے بدلا اے صفی	آپ بولے اسمین ہے سِرِّ خفی

شرح یعنے جب حضرت علی نے یہ فرمایا کہ کسیکو قتل کر دینا قاتل کا فعل نہین ہوتا۔ بلکہ قاتل تلوار کی طرح محض آلۂ حق ہوتا ہے تو رکابدار یا اُس پہلوان نے سوال کیا کہ اگر قتل فی الواقع قاتل کا فعل نہین ہے تو قصاص (خون کا بدلہ خون) کیون لیا جاتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ قصاص لینا بھی حق ہی کی جانب سے ہے اور اسمین پوشیدہ راز ہے وہ یہ کہ مخلوق مین اسمائے متضادہ کے مطابق اللہ تعالے کے لطف و قہر کا ظہور ہوتا ہے جب اسنے زید کو مظہر قہر اور خالد کو مظہر لطف بنانا چاہا تو زید کو خالد کا قاتل بنا دیا پھر زید کو مظہر لطف بنانا چاہا تو اس سے قصاص لے لیا کیونکہ قصاص کے باعث گناہ قتل معاف ہو جاتا ہے گو مرتبۂ شہادت نہین ملتا اسکی دلیل عنقریب بیان ہونے والی ہے۔

	گر کند بر فعل خود او اعتراض	ز اعتراض خود برو یاند ریاض
ترجمہ	توڑ کر اک فعل اپنا کردگار	ہمکو دکھلاتا ہے صد باغ و بہار

شرح یعنے اگر اللہ تعالے اپنے کسی فعل یا حکم پر اعتراض کرتا ہے یعنے اُسے توڑتا ہے (تو اس توڑنے سے

ریاض خوبی اگا دیتا ہے۔ مثلاً زید خالد کے قتل کرنے مین آلۂ حق تہا۔ اللہ تعالےٰ اگر قصاص مین اس فعل پر اعتراض کرکے آلہ کو توڑ دے تو یہ اعتراض یعنے آلہ کا توڑ دینا عبث نہین ہے بلکہ اس سے حکمت کے باغ اگتے ہین۔ جسکا بیان آیندہ اشعار مین ہے اور قرآن مجید سے استدلال کیا گیا ہے۔

	اعتراض او رارسد بر فعل خود	ز انکہ در قہرست و در لطف او احد
ترجمہ	توڑ سکتا ہے وہ اپنے فعل کو	قادر یکتا ہے وہ اے نیک خو
	اندرین شہر حوادث میر اوست	در ممالک مالک تدبیر اوست
ترجمہ	حادثون کے شہر کا وہ میر ہے	ملک مین وہ مالک تدبیر ہے

شرح یعنے اللہ تعالےٰ اپنے فعل یا حکم کو توڑ سکتا ہے کیونکہ وہ قہر و لطف مین یگانہ ہے۔ اسلیے حسب مصلحت مخلوق کبھی قہر کو مہر سے اور کبھی مہر کو قہر سے بدلدیتا ہے۔

	آلت خود را اگر او بشکند	آن شکستہ گشتہ را نیکو کند
ترجمہ	اپنا آلہ۔ توڑ دیتا ہے اگر	اسکو کردیتا ہے بہتر سربسر

شرح یعنے اللہ تعالےٰ جب قاتل کو قصاص مین مار ڈالتا ہے تو اسے نیک یعنے بیگناہ کردیتا ہے چنانچہ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ کے یہی معنے ہین کہ قصاص مین مقتول کو جاودانی زندگی ملجاتی ہے اور اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین۔ اے شخص قصاص مین یہ حکمت ہے

	رمز ننسخ آیۃً او ننسہا	نات خیراً در عقب میدان مہا
ترجمہ	پڑھ کہین تو آیت او ننسہا	دیکھ لے نات بخیر ہے جزا

شرح یعنے اے بزرگ شخص اس آیت، مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا الآیہ کے رمز پر غور کر کہ جسطرح اللہ تعالےٰ کسی آیت کو منسوخ کرکے اسکیجگہ اس سے بہتر یا اسکی برابر دوسری آیت نازل فرما دیتا ہے اسیطرح اپنے آلہ یعنے قاتل کی حیات مستعار کو منسوخ کرکے قصاص کے سبب جاودانی زندگی دیدیتا ہے۔ نکتہ باطنی طور پر لفظ آیت یعنے انسان ہے جو وحدانیت الٰہی کی بہت بڑی نشانی ہے یہ مضمون قصاص کی تمثیل والا ہے

	ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد	او گیا برد و عوض آورد ورد
ترجمہ	ہوگیا منسوخ جو دین و کتاب	گہاس تہی لایا وہ بدلے مین گلاب

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے جس شریعت کو منسوخ کیا گویا گہاس کو اکہاڑ دیا اور اسکے بدلے مین گلاب کا پہول دیدیا (جاریہ شریعت بخشدی) چنانچہ پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایک ایسے گلاب کے پہول کی مانند ہے جس نے پہلی شریعتون کو گہاس کی مانند اکہاڑ پہینکا

	شب کند منسوخ شغل روز را	چون جمادے دان خرد افروز را
ترجمہ	رات کہو دیتی ہے شغل روز کو	جان تو بیجان خرد افروز کو
	باز شب منسوخ شد از نور روز	تا جمادی سوخت زان آتش فروز
ترجمہ	رات نور روز سے کافور ہے	صبح جب آتی ہے ہر سو نور ہے

شرح جماد بیجان چیز کو کہتے ہین اور خرد افروز سے مراد انسان ہے شعر اول مین جماد سے بائے مجہول ہے یعنے رات دن کے تمام مشغلون کو منسوخ کر دیتی ہے رات کو سوتے وقت انسان کو کسی بیجان چیز کی مانند سمجہ شعر دوم مین جمادی بیائے معروف ہے یعنے انسان کا جماد ہونا۔ اُس آتش افروز یعنے دن کے سبب جل جاتا ہے یعنے جاتا رہتا ہے بعض نسخون مین بین جمادی خرد افروز را ہے۔ اسصورت مین جمادی دونو جگہ بیائے معروف مصدری ہے یعنے انسان کے جماد ہونے کو دیکہہ کہ یہ جماد ہونا کسقدر عقل کا روشن کرنیوالا ہے کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے تو فتور اور کسلمندی جاتی رہتی ہے اور اگلے دن کے لیے حواس اور عقل مین تیزی آجاتی ہے غرضکہ اللہ تعالے رات کو دن کے اور دن کو رات کے شغل منسوخ کر دیتا ہے اسیطرح قصاص مین قاتل کی زندگی کو منسوخ کرکے ایسے فائدہ پہنچاتا ہے مگر یہ راز ہر کسی کی سمجہہ مین نہین آتا۔

	گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات	نے درون ظلمت ست آب حیات
ترجمہ	سربسر ظلمت ہے گو نوم و سبات	ہے اندہیرے مین مگر آب حیات
	نے دران ظلمت خردہا تازہ شد	سکتہ سرمایہ آوازہ شد
ترجمہ	عقل اس ظلمت سے تازہ ہوتی ہے	چپ سے بڑہتی ہے صدا سے نیک پے

شرح یعنے اگرچہ نیند اور آرام کا سونا ظلمت ہے کیونکہ جسطرح اندہیرے مین کچہ نہین سوجہتا اسیطرح نیند مین کسی چیز کا علم نہین رہتا مگر آبحیوان اندہیرے ہی مین ہے نیند فائدے سے خالی نہین کیونکہ نیند اگلے روز کے لیئے عقل وحواس تازہ کر دیتی ہے۔ اور جسطرح خاموش رہنا آواز سے بولنے کے لیئے گویا سرمایہ جمع کرتا ہے اور زیادہ بولنے کا انجام خاموشی ہے اسیطرح سو رہنا عقل وحواس کا بڑہانا ہے اور قاتل کا قصاص مین مارا جانا ہمیشہ کے لیئے زندہ ہو جانا ہے جسکی شرح پہلے گزر چکی ہے

	کہ ز ضد ہا ضد ہا آید پدید	در سویدا روشنائی آفرید
ترجمہ	ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر اے سنی	ہے سیاہی مین نمایان روشنی

شرح یعنے ظلمت سے روشنی عقل اور خاموشی سے قوت گویائی اسلیئے حاصل ہوتی ہے کہ ضد اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہے اسیطرح اللہ تعالے قصاص مین اپنے فعل پر اعتراض کرکے اپنے حکم کو توڑتا ہے مگر اس سے

اعتراض کی ضد یعنے حکمت ظاہر ہوتی ہے یعنے قصاص والے کو جاودانی زندگی ملتی ہے ضد سے ضد ظاہر ہونے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ سویدائے قلب یا آنکھہ پتلی مین کہ ظاہر مین دونو سیاہ و مکدر اور فی الواقع نہایت منور ہین۔ اسی طرح قصاص والا بظاہر مارا جاتا ہے مگر اسکو باطنی زندگی ضرور ملجاتی ہے

جنگ پیغمبر مدار صلح شد　　　صلح این آخر زمان زان جنگ بد

ترجمہ　جنگ پیغمبر　مدار صلح　تہی　　　یعنے خونریزی　بہار صلح تہی

صد ہزاران سر بریدان دلستان　　　تا امان یابد سر اہل جہان

ترجمہ　اسلیئے کاٹے انہون نے　لاکھ سر　　　تا امان پاوے　زمانہ سربسر

شرح یعنے پیغمبر کا کفار سے جنگ کرنا باعث صلح یعنے سبب امن وامان تہا کیونکہ اس آخر زمانہ کا ہمیشہ صلح کرلینا رہا رہے موافق ہونا اُسی جنگ پیغمبر کے طفیل سے ہے اگر آنسرور کائنات جہاد نہ کرتے تو کفار قیامت تک کسی مسلمان کو کہین چین نہ لینے دیتے۔ آپنے ہزارون کافرون کو سر اسلیئے کاٹے کہ سارے جہان کو شریرون سے امان ملے بس تو اسیطرح اللہ تعالے نے قصاص کا حکم اسلیئے دیا کہ قصاص والے کو جاودانی زندگی حاصل ہو۔ اور اگر وہ رہے تو لوگونکو اُسکے شر سے نجات حاصل ہو

باغبان زان مے برد شاخ مضر　　　تا بیابد نخل قامتہا و بر

ترجمہ　سبز شاخین کاٹتا ہے باغبان　　　تا درختو نمین ثمر ہون بیکران

میکند از باغ آن دانا حشیش　　　تا نماید باغ و میوہ خرمیش

ترجمہ　اس نظر سے چہانٹتا رہتا ہے گہاس　　　تا کہین گوڑا نہو گلشن کے پاس

میکند دندان بد را آن طبیب　　　تا رہد از درد و بیماری حبیب

ترجمہ　ہلتے دانتونکو اُکہاڑے گا طبیب　　　درد سے فارغ ہو تا اُسکا حبیب

شرح یعنے باغبان ہری شاخ کو اسلیئے کاٹتا ہے تاکہ درخت قد و قامت نکالے اور پہل حاصل کرے اور گہاس اسلیئے کاٹتے ہین کہ باغ اپنی لطافت اچہی طرح ظاہر کرے اور طبیب دانت اسلیئے اُکہاڑتا ہے کہ اُسکا بیمار دوست تکلیف سے نجات پاجائے۔ اسیطرح اللہ تعالے نے قصاص کا حکم اسلیئے دیا ہے کہ قصاص والا نجات ابدی حاصل کرے۔ اسمین ظاہری بگاڑ مین باطنی طور پر لاکہون بناؤ ہین۔

بس زیادتہا درون نقصہا　　　مر شہیدان را حیات اندر فنا

ترجمہ　سود ہے نقصان مین اسے خوش صفات　　　اور شہید ونکو فنا مین ہے حیات

شرح مضمون قصاص کی چہہ مثالون کے بعد اس شعر مین بطور نتیجہ فرماتے ہین کہ بلند مرتبے اور کمالات

نقصان کی حالت مین حاصل ہوتے ہین ۔ مثلاً قصاص مین حسب ظاہر نقصان جان ہے مگر باعتبار باطن حیات جاودانی ملتی ہے ۔ اسیطرح اُنکا حال ہے جو خدا کی راہ مین شہید ہوے ہین ۔

	چون بریده گشت حلق رزق خوار	یرزقون فرحین شد خوشگوار
ترجمہ	کٹ گیا جسوقت حلق رزق خوار	غیب سے آتا ہے رزق خوشگوار

شرح یعنے جب شہیدونکا وہ حلق جس سے روزی کہاتے تہے خدا کے رستہ مین کٹ جاتا ہے تو اُنہین غیب سے رزق ملنے لگتا ہے اور وہ اُس سے خوش رہتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے بل احیاءٌ عند ربہم یرزقون فرحین یعنے شہید مرنے کے بعد زندہ رہتے ہین اور اُنکو رزق ملتا ہے ۔ اور وہ خوش ہین

	حلق حیوان چون بریده شد بعدل	حلق انسان رُست وافزاید بفضل
ترجمہ	حلق حیوان جب کٹا تکبیر سے	حلق انسان بنگیا تقدیر سے
	حلق انسان چون ببرد ہین ببین	کانچه زاید کن قیاس آن برین
ترجمہ	حلق انسان جب کٹا کیا ہو گیا	اسکو اسپر کر قیاس اور سچ بتا

شرح یعنے جب حلال (بسم اللہ اللہ اکبر) کے ساتہ کسی حیوان کا گلا کٹتا ہے تو اس سے انسان کا گلا پیدا ہوتا ہے کیونکہ انسان گوشت سے نشو و نما پاتا ہے اور حیوان کا گوشت انسان کا جزو بدن بنجاتا ہے ۔ اور اُس گوشت کی بزرگی بڑہ جاتی ہے کیونکہ افضل المخلوقات ہونے کے باعث انسان کا ہر جزو افضل و اشرف ہے ۔ پس تو انسان کا گلا کٹنے سے اللہ کے نزدیک اُسکی کسقدر فضیلت بڑہ جاتی ہوگی

	حلق ثالث زاید و تیمار او	شربت حق باشد و انوار او
ترجمہ	تیسرا حلق بنتا ہے ضرور	جسکی خدمت مین ہین انوار حضور

شرح یعنے اول مرتبہ حیوان کا حلق کٹتا ہے تو انسان کا حلق اور جب انسان کا حلق کٹتا ہے تو تیسرا (حلق روحانی) پیدا ہو جاتا ہے) اور حکم حق سے شربت وصال الٰہی اور شراب شربت خداوندی اور انوار حق اُسکی غمخوار بنجاتے ہین

	حلق ببریده خورد شربت ولی	حلق از لا رسته مرده در بلی
ترجمہ	شربت اُسکا حصہ ہے اے نیکذات	یعنے لا سے ملے جسکو نجات

شرح یعنے گو حلق بریده شربت الٰہی پیا ہے ۔ لیکن ہر حلق بریده کو یہ شربت میسر نہین ہے بلکہ اُسکا حصہ ہے جسکا حلق زندگی مین لا (انکار اسلام) سے نجات پائی ہوے ہو اور بلیٰ (اقرار توحید و ایمان) پر مرا ہو یا یہ کہ لا یعنے مرتبۂ فنا فی اللہ سے نکلکر مرتبۂ بقا مین واصل ہو گیا ہو مرده بمعنے واصل ہے پہلے معنے ظاہری شریعت کے لحاظ سے اور دوسرے معنے باطنی حقیقت کے اعتبار سے بالکل صحیح ہین ۔

بس کن اے دون ہمت کوتہ بنان ‌‌ ‌ تا کیت باشد حیات جان بنان

ترجمہ: بس کر اے کم ہمت و کوتہ بیان ‌ ‌ تا کجی تو نان کو سمجھے گا جان

زان نداری میوہ مانند بید ‌ ‌ کابرو بردی پے نان سپید

ترجمہ: صورت بید اسلیئے بے بر ہے تو ‌ ‌ کھوئی ہے روٹی نے تیری آبرو

شرح اگر کوتہ بنان بمعنے اطراف انگشت ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے کوتاہ دست تجکو لذات جسمانی کے باعث ابدی زندگی نہین مل سکتی اور اگر کوتہ بیان ہے تو یہ غرض ہے کہ اے پست ہمت اور گرفتار لذات جسمانی بس کر اور اپنے بیان یعنے دعوے حیات جاودانی کو چھوڑ تو بید کی طرح میوہ عرفان سے اسلیئے بے ثمر ہے کہ لذات جسمانی اور سفید روٹی کی محبت اہل خدا کے نزدیک اپنی عزت ۔ آبرو کھو چکا ہے ۔

گر نداری صبر زین نان جان حس ‌ ‌ کیمیا را گیر و زر گردان تو مس

ترجمہ: گر نہین چھٹتا ہے روٹی کا مزا ‌ ‌ کیمیا سے تانبے کو سونا بنا

شرح یعنے اگر تیری روح حیوانی یا وہ جان جو لذات حسیہ جسمانیہ کی پابند ہے اس روٹی (لذائذ دنیوی) سے صبر نہین کر سکتی تو کسی کیمیائے سعادت (مرشد کامل) کا دامن پکڑ لے اور اسکی صحبت مین رہکر اپنے وجود کا کھوٹ دفع کر کے کندن بنجا ۔ یہان سے بطور وعظ مولانا کا مقولہ ہے ۔

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان ‌ ‌ رو مگردان از محلہ گازران

ترجمہ: کپڑے دہونے ہین اگر مدنظر ‌ ‌ دہوبیون سے منہ نہ پھیر اے خوش سیر

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو کپڑا دہونے والا بنا چاہتا ہے تو دہوبیون کے محلہ سے منہ نہ پھیر بلکہ دہوبیون (مرشدان کامل) کی صحبت مین رہ جو ماسوے اللہ کے میل کچیل کو صابون طریقت اور آب گرم محبت کے ساتہ جامہ وجود سے دفع کر دیتے ہین اور جنکی صحبت سے اخلاق باطنی بالکل پاک و صاف ہو جاتے ہین ۔

گرچہ نان بشکست مر روزہ ترا ‌ ‌ در شکستہ بند پیچ و بر تر آ

ترجمہ: نان نے توڑا ہے گو روزہ ترا ‌ ‌ جوڑنے والے کی خدمت کر ذرا

شرح یعنے اگرچہ اس ظاہری روٹی نے تیرے روحانی روزہ (اجتناب لذائذ جسمانیہ) کو توڑ دیا ہے لیکن تو شکستہ بند (ٹوٹے ہوے کو جوڑنے والے یعنے مرشد) کے دامن ارشاد کو پکڑ اور مرتبہ طبیعت حیوانی سے نکلکر مرتبہ عالیہ پر ترقی کر جا مرشدان کامل ٹوٹے ہوونکو خدا سے جوڑ دیتے ہین

چون شکستہ بند آمد دست او ‌ ‌ پس رفو آمد یقین بشکست او

ترجمہ: وہ شکستہ بند ہے اے نیک خو ‌ ‌ بالیقین ہے توڑنا اسکا رفو

یعنے اگر مرشد تجکو محبت کے ریاضت مین ڈالکر تیری خواہشون کو توڑ دے تو اسکو شکست نہ جان بلکہ یہ توڑنا یقیناً رفو کرنا۔ یعنے وصل بحال کر دیتا ہے کیونکہ بلا شکست نفس کسی شخص کو وصال الٰہی حاصل نہین ہو سکتا

گر تو آن را بشکنی گوید بیا ۔ تو درستش کن نداری دست و پا

ترجمہ: تو جو توڑیگا کہیگا وہ کہ آ ۔ جوڑ سکتا ہی نہین تو اسے فتا

شرح۔ یعنے اگر تو اس روحانی روزہ کو توڑ دیگا تو مرشد کامل یہ کہیگا کہ اے مخاطب ادہر آ۔ مین ایسے جوڑ سکتا ہون البتہ تو اسکے درست کر دینے والے ہاتھ پانو نہین رکھتا یعنے تجہہ مین ٹوٹے ہوے روزہ کو جوڑ دینے کی قدرت نہین ہے درست کن اسم فاعل ترکیبی ہے اور شین ضمیر روزہ کی جانب راجع ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بلا امداد مرشد کامل طالب کو اپنی قوت سے وصال حاصل نہین ہو سکتا

پس شکستن حق او باشد کہ او ۔ مر شکستہ را داند رفو

ترجمہ: توڑ سکتا ہے وہی اے نیک خو ۔ جانتا ہو جو شکستہ کا رفو

آنکہ داند دوخت او داند درید ۔ ہر چہ او بفروخت نیکوتر خرید

ترجمہ: قطع۔ درزی کے لیئے ہے سر بسر ۔ چیز وہ لیتا ہے اچھی بیچ کر

شرح یعنے کسی چیز کا توڑ دینا اُسی کو سزاوار ہے جو ٹوٹے ہوئے کو جوڑ سکے اور بیدھڑک ہو کر وہی شخص کسی چیز کو پہاڑ ڈالتا ہے۔ جو سینا جانتا ہے اور جبکہ یہ صفتین مرشدان کامل مین پائی جاتی ہین تو اللہ تعالے مین بدرجۂ اولے موجود ہین۔ وہ جس چیز کو بیچتا یعنے کم یا فنا کر دیتا ہے اُسکے بدلے مین مرتبۂ عالی اور قصاص مین جس کسیکو مار ڈالتا ہے اُسے ابدی زندگی عنایت کرتا ہے اُسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہین وہ ہر شے پر قادر اور حکیم علی الاطلاق ہے اُسکے افعال پر اعتراض نہین ہو سکتا

خانہ را کند چو جنت ساخت او ۔ پست کرد و بر فلک افراخت او

ترجمہ: کہود کر گھر کر دیا جنت نشان ۔ اور بنایا پست کو عالی مکان

خانہ ویران کند زیر و زبر ۔ پس بیک ساعت کند معمورتر

ترجمہ: پہلے گہر کو کر دیا زیر و زبر ۔ ایک ساعت مین کیا آباد تر

گر یکے سر را ببرد از بدن ۔ صد ہزاران سر برآرد در زمن

ترجمہ: ایک سر۔ وہ کاٹ لیتا ہے اگر ۔ مرحمت کرتا ہے فوراً لاکہ سر

شرح یعنے اگرچہ اللہ تعالے نے قصاص مین زید کے خانۂ جسم کو بظاہر اُجاڑ دیا ہے۔ مگر فی الحقیقت اُسے جنت کی طرح مظہر رحمت خاص کر لیا ہے وہ اس گہر کو اول پست کرتا ہے پہر بلند۔ پہلے ویران کرتا ہے

بہر معمور۔ اگرچہ وہ قصاص میں ایک سر کو بدن سے جدا کر دیتا ہے مگر اسیوقت لاکھوں چھپے ہوئے بھید (قصاص والے کی فضیلتیں) اُسپر ظاہر کر دیتا ہے یہ مطلب اُس صورت میں ہے کہ دوسرے مصرع میں السر بکسر سین ہو اور فی القصاص حیاۃ سے مقتول کی ابدی زندگی مراد ہو۔ اور اگر سر بالفتح ہے تو یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالے ایک واجب القصاص کو مار کر بہت سے سروں کو زمانہ میں ظاہر کرتا ہے یعنے اُسکے شر سے اکثر لوگ محفوظ رہتے ہیں اگر وہ قصاص میں نہ مارا جاتا تو شاید اور بہت سے خون کرتا اس صورت میں فی القصاص حیوۃ سے لوگوں کی زندگی مراد ہے۔

	گر نفرمودے قصاص او بر جنات	یا بگفتے فی القصاص آمد حیات
ترجمہ	حکم بدلے کا نہ دیتا وہ اگر	یا حیات اسمیں نہوتی مشتہر
	خود کرا زہرہ بُدے تا او ز خود	بر اسیر حکم حق تیغے زند
ترجمہ	کس کی یہ طاقت تھی کسکی یہ مجال	حکم کے بندہ کو کر دیتا حلال

شرح یہاں سے حضرت علی کا مقولہ ہے اس قطعہ بند میں پہلا شعر شرط ہے اور دوسرا جزا۔ اور جنات جمع۔ جانی ہے بمعنے گناہگار و جنایت کنندہ و قاتل یعنے اگر اللہ تعالے قاتلوں سے قصاص لینے کا حکم نہ دیتا یا یہ نہ کہتا کہ قصاص میں قاتل کی ابدی یا لوگوں کی دنیوی زندگی مخفی ہے تو کسکی یہ طاقت تھی کہ حکم الٰہی کے پابند یعنے قاتل پر تلوار مارتا اور اُس سے قصاص لیتا۔ مطلب یہ کہ قاتل کا کسی کو قتل کر دینا بھی خدا ہی کے حکم سے تھا اور قصاص میں مارا جاتا بھی اُسیکا حکم ہے پچھلے حکم نے پہلا حکم منسوخ کر دیا ہے۔ چنانچہ اکثر مسائل میں شارع کا پچھلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

	زانکہ داند ہر کہ چشمش را کشود	کان کشندہ سخرۂ تقدیر بود
ترجمہ	جانتا ہے جسکی آنکھوں میں ہے نور	حکم کا بندہ ہے قاتل بالضرور

شرح یعنے قاتل اسلیئے پابند حکم الٰہی ہے کہ ہر شخص (جسکی باطنی آنکھیں اللہ تعالے نے کھول رکھی ہیں) اچھی طرح جانتا ہے کہ قاتل تقدیر الٰہی کا مسخر تھا۔ مگر چونکہ حکم قصاص قتل کے بعد ہے اسلیئے قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے اور حسب توضیح سابق اللہ تعالیٰ کا پچھلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

	ہر کرا آن حکم بر سر آمدے	بر سر فرزند ہم تیغے زدے
ترجمہ	حکم ہو جاتا ہے جسکو بیدریغ	سر پہ بیٹے کے لگا دیتا ہے تیغ

شرح یعنے قتل کر لے یا قصاص لینے کا حکم جس کسیکے متعلق ہوتا ہے وہ اپنے بیٹے کے سر پر تلوار مار دیتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادہ سے قصاص لیا تھا اس سے ظاہر ہے کہ تلوار مارنیوالا پابند حکم تقدیر

ہوتا ہے۔ اور قصاص حکمت پر مبنی ہے مطلب یہ کہ انسان کو خدا کے افعال پر اعتراض کرنیکا حق حاصل نہیں ہے

تو بترس و طعنہ کم زن بد بدان ‖ پیش دام حکم عجز خود بدان

ترجمہ: ڈر کہیں طعنہ بد ونکو تو نا رکے ‖ اسکے آگے عجز اپنا جان لے

پیش حکم حق بنہ گردن زجان ‖ تسخر و طعنہ مزن بر گمرہان

ترجمہ: ڈال گردن پیش حکم کردگار ‖ اور گمراہون پہ تو طعنہ نمار

شرح یہ حضرت علیؓ اور مولانا دونوں کا مقولہ ہو سکتا ہے۔ یعنے اے شخص بد و نیز طعن نمار۔ اور دام تقدیر کے آگے اپنے آپ کو عاجز سمجھ اور حکم الٰہی کے رو برو گردن جھکا لے۔ گمراہون پر نہ ہنس کہیں ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث تو بھی گمراہ یا قاتل بنجائے اور پھر قصاص مین مارا جائے۔

تعجب کردن آدم از فعل ابلیس و عذر آوردن و توبہ کردن

ترجمہ: حضرت آدمؑ کا ابلیس کے گمراہ ہو نے سے تعجب کرنا اور پھر عذر و معذرت اور توبہ کرنی

چشم آدم بر بلیسے کو شقی ست ‖ از حقارت و ز زیافت بنگریست

ترجمہ: آنکھ آدم کی پڑی ابلیس پر ‖ یعنے کی اسپر حقارت سے نظر

خویش بینی کرد و آمد خود گزین ‖ خندہ زد بر کار ابلیس لعین

ترجمہ: خویش بینی۔ خود پسندی ہو گئی ‖ کار شیطان پر انہین آئی ہنسی

بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی ‖ تو نمیدانی ز اسرار خفی

ترجمہ: غیرت حق نے کہا سن اے صفی ‖ تجھکو کیا معلوم ہے سرّ خفی

شرح یعنے جب حضرت آدم کی آنکھ نے شیطان کو ذلت اور بُرائی کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کو از راہ خود پسندی شیطان کے حال پر ہنسی آئی تو غیرت حق نے عصمت آدمؑ برقرار رکھنے کے لیے انہین آواز دی اور یہ کہا کہ اے آدم تو ہمارے پوشیدہ اسرار کو نہین سمجھ سکتا۔ ابلیس کے گمراہ ہونے مین بہت سی حکمتین ہین۔

پوستین را باز گونہ گر کنم ‖ کوہ را از بیخ و از بُن بر کنم

ترجمہ: سچ تو یہ ہے گر الٹ دون پوستین ‖ بیخ و بُن سے کوہ اُکھیڑ دون بالیقین

شرح یعنے غیرت حق نے آدم سے یہ کہا کہ اگر مین پوستین اُلٹ دون (کار معکوس کرنا چاہون) یعنے محل لطف مین قہر اور محل ہدایت مین ضلالت ظاہر کرون تو پہاڑ کی برابر عباد تون کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر پھینکدون۔ اعمال نیک نابود ہون اور گناہ طاعت سے بدلجائین متکبرون اور خود پسندون کے نیک اعمال بالکل لاشئے کر دیے جائین اور کفار ایمان لانے کے سبب ثواب عظیم اور جنات النعیم کے مستحق بنا دیے جائین۔

پردہ صد آدم اندم بر درم ‖ صد بلیس نو مسلمان آورم

ترجمہ: پردہ سو آدم کا کر دون چاک چاک ‖ سو شیاطین کو کرون ایمان مین پاک

شرح یعنے مین اگر چاہون تو سو آدم (بشمار اہل طاعت) کی پردہ دری کر کے لوگون کو دکہا دون کہ انکی ریا بی عبادت نامقبول ہے اور سو شیطانون (اکثر اہل ضلالت) کو نو مسلم (جدید الایمان) بنا دون

گفت آدم توبہ کردم زین نظر ‖ اینچنین گستاخ نندیشم دگر

ترجمہ: بولے آدم - یا خدا توبہ مری ‖ ایسی گستاخی نہو گی - پہر کبہی

شرح یعنے یہ تنبیہ سنکر حضرت آدم نے کہا کہ اے خدا مینے اس نظر عجب سے توبہ کی آیندہ مین ایسی بے ادبی کا خیال بہی نہ لاؤنگا۔ فائدہ یہان سے نکلتا ہے کہ نیک لوگ ذراسی لغزش سے فوراً توبہ کر لیتے ہین

یا رب این جرأت ز بندہ عفو کن ‖ توبہ کردم مے نگیرم زین سخن

ترجمہ: یا خدا تقصیر میری کر معاف ‖ توبہ مین اس بات سے کرتا ہون صاف

شرح مے نگیرم مین میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا یعنے یا اللہ مینے توبہ کی تو اس بات سے مجھے نہ پکڑنا

یا غیاث المستغیثین اہدنا ‖ لا افتخار بالعلوم والغنا

ترجمہ: اے مرے فریاد رس ہو رہنما ‖ علم و دولت پر کرین ہم فخر کیا

شرح یہان سے مولانا کی مناجات شروع ہوی ہے یعنے اے خدا۔ اے فریاد رس تو ہمین سیدہا رستہ دکہا ہم اپنے علم و مال پر فخر نہین کرتے۔ کیونکہ فخر و عجب اور تکبر بری صفتین ہین جو خدا سے دور کرنے والی ہین۔

لا تزغ قلبا ہدیت بالکرم ‖ واصرف السوء الذی خط القلم

ترجمہ: دلکو تو ٹیڑہا نکر اے راہ بر ‖ اور مقدر کی برائی دور کر

شرح یعنے اے خدا تو سیدہا رستہ دکہانیکے بعد اپنے کرم سے ہمارے دلکو ٹیڑہا نہ کر اور ہماری وہ برائی جو قلم نے بطور قضائے غیر مبرم لکہدی ہے۔ ہمسے پہیر دے۔ قضائے غیر مبرم کی قید اسلئے ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین بدل سکتی چنانچہ مولانا قدس سرہٗ اسکی جانب کئی جگہہ اشارہ فرما چکے ہین۔

بگذران از جان ما سوء القضا ‖ وا مبر ما را ز اخوان الصفا

ترجمہ: حکم بد کو پہیر ہم سے یا خدا ‖ صاف باطن سے نرکھ ہم کو جُدا

شرح یعنے اے خدا ہماری جان سے برے حکم کو دفع کر دے اور ہمین اخوان الصفا (اہل صفائے باطن و اہل اللہ) سے دور نہ رکہہ کیونکہ اہل اللہ سے دور رہنا ابدی محرومی کا باعث ہے اور بڑی بقدیری ہوتی کی علامت ہے اے اللہ تو ہماری تقدیر کی برائی کو دفع کر دے

اے خدا اے فضل تو حاجت روا | با تو یاد ہیچکس نبود روا

ترجمہ: فضل تیرا کار ساز خلق ہے | تیرے ہوتے یاد ہو کیون کوئی شے

تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست | بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست

ترجمہ: تلخ تر سب سے جدائی ہے تری | اے پناہ کل دوہائی ہے تری

شرح یعنے ایخدا تیرے ہوتے کسیکی یاد جائز نہین اور جب تک تیری پناہ نہو بجز پیچ در پیچ گرفتاری عجب و تکبر اور کچھ حاصل نہین ہوتا تیرا فضل زمانے کی حاجتونکو پورا کرنے والا ہے تو ہمین اخلاق ذمیمہ سے نجات دے

رخت ما ہم رخت ما را راہزن | جسم ما مر جان ما را جامہ کن

ترجمہ: رخت دنیا رخت دین کا راہ زن | اور جان کا جامہ کن ہے یہ بدن

شرح یعنے ایخدا ہمارے اسباب دنیوی ہمارے اسباب اخروی کا یا رخت وجود موہوم رخت وصال حقیقی کا راہ زن ہے اور ہمارا جسم جو گرفتار لذات جسمانیہ ہے ہماری روح کا جامہ کن یعنے خلعت معانی اور کمال کلیہ چھیننے والا ہے ایسی حالتین تو ہی حفاظت کر سکتا ہے۔

دست ما چون پائے ما را مے خورد | بے امان تو کسے جان چون برد

ترجمہ: ہاتھ اپنے پانو کو کھانے لگے | بے ترے کیونکر امان جانکو ملے

شرح یعنے ایخدا جبکہ ہمارے ہاتھ کی کمائی ہوئی برائیان اُن نیکیون کو فنا کر دیتے ہین جو خدا کے راہ مین چل پھر کر ہمارے پانون نے کمائی تہین یعنے ہمارے اعضا خود ہمارے دشمن ہو جاتے ہین تو تیری حفاظت بغیر کون جانبر ہو سکتا ہے تیرے غضب سے تیری ہی پناہ مانگنی چاہئیے

ور برد جان زین خطر ہائے عظیم | بردہ باشد مایۂ ادبار و بیم

ترجمہ: جان خطرون سے جو سالم لیگیا | مایۂ ادبار و بیم اُسنے لیا

شرح یعنے اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ بلا حفظ و امان الٰہی صرف اپنے علم و عقل کے زور سے خطرات نفسانی و وسوسہ شیطانی سے نکلکر نجات پا جائے یہ بالکل ناممکن ہے ایسا شخص بدبختی اور خوف عذاب الٰہی اپنے ساتھ لیجائیگا۔ جیسا کہ حکمائے فلسفہ لیگئے جنکا ذکر پہلے مثنوی مین گزر چکا ہے۔

زانکہ چون جان واصل جانان نبود | تا ابد با خویش کور ست و کبود

ترجمہ: جان وہ جو واصل جانان نہین | کور ہے بے نور ہے وہ بالیقین

شرح یعنے چونکہ بلا امن الٰہی صرف عقل پر بھروسہ کرنے والون کی جان واصل ذات نہین ہوتی اسلیئے اپنی ذات مین ہمیشہ کور و کبود و بے نور رہتی ہے اور نجات کا رستہ نہین ملتا۔

چون تو ندہی راہ جان خود بردہ گیر — جانکہ بے تو زندہ باشد مردہ گیر

ترجمہ: گر نہ دے تو راہ جان خود بردہ ہے — بے ترے جو زندہ ہے وہ مردہ ہے

شرح یعنے ایخدا اگر تو سید ہا رستہ نہ دکہائے تو جان گم گشتہ یا ضایع شدہ چیز کی مانند ہے جسکو نفس یا شیطان دوزخ کی طرف اُچک لیجاتا ہے اور جو شخص کہ تیری یاد بغیر زندہ ہے وہ فی الواقع مردہ ہے۔

گر تو طعنہ میزنی بر بندگان — مر ترا آن می رسد اے کامران

ترجمہ: اپنے بندون پر اگر ہو طعنہ زن — تجکو سب زیبا ہے رب ذو المنن

شرح یعنے ایخدا تو اگر اپنی مخلوق پر طعن مارے یا اُسے بہلا بُرا کہے تو تجہے شایان ہے ہان بندہ کا بندہ کو بُرا کہنا بہت بُرا ہے خالق کو مخلوق مین ہر طرحکے تصرف کا اختیار ہے البتہ باہم مخلوق کا درجہ برابر ہے۔

ور تو ماہ و مہر را گوئی جفا — ور تو قد سرو را گوئی دوتا

ترجمہ: چاند سورج کو اگر اندہا کرے — اور قد سرو کو ٹیڑہا کرے

ور تو چرخ و عرش را گوئی حقیر — ور تو کان و بحر را گوئی فقیر

ترجمہ: اور کہے عرش و فلک کو تو حقیر — یا بنائے بحر و معدن کو فقیر

آن بہ نسبت با کمال تو رواست — ملک و اقبال و غناہا مر تراست

ترجمہ: تجکو لایق ہے تجہے ہے سب روا — ہے ترا سب ملک و اقبال و غنا

شرح یعنے ایخدا اگر تو چاند سورج کو سونے چاندی کا میل کچیل کہے یعنے بے نور کردے اور سرو کے قد کو خمیدہ بتائے اور چرخ و عرش کو حقیر اور بحر و کان کو محتاج تو یہ سب باتین تیرے کمالات کے لحاظ سے ٹہیک ہین کیونکہ چاند سورج مین تیرا سا نور اور عرش مین تیری سی عظمت اور دریا مین تیری سی دولت ہرگز نہین ہے بعض نسخون مین جفا کیجگہہ خفا ہے یعنے پوشیدہ۔ اور بعض مین لکہا کمال فنا ہا مر تراست ہے یعنے ایخدا فانی چیزون کے کامل کردینے کی حکومت تجہہ مین ہے یعنے تو جو چاہتا ہے وہ نفس العزم ہو جاتا ہے۔

کہ تو پاکی از خطر و ز نیستی — نیستان را موجد و مغنیستی

ترجمہ: نیستی سے پاک ہے تو اے خدا — ہست کرنیوالا ہے ہر نیست کا

شرح یعنے ایخدا تو ایسے مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے کہ ہر قسم کے خطر اور فنا ہونے سے پاک ہے اور معدوما موجود اور اس ایجاد مین انکو اپنے شریک سے بے پروا کرنے وا ہے بعض نسخون مین معنی کی جگہہ مغنی اور بعض مین معنی ہے یعنے ایخدا تو معدومات کو موجود کرکے پہر فنا کرنیوالا ہے یا یہ کہ تیرا وجود تمام موجودات کے لیے بمنزلہ معنی سے ہے جسطرح الفاظ بلا معنے نکمے ہین اسیطرح موجودات تیری اعانت بغیر کسی کام کے نہین۔

آنکه رویانید داند سوختن | وانکه بدرید داند دوختن

ترجمہ: وہ اُگاتا ہے جلا دیتا ہے وہ | پہاڑتا ہے وہ بنا دیتا ہے وہ

شرح: یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا ہے اور تو وہ ہے کہ جو جلانا رفنا کرنا جانتا ہے اور تو وہ ہے کہ جسنے پہاڑا دفنا کیا، اور تو وہ ہے کہ جو سینا رپہر زندہ کردینا جانتا ہے۔

مے بسوزد ہر خزان مر باغ را | باز روباند گل صباغ را

ترجمہ: گو خزان مین باغ جل جاتا ہے کل | پہر کہلا دیتا ہے وہ یہہ کہکے گل

شرح: یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ ہر موسم خزان مین باغ کو جلا کر پہر رنگ برنگ کے پہول کہلا دیتا ہے اسیطرح بعد فنا جسم کے اجزا خاک سے جمع کرکے پہر زندہ کردینے پر قادر ہے۔ لفظ صباغ گل کی صفت ہے بمعنے ظاہر کنندۂ رنگ۔ یا یہ سمجھئے کہ رنگ برنگ کے پہول کو بطور مبالغہ صباغ کہا گیا ہے۔

کاے بسوزیدہ برون آ تازہ شو | بار دیگر خوب و خوش آوازہ شو

ترجمہ: اے بہار رفتہ گل تازہ ہو | بار دیگر خوب و خوش آوازہ ہو

شرح: یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ خزان کے جلے ہوون کو یہ کہکر بلاتا ہے کہ اے جلے ہوئے پہول (جھوٹے) پہر ترو تازہ ہوجاؤ اور نام بنام الگ الگ شہرت حاصل کرلو اسیطرح مردونکی پُرانی ہڈیون اور گلی ہوی کہالون کو یہہ حکم دیگا کہ حساب وکتاب کے لیئے ہمارے دربار مین آجاؤ۔ چنانچہ تمام عالم پہر زندہ ہوجائیگا۔

چشم نرگس کور شد بازش کشاد | حلق نے ببرید و بازا و را نواخت

ترجمہ: اُسنے بخشی چشم نرگس کو نظر | حلق نے پر کی نوازش کا کر

شرح: یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ موسم خزان مین نرگس کی آنکہہ پہوڑدی تہی مگر پہر بنادی اور نے کا حلق پہاڑ دیا یعنے نیستان کو اُجاڑ دیا تہا مگر اسپر پہر نوازش فرمادی۔ نکتہ لفظ نواخت جو بجانے کے معنون بہی ہے نے کے لیئے الہام لطیف ہے۔ اور اس کے معنے وہی سمجھتے ہین جو لشنوا نے جو حکایت سکیند کی شرح سمجہ چکے ہین

ماچو مصنوعیم و صانع نیستیم | جز زبون و جز کہ قانع نیستیم

ترجمہ: ہم ہین مصنوع اور صانع بیچگون | اسلیئے صانع کے آگے ہین زبون

شرح: یعنے ایخدا ہم مصنوع ہین اور تو صانع اور چونکہ مصنوع صانع سے عاجز ہوا کرتا ہے اسلیئے ہم تیرے حکم پر قانع ہین کیونکہ مصنوع کو بجز عجز و تسلیم اور کچہ نہین بن آتا۔ اسلیئے تیرا حکم ماننا ہمپر فرض ہے۔

ماہمہ نفسی و نفسی مے زنیم | گر نخواہی ماہمہ اہرمنیم

ترجمہ: نفسی نفسی کرتے ہین بے تنگ رہو | تو نچاہے تو ہین ہم مانند دیو

شرح یعنے ایخدا ہم سب نفسی نفسی پکار رہے ہین یعنے ہم مین سے ہر شخص یہ کہتا ہے کہ یا الٰہی میرے نفس کو برائیون سے نجات اور بھلائیون کی ہدایت دے۔ اگر تو ہی ہماری ہدایت نچاہے گا تو ہم دیو یعنے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہو جاینگے کیونکہ تیری مدد بغیر کسیکو سیدھا رستہ معلوم نہین ہو سکتا۔

زان ز اہرمن رہیدستیم ما	**کہ خریدی جان ما را از عمے**
ترجمہ: اسلیئے شیطان سے پائی ہے امان	اندھے پن سے تو بچا لیتا ہے جان

شرح یعنے ایخدا ہم اسلیئے شیطان کے قبضہ سے نجات پائے ہوے ہین کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن (گمراہی) سے محفوظ کر رکھا ہے اور ہمارے دیدۂ باطن کو نور ایمان سے منور کر دیا ہے اگر تیرا فضل نہوتا تو ہم عذاب دو جہان مین مبتلا ہو جاتے اور گمراہی کے اندھے کنوین مین گر پڑتے

تو عصاکش ہر کرا کہ زندگیست	**بے عصا و بے عصاکش کور چیست**
ترجمہ: جینے والونکا ہے رہبر بالیقین	بے عصاکش کور کیا ہے کچھ نہین

شرح یعنے ایخدا جس شخص کے لیئے حیات جاودانی مقرر کی گئی ہے تو اسکا عصاکش یعنے ہادی ہے اور اندھا یعنے گمراہ کیا چیز ہے؟ وہ ہے جو بلا عصا و بلا عصاکش ہو یعنے بلا ہدایت و بلا ہادی ہمیشہ گمراہ رہے۔ دوسرے مصرع مین کور چیست باعتبار لفظ سوال موخر ہے۔ اور بے عصا و بے عصاکش جواب مقدم حدیث قدسی ہے کلکم ضال الا من ہدیتہ یعنے اے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جسکو مین ہدایت دون وہ نیک راہ پر ہے اسلیئے مجھی سے ہدایت طلب کرو نکتہ چونکہ دلکا اندھا اہل باطن کے نزدیک حیوانات مین سے ہے اسلیئے مولانا قدس سرہ لفظ کیست کی جگہ چیست لائے ہین۔

غیر او ہر چہ خوش ست و ناخوش ست	**آدمی سوز ست و عین آتش ست**
ترجمہ: ہے جو کچھ اسکے سوا اچھا برا	عین دوزخ ہے سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے خدا کے سوا کوئی چیز اچھی ہو یا بری مگر چونکہ ماسوے اللہ سے غافل کر دینے والی چیزون مین داخل ہے اسلیئے آدمی کے جلانے والی اور مجسم دوزخ کی آگ ہے۔ نکتہ انبیاء و اولیا و علما چونکہ خدا کو یاد دلاتے رہتے ہین اسلیئے ماسوے اللہ مین داخل نہین ہین۔

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد	**ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد**
ترجمہ: آگ یہان جسکی پناہ و پشت ہے	ہے مجوسی اور وہ زردشت ہے

شرح یعنے جو آگ پر بھروسا کیئے اور اُسے اپنا معبود بنائے بیٹھا ہے وہ مجوسی اور زردشت ہے اسیطرح ماسوے اللہ کی محبت آگ ہے اور ماسوا اللہ سے محبت کرنے والے عند الطریقت آتش پرست ہین **فائدہ** زردشت

ایک حکیم تہا جسنے ملک فارس مین آتش پرستی کی بنیاد ڈالی ہے۔

کل شیٔ ما خلا اللہ باطل — ان فضل اللہ غیم ہاطل

ترجمہ: ہیچ ہے حق کے سوا ہر ایک شئے — ہان فقط فضل الٰہی ابر ہے

شرح پہلا مصرعہ ایام جاہلیت کے ایک مشہور شاعر (لبید نامی) کا ہے اور رسول اللہ نے اس مصرعہ کی تعریف فرمائی ہے مطلب یہ کہ سوائے خدا کے اور ہر شئے بگڑنے یا فنا ہونیوالی ہے یا بیکار و باطل ہے البتہ اللہ تعالےٰ موجود برحق ہے اور اُسکا فضل برسنے والے ابر کی مانند بے انتہا ہے۔

باز رو سوے علی و خونیش — وان کرم با خونی و افزونیش

ترجمہ: ہمسے سن لے داستان مرتضےٰ — اپنے قاتل پر کرم کیا کچھ کیا

شرح لفظ افزونیش علی پر معطوف ہے یعنے انجا طلب مضمون مناجات سننے کے بعد حضرت علیؓ اور انکے قاتل کی داستان اور اُسپر کرم اور بیان فضائل علی کی طرف رجوع کر نیز ممکن ہے کہ ضمیر افزونیش کرم کی طرف راجع ہو

بقیہ قصہ امیر المومنین علیؓ و مسامحت و اغماض او باخونی رکابدار خویش

ترجمہ: حضرت علیؓ کے اپنے خونی اور رکابدار (ابن ملجم) سے نرمی اور چشم پوشی کرنیکا باقی قصہ

گفت دشمن را ہمی بینم بچشم — روز و شب بروے ندارم ہیچ خشم

ترجمہ: بولے دشمن سامنے ہے روز و شب — مین نہین ہوتا ہون اُسپر پر غضب

زانکہ مرگم ہمچو جان خوش آمدست — مرگ من در بعث چنگ اندر زدست

ترجمہ: جانتا ہون موت کو مانند جان — موت میری زندگی ہے مہربان

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اُس پہلوان سے فرمایا کہ مین دن رات اپنے قاتل کو آنکھون سے دیکھتا ہون اور اُسپر کسیطرح کا غصہ نہین کرتا کیونکہ مجکو موت جان طرح پیاری ہے اور میری موت نے بعث (حیات ثانی) کا دامن پکڑ رکھا ہے یعنے مین عالم فانی سے انتقال کرکے روحانی زندگی حاصل کرلونگا۔

مرگ بے مرگی بود مارا حلال — برگ بے برگی بود مارا نوال

ترجمہ: ہان ہمین بے موت مرنا ہے حلال — اور بے سامانیان برگ و نوال

شرح یعنے موت در حالت زندگی (جیتے جی مرجانا) یا ایسے موت جسکا نتیجہ بے مرگی اور حیات ابدی ہے ہمارے لیئے حلال ہے کیونکہ یہ ظاہری موت اہل اللہ کے نزدیک بے مرگی اور باعث حیات ابدی ہے اور اسیکا نام وصال ہے۔ اور ہمارے لیئے بے برگی اور بے سامانی و احتیاج گویا باسامانی اور توشۂ عقبےٰ ہے کیونکہ ہم بجز عشق الٰہی اور کسی شئے کو اپنی دو جہان کی بھلائی کا سامان نہین جانتے

بقیہ قصہ امیر المومنین

برگ بے برگی ترا چون برگ شد ۔ جان باقی یافتی و مرگ شد

ترجمہ: جبکہ بے سامانیان ہین ساز و برگ ۔ زندگی تجکو ملی ہے جائے مرگ

شرح: یعنے جب تونے دنیوی بیسامانی کو سامان سمجھ لیا تو یہ جان لے کہ حیات جاودانی ملگئی اور موت بالکل جاتی رہی غائب و فنا ہوگئی کیونکہ دنیوی سامان کو فانی سمجھ کر چھوڑ دینا گویا مرتبۂ بقا حاصل کرلینا ہے۔

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی ۔ ظاہرش ابتر نہان پایندگی

ترجمہ: مرگ ظاہر واقعی ہے زندگی ۔ ہے تری بے موت جو ہے پایندگی

از رحم زادن جنین را رفتن است ۔ در جہان او را ز نو بشکفتن است

ترجمہ: دیکھ بچہ کا نکلنا پیٹ سے ۔ ہے یہان نشو و نما کے واسطے

شرح: یعنے رحم سے بچہ کا پیدا ہونا ایک عالم سے دوسرے عالم مین جانا اور عالم دنیا مین بطرز جلد باید ظاہر ہونا اور نشو و نما پانا ہے اسیطرح روح بہی ایک جنین ہے جو مادر جسم سے علاقہ منقطع کرکے عالم بقا کی طرف چلاجاتا ہے مگر نیک روح قرب الٰہی مین رہتی ہے اور بد اسفل السافلین مین قید کیجاتی ہے

آنکہ مردن پیش جانش تہلکہ است ۔ نہی لا تلقوا بگیرد او بدست

ترجمہ: موت کو جو تہلکہ سمجھا ہے خام ۔ نہی لا تلقوا سے اسکو کیا ہے کام

شرح: قرآن مجید مین ہے وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ علماے ظاہر نے اسکے یہ معنے لیئے ہین کہ خدا کے رستہ یعنے جہاد وغیرہ مین خرچ کیئے جاؤ اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو یعنے جہاد کو ترک نہ کرو ورنہ ہلاک ہوجاؤگے کیونکہ تمہین بزدل سمجھکر دشمن غالب آجائینگے۔ مگر علماے باطن کے نزدیک جہاد یعنے جہاد اکبر (نفس کشی) رہے یعنے حضرت علی فرماتے ہین۔ کہ جس شخص کے نزدیک مرجانا (انتقال کرنا) بمنزلہ ہلاکت واقعی (محرومی قرب الٰہی) ہے وہ لا تلقوا کی نہی کو ہرگز نہین مانتا کیونکہ یہ آیت تو ترک جہاد سے منع کررہی ہے اور وہ ترک جہاد پر اقدام کررہا ہے یعنے جہاد اکبر نہین کرتا اور یہ جانتا ہے کہ اگر مین اس جہاد مین مارا گیا تو ہلاکت واقعی کی مصیبت مین گرفتار ہوجاؤنگا۔ یہ معنے اسنے اپنی نافہمی سے پیدا کیے ہین ورنہ اس آیت کی لفظی نہی بطور معنے جہاد کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ یعنے اس سے جہاد اکبر (نفس کشی) کی تاکید نکلتی ہے

چون مرا سوے اجل عشق و ہواست ۔ نہی لا تلقوا بایدیکم مراست

ترجمہ: چونکہ مجکو ہے محبت موت سے ۔ نہی لا تلقوا ہے میرے واسطے

شرح: حضرت علی فرماتے ہین کہ چونکہ مجکو موت سے عشق ہے اسلیئے نہی لا تلقوا گویا میرے لیئے ہے کیونکہ ممانعت اسی چیز سے ہوا کرتی ہے جو محبوب و مرغوب ہے مین اپنی جان کو ترک جہاد اکبر سے ہلاکت مین نہ ڈالونگا

کیونکہ اس جہاد مین مرنا وصال حقیقی ہے۔ کیونکہ شہیدان عشق حقیقی خدا سے جا ملتے ہین۔

زانکہ نہی از دانۂ شیرین بود ۔۔۔ تلخ را خود نہی حاجت کے شود

ترجمہ: روک میٹھی چیز سے ہے بالیقین ۔۔۔ تلخ ہے پھر منع کی حاجت نہین

دانۂ مردن مرا شیرین شدست ۔۔۔ بل ہم احیاء پے من آمدست

ترجمہ: موت ہے اک میوۂ شیرین مجھے ۔۔۔ بل ہم احیاء ہے میرے واسطے

شرح یعنے ممانعت اسی چیز سے ہوتی ہے جو شیرین و لذیذ ہو کڑوی چیز سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہین ہوتی پس تو چونکہ موت میرے نزدیک شیرین ہے کیونکہ خدا کے رستہ مین مرنیوالون کو حسب مضمون بل ہم احیاء عند ربہم شہید خدا کے نزدیک زندہ ہین حیات ابدی ملجاتی ہے اسلئے حکم لاتلقوا میرے لئے ہے لفظ دانہ دونو جگہ بمعنے غذا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عاشقان الٰہی موت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اقتلونی یا ثقاتی لائما ۔۔۔ ان فی قتلی حیاتا دائما

ترجمہ: او۔ مجکو قتل کر ڈالو ثقات ۔۔۔ قتل ہوجانے مین ہے دائم حیات

شرح یہ شعر حضرت علی کی زبان سے مولانا کا مقولہ اور منصور کے قول کی تضمین ہے جو اُسنے قتل ہوتے وقت کہا تہا یعنے اے میرے دوستو مجھے اس حالت مین قتل کردو کہ مین اپنے نفس کو ملامت کرتا جاتا ہون کیونکہ میرے قتل ہوجانے مین میری دائمی زندگی پوشیدہ ہے۔ اسلئے مجھے موت نہایت محبوب ہے۔

ان فی موتی حیاتی یا فتے ۔۔۔ کم افارق موطنی حتے متے

ترجمہ: موت ہی مین زندگی ہے اے فتا ۔۔۔ کیون رہون اپنے وطن سے مین جدا

شرح یعنے ایجا طب میری موت مین میری زندگی پوشیدہ ہے مین اصلی وطن (عالم احدیت) سے کب تک اور کس زمانہ تک جدا ہونگا اسلئے مجھے مرجانا محبوب ہے۔ کیونکہ بلا موت عالم احدیت تک رسائی نہین ہوسکتی۔

فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون ۔۔۔ لم یقل انا الیہ راجعون

ترجمہ: ہے مری فرقت مین آرام و سکون ۔۔۔ دیکہہ لے انا الیہ راجعون

شرح یعنے ایمخاطب جان کے بدن سے جدا ہونے مین اگر میرے لئے سکون (راحت و آرام) نہوتا تو اللہ تعالے مصیبت اور خاصکر مصیبت موت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم خدا کی ملک ہین اور اسیطرف رجوع کرنیوالے ہین) کہنے کا حکم نہ دیتا۔ کیونکہ آدمی ہر طرف سے پہر پہر کر اپنے وطن اور جائے آرام ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے اور وہین جاتا ہے جہان اُسے آرام ملے ورنہ رجوع کے معنے درست نہین ہوسکتے بس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موت باعث سکون ہے اور اللہ کیطرف جانا گویا وطن اصلی طرف رجوع کرنا ہے یہی باعث ہے کہ عاشقونکو موت محبوب ہے۔

	راجع آن باشد کہ باز آید بشہر	سوئے وحدت آید از تفریق دہر
ترجمہ	ہے وہی راجع پھرے جو سوئے شہر	پھر وحدت چھوڑ دے تفریق دہر

شرح یعنے فی الواقع خدا کی طرف رجوع کرنے والا وہ ہے جو شہر حقیقتا ور وطن اصلی (عالم احدیت) کی طرف رجوع کرے اور جس عالم سے نکلکر دنیا مین آیا تہا اُسی عالم کی طرف چلا جائے اور تفریق دہر (عالم کثرت) عالم دنیا سے نکلکر مقام وحدت مین آرام کرے جو لوگ تفریق دہر سے نجات یافتہ نہین ہین وہ خدا سے دور ہین

	این سخن پایان ندارد چاکرم	چون شنید این سر زِ سَیِّد گشت خم
ترجمہ	الغرض سن سکے یہ میرا غلام	منفعل ہوتا رہا ہے لا کلام

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ اے پہلوان شوق شہادت کی داستان بے انتہا ہے اسکو چہوڑ کر میرے رکابدار کا قصہ سن لے کہ جب اُس نے اپنے سید مالک و آقا سے یعنے مجہسے یہ راز سن لیا جو ابہی بیان ہو چکا ہے تو نہایت خمیدہ منفعل اور شرمناک ہو کر میرے قدمون مین آگرا اور میرے ہاتہہ سے قتل ہو جانے کا مدتون آرزومند رہا

	افتادن رکابدار در پای امیرالمومنین علیؓ کہ اے امیر مرا بکش و ازین بلیہ برہان
ترجمہ	رکابدار کا حضرت علیؓ کے قدمون مین گر کر یہ کہنا کہ اے امیرالمومنین مجہے مار ڈالیے اور اس امتحان الٰہی سے نجات دلوایئے

	باز آمد کاے علی زودم بکش	تا نبینم آن دم و وقت ترش
ترجمہ	وہ یہہ کہتا تہا کہ مجکو مار لیجے	تا نہ دیکہون مین برا وقت آنکہ سے
	من حلالت میکنم خونم بریز	تا نبیند چشم من آن رستخیز
ترجمہ	قتل کیجے خون ہے میرا حلال	تا نہ دیکہون اپنی آنکہون سے وبال

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ رکابدار نے میرے قدمون مین گر کر یہ کہا کہ اے علی بہت جلد مجہہ مار ڈالیئے تاکہ مین وہ گہڑی (آپ کی شہادت کا وقت) اور وہ برا وقت (موقع عذاب الٰہی جو قتل مومن کے باعث ہوتا ہے) نہ دیکہون اور آپ کی شہادت سے جو ہنگامہ قیامت برپا ہوگا میرے نظرون کے سامنے نہ آئے مینے آپکو اپنا خون معاف کیا

	گفتم ار ہر ذرۂ خونی شود	خنجر اندر کف بقصد تو بود
ترجمہ	مین یہ بولا خونی ہر ذرہ ہو گر	اور مارے تجکو خنجر تہام کر
	یکسر مو از تو نتواند برید	چون قلم بر تو چنین خطے کشید
ترجمہ	کٹ نہین سکتا ہے تیرا ایک بال	ہے تری تقدیر مین جب یہ نکال

شرح یعنے مینے رکابدار کے جواب مین یہ کہا کہ اگر ہر ذرہ قاتل بنجائے اور تیرے مار ڈالنے کے لیئے تلوار ہاتہ مین لے لے تو بہی تیرا ایک بال بیکا نہین ہو سکتا۔ کیونکہ تیری تقدیر مین یہی لکہا ہے کہ کسی دن مجہے قتل کر ڈالے۔ پہر تجہے

تلوار کی آنچ کسطرح پہنچ سکتی ہے میرے قتل کرنے سے پہلے تجہے کوئی شخص نہین مار سکتا تو میرا قاتل ہے مقتول نہین ہے

لیک بیغم شو شفیع تو منم ۔ خواجہ روحم نہ مملوک تنم

ترجمہ ہون شفیع حشر مین رہ بے حزان ۔ مالک جان ہون نہ مملوک بدن

شرح یعنے اے رکابدار تو میرے قتل کے باعث عذاب الٰہی کا خوف نہ کر مین قیامت کے دن تیری سفارش کرونگا اور مین اپنی جان کا مالک ہون بدن کا تابع یا مملوک نہین ہون یعنے مین اسقدر قادر ہون کہ اپنی روح کو مرضیات الٰہی مین فنا کردون ۔ اور جبکہ تیرے ہاتہہ سے میرا قتل ہونا داخل رضائے الٰہی ہے تو مین تجہے قتل نہین کرسکتا ۔

پیش من این تن ندارد قیمتے ۔ بے تن خویشم فتے ابن الفتے

ترجمہ میرے آگے تن کی کچہ قیمت نہین ۔ مین فتا ابن الفتا ہون بالیقین

شرح یعنے میرے نزدیک بدن کوئی قیمتی چیز نہین ہے بلکہ مین بلا لحاظ بدن روحانی قوت کے باعث خود جوان اور جوان کا بیٹا ہون اسیلئے میرے بدن کو کیسی تکلیف ہو روح کو ناگوار معلوم نہین ہوتی ۔

خنجر و شمشیر شد ریحان من ۔ مرگ من شد بزم و نرگسدان من

ترجمہ خنجر و شمشیر اک ریحان ہے ۔ موت میری رشک نرگسدان ہے

شرح یعنے خنجر و شمشیر میرے روزی یا اولاد یا سونگہنے کے پہول ہین جنکو مین بہت دوست رکہتا ہون اسیلئے خنجر و شمشیر کے نتیجہ (زخم شہادت) کو بالا کے محبوب سمجہونگا اور موت میرے لیئے گویا بزم عیش اور نرگسدان (سامان) شادی و سرور ہے یعنے خدا کے رستہ مین جان دینی ہمارے لیئے شادمانی کا باعث اور دلی مسرت کا سبب ہے

آنکہ او تن را بدینسان پے کند ۔ حرص میری و خلافت کے کند

ترجمہ جسم کا دشمن رہے جو اس نمط ۔ اُسکو ہو حرص خلافت سب غلط

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے اور اس شعر مین شیعہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ حضرت علیؓ خلافت کے خواہشمند تہے مگر خلفائے ثلثہ کے خوف سے بطور تقیہ اُنکی بیعت کرلی تہی ۔ مولانا اسکا جواب دیتے ہین کہ جو شخص اپنے بدن کو اسطرح پامال اور ہلاک رضائے الٰہی کردے اسکو خلافت کی حرص ہرگز نہین ہوتی ۔ یہی سبب تہا کہ آپنے رغبت کے ساتہ خلفائے ثلثہ سے بیعت کرلی تہی اگر آپ خلافت کے خواہشمند ہوتے تو رضامندی سے بیعت نکرتے ۔

زان بظاہر کوشد اندر جاہ و حکم ۔ تا امیران را نماید راہ و حکم

ترجمہ اسلیئے ہوتا ہے مطلوب اُسکو جاہ ۔ تا رئیسون کو دکہلائے نیک راہ

تا بیاراید بہر تن جامۂ ۔ تا نویسد او بہر کس نامۂ

ترجمہ ہر کس و ناکس کو بخشنے جامہ وہ ۔ ہر کس و ناکس کو لکہے نامہ وہ

تا امیری را دہد جانِ دگر	تا دہد نخلِ خلافت را ثمر
ترجمہ تا حکومت کو ملے جانِ دگر	اور لگیں نخلِ خلافت میں ثمر

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ اگر حضرت علی کو خلافت کی حرص نہ تہی تو بعد وفات حضرت عثمانؓ امیر المومنین اور حضرت معاویہؓ میں جنگ کیون ہوی اور علیؓ نے اپنی خلافت کے لیئے کوشش کیون کی۔ اسکا جواب ان شعروں میں ہے کہ علیؓ اگرچہ بظاہر خلافت کی کوشش کر رہے تہے لیکن یہ کوشش حرص خلافت پر مبنی نہ تہی۔ بلکہ دیگر امیرون کی تعلیم کے لیئے تہی یعنے یہ منظور تہا کہ ہمارے بعد آنے والے خلیفہ ہمارے طریقون پر عمل کرین یا ذیکو شش خلافت اسلیئے تہی کہ حضرت علیؓ ہر شخص کو اسکی استعداد کے مطابق انعام و اکرام سے ممتاز فرمائین کسیکو خلعت دیکر عزت بخشین اور کسیکو خط دوستی لکہکر پایہ بڑہائین کہ کسی مطیع حکم خلافت کو خلعت دین اور کسی کافر و سرکش کے نام پیغام اسلام بہیجین یا نامۂ جنگ تحریر فرمائین۔ تاکہ خلافت کو نئی زندگی حاصل ہو مطلب یہ کہ جو انتظام خلافت۔ قاتلان حضرت عثمان اور بلوائیون کے سبب بگڑ گیا تہا حضرت علی اسکی درستی کے لیئے خلافت یا شرعی حکومت کے خواہان تہے انہین حرص امارت نہ تہی۔

ہین گمان بد مبر اے ذو لباب	باخود آ واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ بدگمانی چہوڑکر ہو کامیاب	ہوش رکہ واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے اے عقلمند آدمی ذرا ہوش مین آ۔ اور حضرت علیؓ کی نسبت حرص خلافت اور تقیہ کا گمان ہرگز نہ کر۔ ورنہ خدا جو حقیقت حال کو اچہی طرح جانتا ہے خود تجہے سمجہ لیگا کیونکہ تو حضرت علیؓ سے بدگمان ہے تو پیغمبر خدا سے بالا ولے بدگمان ہوگا جو خدا سے مکہ کی فتح مانگا کرتے تہے۔ شاید تو اسکو بہی حرص امارت دنیوی پر محمول کریگا

بیان آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مکہ وغیر ہا جہت دوستی ملک دنیا نبود چونکہ فرمود الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

ترجمہ اسبات کا بیان کہ پیغمبر خدا کا مکہ وغیرہ کی فتح کا خواستگار ہونا ملک دنیا کے محبت کے باعث نہ تہا کیونکہ آپ خود فرما چکے ہین کہ دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تہا۔ اور اسیکے امر سے مکہ فتح ہوا

جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم	کے بود در حبِّ دنیا متہم
ترجمہ پہر فتح مکہ کیا سعئ رسول	حبِّ دنیا سے نہ تہا اے بو الفضول

شرح یعنے فتح مکہ کے متعلق پیغمبر کی کوشش حبِّ دنیا کے لیئے نہتی بلکہ اس آیت کے حکم سے تہی یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین یعنے اے نبی کافرون اور منافقون پر جہاد کر اور انکو سختی دکہا کیونکہ وہ جہنمی ہین یعنے تو ہمارے حکم سے انپر جہاد کر۔ اسلیئے پیغمبر علیہ السلام کا جہاد کرنا نعوذ باللہ دنیوی حرص کی صفت کے ساتہ متہم نہین ہوسکتا

آنکه او از مخزن ہفت آسمان — چشم دل بر بست روز امتحان

ترجمہ: کل خزانون سے فلک کی چشم جان — بند فرمائی تھی روز امتحان

از پے نظارۂ او حور و جان — پر شدہ آفاق ہر ہفت آسمان

ترجمہ: آپکے نظارہ کو حور و ملک — پر کئے بیٹھے تھے آفاق فلک

قدسیان افتادہ بر خاک رہش — صد چو یوسف اوفتادہ در چہش

ترجمہ: سب فرشتے بنگئے تھے خاک راہ — تھے ہزارون یوسفون کو انکی چاہ

خویشتن آراستہ از بہر او — خود ورا پروائے غیر دوست کو

ترجمہ: ایسی زینت پر نظر مطلق نہ تھی — انکو کچھہ پروائے غیر حق نہ تھی

شرح یہ چار شعر قطعہ بند ہین یعنے شب معراج مین جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے امتحان ترک ماسوے اللہ کا وقت تھا حضور نے مخزن ہفت آسمان یعنے عجائبات ملکوت اور غرائبات جبروت سب سے آنکھین بند کرلین اور اپنے نظر کو کسیطرف نہین پھیرا باوجودیکہ تمام آسمان کے کنارے حور و ملک اور ارواح انبیا و اولیا سے بھرے ہوے اور فرشتے آپ کے رستے کی خاک پر بچھے ہوئے اور بہت سے انبیا عشق زیارت کے کنوین مین گرے ہوے تھے اور ان تمام حور و ملائکہ اور ارواح انبیا وغیرہ نے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا تھا لیکن پیغمبر خدا کو بجز حقیقی دوست (اللہ تعالے) کے اور کسیکی پروا نہتھی بس تو آپ کا مکہ کو فتح کرنا بھی حب دنیا کے لیئے نہ تھا

آنچنان پر گشتہ از اجلال حق — کاندر و ہم رہ نیابد آل حق

ترجمہ: بھر گیا تھا اسقدر اجلال حق — دل سے باہر ہوگئی تھی آل حق

لَا یَسَعُ فِیْنَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ — وَالْمَلَکُ وَالرُّوْحُ اَیْضًا فَاعْقِلُوْا

ترجمہ: دل مین ہے گنجایش رب جلیل — کب سما سکتے ہین اسمین جبرئیل

شرح یعنے شب معراج آپ بزرگی حق اور عظمت شان الٰہی کے نظارہ مین ایسے محو ہوے کہ آپ کی نظر مین آل حق (انبیاء) نے بھی رستہ نپایا کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ میرے اور حق کے مابین کوئی پیغمبر اور کوئی فرشتہ حائل نہین ہوسکتا۔ روح بمعنے جبریل ہے اور دوسرا شعر لفظ آل کی تفسیر ہے۔

گفت ما زاغیم ہمچون زاغ نے — مست صباغیم مست باغ نے

ترجمہ: آپ تھے مصداق ما زاغ البصر — باغ پر جاتی نہ تھی ہرگز نظر

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ ہم آیت مَا زَاغَ الْبَصَرُ کے مصداق ہین یعنے ہماری آنکھہ مشاہدۂ حق کے سوا کسی اور طرف اٹھتے ہی نہین کیونکہ ہم زاغ کی طرح جیفۂ دنیا کے طالب نہین ہین اور ہم رنگنے والے یار کا

رنگ صنعتیں دکہانے والے (اللہ تعالیٰ) کے عاشق ہیں باغ دنیا کے خواہان نہیں ہیں۔

	چونکہ مخزنہائے افلاک و عقول	چون نخسے آمد بر چشم رسول
ترجمہ	جبکہ ایک اک مخزن چرخ و عقول	تنکے کی مانند تہا پیش رسول
	پس چہ باشد مکہ و شام و عراق	کہ نماید او نبرد و اشتیاق
ترجمہ	چیز کیا تہا مکہ و شام و عراق	جنکی بابت فتح کا ہو اشتیاق

شرح یعنے جبکہ خدا کے ہوتے عالم علوی اور انبیاء و ملائکہ کی طرف آپ متوجہ نہیں ہوئے تو مکہ وغیرہ کیا چیز تہے کہ ان کے لیئے آپ لڑائی اور اشتیاق فتح ظاہر کرتے بلکہ کفار پر جہاد اور طلب فتح محض خدا کے حکم سے تہی

	آن گمان بر وے ضمیر بد کند	کو قیاس از جہل و حرص خود کند
ترجمہ	بدگمانی ہے یہ کار بد اساس	حرص پر اپنی جو کرتا ہے قیاس
	ز آبگینہ زرد چون سازی نقاب	زرد بینی جملہ نور آفتاب
ترجمہ	زرد شیشہ ہو گر آنکہوں پر نقاب	زرد ہو جاتے گا نور آفتاب

شرح یعنے پیغمبر کی نسبت یہ بدگمانی کہ فتح مکہ دنیا طلبی کے لیئے تہی جاہل کا کام ہے کہ اُسنے اپنی حرص پر قیاس کر لیا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص زرد رنگ کے شیشہ کو آنکہہ کی نقاب بنالے اسوقت اُسے نور آفتاب زرد نظر آئیگا۔ اور نیلے رنگ کا شیشہ آنکہہ پر ہو تو ہر چیز نیلی نظر پڑیگی یعنے آدمی کے اخلاق جیسے کچہ ہونگے ویسا ہی دوسرا دکہائی دیگا نیکو نکو دوسرے آدمی نیک اور بد و نکو سب کے سب بد نظر آیا کرتے ہیں۔

	بشکن آن شیشہ کبود و زرد را	تا بہ بینی گرد را و مرد را
ترجمہ	توڑ دے جام کبود و زرد کو	تاکہ دیکہے گرد کو اور مرد کو

شرح یعنے اخلاق ذمیمہ کو دل سے نکالدے۔ یا شیشۂ متعینات کو توڑ دے تاکہ غبار و سوار (عوام و انبیا یا مرتبۂ یقین و مرتبۂ حق) مین تجکو تمیز حاصل ہو اور اچہے بُرے کو الگ الگ پہچاننے لگے۔

	گرد فارس۔ گرد سر افراشتہ	گرد را تو مرد حق پنداشتہ
ترجمہ	گرد راکب سر بلند اک گرد ہے	تو سمجہتا ہے کہ کوئی مرد ہے

شرح یعنے اے مخاطب تو نے سوار کے چار طرف جو گرد اُڑ رہی ہے اُسی کو سوار گمان کیا ہے حالانکہ یہ غلط فہمی ہے یعنے انبیا اور اولیا کے جسم کو خاکی سمجہکر عوام یا اپنے نفس پر قیاس کر لیا ہے اور سمجہا ہے کہ میری طرح انکا جسم بہی پابند لذات دنیوی ہے۔ بزرگونکو حقیر سمجہنا اور اپنی ذات پر قیاس کر لینا نہایت بُرا ہے شیطان بہی باعث ملعون ہوا ہے کہ اُسنے حضرت آدم کو خاک کا پتلا اور نہایت حقیر شے خیال کیا تہا۔

گر دید ابلیس و گفت این طین — چون فزاید بر من آتش جبین

ترجمہ یون کہا شیطان نے مٹی کا ہے یہہ — آتشی ہین مجھ سے کب اچھا ہے یہہ

تا تو مے بینی عزیزان را بشر — دانکہ میراث بلیس ست آن نظر

ترجمہ گر عزیزون مین نظر آتا ہے بشر — ورثہ شیطان ہے ایسی نظر

گر نہ فرزند بلیسی اے عنید — پس بتو میراث آن سگ کن رسید

ترجمہ گر نتھا اولاد شیطان اے فتا — اُسکا ورثہ تجکو کیونکر مل گیا

شرح یعنے جسطرح شیطان نے حضرت آدم کو خاک کا پتلا سمجھکر تکبر کیا تہا اُسی طرح اگر تو عزیزون (انبیاء اولیا) کو حقارت سے دیکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ یہ بڑی نظر شیطان ہی کی میراث ہے جو تجھے ملگئی ہے۔ اگر تو اولاد شیطان نہوتا تو اُس کُتے کی میراث تجھے کیون ملتی۔ بزرگونکو بُری باتین شیطان ہی کے وسوسہ ڈالنے سے معلوم ہوتی ہین

من نیم سگ شیر حقم حق پرست — شیر حق آنست کز صورت برست

ترجمہ شیر حق ہون سگ نہین اے حق صفات — شیر ہے صورت سے جو پائے نجات

شیر دنیا جوید اشکارے و برگ — شیر مولے جوید آزادے و مرگ

ترجمہ شیر دنیا ڈہونڈتا ہے صید و برگ — شیر حق کو ہے تلاش رنج و مرگ

چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود — ہمچو پروانہ بسوزاند وجود

ترجمہ دیکہتا ہے وہ فنا مین سو بقا — صورت پروانہ ہوتا ہے فنا

شرح یہ اشعار حضرت علی کا مقولہ ہین یعنے اے پہلوان مین شیر خدا اور خدا پرست اور خواہشات دنیوی سے نجات یافتہ ہون دنیا کا شیر شکار اور لذت دنیوی کا طالب ہوا کرتا ہے اور خدا کا شیر تکلیفوں اور موت کا خواہان رہتا ہے کیونکہ وہ مرنے مین بہت بڑی زندگی (حیات ابدی) دیکھتا ہے اسلئے اپنے جسم کو پروانہ کی طرح فنا کر دیتا ہے۔ پہلے مصرع مین وجود بمعنے حیات ابدی اور دوسرے مین بمعنے ہستی موہوم ہے

شد ہوائے مرگ طوق صادقان — کہ جہودان رابد آن دم امتحان

ترجمہ مرگ کی خواہش ہے جان صادقان — کافرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے موت کی خواہش صادقون کے گلے کا ہار ہے اسلئے کہ یہود کے حق مین وہ دم (تمنائے موت کے متعلق مقولہ الہی) جو قرآن مجید مین موجود ہے امتحان صداقت کے لیئے تہا مگر یہود اس امتحان مین پورے نہ اُترے اور موت کی تمنا نہ کرسکے اس سے معلوم ہوا کہ یہود خدا کے صادق دوست نتھے کیونکہ موت کی تمنا صادقین کو ہوتی ہے جو دنیا سے گہبراکر نہین بلکہ وصال کی نیت سے موت کے آرزومند رہتے ہین۔

در نبی فرمود کای قوم یہود　　صادقان را مرگ باشد برگ و سود

ترجمہ: ہے یہ قرآن میں کہ اے قوم یہود　　صادقوں کے واسطے مرنا ہے سود

ہمچنانکہ آرزوے سود ہست　　آرزوے مرگ بودن زان بہست

ترجمہ: آرزو ہے فائدہ کی جس طرح　　آرزو ہو موت کی بس اس طرح

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم الآیہ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے یہودیو اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے میں سچے ہو تو موت کے آرزو کرو کیونکہ موت دوست کو دوست سے ملا دینے والی ہے یہی باعث ہے کہ موت کو وصال کہتے ہیں کیونکہ اس سے وصل حبیب میسر ہوتا ہے۔

اے جہودان بہر ناموس کسان　　بگذرانید این تمنا بر زبان

ترجمہ: اے یہودی لوگو کچھ شرماؤ تم　　اس تمنا کو زبان پر لاؤ تم

یک جہودے این قدر زہرہ نداشت　　چون محمد این علم را بر فراشت

ترجمہ: ہو گئے سارے یہودی بند بند　　جب محمد نے کیا جھنڈا بلند

شرح یعنے اے یہودیو اگر تمکو یہ دعوے ہے کہ ہم پیغمبروں کے سچے مطیع ہیں تو انکی عزت قائم رکھنے کے لئے موت کی آرزو کرو کیونکہ پیغمبروں نے بھی دنیوی زندگی کو پسند نہیں کیا۔ یا یہ کہ اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے میں سچے ہو تو اپنی قوم کی عزت کا خیال کرو اور موت کے طالب بنو ورنہ جھوٹے دعوے سے تمہاری قومی عزت جاتی رہیگی با اینہمہ یہودیوں سے ایک شخص نے بھی موت کی آرزو نہ کی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے جب علم صداقت بلند کیا تو تمام یہودی سرنگون ہو گئے یعنے جھوٹے دعوے کے سبب منفعل ہو کر موت کی آرزو نہ کر سکے۔

گفت اگر رانند این را بر زبان　　یک یہودی خود نماند در جہان

ترجمہ: گر گزرتے وہ اگر اس کام کو　　اک یہودی بھی نہ رہتا نام کو

پس یہودان مال بردند و خراج　　کہ مکن رسوا تو ما را اے سراج

ترجمہ: پس یہودی لے گئے مال و خراج　　اور کہا رسوا نکر تو اے سراج

جزیہ بذرفتند وے بودند شاد　　ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد

ترجمہ: جزیہ دے کر رہا کرتے تھے شاد　　ہے یہ سچ واللہ اعلم بالرشاد

شرح یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر یہودی موت کی تمنا کر لیتے تو انمیں کا ایک آدمی بھی دنیا میں زندہ نہ رہتا مگر انہوں نے موت کی آرزو نہ کی اور خراج دینا قبول کر لیا چنانچہ کتب احادیث و سیر سے ظاہر ہے آیندہ حقیقت حال اللہ تعالے کو معلوم ہے وہ جھوٹے سچے کی حقیقت کو خوب جانتا ہے۔

این سخن را نیست پایانے پدید ۔ دست با من دہ چو چشمت دوست دید

ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے اے فتا ۔ ہاتھ دے مجکو کہ حق ہے رہنما

شرح: یہ حضرت علی کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان سچے مسلمانون اور جہوٹے مدعیون کے حالات بے انتہا ہین انکو چہوڑکر ادہر آ۔ اور جب تیری آنکہہ نے حقیقی دوست یا خوبی اسلام کو دیکہہ لیا ہے تو میرے ہاتہہ مین ہاتہہ دے تاکہ مین تجہے بوستان معرفت کی سیر کراؤن۔ اور گلشن توحید کی بہار دکہاؤن۔

اندر آ در گلستان از مزبلہ ۔ چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ

ترجمہ: مزبلہ سے باغ مین آ پر شعور ۔ تونے دیکہا ہے اندہیری گہر مین نور

بے توقف زود تر در نہ قدم ۔ زین چہ بیرون سوے باغ ارم

ترجمہ: بے تامل جلد رکہ آگے قدم ۔ کر سفر یہان سے سوے باغ ارم

شرح: حضرت علی کہتے ہین کہ اے پہلوان کفر و معصیت کے ڈلاؤ خانہ سے نکلکر باغ ایمان و عرفان کی طرف چلا آ۔ کیونکہ تو نے ظلمت کفر کی حالت مین اسلام کی روشنی کا تہوڑا بہت جلوہ دیکہہ لیا ہے۔ دوزخ یعنی طبیعت حیوانی کے گہرے کنوین سے نکل اور بلا توقف باغ جنت کی طرف چل۔

ہم بنر دش گفت از بہر خدا ۔ شرح کن این راو بینید ہم بلا

ترجمہ: پہلوان نے پہر کہا بہر خدا ۔ بہید کی کہول دو علی مرتضےٰ

شرح: یعنے حضرت علی کے مقابل پہلوان مذکور نے یہ کہا کہ اے علیؓ میرے قتل نہ کرنے کی راز کو بیان کر دیجے۔ اور مجہے اپنی غلامی مین ضرور قبول فرمایئے۔ یعنے انکشاف راز کے بعد کلمہ شہادت پڑہا چاہیئے

گفتن امیر المومنین علی با قرین خود کہ سبب ناکشتن تو چہ بود و مسلمان شدن او بدست حضرتؓ

ترجمہ: حضرت علی کا اپنے حریف یعنے پہلوان مذکور سے اسکے قتل نکرنیکا سبب بیان کرنا اور اسکا حضرت کے ہاتہ پر مسلمان ہونا

گفت امیر المومنین با آن جوان ۔ کہ بہنگام نبرد اے پہلوان

ترجمہ: مرتضےٰ نے یہ کہا سن اے جوان ۔ لڑتے وقت اُس روز تو نے ناگہان

چون خدو انداختی بر روے من ۔ نفس جنبید و تبہ شد خوے من

ترجمہ: تہوک مارا تہا مرے منہ پر تمام ۔ غصہ مجکو آگیا تہا لا کلام

نیم بہر حق و شد و نیمے ہوا ۔ شرکت اندر کار حق نبود روا

ترجمہ: آدہا حق کا حصہ آدہا نفس کا ۔ کام مین حق کے نہین شرکت روا

شرح: یہ اشعار قطعہ بند ہین یعنے حضرت علی نے پہلوان سے کہا کہ جب تو نے میرے منہ پر تہوک دیا تہا

تو میرے نفس مین حرکت یعنے سخت اشتعال و جوش یا غصہ پیدا ہو گیا تہا۔ اور خوشئے اخلاص خراب ہو کر آدہی اللہ تعالے کے لیئے ہو گئی تہی اور آدہی خواہش نفس کے لیئے یعنے یہ خیال پیدا ہو گیا تہا کہ یہ شخص دو سیبون (کو) اور منہ پر تہوکدینے کی گستاخی) کے باعث ضرور واجب القتل ہو گیا ہے مگر چونکہ خدا کے کام (کفر کے باعث تیرے قتل کر دینے) مین شرکت نفس نا جائز تہی اسلیئے مینے تجہے چہوڑ دیا۔

تو نگار یدۂ کف مولیستی — آنِ حقی کردۂ من نیستی

ترجمہ: تو ہے مصنوع خدا اے ہمنشین — اور بندہ حق کا ہے میرا نہین

نقش حق را تو بامر حق شکن — بر زجاجۂ دوست سنگ دوست زن

ترجمہ: نقش حق کو امر حق سے توڑ یار — اسکے شیشہ پر اسی کا سنگ مار

شرح یعنے اے پہلوان تو خدا کے ہاتہ کا بنایا ہوا ہے میرے ہاتکا نہین ہے اسلیئے مین تیرے بگاڑنے (مارڈالنے) کی قدرت نہین رکہتا کیونکہ خدا کے بنائے ہوے نقش کو اسکے حکم سے بگاڑنا اور اسکے شیشۂ نفس کو اسکے سنگ حکم سے توڑنا چاہیئے اسمین خواہش کا شریک کرنا حرام ہے۔

گبر این بشنید و نورے شد پدید — در دل او تا کہ زنارے برید

ترجمہ: یہ سُنا جب نور پیدا ہو گیا — توڑ کر زنار حق کا ہو گیا

گفت من تخم جفا مے کاشتم — کہ ترا نوع دگر پنداشتم

ترجمہ: یہ کہا تخم جفا بوتا تہا مین — اور تجہے کچہہ اور ہی سمجہا تہا مین

شرح یعنے پہلوان نے یہ سنکر زنار کفر توڑ دیا۔ اور اسکے دل مین نور ایمان نے جگہ کر لی۔ اور وہ حضرت علی سے یہ کہنے لگا کہ اس سے پہلے مین اپنی جان پر ستم کرتا تہا کہ آپ کو دوسری طرح کا آدمی یعنے اہل ہوے گمان کرتا تہا۔ حالانکہ آپ اس گمان سے بالکل پاک ہین اور مین آپکے باخدا ہونے پر ایمان لایا ہون

تو ترازوے احد خو بودۂ — بل زبانۂ ہر ترازو بودۂ

ترجمہ: تو ترازوئے احد خو ہے ضرور — اور زبان ہر ترازو ہے ضرور

تو تبار و اصل و خویشم بودۂ — تو فروغ شمع کیشم بودۂ

ترجمہ: تو ہے میرا خاندان و اہل و خویش — اور تو نور فروغ شمع کیش

شرح یعنے اے علیؓ آپ عدل و استقامت و راستی کی مجسم ترازو اور احد خو یعنے متخلق باخلاق اللہ ہین بلکہ آپ ہر ترازو کی زبان یعنے طرح کے اخلاق حمیدہ کے لیئے بمنزلۂ معیار ہین آپ کی ذات سے عموماً مخلوق کو ظاہری و باطنی فیض پہنچتا ہے۔ اور آپ میرے اصل و اہل اور یگانے یعنے کفر سے بچانے مین مددگار ہین

من غلام آن چراغ چشم جو ‌ ‌ کہ چراغت روشنی پذرفت ازو

ترجمہ — اُس چراغ چشم کا ہون مین غلام ‌ ‌ جس سے تو روشن ہے اے عالیمقام

من غلام موج آن دریای نور ‌ ‌ کو چنین گوہر درآرد در ظہور

ترجمہ — بندہ اُس دریاے انور کا ہون مین ‌ ‌ ایسے موتی جس سے ظاہر ہوتے ہین

عرضہ کن بر من شہادت را کہ من ‌ ‌ مر ترا دیدم سر افراز زمن

ترجمہ — مجکو تو کلمہ پڑہا دے میری جان ‌ ‌ دیکہتا ہون تجکو ممتاز زمان

شرح پہلوان کہتا ہے کہ اے علی مین اُس آنکہون کے ڈہونڈہنے والے چراغ (حضرت محمد مصطفے) کا غلام ہون کہ جس سے تیرے چراغ دل نے روشنی حاصل کی ہے۔ اور دریائے نور (احمد مجتبے) کا بندہ ہون جسمین سے ایسے ایسے موتی نکلتے ہین۔ جیسا کہ تو ہے مجھے کلمۂ شہادت تلقین فرما کر مسلمان کریجیے۔

قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او ‌ ‌ عاشقانہ سوئے دین کردند رو

ترجمہ — اور پچاس اکبار اُسکی قوم کے ‌ ‌ دین برحق سے مشرف ہوگئے

شرح یعنے وہ پہلوان اور اُسکی قوم کے تقریبًا پچاس آدمی ایمان وعرفان سے بہرہ یاب ہوگئے۔

او بہ تیغ حلم چندین حلق را ‌ ‌ وا خرید از تیغ و چندین خلق را

ترجمہ — شیر حق کی حلم کی تلوار سے ‌ ‌ تیغ آہن سے بچے اتنے گلے

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر ‌ ‌ بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

ترجمہ — حلم کی تلوار بیشک تیز ہے ‌ ‌ فوج سے زائد ظفر انگیز ہے

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے حضرت علی رض نے اتنی گردنون اور اتنی مخلوق کو تیغ علم کے باعث آہنی تلوار کی زد سے بچا لیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ تیغ حلم تیغ آہن سے زیادہ تیز بلکہ صد لشکرون سے زیادہ ظفر انگیز ہوتی ہے

خاتمۂ دفتر اول مثنوی

ترجمہ — مثنوی کے دفتر اول کا خاتمہ

اے دریغا لقمۂ دو خوردہ شد ‌ ‌ جوشش فکرت از آن افسردہ شد

ترجمہ — کہا لیئے دو ایک لقمے حیف ہے ‌ ‌ جوشش فکرت ہے اب افسردہ شئے

شرح چونکہ لذات جسمانی کا ترک اصل تصوف ہے اسلیے مولانا نے دفتر اول کو اسی ترک لذات کی تاکید پر تمام کیا ہے اس شعر مین لقمہ سے ارتکاب لذات نفسانی اور مشاغل جسمانی مراد ہین اور خوردہ شد مستمعان سے متعلق ہے یعنے جبکہ مثنوی سننے والے مشاغل جسمانیہ مین مصروف ہوگئے۔ تو جوش فکر جو اسرار کو بیان کر رہا تہا کم ہو گیا

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب سننے والے متوجہ نہیں ہوتے تو سنانے والیکا جوش تقریر جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ مولانا (روے در کشیدن سخن از ملالت مستمعان) مین فرما چکے ہین۔ دوسرے معنے جو خاکسار شارح کو ایک اہل اللہ اور واقف رموز مثنوی سے معلوم ہوے ہین یہ ہین کہ مولانا قدس سرہ تہجد کے وقت اشعار مثنوی تصنیف فرمایا کرتے تھے اور مولانا حسام الدین لکھتے جاتے تھے کسی شب قدرے غذاکی زیادتی کے باعث مولانا حسام الدین اونگھہ گئے۔ اور مولانا قدس سرہ کا جوش فکر اشعار جاتا رہا اور چونکہ صوفیون کا قال بعینہ انکا حال ہوتا ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے وہی حال درج فرما دیا جو شب کو گذرا تہا۔ آئیندہ اشعار کے لحاظ سے یہ دوسرے معنے نہایت مناسب ہین۔ چنانچہ ذہن سلیم اور عقل مستقیم خود گواہ ہے۔

	گندمے خورشید آدم را کسوف	چون ذنب شعشاع بدری را خسوف
ترجمہ	مہر آدم کو گہن گندم سے ہے	ہے ذنب سے چاند اک تاریک سے

شرح یعنے گیہون کے دانے (غذائے ظاہری) آفتاب مراتب حضرت آدمؑ کے لیئے اسطرح باعث کسوف ہوگئے جسطرح ستارۂ ذنب ماہ کامل کی روشنی کے لیئے موجب خسوف ہوجاتا ہے اہل ہیئت کا قول ہے کہ جب پورا چاند ستارۂ ذنب سے متصل ہوجاتا ہے تو گہن مین آجاتا ہے اسیطرح گیہون کہانے سے حضرت آدمؑ کے مراتب کا آفتاب گہن مین آگیا اور جنت سے محنتون اور بلاؤن کے گہر (دنیا) مین اتارے گئے شعشاع بمعنے روشنی ہے۔ کسوف وخسوف کی مفصل شرح حصہ اول مین بیان ہوچکی ہے۔

	اینت لطف دل کہ از یکمشت گل	ماہ او چون می شود پروین گسل
ترجمہ	اللہ اللہ کسقدر ہے لطف دل	اسکو گہنا دیتی ہے اک مشت گل

شرح اینت کلمۂ تحسین وتعجب ہے بمعنے زہے اور مشت گل سے ظاہری غذا مراد ہے اور پروین اُن چہوٹے چہوٹے ستارون کا نام ہے جنکو ثریا اور جہمکا کہتے ہین یعنے انتہا طیب دل لطیف شئے ہے کہ اسپر غذا کی لطافت وکثافت کا اثر ضرور پڑتا ہے لقمۂ حلال نور ہوتا ہے اور لقمہ حرام نار بلکہ صحبت کے سبب غیر کی لطافت وکثافت کا اثر بہی دوسرے پر پڑجاتا ہے۔ چنانچہ مولانا حسام الدین کے قدرے زیادہ غذا کہانے یا سننے والون کے لذات جسمانیہ مین مشغول ہونے کا اثر ہمارے دل پر پڑا اور دل کا چاند جو انوار حقایق کا فیضان کر رہا تہا گو بجائے خود روشن ہے مگر پروین گسل یعنے اسرار وحقایق کے ستارون کو توڑنے اور غائب کرنے والا ہوگیا ہے یعنے جسطرح چاند روشن ہوکر چہوٹے چہوٹے ستارون کی روشنی فنا کردیتا ہے اسیطرح سننے والون کی کثافت اور اشتغال لذات جسمانیہ کے باعث اسرار کے ستارون کی روشنی سب طرف سے سمٹ کر دل کے چاند مین مخفی ہوجاتی ہے مطلب یہ کہ سننے والون کی غفلت کے باعث ہم مین قوت بیان اسرار نہین رہی۔

نان چو معنی بود خوردش سود بود ‏ چونکه صورت گشت انگیزد جحود

ترجمہ: ہے غذائے معنوی بیشک مفید ‏ ظاہری کرتی ہے سرکش اسے عنید

شرح - بود فعل ناقص ہے اور معنی اسکا اسم ہے - اور لفظ نان خبر اور معنی سے غذائے روحانی و علم معرفت مراد ہے یعنے جبتک غذائے روحانی یا علم معرفت انسان کے لیے بمنزلہ نان ہے تب تک سراسر فائدہ رساں ہے - اور جب وہ صورت یعنے ظاہری غذا اور لذت جسمانی میں گرفتار ہوجاتا ہے تو یہ ظاہری غذا احکام الٰہی اور شریعت وطریقت کی پابندی سے انکار اور سرکشی پیدا کر دیتی ہے - دیکھیے اکثر لذات جسمانی مین محو ہو جانے والے خدا سے سربسر غافل ہین اور لذات کی پابندی سنے ہزاروں کو گمراہ کر دیا ہے -

ہمچو خار سبز کاشتر مے خورد ‏ زان خورش صد نفع و لذت مے برد

ترجمہ: سبز کانٹے اونٹ کھاتا ہے بہت ‏ اور لذت اس سے پاتا ہے بہت

چونکہ آن سبزیش رفت و خشک گشت ‏ چون ہمان را می خورد اشتر بدشت

ترجمہ: اور جب دم خشک ہو جاتے ہین وہ ‏ جنگلوں مین اونٹ پھر کھاتے ہین وہ

مے درانَد کام و لنجش اے دریغ ‏ آنچنان وردِ مربّے گشت تیغ

ترجمہ: حلق و لب ہوتے ہین زخمی اے دریغ ‏ پہلے جو گلقند تھا اب ہے وہ تیغ

شرح - یہ تینوں شعر قطعہ بند ہین جنمین غذائے معنوی و ظاہری کے فرق کو ایک تمثیل مین بیان کیا گیا ہے یعنی معنوی غذا سبز کانٹوں کی مانند ہے جنکو اونٹ بڑے مزے سے کھاتا ہے - لیکن وہی سبز کانٹے جب خشک ہو جاتے ہیں تو اونٹ کے تالو اور ہونٹوں کو زخمی کر دیتے ہین اور وہ سبز کانٹے جو اونٹ کے نزدیک گلقند کی طرح خوشگوار تھے تلوار بنجاتے ہین - اسی طرح انسان کے لیے معنوی غذا نہایت مفید ہے اور ظاہری لذات کی طرف متوجہ ہونا سخت نقصان پہنچاتا ہے - لنج بضم لام وسکون نون بمعنی لب اور وَردِ مربّے بمعنی گلقند ہے مطلب یہ کہ ظاہری غذا کی لذتوں مین مصروف رہنا انسان کے لیے سخت مضر ہے

نان چو معنی بود آن خار سبز ‏ چونکہ صورت شد کنون خشک ست و گبز

ترجمہ: سبز کانٹے ہین غذائے معنوی ‏ ظاہری روٹی ہے اک سوکھی ہوئی

شرح - یعنی غذائے معنوی نہایت لطیف و خوشگوار اور سبز کانٹوں کی مانند ہے اور غذائے ظاہری سوکھی روٹی کی طرح باعث ضرر اور دیر ہضم ہے - گبز بمعنے قوی دسطبر و ضخیم یعنے سخت و دیر ہضم ہے

تو بدان عادت کہ او را پیش ازین ‏ خوردہ بودی اے وجود نازنین

ترجمہ: پہلی عادت کے مطابق بالیقین ‏ کھا رہا ہے تو اسے اے نازنین

شرح وجود نازنین سے مرد انسان ہے جو بمقتضائے خلق الانسان ضعیفا نہایت ناتوان ہے

بعد ازان کامیخت معنی باثری	بر ہمان بو میخوری این خشک را
وہ غذا اس وقت خاک آلودہ ہے	**ترجمہ** کہارہا ہے تو اسے بیہودہ ہے

شرح- یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے ایمخاطب تو نے غذائے ظاہری کہانے سے پہلے عالم ازل مین غذائے معنوی کہائی تھی- یعنے تعلق روح وجسم سے پہلے لذات جسمانی سے بالکل پاک او فیضان الٰہی سے خوش تہا مگر افسوس کہ بعد تعلق روح وجسم تو صوری غذا کو اسی طرح خوش ہوکر کہاتا ہے جسطرح معنوی غذا کو کہاتا تہا حالانکہ تو اس پر غور نہین کرتا کہ وہ غذائے معنوی جو تجہکو وجود ظاہری سے پہلے ملتی تہی اب تیرے تجسم ہونیکے سبب دوسری صورت مین منتقل ہوگئی ہے- یعنے اب اللہ تعالےٰ غذا کو خاک آلود کرکے زمین سے اُگاتا ہے تاکہ جسم کی پرورش ہو- اسلئے اس غذا مین کثافت بہی ملگئی ہے ایمخاطب کثیف کی طرف زیادہ توجہ نکر ورنہ توخود کثیف ہوکر پستی کی طرف مائل ہوجائیگا اور آخرت کے بلند مرتبون سے محروم رہے گا-

زان گیاہ اکنون بپرہیزای شتر	گشت خاک آلود و خشک و گوشت بُر
اے شتر اس گہاس سے پرہیز کر	**ترجمہ** سوکہے کانٹون کی طرح ہے پر خطر

شرح- یعنے غذائے ظاہری خاک آلود اور خشک اور تالو یا لب کا گوشت کاٹ دینے والی یعنے اہل اللہ کے حق مین نہایت مضرت رسان ہوگئی ہے اے مومن اب گہاس یعنے غذا سے پرہیز کر **فائدہ**- خاکسار شارح نے شتر سے مومن اس لئے مراد لیا ہے کہ صحیح حدیث مین موجود ہے- اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ- یعنے مومن مہار والے اونٹ کی طرح خوش اخلاق اور نرم خو ہوا کرتے ہین- اس سے معلوم ہوا کہ کا فرشتر بے مہار ہیں اور یہ بہی صحیح حدیث مین موجود ہے کہ مومن ایک انتڑی میں اور کافر سات انتڑیون مین کہاتا ہے یعنے کفار بندۂ شکم ہوتے ہیں اور خوب ادہوڑی تان تان کر کہاتے ہیں اور مومن کی خوراک بہت کم ہوتی ہے- اس سے صاف ظاہر ہے کہ ظاہری غذا کفار کا دین ایمان ہے اور مومن اس سے بقدر ضرورت حصہ لیتا ہے + اور اپنی تمام اوقات اور ہمت کو روٹی کمانے اور ہضم کرنے اڑانے مین ہرگز صرف نہین کرتا

آب تیرہ شد سر چہ بند کن	سخت خاک آلودہ مے آید سخن
اب تیرہ ہے کنوین کو بند کر	**ترجمہ** باتین خاک آلودہ ہین اب سر بسر

شرح یعنے اسے حسام الدین تیری قدر زیادہ غذا کہانے یا سننے والونکی لذات جسمانیہ مین مصروف ہونے کے باعث میرے دل سے خاک آلودہ (غیر مفید) باتین نکلتی ہین- اور آب زلال سخن تیرہ و مکدر ہوگیا ہے- اب تو میرے چاہ قلب کو جس سے یہ پانی نکلتا تھا بند کردے یعنے تصنیف مثنوی کی فرمایش نکر- کیونکہ جبتک

صفائی قلب اور افاضۂ ربانی اور الہام رحمانی نہو تکلف کے ساتھ کلام کرنا اہل تصوف کے نزدیک ناجائز ہے اس لئے کہ الہام ایسی چیز نہین کہ کوئی مدعی زبردستی اپنی ذات کو اوسکا مورد بنا سکے۔

	تا خدایش باز صاف و خوش کند	آنکہ تیرہ کرد ہم صافش کند
ترجمہ	صاف کرے تا خدا اسے با صفا	تیرہ کرنے والا بخشے تا صفا

شرح یعنے اے حسام الدین مجھ سے اُس وقت تک تصنیف مثنوی کی فرمائش نکر جبتک کہ خدا اوس خاک آلود سخن کو صاف اور اُس آب زلال معنی کو جو مکدر ہوگیا ہے پاک نہ کردے اور یہ بات لذات جسمانیہ پر صبر کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ خود فرماتے ہین کہ۔

	صبر آرد آرزو را اے شتاب	صبر کن واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	صبر سے ہوتا ہے انسان کامیاب	صبر کر۔ واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے صبر کرنے سے تمام آرزوئین حاصل ہوجاتی ہین اور جلد بازی اکثر کام بگاڑ دیتی ہے۔ اے مخاطب لذات جسمانیہ حاصل کرنے سے صبر کر۔ ایک دن تیری مراد (حصول مرتبۂ عرفان) ضرور برآئیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید مین فرماتا ہے "اللہ مع الصابرین۔ یعنی خدا صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے۔ فصبرٌ جمیلٌ یعنے صبر کرنا نہایت اچھی صفت ہے۔ یہ صبر ہی کا نتیجہ تہا کہ یوسف علیہ السلام مدتون کے بعد یعقوب علیہ السلام سے آملے اور یہ صبر ہی کا پہل تہا کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح مین آگئین اور انکے پیٹ سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے۔ دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب یا اے حسام الدین ہمنے تجھے اچھی طرح سمجھا دیا ہے اور پورے طور پر مرتبہ صبر کی تلقین کردی ہے آیندہ حقیقت حال خدا کو معلوم ہے اور اپنے بھید وہ ہی خوب جانتا ہے انسان کو اسرار الٰہی معلوم کرنے کے لئے تکلیف شریعت اور ریاضت طریقت اور نفس کشی پر بے انتہا صبر کرنا لازم ہے جو لوگ خدا کے رستے مین محنت ومشقت نہین اُٹھا سکتے انکو روحانی لذت اور اُخروی راحت ہرگز نصیب نہین ہوتی۔

فائدہ ۔ چونکہ اولیا اللہ کا کلام الہامی ہوتا ہے اور وہ معرفت کے نکتے اپنے ذہن سے تراش کر بیان نہین کیا کرتے اسلئے مولانا قدس سرہٗ نے مولوی حسام الدین کو صبر کی تاکید فرماکر دفتر اول ختم کرنے کے بعد دفتر دوم کی تصنیف وتالیف موقوف فرمادی تھی اور دوسرا دفتر ایک مدت کے بعد لکھنا شروع کیا تہا چنانچہ مولانا علیہ الرحمتہ شروع دفتر دوم میں اسکی تصریح فرمائینگے اور ہم رسالہ مشخشو شرح اردو دفتر دوم مثنوی مولانا روم مین اسکی وجہ مفصل طور پر بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

فقط

خاتمۂ طبع کتابِ مرقوم شرح اُردو مثنوی مولانا روم

بحمد اللہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب انیس الابرار و مفتاح الاسرار - کلید مشکلات تصوف و عرفان و کشاف معضلات مسائل ایقان خضر بیابان شریعت و شمع انجمن طریقت - قمر آسمان حقیقت و شمس انوار علوم معرفت معنی کشائے خلق عظیم و ہادی گمرہان صراط مستقیم ا موسوم بہ کتابِ مرقوم شرح اردو دفتر اول مثنوی مولانا روم بتاریخ ہفتم ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۸۹۸ء بروز مبارک جمعہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوئی اور چراغ منزل عرفان و یقین ہوئی مالکان مطبع احسن المطابع دہلی نے اس کتاب کے چھپوانے مین بڑی لاگت لگاکر دونون حصون کی رجسٹری کرائی ہے اور شارح نے اسکی شرح لکھنے اور اردو نظم کا ترجمہ کرنے مین اپنی جان پر بڑی سخت محنت اٹھائی ہے اس لئے تمام ناظرین سے عموماً اور مالکان مطابع سے خصوصاً یہ عرض ہے کہ اس کتاب کے چھپوانے یا چھاپنے کا قصد نفرمائین اور امید نفع کے بدلے نقصان نہ اُٹھائین - ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون ہم سے منگالین اور تاجر یا بہت سے نسخون کے خریدار معقول کمیشن لے کر خاطر خواہ فائدہ اوٹھالیں دونوں حصون یعنی کامل دفتر اول کی شرح کی قیمت سچنۃ مبلغ پانچ روپے مقرر ہے اور اکھٹے کے خریدارون سے بہرحال رعایت مدنظر ہے - انشاء اللہ تعالے مسک مختوم شرح اردو دفتر دوم مثنوی مولانا روم اسی احسن المطابع دہلی مین عنقریب چھپنی شروع ہوجائیگی اور اسی طرح مثنوی مولانا روم کے چھہون دفترون کی شرح اردو شائقین تصوف و عرفان کے مطالعہ مین آئیگی - واللہ المستعان و علیہ التکلان

اطلاع - اس نایاب کتاب یعنے کتابِ مرقوم شرح اردو دفتر اول مثنوی مولانا روم کے دونوں حصون کی رجسٹری اسکے شارح مولوی محمد عبد الرحمن صاحب راسخ دہلوی نے ہمیشہ کے لئے مالکان احسن المطابع کو دیدی ہے اور یہ کتاب حسب ضابطہ داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ عالیہ ہوچکی ہے - لہذا اہل مطابع کی خدمت مین عرض ہے کہ بلا اجازت مالکان مطبع احسن المطابع ہرگز ان دونون حصون مین سے کسی حصہ کسی جزو یا ورق کسی شعر کو نہ چھاپین اور نفع کی امید مین نقصان نہ اُٹھائیں -

المشتہران

خاکسار عبد الغنی و حافظ محمد احسان الحق مالکان احسن المطابع دہلی کوچہ میر عاشق